قراءات نمبر 4

قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ

طالبانِ علم کا علمی وفکری مجلہ

رُشد

ششماہی لاہور

جنوری 2019ء

سرپرست

ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی

رئیس جامعہ لاہور الاسلامیہ

ڈاکٹر احمد عیسیٰ المعصراوی

رئیس کلیۃ القرآن الکریم جامعہ ہذا

إنَّ القرآنَ أنزِلَ على سبعةِ أحرفٍ، كُلُّها شافٍ كافٍ (الحديث)

إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون

علم توجيه القراءات

علم التحريرات

علم الوقف

علم الفواصل

علم الضبط

www.KitaboSunnat.com

پیشکش

كلية القرآن الكريم والعلوم الاسلامية

ANDROID
SCAN ME
MEDIA
عظیم خوشخبری
اردو اسلامی PDF کتب
کے دنیا کے سب سے بڑے مرکز تک رسائی اب ہوئی بے حد آسان
کتاب و سنت (محدث) لائبریری
انڈروئڈ ایپ Android app
ایپ ڈاؤنلوڈ کیجئے اور دس ہزار کے قریب کتب سے استفادہ کیجئے
کتب کا آن لائن مطالعہ یا موبائل میں ڈاؤنلوڈ کرنے کی سہولت موجود
متعدد شعبہ ہائے حیات سے متعلق درجنوں موضوعات پر ہزاروں کتب دستیاب
Visit Our Website
WWW.KITABOSUNNAT.COM
Available on the iPhone
App Store
GET IT ON
Google Play

طالبانِ علوم کا علمی و فکری مجلہ
ششماہی رُشد لاہور
جلد 22 | جنوری 2019ء | شمارہ: 1

نگران
شیخ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی
مؤسس ورئیس کلیۃ القرآن، لاہور
شیخ القراء الشیخ عمرو عبداللہ حلوانی
المشرف لموسوعۃ القراءات القرآنیۃ

مدیر اعلیٰ
ڈاکٹر قاری انس نضر مدنی
مدیر مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

مدیر
ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی
عمید کلیۃ القرآن الکریم، لاہور

نائب مدیر
حافظ عبدالرحمن عزیز
مدیر کلیۃ القرآن للبنات، لاہور

آئینہ رشد

ادارِیہ

- اوپن یونیورسٹی کی قراءات کانفرنس — ڈاکٹر حافظ طاہر اسلام — 5

تعارف واہمیت قراءات

- متنوع قراءات کی حجیت — ڈاکٹر احمد عیسیٰ المعصراوی — 11
- حجیت وثبوت قراءات — قاری محمد ادریس العاصم — 18
- اختلاف قراءات اور حدیث نبوی — ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی — 39
- علم قراءات: بنیادی اصطلاحات کا تعارف — قاری محمد مصطفیٰ راسخ — 52
- کثرت تلاوت قرآن کے فائدے — ڈاکٹر محمد اسحاق زاہد — 65
- قاریٔ قرآن کی عظمت اور بعض خواب — قاریہ منتہیٰ حنیف — 67
- کاش میں قرآن میں مشغول ہوتا!! — ادارہ — 75
- جس سینے میں قرآن ہو اسے آگ نہیں جلاتی — قاری نوید نذیر — 80
- روس میں جب قرآن پر پابندی لگی — 82
- سورۃ البقرہ کی تلاوت کے دوام پر انعامات — ڈاکٹر احمد عیسیٰ المعصراوی — 84
- مطالعہ قرآن اور بڑھاپا — وحید الدین خان — 86

مباحث قراءات

- طلبہ قراءات کے لیے ضروری علوم — الشیخ محمد بن عبدالسلام — 87
- قراءات کا اجازہ دینے کے اصول — قاری محمد مصطفیٰ راسخ — 102

بیاد
شیخ القراء قاری محمد اسلم رحمہ اللہ
شیخ القراء قاری محمد یحییٰ رسولنگری رحمہ اللہ
شیخ القراء قاری محمد ادریس العاصم رحمہ اللہ

مجلس مشاورت
ڈاکٹر قاری احمد میاں تھانوی حفظہ اللہ
قاری محمد عزیر عبدالحق حفظہ اللہ
قاری صہیب احمد میر محمدی حفظہ اللہ
ڈاکٹر حافظ حسین ازہر حفظہ اللہ
ڈاکٹر حافظ حسن مدنی حفظہ اللہ

زرِ تعاون 500 عام قیمت

دفتر رابطہ 99 جے ماڈل ٹاؤن، لاہور، پاکستان
042-35866396 042-35866476
Email:rasikh300@gmail.com

ترسیل
مولانا محمد اصغر 0305-4600861
دار المصنفین 0321-3869507

Publisher: Hafiz Abdul Rahman Madni

رشد کتاب وسنت میں فہم سلف کے مطابق، آزادانہ بحث وتحقیق کا حامی ہے۔ ادارے کا مضمون نگار حضرات سے کلی اتفاق ضروری نہیں ہے

www.KitaboSunnat.com

- جب اجازہ طلاق کی مانند ہو جائے | الشیخ بدر بن علی | 113
- مختلف قراءات میں مطبوع مصاحف | قاری ابو بکر العاصم | 115
- قراءات پر مشتمل مصاحف کا مطالعہ | ڈاکٹر رشید احمد تھانوی | 117
- کلمہ قرآنی ضعف کا اعراب | قاری محمد صدیق سانسروی | 132
- زیادات الشاطبیة علی التیسیر | الشیخ ابو الخیر عمر مالم اَبہ | 138
- سبعہ احرف اور سبعہ قراءات میں فرق | امام ابن الجزری | 145
- قراءات عشرہ صغریٰ کے اجراء پر مشتمل کتب | قاری محمد سلیمان اکرم | 161

فقہی مباحث

- طلبہ کو سزا دینے کے اصول و ضوابط اور حکم | مولانا عبد الرحمن عزیز | 170
- حسن صوت کی بنیاد پر امام مقرر کرنا | مولانا عبد الرحمن عزیز | 182
- حالت حیض میں قرآن پڑھنا | حافظ صلاح الدین یوسف | 195
- مدت تکمیل تلاوتِ قرآن مجید | مولانا غلام مصطفیٰ ظہیر | 213
- ختم قرآن کے موقعہ پر دعا کرنا | ڈاکٹر ایہاب فکری | 219
- نماز میں مصحف سے دیکھ تلاوت کرنا | مولانا غلام مصطفیٰ ظہیر | 232
- قرآن مجید حفظ کرنا افضل ہے یا ناظرہ؟ | مولانا عبد الرحمن عزیز | 236
- حفظِ قرآن کے دوران جسمانی حرکت | قاری علی اکبر | 248
- قرآن کا ورق پلٹنے کے لیے لعاب کا استعمال | ڈاکٹر عبید الرحمن محسن | 252
- قرآن مجید پر دوسری کتب رکھنا | مولانا عبد الرحمن عزیز | 255
- محافل حسن قراءت، ثبوت | پروفیسر عبید الرحمن محسن | 257
- قرآن مجید کو پڑھتے وقت رونے کا حکم | الشیخ بکر عبد اللہ ابو زید | 260
- 'ضاد' کو ظا یا دال سے بدلنے کا حکم | الشیخ محمود عبد الرحمن یحییٰ | 265
- کیا قرآن مجید کو مجہول پڑھنا جائز ہے؟ | استاذ احمد جمال مصباحی | 276

تحقیق و تنقید

- تکبیرات بزی؛ تحقیقی جائزہ | ڈاکٹر ایہاب فکری | 278
- اذان میں کی جانے والی غلطیاں | الشیخ عبد السلام الشویعر | 285

جامعة لاهور الاسلامية

معاونین

قاری خالد فاروق
قاری محمد مصطفیٰ راسخ
قاری محمد فیاض منیر
قاری فہد اللہ مراد
قاری عبد السلام عزیزی
قاری محمد ریاض عزیزی
حافظ عبد الحنان کیلانی
مولانا عطاء اللہ سلفی
قاری عبد الرحیم راسخ
قاری محمد عمر فاروقی
حافظ نعیم الرحمٰن ناصف
محمد شعیب خان
قاری علی اکبر النفیس

كلية القرآن الكريم والعلوم الإسلامية

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جامعۃ لاہور الاسلامیۃ

طالبان علم کا علمی وفکری مجلہ

ششماہی رُشد لاہور

اشاعت خاص

قراءات نمبر 4

- اللہ اکبر کا اعراب — قاری شہریار الحسن صدیقی 299
- قراءات عشرہ کبریٰ؛ ۸۰ ائمہ کی ثقاہت — مولانا محمد ابراہیم الحسینوی 309
- امام حفص؛ جرح وتعدیل کی میزان میں — مولانا ابوانس قیصر طیبی 322
- امام حمزہ؛ جرح وتعدیل کی میزان میں — مولانا ابوانس قیصر طیبی 330
- قراءت امام حمزہ پر اعتراضات کی حقیقت — عبد اللہ بن صالح العبید 338
- امام علی الکسائی؛ جرح وتعدیل کی میزان میں — مولانا ابوانس قیصر طیبی 368

فتنہ انکار قراءات

- روایاتِ حفص اور ورش کا تقابل — ڈاکٹر فیروز الدین شاہ کھگہ 381
- کیا قرآن حفظ کرنا بدعت ہے؟ — حافظ صلاح الدین یوسف 395
- کیا قرآن کریم روایت حفص پر ہے؟ — ڈاکٹر محمد اکرم ندوی 398
- کیا قرآن کی صرف ایک قراءت درست ہے؟ — مولانا عمران اسلم 401
- قراءات نمبرز پر منکرین حدیث کی بوکھلاہٹ — ڈاکٹر تنویر اقبال 403

قراءات کانفرنس اسلام آباد

- قراءت کانفرنس کے اغراض ومقاصد — ڈاکٹر محی الدین ہاشمی 417
- علم القراءات پر بین الاقوامی کانفرنس — ڈاکٹر عبد القیوم 419
- علم القراءات پر ایک منفرد کانفرنس — ڈاکٹر قبلہ ایاز 421
- علم القراءات کانفرنس؛ احسن اقدام — ڈاکٹر نور الحق قادری 423
- دوروزہ بین الاقوامی علم القراءت کانفرنس — مفتی شکیل احمد 425

انٹرویوز

- تدوین مصحف کب اور کیسے؟ — ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی 427
- آپا رضیہ مدنی؛ حیات وخدمات قرآنیہ — مولانا عبد الرحمن عزیز 434

سیر وسوانح

- امام مکی بن ابی طالب القیسی — قاری محمد طارق بلاکوٹی 450
- امام محمد بن یوسف جزری — قاری صہیب احمد میر محمدی 456

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

- کبار پاکستانی مشائخ قراءات کی لائبریریاں | قاری احمد میاں تھانوی | 467
- مسجدِ نبوی میں مخطوطاتِ قراءات | ڈاکٹر قاری محمد طاہر | 524

اشاریہ جات

- اشاریہ آیات قرآنیہ (قراءات نمبر ۱-۳) | ادارہ | 540
- اشاریہ احادیث (قراءات نمبر ۱-۳) | ادارہ | 562
- اشاریہ عربی اقوال قراءات نمبر ۱-۳ | ادارہ | 572
- اشاریہ اردو اقوال قراءات نمبر ۱-۳ | ادارہ | 588
- مضامین تجوید و قراءات کا ضمیمہ اشاریہ | محمد شفیق کوکب | 608
- علوم قرآنیہ پر جرائد کی خصوصی اشاعتیں | محمد شاہد حنیف | 625

تحریک کلیۃ القرآن

- کلیۃ القرآن الکریم لاہور؛ تعارف و نصاب | ادارہ | 637
- کلیہ میں فروغ قراءات کے حالیہ اقدامات | قاری عبد الرحیم راسخ | 654
- کلیۃ القرآن الکریم للبنات، لاہور | غزالہ خان | 661

رپوتاژ

- تقریب رونمائی موسوعۃ القراءات | مولانا محمد اصغر | 670
- محفل حسن قراءات کلیۃ القرآن ۲۰۱۶ء | قاری محمد ظہیر ادریس | 681
- محفل حسن قراءات کلیۃ القرآن ۲۰۱۸ء | مولانا محمد اسلم شاہد روی | 683

تبصرہ جات

- تبصرہ جات بر ششماہی رشد 'قراءات نمبرز' | ادارہ | 689

جامعۃ لاہور الاسلامیۃ

طالبان علم کا علمی و فکری مجلہ

ششماہی رُشد لاہور

اشاعت خاص

قراءات نمبر

4

کلیۃ القرآن الکریم والعلوم الاسلامیۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی قراءات کانفرنس

کسی بھی علم کی برتری معلوم کی فضیلت پر منحصر ہے؛ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو علم قراءات اعلیٰ ترین علوم میں شامل ہے، کیوں کہ اس کا موضوع کلامِ الٰہی یعنی قرآن مجید کے الفاظ و حروف ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کلام اللہ کے حروف و کلمات بہ تمام و کمال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح انھیں اُمت کو منتقل کیا۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق قرآن کریم سات حرفوں پر نازل کیا گیا، جس کا مقصد تلاوت میں آسانی اور سہولت پیدا کرنا تھا۔ اسی سے قرآن مجید کی قرأت کے مختلف لہجے اور اَسالیب رائج ہوئے، بعد ازاں یہ لہجے مختلف ائمہ کی نسبت سے معروف ہوئے جو دراصل نسبتِ شہرت ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ انھوں نے یہ از خود ایجاد کر لیے تھے، بل کہ ان سب کا سلسلہ تابعین عظام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہوتا ہوا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

قرآن حکیم کو اسلام کے دینی نظام میں جو مرکزیت اور اولیت حاصل ہے، اس کا لازمی تقاضا تھا کہ اس کے مختلف پہلوؤں کو تحقیق و جستجو کا موضوع بنایا جاتا، چناں چہ ایسا ہی ہوا جس کے نتیجے میں علوم القرآن کا ایک وسیع دبستان وجود میں آیا۔ پھر علوم القرآن میں علم القراءات ایک خاص گوشے کی حیثیت سے اہل فن کی توجہات کا مرکز بنا۔ اور اس کی ذیل میں مزید کئی علوم کا ظہور ہوا، جن میں متن قرآنی کی زبانی ادائیگی سے لے کر اس کے ضبط و املا تک کی تفصیلات شامل ہیں۔

قرآنِ مجید کے پڑھنے اور اصوات والحان سے لے کر اس کی تدوین و کتابت اور اعراب و حرکات تک اس کے بیسیوں پہلوؤں پر اہلِ فن کی تحقیقات ہمارے علمی ورثے کا حصہ ہیں، لیکن علم و تحقیق کا سفر ہمیشہ جاری رہتا ہے اور ہر فن میں نئے نئے مسائل و موضوعات سامنے آتے رہتے ہیں۔ یہ علمی ارتقا فنون کو نئی وسعتوں سے ہم کنار کرتا ہے۔ علم القراءات اگرچہ بنیادی طور سے توقیفی نوعیت کا ہے، مگر اس کے باوجود یہ بھی ارتقائی مراحل سے گزرا ہے اور عہدِ سلف سے عصرِ تدوین تک اور بعد اَزاں دورِ حاضر تک اس میں برابر قابل قدر اضافے ہوتے رہے ہیں۔ آج ضرورت اس اَمر کی ہے کہ اس عظیم الشان علمی ذخیرے میں نہ صرف یہ کہ مفید بڑھوتری لائی جائے، بل کہ یہ بھی ضروری ہے کہ اس فن کو تحقیق و تفحص کے عصری اسالیب میں علمی و فکری افق پر نمایاں کیا جائے۔ اس باب میں عالمِ عرب لائق رشک خدمات سر انجام دے رہا ہے، مختلف عرب ممالک میں کئی سرکاری یونی ورسٹیوں نے قراءات کے شعبے قائم کر رکھے ہیں جن میں انٹرنیشنل اسلامک یونی ورسٹی مدینہ منورہ، ام القریٰ یونی ورسٹی مکہ مکرمہ، طائف یونی ورسٹی طائف، دی ورلڈ اسلامک سائنس اینڈ ایجوکیشن یونی ورسٹی اردن، امام اعظم یونی ورسٹی کالج بغداد عراق قابل ذکر ہیں۔ ان اداروں میں بی ایس، ایم ایس اور پی ایچ ڈی کی سطح پر تخصص قراءات کی تدریس و تحقیق کا اہتمام ہے اور ان میں اب تک پچاسوں تحقیقی اور سندی مقالات لکھوائے جا چکے ہیں۔ لیکن دنیائے عجم میں اس حوالے سے زیادہ کام نہیں ہوا، اگر یہاں یونی ورسٹیوں میں کچھ مقالات لکھے بھی گئے ہیں تو مقالہ نگاروں کی ذاتی دل چسپی اور شوق کی بہ دولت، ورنہ جامعات کا اس میں خاص کردار نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ترویجِ قراءات کا کام یہاں زیادہ تر غیر سرکاری دینی مدارس میں ہوا ہے، جو بجائے خود تحسین و ستایش کا سزاوار ہے۔

اس خلا کو محسوس کرتے ہوئے کلیۂ عربی و علومِ اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی کے شعبۂ فکرِ اسلامی، تحقیق و ثقافت نے گذشتہ برس دوروزہ بین الاقوامی علم القراءات کانفرنس کا انعقاد کیا، جس کا تخیل ڈین کلیہ جناب پروفیسر ڈاکٹر محی الدین صاحب ہاشمی نے پیش فرمایا تھا۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ قراءات کے موضوع پر یہ کانفرنس پورے ایشیا میں کسی بھی سرکاری یونی ورسٹی میں اولین کانفرنس تھی۔ اس سے پہلے ایسی کوئی کانفرنس کسی یونی ورسٹی میں منعقد نہیں ہوئی تھی۔ راقم سطور کو کانفرنس کو آرڈی نیٹر کے طور پر اس کے محاور کی تیاری سے لے کر انعقاد تک کے تمام مراحل میں ذمہ داریاں نبھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

علم القراءات کانفرنس کے انعقاد کا اعلان ہوا تو ملک بھر میں اس فن کے شائقین اور اہلِ تخصص نے اس پر بہت مسرت کا اظہار کیا۔ دینی درس گاہوں میں اسے بہت سراہا گیا، مختلف اداروں کے مہتممین اور ذمہ داران نے رابطہ کر کے اپنی نیک تمناؤں سے نوازا اور اپنے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ سب سے پہلے وطن عزیز میں فن قراءات کے سرخیل استاذ القراء جناب ڈاکٹر قاری احمد میاں صاحب تھانوی حفظہ اللہ (مہتمم جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ، لاہور) بہ نفس نفیس اسلام آباد تشریف لائے اور جناب ڈین کلیہ ڈاکٹر محی الدین ہاشمی حفظہ اللہ سے ملاقات کی، جس میں کانفرنس کے حوالے سے تبادلہ خیال ہوا۔ محترم قاری صاحب نے کانفرنس کے موضوعات اور محاور کے سلسلے میں بہت سے مفید مشورے دیے، جن سے انھیں بہتر بنانے میں مدد ملی۔ انہوں نے بیرون ملک کے معروف قراء سے رابطوں میں بھی معاونت فرمائی۔ چنانچہ دکتور خالد احمد برکات مرحوم (شیخ عموم المقاری، لبنان) سے انھی کے ذریعے رابطہ ہوا، اور انھوں نے کانفرنس میں شرکت کی ہماری دعوت قبول فرمائی۔ علاوہ ازیں حضرت قاری احمد میاں تھانوی حفظہ اللہ اپنے ادارے سے پچیس کے قریب طلبہ اور اساتذہ کو بھی کانفرنس میں شرکت کے لیے ہم راہ لائے۔

اسی طرح کانفرنس کے متعلق مشاورت کی غرض ہی سے ممتاز دینی درس گاہ جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور کے کلیۃ القرآن الکریم والعلوم الاسلامیہ کے مدیر جناب ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ بھی محترم ڈین صاحب سے ملے اور اس ضمن میں اپنے بھرپور تعاون کی پیش کش کی۔ ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ علم القراءات کے حوالے سے کئی اہم پراجیکٹس پر کام کر رہے ہیں، جن میں ایک انٹرنیشنل پراجیکٹ ۲۰ اور ۸۰ مصاحف قراءات کی الگ الگ ترتیب و تدوین کا بھی ہے۔ اس سلسلے میں ان کا دنیا بھر کے ممتاز اور کبار قرائے عظام اور قراءات کے معروف اداروں سے مسلسل رابطہ رہتا ہے۔ اس کے علاوہ گذشتہ بیس برس سے وہ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں قیام اللیل کی امامت کے لیے کویتی حکومت کی دعوت پر کویت بھی جاتے ہیں۔ اسی دوران میں قراءاتِ عشرہ میں مکمل بیس قرآن مجید بھی ریکارڈ کرا چکے ہیں۔ پاکستان میں تدریس قراءات کے ساتھ ساتھ انھوں نے مجلہ رُشد کے تین ضخیم قراءات نمبرز بھی شایع کیے ہیں اور اب چوتھے، پانچویں اور چھٹے شمارے کی اشاعت کا اہتمام کر رہے ہیں۔ فن قراءات سے اپنی اسی وابستگی کی بنا پر انھیں علم القراءات کانفرنس کے انعقاد سے بھی بہت دل چسپی رہی اور انھوں نے عملاً بھی بہت تعاون کیا۔ محترم ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ نے کئی بین الاقوامی ماہرین قراءات سے ہمارا رابطہ کرایا، جن میں دکتور احمد عیسیٰ المعصراوی حفظہ اللہ (شیخ عموم المقاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المصریہ)اور دکتور یحییٰ الغوثانی حفظہ اللہ (مدرس مسجد نبوی ﷺ، مدینہ منورہ) شامل ہیں۔ محدود بجٹ کے سبب سے یونیورسٹی ان دونوں مشائخ کو مدعو نہیں کر سکتی تھی تو انھوں نے شیخ معصراوی کی آمد و رفت کے جملہ مصارف بھی اپنے ذمے لے لیے۔ اسی طرح شیخ الغوثانی کے ویزے میں حائل مشکلات اور رکاوٹوں کو بھی دور کیا اور اپنے ذاتی روابط کو بہ روئے کار لاتے ہوئے ان کے ویزے کا انتظام کیا۔ ملک کے نام ور مشائخ قراءات کو کانفرنس میں شرکت پر بھی انھی نے آمادہ کیا اور کئی حضرات کو وہ خود اپنے ہم راہ لاہور سے اسلام آباد لے کر آئے۔

ان کے علاوہ محترم قاری صہیب احمد میر محمدی حفظہ اللہ (مدیر کلیۃ القرآن الکریم و التربیۃ الاسلامیہ، قصور) نے بھی کانفرنس کو کام یاب بنانے میں خصوصی کردار ادا کیا۔ یہ سبھی ادارے اس وقت پاکستان میں فن قراءات کی تعلیم و تدریس اور نشر و ابلاغ میں بہت ہی نمایاں اور قابل قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور یہ سلسلہ کئی دہائیوں سے جاری ہے۔ ان کے مخلصانہ تعاون کے بغیر شاید کانفرنس کامیابی سے ہم کنار نہ ہو سکتی۔

محترم ڈین کلیہ نے کانفرنس کے اختتامی سیشن میں بجا طور پر ان کی بے لوث معاونت پر ان کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔

فجزاھم الله خیرا

کانفرنس کا مرکزی عنوان "علم القراءات: تاریخی مباحث اور عصری تحقیقات" تھا، جس سے اس فن کے ماضی سے حال تک کے ارتقائی مراحل اور جملہ مشمولات سے روشناس کرانا مقصود تھا۔ اس کے تحت چھے بنیادی محاور متعین کیے گئے:

(۱) علم القراءات: تعارف اور تاریخ
(۲) قراءات: ثبوت و حجیت
(۳) علوم القراءات: محتویات و مشتملات
(۴) علوم القراءات: اثرات و افادیت
(۵) ائمہ و مشاہیر قراءات: خدمت و ترویج فن
(۶) اختلاف القراءات: شبہات و اعتراضات

ان محاور کے مزید ذیلی موضوعات طے کیے گئے، جن کی مجموعی تعداد تیس کے قریب ہے۔ کانفرنس کے لیے مندرجہ بالا محاور کے تحت مقالات کا ملخص بھیجنے کا کہا گیا۔ پہلے مرحلے پر نوے کے قریب ملخص موصول ہوئے، جن کی جانچ کے لیے ماہرین فن قراءات پر مشتمل ریویو کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں جناب ڈاکٹر قاری احمد میاں تھانوی، محترم ڈاکٹر قاری تاج افسر، محترم ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی اور جناب قاری محمد رفیق حفظہم اللہ شامل تھے۔ ریویو کمیٹی کی جانچ پرکھ کے بعد ان میں سے ستر کو مقالات لکھنے کی دعوت دی گئی۔ بعد ازاں ان ستر میں سے پچاس کے قریب معیاری مقالات کو کانفرنس میں پیش کرنے کی منظوری دی گئی اور مقالہ نگاروں کو مقالہ پڑھنے کے لیے مدعو کیا گیا۔

کانفرنس کے افتتاحی سیشن میں ڈین کلیہ جناب پروفیسر ڈاکٹر محی الدین ہاشمی حفظہ اللہ نے کانفرنس کا تعارف اور اغراض و مقاصد پیش کیے اور شیخ الجامعہ عزت مآب جناب پروفیسر ڈاکٹر ضیاء القیوم حفظہ اللہ نے صدارتی خطاب فرمایا۔ اس سیشن کے مہمان خصوصی جناب ڈاکٹر قبلہ ایاز حفظہ اللہ (چیئرمین، اسلامی نظریاتی کونسل) تھے، جنھوں نے قراءات کے متعلق بڑی جامع گفت گو فرمائی۔ ان حضرات کی تقریریں اس شمارے میں شایع کی جا رہی ہیں۔ افتتاحی سیشن میں کلیدی خطبہ استاذ القراء ڈاکٹر قاری احمد میاں تھانوی حفظہ اللہ نے پیش فرمایا۔ اختتامی سیشن میں عزت مآب جناب ڈاکٹر نورالحق صاحب قادری حفظہ اللہ (وفاقی وزیر مذہبی امور) نے شرکت فرمائی اور قراءات کے موضوع پر اولین کانفرنس کے کام یاب انعقاد پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعبۂ فکرِ اسلامی کی کاوشوں کو سراہا۔ کانفرنس کے آخر میں تجاویز وسفارشات پر مبنی اعلامیہ جناب ڈاکٹر شاہ معین الدین ہاشمی حفظہ اللہ (صدر، شعبۂ سیرت، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی) نے پیش کیا۔

کانفرنس میں جہاں ملکی جامعات اور تحقیقی اداروں کے اساتذہ و محققین نے یونی ورسٹی کی دعوت پر اپنے مقالات پیش کیے، وہیں بین الاقوامی مقالہ نگار بھی مدعو تھے، مگر عین انھی دنوں وطن عزیز میں بھارتی جارحیت کے خطرے کے پیش نظر غیر معمولی حالات پیدا ہوگئے اور تمام فضائی پروازیں معطل کر دی گئیں، جس کی وجہ سے بیرون ملک مہمان تشریف نہ لاسکے۔ ان میں دکتور احمد عیسیٰ معصراوی حفظہ اللہ (شیخ عموم المقاری المصریہ)، دکتور یحیٰ الغوثانی حفظہ اللہ (مدرس مسجد نبوی، مدینہ منورہ)، دکتور خالد احمد البرکاتر (شیخ عموم المقاری، لبنان) اور ڈاکٹر یون المحمودی حفظہ اللہ (انڈونیشیا) شامل ہیں۔ تاہم پاکستان کے معروف اور ممتاز علمائے قراءات نے اس کانفرنس کو رونق بخشی، جن میں ڈاکٹر قاری احمد میاں تھانوی حفظہ اللہ، استاذ القراء قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ، شیخ القراء قاری محمد یحیٰ رسول نگری حفظہ اللہ، استاذ القراء قاری محمد عزیر حفظہ اللہ، شیخ القراء قاری محمد ابراہیم محمدی حفظہ اللہ اور قاری صہیب احمد میر محمدی حفظہ اللہ کے اسمائے گرامی خصوصیت سے لائق تذکرہ ہیں۔ ڈاکٹر قاری تاج افسر حفظہ اللہ، ڈاکٹر معراج الاسلام ضیا حفظہ اللہ اور ڈاکٹر حافظ عبدالرحمٰن مدنی ایسے اہل علم ودانش بھی کانفرنس میں تشریف لائے اور مختلف سیشنز کی صدارت فرمائی۔

نمایاں مقالہ نگاروں اور مقرروں میں ڈاکٹر محمد فیروز الدین شاہ کھگہ حفظہ اللہ، سرگودھا یونیورسٹی، ڈاکٹر سمیع اللہ فراز حفظہ اللہ، یو ایم ٹی، لاہور، ڈاکٹر فاروق حیدر حفظہ اللہ، جی سی یونی ورسٹی، لاہور، ڈاکٹر قاری رشید احمد تھانوی حفظہ اللہ، جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ، لاہور، حافظ فہد اللہ مراد حفظہ اللہ، جامعہ عزیزیہ، ساہیوال، سید محمد علی ہاشمی حفظہ اللہ، جامعہ بلال الاسلامیہ، لاہور، ڈاکٹر احمد حماد حفظہ اللہ، جی سی یونی ورسٹی، فیصل آباد، ڈاکٹر مفتی محمد ہارون حفظہ اللہ، سرگودھا یونیورسٹی، قاری محمد حنیف فریدی حفظہ اللہ (تلمیذ قاری خوشی محمد الازہری) شامل تھے۔ پروازوں کے تعطل کی بنا پر اندرون ملک سے بھی بعض مقالہ نگار شرکت نہ کرسکے، جن میں ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر مرحوم، لاہور، ڈاکٹر عبدالحی مدنی حفظہ اللہ، کراچی اور ڈاکٹر محمد سردار حفظہ اللہ، کراچی شامل ہیں، تاہم انھوں نے اپنے تحریری مقالے ارسال کر دیے تھے۔ کانفرنس میں پیش کردہ/موصول شدہ مقالات کی تدوین وترتیب کے بعد ان کی اشاعت کا اہتمام جلد کیا جارہا ہے۔

مذکورہ کانفرنس بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہوئی اور امسال یونی ورسٹی آف لاہور نے بھی قراءات ہی سے متعلق بین الاقوامی کانفرنس کے انعقاد کا اعلان کیا ہے جو کہ خوش آیند امر ہے۔ اس کے لیے القراءات، حجیتها وصلتها بالعلوم الشرعية کا عنوان مقرر کیا گیا ہے۔ اس میں ۲۰ اسلامی ممالک کے ۴۰ ممتاز محققین اور ماہرینِ قراءات کو شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔ کانفرنس مارچ ۲۰۲۰ء کے آخری ہفتے میں منعقد ہونا تھی، لیکن کورونا کی وبا کے سبب لاک ڈاؤن ہوگیا اور کانفرنس ملتوی کرنا پڑی۔ امید ہے حالات کے معمول پر آتے ہی یہ کانفرنس انعقاد پذیر ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ اپنے عنوان اور موضوعات کے اعتبار سے یہ کانفرنس دراصل اوپن یونی ورسٹی کی علم القراءات کانفرنس ہی کا تسلسل ہے۔

علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی کی علم القراءات کانفرنس میں پیش کردہ اعلامیے کی روشنی میں سرکاری جامعات سے درج ذیل اقدامات بہ روئے کار لانے کی استدعا کی جاتی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

a یونیورسٹیوں میں قراءات سے متعلق علمی سیمی نارز اور کانفرنسز کا انعقاد تسلسل کے ساتھ کیا جائے تاکہ علمی اور تحقیقی حلقوں میں اس فن سے متعلق آگہی پھیلے اور اس سے عدم مانوسیت کی فضا ختم ہو سکے۔

b ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر علم القراءات کے اہم مباحث کو باقاعدہ نصاب کا حصہ بنایا جائے، اور تکنیکی پہلوؤں سے قطع نظر قراءات سے متعلقہ علوم اور متنوع گوشوں کا جامع تعارف کرایا جائے، تاکہ طلبہ تحقیق اس فن سے شناسائی حاصل کر سکیں اور اس پر علمی و تحقیقی کام کی صلاحیت سے بہرہ مند ہو سکیں۔

c علوم القرآن کے تحت قراءات کو ایک مستقل اختیاری کورس کی حیثیت سے پڑھانے کا اہتمام کیا جائے، اور بہ تدریج قراءات کے تخصص کی راہ ہموار کی جائے۔

d وقتاً فوقتاً ملک کے ممتاز ماہرینِ قراءات کو لیکچرز اور توسیعی خطبات کے لیے مدعو کیا جائے، جو قراءات کے متنوع علوم پر خطاب کریں اور طلبہ کے ذہنوں میں ابھرنے والے سوالات کے جواب دیں۔

e علم القراءات سے مناسبت رکھنے والے اسکالرز سے اس فن کی اہم کتب اور مخطوطات کی تحقیق و تدوین کرائی جائے اور اس پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سند عطا کی جائے۔

f علم القراءات کے مختلف موضوعات پر لکھے گئے اہم مقالہ جات اور کتب کی اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔

g ایم فل اور پی ایچ ڈی کے تحقیقی مقالات کے لیے قراءات سے متعلق اہلِ استشراق کے اٹھائے گئے اشکالات کے تحقیقی و تجزیاتی مطالعات کو بہ طور خاص منتخب کیا جائے، تاکہ قرآنی متن پر اعتراضات کی علمی حیثیت واضح ہو سکے اور کتاب الٰہی کے بارے میں کوئی شک و شبہہ ذہنوں کو پراگندہ نہ کر سکے۔

h پاکستان اور دنیا بھر کی جامعات میں علم القراءات پر اب تک ہونے والے تحقیقی کام بہ شمول سندی مقالات اور تحقیقی مضامین کا جامع اشاریہ مرتب کرایا جائے، تاکہ اس فن پر تحقیق کے نئے افق سامنے آسکیں اور یہ طلبہ اور محققین کے لیے مدد و معاون ثابت ہو۔

ان تجاویز کو عملی جامہ پہنایا جاسکے تو امید ہے کہ عہد نزولِ قرآن کی عربیت سے واقفیت بڑھے گی جو قرآنِ مجید کے فہم میں معاون ہونے کے علاوہ استنباط و استدلال میں بھی مفید ثابت ہو گی۔ اس کے علاوہ فصاحت و بلاغت سے متعلق قرآن حکیم کی اعجازی حیثیت بھی اجاگر ہو گی، جو دعوتِ دین کا اہم وسیلہ بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی کی متذکرہ بالا علم القراءات کانفرنس میں راقم سطور کو جو کچھ خدمت کا موقع ملا تو لوح ذہن پر بے اختیار استاذی الکریم شیخ القراء قاری محمد اسلم رحمۃ اللہ علیہ کی یادیں تازہ ہو گئیں، جن سے اسے تجوید و قراءات کی تحصیل کا موقع ملا اور انھی کی بہ دولت اس فن سے مناسبت پیدا ہوئی۔ استاذ مرحوم وطن عزیز میں علم تجوید و قرأت کے سینئر اساتذہ میں شمار ہوتے تھے، جن کے تلامذہ اور فیض یافتگان کی تعداد بلا مبالغہ ہزاروں میں ہے۔ انھوں نے تدریس کا آغاز ملک کی معروف درس گاہ جامعہ محمدیہ، گوجراں والا سے کیا، تجوید و قرأت کا شعبہ غالباً انھی کے ہاتھوں قائم ہوا۔ بعد ازاں وہ گوجراں والا کے مختلف مدارس میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔

استاذ گرامی قاری محمد اسلم رحمۃ اللہ علیہ کو فن تجوید و قرأت پر کامل دست رس حاصل تھی۔ ظاہری بصارت سے اگرچہ محرومی تھی مگر فہم و بصیرت کی فراوانیوں سے مالا مال تھے۔ آپ کا حافظہ بہت غضب کا تھا اور فن کی کتابیں ازبر تھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استادمرحوم کا اسلوبِ تدریس بھی بڑا مؤثر اور منفرد تھا۔ مقدمہ جزریہ کا درس دیتے ہوئے پہلے اس کے اشعار پڑھتے، پھر لفظی ترجمہ کرتے، پھر ان کا مفہوم سمجھاتے، کوئی سوال کرتا تو تفصیل سے اس کا جواب دیتے۔ یوں جب سبق ختم ہوتا تو اس کے تمام نکات دل پر نقش ہو چکے ہوتے۔

حضرۃ الاستاذ رحمہ اللہ علیہ کی شخصیت جلال و جمال کا شان دار امتزاج تھی۔ تلامذہ پر بے پناہ شفقت فرماتے، ان کی حوصلہ افزائی میں بخل سے کام نہ لیتے، لیکن جہاں ضرورت ہوتی فہمایش بھی کرتے۔ اس کے ساتھ ساتھ لطائف و ظرائف سے مجلس کو شاداب بھی رکھتے۔ خاک سار کو ان کی خصوصی شفقتوں اور عنایتوں سے بہرہ مند ہونے کے بہت مواقع نصیب ہوئے۔ وضو اور طہارت کے لیے اسی عاجز سے خدمت لیتے اور کبھی شہر میں کسی کام سے جانا ہوتا تو اسی کو ہم راہ لے جاتے۔ اس ضمن میں ان کے بعض واقعات بڑے دل چسپ ہیں، جنھیں ان کی سوانح اور خدمات سے متعلق مفصل مضمون میں ذکر کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

اُستاد مرحوم کی ساری زندگی کتاب اللہ کے درس و ابلاغ میں گزری۔ تجوید و قرأت سے متعلق آں رحمہ اللہ علیہ کے بعض مضامین بھی جماعتی مجلات میں شایع ہوئے ہیں جنھیں جمع کرنے کا ارادہ ہے۔ خاک سار اپنی دینی سرگرمیوں خصوصاً خدمتِ قراءات کو استادِ گرامی قاری محمد اسلم رحمہ اللہ علیہ کے نام معنون کرتا ہے۔ اور دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی جملہ مساعی کو حسن قبول سے نوازے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر حافظ طاہر اسلام عسکری

(اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ فکرِ اسلامی، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر الشیخ احمد عیسیٰ المعصراوی[1]
ترجمہ: ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی[2]
ترتیب: قاری نعیم فاروق[3]

متنوع قراءات کی حجیت

قرآن مجید کے اولین مخاطب عرب ہیں، اور وہ ان ہی کی زبان میں نازل ہوا۔ نزول قرآن کے وقت عرب مختلف قبائل کی صورت میں رہتے تھے، ہر قبیلہ ایک ملک کی طرح اپنے علاقے تک محدود تھا۔ تعلیم کی کمی اور باہم میل جول کے مواقع نہ ہونے کے برابر تھے۔ اس لیے وہ اپنی مادری زبان اور علاقائی لہجہ کے معاملے میں نہایت متعصب واقع ہوئے تھے۔ اسلام نے عربوں کے معاشرتی اور سیاسی حالات کے پیش نظر ان کے تمام معروف لہجات میں قرآن پڑھنے کی آزادی دی، بلکہ قرآن مجید عرب لہجوں میں نازل ہوتا تھا۔

اسلام دشمن قوتیں جب میدان حرب وضرب میں مسلمانوں کا مقابلہ کرنے میں ناکام ہوگئیں، تو وہ اسلام پر حملہ آور ہوئیں۔ انہوں نے قرآن مجید میں تحریف کرنے کی کوشش کی، لیکن ہر دروازہ بند پایا، تو انہوں نے متنوع قراءات کو بہانہ بنا کر قرآن مجید میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی، اس دور کے علماء کرام نے ان کو منہ توڑ جوابات دیئے۔

افسوس! آج کچھ مسلمان جو اسلام کو اس کے مصدر سے حاصل کرنے اور علماء کرام سے سیکھنے کی بجائے مغربی مفکرین سے متاثر ہیں، اور انہی کی عینک سے اسلام کو دیکھتے ہیں۔ جب انہوں نے مغربی مفکرین کے قراءات پر اعتراضات دیکھے تو جواب دینے کی بجائے انکار قراءات کا راستہ اختیار کیا۔

۲۰۱۹ء میں تجوید وقراءت کی عالم اسلام میں سب سے ممتاز شخصیت الشیخ قاری ڈاکٹر احمد عیسیٰ المعصراوی جامعہ لاہور الاسلامیہ کی دعوت پر جب پاکستان کے دورے پر تشریف لائے تو انہوں نے ملک کے طول وعرض میں مختلف اداروں میں قراءات کے حوالے سے کئی لیکچرز دیئے۔ ملک کی عظیم درس گاہ جامعہ سلفیہ، فیصل آباد کے دورے کے دوران محترم ڈاکٹر صاحب نے وہاں کے اساتذہ کرام اور طلبہ عظام کو متنوع قراءات کی حجیت کے موضوع پر خطاب کیا۔ موضوع کی جامعیت اور افادیت کے پیش نظر شیخ کی تقریر کی ترتیب وتلخیص قارئین رشد کے زیر نظر کی جارہی ہے

---[ادارہ]

خطبہ مسنونہ کے بعد شیخ حفظہ اللہ نے فرمایا:

میرے لیے جو موضوع تجویز کیا گیا ہے، یہ نہایت طویل اور مفصل بحث کا حامل ہے، لیکن میں وقت کی قلت کے

---

[1] رئيس لجنة مراجعة المصاحف بمجمع البحوث الإسلامية، مصر
[2] عميد كلية القرآن الكريم ، لاهور
[3] فاضل كلية القرآن ، جامعة لاهور الإسلامية ، ركن مجلس التحقيق الاسلامی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش نظر نہایت مختصراً اور جامع بات کروں گا۔

سب سے پہلے یہ بات جاننا ضروری ہے کہ لغت میں لفظِ قرات کی اساس اور بنیاد کیا ہے؟۔ یہ لفظ قرا، یقرا، قرأۃ وقرآنا سے ماخوذ ہے۔ قرا ، یقرا سے مصدر قراۃ بھی آتا ہے اور قرآنا بھی۔ خلاصہ یہ ہے کہ کلمہ قراءت، قرءیقرء کا مصدر ہے، جس کا معنی پڑھنا ہے۔ قراءات کی تعریف کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی تعریف آپ کے سامنے رکھی جائے۔ اصطلاحاً قرآن مجید کی تعریف بیان کی گی ہے، وہ یہ ہے کہ قرآن پاک اللہ رب العزت کی طرف سے نبی کریم ﷺ پر نازل کردہ الفاظ ہیں، جن کی تلاوت کرنا باعث ثواب ہے۔ جو اپنے الفاظ کے اعتبار سے باعث معجزہ ہیں۔ مصاحف کے دو گتوں کے درمیان انہیں لکھا گیا ہے۔

قرآن پاک اور اس کے ضمن میں قراءات کو سمجھنے کے لیے احادیث میں غور ہونا چاہیے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهُ، فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ وَيَزِيدُنِي حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ»

[صحيح بخاری :4991،صحيح مسلم : 819]

" مجھے جبرئیل علیہ السلام نے ایک قراءت کے مطابق قرآن پڑھایا۔ میں نے ان سے درخواست کی اور مسلسل زیادہ محاوروں میں پڑھنے کا مطالبہ کرتا رہا، وہ بڑھاتے رہے حتی کہ وہ سات حروف پر پہنچے۔"

اس کی مزید وضاحت صحیح مسلم کی اس حدیث سے ہوتی ہے:

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَ أَضَاةِ بَنِي غِفَارٍ ، قَالَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام فَقَالَ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفٍ. فَقَالَ أَسْأَلُ اللهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذَلِكَ ، ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ :إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفَيْنِ. فَقَالَ أَسْأَلُ اللهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذَلِكَ ، ثُمَّ جَاءَهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى ثَلَاثَةِ أَحْرُفٍ- فَقَالَ أَسْأَلُ اللهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذَلِكَ -ثُمَّ جَاءَهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَأَيُّمَا حَرْفٍ قَرَءُوا عَلَيْهِ فَقَدْ أَصَابُوا . [صحيح مسلم :821]

" حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ ﷺ بنو غفار کے اضاۃ (بارانی تالاب) کے پاس تشریف فرما تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، اور کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ کی امت ایک حرف (قراءت کی صورت) پر قرآن پڑھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے اس کا درگزر اور اس کی مغفرت چاہتا ہوں، اور (درخواست کرتا ہوں کہ) میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔" پھر جبرئیل علیہ السلام پاس آئے، اور کہا کہ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ آپ کی امت دو حرفوں پر قرآن پڑھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:"میں اللہ تعالیٰ سے اس کا درگزر اور اس کی مغفرت چاہتا ہوں، اور (درخواست کرتا ہوں کہ) میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ پھر وہ جبرئیل علیہ السلام تیسری بار آپ کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ آپ کی امت تین حرفوں پر قرآن پڑھے۔" آپ ﷺ نے کہا:"میں اللہ تعالیٰ سے اس کا عفو اور بخشش مانگتا ہوں، میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ پھر جبرئیل علیہ السلام چوتھی مرتبہ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ آپ کی امت سات حرفوں پر قرآن پڑھے، وہ جس حرف پر بھی پڑھیں گے ٹھیک پڑھیں گے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مزید وضاحت اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أنزل القرآن على سبعة أحرف كلها شاف كاف»

قرآن پاک سات حروف پر نازل ہوا۔ اللہ رب العزت کی طرف سے ان میں سے ہر انداز سے تلاوت یکساں حیثیت رکھتا ہے، ایک انداز تلاوت کو کسی اعتبار سے دوسرے پر کوئی برتری اور بلادستی حاصل نہیں ہے۔ سب کے سب انداز تلاوت قرآن پاک کے طور پر شافی اور کافی ہیں۔ دوسری حدیث میں اس کی مزید وضاحت یوں آتی ہے، کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَقِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ جِبْرِيلَ، فَقَالَ: يَا جِبْرِيلُ إِنِّي بُعِثْتُ إِلَى أُمَّةٍ أُمِّيِّينَ: مِنْهُمُ العَجُوزُ، وَالشَّيْخُ الكَبِيرُ، وَالغُلَامُ، وَالجَارِيَةُ، وَالرَّجُلُ الَّذِي لَمْ يَقْرَأْ كِتَابًا قَطُّ، قَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ القُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ. [جامع الترمذي :2944]

” رسول اللہ ﷺ حضرت جبریل علیہ السلام سے ملے، تو کہا: اے جبریل! مجھے اَن پڑھ لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے، ان میں بوڑھی عورتیں، بوڑھے مرد، بچے، بچیاں اور ایسے لوگ ہیں جو پڑھنا بالکل نہیں جانتے، اس نے کہا: اے محمد! بلا شبہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے۔“

بوڑھے لوگوں کو عموماً مشکل یہ ہوتی ہے کہ ساری زندگی جو ایک لہجہ میں پڑھتے پڑھتے پختہ ہو جاتا ہے، پھر آپ انھیں سکھائیں بھی تو نہیں سیکھ سکتے، اور خواتین گھریلو کاموں میں مصروف رہتی ہیں، جس کی وجہ سے تعلیم و تعلم کی خاطر وقت نکالنا ان کے لیے مشکل ہوتا ہے۔ چھوٹے بچوں کے لیے اپنی مادری زبان سے ایک دم دوسری زبان یا لب ولہجہ کی طرف منتقل ہونا صعب ہوتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے انھیں عذر کے طور پر پیش فرمایا۔

حدیث کی اس وضاحت سے پتا چلا کہ زیادہ لہجات میں قرآن پاک نازل ہونے میں حکمت یہ ہے کہ امت اسلامیہ پر آسانی اور تخفیف دی جائے، اور اس کا پس منظر یہ ہے کہ قرآن پاک کے نازل ہونے سے پہلے عرب میں کئی لہجے اور بولیاں موجود تھیں، جیسا کہ ہر زبان میں مختلف لہجے ہوتے ہیں اور انسان کے لیے مشکل ہوتا ہے کہ وہ جس لہجے سے مانوس ہو اسے چھوڑ کر دوسرے لہجے میں بات چیت کرے۔ چنانچہ اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے امت پر تخفیف کرتے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے تقاضا پر قرآن پاک کو ایک سے زیادہ لہجات میں نازل فرمایا۔

یہاں پر حدیث میں وارد الفاظ میں غور کرنے کی ضرورت ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«أنزل القرآن على سبعة أحرف»

” قرآن پاک سات اندازِ تلاوت پر نازل ہوا ہے۔“

اس سے یہ واضح پتا چل رہا ہے کہ قراءات مختلفہ قرآن ہیں، یعنی قراءات اور قرآن دو الگ چیزیں نہیں ہیں، جیسا کہ جُہال کے ہاں معروف ہے، جبکہ اہل علم کے ہاں قراءات اور قرآن ایک ہی دو چیزوں کے نام ہیں۔

سبعہ اَحرف کا مطلب کیا ہے؟

آپ جانتے ہیں کہ یہ موضوع بڑا ہی دقیق ہے۔ حرف کا لغتاً معنی جانب، طریقے اور ملت کے ہوتے ہیں۔ لوگوں کے ذہنوں میں یہ مغالطہ بیٹھ گیا ہے کہ سبعہ اَحرف اور قراءات سبعہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ اس مغالطہ کی اصل وجہ یہ بنی تھی کہ جب قراءات پر کتابیں لکھی جانے لگیں تو امام ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے ” السبعہ “ کے نام سے ایک کتاب لکھی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ انھوں نے اس کتاب میں سات مشہور ائمہ کی روایات اور منقولات جمع کر دیں۔ اس سے لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ شاید سبعہ قراءات سے مراد وہ سات احرف ہیں جو منزل من اللہ ہیں۔ جبکہ کتاب السبعہ میں سبعہ سے مراد سبعہ احرف نہیں تھے، بلکہ ائمہ سبعہ نے سبعہ اُحرف میں سے جو کچھ روایت کیا تھا انھیں جمع کیا اور انھیں قراءات کا نام دیا، حالانکہ ناقلین سات سے زیادہ ہیں۔ اسی وجہ سے بعد کے علماء نے قراءات کے حوالے سے سات کا عدد پسند نہیں کیا، کیونکہ اس میں مغالطہ پیدا ہوتا تھا۔ کئی ایک اہل علم نے "کتاب الثمان" کے نام سے بھی کتابیں لکھیں، کیونکہ انہوں نے آٹھ ائمہ کرام کی قراءات جمع کی تھیں، بعض نے دس اور بعض نے گیارہ قراءات پر کتابیں تحریر کیں، تاکہ لوگوں کے اذھان میں جو مغالطہ پیدا ہو رہا ہے کہ سات قراءات اور سات ائمہ کی قراءات ایک ہی چیز کے دو نام ہیں، اس کا ازالہ ہو سکے۔ قرآن مجید کو ہم تک منتقل کرنے والے ائمہ تو سینکڑوں کی تعداد میں ہیں، ان کی روایات سینکڑوں بلکہ ہزاروں میں ہیں۔

علماء نے ان روایات و اخبار جو قرآن پاک کی نسبت سے ہم تک منقول ہوئی ہیں کو قبول کرنے کے لیے ایک معیار مقرر کیا ہے اور وہ یہ ہے جس قراءات میں تین باتیں پائی جائیں وہ قراءات بطور قرآن قبول کی جائیں گی:

پہلی شرط: خبر صحت سند کے ساتھ ہمیں منتقل ہو، اور قراء حضرات کا اس میں تلقی بالقبول بھی ہونا چاہیے، یعنی اہل فن نے اسے قبول کیا ہو۔

دوسری شرط: روایت مصاحف عثمانیہ میں سے کسی نا کسی مصحف کے موافق ہو۔

تیسری شرط: وہ لغات عرب میں سے کسی بھی لغت عرب کے موافق ہونی چاہیے۔

اگر یہ تینوں شرائط بطور معیار سامنے رکھ لیں تو اس سے قراءات متواترہ اور قراءات شاذہ کا فرق آپ کے سامنے واضح ہو جائے گا۔

یہ بات بھی سمجھ لیجیے کہ یہاں دس قراءات کی بات تو ہم بہت سنتے ہیں، ورنہ علماء میں چودہ قراءات کا تذکرہ بھی ہوتا ہے۔ شیخ بنّاد میاتی کی کتاب اتحاف الفضلاء البشر میں چودہ قراءات ہیں، اس میں دس قراءات سے زیادہ جن چار قراءات کا ذکر ہے وہ شاذہ ہیں، اس لیے کہ ان میں یہ تینوں شرطیں نہیں پائی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ دس قراءات کو متواتر کہا گیا ہے۔

اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ قراءات کے نزول کا مقصد تخفیف اور آسانی تھی، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اب یہ ضرورت ختم ہو چکی ہے۔ قرآن کی بنیادی لغت قرائش تھی، دوسرے قبائل سے تعلق رکھنے والے صحابہ کرام کے لیے اس لغت میں تلاوت کرنا دقت کا باعث تھا، یا انھیں بعض حالات اور سیاسی معاملات درپیش تھے۔ لیکن اب وہ حالات درپیش نہیں ہیں، اس لیے اب قرآن کو مختلف لہجات اور متنوع قراءات کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ تو انھیں اصول فقہ کا یہ قاعدہ پیش نظر رکھنا چاہیے:

لایجوز تأخیر البیان عن وقت الحاجة

"بیان کو ضرورت کے وقت سے تاخیر کرنا جائز نہیں۔"

اس اصول کے مطابق اگر بعد کے ادوار میں قراءات کی ضرورت نہیں تھی، تو رسول اللہ ﷺ کے لیے ضروری تھا کہ اسے وضاحت سے بیان کر دیتے، لیکن آپ نے بیان نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تخفیف قیامت تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے باقی ہے۔ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اب قراءات کی تخفیف و تسہیل باقی نہیں رہی، لہٰذا اب ایک ہی حرف میں قرآن کی تلاوت کرنی چاہیے، باقی قراءات کو ختم کر دینا چاہیے، تو یہ جاہلوں کی بات ہے اور جہالت کا علاج صرف علم و تعلم ہے۔ اس کے بغیر کسی چیز سے جہالت کو رفع نہیں کیا جا سکتا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں باب قائم کیا ہے: «أنزل القرآن علی سبعة أحرف» اور اس کے تحت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہما کا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَاسْتَمَعْتُ قِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ كَذَبْتَ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ أَقْرَأَنِيهَا عَلَى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَانْطَلَقْتُ بِهِ أَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَرْسِلْهُ اقْرَأْ يَا هِشَامُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَذَلِكَ أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ الْقِرَاءَةَ الَّتِي أَقْرَأَنِي فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كَذَلِكَ أُنْزِلَتْ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ -

[صحیح بخاری ،کتاب فضائل القرآن ، باب أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ: 4992]

" میں نے رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں، سیدنا ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہما کو دوران نماز سورہ فرقان پڑھتے سنا۔ میں نے ان کی قراءت پر غور کیا تو انھوں نے کئی ایسے حروف پڑھے جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔ قریب تھا کہ میں نماز ہی میں ان پر حملہ کر دیتا لیکن میں صبر سے کام لیا۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کی چادر ان کے گلے میں ڈال کر کھینچا اور کہا: یہ سورت جو میں نے ابھی تمہیں پڑھتے ہوئے سنا ہے، آپ کو کس نے پڑھائی ہے؟ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ پڑھائی ہے۔ میں نے کہا: تم غلط کہتے ہو، خود رسول کریم ﷺ نے مجھے یہ سورت پڑھائی ہے لیکن وہ تمہاری قراءت سے مختلف ہے۔ بلآخر میں انھیں کھینچتا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا اور عرض کی: میں نے ان کو سورہ فرقان ایسی قراءت میں پڑھتے سنا ہے جس کی آپ نے مجھے تعلیم نہیں دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے چھوڑ دو۔ (پھر آپ نے فرمایا:) اے ہشام! پڑھ کر سناؤ۔" انہوں نے اسی قراءت کے مطابق پڑھا جو میں نے ان سے سنی تھی۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔" پھر آپ نے فرمایا: "اے عمر! اب تم پڑھ کر سناؤ۔" چنانچہ میں نے اس طرح پڑھا جس طرح آپ نے مجھے تعلیم دی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: "یہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ قرآن کریم سات قراءت میں نازل ہوا ہے، لہٰذا جو قراءت تمہیں آسان لگے اس کے مطابق قرآن پڑھو۔"

ذرا غور کریں کہ حضرت ہشام رضی اللہ عنہ کی قراءت سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «هكذا أنزلت» " اسی طرح نازل ہوا ہے۔" اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قراءت سنی جو پہلی قراءت سے مختلف تھی، تب بھی آپ ﷺ نے فرمایا: «هكذا أنزلت» " اسی طرح نازل ہوا ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ تمام انداز ے تلاوت منزل من اللہ ہیں، ایسا نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے آسانی کی غرض سے امت کے لیے قراءات بڑھا دی تھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

رسول اللہ ﷺ نے «أنزل القرآن علی سبعة أحرف» کے حوالے سے جب صحابہ کو تعلیم دی تو فرمایا:

« فلاتماروا فيه، فإن المراء فيه کفر »

” اس میں شک نہ کرو، بلاشبہ اس میں شک کرنا کفر ہے۔“

لہٰذا ان مختلف اندازھائے تلاوت کے سلسلہ میں باہم جھگڑا نہیں کرنا چاہئے۔ اس سلسلہ میں اگر کوئی شخص جھگڑا کرے گا، تو وہ شخص کفر کا مرتکب ہوگا۔

بعض لوگ یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ جب نزولِ قراءات کی وجہ عرب قبائل کا لہجات میں اختلاف تھا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ دونوں ایک ہی قبیلے سے تھے، ان کا آپس میں اختلاف کیوں ہوا؟، ان کا لہجہ تو ایک ہی ہونا چاہیے ؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ سب کے سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں ہر وقت موجود نہیں رہتے تھے۔ اکثر صحابہ کرام اپنے کام وغیرہ کے سلسلہ میں جاتے رہتے تھے۔ بہت کم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صفہ میں ہر وقت موجود ہوتے تھے۔ چنانچہ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ آپ ﷺ صحابہ کی ایک جماعت کو کچھ سیکھاتے، مگر دوسرے صحابہ اس میں غیر موجود ہوتے۔ پھر آپ دوسرے کسی قبیلہ یا گروپ سے تعلیم فرمارہے ہوتے، تو پچھلے درس میں غیر موجود صحابہ اس میں موجود ہوتے، یعنی ان کے اوقات طے شدہ نہیں تھے، کہ کس قبیلہ کے لوگوں نے کب حاضر ہونا ہے۔ چنانچہ کچھ بعید نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں ہوں اور ہشام بن حکیم بن حزام اس صحبت میں موجود نہ ہوں اور جب حضرت ہشام رضی اللہ عنہ نے وہ سورت نبی مکرم ﷺ سیکھی ہو، تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر مجلس نہ ہوں۔ اس طرح دونوں کا ایک قبیلے سے ہونے کے باوجود ان کی قراءات میں باہم فرق ہو سکتا ہے۔ کیونکہ قراءات کا اجتہاد سے کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ سب کی سب قراءات رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں۔ تمام قراءات نقل کی بنیاد پر ہم تک پہنچی ہیں، اس لیے سب کی سب درست ہے۔ ان میں صحیح اور غیر صحیح کی تقسیم نہیں کی جاسکتی۔ جبکہ اجتہادی اختلاف میں ایک چیز درست اور دوسری غیر درست ہوتی ہے، ایک چیز راجح اور دوسری مرجوح ہوتی ہے، جبکہ قراءات میں یہ فرق نہیں کیا جاسکتا۔

جو موضوع مجھے تفویض کیا گیا تھا وہ یہ ہے کہ قراءت کا معنیٰ، تفسیر اور فقہ پر کیا اثرات ہیں۔ وقت چونکہ زیادہ ہو رہا ہے۔ میں مختصر اور جلدی جلدی اپنی بات مکمل کرتا ہوں ۔

سورۃ الفاتحہ کی آیت ﴿مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ۞﴾ میں دو قراءات ہیں، ایک مالك يوم الدين دوسری ملك يوم الدين ، مالك اسم فاعل کا صیغہ ہے، جبکہ ملك صفت مشبہ ہے۔ اگرچہ یہ اختلاف موجود ہے ان دونوں میں زیادہ بریک مالك ہے یا ملك ہے، لیکن خلاصہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت ملك بھی ہے اور مالك بھی۔ ملک کی بادشاہت اور اس کی تصرف میں آنے والی چیزیں بہت وسیع سطح پر لفظ بولا جاسکتا ہے، جبکہ مالک کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ ملک بھی ہو۔ قرآن پاک کی یہ آیت ﴿ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الۡمُلۡكِ تُؤۡتِى الۡمُلۡكَ ﴾ میں مالك الملك میں لفظ مالك، مالك يوم الدين والی قراءت کے لیے تقویت کا باعث بن رہا ہے ۔ اور جبکہ ﴿ لِمَنِ الۡمُلۡكُ الۡيَوۡمَ‌ ؕ لِلّٰهِ الۡوَاحِدِ الۡقَهَّارِ ۞﴾ یا ملك الناس میں لفظ ملك ﴿مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ۞﴾ والی قرات کے لیے تقویت کا باعث بن رہے ہیں۔ گویا کہ یہ دونوں آیات مالك والی قراءت کو ثابت کررہے ہیں اور دونوں کے اپنے اپنے فوائد ہیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

۔اللہ رب العزت ملک بھی ہے اور مالک بھی۔روزِ قیامت اللہ رب العزت کے لیے دونوں کا اطلاق ہو گا۔

ایک مثال فقہ اسلامی سے بھی لے لیجیے! فقہ میں یہ اختلافی مسئلہ موجود ہے کہ عورت جب ناپاکی کے ایام گزار کر طھر میں داخل ہوتی ہے،تو طھر میں داخل ہونے کے بعد غسل کے بغیر مرد کے قریب ہونا فقہاء کے ہاں مختلف فیہ مسئلہ ہے۔امام ابو حنیفہ کی رائے ہے کہ عورت طھر میں داخل ہونے کے باوجود مرد اس کے قریب نہیں جاسکتا،جب تک وہ غسل نہ کرلے۔ان کی دلیل ﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ﴾ کے لفظ يطهرن میں دوسری قراءت يَطَّهَّرْنَ تشدید کے ساتھ ہے۔یہ قراءت امام شعبہ،امام حمزہ،امام کسائی اور خلف العاشر رحمۃ اللہ علیہم کی ہے۔اس کے معنی میں مبالغہ پایا جاتا ہے۔طھر اور تطھر میں فرق یہ ہے کہ طھر تو صرف پاکی کو کہتے ہیں،جبکہ تطھر میں مبالغہ کے ساتھ پاکی کا معنی ہے۔یعنی عورت طھر میں داخل ہونے کے بعد جب تک غسل نہ کرلے،تب تک مرد اس کے قریب نہیں آسکتا۔اس قراءت سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مؤقف کی تائید ہوتی ہے۔گویا قراءت کی تبدیلی نے اس مختلف فیہ مسئلہ میں ایک فیصلہ کرنے کی صلاحیت عطاء کی ہے۔

قرآن مجید کی دوسری قراءات فقہ کے علاوہ قرآن مجید کی تفسیر،الفاظ کی لغوی واصطلاحی معنیٰ کی وضاحت بھی کرتی ہیں۔قراءات کے فوائد کا باب بہت وسیع ہے،جسے کسی دوسرے موقع کے لیے اٹھا رکھتے ہیں۔

و ما عليَّ إلا البلاغ المبين

علماء کی اصلاح

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لو صلح أهل القرآن صلح الناس ـ [أخلاق حملة القرآن للآجری :40]

"اگر اہل قرآن درست ہو جائیں،تو لوگوں کی اصلاح ہو جائے گی۔"

دراصل اہل قرآن لوگوں کے لیے قدوہ اور اسوہ ہوتے ہیں،اگر وہ درست رہیں تو لامحالہ لوگ بھی خیر میں ان کی اقتدا کرتے ہیں۔وہ خراب ہوتے ہیں،تو عام لوگوں میں جن میں وہ رہائش پذیر ہوتے ہیں،فساد پھیل جاتا ہے۔لہٰذا اہل قرآن کی اصلاح لوگوں کی اصلاح ہے،اور اہل قرآن کا فساد تمام لوگوں کے فساد کا موجب ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قاری محمد ادریس العاصم[1]

حجیت و ثبوت قراءات قرآنیہ

علم قراءات ایک مبارک و مقدس علم ہے۔ اس کی تمام تر باتوں کا تعلق قرآن کریم سے ہے۔ قراءات عشرہ متواترہ منزل من اللہ اور مسموع عن النبی ﷺ ہیں۔ اِس کے ایک حرف کا انکار پورے قرآن کے انکار کرنے کے مترادف ہے، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

من كفر بحرف منه فقد كفر به كله. [فتاوی ابن تیمیہ: ۱۳/۳۹۲]

بہت سے لوگ اس کے انکار کے درپے ہیں، کچھ حضرات اسے فن کی حیثیت دیتے ہیں، جو کسی طرح سے بھی درست نہیں۔ پہلے صرف مستشرقین اس کو اختراع سمجھتے تھے مگر اب اچھے بھلے اور پڑھے لکھے حضرات اس کو قراء عشرہ کی اختراع کہتے ہیں۔

یہ انکار مختلف روپ دھارتا جارہا ہے، مثلاً کبھی اس کی تدوین کے وقوع کو مشکوک بنا کر پیش کیا گیا اور کبھی حدیث سبعہ احرف کو موضوع قرار دیا گیا۔

یہ وہ عظیم علم ہے جسے رسول اکرم ﷺ نے امت کی آسانی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے حاصل کیا جیسا کہ احادیث مقدسہ میں مذکور ہے۔ وہ احادیث آگے چل کر پیش کی جائیں گی۔

جو لوگ اسے فن کی حیثیت دیتے ہیں انھیں یاد رکھنا چاہئے کہ فن کے اصول علماء وضع کرتے ہیں، جب کہ قراءات عشرہ کے اصول اللہ تعالیٰ کے وضع کردہ ہیں جو اس نے اپنے رسول ﷺ کو سکھائے ہیں۔ پھر آپ ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حاصل کیے ہیں۔

نماز میں قرآن الکریم پڑھا جاتا ہے کوئی فن نہیں پڑھا جاتا۔ اگر کوئی شخص نماز میں سورۃ (الفاتحہ) کے بعد (ضَرَبَ، یَضْرِبُ) کی گردان یا کسی دوسرے فن کے قواعد پڑھ دے تو کیا نماز ہو جائے گی؟ یقیناً نہیں!۔ جبکہ نماز میں مختلف قراءات پڑھنے کا نبی ﷺ سے ثبوت موجود ہے، لہٰذا اس سے یقیناً نماز ہو جائیگی۔ [تفصیل آگے آئے گی]

قرآن مجید کی یہ قراءات اگر انسان کی اختراع ہوتیں تو قرآن مجید میں آنے والے ہر کلمہ (مٰلِک) میں اختلاف ہوتا، لیکن صرف سورۃ الفاتحہ کے لفظ (مَالِكِ) میں اختلاف ہے، (مَلِكِ) جو کہ نافع، مکی، بصری، شامی اور حمزہ کی قراءت ہے ،اور (مَالِكِ) جو کہ عاصم اور کسائی کی قراءت ہے، باقی پورے قرآن مجید میں کسی جگہ پر بھی (مٰلِكِ یامَلِكِ) میں اختلاف نہیں۔ مثلاً ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ﴾ میں سب قراء (مَالِكِ) پڑھتے ہیں اور ﴿مَلِكِ النَّاسِ﴾ میں تمام (مَلِكِ) پڑھتے ہیں۔

اسی طرح اگر قراءات قرآنیہ انسان کی وضع کردہ ہوتیں تو ہر لفظ (إبراهیم) میں اختلاف ہوتا، لیکن ایسا نہیں، کیونکہ قرآن مجید میں (إبراهيم) لفظ (۶۹) مرتبہ آیا ہے، اور اختلاف صرف (۳۳) مقامات میں ہے۔

[1] صدر مدرس المدرسۃ العالیۃ تجوید القرآن، مسجد لسوڑیاں والی، لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یاد رہے کہ قراءات کے پڑھنے میں نیکیوں کا اضافہ بھی ہے، مثلاً (عَلَیْهِمْ) کو صلہ سے پڑھیں گے تو ایک اضافی حرف واو کی (۱۰) نیکیاں بھی ملیں گی، (عَلَیْهِمْ) کو عدم صلہ سے پڑھتے وقت (۵۰) نیکیاں ملیں گی ، اور صلہ سے (عَلَیْهِمُوْ) پڑھتے وقت (۶۰) نیکیاں ملیں گی، تو اس حساب سے قالون و مکی کی قراءت میں تمام صلوں کا حساب کریں تو بے شمار نیکیوں کا اضافہ ہو جائے گا۔

اس تمہید کے بعد معلوم ہوا کہ قراءات قرآنیہ اللہ کا کلام اور منزل من اللہ ہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (۶) لغات جلادی تھیں ان حضرات کے پاس اس کا کوئی ثبوت نہیں، اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو چیز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعا کر کے حاصل کریں اور اللہ نازل کرنے والا ہو، اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جلادیں۔ العیاذ باللہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں مصاحف لکھتے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو اختلاف ہوا وہ قراءت میں نہیں کتابت میں تھا۔ تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اپنا مسئلہ پیش کیا، تو آپ نے فرمایا:

إذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَ زَيْد فَاكْتُبُوْهُ بلغة قريش.

”جب بھی تمہارے اور زید کے مابین اختلاف ہو تو اس حرف کو قریش کی لغت کے مطابق لکھو۔“

یہ بھی یاد رہے کہ یہ اختلاف صرف ایک کلمہ تابوت کی تاء میں ہوا تھا، بعض صحابہ کہتے تھے کہ لفظ تاء (طویلہ) کے ساتھ (تابوت) لکھا جائے اور بعض صحابہ کا کہنا تھا کہ تاء (مدودہ) کے ساتھ (تابوۃ) لکھا جائے، تو پھر وہ تاء طویلہ کے ساتھ لکھا گیا۔

یہ بات تو نص قطعی سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝﴾ [سورة الحجر: 9]

”بے شک ہم نے ہی اِس ذکر (قرآن) کو نازل کیا، اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ نے ذمہ آخر کس چیز کا لیا۔ (مٰلِكِ) (بالالف) کا یا بقول بعض منکرین اختراع قراء (مَلِكِ) (بلاالف) کا۔

(الصِرَطَ) بالصاد کا یا (اَلسِّرَاطَ) بالسین (وَالصِّرَاطَ) بالاشمام کا۔

اسی طرح (عَلَيْهِمْ) بالکسر الھاء کا یا (عَلَيْهُمْ) بضم الھاء کا یا (عَلَيْهِمُوْ) صلے کا۔

اگر دوسری قراءات کو قرآن تسلیم نہ کیا جائے، تو ان ممالک میں پڑھی جانے والی نمازوں کا کیا حکم ہے، جن میں یہی قراءات پڑھی جاتی ہیں؟ مثلاً ورش کی روایت الجزائر و مراکش وغیرہ میں اور قالون کی روایت لیبیا، مصر اور تونس وغیر میں۔

جو لوگ بطور اعتراض بعض ائمہ کے اقوال پیش کرتے ہیں کہ فلاں امام فلاں قاری کی قراءات کو ناپسند کرتے تھے۔ مثلاً امام شافعی اور امام احمد بن حنبل، امام حمزہ رحمہ اللہ کی قراءت کو ناپسند کرتے تھے، تو درست حقیقت ان کی اس ناپسندیدگی کی کوئی دوسری وجہ تھی، ملاحظہ کریں:

”ایک دفعہ سیدنا سلیم کے شاگردوں میں سے کسی نے امام شافعی رحمہ اللہ کی مجلس میں امام حمزہ رحمہ اللہ سے منقول قراءت کی تلاوت کی، اور چند مواقع میں خلاف قاعدہ ہمزہ کی تحقیق اور مدات کی مقدار وغیرہ میں افراط و مبالغہ کیا۔ اس کی تلاوت سن کر امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور اس قراءت کو ناپسند فرمایا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

یہ دراصل اس پڑھنے والے کی غلطی تھی نہ کہ امام حمزہ ؒ کی قراءت کی۔ امام حمزہ ؒ تو اس قسم کی اغلاط ومبالغہ کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ جیسا کہ آپ ؒ نے فرمایا:

”زلفوں میں حد سے زیادہ خم ہو تو وہ اُلجھے ہوئے بال کہلاتے ہیں، (جسم پر) سفیدی حد سے بڑھ جائے تو وہ برص کہلاتی ہے اور قراءت (مد/ات وغنات وغیرہ کے لحاظ سے) غیر معتدل ہو جائے تو وہ قراءت نہیں، لحن اور خطا کہلاتی ہے۔“

رسول اکرم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے:

«مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ ، وَالحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لَا أَقُولُ الۤمۤ حَرْفٌ، وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ» [مشكوة المصابيح :2137، عن ابن مسعود رضى الله عنه]

”جو شخص کتاب اللہ سے ایک حرف پڑھے اس کے لیے ہر حرف کے عوض ایک نیکی ہے اور ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ (الۤمۤ) ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔“

یعنی (الۤمۤ) تین حروف کا مجموعہ ہے۔

لہٰذا اگر کوئی شخص (يَبْلُغَن) کو قراءت حمزہ کے مطابق (يَبْلُغَنّ) پڑھے گا، تو حرف الف کے اضافے کے ساتھ (۱۰) نیکیوں کا اضافہ بھی ہو گا، اور یہ بھی یاد رہے کہ یہاں حرف سے مراد کلمہ کا ایک حرف ہے جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں اس کی وضاحت موجود ہے۔

جن ممالک میں حفص کے علاوہ قراءات پڑھائی جاتی ہیں وہ بھی اس ثواب کے حصول میں حفص والوں کے برابر کے شریک ہیں۔ بعض ممالک میں مصاحف بھی چھپے ہوئے ہیں مثلاً قالون، ورش، بزی، بصری وغیرہ۔ تو ان روایات میں پڑھنے والوں کو بھی ہر ہر حرف پر (۱۰) نیکیاں ملتی ہیں، کیونکہ یہ روایات بھی منزل من اللہ ہیں۔

جس طرح نیکیوں میں اضافہ ہو گا اسی طرح درجات میں بھی بلندی ہو گی، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ»

یہ حدیث تمام روایت وقراءات کو محیط ہے نہ کہ صرف روایت حفص کی تعلیم دینے والوں کے لیے۔

قرآن مجید پڑھنے پڑھانے والوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَهْلُ الْقُرْآنِ، هُمْ أَهْلُ اللهِ وَخَاصَّتُهُ» [مسند أحمد(19/ 305) :12292، إسناده حسن]

”اہل قرآن، اہل اللہ اور اس کے خاص بندے ہیں۔“

اس میں تمام روایات وقراءات پڑھنے والے شامل ہیں۔

بعض قراءات کا ثبوت نبی کریم ﷺ کی احادیث سے ثابت ہے۔ بعض حضرات تقاضا کرتے ہیں کہ جس طرح ہر حدیث الگ الگ سند سے ثابت ہے، اسی طرح ہر کلمہ کی ہر ہر قراءت حدیث سے ثابت کریں۔ بعض قراءات صحیحہ احادیث سے ثابت بھی ہیں، جیسا کہ سنن سعید بن منصور میں ایسی بہت سی احادیث موجود ہیں۔ مثلاً

- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے ﴿هَلْ تَسْتَطِيعُ رَبَّكَ﴾ پڑھا۔ [جامع ترمذی: ۲۹۳۰] یہ کسائی کی قراءات ہے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے ﴿فَرُوحٌ وَرَيْحَانٌ﴾ پڑھا۔ [جامع

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ترمذی:۲۹۳۸]رویس راء کے ضمہ سے پڑھتے ہیں باقی تمام قراء زبر سے پڑھتے ہیں۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے: ﴿فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ﴾ [المستدرک:۲۹۹۷]یہ نافع کی قراءات ہے۔

(4)عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ يَقْرَأُ: (الْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)، ثُمَّ يَقِفُ، (الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ)، ثُمَّ يَقِفُ- [أبوداود والترمذي و أحمد والحاكم]

(5)عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قرأت على أُبَّي بن كعب: ﴿ وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا ﴾ بالتاء ﴿ولا تقبل منها شفاعة ولا يؤخذ منها عدلٌ﴾ قال أُبَّي: اقرأني رسول الله صلي الله عليه وسلم ﴿ وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا﴾ بالتاء ﴿ ولا تقبل منها شفاعة ﴾ بالتاء- یہ قراءۃ امام ابن کثیر،ابی عمرو اور یعقوب کی ہے۔ ﴿ ولا يؤخذ منها عدلٌ﴾ (سورة البقرة: 48) [اخرجه الحاكم]

(6)عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: قال الله لبني اِسرائيلَ: ﴿ادخلوا الباب سجّداً وقولوا حطّة تُغفرلكم خطاياكم﴾(سورة البقرة:(48)

[أبوداود: 4006]

یہ ابن عامر کی قراءۃ ہے۔

- (7)عن انس بن مالكٍ رضي الله عنه: أنّ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قرأ: ﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنُ بِالْعَيْنِ﴾(سورة المائدة: آيت 45)- یہ قراءۃ امام الکسائی کی ہے۔
- [أبوداود والترمذي وأحمد والحاكم]
- (۸) عن معاذ بن جبل رضي الله عنه: انَّ النبي قرأ: ﴿هل تستطيع ربّك﴾ یہ قراءۃ امام کسائی کی ہے۔ ﴿هَلْ تَسْتَطِيعُ﴾ بادغام اللام، تاء میں، ونصب ﴿رَبَّكَ﴾- (سورة المائدة: آيت 112)
- [الترمذي والطبراني في الكبير والحاكم]

یادرہے قراءات کا علم تلقی پر منحصر ہے، جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پڑھا، اسی طرح آگے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پڑھا دیا، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آگے تابعین اور پھر تبع تابعین نے ایسے ہی پڑھا، جس طرح صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا۔

ہر ہر قراءت کی الگ سند نہیں ہوتی، لیکن ہر روایت کی سند ضرور ہوتی ہے۔جس طرح علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (التیسیر) میں ہر روایت کی سند بیان کی ہے، اور اسی طرح اکثر و بیشتر قراء متقدمین نے بھی اپنی اپنی کتب میں روایات کو سنداً ذکر کیا ہے۔اگرچہ بعض کلمات کی قراءت کے حوالے سے احادیث بھی موجود ہیں۔

نوٹ:نمونے کے طور پر چند احادیث درج کر دی گئیں ہیں، ورنہ احادیث تو کثیر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو سات حرفوں پر کیوں نازل کیا؟:

- امت کی آسانی کے لئے! امت میں بوڑھے، بچے اور ان پڑھ لوگ تھے۔
- اعجاز! یعنی قرآن کریم کو اختلافی کلمات کے ساتھ پڑھا جائے تو معنیٰ مراد الٰہی کے خلاف نہیں ہوتا۔بلکہ دوسری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قراءات میں تو معنیٰ کے اندر بڑی فصاحت وبلاغت پائی جاتی ہے۔

- کفار کے اعتراض کا جواب دینے کے لئے !مثلاً کفار کا یہ اعتراض تھا کہ یہ قرآن، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے خود بنایا ہے، اللہ کا کلام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جواب دیتے ہوئے فرمایا:

(1) ﴿قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَـٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا﴾ (سورة الاسراء: 88)

”کہہ دو کہ اگر انسان اور جن اس پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنالائیں تو اس جیسا نہ لا سکیں گے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔“

(2) ﴿أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّـهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ﴾ [سورة هود: 13]

”یہ کیا کہتے ہیں کہ اس نے قرآن از خود بنالیا ہے۔ کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو تم بھی ایسی دس (۱۰) سورتیں بنالاؤ، اور اللہ کے سوا جس جس کو بلاسکتے ہو بلالو۔“

(3) ﴿وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّـهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ﴾ [سورة البقرة: 23]

”اور اگر تم کو اس (کتاب) میں جو ہم نے اپنے بندے (محمد عربی ﷺ) پر نازل فرمائی ہے، کچھ شک ہو تو اسی کی طرح ایک سورت تم بھی بناؤ اور اللہ کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں ان کو بھی بلاؤ اگر تم سچے ہو۔“

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو چیلنج کیا ہے، کہ اس جیسا قرآن لے آؤ، یا دس سورتیں ہی لے آؤ، یہ بھی نہیں تو ایک سورت ہی لاکر دکھاؤ، اور وہ لانے میں عاجز آگئے۔

اول اللہ تعالیٰ نے لغت قریش پر قرآن کریم نازل کیا، پھر امت کی آسانی کے لیے مزید قبائل کو بھی مدنظر رکھا گیا۔ مثلاً: ہذیل، ثقیف، ہوازن، کنانہ، تمیم، نجد، ازد، ربیعہ، سعد بن بکر وغیرہ۔

اگر ان قبائل کو شامل نہ کیا جاتا تو وہ لوگ اس بات کا اعتراض کرتے کہ قرآن تو لغت قریش پر نازل ہوا ہے، تو وہی اس چیلنج کا جواب دیں۔ اگر ہماری لغت پر قرآن نازل ہوتا تو ہم اس کا جواب دیتے۔ لیکن قرآن تمام قبائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اتارا گیا۔ اسی لیے تمام قبائل ایک بھی سورت لانے سے عاجز رہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید اللہ ہی کا کلام ہے اور سبعہ احرف پر نازل کرنے پر بھی ایک بڑی حکمت ہے۔

(قال رسول الله ﷺ أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ)

یہ حدیث مندرجہ ذیل کتابوں میں مختلف اسناد کے ساتھ مذکور ہے:

(۱) صحیح بخاری (۲) صحیح مسلم (۳) سنن ترمذی (۴) سنن نسائی (۵) سنن ابی داؤد (۶) مؤطا امام مالک (۷) صحیح ابن حبان (۸) فضائل القرآن از ابوعبید قاسم بن سلام (۹) مسند طیالسی (۱۰) مسند احمد (۱۱) مسند ابویعلیٰ (۱۲) مصنف عبدالرزاق (۱۳) مصنف ابن ابی شیبہ (۱۴) معجم کبیر طبرانی (۱۵) معجم اوسط طبرانی (۱۶) تفسیر طبری (۱۷) سنن کبریٰ بیہقی (۱۸) مستدرک حاکم (۱۹) مشکل الآثار للطحاوی۔

اس حدیث کو روایت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مندرجہ ذیل ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عمر بن الخطاب (۲) سیدنا عثمان بن عفان (۳) سیدنا علی بن ابی طالب (۴) سیدنا ابی بن کعب (۵) سیدنا عبد اللہ بن مسعود (۶) سیدنا ابو ہریرہ (۷) سیدنا معاذ بن جبل (۸) سیدنا ہشام بن حکیم (۹) سیدنا عبد اللہ بن عباس (۱۰) سیدنا عمرو بن العاص (۱۱) سیدنا حذیفہ بن یمان (۱۲) سیدنا عبادۃ بن صامت (۱۳) سیدنا سلیمان بن صرد الخزاعی (۱۴) سیدنا ابو بکرۃ انصاری (۱۵) سیدنا ابو طلحہ انصاری (۱۶) سیدنا انس بن مالک بواسطہ اُبی ابن کعب۔ (۱۷) سیدنا سمرۃ بن جندب (۱۸) سیدنا ابو جہیم انصاری (۱۹) سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف (۲۰) سیدہ ام ایوب۔ (رضوان اللہ علیہم اجمعین)

مذکورہ روایت (إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ) کے حوالہ جات اور روایت کرنے والے صحابہ کرام کا اس لیے ذکر کیا گیا ہے تا کہ وہ حضرات جو اس حدیث کو من گھڑت سمجھتے ہیں، دیکھ لیں کہ کثیر صحابہ نے اس کو روایت کیا ہے، اور کثیر محدثین نے اسے نقل کیا ہے۔

امام جزری فرماتے ہیں: میں نے اس حدیث کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لئے اس پر (۳۰) سال تفکر کیا، تو اللہ نے میرا سینہ کھولا، کہ اس سے (۷) قسم کی انواع مراد ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) اسماء کا اختلاف

☆ واحد و جمع کا اختلاف، مثلاً:

(مِسْكِيْنَ) واحد (مَسٰكِيْنَ) جمع

(كِتٰبِهٖ) واحد (كُتُبِهٖ) جمع

☆ تذکیر و تانیث کا اختلاف، مثلاً:

(وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ) تذکیر (وَلَا تُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ) تانیث

(وَإِن يَكُن مِّنكُمْ) تذکیر (وَإِن تَكُن مِّنكُمْ) تانیث

(۲) افعال کا اختلاف:

(وَاتَّخَذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى) ماضی

(وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِمَ مُصَلًّى) امر

(۳) اعراب کا اختلاف:

(فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ) (ظاء مجرور) (فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٌ) (ظاء مرفوع)

(۴) کسی زیادتی کا اختلاف

(سَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ) (وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ)

(إِنَّ اللَّهَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ) (إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ)

(۵) تقدیم و تاخیر

(وَنَا بِجَانِبِهِ) (وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ)

(بَئِيْسٍ) (بَيْئَسٍ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۶) کلمہ کے ابدال کا اختلاف:

(هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ) (هُوَ الَّذِيْ يَنْشُرُكُمْ)
(بِضَنِينٍ) (بِظَنِيْنٍ)

(۷) لہجات کا اختلاف

فتح، امالہ، اظہار، ادغام، روم، اشمام، تفخیم، ترقیق، وغیرہ

یہ قراءات نبی کریم ﷺ نے اللہ سے دعا کر کے حاصل کیں:

(عن ابن عباس رضي الله عنه: أن رسول الله ﷺ قال أقرأني جبريل على حرف، فراجعته فلم أزل أستزيده ويزيدني حتى انتهى إلى سبعة أحرف) [مسلم]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: "مجھے جبرئیل نے ایک حرف پر پڑھایا، میں نے ان سے تکرار کیا، پس میں اس سے زیادہ کراتا رہا، اور وہ زیادہ کرتا رہا، یہاں تک کہ سات طرق پر پہنچا۔"

یہ اضافہ کروانے کی وجہ کیا تھی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ

(عن أبي بن كعب –رضي الله عنه– قال: لَقِيَ رسولُ الله ﷺ جبريلَ، فقال: «يا جبريلُ إنِّي بُعِثتُ إلى أُمَّة أُمِّيِّين: منهم العجوزُ، والشيخُ الكبيرُ، والغلامُ، والجاريةُ، والرجلُ الذي لم يقرأْ كتابًا قطُّ» قال: يا محمدُ إنَّ القرآنَ أُنْزِل على سبعة أَحْرُف) [سنن الترمذي:2944]

"رسول اکرم ﷺ کی جبرئیل سے ملاقات ہوئی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے جبرئیل! میں اَن پڑھ امت کی طرف بھیجا گیا ہوں، (مزید) ان میں بوڑھے، بوڑھیاں، لڑکے، لڑکیاں، غلام و لونڈیاں ہیں اور ان میں ایسے بھی ہیں، جس نے کبھی کوئی کتاب نہیں پڑھی" تو جبرئیل نے کہا:

"اے محمد! قرآن مجید سات حروف پر نازل کیا گیا۔"

اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ قراءات آپ ﷺ نے دعا کر کے امت کی آسانی کے لئے حاصل کی۔

قراءات متواترہ قرآن ہیں، جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے:

(عُمَرُ بْنَ الْخَطَّابِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ، يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَؤُهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَقْرَأَنِيهَا، فَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتَّى انْصَرَفَ، ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ، فَجِئْتُ بِهِ رَسُولَ اللهِ صلي الله عليه وسلم، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَرْسِلْهُ، اقْرَأْ، فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: هَكَذَا أُنْزِلَتْ، ثُمَّ قَالَ لِي: اقْرَأْ، فَقَرَأْتُ، فَقَالَ: هَكَذَا أُنْزِلَتْ، إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ)

"سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میں نے ہشام بن حکیم کو دیکھا کہ وہ نماز میں سورۃ فرقان کچھ دوسرے طریقوں سے پڑھ رہے ہیں، جن طریقوں سے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نہیں پڑھائی تھی۔ مجھے غصہ آگیا، میں نے چاہا کہ نماز میں ہی لڑ پڑوں لیکن میں نے تحمل کا مظاہرہ کیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے ان کے گلے میں چادر ڈال کر پوچھا کہ پڑھنے کا یہ طریقہ تمہیں کس نے سکھایا ہے؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکھایاہے۔ میں نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو، مجھے نبی کریم ﷺ نے یہ سورت دوسرے طریقے سے سکھائی ہے۔ پھر میں انہیں کھینچتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا، اور عرض کیا کہ اے رسول اللہ! جس طریقے سے آپ نے ہمیں سورت فرقان پڑھائی ہے، یہ اس سے ہٹ کر پڑھ رہے ہیں۔

(یہ سن کر) آپ نے فرمایا: ہشام کو چھوڑ دو۔ پھر ہشام سے کہا: اچھا پڑھو، انہوں نے اسی طرح پڑھا جس طرح میں نے ان سے سنا تھا۔ آپ نے فرمایا: اسی طرح قرآن نازل ہوا ہے۔ پھر مجھ سے پڑھوایا، میں نے اس طریقے سے پڑھا جو آپ نے مجھے سکھایا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایسے ہی نازل ہوا ہے۔ بے شک (قرآن کریم) سات حروف پر اترا ہے، جو طریقہ جس پر آسان ہو وہ ویسے ہی پڑھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام قراءات منزل من اللہ ہیں، کیونکہ یہ سب آپ ﷺ کے زمانہ مبارک میں پڑھی گئیں۔ یاد رہے کہ ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ قرآن نماز میں پڑھ رہے تھے اور نماز میں (قرآن) ہی پڑھا جاتا ہے، کیونکہ (قرآن) منزل من اللہ ہے۔

فروش سورۃ الفرقان

1	وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ	ابن كثير، حفص	نَحْشُرُهُمْ	باقين
2	فيقول	سما، كوفيون	فنقول	ابن عامر
3	تستطيعون	حفص	يستطيعون	غير حفص
4	نُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ	نافع، ابو عمرو، ابن عامر، كوفيون	نُنْزِلُ الْمَلَائِكَةَ	ابن كثير
5	تشقَّقُ	ابو عمرو، كوفيون	تَشَّقَّقُ	نافع، ابن كثير،ابن عامر
6	ثَمُودًا	نافع، مكى، بصرى، شامى شعبة، كسائى	ثَمُوْدَا	حفص، حمزة
7	هُزُوًا	سما، شامى، شعبة ، كسائى		
	هُزُوًا	حفص	هُزْؤًا	حمزة
8	اَرَيْتَ	كسائى	اَرَءَيْتَ	باقين
9	تَحْسَبُ	ابن عامر، عاصم، حمزة	تَحْسِبُ	سما، كسائى
10	اَلرِّيٰحَ	نافع، ابو عمرو، ابن عامر، كوفيون	اَلرِّيْحَ	ابن كثير
11	بُشْرًا	عاصم	نُشْرًا	ابن عامر
	نُشُرًا	سما	نَشْرًا	حمزة، كسائى
12	فَسْئَلْ	نافع، بصرى، شامى، عاصم، حمزة	فَسَلْ	مكى، كسائى
13	ليذَّكَّرُوْا	سما، ابن عامر، عاصم	لِيَذْكُرُوْا	حمزة ، كسائى
14	تَأْمُرُنَا	سما، شامى، عاصم	يَأْمُرُنَا	حمزة ، كسائى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

15	سراجًا	سما، شامی، عاصم	سُرُجًا	حمزۃ، کسائی
16	اَنْ يَّذَّكَّرَ	غیر حمزۃ	اَنْ يَّذْكُرَ	حمزۃ
17	وَيَقْتِرُوْا	ابن کثیر، ابو عمرو	وَيَقْتُرُوْا	کوفیون
	وَيُقْتِرُوْا	نافع، شامی		
18	يُضَعَّفْ	مکی	يُضَعَّفُ	شامی
	يُضٰعَفْ	نافع، بصری، حفص، حمزۃ، کسائي	يُضٰعَفُ	شعبه
19	يَخْلُدْ	سما، حفص، حمزۃ، کسائي	يَخْلُدُ	شعبه، شامی

حدیث میں سورۃ الفرقان کے قراءتی اختلاف کا ذکر ہوا تھا، اسی لیے ہم نے سورۃ الفرقان کے تمام اختلافی کلمات جمع کر دیے۔ البتہ حدیث میں اس بات کی کوئی صراحت نہیں، کہ کن کن کلمات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا اختلاف تھا۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیسے پڑھتے تھے، اور حضرت ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کیسے پڑھتے تھے؟۔ اور اساتذہ سے بھی اس طرح کی کوئی وضاحت ہم تک نہیں پہنچی۔ بس احادیث میں آ گیا، اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا

عن عثمان قال قال رسول الله ﷺ خيركم من تعلم القرآن و علمه - [بخاری :5027]

" سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو خود قرآن سیکھتا اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔"

کیا صرف روایت حفص پڑھنے پڑھانے والوں کو ہی یہ فضیلت حاصل ہے؟ کیا دوسری قراءت پڑھنے پڑھانے والے اس میں شامل نہیں ہوں گے؟، کیونکہ تمام قراءات اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہیں:

- قراءت نافع پڑھنے والے بھی
- قراءت ابن کثیر پڑھنے والے بھی
- قراءت ابو عمرو بصری پڑھنے والے بھی
- قراءت ابن عامر شامی پڑھنے والے بھی
- قراءت امام عاصم پڑھنے والے بھی
- قراءت حمزہ پڑھنے والے بھی
- قراءت کسائی پڑھنے والے بھی
- قراءت ابو جعفر پڑھنے والے بھی
- قراءت یعقوب پڑھنے والے بھی
- قراءت خلف پڑھنے والے بھی

نیز حدیث پاک میں آتا ہے:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: «اقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ، اقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ، وَسُورَةَ آلِ عِمْرَانَ، فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ، أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ، أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ، تُحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا، اقْرَءُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ، فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ، وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ، وَلَا تَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ». قَالَ مُعَاوِيَةُ: بَلَغَنِي أَنَّ الْبَطَلَةَ: السَّحَرَةُ. [صحيح مسلم :804]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن قرآن اپنے پڑھنے والے کے لیے سفارشی بن کر آئے گا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا قرآن صرف حفص پڑھنے والوں کی سفارش کرے گا، یا صرف ورش پڑھنے والوں کی سفارش کرے گا؟۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں! بلکہ قرآن تمام مصاحف میں پڑھنے والوں کے لیے سفارشی ہو گا، خواہ وہ حفص کی قراءت ہو یا ورش کی یا امام حمزہ کی یا امام کسائی وغیرہ کی۔

جس طرح اس حدیث میں ہے کہ سورۃ بقرۃ اور آل عمران اپنے پڑھنے والے کے لیے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کریں گی، سوال یہ ہے کہ یہ کس قراءت میں پڑھنے والے کے لیے اللہ سے جھگڑا کر کے اس انسان کو جنت میں لے جانے کا ذریعہ بنیں گی؟

نیز ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ قاری قرآن کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے درجات ہوں گے:

وعن عبد الله بن عمرو قال ، قال رسول الله ﷺ : يقالُ لصاحِبِ القرآنِ: اقرأْ وارق ورتِّلْ كما كنتَ تُرتِّلُ في الدنيا، فإنَّ منزِلتَكَ عندَ آخِرِ آيةٍ كنتَ تقرؤُها - [أخرجه أحمد:6799 والترمذي:2914، وأبو داود:1464 ، السنن الكبرىٰ للنسائي :8002]

" حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور اپنے درجات حاصل کرتا جا، اس طرح پڑھ جس طرح تو ترتیل کے ساتھ دنیا میں پڑھتا تھا، تیری وہی منزل ہو گی جہاں تیری آخری آیت ہو گی۔"

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرآن کریم کو ترتیب کے ساتھ پڑھنا چاہیے، اور دوسری بات یہ ہے جب قاری قرآن سے پڑھے گا، تو وہ کس قراءت سے پڑھے گا؟ کیا وہ صرف حفص پڑھے گا یا صرف مکی پڑھے گا، نہیں! بلکہ کوئی روایت قالون پڑھ کر اپنے درجات حاصل کر رہا ہو گا، کوئی روایت ورش پڑھ کر اپنے درجات چڑھ رہا ہوں گا، کوئی امام حمزہ پڑھ کر اپنے درجات حاصل کر رہا ہو گا، کوئی امام کسائی کی قراءت پڑھ کر درجات حاصل کر رہا ہو گا، کوئی ابو عمرو بصری کی قراءت پڑھ کر اپنے درجات حاصل کر رہا ہو گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن بھی تمام قراءات میں قرآن پڑھا جائے گا۔ اس لیے کہ یہ وہ تمام قراءات ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے خود نازل کیا ہے۔ یہ سب کی سب منزل من اللہ ہیں، یقیناً اللہ رب العزت ان تمام قراءات کو سن کر خوش ہوں گے کہ میں نے قرآن کو سات حروف پر نازل کیا اور میرے بندوں نے اس آسانی کی قدر کی اور اس پر عمل کیا۔

عن عائشة رضى الله عنها قالت :قال رسول الله ﷺ: «اَلْمَاهِرُ بِالْقُرآنِ مَعَ السَّفَرة الكِرَامِ البَرَرَة» [صحيح البخاري: ٤٩٣٧)صحيح مسلم: ٧٩٨ واللفظ لمسلم]

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید کا ماہر معزز بزرگ نیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہو گا۔"

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ (اَلْمَاهِرُ بِالقُرآنِ) سے کس قراءت کا ماہر مراد ہے؟ یقیناً تمام قراءات کے ماہرین مراد ہیں، روایت حفص کے علاوہ دوسری روایات کا ماہر بھی ہو سکتا ہے، یقیناً ہر روایت و قراءۃ کا ماہر یہ عظیم درجہ حاصل کرے گا۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ، وَالحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لاَ أَقُولُ الْم حَرْفٌ، وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلاَمٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ.» [سنن الترمذي :2910- و صححه الألباني]

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کتاب اللہ سے ایک پڑھے، اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے ہر حرف کے عوض ایک نیکی ہے، اور وہ ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام دوسرا حرف ہے، اور میم تیسرا حرف ہے۔"

یہ نیکیاں صرف روایت حفص پڑھنے والے کو نہیں، بلکہ قراءات عاصم، نافع، ابو جعفر، یعقوب، بصری اور خلف سمیت تمام قراءات پڑھنے والوں کے لیے یہ نیکیاں ہیں۔

عن معاذ بن أنس الجهني رضي الله عنه ، أن رسول الله ﷺ قال : «مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيهِ ، أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، ضَوْءُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيكُمْ ، فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِي عَمِلَ بِهَذَا» [مسند أحمد :15645 ، أبو داود:1241]

سیدنا معاذ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قرآن مجید پڑھے اور عمل کرے، اس چیز کے ساتھ کہ جو اس میں سے ہے، تو اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا، اس تاج کی روشنی دنیا کے سورج کی روشنی سے زیادہ تیز ہو گی۔ سورج بالفرض اگر تمہارے گھروں کے اندر روشن ہو، تو کیا گمان ہے اس شخص کے درجے کے متعلق جس نے قرآن مجید پر عمل کیا۔

اب دنیا میں قرآن مجید حفظ کرنے والے کچھ روایت حفص میں، کچھ روایت قالون میں، کچھ روایت سوسی میں، کچھ روایت ورش میں، کچھ روایت بزی میں کچھ روایت شعبہ میں، کچھ روایت دوری میں اور کچھ قراءۃ ابو عمرو میں۔ یہ تمام قراءات اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہیں، تو یقیناً ان تمام قراءات کو پڑھنے والوں کو درجات ملیں گے۔ ان شاء اللہ

قراءات میں شک کرنا موجب عتاب ہے

قراءات میں شک کرنے والے پر رسول اللہ ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے، جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے:

(1) عن أبي بن كعب قال: كنت في المسجد فدخل رجل يصلي فقرأ قراءة أنكرتها عليه، ثم دخل رجل آخر فقرأ قراءة غير قراءة صاحبه، فدخلنا جميعا على رسول الله ﷺ. قال: فقلت يا رسول الله! إن هذا قرأ قراءة أنكرتها عليه، ثم دخل هذا فقرأ قراءة غير قراءة صاحبه، فأمرهما رسول الله ﷺ فقرءا، فحسن رسول الله ﷺ شأنهما، فوقع في نفسي من التكذيب، ولا إذ كنت في الجاهلية فلما رأى رسول الله ﷺ ما غشيني ضرب في صدري، ففضت عرقا كأنما أنظر إلى الله فرقا. فقال لي: يا أبي! أرسل إلي أن اقرأ القرآن على حرف، فرددت عليه أن هون على امتي، فرد علي في الثانية أن اقرأ القرآن على حرف فرددت عليه أن هون على امتي، فرد علي في الثالثة ان اقرأه على سبعة أحرف-

"سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں تھا کہ ایک شخص داخل ہوا اور نماز پڑھنے لگا۔ اس نے ایسی قراءات کی کہ میں نے اس کا انکار کیا۔ پھر ایک اور شخص آیا، اس نے پہلے شخص سے بھی مختلف قراءات کی جب ہم نماز پڑھ چکے تو ہم سب رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، میں نے عرض کی: اس شخص نے ایسی قراءات کی ہے کہ میں نے اس کا انکار کیا۔ پھر یہ شخص داخل ہوا اس نے پہلے سے بھی مختلف قراءات کی۔ نبی کریم نے ان دونوں کو قراءات کرنے کا حکم دیا، دونوں نے (اپنی اپنی قراءات) پڑھی اور آپ ﷺ نے دونوں کی تحسین فرمائی۔ میرے دل میں سخت جھوٹ کا شک وشبہ پیدا ہوا، کہ جو جاہلیت میں بھی نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب وہ چیز دیکھی جو مجھ پر طاری ہوئی تھی، تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا، میں پسینہ پسینہ ہو گیا، گویا کہ میں ڈر کے مارے اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھنے لگا، پھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے مجھے فرمایا:

”اے ابی! میری طرف یہ حکم دے کر فرشتہ بھیجا گیا کہ قرآن کو ایک طریقہ پر پڑھو۔ میں نے عرض کی، الٰہی! میری امت پر آسانی کر، تو مجھے دو طریقوں سے پڑھنے کا حکم دیا۔ پھر میں نے عرض کی: الٰہی! میری امت پر آسانی فرما۔ پھر مجھے سات طریقوں پر پڑھنے کا حکم دیا گیا۔“

(2) عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، قَالَ : سَمِعْتُ رَجُلاً قَرَأَ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ خِلاَفَهَا فَجِئْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ وَقَالَ كِلاَكُمَا مُحْسِنٌ ، وَلاَ تَخْتَلِفُوا فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوا فَهَلَكُوا) [صحیح البخاری:2410]

” سیدنا ابن مسعود ﷺ سے روایت ہے کہ میں نے ایک شخص کو قرآن پڑھتے سنا، جبکہ میں نے نبی کریم کو اس کے خلاف پڑھتے سنا تھا، تو میں اس شخص کو نبی ﷺ کے پاس لے آیا، اور آپ کو خبر دی، تو میں نے آپ کے چہرہ اقدس پر ناگواری کے آثار دیکھے۔ آپ نے فرمایا: ”تم دونوں اچھا پڑھتے ہو، آپس میں اختلاف نہ کیا کرو۔ کیونکہ تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا تو وہ ہلاک ہو گئے۔“

جب کسی آیت کی قراءات دو طرح سے ثابت ہو، تو اس میں اختلاف نہ کرو، آپ ﷺ نے دونوں کو ماننے کا حکم دیا، کسی کے انکار کرنے کی اجازت نہیں دی۔

قراءات پر صحابہ کرام کا اجماع

امام حافظ ابو یعلیٰ موصلی مسند کبیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک دن منبر پر کھڑے ہو کر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: میں ان حضرات کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ کھڑے ہو جائیں، جن کے سامنے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا:

«إن القرآن أنزل على سبعة أحرف كلها شاف كاف»

اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتنی بڑی تعداد کھڑی ہوگئی کہ انھیں شمار کرنا مشکل تھا۔ سب نے اس پر گواہی دی، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بھی اس پر گواہ ہوں۔

علامہ ابو شامہ نے اس حدیث پر حضرات علماء و قراء کی مختلف ابحاث کو اپنی کتاب الوجیز میں جمع کر دیا ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض حضرات کا وہم ہے کہ سبعۃ احرف والی حدیث سے قراء سبعۃ کی قراءات مراد ہے۔ یہ صحیح نہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہِ مبارک میں ان قراء کا وجود ہی نہیں تھا، مثلاً ابن عامر شامی (۲۱ ہجری) میں، ابن کثیر مکی (۴۵ ہجری)، نافع (۷۰ ہجری) اور کسائی (۱۱۹ ہجری) میں پیدا ہوئے۔ خود ان قراء میں سے بعض نے صحابہ، بعض نے تابعین، اور بعض نے تبع تابعین سے قراءات حاصل کی۔

بعض کو یہ شبہ اس لیے ہو گیا کہ انہوں نے پہلے شاطبیہ اور تیسیر دیکھی کہ ان میں قراءات کی صحیح ترین وجوہ ہیں۔ بعد میں ان حضرات نے سبعہ احرف والی حدیث سنی تو لفظ سبعۃ احرف کو شاطبیہ میں بیان کردہ سبعہ قراءات پر منطبق کر دیا۔

مختلف قراءات متواترہ قرآن کریم ہی ہیں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ قراءات تو ٹھیک ہیں لیکن ان کا (نماز وغیرہ میں) پڑھنا ٹھیک نہیں، کیونکہ اس سے فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر یہ صحیح نہ ہوتا تو آپ ﷺ کبھی بھی ان کو (هَكَذَا أُنْزِلَتْ) کہہ کر تصحیح نہ فرماتے، بلکہ منع کرتے۔ یہ قراءات باعث فتنہ نہیں موجب رحمت وراحت ہیں۔ یہ دلوں کو سکون واطمینان دیتا ہے، بعض قراءات تو ایسی ہیں کہ ان کو بار بار پڑھنے سننے سے بھی دل نہیں بھرتا۔ علامہ شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وان كتاب الله اوثق شافعٍ   و اغني غناءً واهبا متفضلا

وخير جليسٍ لايملُّ حديثهٗ   وترداده يزداد فيه تجمُّلَا

”کتاب اللہ ایک مضبوط شفیع، نہایت کافی اور بخشش وفضل والی ہے۔
بہترین ہم نشین ہے، اس کی باتوں میں اکتاہٹ نہیں ہوتی، اس کا دھرانا اس کے جمال میں اضافہ کرتا ہے۔“

بعض وجوہ قراءات نیکیوں کے اضافے کا باعث

قرآن کریم کا یہ بھی اعجاز ہے کہ بعض کلمات کی قراءات کی ایک وجہ میں کم نیکیاں ملتی ہیں، اور دوسری وجہ میں زیادہ نیکیاں ملتی ہیں۔ مذکورہ ذیل امثلہ پر غور فرمائیں:

يَخْدَعُوْنَ	60	يُخَادِعُوْنَ	70
فَازَلَّهُمَا	70	فَاَزَالَهُمَا	80
يُصْلِحَا	50	يَصَّالَحَا	70
يَقُوْلُ	40	وَيَقُوْلُ	50
عَقَدْتُّمْ	60	عَقَّدْتُّمْ	70
طَيْرًا	30	طَائِرًا	50
سِحْرٌ	30	سَاحِرٌ	40
تَذَكَّرُوْنَ	70	تَذَّكَّرُوْنَ	80
اُبْلِغُكُمْ	60	اُبَلِّغُكُمْ	70
وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ	60	وَاللَّـهَ هُوَ الْغَنِيُّ	80
يُضٰهُوْنَ	60	يُضٰهِئُوْنَ	70
حَاشَ لِلّٰهِ	30	حَاشَا لِلّٰهِ	40
كُذِبُوْا	40	كُذِّبُوْا	50
شُرَكَايَ الَّذِيْنَ	50	شُرَكَاءِيَ الَّذِيْنَ	60
يَبْلُغَنَّ	60	يَبْلُغٰنِّ	70
خَلْفَكَ	40	خِلٰفَكَ	50
نَبْشُرُكَ	50	نُبَشِّرُكَ	60
اَنَا اخْتَرْتُكَ	90	اَنَّا اخْتَرْنٰكَ	110

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مَهْرًا	40	مَهْرًا	50
تَخْفُ	30	تَخَفُ	40
حَمَلْنَا	50	حُمِّلْنَا	60
قُلْ رَّبِّيْ	60	قَالَ رَبِّيْ	70
فُتِحَتْ	40	فُتِّحَتْ	50
سَكْرٰي	40	سُكْرٰي	50
لُؤْلُؤٍ (وقفا)	40	لُؤْلُؤًا (وقفا)	50
شِقْوَتُنَا	60	شَقٰوَتُنَا	70
تُوْقَدُ	40	تَوَقَّدَ	50
تَشَقَّقُ	50	تَشَّقَّقُ	60
لِيَذْكُرُوْا	60	لِيَذَّكَّرُوْا	80
سُرُجًا	40	سِرَاجًا	50

قراءت کے بارے میں علماء کے اقوال

(۱) قراءت نافع کے متعلق

۱۔ امام مالک وعبد اللہ بن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ

(قراءت نافع سنة)

”نافع کی قراءت سنت ہے۔“

۲۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

(قراءة اهل المدينة اَحَبُّ اِلَيَّ)

”اہل مدینہ کی قراءت مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔“

(۲) قراءت مکی کے متعلق

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ

(قراءتنا قراءة عبداللہ بن كثير عليها وجدت أهل مكه من اراد التمام فليقرأ لابن كثير)

”ہماری قراءت عبد اللہ بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت ہے، اہل مکہ کو میں نے اسی پر پایا۔ جو قراءت کاملہ کا خواہش مند ہو وہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت پڑھے۔“

(۳) قراءت بصری کے متعلق

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ہے:

(قراءة ابي عمرو أحب القراءات الي)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

”ابو عمرو کی قراءت مجھے تمام قراءات سے زیادہ محبوب ہے۔“

(۴) قراءت شامی کے متعلق

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ہے: (وھي قراءة حسنة)

”اور وہ (قراءت شامی) بہترین قراءت ہے۔“

(۵) قراءت عاصم کے متعلق

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

”اہل کوفہ قراءت عاصم کو پسند کرتے ہیں، اور میں بھی اسے پسند کرتا ہوں۔“

(۶) قراءت حمزہ کے متعلق

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: (شیئان غلبتنا علیهما لسنا ننازعك فیهما القرآن والفرائض)

”دو چیزوں میں آپ ہم پر غالب ہیں، اُن میں ہم آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ (۱) علم القراءات (۲) علم الفرائض۔“

(۷) قراءت کسائی کے متعلق

امام ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کہا:

(کان امام العربیة والناس في القراءة في عصره)

”وہ اپنے زمانہ میں علم قراءت میں عربیت کے اور لوگوں کے امام تھے۔“

قراءت میں تکبیر کہنے کا مسئلہ:

بعض علماء علم قراءت کا تو اقرار کرتے ہیں، البتہ تکبیرات کا انکار کرتے ہیں کہ یہ تکلف ہے اور بعض حضرات کا مؤقف ہے کہ حدیث تکبیر ضعیف الاسناد ہے۔ یہ ہر دو مذہب غیر صحیح ہیں، کیونکہ نہ تو یہ تکلف ہے کیونکہ علماء متقدمین نے اس کو پسند کیا ہے، تو متاخرین کے اعتراض کے کیا معنی؟ اور نہ یہ ضعیف الاسناد ہے کیونکہ حاکم نے مستدرک میں حدیث تکبیر کو شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے، اور ذہبی اس کی موافقت کرتے ہیں۔ ذیل میں حدیث تکبیر مع سند درج کی جاتی ہے۔ ملاحظہ کریں:

حدثنا ابو یحییٰ محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن یزید، المقرءُ الامام بمكة في المسجد الحرام، حدثنا أبو عبدالله محمد بن علي بن زيد الصائغ، حدثنا أحمد بن محمد بن القاسم بن بزة، قال: سمعت عكرمة بن سليمان، يقول: قرأت علي اسماعيل بن عبدالله بن قسطنطين، فلمّا بلغت والضحيٰ، قال لي: كبّر كبِّر عند خاتمة في كل سورةٍ، حتي تختم، وأخبره عبدالله بن كثير، أنه قراء علي مجاهدٍ فامره بذلك، و أخبره مجاهد أن ابن عباس أمره بذلك، أخبره ابن عباس، أن أبي بن كعب - هذا حديث صحيح الاسناد، ولم يُخرِّجاه.

”(حاکم کہتے ہیں) کہ ہم سے مسجد الحرام کے امام القراء ابو یحییٰ محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن یزید نے بیان کیا، کہ ہم کو ابو عبد اللہ محمد بن علی بن زید نے حدیث بیان کی، اور ان کو احمد بن محمد بن قاسم بن بزاۃ المعروف بزی نے حدیث بیان کی، اور کہا کہ میں نے عکرمۃ بن سلیمان کو یہ کہتے ہوئے سنا، کہ میں نے اسماعیل بن عبد اللہ بن قسطنطین کے سامنے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(قرآن) پڑھا۔ جب میں سورۃ الضحیٰ پر پہنچا تو انہوں نے مجھے کہا تکبیر پڑھو، ہر سورۃ کے آخر پر یہاں تک کہ تم قرآن مجید کے اختتام پر پہنچ جاؤ، اور عبداللہ بن کثیر نے بتایا کہ جب میں نے ابن مجاہد کے سامنے قرآن پڑھا تو انہوں نے مجھے یہی ہدایت کی، اور ان کو ابن مجاہد نے بتایا، کہ مجھے ابن عباس نے یہی ہدایت کی تھی، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو بتایا کہ مجھے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہی ہدایت کی تھی، اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ان کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہی ہدایت کی تھی۔"

محدث قراء

- ابن ارسلان محدث جیسا کہ ان کی شرح سنن ابی داود (۲۰) جلدوں میں (دارالفلاح) سے چھپ چکی ہے۔ انہوں نے امام جزری کے منظومہ طیبہ کی (۱۳) جلدوں میں شرح لکھی ہے۔
- شیخ الاسلام زکریا انصاری مشہور محدث ان کی جزری کی شرح الد قائق محکمہ۔
- ملا علی قاری مشہور محدث (مرقاۃ) کے مصنف نے (حدیث الامانی) کے نام سے شاطبیہ کی شرح اور (الهبات السنة العلية) کے نام سے عقیلہ کی شرح وغیرہ قراءات پر کتابیں تحریر کیں۔
- ہاشم سندھی مشہور حنفی محدث ان کی شاطبی کی شرح، الدر المکنون فی تحقیق مد السکون، راءات ورش کفایة القاری، متشابہات قرآن پر (۱۰۰۰) اشعار کی نظم وغیرہ۔
- ابو شامہ مشہور محدث، ان کی شرح شاطبی (کنز المعانی)، (کتاب السلمہ)، قراءات کی کتب ہیں۔
- علامہ قسطلانی مشہور محدث، سیرۃ پر (مواهب اللدنية) کے مصنف جس کی علامہ زرقانی نے شرح کی ہے۔ بخاری کی شرح (إرشاد الساری) انہیں کے قلم سے ہے۔ انہوں نے (فتح الدانی) کے نام سے شاطبیہ کی شرح اور (لطائف الاشارات فی فنون القراءات) لکھیں۔
- علامہ سیوطی مشہور محدث ہیں، ان کی (شرح شاطبی) اور (الدر الکثیر فی قراءۃ ابن کثیر) کتب قراءت ہیں۔
- محدث دار قطنی مشہور محدث، ان کی (کتاب القراءات) بہترین کتب قراءت میں سے ہے۔
- ابو جعفر محمد بن جریر بن غالب الطبری مشہور مفسر و مؤرخ، انہوں نے (الجامع) نامی کتاب لکھی، جس میں (۲۵) سے زائد قراءات بیان کی گئی ہیں۔
- ابن جبارہ مقدسی المتوفی (۷۲۸ھ) مشہور مفسر 'زمخشری' کی تفسیر (الکشاف) کا اختصار کیا، اور ایک تفسیر (فتح القدير فی التفسير) لکھی ہے۔ ان کی شاطبی کی دو (شروحات المفید) اور (الفتوحات الهيد) مشہور کتب قراءات ہیں۔
- یحییٰ بن آدم، شعبہ کا طریق، کتاب الخراج کے مصنف ہیں۔ مکتبہ العلمیہ لاہور سے شائع شدہ ہے، محدث بھی ہیں اور قاری بھی ہیں۔
- امام جزری رحمۃ اللہ علیہ مشہور قاری ہیں۔ ان کی حدیث پر بھی بہت سی کتب ہیں: مثلاً اصول حدیث پر (الكفاية فی علم الرواية) اور بغوی کی المصابیح کی شرح (التوضيح شرح المصابيح المعروف تصحيح المصابيح) وغیرہ کتب ہیں۔ یہ ایک لاکھ حدیث کے حافظ تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- عبدالحق محدث دہلوی مشہور محدث ہیں۔ان کی مشکوٰۃ کی دو شروح ہیں،ایک عربی(لمعات التنقیح) دوسری فارسی(أشعة اللمعات)۔انہوں نے جزری کی بھی ایک شرح کی۔انہوں نے پہلے جزری کی نظم کو قواعد تجوید کے نام سے نثر میں تبدیل کیا پھر اسی کی شرح(الدر الفريد شرح قواعد تجويد) لکھی۔
- ابو منصور محمد بن احمد ازھر، محدث، مفسر، قاری۔(التقريب فی التفسير، ناسخ القرآن و منسوخه، تفسير سبع طوال)ان کی تفسیر پر لکھی کتب ہیں۔(شواهد غريب حديث،كتاب الحيض)وغیرہ حدیث پر اور(معانی القراءات ،علل القراءات)وغیرہ قراءات پر ہیں۔
- علامہ عبدالغنی بابلسی، مشہور محدث،(الحديقة الندية شرح طريقة محمدية)کے مصنف قاری بھی ہیں، (كفاية المستفيد فی علم التجويد) ان کی علم تجوید پر پر مشہور کتاب ہے۔
- محدث ابن ابی لیلیٰ المتوفی(۱۴۸ھ)۔ان کا علم قراءت و تجوید سے تعلق اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام حمزہ نے علم تجوید ان سے پڑھا ہے۔[طبقات الحفاظ ج1 ص 160]
- اسماعیل بن کثیر المتوفیمحدث ہیں۔امام کسائی رحمہ اللہ نے علم تجوید ان سے حاصل کیا۔[ایضاً: ۲۰۲]
- مسلم بن خالد المکی۔انھوں نے ابن کثیر مکی سے علم قراءت حاصل کیا۔ [ایضاً ص۲۰۶]
- امام ابو حنیفہ محدث وفقیہ ہیں،ان کی قراءت(آحاد)ابن جبارہ ہذلی نے(الکامل)میں بیان کی ہے۔
- امام شافعی، مشہور محدث وفقیہ ہیں،انہوں نے اسماعیل بن قسطنطین سے فن تجوید حاصل کیا۔[طبقات الحفاظ: ۱/۲۷۷]اسماعیل بن قسطنطین دوسرے امام ابن کثیر کے شاگرد ہیں اور بزی وعکرمہ کے شیخ ہیں۔
- یحییٰ بن عبدالحمید الکوفی، محدث ہیں۔امام ذہبی کے مطابق انہوں نے علم قراءت پر ایک کتاب لکھی ہے۔ [طبقات الحفاظ: 1/ 318]
- اسحاق بن بہلول تنوفی محدث ہیں،انہوں نے فن قراءت میں ایک کتاب لکھی ہے۔[ایضاً:۳۷۶]

مختلف ممالک میں پڑھی جانے والی روایات وقراءات

(۱)وہ ممالک جن میں روایت ورش پڑھی جاتی ہے

۱۔ الجزائر	۲۔ مراکش	۳۔ موریطانیہ	۴۔ مالی
۵۔ سینگال	۶۔ نائجر	۷۔ مصر	۸۔ چاڈ
۹۔ نائجیریا	۱۰۔ لیبیا	۱۱۔ تونس	

(۲)وہ ممالک جن میں روایت قالون پڑھی جاتی ہے

۱۔ لیبیا	۲۔ مصر	۳۔ تونس

(۳)وہ ممالک جن میں روایت دوری پڑھی جاتی ہے

۱۔ مصر	۲۔ سوڈان	۳۔ چاڈ	۴۔ نائجیریا
۵۔ سنٹرل افریقہ	۶۔ صومالیہ	۷۔ کینیا	۸۔ اریٹیریا

مذکورہ بالا ممالک میں انہی قراءات کے مطابق مصاحف چھاپے جاتے ہیں۔یہی مصاحف وہاں پڑھے پڑھائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں، اور انہی کے مطابق نمازوں میں تلاوت ہوتی ہے۔

ذیل میں ہم قراءت حفص کے علاوہ دوسری قراءات میں چھپنے والے مصاحف کا تذکرہ کرتے ہیں:

قراءات	مطابع
قالون	دارالتونسه
قالون	جمعية الدعوة الاسلاميه العاليه
قالون	دارالمعرفه، سوريا، دمشق
قالون	دارالفجر الاسلامي، دمشق
قالون	مجمع ملك الفهد
ورش	مجمع ملك الفهد
ورش	مؤسسة الرسالة
ورش	دارالمعرفه، سوريا، دمشق
ورش	عالم الكتب بيروت
ورش	دارالنجاني محمدي، تونس
ورش	جمعية الدعوة الاسلاميه العاليه
ورش	دارالفكر، بيروت
خلف	دارالمعرفة، سوريا، دمشق
دوری	مجمع ملك الفهد
سوسی	مجمع ملك الفهد
شعبه	مجمع ملك الفهد
بزی	طرابلس

فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تجوید و قراءت کے فن میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ ان کی قراءت سے قلب و روح وجد میں آ جاتے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ان سے اکثر قرآن سنا کرتے تھے۔ خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے قراءت پڑھنے والا بڑا قابل ہوتا تھا۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ تم پڑھا کرو، میں کچھ پڑھ کر خاموش ہو جاتا تو آپ فرماتے اور پڑھو۔ میری خوش الحانی آپ کو بے حد پسند تھی۔

آپ قرآن کریم کو خوش الحانی، اور عرب کے تمام لہجوں میں پڑتے تھے، جب آپ امامت فرماتے تو لوگوں کے رونے کی آوازیں بلند ہو جاتی، تو آپ کو رکوع کرنا پڑتا۔ کسی مجلس میں آپ تلاوت فرماتے تو لوگوں کی ہچکیاں بندھ جاتی، اور کئی لوگ بے خود ہو کر گر پڑتے۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ آپ کی قراءت کی سند کا سلسلہ چار واسطوں کے بعد سید القراء ابی بن کعب، اور ان کی وساطت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام نافع رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت پڑھتے تھے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ انھیں امام نافع رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت ہی سناتے تھے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن ہی میں قرآن حکیم حفظ کر لیا تھا۔ بعد میں تجوید و قراءت کی تعلیم اپنے زمانے کے امام القراء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابورديم نافع بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ متوفی (۱۶۹ھ) سے حاصل کی، جن کی قراءت آج تمام دنیائے اسلام کا معمول بہا ہے۔

کتب قراءات

علم قراءات کی تدوین تقریباً (۹۰) ہجری میں ہوئی، جیسا کہ یحییٰ بن یعمر عدوانی نے کتاب (القراءت) لکھی، جس میں لہجات عرب کا اختلاف بیان کیا۔ ابن مجاہد کی کتاب (السبعۃ) سے پہلے یہی کتاب متداول تھی۔ ان کے بعد امام عبداللہ بن عامر الشامی نے اختلاف مصاحف الشامی والحجاز لکھی۔

ابن مجاہد کی کتاب (السبعۃ) سے پہلے درج ذیل چند کتابیں اور بھی لکھی گئیں:

شیبہ بن نصاح کی	(الوقوف)
ابان بن تغلب کی	(کتاب القراءات)
زائدہ بن قدامہ کی	(کتاب القراءات)
خلف بن ہشام کی	(الاختیار فی القراءات)
دوری بصری کی	(قراءات النبی) وغیرہ

ان میں سے اکثر کتب ناپید ہے۔

اسی طرح قاسم بن سلام نے ایک کتاب لکھی جس میں پچیس قراءات تھی۔ احمد بن جبیر کوفی نے پانچ قراء کی قراءات جمع کیں۔ ابو حاتم سجستانی نے بیس قراء کی قراءات بیان کی۔ ان کتابوں کے بعد ابن مجاہد نے کتاب (السبعۃ) لکھی، جو کافی دیر تک متداول رہی۔ اس کے بعد طبری نے (الجامع) لکھی، اس میں ۲۰ سے زیادہ قراءات بیان کی گئی تھیں۔ یہ کتاب تو ناپید ہے، البتہ مکی بن ابی طالب القیسی (الإبانۃ) میں جگہ جگہ اس کا حوالہ دیتے ہیں۔ ابن مجاہد کے ہی زمانہ میں ابن خالویہ نے قراءات پر بہترین کتابیں تصنیف کیں۔

ابن عطیہ کے بقول سب سے اول مصنف قراءات یحییٰ بن یعمر عدوانی ہیں۔

ایسی بہت سی معلومات مستشرق ’’فواد سزگین‘‘ کی کتاب (تاریخ التراث العربی) اور ابن ندیم کی (الفہرست) میں موجود ہیں۔

اسی طرح ابن خیر اشبیلی نے (الفہرست) میں بھی بہت سی کتب قراءات کا ذکر کیا ہے۔ ذیل میں چند کتب کا ذکر کیے دیتے ہیں۔ ویسے کتب تو ان گنت ہیں۔

- البيان في قراءات السبع لإمام أبي طاهر عبدالواحد بن ابي هاشم بغدادي 349هـ
- القصيدة في القراءات السبع لأبي عبدالله حسين بن علي بغدادي ضرير 378 هـ
- القراءات السبع عند الأئمة السبع لأبي محمد حسين بن احمد بن حسنون سامري 386 هـ
- إرشاد في معرفة مذاهب الأئمة السبعة و شرح أصولهم لأبي طيب عبدالمنعم بن غلبون 389 هـ
- إكمال الفائده في قراءات السبع ايضاً
- المرشد في قراءات السبع ايضاً
- الهادي في قراءات السبع لأبي عبيدالله محمد بن سفيان قيرواني 415 هـ
- المؤيد للسبعه لسبط الخياط

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

- الإيماء إلي مذاهب السبعة القراء لأبي بكر محمد بن محمد الفلنقي الأشبيلي 553 هـ

تیسری صدی ہجری

1	كتاب القراءات	أبو عبيده قاسم بن سلام
2	كتاب القراءات	أبو حاتم سهل بن عثمان سجستانی نحوی مقری بصری
3	كتاب القراءات	تلميذ قالون أبو اسحاق بن اسحاق

چوتھی صدی ہجری

۴	الجامع في القراءات	أبو جعفر محمد بن جرير بن غالب طبري
۵	كتاب القراءات	أبوبكر محمد بن أحمد داجونی
۶	كتاب السبعة	أبوبكر بن مجاهد
۷	البيان فی السبعة	محمد عبدالواحد
۸	معجم كبير (أوسط،صغير)	نقاش
۹	كتاب القراءات	أبوبكر احمد شذائی
۱۰	الغابه	ابن مهران
۱۱	كتاب القراءات	محدث دارقطنی
۱۲	الارشاد المعدل	عبدالمنعم بن غلبون
۱۳	احتجاج القراء	ابن سراج مصری 316ھ
۱۴	شرح كتاب السبعة	ابن خالوية
۱۵	المحتسب	ابن مجاهد
۱۶	توضيح المشكل	أبو عثمان ابن حداد

پانچویں صدی

۱۷	المنتهي في العشر	أبو الفضل محمد ابن جعفر خزاعي
۱۸	الهادي في السبعة	ابن سفيان قيرواني
۱۹	المجتبی في السبعة	أبو القاسم عبدالجبار طرطوسی
۲۰	التيسير	أبو عمرو داني
۲۱	الهدايه	أحمد بن عمار المهدوي
۲۲	كشف	مكی بن أبي طالب القيسی
۲۳	الروضة	أبو علی بن الحسن مالكی بغدادي
۲۴	جامع البيان	أبو عمرو داني
۲۵	الجاز	أبو عمرو داني
۲۶	القاصد	أبو القاسم خزرجی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۷	العنوان	أبو طاهر اسمعيل بن خلف
۲۸	الإكتفاء	أبو عمر يوسف ابن عبدالله نمري
۲۹	الروضة	أبو اسمعيل موسىٰ بن حسين
۳۰	قصيدة حصرية	أبو الحسن على حصري

چھٹی صدی ہجری

۳۱	تلخيصُ العبارات	ابن بَلِّيْمَهْ
۳۲	التجريد في السبعة	ابن ضمام صقلی
۳۳	ارشاد المبتدي	ابو العز قلانسي
۳۴	الموضح	ابن خيرون
۳۵	الغاية	ابو جعفر ابن باذش
۳۶	المبهج	ابن خياط
۳۷	المصباح الزاهر	ابو الكرم مبارك بن فتحان شهرزوري
۳۸	غاية الاختصار	ابو العلاء همداني
۳۹	الشاطبية	قاسم بن فيروه
۴۰	الشمس المنيرة	ابن دِيَّار بكري
۴۱	المفاتيح	ابو الفتح كرماني
۴۲	تذكرة	ابن جوزي

ساتویں صدی ہجری

۴۳	الجامع الاكبر والبحر الاذخر	ابو القاسم لخمى
۴۴	اعلان	ابو القاسم عبدالرحمٰن صفراوي اسكندري
۴۵	قصيده داليه	ابن مالك
۴۶	المبهرة	ابن المكارم
۴۷	المواقيت	موصلى
۴۸	شرح عنوان	ابن نشوان
۴۹	شرح شاطبية	جعبري
۵۰	شرح شاطبية	سخاوي

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی[1]

اختلافِ قراءات اور احادیث نبوی ﷺ

قرآن مجید واحد کتاب ہے، جسے اولین قارئین کی سہولت اور آسانی کے لیے سبعہ احرف پر نازل کیا گیا ہے، صحابہ کرام نے نبی ﷺ سے سیکھ کر اگلی نسل کو منتقل کیا، اسی طرح نسل در نسل منتقل ہوتا ہوا چودہ سو سال کے بعد من و عن ہم تک پہنچا ہے۔ قرآن مجید کے ثبوت اور منتقلی کے الگ ذرائع اور اسناد ہیں۔ اسی طرح ان ذرائع کی تحقیق کے لیے علیحدہ سے اصول وضوابط ہیں، جو انتقال حدیث کے رواۃ، ذرائع اور اسناد سے بالکل مختلف ہیں۔ اس لیے فن قراءات کے ماہرین تحقیق قراءات میں صرف ان کے خاص ذرائع تحقیق سے استفادہ کرتے ہیں۔ احادیث میں قراءات سے متعلق بہت ساری نبوی ہدایات موجود ہیں، جو بعض اوقات قراءات میں اختلاف کی صورت میں احادیث فیصلہ کن کردار ادا کرتی ہیں۔ اس لیے مضمون نگار کو میدان قراءات کے شاہ سواروں سے بجا طور پر شکوہ ہے کہ قراءات کی پوری بحث میں حدیثِ نبوی ﷺ کے ذخیرہ سے استفادہ نہیں کیا گیا اور بالعموم اس سے صرفِ نظر کیا جاتا ہے، لہٰذا انہوں نے اس مضمون میں اختلافِ قراءت کی نوعیت کو احادیث نبوی ﷺ اور کتب حدیث کے حوالے سے مستند کرنے کی کوشش کی ہے۔[ادارہ]

مصاحفِ عثمانی کی تدوین کا بنیادی محرک قراءت کا اختلاف تھا، جو نوعیت میں گوناگوں تھا۔ اَحادیث نبوی ﷺ کے مطابق قرآن مجید سات حروف (سبعہ احرف) پر نازل ہوا تھا۔ مقصد اس کا یہ تھا کہ عربوں کو قراءت میں آسانی رہے۔ سات حروف کی بحث خاصی پیچیدہ اور مشکل بن گئی ہے، یا پھر مختلف اقوال وافکار نے بنا دی ہے۔ اس میں یہ حقیقت فراموش کر دی جاتی ہے کہ ہر زبان اور ہر قوم کے لہجے اور تلفظ مختلف ہوتے ہیں۔ عربی زبان میں بھی یہی صورتِ حال تھی اور آج بھی ہے۔[بحث کے لیے ملاحظہ ہو سعید احمد اکبر آبادی کا مقالہ: أنزل القرآن علی سبعة أحرف 'نذرِ ذاکر' دہلی، خاکسار کا مقالہ اسی موضوع پر 'دراساتِ دینیہ'، علی گڑھ، ۱۹۹۱ء]

اختلافِ قراءات اور تعدّدِ تلفظ علاقائی، جغرافیائی اور قومی وقبائلی لہجات کے سبب پیدا ہوتا ہے۔ فصیح زبان، خواہ عربی ہو یا کوئی اور رنگارنگ لہجوں، رنگ برنگی قراءتوں اور قسم قسم کے تلفظوں کے امکانات رکھتی ہے۔ ایک دوسری غلط فہمی یہ راہ پا گئی ہے کہ ہر ہر لفظ اور ہر ہر کلمہ میں مختلف قراءات، تلفظ بدلا ہوا اور لہجہ الگ ہوگا۔ ایسا فطری طور پر بھی ممکن نہیں اور لسانی فطرت کے بھی خلاف ہے۔ ورنہ زبان ہی دوسری ہو جائے گی، ایک نہ رہے گی۔ قرآن مجید چوں کہ تمام قبائلِ عرب وعجم اور اقوام ممالک ودیار اور مقامات روئے ارض کے لئے نازل ہوا ہے، لہٰذا سب کی رعایت رکھی گئی ہے۔ وقال أبو عبيد: ليس المراد أن كل كلمة تقرأ على سبع لغات، بل اللغات السبع متفرقة فيه، فبعضه بلغة قريش وبعضه بلغة هذيل. [فتح الباری :۹، 27]

---

[1] سابق صدر شعبہ علوم اسلامیہ علی گڑھ یونیورسٹی، ہندوستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمام عرب قبائل عربی بولتے تھے اور ان کی فصیح زبان یکساں تھی۔ مگر زبان کی حرکت، مقامی اثرات اور تربیتی اختلافات کے سبب بہت سے الفاظ کو وہ ایک جیسا ادا کرنے پر قادر نہ تھے۔ اسی بناء پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلافِ قراءت ہوا۔ عہدِ نبوی ﷺ کے عربی رسم خط 'حمیری خط' میں اعراب اور نقطے نہیں تھے، املا بھی مختلف تھا، حروف کی کشش اور ملاوٹ میں بھی ایک ترکیبی اندازِ خاص تھا، ان جیسی دوسری وجوہ بھی تھیں، لہٰذا اختلافِ قراءت کو روا رکھا گیا۔ قراءتِ ابن مسعود ہذلی رضی اللہ عنہ، قراءت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ، قراءت ابی بن کعب خزرجی رضی اللہ عنہ وغیرہ کے علاوہ قراءات کوفہ، قراءتِ بصرہ، قراءتِ عراق اور قراءاتِ شام وجود میں آئیں۔ [فتح الباري، حوالہ سابق کے علاوہ کتاب المصاحف: ۱۴/۱ يقول أهل الكوفة: قراءة عبدالله رضی اللہ عنہ، ويقول أهل البصرة: قراءة أبي موسى رضی اللہ عنہ]

زبانِ قریش بنیادی لہجہ، اصلی قراءات اور فصیح ترین تلفظ تھا جس پر قرآنِ کریم نازل ہوا۔ اس کے باوجود دوسرے علاقوں کے لہجوں، قبائل کی قراءتوں اور قاریوں کے تلفظ کو اس میں سمونے کی گنجائش رکھی گئی، پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تمام اہلِ زبان بھی ایک ہی جیسے تلفظ، یکساں قراءت اور معیاری لہجہ پر قادر نہیں ہوتے۔ کچھ افصح ہوتے ہیں، کچھ فصیح اور کچھ فصاحت کے درجے سے نیچے، یہ علم و تعلم اور تربیت کا معاملہ ہے۔ اُمی ہونے کے باوجود رسول اکرم ﷺ أفصح العرب تھے، کیونکہ آپ ﷺ کی تعلیم وتربیت میں فصیح ترین قبیلوں (قریش وہوازن) کی تعلیم وتربیت اور زبان شناسی کا حصہ رہا تھا۔ اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تھی کہ اس ذاتِ رسالت مآب ﷺ کو حاملِ قرآن کریم بنانا تھا۔ قبیلہ قریش میں بھی فصاحت کے لحاظ سے اختلاف وفرق اور امتیاز واختصاص پایا جاتا تھا۔ مصاحفِ عثمانی کی تدوین کے پس منظر میں یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کے لہجہ سے سب سے زیادہ مشابہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت سعید بن العاص اموی رضی اللہ عنہ تھے، حالانکہ ان کو حیاتِ نبوی ﷺ کی برکات سے استفادہ کا موقعہ صرف نو سال ملا تھا۔

فطری اختلاف کے علاوہ رسولِ اکرم ﷺ نے غالباً سات حروف کی الٰہی رخصت کی گنجائش رکھنے کی خاطر دو قریشی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک سورہ 'سورۃ الفرقان' مختلف حروف کے ساتھ سکھائی تھی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سورۂ کریمہ کو ذاتِ نبوت ﷺ سے مکہ مکرمہ میں سیکھا تھا، جب کہ حضرت ہشام بن حکیم بن حزام اسدی رضی اللہ عنہ کو اسی سورت کی تعلیم بعد میں حاصل ہوئی، شاید مدینہ منورہ میں یا ہجرتِ مدینہ کے بعد ملی تھی۔ حضرت ہشام رضی اللہ عنہ کی قراءت کے اختلاف نے حضرت عمر عدوی رضی اللہ عنہ کو شدید برافروختہ کر دیا تھا۔ خدمتِ نبوی ﷺ میں مقدمہ میں پیشی کے دوران معلوم ہوا کہ فریقین کے اختلافِ قراءات کو تعلیم نبوی ﷺ کا جواز حاصل تھا۔

لأن لغة هشام بلسان قريش وكذلك عمر، ومع ذلك فقد اختلفت قرائتهما، نبه على ذلك ابن عبد البر. [فتح الباری: ۹/ 26]

متنِ قرآنی میں اختلافاتِ قراءت پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ قدیم کتب تفسیر قرآن و حدیث میں بھی اور جدید مقالات اور کتابوں میں بھی۔ بعض اہلِ علم نے مصاحفِ عثمانی کے پس منظر میں بھی مختصر اً کلام کیا ہے، لیکن وہ تدوین مصاحفِ عثمانی کے پیش منظر کو دھندلا کر دیتا ہے، کیوں کہ بعض نتائج ایسے اخذ کر لیے گئے ہیں جو اصل بحث سے نکالے جا سکتے ہیں۔ اس لیے اس مقالے میں اختلافِ قراءت کی نوعیت سے تعرض کیا جائے گا اور مکمل بحث کے بعد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نتائج وحقائق کو سامنے لایا جائے گا۔ ابن ابی داوٗد سجستانی، ابن قتیبہ دینوری، جلال الدین سیوطی رحمہم اللہ وغیرہ کا حوالہ دیا گیا ہے، مگر ہماری بحث احادیث نبوی ﷺ کے حوالے سے ہو گی۔

اختلافِ قراءت کی نوعیت

اس مسئلہ پر مولانا سعید احمد اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی بحث پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ تمام اختلافاتِ قراءت کو سات اقسام میں سمیٹا جا سکتا ہے:

a لفظ کی صورت یکساں مگر اعراب میں اختلاف، اس کے باوجود معنی میں چنداں فرق نہ آئے۔

b لفظ کی صورت یکساں مگر اس کے اعراب و حرکات سے معانی بدل جائیں۔

c لفظ کی صورت غیر یکساں اور حروف کا فرق ہو مگر اعراب میں اختلاف نہ ہو، اس کے باوجود معنی تبدیل ہو۔

d لفظ مختلف، مگر معنی یکساں۔

e لفظ مختلف ہوں اور معنی بھی مختلف ہو۔

f کلمہ میں، الفاظ میں تقدیم و تاخیر کا اختلاف ہو۔

g الفاظ میں کمی بیشی پائی جائے۔ [عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ از مولانا سعید احمد اکبر: ۳۱۲،۳۱۱]

مولانا اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید لکھا ہے کہ یہ اختلاف تو لفظوں میں محدود تھے، مصاحف میں اختلاف سورتوں میں کمی و بیشی تک کا تھا۔ پھر الفاظ کے تلفظ کا اختلاف بھی تھا، مثلاً قبیلہ ہذیل کے لوگ من حتٰی کو عتیٰ بولتے تھے۔ چنانچہ من حتٰی حین کو عتّٰی حِیْنٍ پڑھتے تھے۔ ﴿ تَعْلَمُونَ ﴾ اور ﴿ تَعْلَمُ ﴾ میں اسدی کی قراءت بکسر التاء یعنی تِعْلَمُونَ اور تِعْلَمُ ہے۔ پھر ایک اختلاف یہ بھی تھا کہ عام قاعدہ کے مطابق إِنَّ، أَنَّ جو حروف مشبہ بالفعل ہیں ان کا اسم منصوب ہوتا ہے۔ مگر بعض قبیلے اسے مرفوع پڑھتے تھے، مثلاً: ﴿إِنَّ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ﴾ اور ﴿إِنَّ هٰذَيْنِ لَسٰحِرٰنِ﴾ [حوالہ سابق: ۲۱۳]

اس پوری بحث میں حدیثِ نبوی ﷺ کے ذخیرہ سے استفادہ نہیں کیا گیا اور بالعموم اس سے صرفِ نظر کیا جاتا ہے، لہٰذا ہماری بحث میں اختلافِ قراءت کی نوعیت کو احادیث نبوی ﷺ اور کتب حدیث کے حوالے سے مستند کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

کتبِ حدیث میں اختلافِ قراءت

اس بحث کا آغاز دو قریشیوں، حضرت عمر عدوی رضی اللہ عنہ اور حضرت ہشام اسدی رضی اللہ عنہ کے اختلافِ قراءت سے کرنا سب سے زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ دونوں کی لغت زبانِ قریش تھی، اس کے باوجود ان کی قراءت میں فرق تھا۔ اس سے اہم ترین نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ 'سبعۃ احرف' یا اختلافِ قراءت میں مختلف عرب لغتوں کا دخل نہیں تھا۔ دونوں قریشیوں کی زبان ایک تھی اور ان کے معلم نبی اکرم ﷺ کی زبان بھی وہی قریشی تھی تو اختلافِ لغت ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اصل اختلاف سے بحث بعد میں کی جائے گی۔ پہلے اختلافِ قراءت کی مثالیں ملاحظہ ہوں۔

ان مثالوں کو حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا ہے جو عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قراءِ عظام سورۃ الفرقان کے باب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں اختلافات کے نتیجہ میں پیدا ہوئیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اختصار مگر اضافوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔ انہوں نے شروع ہی میں یہ صراحت بھی کر دی ہے کہ صرف ایک جگہ سورۃ الفرقان آیت نمبر ٦١ میں ﴿وَجَعَلَ فِيْهَاسِرٰ جا﴾ کو بعض قراء نے ﴿وَجَعَلَ فِيْهَا سُرُ جاً﴾ پڑھا ہے۔ یہی ایک مقام ہے جہاں خط عثمانی میں مصحفِ عثمانی سے فرق نظر آیا ہے، ورنہ موجودہ مصحف عثمانی کے رسم الخط سے باقی اختلافاتِ قراءت لفظی اختلاف نہیں رکھتے! یہ حافظ ابن التین رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے اور اس پر ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا نقد ملتا ہے۔

نمبر آیت	خطِ مصحفِ عثمانی	اختلافِ قراءت
[١]	)تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ(	(تبارك الذى أنزل الفرقان على عِبٰده)
[٥]	)وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا(	(وقالوا أسٰطير الأولٰى اكتتبا)
[٧]	)فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا(	(فَيَكُوْنُ معه نذيرا)
[٨]	)أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا (	(أويكون له جنة نأكل منها)
[١٠]	)وَيَجْعَل لَّكَ قُصُورًا(	(وَيَجْعَلُ لَكَ قصورا)
[١٣]	)وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ(	(وإذا ألقوا منها مكانا ضيقا مقرنون)
[١٧]	)وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّـهِ فَيَقُولُ(	(ويوم نحشرهم وما يعبدون من دون الله فنقول)
[١٨]	)مَا كَانَ يَنبَغِي لَنَا أَن نَّتَّخِذَ(	(ما كان ينبغي لنا أن نُّتَّخَذَ)
[١٩]	)فَقَدْ كَذَّبُوكُم بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا وَمَن يَظْلِم مِّنكُمْ نُذِقْهُ(	(فقد كذبوكم بما يقولون فما يستطيعون صرفا ولا نصرا ومن يظلم منكم يذقه)
[٢٠]	إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ(	(إلا أنهم ليأكلون الطعام ويمشون)
[٢٢]	)وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَّحْجُورًا(	(وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا) (بترقيق الراء)
[٢٥]	)وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ(	(ويوم تشقق السماء بالغمٰم ونزل الملٰئكة)
[٢٧]	)يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ (	(ليتنىَ اتخذت)
[٢٨]	)يَا وَيْلَتَىٰ (	(يويلتىْ (ومنهم من أماله يعنى يويلتىْ)
[٣٠]	)إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا (	(ان قومىَ اتخذوا)
[٣٢]	)لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ (	(ليثبت به فؤادك)
[٣٦]	)أَمَرْنَا(	(ءَامَرْنَا)
[٣٨]	)وَعَادًا وَثَمُودَ (	(وعادا وثموداً)
[٤٠]	(أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ)	(مطرت)،(أمطروا)،(أمطرنهم) (بعد کے دونوں، ابن مسعود) (مطر السوء)، (مطر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

		السُّو)، (مطر السوِّ)، (مطر السو)
[۴۱]	)إِلَّا هُزُوًا أَهَـٰذَا الَّذِى بَعَثَ اللَّـهُ رَسُولًا(	(هزوًا)، (هزوا) (بغیر همزه) قرأ ابن مسعود اختاره الله من بيننا
[۴۲]	)عَنْ آلِهَتِنَا(	(عن عبادة الٰهتنا) (ابن مسعود وأبى)
[۴۳]	)أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَـٰهَهُ هَوَاهُ(	(أر أيت من اتخذ إلهة)، (إلهة) (اول : ابن مسعود)
[۴۴]	)أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ (	(أم تحسب (بفتح السين) أن أكثرهم ليسمعون أو يبصرون)(ابن مسعود)
[۴۸]	)وَهُوَ الَّذِى أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا(	(وهو الذى جعل الريح بشرا، نشراً ، بشرىٰ) (ابن مسعود)
[۴۹]	)لِنُحْيِىَ بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِىَّ (	(لننشر به بلدة ميّتا ونسقيه... وأناسى) (ابن مسعود)
[۵۰]	)وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا(	(ولقد صرفنه بينهم ليَذْ كُرُوْا)
[۵۳]	)وَهَـٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا(	(وهذا ملح أجاج ... حجرا محجورا سابق قراء ت)
[۵۹]	)الرَّحْمَـٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ(	(الرحمن فَسَلْ به)، (الرحمن فَسْئَلْ به) (بالسكت)
[۶۰]	)لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا(	(لما يأمرنا) ،(لما تأمرنا به) (ابن مسعود)
[۶۱]	)سِرَاجًا وَقَمَرًا مُّنِيرًا(	(سُرُجاً وقمر ا منيرا)
[۶۲]	)لِّمَنْ أَرَادَ أَن يَذَّكَّرَ(	(لمن أراد يذكر ، يتذكر) (ابى بن كعب وابن مسعود)
[۶۳]	)وَعِبَادُ الرَّحْمَـٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ(	(عبَّاد الرحمن)، (عُبُدالرحمن)، (الذين يمشون)
[۶۴]	)يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا(	(يبيتون لربهم سجودا)
[۶۶]	)مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا(	(مستقرا ومقاما)
[۶۷]	)وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا (	(ولم يُقْتِرُوْا)، (ولم يَقْتِرُوْا) ، (ولم يَقْتُرُوْا وكان بين ذلك قواما)، (وكان بين ذلك قوّاما)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

[۶۸]	﴿يَلْقَ أَثَامًا﴾	(يلقىٰ أثاما)، (يلقَّ أثاما) (اول ابن مسعود)
[۶۹]	﴿يُضَعَّفُ له العذاب، يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ﴾	(نضعف له العذاب يوم القيمة (ويخلد)، (يخلد)، (تخلد فيه مهانا) (علی)
[۷۴]	﴿مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ﴾	(من أزواجنا وَذُرِّيَتِنَا) (ابن مسعود)
[۷۵]	﴿يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا﴾	(يجزون الجنة (ابن مسعود) بما صبروا ويلقون فيها)
[۷۷]	﴿فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا﴾	(فقد كذب الكافرون) (ابن مسعود، ابن عباس، ابن الزبير) (فقد كذب الكافرون فسوف تكون لزاما)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ فرقان میں اتنے اختلافاتِ قراءت کی نشان دہی کی ہے اور بڑی عرق ریزی سے کی ہے۔ ہمارے مطبوعہ نسخہ [فتح الباري، طبع دار السلام رياض، ۱۹۹۷ء] میں غضب یہ ہوا ہے کہ آیاتِ قرآنی کا املا بسا اوقات مصحفِ عثمانی کے مطابق نہیں ہے، بلکہ جدید عربی املا اختیار کر لیا گیا ہے۔ معلوم نہیں یہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی جدت ہے یا مرتبین جدید کی۔ بظاہر موجودہ ناشرین ہی کی حرکت معلوم ہوتی ہے، کیونکہ آج کل آیاتِ قرآنی کے املاء میں مصحف عثمانی کے خط کی پیروی نہیں کی جاتی۔ معلوم نہیں اس میں سہل انگاری کو دخل ہے یا کسی اور وجہ کو، لیکن اس سے قراءت وکتابت کے فرق کو تصحیف میں واضح کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور بلاوجہ اختلافات کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ حالانکہ اصل املاء میں لفظ، الفاظ کی قراءت مختلفہ کا امکان بخوبی پایا جاتا ہے۔ مثلاً جہاں سے بحث کا آغاز کیا ہے ،وہیں ﴿وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا﴾ لکھا گیا ہے، حالانکہ مصحف میں املاء ہے ﴿وَجَعَلَ فِيهَا سِرٰجًا﴾ اسے باآسانی ﴿سِرَاجًا﴾ کے بجائے ﴿سُرُجاً﴾ پڑھا جا سکتا ہے اور لفظ کے املاء میں فرق بھی نہیں آتا، جیسا کہ دعویٰ کیا گیا ہے۔ خط مصحف، تبدیلی کی دوسری مثالیں: ﴿تبٰرَكَ﴾ کی جگہ ﴿تبارَكَ ﴾ ، ﴿ الْـمَلٰئِكَة﴾ کے بجائے ﴿الْمَلَآئِكَة﴾ ، ﴿يٰلَيْتَنِى﴾ کی جگہ ﴿يا لَيْتَنِى﴾ ، ﴿ يٰوَيْلَتٰى﴾ کی جگہ ﴿يَاوَيْلَتٰى﴾ ، ﴿ فَدَمَّرْنٰه﴾ کی بجائے ﴿فَدَمَّرْنَاهم﴾ ، ﴿فَسْئَلْ﴾ کی جگہ ﴿ فَاسْأَلْ ﴾ ، ﴿ يُضْعَف﴾ کی جگہ ﴿ يُضَاعَف﴾ وغیرہ۔ بظاہر یہ حافظ ابن التین رحمۃ اللہ علیہ کے خط تصحیف کی لغزش معلوم ہوتی ہے، کہ انہوں نے سِرَاجاً اور سِرٰجاً کے املاء کو مصحف عثمانی کے خط سے الگ قرار دیا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب عدوی رضی اللہ عنہ قریشی اور حضرت ہشام بن حکیم اسدی رضی اللہ عنہ قریشی نے سورۂ فرقان کی قراءت میں جو اختلاف کیا تھا وہ اسی قسم کا رہا ہو گا، جس طرح ایک قسم کے املا والے الفاظ کی دو قراءتوں میں ہو سکتا ہے۔ جیسے ﴿على عَبْدِه﴾ کی بجائے ﴿عَلَىٰ عِبٰدِهِ﴾ ﴿تكون له جنة﴾ کی جگہ ﴿يكون له جنة﴾ یا ﴿يجعل لك قصورا﴾ میں لفظ ﴿يجعل﴾ کا مختلف اعراب ہے۔ غالبا دونوں بزرگوں کا اختلاف ایک املاء والے الفاظ کی قراءتوں کا ہی رہا ہو گا۔ لغت یا کلمہ کا فرق یا مرادفات کا فرق نہ رہا ہو گا۔ حدیث نبوی میں وارد عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ الله ﷺ [صحیح بخاری:۴۹۹۲] اور قد أقرأنيها على غير ما قرأت [صحیح بخاری:۴۹۹۲] وغیرہ سے بھی یہی واضح ہوتا ہے، کہ اختلاف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

'حروف' کا تھا، نہ کہ 'کلمات' کا۔ اسی قسم کی بات حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کہی ہے۔[فتح الباري:۹/ ۴۲]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ فرقان کے اختلافاتِ قراءت سے متعلق ایک مزید صراحت یہ کی ہے کہ جو کچھ وہ پہلے لکھ چکے تھے، اس کے بعد ان کو ایک 'کتاب کبیر' کا علم ہوا، جو ان کے شیوخ کے شیخ ابو القاسم عیسیٰ بن عبد العزیز لخمی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی ہے، اور جس کا عنوان ہے: الجامع الكبير والبحر الأزخر وہ تیس جلدوں میں ہے اور اس میں سات ہزار روایاتِ مختلفہ کا بیان ہے۔ سورۂ فرقان میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ چیزوں کے قریب قریب اس 'کتاب کبیر' میں اختلافات ہیں اور سورہ کی ترتیب کے ساتھ ان کی مزید وضاحت اختلاف بہ اختلاف اور قراءت بہ قراءت کی ہے۔ (فَهٰذِهِ سِتَّةٌ وَخَمْسُونَ مَوْضِعًا لَيْسَ فِيهَا مِنَ الْمَشْهُورِ شَيْءٌ فَلْيُضَفْ إِلَى مَا ذَكَرْتُهُ أَوَّلًا فتكُونُ جُمْلَتُهَا نَحْوًا مِنْ مِائَةٍ وَثَلَاثِينَ مَوْضِعًا وَاللهُ أَعْلَمُ) [فتح الباری :۹/ ۳۸]

اہم مسئلہ یہ ہے کہ قراءت کا اتنا اختلاف مصحفِ عثمانی کے مرتب، شائع اور نافذ ہونے کے بعد قراء متاخرین نے کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کو 'مصحف صدیقی' ملے تھے نہ دوسرے 'مصاحفِ صحابہ' کیونکہ وہ سب ضائع کر دیئے گئے تھے۔ ان اختلافی قراءات میں زبانی روایات کا بھی دخل ہو سکتا تھا۔ لیکن خط مصحفِ عثمانی سے الگ املا والے الفاظ کی قراءاتِ شاذہ تسلیم کرنی مشکل ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر جو کچھ لکھا ہے وہ علمی بحث تو ہو سکتی ہے، مگر قراءاتِ شاذہ کی اجازت دینے سے فتنہ کا دروازہ کھلتا ہے، بالخصوص مصحفِ عثمانی کے موجودہ خط نسخ اور اعراب اور نقطوں سے پابند قراءت کے بعد۔[فتح الباری:۹/ ۴۹،۴۸]

تسلیم شدہ قراءاتِ سبعہ

موجودہ مصحفِ عثمانی کے رسم الخط کو معیاری، ناقابل تبدیلی، حتمی اور آخری تسلیم کرنا لازم ہے۔ اس متفقہ اور اجماع کردہ خط و رسم کے اندر جن قراءات کی گنجائش نکلتی ہے ان کو جائز و صحیح قرار دیا جا سکتا ہے۔ وہ جمہور قراء و ماہرین فن کے مطابق 'قراءات سبعہ' ہیں۔ یہ صحیح ترین ہیں، بعض دوسروں نے ان کی تعداد زیادہ بھی بتائی ہے، جیسے قراءت عشرہ سے 'أربعة عشر' تک۔ یعنی دس سے چودہ قراء تیں ہیں، مگر جمہور ماہرین کا ان پر اتفاق نہیں ہے۔

[الاتقان فی علوم القرآن، نوع ۲۲، ۱۸۲/۷، ۷۹، ۷۷ وما بعد۔ اردو ترجمہ از محمد حلیم انصاری، نوع ۲۲، ۲۷/۱، ۲۰۰، ۲۲۱، البرہان في علوم القرآن، نوع ۲۲، ۱/ ۳۱۸ وما بعد]

امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے قراءات سبعہ پر بہترین کتاب ابو عمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ کی 'التیسیر' بتائی ہے اور پھر شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی منظوم 'لامیة' کو قرار دیا ہے۔ امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حقیقت یہ بیان کی ہے کہ قراءت یا قراءات 'توقیفی' ہوتی ہیں، 'اختیاری' نہیں:

أَنَّ الْقِرَاءَاتِ تَوْقِيفِيَّةٌ وَلَيْسَتِ اخْتِيَارِيَّةً ... [البرھان فی علوم القرآن:۱/ ۳۲۱]

بعض علماء، جیسے زمخشری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ، کے اختلاف خیال پر نقد کرتے ہوئے کہا کہ وہ سنت متبعہ ہے جس میں اجتہاد کی گنجائش نہیں اور اس کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہونا ضروری ہے۔ بہر حال امام بدر الدین زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے قراءِ سبعہ کے اختلاف کو سات صورتوں میں محدود کر کے بیان کیا ہے:

a کلمہ کے اعراب میں اختلاف ہو مگر املا بدلے نہ معنی، جیسے بُخْل، بَخَل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

b کلمہ کے اعراب میں اختلاف سے معنی بدلے، املانہ بدلے، جیسے بَاعِدْ بَیْنَ أَسْفَارِنَا اور بَاعَدَ بَیْنَ أَسْفَارِنَا

c کلمہ کے حروف میں تبدیلی سے معنی بدلیں، مگر رسم خط جوں کا توں رہے، جیسے کَیْفَ نُنْشِزُنَا کی جگہ کَیْفَ نُنْشِرُنَا

d کلمہ کی صورت املا بدلے مگر معنی نہ بدلیں، جیسے صَیحَةً وَاحِدَةً کی جگہ زَقِیَّةً وَاحِدَةً

e کلمہ کی صورت و معنی دونوں بدل جائیں، جیسے الٓمٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ کی جگہ الٓمٓ ذٰلِكَ الْکِتَابُ

f کلمات میں تقدیم و تاخیر کا اختلاف ہو، جیسے جَآءَتْ سَکْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ کے بجائے جَآءَتْ سَکْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ

g بعض حروف یا کلمات کا اضافہ ہو، جیسے وَمَا عَمِلَتْ کی جگہ وما عملته... [البرهان للزركشي: ۱/۳۳۴، ۳۶۸]

امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ کی بحث امام ابن قتیبہ دینوری رحمۃ اللہ علیہ کی بحث سے مختلف نہیں ہے۔ وہی سات صورتیں ہیں۔ ان میں خط اور املا کا فرق بھی پایا جاتا ہے۔ یہ قراء سبعہ درج ذیل تھے:

۱) نافع بن عبد الرحمن مدنی اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ [م ۱۲۹ھ / ۵۸۵، ۵۸۶ء]
۲) عبد اللہ بن کثیر مکی قرشی رحمۃ اللہ علیہ [م ۱۲۰، ۱۲۲ھ / ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹/ ۷۴۰ء]
۳) ابو عمرو بن العلاء بصری رحمۃ اللہ علیہ [۱۴۵ھ / ۷۶۲، ۷۶۳ء]
۴) عبد اللہ بن عامر یحصبی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ [(م ۱۱۸ھ / ۷۳۶ء]
۵) عاصم بن ابی النجود کوفی رحمۃ اللہ علیہ [م ۱۲۷ یا ۱۲۸ھ / ۷۴۶، ۷۴۴ء]
۶) حمزہ بن حبیب اسدی کوفی رحمۃ اللہ علیہ [م ۱۵۶ھ / ۷۷۳، ۷۷۲ء]
۷) ابو علی بن حمزہ کسائی کوفی رحمۃ اللہ علیہ [م ۱۸۹ھ / ۸۰۴، ۸۰۵ء]

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”اگر وہ قراء تیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مصاحف میں سے کسی میں نہ پائی جائیں تو ان کو شاذ تصور کرنا چاہیے، کیوں کہ وہ متفق علیہ رسم (خط) کے خلاف ہیں۔“ [الاتقان، مترجم: ۱/ ۲۰۲ و ۲۱۶، ۲۱۷]

مطبوعہ متن قرآن یا مصحف میں بعض قراء کا اختلاف یا قراءتِ صحیحہ کا ذکر بھی ملتا ہے، جیسے سورۂ ھود کی آیت: ۴۱ میں ﴿ بِسْمِ اللهِ مَجْرٖهَا ﴾ کے حاشیہ پر لکھا گیا ہے، کہ امام حفص رحمۃ اللہ علیہ نے مَجْرٖهَا پڑھا ہے۔ قرأ حفص بضم المیم وإمالة الراء، یا سورۃ الروم کی آیت: ۵۴ میں ﴿ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ﴾ کو حفص رحمۃ اللہ علیہ نے بضم الضاد بھی پڑھا ہے اور فتحہ کے ساتھ بھی، جیسے کہ بعض سعودی مصاحف میں بھی ہے۔

کلمات کا اختلاف

روایات میں آتا ہے کہ بعض مصاحفِ صحابہ کرام میں اور قراء کرام کی بعض قراءات میں بھی کلمات کا اختلاف پایا جاتا تھا۔ امام ابن قتیبہ دینوری رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دوسرے اکابر اہل قلم کے حوالے سے اس کا ذکر پہلے بھی اچھا خاصا آچکا ہے۔ بعض مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ نازل شدہ الفاظ کے مرادفات بھی استعمال کرنے کی اجازت 'سبعہ احرف' کے تحت دی گئی تھی۔ جیسے قراءت ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں ﴿یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ﴾ کے بجائے یُجْزَوْنَ الْجَنَّةَ ہے، یا یَعْقِلُوْنَ کی جگہ یُبْصِرُوْنَ یا اس کا برعکس پایا جاتا ہے، یا آیتِ کریمہ کے تنزیلی الفاظ میں تقدیم و تاخیر کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اجازت اور سہولت بھی پائی جاتی تھی، جیسے ﴿جَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ﴾ کے بجائے بعض بزرگ جَاءَتْ سَكْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْت پڑھا کرتے تھے۔ سورہ فرقان کے اختلافاتِ قراءات میں اس کی متعدد مثالیں گذر چکی ہیں۔

ہمارے علماء کرام اور ماہرین فن نے یہاں اس نکتہ پر غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ یا رسول اکرم ﷺ کے تعلیم کردہ الفاظ و تعبیرات کے تحت یہ اختلافِ قراءات آتے ہیں یا نہیں؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ عربوں کو اپنی جانب سے تنزیلی الفاظ وعبارات کے بالمقابل اپنے غیر منزل مرادفات وکلمات رکھنے کا حق حاصل تھا یا نہیں؟ مولانا اکبر آبادی رحمہ اللہ جیسے بعض اہل علم نے دوسرے سوال کے جواب میں یہ موقف اختیار کیا ہے کہ ''قبائل کو اس کا اختیار دے دیا گیا تھا کہ لغت قریش پر نازل شدہ کسی آیت میں اگر کوئی لفظ کسی قبیلہ کے لیے عسیر التلفظ یا عسیر الفهم ہو تو وہ اس کی بجائے اپنے قبیلہ کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں[۲]۔ لیکن ظاہر ہے یہ اجازت مؤقت ہی ہو سکتی تھی، دائمی نہیں ہو سکتی ...'' [عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ از سعید اکبر آبادی: ۳۱۲]

غیر الٰہی الفاظ وعبارات کو رکھنے کی اجازت کا سوال ہی نہیں اٹھتا، یہ موقف یا خیال قطعی غلط ہے۔ ایک اور اہم ترین وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے، اس کے الفاظ وعبارات میں تبدیلی اور دوسرے الفاظ و مرادفات لانے کا حق تو رسول اکرم ﷺ کو بھی نہیں تھا، چہ جائیکہ عربوں کے جم غفیر اور قبائلِ عرب کے ان پڑھ لوگوں کو دے دیا جاتا۔ پھر عام انسانوں، عربوں کو کتنے الفاظ و تعبیراتِ قریش مشکل معلوم ہوتے تھے۔ وہ فصیح عربی تھی جو تمام قبائلِ عرب کے لئے آسان تھی۔ دوسرا ان کو پورے قرآن مجید کے تمام الفاظ و تعبیرات سے واسطہ نہ تھا۔ چند سورتیں ان کے لئے کافی تھیں اور ان میں ایسی کوئی دقت نہ تھی۔ پھر ہر کس وناکس کو 'تبدیلی الفاظ' کی اجازت نہیں دی جا سکتی، اور علماء اور تعلیم یافتہ کے لئے اس کی ضرورت ہی نہ تھی۔ لہٰذا مولانا اکبر آبادی رحمہ اللہ اور ان کے ہم خیال اصحابِ علم کا یہ خیال قطعی بے بنیاد ہے کہ قبائل عرب کو مشکل قرآنی الفاظ کی جگہ اپنے قبائلی آسان الفاظ و مرادفات کی اجازت دے دی تھی۔ اور وہ بھی رسول اکرم ﷺ نے، جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ الفاظ و تعبیرات کے نہ صرف بنفس نفیس پابند تھے، بلکہ دوسروں سے بھی اس کی پابندی کرانے پر مامور تھے۔ منطقی اور عقلی لحاظ سے بھی یہ خیال حقیقت کے خلاف ہے، کیوں کہ کلام اللہ میں انسانی کلام کا شامل کرنا اس کو غیر الوہی کلام بنانا ہے۔ پھر کسی فقرے، کلمے اور تعبیر کے بارے میں قطعیت کے ساتھ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ کلام الٰہی ہے؟۔

ایک اور خطرہ یہ تھا کہ بہت سے عرب قبیلے اور ان کی شاخیں اپنے مقام، لہجے اور بولی کے مطابق الٰہی الفاظ وعبارات کو تبدیل کرتے چلے جاتے۔ اس طرح سے قرآن مجید میں غیر انسانی کلام کی آمیزش ہی نہ ہوتی، بلکہ الٰہی کلام کہیں کہیں انسانی کلام کے بیچ میں پایا جاتا۔ خود قریش کے بعض افراد وطبقات اور شاخوں کو بھی کچھ الفاظ وعبارات مشکل معلوم ہوتے تھے، حتی کہ بعض اکابر عہد نبوی کے بارے میں روایت آتی ہے کہ ان کو أَبًّا [عبس:۳۱] کے معنی سمجھنے میں دقت ہوئی تو ان کو بھی مرادف لانے کی اجازت مل جاتی۔

---

[۲] زیر بحث مسئلہ میں رشد قراءات نمبر ۲ میں ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی صاحب کے مضمون: 'علم القراءات، اہم سوالات وجوابات' میں تفصیلاً گفتگو کی گئی ہے۔ شائقین مطالعہ فرما سکتے ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پھر سمجھنے اور اداء میں مشکل کی کوئی حد نہیں۔ ایک ہی لفظ مختلف علمی، تعلیمی وتربیتی سطح کے مختلف افراد کے لئے بیک وقت مشکل اور آسان ہو سکتا ہے اور حقیقتاً ہوتا ہے۔ ایسا ایک قبیلہ کے لیے بھی ممکن تھا اور قریش کے لیے بھی۔ بلکہ بسا اوقات ایک لفظ، ایک کلمہ اور ایک تعبیر دو بڑے عالموں اور ماہرینِ قرآن کے لیے بھی بیک وقت مشکل و آسان ثابت ہوئی۔ اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوا اور ہو سکتا ہے کہ ایک عام اہل زبان کے لئے ایک لفظ کے معنی بالکل واضح تھے اور ہوئے اور دوسرے عالم اہل زبان پر اس کے حقیقی معنی مخفی رہ گئے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جیسے ماہرِ فن اور حِبر (عالم) قرآن کے لفظ 'فاطر' کا صحیح معنی اور 'خالق' سے اس کا معنوی فرق، دوبدوی عربوں کی گفتگو سے سمجھ آیا۔

کلمات ومترادفات کا اصلی سبب

مصاحفِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف قراءت کے حوالے سے جو کلمات کا فرق اور مرادفات کا وجود پایا جاتا ہے اس کا اصلی سبب یہ نہیں تھا کہ رسول اکرم ﷺ نے الفاظ قرآنی کی دقتِ معنی اور پریشانیٔ تلفظ کے سبب ان کی اجازت دے دی تھی۔ بلکہ اس کی صحیح وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بعض الفاظ و تعبیرات کے معانی اپنی زبان میں اور اپنی فہم کے مطابق حاشیہ میں یا لفظِ قرآنی کے ساتھ عبارت ہی میں لکھ لیے تھے۔ بعد کے لوگوں نے اسے اختلافِ قراءت سے تعبیر کر دیا، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف کا معاملہ ہو یا کسی اور کا، اصل وجہ یہی تھی۔ چند مثالوں سے یہ بات واضح ہو گی۔

سورۃ الفرقان آیت نمبر:۴۱﴿ أَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ ﴾ سے متعلق روایت میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اسے پڑھا: اختاره الله من بيننا اصل آیت کریمہ کے الفاظ وکلمات میں کوئی چیز ایسی نہیں جو سمجھنے میں مشکل ہو یا تلفظ میں دقت طلب ہو۔ پھر پورے قرآنی فقرہ یا آیت کو بدلنے کی حاجت پیش آگئی تھی اور جن سے قرآن کریم سیکھنے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے خود دیا تھا، ان کے قبیلے بھی مختلف تھے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہذلی تھے اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ خزرجی۔ دونوں کو اپنی قبائلی زبان کی دقت درپیش ہوتی تو دونوں ایک ہی تعبیر پر کیسے متفق ہو گئے؟ منطقی اور اُصولی لحاظ سے اور دعوے کے مطابق دونوں کے مرادفات علیحدہ ہونے چاہیے تھے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اعتراض وطنز واستہزاء کو نقل کیا ہے جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر کرتے تھے کہ "اچھا یہی وہ ہیں جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے"۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اس کے معنی بتائے کہ "اچھا یہی وہ ہیں جن کو اللہ نے ہمارے درمیان سے منتخب کیا ہے۔" یہ اصلاً معنی کی ترسیل، عبارتِ الٰہی کی تسہیل اور مرادِ ربانی کی توضیح وتفسیر ہے نہ کہ قراءت۔ اس کی مزید وضاحت اگلی آیت کریمہ نمبر: ۴۲ ﴿ إِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِـهَتِنَا ﴾ کی قراءت سے ہوتی ہے جس میں اضافی کلمہ ملتا ہے یعنی ﴿إِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ عِبَادَةِ اٰلِهَتِنَا﴾ یعنی ان کافروں اور نکتہ چینوں کا الزام تھا کہ اگر ہمارے پاؤں مضبوطی سے جمے نہ ہوتے تو اس رسول ﷺ نے ہم کو ہمارے معبودوں (کی عبادت) سے دور کر دیا ہوتا۔ یہاں 'عبادۃ' کے کلمہ کے اضافہ کی کیا ضرورت تھی، جب کہ آیت کریمہ میں نہ کوئی لفظ سمجھنے میں مشکل ہے اور نہ اس کے تلفظ میں کوئی رکاوٹ۔ ظاہر ہے کہ معبودوں سے دور کرنے کا مطلب یوں بیان کیا گیا ہے کہ وہ ہمارے بتوں کی عبادت سے دور کر دیتے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اور دوسرے مفسرین نے یہی معنی لکھے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سورۃ الفرقان کی آیاتِ کریمہ میں جہاں جہاں قراءت میں کلمات والفاظ کی تبدیلی ملتی ہے وہ قراءت نہیں، بلکہ تفسیر ی معنی ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان آیاتِ کریمہ کے ساتھ ساتھ افہام و تفہیم کے لئے لکھ لیے یا اپنی قراءتِ قرآنِ کریم میں ان کو بطور توضیحی معانی اور تفسیری اظہارات کے آیاتِ متعلقہ کے ساتھ ساتھ پڑھ دیتے تھے۔ ان میں اصل راویوں کا بھی کوئی قصور نہیں، انہوں نے ان کو بطورِ تفسیری قراءات کے بیان کیا تھا جیسے جلالین وغیرہ میں ملتا ہے، مگر ہمارے شارحین نے ان کو قرآن مجید کے الٰہی الفاظ و کلمات کی مختلف قراءات بنا کر پیش کر دیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تمام توضیحی و تفسیری عبارات و کلمات کو تجزیاتی میزان میں پرکھا جائے تو ایک صاحب علم و فن اسی نتیجہ پر پہنچے گا۔ ان کو قراءت قرآن کی دوسری شکل صرف نابلد ہی باور کر سکتا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ الفرقان آیت کریمہ: ۴۴ میں فقرہ 'أویعقلون' کے معنی بتائے ہیں 'أویبصرون' جو 'یسمعون' سے لگا کھاتا ہے۔ آیت: ۴۸ میں ﴿هُوَ الَّذِیْ أَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًا﴾ میں لفظ 'أرسل' کے ساتھ 'جعل' پڑھ کر بتایا کہ یہاں مرادِ الٰہی ہے کہ اس نے ہواؤں کو بشارت دینے والا بنایا۔ اسی طرح آیت: ۴۹ میں ﴿لِنُحْیِیَ بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا﴾ "کہ ہم اس کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کر دیں۔" کی یہ تفسیر کی یعنی ان ہواؤں کو بکھیر کر لننشر به اسی طرح آیت: ۷۵ میں ﴿یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ﴾ "بدلہ و جزا میں ان کو غرفہ دیا جائے گا۔" اس کا معنی انہوں نے یہ بتایا کہ 'الغرفة' سے مراد الجنة ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بعض ماہرین فن سے نقل کیا ہے کہ جنت کو غرفہ اس کی بلندی (ارتفاع) کے سبب کہا گیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت 'الجنة' معنوی تشریح و تعبیر ہے۔ یہی صورت آخری آیت کریمہ: ۷۷ میں ﴿فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا﴾ "اور تم نے تکذیب کر لی پس عنقریب وہ مصیبت بنے گی"۔ کا مفہوم و معنی بتاتے ہوئے حضرت ابن مسعود، ابن عباس، ابن الزبیر رضی اللہ عنہم نے بتایا کہ تکذیب کرنے والوں سے مراد کافر ہیں، لہٰذا انہوں نے تشریحی و تفسیری جملہ لکھا 'فقد كذب الكافرون' تاکہ اس فعل تخاطب (جمع حاضر ماضی) سے کہیں کوئی عاقل مسلمانوں کو مراد نہ لے لے۔ یہاں دلچسپ حقیقت یہ بھی موجود ہے کہ یہ معنی یا قراءت کرنے والے ایک حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما بھی تھے جو مصاحف عثمانی کے کاتبین اور ناسخین (لکھنے والوں) میں شامل تھے۔ وہ بھی قراءت مختلف کرتے؟

تلفظ کا مسئلہ

قرآن مجید کے تنزیلی الفاظ و کلمات میں بعض کا (صحیح) تلفظ ادا کرنا مشکل ہو سکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ قریش کے بعض افراد و طبقات کے لئے بھی ایسا ہو، کیونکہ اس میں لسانی گرہ کا معاملہ ہے۔ ذاتی دقت کے علاوہ بعض علاقوں میں ایک حرف یا لفظ کا تلفظ کسی لسانی دقت (گرہ) کے سبب مختلف ہو جاتا ہے۔ یہ عرب قبائل یا عربوں کا ہی مسئلہ نہیں تھا، بلکہ تمام زبانوں کے بولنے والوں کا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عربی کلام میں عجمی تلفظ بڑی رنگا رنگی دکھا سکتا ہے اور بسا اوقات گل کھلاتا ہے۔ ایک عرب کے لئے عجمی تلفظ لفظ کو کچھ سے کچھ بنا دیتا ہے۔

مشہور ہے کہ عرب 'ضاد' والی قوم ہیں، یعنی حرف ضاد (ض) کو صحیح مخرج سے ادا کرنے پر صرف وہی قادر ہیں۔ دوسری اقوام اور ان کے افراد اِلا ماشاء اللہ بالعموم حرف 'ض' کو اس کے صحیح مخرج سے نہیں نکال سکتے۔ اسی طرح قریب آواز رکھنے والے الفاظ: ث، س، ص، اور ذ، ز، ظ، ض، اور ت، ط، اور ح، ہ، وغیرہ کے تلفظ کا فرق روا رکھنا سب کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیے ممکن نہیں، فن تجوید سے واقف اور اس کے ماہر ہی ان کو صحیح تلفظ سے ادا کر سکتے ہیں۔ بعض حروف کا تلفظ مختلف علاقوں اور قبیلوں کے لوگ الگ کرتے ہیں جو ان کی حلق وزبان کی تربیت پر مبنی ہوتا ہے، جیسا کہ قبیلہ ہذیل کے لوگ 'حتی' کو 'عتی' ادا کرتے تھے۔ یہاں یہ دلیل نہیں دی جاسکتی کہ وہ 'ح' سے 'حتی' پڑھنے پر قادر نہ تھے، کیونکہ جو مثال دی جاتی ہے وہ 'حتی حین' ہے اور دونوں لفظوں کا آغاز حرف 'ح' سے ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ 'عتی عین' پڑھتے نہ کہ 'عتی حین'۔ ثابت ہوا کہ وہ 'حتی' کی جگہ 'عتی' ہی استعمال کرتے تھے جیسے ہمارے حیدر آبادی 'ق' کا تلفظ 'خ' سے اور پنجابی صاحبانِ علم 'ک' سے کرتے ہیں۔ یہ ان کی لسانی مجبوری ہے، مگر ہذیل کے ساتھ وہ نہ تھی، لہٰذا یہ اجازت ضرور دی گئی تھی کہ وہ اپنے تلفظ کے ساتھ جیسا بھی وہ ہے قرآن کریم کی قراءت وتلاوت کریں، لیکن اس پر بھی قدغن تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے 'عتی حین' پڑھنے پر ان کو تاکید کی تھی کہ وہ 'حتی حین' پڑھیں اور پڑھایا کریں، وہ غلط قرآن ہے۔[فتح الباری:۹/۳۳]

در اصل یہ معاملہ ہے بعض حروف کے بعض حروف سے تبدیل کرنے کی عادت وطریقۂ عرب کا، وہ بعض حروف کو بعض سے قابل تبدیلی مانتے تھے جیسے 'س' کو 'ص' سے یا اس کے برعکس۔ قرآن مجید میں 'صراط' کے نیچے بسا اوقات چھوٹا سا 'س' لکھا ہوتا ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ یعنی 'س' سے بھی لکھا جاسکتا ہے۔ اور بعض اہل علم کے نزدیک 'سراط' ہی زیادہ فصیح ہے۔ قریش البتہ اسے 'صراط' (صاد سے) ہی فصیح مانتے تھے۔ اسی طرح لفظ 'مسیطر'، 'مصیطر' بھی ہے۔ اور دونوں الگ الگ ماہرین لغت کے نزدیک فصیح تر اور صحیح تر ہیں۔ علمائے لغت کے خیال میں بعض حروف دوسرے حروف سے تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ان میں 'س' اور 'ص' بھی ہیں۔ اور دوسرے قریب التلفظ حروف بھی۔ سورۃ الغاشیۃ کی آیت کریمہ:۲۲ ﴿لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ﴾ ''تو نہیں ان پر داروغہ۔'' کے حرف 'ص' پر چھوٹا سا 'س' لکھا ہوا ہے، وہ اس بات کی علامت ہے کہ بعض علمائے قرآن کے نزدیک اس کا فصیح املا 'س' سے ہے یعنی 'بمسیطر'۔ اسی طرح ادغام کا مسئلہ ہے کہ دو قریب الصوت حروف میں ادغام کرکے تلفظ صرف ایک ہی حرف کا کیا جاتا ہے۔ جیسے سورۃ یوسف میں ﴿وَادَّكَرَ﴾[یوسف:۴۵] ہے۔ علامہ زرکشی رحمہ اللہ نے متعدد مثالیں ادغام کی دی ہیں اور بعض حروف کے بعض میں تبدیل کیے جانے کی روایت کا ذکر کیا ہے۔ جیسے بسطۃ اور بصطۃ [البقرۃ: ۲۴۷، الاعراف:۶۹] یبسط اور یبصط [الرعد:۲۶، البقرۃ: ۲۴۵] یسرون اور یصرون [ہود:۲۰، ۵:۳۸، واقعۃ:۴۶] یسحبون اور یصحبون [قمر:۳۸، انبیاء:۴۳] وغیرہ۔[البرہان:۱/۴۲۳، ۴۳۰]

لیکن ان مثالوں سے معانی بھی بدل جاتے ہیں۔

اس پوری بحث میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ کلام الٰہی کے الفاظ وحروف میں کسی قسم کی تبدیلی کی اجازت نہ تھی۔ رسول اکرم ﷺ کی تعلیم وقراءت میں جو الفاظ وحروف اور کلمات وتعبیرات آئی تھیں وہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ تھیں، کسی شخص یا طبقہ کو اس بات کا حق حاصل نہ تھا کہ وہ اپنی طرف سے اپنی خواہش کی بنا پر، آسانی کی خاطر کسی قسم کی تبدیلی کرسکے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس کی بہت عمدہ اور بہت صاف وضاحت کی ہے جس کا نقل کرنا یہاں چشم کشا بھی ہوگا اور بصیرت وا بھی۔ انہوں نے لکھا ہے:

وَتَتِمَّةُ ذَلِكَ أَنْ يُقَالَ إِنَّ الْإِبَاحَةَ الْمَذْكُورَةَ لَمْ تَقَعْ بِالتَّشَهِّي أَيْ إِنَّ كُلَّ أَحَدٍ يُغَيِّرُ الْكَلِمَةَ بِمُرَادِفِهَا فِي لُغَتِهِ، بَلِ الْمُرَاعَى فِي ذَلِكَ السَّمَاعُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَيُشِيرُ إِلَى ذَلِكَ قَوْلُ كُلٍّ مِنْ عُمَرَ وَهِشَامٍ فِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حَدِيثِ الْبَابِ أَقْرَأَنِي النَّبِيُّ ﷺ.

بطور خلاصہ یہ کہا جائے گا کہ مذکورہ اباحت خواہش پر مبنی نہیں ہے کہ ہر ایک کو اجازت ہو کہ کسی لفظ کو بدل کر اپنی زبان کے کسی دوسرے مترادف لفظ کو استعمال کر لے، بلکہ اس سلسلے میں یہ ملحوظ رہنا چاہیے کہ نبی ﷺ سے اس کی سماعت کی ہو، اس کا اشارہ زیر بحث حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ہشام رضی اللہ عنہ دونوں کی اس بات سے ہوتا ہے کہ مجھے نبی ﷺ نے ہی پڑھایا ہے۔ [فتح الباری :۹/ ۲۷؛البرہان فی علوم القرآن:۱/ ۳۲۲،]

اختلافِ قراءت سے متعلق تمام بحثوں کا حاصل یہی ہے:

h رسول اکرم ﷺ سے جو قراءت یا اختلافِ قراءت ثقہ طریقہ پر منقول ہو وہی قابل قبول ہے۔

i مترادفات یا کلمات کو اپنی طرف سے بڑھانے یا لانے کی کوئی روایت آپ ﷺ سے مروی نہیں۔

j تمام مرادف الفاظ وکلمات اور دوسری تعبیرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تفسیر وتشریح کے ذیل میں آتی ہیں، وہ قراءت قرآن نہیں ہیں۔

k اعراب وبعض حروف کی جو کمی بیشی حدیث میں ہے وہ اختلافِ قراءت کے طور پر قبول کی جا سکتی ہے۔

l تمام اختلافاتِ قراءت کا مصحفِ عثمانی کے رسم الخط کے اندر ہونا لازمی ہے، کیونکہ وہی منزل من اللہ ہے۔

m تلفظ کا اختلاف لسانی مجبوری سے ہو تو قابل قبول ہے، محض علاقہ، قبیلہ، محاورہ کی بنا پر اختیار غیر مقبول ہے۔

ابن قتیبہ دینوری رحمۃ اللہ علیہ جیسے علماء لغت نے جن اختلافاتِ قراءت کو نقل کیا ہے وہ رسم خط مصحفِ عثمانی کے مخالف ہونے کی صورت میں جائز نہیں ہیں۔ [بشکریہ سہ ماہی 'تحقیقاتِ اسلامی'، علی گڑھ، جنوری، مارچ ۲۰۰۵ء]

صحابہ کرام اور قرآن مجید

حضرت عبداللہ بن عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے اپنی دادی جان سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جب قرآن پڑھتے تھے تو ان کی کیفیت کیا ہوتی تھی؟ فرمایا: كانوا كما نعتهم الله عز وجل: تدمع أعينهم، وتقشعر جلودهم.

''وہی، جو اللہ نے بیان کی ہے؛ ان کی آنکھیں بہہ رہی ہوتی تھیں اور ان کے رونگٹے کھڑے ہوتے تھے!''

[تفسیر سعید بن منصور: ۹۵]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قاری محمد مصطفیٰ راسخ[1]

علم قراءات: بنیادی اصطلاحات کا تعارف

لغوی تعریف

لفظِ قراءات، قراءۃ کی جمع ہے، اور قراءۃ قَرَأَ ، يَقْرَؤُه، وَ يَقْرُؤُه، کے مصادر ثلاثہ (قَرْئًا، وَ قِرَائَةً وَ قُرْئَانًا) میں سے ایک مصدر ہے۔ (ق ر أ) کا یہ مادہ لغوی طور پر جمع کرنے، ملانے، اور تلاوت کرنے سمیت متعدد معانی کا مفہوم دیتا ہے۔ علم قراءات کے میدان میں اس کے مذکورہ معانی میں سب سے پہلا مراد ہے۔ یہ علم قراءات کی ان اختلافی وجوہ کو جمع کرتا ہے جو قرآنی کلمات کے بارے میں ائمہ قراءات سے منقول ہیں۔

[لسان العرب: بذیل مادہ ق-ر-ء]

اصطلاحی تعریف

علم قراءات کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ (ت ۷۹۴ھ) فرماتے ہیں:

وَالْقِرَاءات هی اختلاف ألفاظ الوحي المذكور فی كتبة الحروف أو كيفيتها من تخفيف وتثقيل وغيرهما . [البرهان فی علوم القرآن:۱/128]

”قراءات سے مراد الفاظِ وحی کا وہ اختلاف ہے، جو تخفیف و تشدید کے اعتبار سے حروف کی کتابت یا کیفیت (ادائیگی) کے بارے میں مذکور ہے۔“

محقق، علامہ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ (ت: ۸۳۳ھ) فرماتے ہیں:

القراء ات علم بكيفية أداء كلمات القرآن واختلافها معزوا لناقله.

[منجد المقرئين ومرشد الطالبين:3]

”کلمات قرآنیہ کی ادائیگی کی کیفیت اور ناقلین (ائمہ قراءات) کی طرف منسوب اختلاف کو جاننے کا نام علم قراءات ہے۔“

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (ت: ۹۲۳ھ) فرماتے ہیں:

هو علم يعرف منه اتفاق الناقلين لكتاب الله و اختلافهم فی اللغة والاعراب والحذف والاثبات، والتحريك والاسكان، والفصل والاتصال، وغير ذلك من هيئة النطق والابدال من حيث السماع . [الجمع بالقراء ات والمتواترة:26]

”علم قراءات سے مراد وہ علم ہے جس کے ذریعہ کتاب اللہ میں سماع سے ثابت فصل و وصل، تحریک و اسکان، حذف و اثبات اور لغت و اعراب جیسی نطقی کیفیات کو نقل کرنے والوں کے اتفاق و اختلاف کا علم ہو جاتا ہے۔“

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تعریف امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کی تعاریف سے قدرے وسیع ہے، کیونکہ

[1] فاضل و مدرس کلیۃ القرآن الکریم، لاہور، انچارج مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں ادائیگی کلمات کے حوالے سے جو اجمال تھا، امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفصیل بیان کر دی ہے۔ نیز امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس تعریف میں ایک اہم ترین نکتے کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے کہ وہ اختلاف سماع سے ثابت ہو۔

قراءاتِ قرآنیہ کا انحصار سماع اور تلقی پر ہے، جس میں تلامذہ اپنے اساتذہ سے سیکھتے ہیں، لہٰذا کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کوئی حرف سیکھے اور اس کی ادائیگی و نطق سیکھے بغیر ہی تلاوت شروع کر دے۔ ورنہ اس کی تلاوت میں اختلاط اور بہت زیادہ غلطیاں پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

متأخرین ائمہ نے سابقہ تمام تعاریف کو سامنے رکھتے ہوئے جامع ومانع تعاریف کرنے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً فضیلۃ الشیخ عبد الفتاح القاضی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

هو علم يعرف به كيفية النطق بالكلمات القرآنية، و طريق أدائها اتفاقا و اختلافاً مع عزو كل وجهٍ لناقله . [البدور الزاهرة فى القراء ات العشر المتواترةمن طريقى الشاطبية والدرة:7]

”علم قراءات وہ علم ہے جس کے ذریعے کلمات قرآنیہ کے نطق کی کیفیت، اور ہر وجہ کو اس کے ناقل (قاری یا راوی) کی طرف منسوب کرتے ہوئے اختلافی واتفاقی کلمات کی ادائیگی کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔“

ڈاکٹر فتحی العبیدی تمام سابقہ تعاریف کو سامنے رکھتے ہوئے درج ذیل کلمات کے ساتھ تعریف کرتے ہیں:

هو فن يعرف به كيفية النطق بكلمات القرآنية بواسطة التلقى و المشافهة حسبما نقله القراء واتفقوا عليه أو اختلفوا فيه مع رد كل وجهٍ لناقله. [الجمع بالقراء ات المتواترة:28]

”علم قراءات ایک ایسا فن ہے جسکے ذریعے بواسطہ تلقی ومشافہت کلماتِ قرآنیہ کے نطق کی کیفیت معلوم ہوتی ہے جنہیں قراء کرام نے اتفاقی یا اختلافی طور پر نقل کیا ہے اور ہر وجہ کو اس کے ناقل کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔“

علم قراءات، علوم شرعیہ میں سے اشرف ترین علم ہے، کیونکہ اس کا براہ راست قرآن مجید کے ساتھ تعلق ہے اور ہر علم اپنے موضوع اور نسبت کے شرف سے اشرف ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کے موضوع اور نسبت کو دیکھ کر اس کی عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس علم کا مصدر وہ صحیح اور متواتر روایات ہیں جو ائمہ قراءات سے لے کر نبی کریم ﷺ تک متصل سند سے ثابت ہیں۔

چند اصطلاحات کی وضاحت

ذیل میں چند ایسی اصطلاحات کی توضیح پیش کی جائیں گی، جو علم قراءات میں بنیادی حیثیت کی حامل ہیں:

ا۔ روایات

لفظ 'روایات' یا 'روایا' روایۃ کی جمع ہے۔ جو (روی) کے مادہ سے مشتق ہے اور یہ مادہ کسی شیء کو اٹھانے، اور نقل کرنے کے معانی پر دلالت کرتا ہے۔ (لسان العرب: مادہ روی)

اہل فن کی اصطلاح میں روایت کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے۔

هي كل خلافٍ مختار ينسب للراوى عن الامام مما اجتمع عليه الرواة.

[اتحاف فضلاء البشر فى القراء ات الاربعة عشر:٢٦]

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"روایت سے مراد وہ اختلافِ مختار ہے جو امام سے روایت کرنے والے راوی کی طرف منسوب ہو (جیسے راوی قالون امام نافع سے روایت کرتے ہیں) اور اس پر (راوی سے آگے نقل کرنے والے) تمام ناقلین متفق ہوں۔"

۲۔ طرق

طرق، طریق کی جمع ہے جو (ط ر ق) کے مادہ سے مشتق ہے۔ لغوی طور پر لفظ طریق، کشادہ راستے پر بولا جاتا ہے جس پر لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہو۔ (المعجم الوسیط، مادہ طرق)

اہل فن کی اصطلاح میں طریق کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے:

كل خلاف مختار ينسب للآخذ عن الراوى. [اتحاف فضلاء البشر: ۲۶]

"طریق سے مراد ہر وہ اختلاف مختار ہے جو راوی سے نقل کرنے والے کی طرف منسوب ہو، (جیسے ابو نشیط، جو راوی قالون سے نقل کرتے ہیں)۔"

۳۔ اوجہ

لفظ اوجہ، وجہ کی جمع ہے۔ اور یہ (و ج ہ) کے مادہ سے ماخوذ ہے۔ لغوی طور پر یہ لفظ، وضاحت، ظہور، جانب، جہت، کنارہ، نوع اور قسم کے معانی دیتا ہے۔ (لسان العرب: مادہ وجہ)

اہل فن کی اصطلاح میں اس کی تعریف کچھ یوں ہے:

هو كل خلاف ينسب لاختيار القارى. [اتحاف فضلاء البشر: 26]

"ہر وہ اختلاف جو قاری کے اختیار کی طرف منسوب ہو۔"

مذکورہ بالا تینوں اصطلاحات کی وضاحت کرتے ہوئے امام دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ قمطراز ہیں:

اعلم أن الخلاف أما أن يكون للشيخ كنافع، أو للراوى عنه كقالون، أو للراوى عن الراوى وان سفل كابى نشيط عن قالون، والقزاز عن أبى نشيط، أو لم يكن كذلك، فان كان للشيخ بكماله، اى مما اجتمعت عليه الروايات، والطرق عنه، فقراءة، وان كان للراوى عن الشيخ فرواية، وان كان لمن بعد الرواية وان سفل فطريق، وما كان على غير هذه الصفة مما هو راجع إلى تخيير القارى فيه فهو وجه.

[اتحاف فضلاء البشر: 26]

"جان لیجیے کہ قراءات قرآنیہ کا اختلاف یا تو شیخ کی طرف منسوب ہو گا جیسے امام نافع، یا راوی کی طرف منسوب ہو گا جیسے امام قالون، یا راوی کے راوی کی طرف منسوب ہو گا خواہ نیچے تک ہو جیسے ابو نشیط عن قالون اور القزاز عن ابی نشیط، یا ان کے علاوہ ہو گا۔ اگر مکمل اختلاف شیخ کی طرف منسوب ہو، یعنی اس پر تمام روایات وطرق متفق ہوں تو وہ قراءۃ ہے۔ اور اگر راوی کی طرف منسوب ہو تو وہ روایت ہے اور اگر نیچے تک راوی کے راوی کی طرف منسوب ہو تو وہ طریق ہے اور جو اختلاف اس کے علاوہ ہو اور قاری کا اختیار ہو وہ وجہ ہے۔"

۴۔ اختیار

لفظ اختیار (خ ی ر) کے مادہ سے مشتق ہے اور لغوی طور پر فضیلت اور پسندیدگی کے معانی پر دلالت کرتا ہے۔

[المعجم الوسيط: بذيل مادة خير]

اہل فن کے ہاں اختیار سے مراد وہ وجہ یا صورت ہے، جسے قاری اپنی مرویات میں سے، یا راوی اپنی مسموعات میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے یاراوی کاراوی اپنے محفوظات میں سے اختیار کرلیتا ہے۔ اور ان تینوں (قاری، راوی اور راوی کے راوی) میں سے ہر ایک اپنے اپنے اختیار میں مجتھد ہے۔ [اتحاف فضلاء البشر:۲۶]

ڈاکٹر عبدالھادی الفضلی اختیار کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

انه الحرف الذی یختاره القارئ من بین مرویاته مجتهدًا فی اختیاره.

[القراء ات القرآنیة تاریخ و تعریف :105]

''اختیار سے مراد وہ حرف ہے جسے قاری اجتہاد کرتے ہوئے اپنی مرویات میں سے پسند کرلیتا ہے۔''

ڈاکٹر الطویل اختیار کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اسناد کل حرف من حروف القراءة إلی صاحبه من الصحابة فمن بعدهم یعنی انه کان أضبط لهذا الحرف وأکثر قراءة و اقراءً به وملازمة له و میلا إلیه.

[علم القراء ات ، نشأته ، اطواره، اثره فی العلوم الشرعیة:31]

''اختیار کا مطلب یہ ہے کہ حروف قراءت میں سے ہر حرف کو صحابہ اور ان کے بعد والے قراء کرام کی طرف منسوب کرنا جو اسے پڑھنے والا ہو۔ یعنی جو اس حرف کو دیگر کی نسبت زیادہ ضبط کرنے والا، کثرت سے پڑھنے پڑھانے والا، اس کی پابندی کرنے والا اور اس کی طرف میلان رکھنے والا ہو۔''

مذکورہ بالا تعاریف کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ اختیار سے مراد وہ وجہ یا صورت ہے جسے قاری، راوی یاراوی کا راوی اپنی مرویات اور مسموعات میں سے پسند اور اختیار کرلیتا ہے۔

محقق علامہ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اٹھارہ حروف کے علاوہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی قراءۃ پر قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔ یہ اٹھارہ حروف انہوں نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی قراءۃ سے لیے تھے۔''

[غایة النهایة فی طبقات القراء، ج... برجستراسر (Bergstrasser):1،381]

امام نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

''میں نے ستر تابعین کرام سے قراءات قرآنیہ پڑھی ہیں۔ جس قراءت میں دو یا دو سے زیادہ تابعین متفق ہوتے ہیں، میں اسے اختیار کرلیتا ہوں اور جس میں صرف ایک تابعی ہوتا ہے اسے ترک کردیتا ہوں۔ اس انداز سے میں نے اپنی اس قراءت کو جمع کیا ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ میں نے (اپنے استاد) امام ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت سے ۷۰ حروف کو ترک کردیا ہے۔'' [معرفة القراء الکبار علی الطبقات والأعصار:۱/۱۰۹]

امام مکی بن ابی طالب القیسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

''امام کسائی نے امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ سے قراءات قرآنیہ پڑھی ہیں۔ لیکن تین سو کے لگ بھگ حروف میں ان کی مخالفت کی ہے۔ کیونکہ وہ خود صاحب اختیار امام ہیں۔ انھوں نے امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی قراءات میں سے بعض حروف کو لیا، اور بعض کو ترک کردیا ہے۔'' [الابانة عن معانی القراء ات:۱/۵۵]

اسی طرح امام ابو عمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن کثیر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا ہے۔ لیکن متعدد حروف میں ان کی مخالفت کی ہے۔ کیونکہ انہوں نے امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر اساتذہ کرام سے بھی پڑھا تھا۔ چنانچہ آپ نے کچھ حروف امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت سے اختیار کرلیے اور کچھ حروف دیگر اساتذہ کرام کی قراءات سے اختیار کر لیے۔ علماء قراء

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ات میں سے بہت ساری ائمہ کرام اپنا اپنا اختیار رکھتے تھے۔ امام ابو عبید قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ (ت ۲۲۴ھ) کا بھی ایک اختیار ہے۔ اسی طرح امام ابو حاتم السجستانی رحمۃ اللہ علیہ (ت ۲۵۵ھ) بھی صاحب اختیار امام ہیں۔

قراء کرام کے اختیارات کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ انہیں احاطہ شمار میں نہیں لایا جا سکتا۔ اکثر قراء کرام کے دو یا دو سے زیادہ اختیارات تھے۔

مذکورہ کلام سے ان اصطلاحات کی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے کہ قراءات، روایت، طریق اور وجہ دراصل اوپر سے نیچے آنے والے رواۃ قراءات کی طرف سند اور نسبت کرنے کی اصطلاحات کا فرق ہے۔ اور اختیار ان تمام طبقات پر مشتمل ہے۔ خواہ وہ قاری، راوی یا راوی کے راوی کا ہو۔

سبعہ احرف پر نزولِ قرآن

اللہ رب العزت کا امت محمدیہ پر یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے ہماری لسانی مشکلات کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن مجید کو سبعہ احرف پر نازل فرمایا ہے، تاکہ امت کے تمام قبائل اپنے اپنے لہجے کے مطابق اس کتاب ہدایت کی بآسانی تلاوت کرتے ہوئے اپنے قلوب واذہان کو منور کر سکیں۔ قرآن مجید کے سبعہ احرف پر نازل ہونے کے ثبوت کے سلسلے میں کئی صحابہ کرام سے متعدد احادیث صحیحہ منقول ہیں۔ ان تمام سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید سات حروف پر نازل ہوا ہے۔ ان میں سے تین احادیث درج ذیل ہیں جو کہ امام ابو عبید قاسم بن سلام کی رائے کے مطابق تواتر کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہیں۔ [الاتقان فی علوم القرآن :۱/۴۷]

1. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللہ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللہ ﷺ، قَالَ: «أَقْرَأَنِي جِبْرِيلُ عَلَى حَرْفٍ، فَلَمْ أَزَلْ أَسْتَزِيدُهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ» وزاد مسلم قَالَ ابْنُ شِهَابٍ بَلَغَنِي أَنَّ تِلْكَ السَّبْعَةَ الْأَحْرُفَ إِنَّمَا هِيَ فِي الْأَمْرِ الَّذِي يَكُونُ وَاحِدًا لَا يَخْتَلِفُ فِي حَلَالٍ وَلَا حَرَامٍ. [بخاری:4992]

"سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " مجھے جبریل علیہ السلام نے ایک حرف پر قرآن مجید پڑھایا، میں نے عرض کیا: (کہ یہ تنگی ہے) اور مسلسل زیادہ طلب کرتا رہا (اور وہ زیادہ کرتے رہے)، حتی کہ سات حروف تک پہنچ گئے... امام مسلم نے ان الفاظ کی زیادتی کی ہے... کہ امام ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ مذکورہ سات حروف کسی ایک امر میں بھی حلال وحرام کے حوالے سے مختلف نہیں ہوں گے۔"

2. عَنِ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللہ ﷺ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللہ ﷺ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ ، فَلَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ ؟قَالَ: أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللہ ﷺ ،فَقُلْتُ : كَذَبْتَ فَإِنَّ رَسُولَ اللہ ﷺ قَدْ أَقْرَأَنِيهَا عَلَى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَانْطَلَقْتُ بِهِ أَقُودُهُ إِلَى رَسُولِ اللہ ﷺ ، فَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ بِسُورَةِ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا ، فَقَالَ رَسُولُ اللہ ﷺ أَرْسِلْهُ ، اقْرَأْ يَا هِشَامُ ! فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللہ ﷺ كَذَلِكَ أُنْزِلَتْ ، ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ !فَقَرَأْتُ الْقِرَاءَةَ الَّتِي أَقْرَأَنِي ، فَقَالَ رَسُولُ اللہ ﷺ كَذَلِكَ أُنْزِلَتْ ، إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ. [صحيح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البخاری:4992]

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورۃ الفرقان پڑھتے ہوئے سنا، میں نے انہاک کے ساتھ ان کی قراءت سنی تو (معلوم ہوا کہ) وہ متعدد ایسے حروف پر پڑھ رہے تھے جو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔ قریب تھا کہ میں (جوش کے سبب) نماز ہی میں ان پر حملہ آور ہو جاتا۔ میں نے بمشکل اپنے اوپر قابو کیا اور صبر سے کام لیا۔ یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو گئے اور سلام پھیر لیا۔ میں نے ان کی چادر کھینچتے ہوئے پوچھا: آپ کو یہ سورۃ کس نے پڑھائی ہے جو میں نے آپ کو پڑھتے ہوئے سنا ہے؟ انھوں نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی ہے۔ میں نے کہا: تم کذب بیانی کر رہے ہو۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے پڑھے ہوئے حروف کے علاوہ (حروف) پر پڑھائی ہے۔ میں انھیں کھینچ کر دربار نبوت میں لے گیا۔ اور عرض کی (اللہ کے رسول !) میں نے ان (ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ) کو سورۃ الفرقان ایسے حروف پر پڑھتے ہوئے سنا ہے جو آپ نے مجھے نہیں پڑھائے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر! ہشام کو چھوڑ دو۔ ہشام تم ذرا پڑھو! ہشام رضی اللہ عنہ نے ان حروف پر پڑھا، جن پر میں نے انھیں پڑھتے ہوئے سنا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کی قراءات سن کر) فرمایا: ”ایسے ہی نازل کیا گیا ہے۔“ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: عمر! اب تم پڑھو۔ میں نے وہ قراءت پڑھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پڑھائی تھی۔ (میری قراءت سن کر بھی) نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایسے ہی نازل کیا گیا ہے، بے شک قرآن مجید سبعہ احرف پر نازل کیا گیا ہے، ان میں سے جو میسر ہو، پڑھ لو۔“

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَ أَضَاةِ بَنِي غِفَارٍ قَالَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام فَقَالَ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفٍ فَقَالَ أَسْأَلُ اللهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذَلِكَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفَيْنِ فَقَالَ أَسْأَلُ اللهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذَلِكَ ثُمَّ جَاءَهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى ثَلَاثَةِ أَحْرُفٍ فَقَالَ أَسْأَلُ اللهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذَلِكَ ثُمَّ جَاءَهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَأَيُّمَا حَرْفٍ قَرَءُوا عَلَيْهِ فَقَدْ أَصَابُوا.

[صحیح مسلم،:1906]

”سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (قبیلہ) بنو غفار کے تالاب کے پاس موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سیدنا جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا: بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ کی امت قرآن مجید کو ایک حرف پر پڑھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کا طلب گار ہوں، میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ سیدنا جبریل علیہ السلام دوبارہ تشریف لائے اور کہا: بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ کی امت قرآن مجید کو دو حرفوں پر پڑھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کا طلب گار ہوں، میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ سیدنا جبریل علیہ السلام تیسری بار تشریف لائے اور کہا: بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ کی امت قرآن مجید کو تین حروف پر پڑھے۔ نبی کریم رضی اللہ عنہ نے فرمایا : میں اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کا طلب گار ہوں۔ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ سیدنا جبریل علیہ السلام چوتھی بار تشریف لائے اور کہا: بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ کی امت قرآن مجید کو سات حروف پر پڑھے۔ وہ ان (سات حروف) میں سے جس حرف پر بھی پڑھیں گے، درستگی کو پالیں گے۔“

مذکورہ بالا احادیث نبویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید سات حروف پر نازل فرمایا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

حدیث سبعہ احرف کے رواۃ

حدیث سبعہ احرف کو متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بالواسطہ یا بلا واسطہ نقل فرمایا ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے [الاتقان فی علوم القرآن: ۱/۴۷] میں اس حدیث کے رواۃ کی تعداد (اکیس) ۲۱ تک شمار کی ہے، جن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ	سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ
سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ	سیدنا سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ	سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ
سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ	سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ
سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
سیدنا عمرو بن ابی سلمۃ رضی اللہ عنہ	سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	سیدنا ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ
سیدنا ابو بکرۃ انصاری رضی اللہ عنہ	سیدنا ابو جہم انصاری رضی اللہ عنہ	سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ	سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ	سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

ڈاکٹر محمد سالم محیسن نے مزید نام شمار کیے ہیں جو درج ذیل ہیں:

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	سیدنا عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ
سیدنا مسعود بن مخرمہ رضی اللہ عنہ	سیدہ ام ایوب انصاریہ رضی اللہ عنہا

[القراءات و أثرها في علوم العربية: ۱/۱۸]

رواۃ کی اسی کثرت کے پیش نظر امام ابو عبید قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث سبعہ احرف کو متواتر قرار دیا ہے۔

علم قراءات کی تدوین وارتقاء

انسانیت پر رب کائنات کا یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے ہر دور میں انسانیت کی خیر و بھلائی اور رشد و ہدایت کے لیے اپنے برگزیدہ بندوں کو مبعوث فرمایا، اور حیات انسانی کی فلاح و بہبود کے درخشاں اصولوں پر مشتمل کتب نازل فرمائیں۔ توراۃ، انجیل، زبور اور صحائف ابراہیم و موسیٰ علیہم السلام سمیت تمام کتب سماویہ اپنے اپنے زمانے میں سعادتِ انسانیت اور فلاح دارین کے زریں اصولوں کا خزینہ تھیں۔ ان کی روشن تعلیمات پر عمل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا وآخرت دونوں جہانوں میں بے پایاں انعامات اور لازوال نعمتوں سے نوازا، اور ان سے روگردانی اور سرکشی کرنے والوں کو ساری کائنات کے لیے نشان عبرت بنا کر رکھ دیا۔

خالق کائنات کے انہی انعامات کی تکمیل، محسن انسانیت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری کتاب قرآن مجید فرقان حمید کے نزول سے ہوئی۔ قرآن مجید وہ عظیم الشان کتاب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بعض ایسی امتیازی خصوصیات سے مزین کیا ہے، جن سے سابقہ کتب یکسر محروم تھیں۔ اس کی تلاوت کرنا عبادت اور باعث اجر و ثواب ہے۔ ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ زنگ آلود دلوں کے زنگ اتر جاتے ہیں اور موت کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اس کتاب مبین کی نمایاں خصوصیات میں سے ایک خصوصیت اس کی فصاحت و بلاغت اور معجزانہ کلام ہے۔ چودہ صدیاں بیت جانے کے باوجود آج تک کوئی دانشور، شاعر، ادیب اور نکتہ گر اس کی مثل نہ لا سکا، اور نہ ہی قیامت تک لا سکتا ہے۔ دیگر کتب سماوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مقابلے میں قرآن مجید کو یہ شانِ امتیازی حاصل ہے کہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود خداوند قدوس نے اپنے اوپر لی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سابقہ تمام آسمانی کتابیں تحریف و تصحیف کا شکار ہوئیں، مگر قرآن مجید آج بھی اپنی پوری شان و شوکت، معجزانہ کلام اور آب و تاب کے ساتھ روئے زمین پر بغیر کسی تحریف و تبدیلی کے جلوہ افروز ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ آخری کتاب جس معاشرے اور قوم پر نازل ہوئی، وہ امی، ان پڑھ اور مختلف قبائل و لغات میں منقسم تھی۔ ان کے لیے ایک ہی لہجے یا طرز اداء کو اختیار کرنا ایک دشوار امر تھا۔ اس مشکل کے ازالے کے لیے نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے آسانی کی درخواست کی کہ: "میری امت صرف ایک ہی لہجے پر پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔" چنانچہ رب غفور الرحیم نے نبی کریم ﷺ کی اس درخواست کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے انھیں سات مختلف لہجات پر قرآن مجید پڑھنے کی اجازت دے دی۔

ان سات حروف یا لہجات کو قراءات بھی کہا جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اجازت الٰہی کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سات مختلف لہجات میں قرآن مجید پڑھانا شروع کر دیا۔ جس صحابی کیلئے جو لہجہ آسان ہوتا، نبی کریم ﷺ اس کو اسی کے مطابق پڑھا دیتے۔ بعض ذہین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک سے زائد لہجات میں قرآن مجید پڑھا۔ بعض نے دو، بعض نے تین اور بعض نے اس سے بھی زائد لہجات سیکھے۔ لہجات کی اس کثرت کی وجہ سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان مختلف قراءات کی تلاوت میں تنازعہ بھی کھڑا ہوا، جیسا کہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور صحابی رسول سیدنا ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کا معروف واقعہ اوپر گذر چکا ہے، اور کتب احادیث میں بالتفصیل موجود ہے۔ جسے نبی کریم ﷺ نے «أنزل القرآن علی سبعة أحرف» کے پر حکمت فرمان سے رفع کیا۔ عہد نبوی میں صغار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم براہ راست آپ ﷺ سے یا کبار صحابہ کرام سے قران مجید سیکھتے اور پھر اسی کے مطابق تلاوت کرتے رہتے تھے۔ اگر کسی موقع پر کوئی اشکال پیدا ہوتا تو نبی کریم ﷺ سے پوچھ کر اطمینان قلبی حاصل کر لیتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب صنعتِ کتابت رواج پذیر نہ تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خدا تعالیٰ کے عطا کردہ حافظہ پر ہی اعتماد کرتے تھے۔ لہٰذا عہد نبوی میں قراءات قرآنیہ بالمشافہہ اور سینہ بسینہ منتقل ہوتی رہیں اور پڑھی پڑھائی جاتی رہیں۔

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد عہد صحابہ میں بھی یہ سلسلہ اسی انداز میں سینہ بسینہ چلتا رہا۔ اور قراءات قرآنیہ بطریق تلقی و مشافہت متقدمین سے متاخرین تک منتقل ہوتی رہیں۔ صحابہ کرام سے تابعین نے اور تابعین سے تبع تابعین نے قراءات پڑھیں، یہاں تک کہ آئمہ مشہورین کا زمانہ آ گیا۔ آئمہ مشہورین کے اس دور میں چند نمایاں اور ممتاز شخصیات نے کمر ہمت باندھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ اپنی حیات مستعار کو خدمت قرآن کے لیے وقف کر دیا۔ قراءات قرآنیہ کی خدمت میں مشغولیت کی وجہ سے ان اہل علم کو قراء کرام کہا جانے لگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین میں سے ہر طبقہ میں قراء کرام کی ایک خاصی تعداد موجود تھی۔ جن کی زندگی کا مقصد وحید قراءات قرآنیہ کی خدمت تھا۔ آئمہ مشہورین کے زمانہ میں جب ہمتیں کمزور پڑ گئیں اور لوگوں کا رجحان علم قراءات سے ہٹنا شروع ہو گیا تو ان معروف قراء اور آئمہ کرام نے اپنے اپنے قراءات قرآنیہ کے مخصوص اختیارات منتخب کر لیے۔ اور پھر اپنے انہی منتخب اختیارات کے مطابق وہ خود بھی تلاوت کیا کرتے تھے اور اپنے تلامذہ کو بھی پڑھایا کرتے تھے۔ ان صاحب اختیار ائمہ کرام کی تعداد بہت زیادہ تھی جنہیں شمار کرنا محال ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان ائمہ کرام میں سے بعض اپنے خلوص اور جذبہ خدمت قرآنی کی وجہ سے اتنے معروف ہو گئے کہ ان کے اختیارات کو ان کی قراءات قرار دیا جانے لگا اور باقاعدہ سند کے ساتھ ان کی روایت کی جانے لگی، یہاں تک کہ تیسری صدی ہجری کا آغاز ہو گیا۔

تیسری صدی ہجری تک دیگر علوم وفنون کی طرح قراءات قرآنیہ بھی سینہ بسینہ بطریق تلقی ومشافہت منتقل ہوتی رہیں اور اپنے ارتقائی مراحل طے کرتی رہیں۔ تیسری صدی ہجری میں جا کر جب مختلف علوم وفنون کی تدوین شروع ہوئی تو ان علوم مدونہ میں سے ایک "علم قراءات" بھی تھا، جس پر باقاعدہ کتب لکھی گئیں، اور اس کی تدوین کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ راجح قول کے مطابق علم قراءات پر سب سے پہلی کتاب امام ابوعبید قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی، جس میں انہوں نے معروف قراء سبعہ سمیت پچیس قراء کرام کی قراءات کو قلمبند کیا ہے، اور ان کے اختلافات کی وضاحت فرمائی ہے۔ اس کے بعد علم قراءات پر تصانیف کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا، جو آج تک جاری وساری ہے۔ ہر صدی میں اہل علم وفن نے علم قراءات کو خصوصی توجہ کا مستحق سمجھا اور اس پر اپنی رشحات قلم کے موتی بکھیرے۔ بعض نے مطول، بعض نے متوسط اور بعض نے مختصر کتب لکھیں، بعض نے متقدمین کی کتب پر شروحات لکھیں تو بعض نے طویل کتب کو مختصر کر دیا۔ بعض نے نثر میں جواہر پارے سپردِ قلم وقرطاس کیے تو بعض نے نثری عبارتوں کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ نظم کی لڑی میں پرو دیا۔ بہر حال ابتدائے تدوین سے لے کر آج تک علم قراءات پر بے شمار منثور، منظوم، ضخیم، متوسط اور مختصر کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور لاتعداد اہل علم اپنی خدماتِ جلیلہ پر خراج تحسین وصول کر چکے ہیں۔ علم قراءات جیسے عظیم الشان علم کی خدمت کا یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔

قراء عشرہ اور ان کے رواۃ

تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچنے والی روایات کی تعداد بیس ہے، جن میں سے ایک روایت حفص بھی ہے، جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی پڑھائی جا رہی ہے۔ ذیل میں منقول بیس روایات کے نام درج کیے جاتے ہیں۔ واضح رہے اصطلاح میں انہیں قراءات عشرہ یا روایات عشرین کہا جاتا ہے:

۱۔ روایت قالون	۲۔ روایت ورش	(یہ دونوں امام نافع مدنی کے شاگرد ہیں۔)
۳۔ روایت بزی	۴۔ روایت قنبل	(یہ دونوں امام ابن کثیر مکی کے شاگرد ہیں۔)
۵۔ روایت دوری	۶۔ روایت سوسی	(یہ دونوں امام ابو عمرو بصری کے شاگرد ہیں۔)
۷۔ روایت ہشام	۸۔ روایت ابن ذکوان	(یہ دونوں امام ابن عامر شامی کے شاگرد ہیں۔)
۹۔ روایت شعبہ	۱۰۔ روایت حفص	(یہ دونوں امام عاصم کوفی کے شاگرد ہیں۔)
۱۱۔ روایت خلف	۱۲۔ روایت خلاد	(یہ دونوں امام حمزہ کوفی کے شاگرد ہیں۔)
۱۳۔ روایت ابو الحارث	۱۴۔ روایت دوری	(یہ دونوں امام کسائی کوفی کے شاگرد ہیں۔)
۱۵۔ روایت ابن وردان	۱۶۔ ابن جماز	(یہ دونوں امام ابو جعفر مدنی کے شاگرد ہیں۔)
۱۷۔ روایت رویس	۱۸۔ روایت روح	(یہ دونوں امام یعقوب بصری کے شاگرد ہیں۔)
۱۹۔ روایت اسحاق	۲۰۔ روایت ادریس	(یہ دونوں امام خلف العاشر کوفی کے شاگرد ہیں۔)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عالم اسلام میں متداول روایات

عہد نبوی، عہد صدیقی، عہد فاروقی اور عہد عثمانی کے ابتدائی دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمیع حروفِ سبعہ کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ عہد عثمانی میں جب سرکاری سرپرستی میں متعدد مصاحف تیار کروا کر مختلف شہروں کی طرف روانہ کیے گئے (اور ہر مصحف کے ساتھ ایک قاری بھیجا گیا، اس طرح) مختلف اسلامی شہروں میں مختلف قراءات قرآنیہ رائج و متداول ہو گئیں اور پڑھی پڑھائی جانے لگیں۔ یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ صاحب اختیار ائمہ کرام کا زمانہ آ گیا، جنہوں نے قراءات قرآنیہ کی تدریس کا خصوصی اہتمام فرمایا۔ ان کے اس خصوصی اہتمام کی وجہ سے قراءات ان کی طرف منسوب ہونے لگیں، اور ان کے نام کی نسبت سے پڑھی پڑھائی جانے لگی۔ صاحب اختیار ائمہ کرام کے زمانے میں مختلف علاقوں میں مختلف قراءات متداول تھیں۔ امام ابو عمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بصرہ کی جامع مسجد کے امام، قراءاتِ یعقوب میں تلاوت کیا کرتے تھے۔

[مقدمات فی علم القراء ات: 63]

پانچویں صدی ہجری تک اہل مصر روایت ورش کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ ان میں امام ابو عمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ کی قراءات رائج ہونا شروع ہو گئی۔ [مقدمات فی علم القراء ات: 63]

ایک زمانے تک معاملہ ایسے ہی چلتا رہا، حتی کہ عثمانی دورِ حکومت آ گیا اور قراءت ابو عمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ روایت حفص کی ترویج عام ہونے لگی۔ پھر روایت حفص اتنی عام ہو گئی کہ آٹھویں صدی ہجری سے لے کر آج تک اکثر اسلامی ممالک میں یہی رائج ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عثمانی حکمرانوں نے سرکاری سطح پر اس کی ترویج و نشر و اشاعت کے لیے بھرپور کردار ادا کیا۔ [مقدمات فی علم القراءات:٦٣]

اگرچہ تمام قراءات عشرہ کو روایت حفص جیسی قبولیت عامہ حاصل نہیں ہو سکی، تاہم روایت حفص سمیت چار روایات ایسی ہیں جو آج بھی عامۃ الناس میں رائج ہیں اور مختلف اسلامی ممالک میں متداول ہیں، جہاں انھیں بطور عبادت و تلاوت پڑھا پڑھایا جا رہا ہے، اور اسی کے مطابق مصاحف کی طباعت کی جا رہی ہے۔ ان چاروں روایات متداولہ کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

a روایت حفص عن الامام عاصم الکوفی رحمۃ اللہ علیہ

b روایت قالون عن الامام نافع مدنی رحمۃ اللہ علیہ

c روایت ورش عن الامام نافع مدنی رحمۃ اللہ علیہ

d روایت دوری عن ابی عمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ

مذکورہ چاروں روایات متداولہ کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

روایت حفص عن عاصم رحمۃ اللہ علیہ

یہ روایت امام عاصم کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے، اور اسے امت کی طرف سے مقبولیت عامہ کا شرف حاصل ہے۔ برصغیر پاک و ہند، مشرقِ وسطی اور سعودی عرب سمیت اکثر اسلامی ممالک میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھی پڑھائی جارہی ہے۔اس روایت کی تلاوت کرنے والے مسلمانوں کی تعداد ایک ارب سے متجاوز ہے۔ حرمین شریفین(مسجد حرام اور مسجد نبوی)میں بھی اسی روایت کے مطابق تلاوت کی جاتی ہے۔ ان ممالک میں موجود بے شمار طباعتی ادارے اسی کے مطابق قرآن مجید چھاپتے ہیں۔مجمع ملک فهد لطباعة القرآن الكريم (یہ سعودی حکومت کے تابع ادارہ ہے) کے زیر اہتمام روایت حفص عن امام عاصم رحمہ اللہ میں کروڑوں کی تعداد میں مصاحف تیار کرکے دنیا کے متعدد ممالک میں فری تقسیم کرنے کا سلسلہ جاری وساری ہے۔اس ادارہ کی زیر نگرانی روایت حفص میں مطبوع مصحف میں آیات کی تعداد ۶۲۳۶ ہے۔

(حاشیہ) مختلف روایات میں آیات کی تعداد میں کمی بیشی کا مطلب یہ نہیں کہ بعض روایات میں قرآن مجید کی آیات میں کمی بیشی ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح آئمہ قراء عبارت میں وقف میں اختلاف کرتے ہیں، ایک امام ایک جگہ وقف مانتے ہیں، جبکہ دوسرے امام وہاں وقف کرنے کو درست نہیں سمجھتے۔اسی طرح ایک امام ایک عبارت کو مکمل آیت سمجھتے ہیں، دیگر آئمہ وہاں آیت مکمل نہیں کرتے، مثلاً

e علماء کوفہ سورتوں کے شروع میں آنے والے حروف مقطعات (الم - المص - كهيعص - طه - طسم وغیرہ) کو الگ آیت شمار کرتے ہیں، دیگر آئمہ انھیں الگ سے آیت شمار نہیں کرتے۔

f سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۰ میں امام شامی (عذاب اليم) پر آیت شمار کرتے ہیں، اور (بما كانوا يكذبون)کو الگ آیت قرار دیتے ہیں، اس طرح ان کے ہاں یہ دو آیات ہوئیں، جبکہ دیگر آئمہ کے نزدیک دونوں حصے ملا کر ایک آیت ہے۔اس طرح مختلف روایات میں قرآن مجید کی آیات کی تعداد مختلف ہو جاتی ہے۔اور علوم قراءات میں یہ ایک مستقل علم کی حیثیت رکھتا ہے۔۔۔ع،ر،ع]

روایت قالون عن امام نافع رحمہ اللہ

یہ روایت امام نافع مدنی رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید امام قالون رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔ اسلامی دنیا کے متعدد ممالک میں پڑھی پڑھائی جارہی ہے۔ جن میں سے لیبیا، تونس، الجزائر، موریطانیہ اور افریقہ کے کئی ممالک قابل ذکر ہیں۔ یہ روایت مذکورہ ممالک کے عوام میں رائج اور متداول ہے۔ ان ممالک میں موجود طباعتی ادارے اس روایت کی طباعت کرتے ہیں ۔ مجمع ملک فہد لطباعۃ القرآن الکریم نے بھی روایت قالون عن امام نافع رحمہ اللہ میں مصحف طبع کرکے متعلقہ ممالک میں کثیر تعداد میں تقسیم کیا ہے اور کر رہا ہے۔ مجمع ملک فہد کے زیر اہتمام روایت قالون عن امام نافع رحمہ اللہ میں مطبوع مصحف میں آیات کی تعداد ۶۲۱۴ ہے۔

روایت ورش عن امام نافع رحمہ اللہ

یہ روایت امام نافع مدنی رحمہ اللہ کے دوسرے شاگرد امام ورش رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے، اسے بھی امت کی طرف سے قبولیت عامہ کا شرف حاصل ہے۔ یہ روایت، امام حفص کی روایت کے بعد دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی ہے۔ جو مراکش، الجزائر، تونس، موریطانیہ، سینیگال، چاڈ، نائجیریا، متعدد مغربی ممالک اور براعظم افریقہ کے تمام ممالک میں رائج و متداول ہے۔ روایت امام حفص رحمہ اللہ کی مانند اس روایت کی تلاوت کرنے والے مسلمانوں کی تعداد بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کروڑوں میں ہے۔ مذکورہ ممالک میں موجود طباعتی ادارے اسی روایت میں مصحف کی طباعت کرتے ہیں۔ مجمع ملك فهد لطباعة القرآن الكريم بھی روایت ورش عن امام نافع رحمۃ اللہ علیہ میں مصحف طبع کر کے متعلقہ ممالک میں کثیر تعداد میں مفت تقسیم کر رہا ہے۔ مجمع ملک فہد کے زیر اہتمام روایت ورش عن امام نافع رحمۃ اللہ علیہ میں مطبوع مصحف کی آیات کی تعداد ۶۲۱۴ ہے۔

روایت دوری عن ابی عمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ

یہ روایت امام ابو عمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید امام دوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے اور اسے بھی امت کی طرف سے قبولیت عامہ حاصل ہے۔ روایت امام دوری رحمۃ اللہ علیہ دنیا میں بکثرت پڑھی جانے والی روایات میں سے ایک ہے، یہ مصر، سوڈان، صومالیہ، حضر موت فی الیمن اور بعض افریقی ممالک میں رائج و متداول ہے۔ متعلقہ ممالک میں موجود طباعتی ادارے اس روایت کے مطابق مصاحف کی طباعت کر رہے ہیں ۔مجمع ملک فهد لطباعة القرآن الكريم روایت دوری میں بھی مصاحف طبع کر کے متعلقہ ممالک میں فری تقسیم کروا رہا ہے۔

مذکورہ چاروں روایات مختلف بلادِ اسلامیہ میں متداول ہیں۔ اور ان ممالک میں قرآن مجید کی طباعت بھی انھی روایات میں ہوتی ہے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ عامۃ الناس اپنے اپنے ملک میں پڑھی جانے والی روایت کے علاوہ دیگر ممالک میں رائج روایات سے لاعلم ہیں۔ جس طرح ہمارے ہاں روایت قالون، روایت ورش اور روایت دوری کا کوئی تعارف نہیں ہے، اسی طرح ان روایات کو پڑھنے والے ممالک میں روایت حفص کا کوئی تعارف نہیں ہے۔ یعنی ہر علاقے کے لوگ فقط اپنے ہاں رائج اور متداول روایت ہی سے آشنا ہیں۔ اس کے علاوہ دوسری کسی روایت کو نہیں جانتے، نتیجتاً وہ دیگر روایات کا انکار کر دیتے ہیں۔

روایات متداولہ میں طباعت مصاحف

زمانہ قدیم میں طباعت کی سہولیات دستیاب نہ ہونے کی بناء پر کاتب حضرات اپنے ذاتی استعمال یا تقسیم و فروخت کی غرض سے اپنے ہاتھوں سے کتابت کرتے اور قرآن مجید کے نسخے تیار کرتے تھے، جن کی تیاری پر بہت زیادہ وقت خرچ ہو جانے کے سبب ان کی تعداد انتہائی قلیل ہوتی تھی۔ عصر حاضر میں پرنٹنگ پریس نے آکر طباعتی میدان میں ایک انقلاب برپا کر دیا ہے۔ جہاں پہلے چند معدود مصاحف تیار ہوتے تھے، وہاں اب لاکھوں، کروڑوں کی تعداد میں تیار ہو رہے ہیں۔

قرآن مجید کی پرنٹنگ مشین کے ذریعے سب سے پہلی طباعت کے بارے میں ڈاکٹر یحییٰ محمود جنید رحمۃ اللہ علیہ اپنے مضمون تاريخ طباعة القرآن الكريم باللغة العربية فى اربا فى القرنين السادس عشر و السابع الميلاديين جو کہ مجلہ 'عالم کتب' کے ستمبر/اکتوبر ۱۹۹۴ کے شمارہ میں چھپا ہے، میں تحریر فرماتے ہیں کہ پرنٹنگ مشین پر قرآن مجید کی سب سے پہلی طباعت ہمبرگ جرمنی میں ۱۶۸۴ء میں ہوئی۔[قاری محمد ادریس العاصم، مصحف مدینہ کی اہمیت، ماہنامہ رشد لاہور قراءات نمبر (حصہ اوّل) جون ۲۰۰۹، ص:۵۸۲، مجلس التحقیق الاسلامی لاہور]

اب تقریباً ہر ملک میں متداول روایت کے مطابق متعدد طباعتی ادارے قرآن مجید چھاپ رہے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا چاروں روایات کے مطبوعہ مصاحف میں باہم رسم، ضبط، آیات اور قراءات کا اختلاف پایا جاتا ہے، تاہم یہ ایک لازمی امر ہے۔ کیونکہ مختلف روایات و قراءات میں حذف و اثبات کا اختلاف پایا جاتا ہے، بعض مصاحف میں کچھ حروف یا کلمات حذف ہوں گے تو بعض میں ثابت ہوں گے۔ اسی طرح اہل مشرق و اہل مغرب کے ضبط میں اختلاف پایا جاتا ہے، نیز مختلف قراءات میں آیات کی تعداد میں بھی فرق پڑ جاتا ہے اور یہ امور اہل علم و فن کے ہاں معروف اور واضح ہیں۔ لہٰذا انھیں دیکھ کر پریشان ہونے کی بجائے اہل علم سے رجوع کرنا چاہیے۔ راقم الحروف نے مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام شائع ہونے والے 'ماہنامہ رشد لاہور' قراءات نمبر (حصہ اوّل) جون ۲۰۰۹ء کے شمارہ میں اپنے 'مروجہ قراء ات قرآنیہ اور مطبوع مصاحف کا جائزہ' نامی مضمون میں مذکورہ چاروں روایات کے تقریباً تیئس (۲۳) مطبوعہ مصاحف کے اسکین دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس وقت عالم اسلام میں ایک نہیں بلکہ چار روایات متداول ورائج ہیں اور ان چاروں روایات ہی میں مصاحف کی طباعت کا مبارک سلسلہ جاری و ساری ہے۔ ان تیئس (۲۳) اسکین میں سے روایت قالون عن امام نافع رحمہ اللہ کے پانچ (۵)، روایت ورش عن امام نافع رحمہ اللہ کے بارہ (۱۲)، روایت دوری عن أبی عمرو بصری رحمہ اللہ کے چار (۴) اور روایت حفص عن امام عاصم رحمہ اللہ کے دو (۲) معیاری مصاحف کے آٹو گراف شامل ہیں۔

عصر حاضر میں قراءات قرآنیہ کا فروغ

عصر حاضر قراءات قرآنیہ کی ترقی اور نشاۃ ثانیہ کا زمانہ ہے۔ متعدد مدارس، کلیات، جامعات، لجنات اور ادارے ان کی ترویج و ترقی اور نشر و اشاعت کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ بے شمار قراء کرام اور ائمہ فن ان کی تعلیم و تعلم میں ہمہ تن گوش ہیں۔ محافل حسن قراءات کے ذریعے عامۃ الناس میں بھی شعور اجاگر ہو رہا ہے۔ جدید ذرائع ابلاغ ریڈیو، ٹی وی اور انٹرنیٹ وغیرہ اس میں بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔ بعض ممالک میں سرکاری سرپرستی میں علم قراء ات کی خدمت کا سلسلہ جاری ہے، اور بعض میں اہل خیر حضرات کے تعاون اور اہل علم کی مخلصانہ محنتوں کی بدولت علم قراءات ترقی کی منزلیں طے کرتا چلا جا رہا ہے۔ علم قراءات کی تحصیل کے لیے مدارس و جامعات کا رخ کرنے والے طلباء کی تعداد میں معتدبہ اضافہ ہو چکا ہے۔ گزشتہ دو صدیوں سے علم قراءات کے چہرے پر پڑی بے اعتنائی کی گرد چھٹ رہی ہے۔ بے رغبتی، رغبت میں اور استغنائیت، اشتیاق میں تبدیل ہو رہی ہے۔ متعدد طباعتی ادارے بڑی تعداد میں مختلف قراءات و روایات میں مصاحف کی طباعت کر رہے ہیں۔ یہ سارا عمل اللہ تعالی کے حفاظت قرآن کے وعدے ﴿ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ﴾ [سورۃ الحجر: ۹] کے تحت ہو رہا ہے۔ اگر قراءات قرآنیہ کا قرآن مجید کے ساتھ کوئی بھی تعلق نہ ہوتا تو دنیا میں ہونے والی یہ ساری خدمات کبھی وجود میں نہ آتیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ عبد الاعلی درانی[1]

کثرت تلاوت قرآن کے فائدے

رزق میں اضافہ، غم روزگار میں کمی، ذہنی وجسمانی پریشانیوں کا حل، دینی ودنیوی نعمتوں کا حصول، اولاد کی طرف سے مسائل میں کمی، فارغ البالی اور صحت وتندرستی یہ وہ چیزیں ہیں جن کے حصول میں ہم زندگیاں داؤ پر لگا دیتے ہیں ان کا حل ایک ہی چیز میں ملا وہ ہے "تلاوت قرآن کی کثرت" ماشاء اللہ تقریباً ہر مسلمان قرآن پڑھنا جانتا ہے اسے چاہیئے کہ اس کی تلاوت کثرت سے کرنے کا ارادہ کرے اور دعا کرے کہ حق تعالیٰ اس کے وقت میں برکت ڈال دے۔ اسے یہ سعادت اور توفیق مل جائیگی۔ اس کی مصروفیات کم ہو جائینگی کیونکہ قرآن کریم کی تلاوت سے بڑھ کر کوئی چیز لذت والی نہیں ہے آزما کر دیکھ لیں حضرت سفیان الثوری رح نے فرمایا کاش میں خود کو صرف قرآن تک محدود رکھتا" حضرت سفیان کا یہ فرمان بالکل سچ ہے بچپن ہی سے اہل ذکر سے گہرا تعلق ورابطہ رہنے کی وجہ سے اذکار پڑھنا شروع کر دیے گئے حتی کہ مدینہ یونیورسٹی میں دوران تعلیم جدید سعودیہ کے بانی شاہ عبد العزیز کا مرتب کردہ دعاؤں کا مجموعہ بنام " الورد المصطفی" مکمل حفظ کیا یہ چھوٹے ایک سو صفحات پر مشتمل ہے اور چالیس سے پچاس منٹ اسے مکمل کرنے میں لگتے ہیں۔ اسے ستائیس برس روزانہ پڑھنا معمول رہا۔ اس کی تمام دعاؤں کی تخریج کی تخریج کا مطلب ہے کہ ہر دعا کی سند تلاش کی۔ عربی میں اس کی تشریح دو سو سے زائد صفحات میں لکھ کر اسے خود ٹائپ کیا۔ امیر متعب بن عبد العزیز (وزیر تعمیرات) سے ریاض میں ملاقات طے ہوئی وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ ازیں قرآنی اذکار کے مختلف اوقات میں پڑھنے کے لیے مختلف سیٹ بنائے۔ بعد میں پتہ چلا کہ اپنا حفظ تو محض " رمضانی" ہے یعنی صرف تراویح میں سنانے کے لیے۔ تب اسے پختہ کرنے کے لیے تین جہری نمازوں میں سارا سال مسلسل قرات شروع کی اور مسلسل یہ طریقہ جاری ہے۔ پھر شرح صدر ہوا اور حفظ پختہ کرنے کے مختلف طریقے ذہن میں آنے لگے اور مسلسل آرہے ہیں بہرحال بنیادی بات یہ تھی کہ ایک وقت ایسا آگیا کہ ہم نے سارے وظائف ایک طرف رکھ دیے ضروری یومیہ وظائف کے علاوہ اور صرف قرآن یاد کرنا شروع کر دیا اور مسلسل اسی راہ پہ ہوں۔ میں نے محسوس کیا کہ قرآن کا جتنا میرا حصہ زیادہ ہوا اتنی ہی میرے وقت، رزق صحت اور فراغت میں برکت ہوئی اور میں مسلسل اسے بڑھاتا رہا یہاں تک کہ میرا حزب چھ پارے روزانہ تک چلا گیا ہے۔ اور اب یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ حضرت سفیان ثوری نے یہ فرما کر کہ کاش میں نے خود کو صرف قرآن تک محدود رکھا ہوتا" ہماری ترجمانی کی ہے یا ہمارے جذبے کو زبان دے دی ہے۔ یہ صرف ہماری ہی نہیں بڑے بڑے جلیل القدر اہل الذکر کی رائے ہے۔ کیونکہ قرآن جیسی لذت وبرکت کہیں بھی اور کسی وظیفے میں نہیں ہے۔ اے مالک قرآن کو ہمارا اوڑھنا بچھونا بنادے دلوں کی بہار بنادے۔ آنکھوں کا نور بنادے، روح کا سرور بنادے۔

اللّٰهُمَّ اِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِي بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ اَوْ عَلَّمْتَهُ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ اَوْ اَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهِ

[1] بریڈفورڈ، برطانیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيعَ قَلْبِي وَنُورَ صَدْرِي وَجِلَاءَ حُزْنِي وَذَهَابَ هَمٍ-[2]

اے میرے اللہ! میں تیرا بندہ، تیرے بندے کا بیٹا، تیری بندی کا بیٹا، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، تیرا حکم مجھ پر جاری و ساری ہے، میرے متعلق تیرا فیصلہ عدل وانصاف پر مبنی ہے۔ میں تجھ سے تیرے سب اسماءِ حسنیٰ (کے وسیلے) سے سوال کرتا ہوں جو تو نے اپنی ذات کے لئے رکھے، یا کسی کتاب میں نازل کئے، یا کسی مخلوق کو سکھائے یا اپنے پاس ہی رکھنے پسند کئے، تو قرآن کو میرے دل کی بہار اور سینے کا نور بنادے اور اسے میرے غم واندوہ کا مداوا بنادے۔

اب مزید اہل الذکر کے اقوال ملاحظہ فرمائیں۔ سفیان ابن عینیہ کہتے ہیں یہ معاملہ اپنے اعلیٰ مقام کو اس وقت پہنچے گا جب اللہ تعالی تمہیں ہر چیز سے بڑھ کر محبوب ہو جاے تو جس نے قرآن سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی خوب سمجھ لو جو تم سے کہا جارہا ہے۔ امام اعمش کہتے ہیں وہ چیز جس کے ساتھ اللہ نے مجھے بلند کیا وہ قرآن ہے۔ امام حسن بصری کہتے ہیں اللہ کی قسم قرآن کے علاوہ کوئی غنا نہیں اور اس کے بعد کوئی محتاجی نہیں ہے۔ محدث ضیا المقدسی نے شاگرد کو وصیت کی: ''قرآن کو بہت زیادہ پڑھو اس کو چھوڑو نہیں کیونکہ جس قدر تم اسکو پڑھو گے اسی کے مطابق تمہارے لیے آسانی کی جائے گی۔ مزید کہا میں نے اس کا بہت زیادہ تجربہ کیا ہے کیونکہ جب میں نے قرآن کو زیادہ پڑھنا شروع کیا تو میرے لیے حدیث کا سننا اور اسے کثرت سے لکھنا آسان کر دیا گیا اور جب نہیں پڑھا تو آسانی بھی نہیں ہوئی۔ ہم بچپن میں کہا کرتے تھے کہ سکول داخلہ لینے سے پہلے جو قرآن حفظ کرلیتا ہے وہ زندگی پھر کسی امتحان میں فیل نہیں ہو سکتا اور ہم نے اس کا تجربہ کیا ہے۔ اور اسے حقیقت پر مبنی پایا ہے۔ جامع قرآن سیدنا عثمان بن عفانؓ * نے فرمایا: اگر تمہارے دل پاک ہوتے تو وہ قرآن کی قرأت سے کبھی سیر نہ ہوتے۔ کعب احبارؓ نے کہا ''السابقون السابقون'' وہ اہل القرآن ہیں۔ حضرت ذوالنون مصری سے پوچھا گیا اللہ کے ساتھ انس کیسے ہوتا ہے؟ کہا علم اور قرآن سے۔ حسن بصری نے کہا حلاوت ولذت کو تین چیزوں میں تلاش کرو۔ نماز قرآن اور ذکر میں۔ جب تم اس کو پالو گے تو اس کے ساتھ زندگی گزارو اور خوش ہو جاؤ۔ اگر تم یہ مٹھاس نہ پاؤ تو جان لو کہ تمہارا دروازہ ابھی تک بند ہے۔ قتادہ نے کہا اپنے دلوں اور اپنے گھروں کو قرآن کے ساتھ آباد کرو۔ امام ابن القیم نے فرمایا: جب تم اس بات کا ارادہ کرو کہ تم یہ جانو کہ تمہارے پاس اور دوسروں کے پاس اللہ کی محبت میں سے کیا ہے تو اپنے دل میں قرآن سے محبت کو دیکھ لو۔

اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ قرآن صرف تلاوت کے لیے ہے بلکہ قرآن عمل کے لیے ہی ہے۔ تلاوت تو قرآن کے حقوق میں ایک حق ہے۔ عمل ان میں سب سے اہم ہے۔ اللہ تعالی تمام مسلمانوں کو قرآن پر عمل کی توفیق دے کیونکہ قرآن پر عمل چھوڑنے سے ہی ذلت ورسوائی ہمارا مقدر رہوئی ہے۔ حکیم الامت کے بقول

خوار از مہجوریٔ قرآں شدی — شکوہ سنگ گردش دوراں شدی

در بغل داری کتاب زندہ ای — چوں شبنم بر زمین افتندہ ای

کہ قرآن پر عمل چھوڑ کر رسوائی حاصل ہوئی اور شکوہ کرنے لگے ہم زمانے کے ستم کا، جبکہ بغل میں زندہ کتاب قرآن موجود ہے لیکن جب یہ شبنم دلوں کی کھیتی کی بجائے پتھر پر گرے گی تو فائدہ خاک ہو گا۔!!!

[2] ۔ مسند احمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قاریہ منتہیٰ حنیف[1]

قاریٔ قرآن کی عظمت اور اسلاف کے خواب

قرآن مجید خالق کائنات کا کلام ہے، اور یہ مالک کا اپنے بندوں کے نام آخری پیغام ہے، قرآن مجید اپنے متکلم کے اعتبار سے عظیم کتاب ہے، اس کی تلاوت کرنے، اس میں تدبر کرنے اور اس پر عمل کرنے والے کی شان دنیا میں بھی عظیم، قبر میں قرآن اس کا انیس ہے، آخرت میں اپنے قاری کے لیے شافع اور وکیل ہو گا، اور جنت میں اس کے درجات کی بلندی کا باعث ہو گا۔

اللہ تعالیٰ نے قاری قرآن کی عظمت بیان کی ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے بھی بہت سارے مقامات پر اس کی شان بیان کی ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَإِذَا قِيلَ انْشُزُوا فَانْشُزُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١١﴾﴾ [سورة المجادلة:11]

”اے ایمان والو! جب تمہیں مجلسوں میں کھل کر بیٹھنے کو کہا جائے تو کھل کر بیٹھو اللہ تمہیں فراخی دے گا، اور جب کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جاؤ، تم میں سے اللہ ایمان داروں کے اور ان کے جنہیں علم دیا گیا ہے درجے بلند کرے گا، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبر دار ہے۔“

اس آیت میں آداب مجلس کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان اور بالخصوص اہل علم کا مقام و مرتبہ بلند کیا ہے، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اپنی مجالس میں نیک لوگوں اور اہل علم کا احترام و اکرام کرنا چاہیے۔

عن عمر بن الخطاب - رضي الله عنه: أَنَّ النبيَّ - ﷺ - قَالَ:

«إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ» [صحيح مسلم :817]

”حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعے بہت سے لوگوں کو اونچا کر دیتا ہے اور بہتوں کو اس کے ذریعے سے نیچا گراتا ہے۔“

حضرت ابو طفیل عامر واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نافع بن حارث سے مقام عسفان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی، فاروق اعظم نے انہیں مکہ مکرمہ کا گورنر مقرر کیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ مکہ میں اپنا قائم مقام کس کو بنا کر آئے ہیں؟۔ انہوں نے جواب دیا کہ ابن ابزیٰ کو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ ابن ابزیٰ کون ہے؟۔ انہوں نے کہا: ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم ایک آزاد کردہ غلام کو اپنا قائم مقام بنا کر آئے ہو؟۔ انہوں نے عرض کی: امیر المؤمنین! اس لیے کہ وہ کتاب اللہ کا قاری، میراث کا عالم، اور قاضی ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارے نبی ﷺ کا فرمان ہے:

«إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ» [صحيح مسلم :817]

[1] فاضلہ قراءات عشرہ کبریٰ، کلیۃ القرآن الکریم، لاہور (آن لائن)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

" اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعے بہت سے لوگوں کو اونچا کر دیتا ہے اور کچھ کو اس سے (اعراض کرنے کی وجہ سے) نیچا گراتا ہے۔"

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ» قَالَ وَأَقْرَأَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِي إِمْرَةِ عُثْمَانَ حَتَّى كَانَ الْحَجَّاجُ قَالَ وَذَاكَ الَّذِي أَقْعَدَنِي مَقْعَدِي هَذَا. [صحيح بخاري : 5027]

" سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے۔"

ابو عبد الرحمن سلمی نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سے لے کر حجاج بن یوسف کے زمانہ امارت تک لوگوں کو قرآن کی تعلیم دی۔ وہ کہا کرتے تھے: اس حدیث نے مجھے اس جگہ تعلیم قرآن کے لیے بٹھا رکھا ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالأُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَالْمُؤْمِنُ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهِ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَالْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ أَوْ خَبِيثٌ وَرِيحُهَا مُرٌّ» [صحيح بخاري: 5059، صحيح مسلم :797]

" سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا اور اس پر عمل بھی کرتا ہے سنگترے کی طرح ہے جس کا مزہ بھی لذیذ اور خوشبو بھی اچھی ہے۔ اور وہ مومن جو قرآن نہیں پڑھتا مگر اس کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے اس کی مثال کھجور کی سی ہے جس کا ذائقہ تو اچھا ہے اس کی مثال کھجور کی سے ہے جس کا ذائقہ تو اچھا ہے لیکن اس کی خوشبو نہیں ہوتی۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے گل ببونہ کی ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن ذائقہ کڑوا ہوتا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن بھی نہیں پڑھتا اندرائن کی طرح ہے جس کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے اور اس کی بو بھی خراب ہوتی ہے۔"

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ للهِ أَهْلِينَ مِنَ النَّاسِ» قَالَ: قِيلَ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «أَهْلُ الْقُرْآنِ هُمْ أَهْلُ اللهِ، وَخَاصَّتُهُ» [مسند أحمد : 12292، حسن]

" حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " بلاشبہ لوگوں میں کچھ اللہ والے ہیں۔ پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ (اللہ والے) کون لوگ ہیں؟، آپ ﷺ نے فرمایا: "اہل قرآن ہی اللہ والے اور اس کے خاص لوگ ہیں۔"

قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ سخت غیض وغضب میں ہوں گے، اور لوگ اس منظر کو دیکھ کر نہایت پریشان اور اپنے انجام سے خوف زدہ ہوں گے، ایسے ہیبت ناک دن میں قرآن سے انس رکھنے والے قراء کس حال میں ہوں گے، اللہ تعالیٰ اپنے ان خاص بندوں سے کیا سلوک کرے گا، رسول اللہ ﷺ نے بہت ساری احادیث میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں سے چند ایک روایات یہ ہیں:

عَنْ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ اقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ اقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَسُورَةَ آلِ عِمْرَانَ فَإِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا اقْرَءُوا سُورَةَ الْبَقَرَةِ فَإِنَّ أَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا تَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ قَالَ مُعَاوِيَةُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بَلَغَنِي أَنَّ الْبَطَلَةَ السَّحَرَةُ. [صحیح مسلم :804]

”حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: قرآن پڑھا کرو، کیونکہ وہ قیامت کے دن اصحاب قرآن (حفظ و قراءت اور عمل کرنے والوں) کا سفارشی بن کر آئے گا۔ دو روشن چمکتی ہوئی سورتیں: البقرہ اور آل عمران پڑھا کرو، کیونکہ وہ قیامت کے دن اس طرح آئیں گی جیسے وہ دو بادل یا دو سائبان ہوں یا جیسے وہ ایک سیدھ میں اڑتے پرندوں کی وہ ڈاریں ہوں، وہ اپنی صحبت میں (پڑھنے اور عمل کرنے) والوں کی طرف سے دفاع کریں گی ۔ سورہ بقرہ پڑھا کرو کیونکہ اسے حاصل کرنا باعث برکت اور اسے ترک کرنا باعث حسرت ہے اور باطل پرست اس کی طاقت نہیں رکھتے۔“

(مذکورہ حدیث کے ایک راوی) معاویہ نے کہا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ باطل پرستوں سے مراد جادوگر ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ فَلَهُ أَجْرَانِ» [صحیح البخاری :4937]

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ”اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کا حافظ بھی ہے، مکرم اور نیک لکھنے والے (فرشتوں) جیسی ہے اور جو شخص قرآن مجید بار بار پڑھتا ہے اور وہ اس کے لیے دشوار ہے تو اسے دوگنا ثواب ملے گا۔“

اس کے علاوہ بعض اہل علم کے خوابوں سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ کی کتاب کو حفظ کرنے والوں اور اس سے لو لگانے والے جب اس دنیا فانی سے دار البقا کو روانہ ہوتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے، یعنی عالم محشر میں قرآن کے قراء کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاتا ہے۔

امام حمزہ الکوفی رحمۃ اللہ علیہ کا ایمان افروز خواب

شیخ ڈاکٹر ایمن رشدی سوید حفظہ اللہ نے فضائل اہل قرآن کریم کے حوالے سے اپنے ایک خطاب میں قراء سبعہ میں چھٹے امام حمزہ بن حبیب الزیات رحمۃ اللہ علیہ کا ایک انتہائی ایمان افروز خواب بیان کیا ہے۔ اسے بیان کرتے ہوئے شیخ ایمن رشدی سوید حفظہ اللہ خود بھی روتے ہیں اور دوسروں کو بھی رولاتے ہیں۔

حافظ المزی نے 'تہذیب الکمال' میں، امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے 'صفة الصفوة' میں اور امام ابن شاہین نے تعبیر الرؤیا سے متعلقہ اپنی کتاب 'الاشارات فی علم العبارات' میں یہ خواب نقل کیا ہے۔ امام خلف ابن ہشام البزار رحمۃ اللہ علیہ اس خواب کے راوی ہیں جو امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد سلیم رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگردوں میں سے پہلے راوی ہیں۔

☆ امام خلف رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ سُلیم امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے تو وہ رو رہے تھے، مجھے تعجب ہوا۔ میں نے ان کو روکنا چاہا، حفاظت میں لینا چاہا تو شیخ حمزہ کہنے لگے: تم مجھے کس سے بچاؤ گے؟

پھر امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے: میں نے خواب میں دیکھا کہ بہت تند و تیز ہوا چل رہی ہے، جیسے قیامت کا سماں ہو اور قراء کرام بلائے جا رہے ہیں ان میں ایک میں بھی ہوں۔

پھر میں نے ایک پکارنے والے کو سنا جو بہت ہی خوبصورت انداز میں پکار رہا تھا، کہ مجھ تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا سوائے اس کے جو قرآن جانتا ہے، جس نے اپنی زندگی قرآن کے مطابق گزاری۔

مجھے تذبذب ہوا اور میں پیچھے ہٹنے لگا، اسی وقت میں نے پکارنے والے کو سنا کہ وہ میرا نام لے کر کہہ رہا ہے کہ حمزہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کہاں ہے؟

میں نے کہا: لبیک۔ اسی وقت ایک فرشتے نے مجھے اشارا کیا اور کہا: کہو: لبيك اللهم لبيك،
تو میں نے ایسا ہی کہا۔

پھر مجھے ایک گھر میں داخل کیا گیا جہاں بہت سارے قراء کی تلاوت کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ میں رکا اور دوڑنا شروع کر دیا، میں پریشان تھا کہ میں کہاں ہوں؟ میں نے پھر پکارنے والے کی آواز سنی، جو کہہ رہا تھا: آج کے دن ڈرو نہیں، اوپر چڑھو اور تلاوت شروع کرو۔

میں نے پلٹ کر دیکھا تو میں ایک منبر پر کھڑا تھا جو سفید موتیوں سے بنا تھا، اس کے ایک طرف پیلے یاقوت تھے اور ایک طرف سبز زبرجدہ تھے (جنت کے پتھر)۔

مجھے پکارنے والے نے پھر کہا: چڑھو اور تلاوت کرو:

اس بار میں چڑھا، پھر کہا گیا: سورۃ الانعام کی تلاوت شروع کرو۔ میں نے تلاوت شروع کی، یہ جانے بغیر کہ مجھے پکارنے والا کون ہے۔ یہاں تک کہ میں نے ۶۰ آیات کی تلاوت کر لی، جب میں نے ۶۰ آیات پڑھ لیں۔ پھر اگلی آیت شروع کی:

﴿وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ﴾ [سورة الأنعام:61]

تو پکارنے والے نے مجھے پکارا: کیا میں اپنے بندوں پر غالب نہیں ہوں؟ میں نے (امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ) کہا: کیوں نہیں
اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ پکارنے والے اللہ رب العزت تھے۔

اللہ رب العزت نے فرمایا:

”تم نے سچ کہا: پڑھو۔“

میں نے پھر تلاوت شروع کر دی، یہاں تک کہ پوری سورۃ الانعام پڑھ ڈالی۔

اللہ رب العزت نے پھر فرمایا: ”اور پڑھو، پھر میں نے سورۃ الاعراف شروع کی، یہاں تک کہ اسے بھی مکمل کر لیا۔ جب میں الاعراف کی آخری آیت پر پہنچا تو میں نے سجدہ کرنا چاہا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمانے لگے: محاسبے کا وقت ختم ہو چکا اب اسے رہنے دو۔“

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے پوچھا: ”تمہیں قراءات کس نے سکھائی؟ میں نے کہا: سلیمان یعنی اعمش نے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا: سلیمان نے سچ سکھایا، سلیمان کو کس نے سکھائی؟ میں نے جواب دیا: یحیٰ نے۔ اللہ رب العزت فرمانے لگے: یحیٰ نے سچ سکھایا۔ یحیٰ کو کس نے سکھائی؟ میں نے جواب دیا: ابو عبد الرحمٰن السلمی نے۔ اللہ جل شانہ فرمانے لگے: ابو عبد الرحمٰن نے سچ سکھایا، اس کو کس نے سکھائی؟ میں نے جواب دیا: آپ کے پیغمبر کے چچا کے بیٹے (علی بن طالب رضی اللہ عنہ) نے۔ اللہ رب العزت پوچھنے لگے: علی کو کس نے سکھایا؟ میں نے جواب دیا: آپ کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہنے لگے: میرے نبی کو کس نے سکھایا؟ میں نے کہا: جبریل علیہ السلام نے۔ اللہ عزوجل فرمانے لگے: جبریل کو کس نے سکھایا؟ اس پر میں خاموش ہو گیا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: حمزہ! کہو: آپ نے سکھایا۔ پھر میں جرأت نہ کر سکا کہ اللہ کے سامنے کھڑے ہو کے کہوں کہ آپ نے سکھایا۔۔ اللہ رب العزت پھر فرمانے لگے: حمزہ! کہو: (اَنتُم) ’آپ نے‘۔ میں نے کہا: اَنتُم (آپ نے) اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرمانے لگے: تم نے سچ کہا۔

ماہنامہ زینب، 2019ء

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

پھر اللہ رب العزت فرمانے لگے: قرآن کے حقوق میں سے یہ حق ہے کہ میں اہل القران کو عزت دوں، خصوصاً ان لوگوں کو جنہوں نے اپنی زندگی کو قرآن کے مطابق ڈھالا۔

اے حمزہ! قرآن میرا کلام ہے اور اہل قرآن سے مجھ سے زیادہ کوئی محبت نہیں کرتا۔

اے حمزہ میرے قریب آؤ۔ میں قریب چلا گیا، تو اللہ تعالی نے اپنا ہاتھ خوشبو میں ڈالا جس کا نام 'الغالیہ' تھا، اور وہ خوشبو مجھے لگائی۔ پھر اللہ رب العزت فرمانے لگے: میں نے یہ صرف تمہارے ساتھ نہیں کیا، بلکہ تم سے پہلے آنے والے اور تم سے بعد آنے والے قراء کے ساتھ بھی یہی کچھ کیا، اور جو بھی قرآن پڑھے گا اس کے لیے ایسا ہی ہوگا جیسے تمہارے ساتھ ہوا۔ اپنے دوستوں اور اپنے قریبی لوگوں کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ قرآن والوں کو کیسے عزت دیتا ہے اور ان سے کس طرح محبت کرتا ہے، یقیناً وہ برگزیدہ اور چنے ہوئے لوگ ہیں۔

اے حمزہ! میری عزت وجلال کی قسم! میں ان کو عذاب نہ دوں گا، اس زبان کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی جس زبان نے قرآن کی تلاوت کی ہوگی۔ اس دل تک جہنم کی آگ نہیں پہنچے گی جس دل نے قرآن سے تقوی اختیار کیا ہوگا۔ ان کانوں کو آگ چھوئے گی، جن کانوں نے قرآن سنا ہوگا، اور ان آنکھوں تک نار جہنم کی تپش پہنچے گی جن آنکھوں نے قرآن کو دیکھا ہوگا۔

تو میں کہنے لگا: سُبحَانَك، سُبحَانَك رَبِّ "پاک ہے میرا رب پاک ہے"۔

پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے کہا: اے حمزہ! جو شخص قرآن کو دیکھ کر پڑھتے ہیں، ان کو بھی اجر ملے گا، سب کو اجر دیا جائے گا، چاہے دیکھ کر پڑھیں یا زبانی پڑھیں۔ جب وہ قیامت کے دن میرے پاس آئیں گے، ہر ہر آیت کے بدلے میں ان کے درجات بلند ہوتے جائیں گے۔

اس کے بعد امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ امام سلیم کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے: اب تم ہی بتاؤ میں (اس رب کا شکر ادا کرتے ہوئے) اپنے گال کو زمین پر کیوں نہ رگڑوں، کیوں نہ رووں۔

اللہ ہمیں بھی قرآن سے محبت کرنے کی توفیق دے اور ہم سے بھی آخرت میں ایسا معاملہ کریں۔ آمین

امام علی بن حمزہ الکسائی رحمۃ اللہ علیہ کا خواب

امام علی بن حمزہ الکسائی رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کے دس مشہور قراء میں سے ایک ہیں، قراءت عشرہ میں سے ایک قراءت انہی کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔

امام الخطیب بغدادی امام علی الکسائی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال زندگی میں ان کا ایک خواب نقل کرتے ہیں۔ امام علی الکسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" لوگوں کے سامنے قرآن پڑھنے کے بعد مجھے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ ﷺ نے پوچھا: تم کسائی ہو؟ میں نے عرض کی: جی یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: علی بن حمزہ؟ میں نے کہا: جی! تو وہی ہے جس نے کل میری امت کو قرآن پڑھایا تھا؟ میں نے کہا: جی اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے پڑھ! میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا پڑھوں؟ فرمایا: پڑھ (اقرأ: وَالصَّافَّاتِ صَفًّا) تو میں نے پڑھنا شروع کر دیا۔ جب چوتھی آیت ﴿إِنَّ إِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ﴾ پر پہنچا تو آپ ﷺ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا، اور فرمایا: بس کافی ہے۔ پھر فرمایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

:"میں کل (قیامت کے دن) فرشتوں کے سامنے تجھ پر فخر کروں گا۔" [تاریخ بغداد:۱۱/۴۰۸]

محمد بن احمد بن غزال الاسکافی فرماتے ہیں:

"ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور امام کسائی کی غیبت کرنے لگا، ہم نے اسے منع کیا، مگر وہ باز نہ آیا۔ پھر وہ اگلے دن آیا اور بتانے لگا: رات میں نے خواب میں امام کسائی کو دیکھا، کہ وہ سفید اور چمکدار چہرے والے ہیں، تو میں نے ان سے پوچھا: اے ابوالحسن! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے قرآن پڑھنے کے سبب بخش دیا ہے۔" [تاریخ بغداد:۱۱/۴۰۷]

امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ابو مسحل اعرابی بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں امام کسائی کو دیکھا۔ گویا کہ آپ چودھویں کا چاند ہیں۔ میں نے پوچھا: آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا:

"قراءت قرآن کے سبب میری مغفرت فرمادی ہے۔ پھر میں نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے (آپ کے استاذ) امام حمزہ الزیات رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ فرمایا: تو وہ اعلیٰ علیین میں ہیں۔ ہم انہیں اپنے سے اتنا بلند دیکھتے ہیں گویا چمکتا ستارہ ہے۔" [تاریخ بغداد:۱۱/۴۱۱، رقم الترجمۃ: ۶۲۹۰]

بعض دیگر اسلاف کے خواب

☆ امام ابو منصور الخیاط (ت ۴۹۹ھ) بہت بڑے قاری اور مسجد ابن جردہ کے امام تھے، اور وہ بینوں کے ساتھ ساتھ نابیناؤں کو قرآن سکھایا کرتے تھے۔ وہ ان کے لیے لوگوں سے چندہ مانگ کر ان کے اخراجات کا بندوبست کیا کرتے تھے۔ انھوں نے ستر نابیناؤں کو قرآن سکھایا تھا۔ جب فوت ہوئے، تو ایک شخص نے انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا:

ما فعل الله بك؟ قَالَ: غفر لي بتعليمي الصبيان فاتحة الكتاب. [ذيل طبقات الحنابلة :1ر 228، سير أعلام النبلاء :19/ 222، طبقات القراء لابن الجزرى :2/ 105]

"اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا: بچوں کو سورۃ فاتحہ سیکھانے کے سبب مجھے بخش دیا گیا۔"

☆ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے اور معروف شاگرد امام زفر بن ہذیل ساری زندگی فقہ کی تعلیم سیکھتے اور سکھاتے رہے، آخری دو سالوں میں قرآن حفظ کیا۔ جب فوت ہوئے تو ایک شخص نے انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا:

آپ کا کیا حال ہے؟۔ تو فرمایا:

لو لا السّنتَان هَلَكَ زفر!! .

اگر آخری دو سال نہ ملتے (جن میں قرآن حفظ کیا تھا) تو زفر ہلاک ہو جاتا۔" [شرح مسند أبي حنيفة:1ر45]

☆ امام الصبہانی حلية الأولياء میں نقل کیا ہے:

أنّ ابنة عمران بن مسلم رأتهُ في المنام بعد وفاته،

فقالت: يا أبتِ كيفَ حالك مُنذ فارقتنا ؟

قال: خيرُ حالٍ يا بُنيّة ، نحن نُغدَى ونُراحُ برزقنا في الجنّة، قالت: فما الذي بلّغكم ؟

قال: الضميرُ الصالح، وكثرة التلاوة لِكتَاب الله.

"عمران بن مسلم کی بیٹی نے ان کی وفات کے بعد انہیں خواب میں دیکھا، اور کہا:

ابو جی! ہم سے بچھڑنے کے بعد سے آپ کس حال میں ہیں؟۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو انہوں نے کہا: بیٹی! میں بہت اچھی حالت میں ہوں، ہمیں صبح وشام جنت سے رزق دیا جاتا ہے۔
بیٹی نے پوچھا: کس عمل کے عوض میں یہ اچھا سلوک ہوتا ہے؟۔ فرمایا:
اچھے ضمیر اور قرآن مجید کی کثرت تلاوت کی وجہ سے۔"

☆حافظ الذھبی امام سفیان ثوری کے تعارف میں لکھتے ہیں:

امام سفیان ثوری نے خواب دیکھا کہ وہ جنت میں ہیں، اور ایک درخت سے دوسرے درخت پر اڑتے پھرتے ہیں، ان سے پوچھا گیا: آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟۔ فرمایا: میں معزز پاکباز فرشتوں کے ساتھ ہوں، پوچھا گیا: آپ نے کس عمل (کے ثواب) کو سب سے افضل پایا ہے؟، فرمایا: تلاوت قرآن۔[حلیۃ الأولیاء:۹/ ۳۷۷]

یہ اور اس طرح کے دوسرے خواب مبشرات کے قبیل سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی اہل قرآن بنا دے۔ ہمیں اپنے مصروف اوقات میں سے کچھ وقت نکال کر قرآن کے لیے وقف کرنا چاہیئے۔ تاکہ ہم بھی ان لوگوں میں شامل ہو جائیں، قبر کی تنہائیوں میں قرآن جن کا ہم نشیں بنتا ہے، اور قیامت کے دن جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندے قرار دے گا، اور قرآن مجید سفارش کرنے کے لیے جن کے ساتھ کھڑا ہو گا، اور جن ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا، بلکہ جنت کے درجات پر چڑھنے میں تعاون کرے گا۔

حافظ الذھبی امام سفیان ثوری کے تعارف میں لکھتے ہیں:

کسی نے امام سفیان ثوری کو خواب دیکھا کہ وہ جنت میں ہیں، اور ایک درخت سے دوسرے درخت پر اڑتے پھرتے ہیں، ان سے پوچھا گیا: آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟۔ فرمایا: میں معزز پاکباز فرشتوں کے ساتھ ہوں، پوچھا گیا: آپ نے کس عمل (کے ثواب) کو سب سے افضل پایا ہے؟، فرمایا: تلاوت قرآن۔[حلیۃ الاولیاء :۹/ ۳۷۷]

☆علامہ ابن الجوزی فرماتے ہیں:

شیخ عبد اللہ الجبائی نے مجھے لکھ کر بھیجا کہ میں نے دعوان بن علی کو ان کی موت کے ایک ماہ بعد خواب میں دیکھا کہ انہوں بہت زیادہ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے، عمامہ بھی سفید تھا، اور وہ جامع مسجد کی طرف نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے جا رہے تھے، تو میں ان کا بایاں ہاتھ پکڑ کر ان کے ساتھ چل پڑا، جب ہم مسجد کے حاطے میں پہنچے تو میں نے عرض کی: یاسیدی! آپ نے کیا پایا ہے؟۔ تو فرمانے لگے: مجھے اللہ کے سامنے پچاس بار پیش کیا گیا، اور مجھ سے پوچھا: تو کیا عمل کرتا رہا ہے؟۔ میں نے عرض کی: میں قرآن پڑھتا اور پڑھاتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تیرا دوست ہوں، میں تیرا دوست ہوں۔

شیخ عبد اللہ کہتے ہیں: میں خوشی سے چیخنے لگا، اور اپنا ہاتھ جامع مسجد کی دیوار پر مارنے لگا، کہ کیا بات ہے!! پھر مجھے جاگ آگئی۔[الذیل علی طبقات الحنابلۃ:۲/ ۲۲۔۲۳]

☆امام الذہبی بیان کرتے ہیں :

كان شيبة بن نصاح مولى أم سلمة رضي الله عنها أحد قراء المدينة وكان هو وأبو جعفر المدني يُقْرِئان في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم

فزوج أبو جعفر ابنته من شيبة وكان مُقِلاً (فقيرا) فقيل لأبي جعفر زوجت ابنتك شيبة وهو مُقِلٌّ وقد كان يرغب فيها أهل الغنى؟

فقال:

إن كان شيبة مقلا فسيملأ بيتها قرآنا - [معرفة القراء الكبار للذهبي 1/ 59]

"امام شیبہ بن نصاح (سیدہ ام سلمہ کے غلام اور مدینہ منورہ کے بڑے قراء میں سے تھے) اور معروف قاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابو جعفر مدنی رحمۃ اللہ علیہما دونوں مسجد نبوی میں قران پڑھاتے تھے۔ شیبہ بن نصاح بہت غریب آدمی تھے ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیٹی کی شادی شیبہ سے کر دی۔ کسی نے آپ سے کہا: اپنی بیٹی کی شادی ایک غریب آدمی سے کر دی ،حالانکہ بہت سے مال دار افراد آپ کی بیٹی سے شادی کے خواہشمند تھے؟۔ فرمانے لگے: اگر چہ شیبہ غریب ہے لیکن وہ میری بٹی کے گھر کو قران کی برکت سے مالا مال کر دے گا۔

امام ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وما دامَ العلمُ باقياً في الأرض فالناس في هدىً، وبقاءُ العلم بقاءُ حملتِه، فإذا ذهب حملته ومن يقوم به وقع الناس في الضّلال. [جامع العلوم والحكم :2/ 298]

"جب تک علم باقی ہے تب تک لوگ ہدائت پے رہیں گے اور علم کی بقاء حاملین علم (علماء) کے باقی رہنے سے ہے جب علماء اور علم کے ساتھ کھڑے رہنے والے لوگ چلے جائیں گے (فوت ہو جائینگے) تب تمام لوگ گمراہی میں مبتلا ہو جائیں گے۔"

شیخ عبد الکریم الخضیر اپنا خواب بیان کرتے ہوے کہتے ہیں میں نے اپنے والد کو ان کی وفات کے دوماہ بعد خواب میں زمین وآسمان کے بیچ بادل میں دیکھا ان کا صرف چہرہ نظر آرہا تھا ان کا چہرہ نور سے چمک رہا تھا, میں نے ان سے کہا اے ابا جان! ابھی آپ کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا جنت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں اللہ کی قسم یہی الفاظ ادا کیے میں نے ان سے پوچھا اللہ نے آپ کو یہ عزت کس وجہ سے دی انہوں نے جواب دیا قرآن کے ذریعے پھر خواب ختم ہو گیا۔

میرے والد حافظ قرآن تھے وہ رات دن گھر میں مسجد میں سفر ہو یا حضر ہر جگہ قرآن پڑھتے تھے۔

آخر میں شیخ عبد السلام الشویعر حفظہ اللہ کی ایک نصیحت پر اپنا مضمون ختم کرتی ہوں، وہ فرماتے ہیں:

”میں نوجوانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ دو امور کو زندگی کا جزو بنالیں؛ تلاوتِ قرآن اور قیام اللیل! یہ دین پر ثبات اور رب سے اُنس ومحبت کے لیے اکسیر ہیں۔“

قراءات عشرہ پر پوری امت کا اور ہر دور میں اجماع رہا ہے

مشہور مفسر اور اندلسی عالم ابن عطیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

و مضت الأعصار و الأمصار على قراء ات الأئمة السبعة بل العشرة و بها يصلى لأنها تثبت بالاجماع - [المحرر الوجيز لإبن عطية: 1/ 9]

”قراءات سبعہ بلکہ عشرہ بھی ہر زمانے اور ہر شہر میں رائج رہی ہیں اور ان کی نماز میں تلاوت کی جاتی ہے کیونکہ یہ اجماع امت سے ثابت ہیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کاش میں قرآن میں مشغول ہوتا!!

سلف صالحین کی قرآن سے محبت اور اس میں انہماک کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے، وہ اپنے دن کا ایک بڑا حصہ قرآن مجید کی تلاوت، تدبر اور تعلیم و تعلم میں گذارتے تھے۔ بلکہ ان کا اوڑھنا بچھاونا ہی قرآن تھا۔ اس کے باوجود وہ اپنے عمل کو قلیل سمجھتے تھے، اور خواہش رکھتے تھے کہ وہ تمام کام چھوڑ کا سارا وقت قرآن کے نام وقف کردیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

» إِذَا أَرَدْتُمُ الْعِلْمَ؛ فَأَثِيرُوا الْقُرْآنَ، فَإِنَّ فِيهِ عِلْمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخَرِينَ «

" علم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتے ہو، تو قرآن کو ترجیح دو، کیونکہ اس میں پہلے لوگوں کا علم بھی ہے اور بعد والوں کا بھی۔ "

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«إن البيت الذى يتلى فيه القرآن اتسع بأهله وكثر خيره وحضرته الملائكة وخرجت منه الشياطين ، وإن البيت الذي لايتلى فيه كتاب الله عز وجل ضاق بأهله وقل خيره وخرجت منه الملائكة وحضرته الشياطين »

"بلاشبہ جس گھر میں قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے، وہ اپنے اہل خانہ کے لیے وسیع ہو جاتا ہے، خیر بڑھ جاتی ہے، (رحمت کے) فرشتے حاضر ہوتے ہیں، شیاطین اس سے بھاگ جاتے ہیں۔ اور جس گھر میں قرآن نہ پڑھا جائے، وہ وسعت کے باوجود تنگ ہو جاتا ہے، اس میں خیر کم ہونے لگتی ہے، (رحمت کے) فرشتے نکل جاتے، اور شیطان اسے اپنا ٹھکانا بنا لیتے ہیں۔"

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« إن من كان قبلكم رأوا القرآن رسائل من ربهم فكانوا يتدبرونها بالليل وينفذونها في النهار»

" تم سے پہلے لوگ قرآن کو اپنے رب کا پیغام سمجھتے تھے، اس لیے وہ رات کو اس میں تدبر کرتے تھے اور دن (اپنے اعمال) میں اسے نافذ کرتے تھے۔"

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« لو طهرت القلوب ؛ لم تشبع من قراءة القرآن »

"اگر دل پاک ہو، تو قراءت قرآن سے سیر نہیں ہوتا۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« لا تهذوا القرآن هذَّ الشعر ولا تنثروه نثر الدقل ؛ قفوا عند عجائبه وحركوا به القلوب ولا يكن هم أحدكم آخر السورة »

" قرآن کو شعروں کی طرح تیز تیز نہ پڑھو، اور نہ گھٹیا کھجوروں کی طرح پھینکو، بلکہ اس کے عجائبات پر غور و فکر کرو، اس کے ساتھ دلوں کو متحرک کرو۔ تم میں سے کسی کو سورت ختم کرنے کی جلدی نہیں ہونی چاہئے۔"

ایک آدمی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: "مجھے نصیحت کیجئے۔ تو انہوں نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

« اتخذ كتاب الله إماماً، وارض به قاضياً وحكماً ، فانه الذي استخلف فيكم رسولكم، شفيع، مطاع، وشاهد لا يتهم، فيه ذكركم، وذكر من قبلكم، وحكم ما بينكم، وخبركم، وخبر ما بعدكم »

"کتاب اللہ کو اپنا امام بنالو، اس کے فیصلوں پر راضی ہو جاؤ، بلاشبہ اس نے تمہارے درمیان اسے اپنا پیغام رساں اور نمائندہ بنا کر بھیجا ہے، سفارش کرنے والا، قابل اتباع، ایسا شاھد جس پر کوئی تہمت نہیں، اس میں تمہارا تذکرہ ہے، اور تم سے پہلے لوگوں کا ذکر ہے، تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والا، تمہاری خبریں دینے والا اور تمہارے بعد والوں کی خبریں دینے والا ہے۔"

حضرت کعب الأحبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

«عليكم بالقرآن، فإنه فهم العقل، ونور الحكمة، وينابيع العلم ، وأحدث الكتب،عهداً بالرحمن »

"تم پر قرآن پڑھنا لازم ہے، کیونکہ وہ عقل کو تیز کرتا ہے، دانائی کو روشنی دیتا ہے، علم کا سرچشمہ ہے، (کتب سماویہ میں سے) سب سے جدید ترین کتاب ہے، رحمان سے جوڑنے والا ہے۔"

حضرت کعب الأحبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

« ﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ﴾ [الواقعة:10] هم أهل القرآن »

"(قرآن مجید کی آیت) ﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ﴾ سے مراد اہل قرآن ہیں۔"

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

« ليتني كنت اقتصرت على القرآن »

" کاش میں خود کو قرآن (کے علم و تعلم) تک محدود کرلیتا۔ "

امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

« والله لا تبلغوا ذروة هذا الأمر حتى لا يكون شيء أحب إليكم من الله ، فمَن أحب القرآن؛ فقد أحب الله ، افقهوا ما يقال لكم »

" اللہ کی قسم! تم دین کی چوٹی تک نہیں پہنچ سکتے، جب تک دنیا کی ہر چیز سے زیادہ تمہیں اللہ سے محبت نہ ہو جائے، اور جس نے قرآن سے محبت کی، تحقیق اس نے اللہ سے محبت کی۔ جو تمہیں کہا گیا ہے، اسے خوب سمجھ لو۔"

امام الاعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

« ومما رفعني الله به القرآن »

"اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ذریعے ہی مجھے بلند مقام عطا کیا ہے۔"

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

« والله ما دون القرآن من غنى ولا بعده من فاقة فقر»

"اللہ کی قسم! کوئی شخص قرآن کے بغیر نہ کوئی غنی ہو سکتا ہے، اور نہ کوئی فقیری سے بچ سکتا ہے۔"

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ علوم نبوّت کا بحرِ ناپیدا کنار تھے۔ محدث ذہبیؒ نے لکھا:

بقي شيخنا ابن تيمية أزيد من سنة يفسر في سورة نوح ، وكان بحراً لا تكدره الدلاء -

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[تاریخ الإسلام ٣٠/ ٢٢٦]

"شیخ وہ سورہ نوح کی تفسیر ایک برس سے زائد عرصہ تک بیان فرماتے رہے اور وہ ایسا سمندر تھے جسے ڈول گدلا نہیں کر سکتے۔"

لیکن امام کی عظمت دیکھیے کہ وہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں فرمایا کرتے تھے:

وندمت على تضييع أكثر أوقاتي في غير معاني القرآن.

[الذيل على طبقات الحنابلة : ٢/ ٤٠٢]

"مجھے ندامت ہوتی ہے کہ میں نے عمر عزیز کا بہت سا حصہ قرآنِ حکیم کے علاوہ دوسرے علوم میں صرف کر دیا ۔۔۔!!"

اسلاف میں سے ایک عالم کا قول ہے :

« كلما زاد حزبي من القرآن، زادت البركة في وقتي ، ولا زلت أزيد حتى بلغ حزبي عشرة أجزاء »

" میں نے جب بھی اپنی تلاوت میں اضافہ کیا میرے وقت میں برکت ہوگئی،(اسی چیز کو دیکھتے ہوئے میں) میں ہمیشہ اپنی تلاوت میں اضافہ کرتا رہا، یہاں تک کہ میری روزانہ کی تلاوت دس پاروں تک پہنچ گئی۔"

مشہور محدث ضیاء المقدسی رحمہ اللہ جب طلب علم کے لیے جانے لگے تو ابراہیم ابن عبد الواحد المقدسی رحمہ اللہ نے انہیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

« أكثر من قراءة القرآن ولا تتركه ؛ فإنه يتيسر لك الذي تطلبه على قدر ما تقرأ »

" قرآن کی تلاوت کثرت سے کرنا، اسے ترک نہ کرنا، تو جتنا زیادہ تلاوت کرے گا، حصول علم میں تیرے لیے آسانی پیدا ہوتی جائے گی۔"

تو ضیاء مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

« فرأيت ذلك وجربته كثيراً، فكنت إذا قرأت كثيراً تيسر لي من سماع الحديث وكتابته الكثير، وإذا لم أقرأ لم يتيسر لي »

" میں نے اس کا بہت بار تجربہ کیا، کہ جب میں قرآن کی تلاوت زیادہ کرتا تو سماع حدیث اور کتابت حدیث میں میرے لیے اتنی ہی سہولت پیدا ہو جاتی، اور جب میں تلاوت میں کوتاہی کرتا، حصول حدیث میرے لیے مشکل ہو جاتا تھا۔"

حضرت ذو النون مصری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:"کونسی چیز اللہ سے انس پیدا کرتی ہے؟"۔

تو انہوں نے فرمایا:

« العلم والقرآن »

"علم اور قرآن۔"

ابو حفص ازھری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

« القرءان الكريم: ربيع القلوب وشفاء للصدور والأبدان وغذاء للروح ومذهب للهموم والغموم والأحزان ونور وأنيس لك تحت التراب وشفيع لك يوم الحساب والحرف فيه بعشر حسنات»

" قرآن کریم: دلوں کی بہار، سینوں اور جسموں کی شفاء، روح کی غذا، غم اور پریشانیوں کو بھگانے والا، نور، قبر میں تیرا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غمخوار، حشر میں تیری سفارش کرنے والا، اور اس کا ایک حرف پڑھنے میں دس نیکیاں ہیں۔"

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

« تفقدوا الحلاوة في ثلاث: في الصلاة، وفي القرآن، وفي الذكر؛ فإن وجدتموها، فامضوا و ابشروا، فإن لم تجدوها، فاعلم أن بابك مغلق »

" تین چیزوں میں حلاوت کو تلاش کرو: نماز، قرآن اور ذکر۔ اگر ان میں حلاوت پالو، تو اسے لے لو اور خوش ہو جاؤ، اور اگر نہ پاؤ تو جان لو کہ تجھ پر یہ دروازہ بند ہو چکا ہے۔"

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

« اعمروا به قلوبكم واعمروا به بيوتكم يعني القرآن »

" قرآن کے ذریعے اپنے دلوں اور اپنے گھروں کو آباد کرو۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

« إن هذه القلوب أوعية؛ فاشغلوها بالقرآن، ولاتشغلوها بغيره»

"بلاشبہ دل برتن ہیں، انہیں قرآن سے بھرو، کسی دوسری چیز سے اسے نہ بھرنا۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

«عليكم بالقرآن فتعلموه وعلموه أبناءكم فإنكم عنه تُسألون وبه تجزون وكفى به واعظاً لمن عقل »

"تم پر لازم ہے کہ قرآن سیکھو، اور اپنے بچوں کو سیکھاؤ، (قرآن کی نسبت سے تمہاری شہرت ہو کہ) اسی کے متعلق تم سے سوال کیے جائیں، اور اسی کی تمہیں اجرت دی جائے۔ سمجھنے والے کے لیے اس کا وعظ ہی کافی ہے۔"

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

« إذا أردت أن تعلم ما عندك وعند غيرك من محبة الله فانظر محبة القرآن من قلبك" .

" آپ اپنے دل یا کسی کے دل میں اللہ کی محبت معلوم کرنا چاہے، تو دیکھ تیرے دل میں قرآن کی محبت کتنی ہے؟۔"

ایک عالم کا قول ہے:

"جو شخص قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کرتا ہے، ایمان میں اضافہ، اطمینان قلب، خوش گوار زندگی، قناعت کی دولت، بے مقصد مزاح کی بہ جاے، فصیح اور بامقصد گفتگو کے تربیتی اثرات کو غیر محسوس انداز میں حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ چوں کہ اس کا دل قرآن کریم کے نور سے منور ہو جاتا ہے تو وہ بے کار گفتگو، فضول محافل اور زندگی کی سابقہ روش کو بدل لیتا ہے۔"

عبدالملک بن عمیر کہتے ہیں:

عام طور پر کہا جاتا تھا کہ لوگوں میں سے جن کی عقل بڑھاپے میں بھی باقی رہتی ہے، وہ قراء ہیں۔

امام القرطبی کہتے ہیں:

من قرأ القرآن متع بعقله وإن بلغ مئة !

جو کثرت سے قرآن پڑھتا ہے، اس کی عقل وحواس قائم رہتے ہیں، چاہے وہ سو سال کو پہنچ جائے۔

ابن الصلاح فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ورد أن الملائكة لم يعطوا فضيلة قراءة القرآن
وهي حريصة لذلك على استماعه من الإنس !
فقراءة القرآن كرامة أكرم الله بها الإنس "

"بلاشبہ فرشتوں کو قراءت قرآن کی فضیلت حاصل نہیں ہوتی، اس لیے وہ انسان سے قرآن سننے کا بہت شوق رکھتے ہیں ،اس سے ثابت ہوا کہ قراءت قرآن عظمت ہے، اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے انسان کو عظمت عطا فرمائی ہے۔"

ڈاکٹر مصطفی سباعی نے ایک قول نقل کیا ہے (بعض نے اسے شیخ الاسلام کی طرف منسوب کیا ہے:

ما رأيت شيئا يغذّي العقل والروح ويحفظ الجسم ويضمن السعادة أكثر من إدامة النظر في كتاب الله تعالى !

"میں نے کتاب اللہ کو ہمیشہ پڑھنے سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں دیکھی جو عقل اور روح کو غذا مہیا کرتی ہو، جسم کی حفاظت اور سعادت مندی کی ضمانت دیتی ہو۔"

بعض مفسرین نے ارشاد باری تعالیٰ: "كتاب أنزلناه مبارك" کے متعلق فرمایا ہے:

(اشتغلنا بالقرآن فغمرتنا البركات والخيرات في الدنيا)

"ہم قرآن میں مشغول ہوئے تو دنیا ہی میں ہم پر خیر وبرکات نے ہمیں اپنی آغوش میں لے لیا۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قاری نوید نذیر[1]

جس سینے میں قرآن ہو اسے آگ نہیں جلاتی

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَوْ أَنَّ الْقُرْآنَ فِي إِهَابٍ، ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ، مَا احْتَرَقَ .[مسند أحمد (28/ 627):17409 - حسن]

"حضرت عقبہ بن عامر الجھنی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: اگر قرآن کسی چمڑے میں ہو، پھر اسے آگ میں ڈال دیا جائے، تو وہ اسے نہیں جلائے گی۔"

مذکورہ حدیث میں چمڑے سے مراد قاری قرآن کا سینہ ہے، یعنی جو شخص اپنے سینے میں قرآن کو محفوظ کر لیتا ہے، اگر وہ کسی گناہ کی وجہ سے جہنم میں چلا بھی گیا، تو آگ اسے نہیں جلائے گی۔ یہ ایسا ہی جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگ سجدہ والی جگہ کو نہیں جلائے گی۔ دوسرے لفظوں میں یہ ہے کہ حفظ قرآن جہنم سے تحفظ کا ذریعہ ہے۔ اللہ أعلم بالصواب

ایک اشکال اور اس کا جواب

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اور اس کی صفت ہے، مگر ہمارا قران مجید کو پڑھنا، حفظ کرنا، عمل کرنا یہ ہمارا عمل ہے اور مخلوق ہے، لہذا یہ کہنا درست نہیں کہ اگر قرآن مجید کو کوئی حفظ کر لے، سینے میں محفوظ کر لے تو آگ اس کو جلا نہیں سکتی۔ اس لیے ایک دوسری حدیث کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے جن تین لوگوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا، ان میں ایک قاری قرآن بھی ہے۔

تطبیق یہ ہے کہ قرآن کے حفظ، تلاوت، رسم الخط اور اوراق مصحف کو مخلوق قرار دینے کی اصولی بات درست ہے، دوسری طرف علمائے عقیدہ کے ہاں یہ مسئلہ بھی بالکل مسلم ہے کہ تلاوت کا متلو، حفظ کا محفوظ، کتابت کا مکتوب اور رسم کا مرسوم غیر مخلوق ہیں۔ البتہ حفظ قرآن کا تلاوت، کتابت اور رسم قرآن سے یہ فرق تو بہر حال واضح ہے کہ ان معاملات میں تلاوت اور متلو، رسم اور مرسوم، کتابت اور مکتوب، لفظ اور ملفوظ کو خارج میں بعض اعتبارات سے الگ الگ کر کے بتایا جاسکتا ہے، لیکن حفظ قرآن اور حافظ قرآن کا دل ایک دوسرے میں جذب ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ زیر بحث حدیث عقبہ بن عامر اس سلسلہ میں نص کا درجہ رکھتی ہے کہ جس دل میں قرآن جذب ہو جائے، اسے جہنم کی آگ جلا نہیں سکتی۔

جہاں تک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا تعلق ہے تو اس کو حفظ قرآن کی فضیلت سے متعلقہ عقبہ بن عامر والی حدیث کے معارض بنانا درست نہیں ہے، کیونکہ حدیث ابو ہریرہ کے مندرجات ہی اس پر دال ہیں:

اولاً: اس حدیث کا تعلق صرف حفظ قرآن سے نہیں بلکہ علوم قرآن کے تمام ماہرین سے ہے۔

ثانیاً: اس حدیث میں کہیں موجود نہیں کہ حفظِ قرآن ریاکاری کا لازمی معنی ہے، بلکہ بات الٹ ہے کہ ریاکاری تو ظاہری

[1] مدرس کلیۃ القرآن الکریم، جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعمال میں ہوتی ہے، جبکہ حفظ قرآن کا تعلق باطنی پہلو (سینے میں قرآن کو محفوظ کرنا) سے ہے۔

ثالثاً: حدیث ابوہریرہ میں قاری قرآن کے علاوہ مجاھد اور جواد کے عمل میں بھی اگر ریاکاری پائی جائے تو اس کی وعید کا بیان ہے، جس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ ریاکاری ایک ایسا رذیل وصف جو مہارت قرآنی کے علاوہ ہر نیکی کے کام سے متعلق معاملہ ہے، چنانچہ اسے حفظ قرآن کا لازمہ بنانا درست نہیں۔ جس طرح آپ قاری قرآن کو ریاکاری کیساتھ لازمی منتھی کر رہے ہیں، کیا اسی طرح آپ کے ہاں جہاد، انفاق فی سبیل اللہ اور ہر نیکی کا معاملہ بھی ریاکاری کے ساتھ ہی لازم وملزوم ہوتا ہے۔

رابعا: حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بتانا کہ بعض قراء جہنم میں بھی جائیں گے اور حدیث عقبہ کا کہنا کہ نہیں جائیں گے ان دونوں میں بھی کوئی ٹکراؤ نہیں کیونکہ کتاب وسنت کے ارشادات کا جو شخص عام مطالعہ کرتا ہے اسے معلوم ہے کہ کسی چیز کی فضیلت یا مذمت کے حوالے سے شارع کا جنت یا جہنم میں جانے سے متعلق وعدو وعید ایک دوسرے کے متعارض شمار کریں تو سیکڑوں دینی نصوص میں ایسا ٹکراؤ دیکھایا جاسکتا ہے۔ اس سلسلہ میں مختصر بات یہ ہے کہ جس پہلو سے کسی کی فضیلت یا مذمت بیان کی جاتی ہے اسے صرف اسی پہلو تک محدود سمجھنا چاہیے، عام نہیں کرلینا چاہیے۔ مطلب یہ ہے کہ ریاکاری جہنم میں لے جانا والا وصف ہے اور حفظ قرآن جنت میں لے جانے والا عمل ہے۔ اور دونوں کا باہمی کوئی تعارض نہیں۔

المختصر دونوں حدیثوں کی دلالت دو الگ الگ احوال ومعنی پر ہے اور دونوں احادیث کے معانی برحق ہیں۔

بعض معاصر محققین کے ہاں اس حدیث کے ثبوت کے معاملہ میں بھی وہ اختلاف رکھتے ہیں، لیکن اس حوالے سے واضح رہے کہ تصحیح وتضعیف کے سلسلہ میں ہمارا اعتماد شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق پر ہے اور وہ اس حدیث کو حسن قرار دیتے ہیں۔ نیز یہ حدیث قرآن وسنت کے میں موجود دیگر نصوص سے بھی ہم آہنگ ہے، مثلاً قرآن مجید میں ہے:

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ (32) جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا - [فاطر: 32، 33]

'' پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث ٹھہرایا جن کو اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا۔ تو کچھ تو ان میں سے اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔ اور کچھ میانہ رو ہیں۔ اور کچھ اللہ کے حکم سے نیکیوں میں آگے نکل جانے والے ہیں یہی بڑا فضل ہے۔ ان لوگوں کے لئے ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے۔''

امام ابن کثیر نے ان آیات کی تفسیر میں تفصیلاً کلام فرمایا ہے کہ مذکورہ آیت میں جن تین قسم کے وارثین کتاب کا تذکرہ ہے، 'جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا' میں موجود ضمیر جمع کا مرجع یہی تینوں قسم کے حاملین قرآن ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ادارہ

روس میں جب قرآن پر پابندی لگی

۱۹۷۳ءروس میں کمیونزم کا طوطی بولتا تھا ،بلکہ دنیا تو کہہ رہی تھی کہ بس اب پورا ایشیا سرخ ہوجاے گا، انہی دنوں ہمارے ایک دوست ماسکو ٹریننگ کے لیے چلے گئے ۔وہ بتاتے ہیں کہ جمعے کے دن میں نے دوستوں سے کہا کہ چلو جمعہ ادا کرنے کی تیاری کرتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ یہاں مسجدوں کو گودام بنا دیا گیا ہے، ایک دو مساجد کو سیاحوں کی قیام گاہ بنا دیا گیا ہے ۔پورے شہر میں صرف دو مسجدیں بچی ہیں،جو کبھی بند اور کبھی کھلی ہوتی ہیں ۔میں نے کہا آپ مجھے مساجد کا ایڈریس بتا دے ،میں اکیلا چلا جاتا ہوں۔جب میں وہاں پہنچاتو مسجد بند تھی ،معلوم کیاتوپتہ چلاکہ مسجد کے پڑوس میں ایک بندے کے پاس اس کی چابی ہوتی ہے۔ میں اس آدمی سے ملااور گذارش کہ مسجد کا دروازہ کھول دو ، مجھے نماز پڑھنی ہے ۔اس نے کہا دروازہ تو میں کھول دونگا، لیکن اگر آپ کو کوئی نقصان پہنچا تو میں اس کاذمہ دار نہیں ہوں گا ۔میں نے کہا جناب میں پاکستان میں بھی مسلمان تھا اور روس میں بھی مسلمان ہی ہوں۔ پاکستان کے کراچی میں بھی نماز ادا کرتا تھا اور روس کے ماسکو میں بھی نماز ادا کروں گا، چاہے کچھ بھی ہوجاے۔اس نے مسجد کا دروازہ کھول دیا،داخل ہوا تو اندر سے مسجد کا ماحول بہت خراب تھا ۔میں نے جلدی جلدی صفائی کی اور مسجد کی حالت درست کرنے لگا۔ فارغ ہونے کے بعد میں نے بلند آواز سے آذان کہی۔۔۔آذان کی آواز سن کرآس پاس کے لوگ بوڑھے، بچے، مرد ،عورتیں سب مسجد کے دروازے پہ جمع ہوگے کہ یہ کون ہے جس نے موت کو آواز دی ہے،لیکن۔۔۔ مسجد کے اندر داخل ہونے کی کسی میں ہمت نہ تھی۔ظاہر ہے اس صورتحال میں جمعہ تو نہیں ہوسکتا تھا،لہذا تنہا میں نے ظہر کی نماز ادا کی اور مسجد سے باہر آگیا ۔جب میں جانے لگا تو لوگ مجھے ایسے دیکھ رہے تھے جیسے کہ میں نماز ادا کرکے نہیں، دنیا کا کوئی نیا کام متعارف کرواکر مسجد سے نکلاہوں۔

ایک بچہ دوڑتاہوامیرے پاس آیا اور کہنےلگا:انکل! آپ ہمارے گھرسے چائےپی کرجائیں۔ اس کے لہجے میں ایسی اپنائیت اورخلوص تھا کہ میں انکار نہ کرسکا اور اس کےساتھ ہولیا۔اس کے گھر پہنچاتودیکھاکہ طرح طرح کے پکوان بنارکھے ہیں۔ میرے آنے پر سب بہت خوش دکھائی دے رہے تھے۔ میں نے کھانا کھایا ، چاے پی ۔پاس بیٹھے ایک بچہ سے میں نے پوچھا آپ کو قرآن پاک پڑھنا آتا ہے۔؟

بچے نے کہا: جی بالکل! قرآن پاک تو ہم سب کو آتا ہے۔ میں نے جیب سے قرآن کا چھوٹا نسخہ نکالا اور کہا یہ پڑھ کر سناؤ ۔بچے نے پہلے قرآن کو دیکھا ،پھر مجھے دیکھا ،پھر قرآن کو دیکھا، اور ماں باپ کو دیکھ کر دروازے کو دیکھا ،پھر مجھے دیکھا۔میں نے کہااس کو قرآن پڑھنا نہیں آتا ۔ اس نے کہا کیوں نہیں ؟،مجھے قرآن پڑھنا آتا ہے۔میں نے قرآن کی درجہ ذیل آیت پہ انگلی اور ساتھ میں نے آیت کے ابتدائی الفاظ پڑھے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا﴾
میر ابولنا تھا کہ وہ بچہ بنا دیکھے فر فر پڑھنے لگا۔۔۔ مجھے حیرت کا ایک شدید جھٹکا لگا کہ یہ تو قرآن کو دیکھے بغیر ہی پڑھ رہا ہے۔ میں نے اس کے والدین سے کہا: "حضرات یہ کیا معاملہ ہے ؟

انہوں نے مسکرا کر کہا: " دراصل ہمارے پاس قرآن پاک موجود نہیں، کیونکہ کسی گھر سے قرآن پاک کی آیت کا ایک ٹکڑا بھی مل جائے ، تو اس سارے خاندان کو پھانسی کی سزا دے دی جاتی ہے ۔اس وجہ سے ہم لوگ گھروں میں قرآن پاک نہیں رکھتے ۔"

" تو پھر اس بچے کو قرآن کس نے سکھایا ہے، کیونکہ قرآن پاک تو کسی کے پاس ہے نہیں ؟۔" میں نے مزید حیران ہو کر کہا:" ہمارے پاس قرآن کے کئی حافظ ہیں، کوئی درزی ہے، کوئی دکاندار ہے، کوئی سبزی فروش ہے، اور کوئی کسان ہے۔ ہم ان کے پاس اپنے بچے بھیج دیتے ہے محنت مزدوری کے بہانے۔۔۔وہ ان کو الحمد اللہ سے لیکر والناس تک زبانی قرآن پڑھاتے ہیں ۔ ہمارے یہاں کسی کے پاس قرآن کا نسخہ نہیں ہے اس لیئے ہماری نئی نسل کو قرآن دیکھ کر پڑھنا نہیں آتا ، لیکن زبانی سب پڑھ سکتے ہیں۔ صرف یہی بچہ نہیں، بلکہ اس وقت ہمارے گلیوں میں آپ کو جتنے بھی بچے دکھائی دے رہے ہیں۔ یہ سب کے سب حافظ قرآن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ نے اس بچے کے سامنے قرآن رکھا تو اسے ناظرہ پڑھنا نہیں آیا، لیکن جب آپ نے آیت سنائی تو وہ فر فر بولنے لگا۔ آپ چاہیں، تو یہ سارا قرآن پڑھ کر آپ کو سنا سکتا ہے۔

میں جب باہر نکلا تو باہر کھیلنے والے کئی بچوں سے قرآن سنانے کی فرمائش کی ۔سب نے قرآن سنایا۔ تب مجھے احساس ہوا کہ اللہ پاک کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝٩﴾ [الحجر :9]

" بے شک یہ ذکر (قران) ہم نے نازل فرمایا ہے، اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

بے ساختہ میرے منہ سے نکلا:

" لوگو! تم نے قرآن رکھنے پہ پابندی لگا دی، لیکن جو سینے میں قرآن مجید محفوظ ہے اس پہ پابندی نہ لگا سکے۔ جس معاشرے میں قرآن کا نسخہ رکھنے پر پابندی لگائی گئی تھی ، اس معاشرے کے ہر ہر بچے بوڑھے مرد عورت کے سینوں میں قرآن محفوظ ہو گیا۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر احمد عیسی المعصراوی[1]

سورہ البقرہ کی تلاوت کے دوام پر انعامات

از فرمودات

- جو شخص طویل مدت تک سورہ البقرہ کی تلاوت کرے، وہ اپنی زندگی میں عجیب چیزوں کا مشاہدہ کرے گا، مثلاً اس کا جسم شفایاب ہو گا، اس کے رزق میں اضافہ ہو گا، اس کو شرح صدر نصیب ہو گا اور اس کی عمر میں برکت کا ظہور ہو گا۔
- جو شخص کئی ماہ تک روزانہ رات کو سورہ البقرہ کی تلاوت کرے گا، اللہ تعالی اس کی بیماری کو عافیت میں بدل دے گا۔ اس کی مشکل کو دور کر دے گا، تنگی کو فراخی سے بدل دے گا اور ہر جہت سے اس پر برکات کا نزول ہو گا اور وہ اپنی زندگی میں مسرور ہو گا۔
- ایک ماہ تک مسلسل سورۃ البقرۃ پڑھنے سے تمہاری خواہشات پوری ہوں گی، تمہاری زندگی میں برکات کا اضافہ ہو جائے گا ،اور تمہیں دکھوں اور پریشانیوں سے نجات ملے گی۔ تمہاری حسنات میں بڑھوتری ہو گی۔
- اپنے اندر بیٹھے وہم کے بتوں کو کچل ڈال اس کلہاڑے سے جو سورہ البقرہ کی شکل میں تمہارے پاس ہے۔ ان لوگوں سے پوچھ لو جنہوں نے سورہ البقرہ کی تلاوت سے شرح صدر حاصل کیا۔ جنہیں ان کی معاملات میں آسانی ملی وہ تمہیں ہاں میں جواب دیں گے۔
- الصادق الامین رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورہ البقرۃ کو اپنا لینا برکت کا باعث ہے۔ یعنی اس کی تلاوت اور اس کی حفاظت و نگہبانی تجھے تیرے مال و اہل و اولاد، جسم اور روح میں برکات عطا کرے گی۔
- سورہ البقرہ کی مثال ایسے ہے جیسے کھجور، جب تک پک کر تیار نہ ہو جائے، اس کا ذائقہ بالکل اچھا نہیں ہوتا۔ اس سورہ کی تکرار اور اس کی تلاوت پر مجاہدہ نفس سے ہی زندگی میں حلاوت اور خوشی حاصل کی جا سکتی ہے۔
- سورہ البقرہ کی مسلسل تلاوت بندے کو ایسی بھلائیاں نصیب کرتی ہے جس کا اندازہ بھی نہیں لگا جا سکتا۔ اور ایسے اشرار سے محفوظ رکھتی ہے جو آدمی کے علم میں نہیں۔ اور اس میں ایسا منافع ہے کہ کوئی عقلمند اس سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔
- سورہ البقرہ کی تلاوت سے دلوں کو جلا ملتی ہے۔ دل کی سختی دور ہوتی ہے۔
- آدمی کو خلوت کی عبادت لذت آشنا کرتی ہے۔ اس کی روح روحانیت کے درجات پر فائز ہوتی ہے۔
- نظر بد، حسد اور سحر کا درد پتھر کی طرح انسانی جسم میں موجود ہو تو سورہ البقرہ کی تکرار اس کو توڑ کر ختم کر دیتی ہے۔
- ابتداء میں سورہ البقرہ کی تلاوت بہت مشکل کام ہے۔ اس لئے کہ شیطان جانتا ہے کہ 'علم الیقین' کا نفع عظیم ہے۔ اور وہ نہیں چاہتا کہ تو پکا ہوا پھل توڑ سکے۔ لیکن تقریبا ۱۲ صفحات کی تلاوت کر لینے کے بعد تیری روح چستی و نشاط کو محسوس کرنے لگتی ہے۔

[1] عموم المقاری المصر، سابقاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- شیخ کہتے ہیں کہ وہ مسلسل دو ماہ تک دو رکعت میں سورہ البقرہ کی تلاوت کرتے تھے اور تیسری رکعت میں سورہ الضحیٰ پڑھتے تھے۔ اللہ تعالی نے اس سورہ کی برکت سے رزق، عافیت کے خوبصورت دروازے کھول دیے۔
- ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نذر بد اور حسد، محسود کے جسم میں ٹھوس چیز کی طرح موجود ہوتی ہے، مگر سورہ البقرہ اور معوذتین کی تلاوت کی تکرار سے پگھل کر جسم سے زائل ہو جاتی ہے۔
- جس نے سورہ البقرہ کی تلاوت کو معمول بنایا اس کے دل کو دائمی خوشی و درحت اور اس کی زندگی میں بے شمار خیرات و بھلائیاں نصیب ہوں گی۔
- پس تو ایسا بن جا کی اس سے تجھے انس ہو جائے۔ اس سورہ کے عشق میں تم گم ہو جا، اور اس کا شوق تیرے دل میں ہمیشہ کے لیے بیٹھ جائے۔
- اس سورہ کو پڑھنا اور دوسروں کو اس سے واقف کرانا ایسا صدقہ ہے جو قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔

علامہ حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ

علامہ حافظ ابن قیم کے متعلق مفسر قرآن حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وكنت من أصحب الناس له، وأحب الناس إليه. وقد كان حسن القراءة والخُلق، كثير التودد، لا يحسد أحدًا ولا يؤذيه، ولا يستعيبه، ولا يحقد على أحد.

[البداية و النهاية ١٨/٥٢٣]

"میں ان کے سب سے زیادہ قریبی اور محبوب ترین لوگوں میں تھا. وہ حسن قرآت اور حسن اخلاق سے مالامال تھے. وہ بہت زیادہ محبت کرنے والے تھے. وہ کسی سے حسد کرتے، نہ کسی کو تکلیف پہنچاتے، نہ کسی کی عیب جوئی کرتے اور نہ کسی سے کینہ رکھتے تھے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا وحید الدین خان[1]

مطالعہ قرآن اور بڑھاپا

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من قرأ القرآن لم يُرَدّ إلى أرذل العمر- (صحيح الترغيب للألباني: 1435)

جس نے قرآن پڑھا، وہ کبھی ناکارہ عمر تک نہیں پہنچے گا۔

اِس حدیث میں قرآن پڑھنے سے مراد قرآن کا مطالعہ ہے۔ جو آدمی قرآن کا گہرا مطالعہ کرے گا، اس کو قرآن سے مسلسل فکری غذا (intellectual food) ملتی رہے گی۔ یہ فکری غذا آدمی کو مسلسل توانائی دیتی رہے گی۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ ناکارہ عمر (abject old age) تک نہیں پہنچے گا۔

اس کا ذہن مسلسل طور پر بیدار اور متحرک (active) رہے گا۔ ایسے آدمی کا جسم بوڑھا ہوگا، لیکن اس کا دماغ کبھی بوڑھا نہیں ہوسکے گا۔

ریسرچ کے ذریعے یہ معلوم ہوا ہے کہ انسان کے جسم اور دماغ میں ایک فرق ہے۔ خالص حیاتیاتی اعتبار سے جسم پر بڑھاپا آتا ہے، لیکن دماغ یا برین (brain) پر بڑھاپا نہیں آتا۔ کوئی آدمی اگر اپنے دماغ کو منفی سوچ (negative thinking) سے بچائے، اور مکمل طور پر اس کو مثبت سوچ (positive thinking) کا حامل بنائے تو اس کے دماغ پر بڑھاپا نہیں آئے گا۔ کوئی شخص قرآن کا گہرا مطالعہ کرے تو اس کو ہر دن قرآن سے تخلیقی افکار کی غذا ملتی رہے گی۔ اس کو کبھی ذہنی فاقہ (intellectual starvation) کا تجربہ نہیں ہوگا۔ اس کا دماغ مسلسل طور پر سرگرم رہے گا، وہ مسلسل طور پر تخلیقی فکر سے بھرا رہے گا۔

مادی غذا جس طرح جسم کو طاقت دیتی ہے، اُسی طرح فکری دریافتیں انسان کو توانائی عطا کرتی ہیں۔ انسان کے لیے سب سے زیادہ پر جوش تجربہ، دریافت (discovery) کا تجربہ ہوتا ہے۔ قرآن کا گہرا مطالعہ کرنے والے کو مسلسل طور پر اِس قسم کا تجربہ ہوتا رہتا ہے۔ یہی تخلیقی تجربہ کسی آدمی کے لیے اِس امر میں مانع بن جاتا ہے کہ وہ بڑھاپے کی عمر تک پہنچے اور عملاً ناکارہ ہوکر رہ جائے۔

[بشکریہ الرسالہ دسمبر ۲۰۱۰]

[1] مدیر الرسالہ، انڈیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الشیخ محمد بن عبد السلام بن علی[1]
مترجم: قاری محمد مصطفی راسخ[2]

طلبۂ قراءات کے لیے ضروری علوم

ہمارے ہاں عام طور پر لوگ محض لہجات اور حسن صوت کی مشق کو تجوید و قراءات سمجھتے ہیں، بلکہ تجوید و قراءات کے طلبہ بھی معلومات نہ ہونے کے سبب اسی چیز پر ساری محنت کرتے رہتے ہیں اور نتیجۃً وہ بنیادی علوم میں کمزور رہ جاتے ہیں۔ لہٰذا استاذ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی کے ارشاد پر ادارے کے رکن قاری محمد مصطفیٰ راسخ صاحب نے عربی کی عظیم کتاب المرشد الأمین للراغبین فی حفظ القرآن العظیم کے صفحات ۱۶۳ تا ۱۸۱ کا ترجمہ کرکے قارئین رشد کے لیے پیش کیا ہے۔[ادارہ]

بعض علوم ایسے ہیں جنہیں حاصل کرنا طالب قرآن کے لئے انتہائی ضروری ہے، کیونکہ قرآن مجید کے الفاظ اور معانی کی پختگی ان کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی ہے۔ میں نے علوم کی اہمیت اور طالب قرآن کی ضرورت کے مطابق ان علوم کو درج ذیل تین اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ علم التجوید ۲۔ وہ علوم جن سے طالب قرآن کی تکمیل ہوتی ہے۔
۳۔ عمومی شرعی ثقافت جس سے کوئی بھی مسلمان مستغنی نہیں ہو سکتا۔

اب ہم ان سب کی الگ الگ وضاحت کرتے ہیں:

۱۔ علم التجوید

علم التجوید طالب قرآن کے لئے ضروری علوم میں سے سب سے اہم ترین علم ہے۔ کیونکہ یہ علم قرآنی ادا کو ضبط کرتا ہے اور اسے تغیر، تحریف اور تبدیل سے بچاتا ہے۔

علم تجوید دو اقسام پر منقسم ہے: نظری اور عملی۔

پہلی قسم: نظری دراسہ

اس سے مقصود تجوید کے احکام کو گہری نظر سے سمجھنا، یعنی احکام کی حقیقت اور ضوابط کی معرفت حاصل کرنا۔ لہٰذا سب سے پہلے علم تجوید کی ماہیت کی معرفت حاصل کرنا ضروری ہے، تاکہ طالب قرآن اپنی مطلوبہ چیز کی حقیقت سے علی وجہ البصیرت آگاہ ہو۔

[1] مصنف کتاب ' المرشد الأمین للراغبین فی حفظ القرآن العظیم '

[2] انچارج مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تجوید کی تعریف

ڈاکٹر ایمن رشدی السوید علم التجوید کی ایک جامع اور مختصر تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

هو علم يعرف به النطق الصحيح للحروف العربية، وذلك بمعرفة مخارجها، وصفاتها الذاتية والعرضية. [اطلس التجويد للدكتور أيمن رشدى سويد:7]

"تجوید وہ علم ہے جس کے ذریعے عربی حروف کا صحیح نطق معلوم ہوتا ہے، اور یہ اس کے مخارج اور صفات لازمہ وعارضہ کی پہچان کے ذریعے معلوم ہوتا ہے۔

ڈاکٹر عبد الغفور جعفر علم التجوید کے تمام نظری و عملی پہلوؤں پر جامع تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

علم التجويد: هو العلم بمخارج الحروف وصفاتها الأصلية الذاتية، وما يتجدد لها بسبب التركيب من الأحكام والصفات العارضة، مع رياضة اللسان وكثرة التكرار، بعد السماع والعرض على العارفين والمتقنين. [المدخل إلى فن الأداء القرآني:28]

"علم التجوید سے مراد حروف کے مخارج، ان کی صفات اصلیہ ذاتیہ اور ترکیب کے سبب انہیں پیش آنے والے احکام اور عارضی صفات کا علم ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اہل علم اور متقنین پر عرض وسماع کے بعد ان حروف کا کثرت سے تکرار کیا جائے اور زبان سے مشق کی جائے۔"

یہ تعریف اگرچہ لمبی ہے مگر یہ تجوید کی نظری و عملی دونوں اقسام پر جامع و تفصیلی ارکان تجوید پر مشتمل ہے۔

تجوید کے ارکان

شیخ ابراھیم شحاتہ سمنودی تجوید کے ارکان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أركانه: معرفة المخارج　　كذا الصفات ثم أحكام تجي
وهكذا رياضة والأخذ عن　　أفواه عارفيه خمسة تعن

تجوید کے ارکان: مخارج کی معرفت، صفات کی معرفت، حروف کو پیش آنے والے احکام کی معرفت اور ریاضت (مشق) اور ماہرین کے منہ سے تلقی وغیرہ ہیں۔

مذکورہ بالا اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ تجوید کے ارکان پانچ ہیں۔ شیخ محمد مکی نصر نے ان میں سے پہلے چار ارکان بیان کئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی تجوید چار امور پر موقوف ہے:

a مخارج الحروف کی معرفت
b صفات کی معرفت
c ترکیب کے سبب پیش آنے والے احکام کی معرفت
d زبانی ریاضت اور کثرت تکرار

اور 'ماہر اہل ضبط واتقان قراء کرام کے منہ سے براہ راست تلقی کا' پانچواں رکن فیصلہ کن، مرجع اور قراءت قرآن میں اصل ہے۔

قدیم علماء کی کتب سے علم تجوید پڑھنا چند مقدمات کا محتاج ہے، تاکہ اسے سمجھنا آسان ہو اور اس سے فائدہ حاصل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو سکے۔ کیونکہ ان کی عبارتیں دقیق اور غور وفکر کی متقاضی ہیں۔ لہٰذا دراسہ کی ترتیب کچھ یوں ہونی چاہئے:

a شیخ عطیہ قابل نصر کی کتاب " غاية المريد في علم التجويد" کو شیخ ڈاکٹر ایمن رشدی سوید کی کتاب 'اطلس التجوید' کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے۔ ان دونوں کتابوں کے ذریعے آپ منفرداً ہر حرف کے درست نطق کا طریقہ پہچان سکتے ہیں۔ اور اسی طرح ترکیب کے وقت اظہار وادغام جیسے احکام کے درست نطق کی معرفت بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

جب آپ یہ دونوں کتابیں مکمل کر لیں تو شیخ ایمن رشدی سوید کی مقدمہ جزریہ کی شرح سنیں جو انہوں نے تلاوت قرآن مجید میں پختگی کے حلقات میں ۸۰ پروگرامز میں ریکارڈ کروائی ہے۔ اس شرح میں بے شمار فوائد ہیں جن کی ہر طالب اور مقری کو ضرورت ہے۔ جس نے ان فوائد کو حاصل نہ کیا اس نے بہت بڑا خسارہ پایا۔ اور زیادہ بہتر ہے کہ اس شرح کے بعد شیخ الاسلام زکریا انصاری کی کتاب الدقائق المحكمة في شرح المقدمة کا مطالعہ کر لیا جائے۔

شرح مقدمہ جزریہ کا دراسہ مکمل کرنے کے بعد شیخ ایمن رشدی کی ان مجالس کو سنا جائے جو انہوں نے "اقراء القرآن الکریم" پروگرام میں ریکارڈ کی ہیں اور یہ کل ۱۳ مجالس ہیں۔ ان مجالس میں ان تمام قواعد کی عملی مشق کرائی گئی ہے، جو آپ اوپر مذکور کتب میں پڑھ چکے ہونگے۔

b شیخ عبد الفتاح المرصفی کی کتاب هداية القاري الى تجويد كلام الباري اور شیخ محمد مکی نصر جریسی کی کتاب نهاية القول المفيد کو اکٹھا پڑھا جائے۔ ان دونوں کتابوں کے مطالعہ سے آپ احکام کو زیادہ مرتب اور واضح انداز میں جان لیں گے۔ نیز آپ کو یہ بھی علم ہو جائے گا کہ قدیم علماء تجوید و قراءات نے اس کتاب کی کتنی زیادہ تعریف کی ہے۔

c ڈاکٹر غانم قدوری کے دکتوراہ کے رسالے بعنوان: الدراسات الصوتية عند علماء تجوید کا مطالعہ کیا جائے۔ اس کتاب کا خصوصی امتیاز یہ ہے کہ اس سے آپ کو قدیم علماء کی دقیق عبارتوں کو سمجھنے اور انہیں جدید علم الأصوات کے ساتھ ملانے میں رہنمائی ملے گی، اور ان کتب کو سمجھنے میں مدد حاصل ہو گی۔

مذکورہ تینوں قسم کی کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد درج ذیل اہم ترین کتب کا مطالعہ شاندار رہے گا۔

d امام مکی بن ابی طالب قیسی کی کتاب الرعاية لتجويد القراءة

e امام ابو عمرو دانی کی کتاب التحديد في الاتقان والتجويد

f امام عبد الوھاب بن محمد قرطبی کی کتاب الموضح في التجويد

g امام ابو العلاء حسن بن احمد ہمذانی کی کتاب التمهيد في التجويد

اسی طرح شیخ نبیل بن عبد الحمید نے الجامع الكبير في التجويد کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے، جو واقعی ایک جامع اور مفید کتاب ہے، اس میں انہوں نے علم التجوید، علم الاصوات اور تلقی عن الشیوخ تینوں کا مقارنہ پیش کیا ہے۔

نظری علم تجوید کے دراسہ سے آپ جو کچھ بھی حاصل کریں اس میں سے سب سے اہم ترین چیز یہ ہے کہ آپ کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درج ذیل تین امور کا علم ہونا چاہئے:

h مفرد اور مرکب عربی حرف کا نطق صحیح کیسے نکلتا ہے؟

کیونکہ دراسہ کے بغیر مجرد تلقی کو بسا اوقات نسیان اور وہم لاحق ہو جاتا ہے۔

i متعلم کی غلطی کو آپ پہچان لیں کہ اس نے کیسے غلط صورت میں حرف کو ادا کیا ہے؟

j آپ نے اس غلط نطق کی اصلاح کیسے کرنی ہے؟

یعنی پہلے آپ طالب علم کو یہ بتائیں گے کہ اس نے نطق میں غلطی کیسے کی ہے؟ پھر اسے یہ بتایا جائے گا کہ اس کا صحیح نطق کیا ہے؟۔

پس جب آپ نے اخلاص نیت کے ساتھ نظری تجوید کو کسی متقن، ضابط اور مسند شیخ سے عملی اداء کے ذریعے پختہ کر لیا تو اب آپ اللہ کی مرضی کے مطابق قرآن مجید کی درست تعلیم دینے کے قابل ہو جائیں گے، اور یہ عمل آپ کو اللہ رب العالمین سے براہ راست متصل قراء کی لڑی کا ایک موتی بنا دے گا۔ اللهم اجعلنا منهم بكرمك

دوسری قسم: عملی دراسہ

اس سے مراد یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کی تلاوت اس انداز پر کریں جس پر نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھلایا اور صحابہ کرام نے اپنے بعد والوں کو سکھلایا، یہاں تک کہ وہ حرف بحرف تواتر عملی کے اعلیٰ ترین درجات کے ساتھ مجود صورت میں ہم تک پہنچ گیا۔ اور دنیا میں اس کی کوئی مثال موجود نہیں ہے۔

سیدنا مسروق فرماتے ہیں کہ ہم سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس آتے تھے اور ان کے ساتھ گفتگو کرتے تھے۔ ایک دن ہم نے سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا تو وہ فرمانے لگے: تم نے ایک ایسے آدمی کا ذکر چھیڑ دیا ہے جس سے میں نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث سننے کے بعد مسلسل محبت کرتا چلا آ رہا ہوں۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

«خذوا القرآن من أربعة: من ابن أم عبد – فبدا به، ومعاذ بن جبل وأبي ابن كعب وسالم مولى أبى حذيفة» [صحیح مسلم:۲۴۶۴]

"چار لوگوں سے قرآن حاصل کرو: عبد اللہ بن مسعود سے، معاذ بن جبل سے، ابی بن کعب سے اور سالم مولی ابو حذیفہ۔"

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"علماء کے مطابق اس کا سبب یہ ہے کہ یہ چاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید کے الفاظ کو زیادہ ضبط کرنے والے اور اس کی ادائیگی میں زیادہ پختہ تھے، اگرچہ دیگر کئی صحابہ قرآن مجید کے معانی کا فہم زیادہ رکھتے تھے۔ یا اس کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے بالمشافہہ نبی کریم ﷺ سے قرآن مجید پڑھا تھا، اور ان کے علاوہ صحابہ نے آپس میں ہی ایک دوسرے سے پڑھنے پر اکتفاء کر لیا تھا، یا پھر اس کا ایک سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو قرآن مجید پڑھانے کے لئے دیگر دنیوی امور سے فارغ کر لیا تھا۔" [شرح صحیح مسلم:۱۶/۲۳۵]

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”زیادہ تر لوگ احکام قرآن کی اتباع اور حدود (واحکام) کے حفظ میں مشغول تھے، جبکہ یہ حضرات قرآن مجید کی تلاوت اور مصحف امام کے مطابق اس کے حروف کے حفظ میں مگن رہتے تھے۔“ [تفسیر بغوی:۱/۳۷]

علامہ ابن الجزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ جس طرح امت کو قرآن مجید کے معانی کے فہم اور حدود کے قیام پر ثواب ملتا ہے، اسی طرح قرآن مجید کے الفاظ کی تصحیح اور ائمہ قراءات سے حاصل صفات حروف کی درست ادائیگی پر بھی ثواب ملتا ہے، کیونکہ یہ سلسلہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ جاملتا ہے جس کی مخالفت کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس سے عدول کرنا جائز ہے۔ اس سلسلے میں لوگ یا تو احسان کرنے والے اجر پانے والے ہیں، یا غلطی کرنے والے گناہ گار ہیں یا پھر معذور ہیں۔ پس جو شخص صحیح عربی فصیح لفظ کے ساتھ کلام اللہ کی تصحیح پر قادر ہو، لیکن وہ لاپرواہی کرتے ہوئے اپنی رائے پر ضد کرتے ہوئے یا اپنے حافظہ پر تکیہ کرتے ہوئے اسے کسی فاسد عجمی یا قبیح نبطی لفظ کی طرف پھیر دے اور تکبر کرتے ہوئے کسی مستند عالم سے رجوع بھی نہ کرے جو اس کی اصلاح کر سکے، تو ایسا شخص بلاشبہ کوتاہی کرنے والا، گناہ گار اور خیانت کرنے والا ہے۔“ [النشر فی القراءات العشر:۱/۲۱۰۔۲۱۱]

یاد رہے! علم تجوید مشق اور پریکٹس پر مبنی علم ہے اور مشائخ سے مشافہۃ لیا جاتا ہے، بلاشبہ قراءت سنت متبعہ ہے جسے بعد والا اپنے سے پہلے شخص سے اخذ کرتا ہے، اور یہ علم قراء سے تلقی ومشافہت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔

علامہ علی الضباع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”خلاصہ کلام یہ ہے کہ متقن اور ضابط مشائخ کے منہ سے تلقی ضروری ہے، اور اصلاً استاد کے بغیر مصاحف سے لینے پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے، اور اس کا کوئی قائل بھی نہیں ہے.... پس کسی شیخ اور استاد کے بغیر صرف مصحف سے قرآن لینا کافی نہیں بلکہ ناجائز ہے، اگرچہ مصحف مضبوط بھی ہو۔“ [مقدمات فی علم القراءات:۱۸۵]

حسن بن صالح سے مروی ہے کہ بسا اوقات کوئی آدمی امام عاصم رحمہ اللہ پر پڑھتا تو آپ فرماتے:

”تم نے ایک حرف بھی نہیں پڑھا۔“

ہشام بن بکیر سے مروی ہے کہ میں امام عاصم رحمہ اللہ کے پاس تھا، ایک آدمی نے آپ پر پڑھا، میں نے اس کی قراءت میں کوئی منکر چیز نہیں دیکھی، جب وہ فارغ ہو گیا تو امام عاصم رحمہ اللہ نے اسے کہا:

”اللہ کی قسم آپ نے ایک بھی حرف نہیں پڑھا۔“

ابو عمرو رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام عاصم رحمہ اللہ کی مراد یہ تھی کہ آپ نے درست قراءت نہیں کی، حروف کو ان کا حق نہیں دیا، ائمہ قراء کرام کے طریقے کی اتباع نہیں کی اور علماء اداء کے راستے پر نہیں چلا۔ یہ چیزیں علم تجوید کی اہمیت اور اسے تحقیق سے اخذ کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔ [التحدید فی الاتقان والتجوید:۸۱۔۸۴]

ایک آدمی امام نافع رحمہ اللہ کے پاس آیا اور کہا: آپ میرا حدر سنیں، امام نافع نے کہا: حدر کیا ہے؟ میں نہیں جانتا۔ تو مجھے سنا۔ اس آدمی نے پڑھا: امام نافع رحمہ اللہ نے کہا: ہمارا حدر یہ ہے کہ ہم اعراب کو ساقط نہ کریں، حروف کی نفی نہ کریں، مشدد کو مخفف اور مخفف کو مشدد نہ کریں، ممدود میں قصر اور مقصور میں مد نہ کریں۔ ہماری قراءت اکابر اصحاب رسول ﷺ کی قراءت ہے، جو آسان اور رواں تھی۔ ہم حروف کو نہ چباتے ہیں اور نہ ہی کھینچتے ہیں، ہم نرمی کرتے ہیں، سختی نہیں کرتے۔ ہم فصیح ترین اور قدیم ترین لغات پر پڑھتے ہیں اور شعراء ولغویوں کی باتوں پر توجہ نہیں دیتے۔ ہمارے چھوٹے بڑوں سے پڑھتے ہیں، ہمارا دین بوڑھوں کا دین ہے، اور ہماری قراءت مشائخ کی قراءت ہے، ہم قرآن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سنتے ہیں اور اس میں کسی رائے کو استعمال نہیں کرتے، پھر امام نافع رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی:

﴿قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ﴾ [سورۃ الاسراء:88]

ابو عمرو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ایک ایسے شخص کی کلام ہے، جسے اللہ کی طرف سے توفیق دی گئی ہے، اس کی مدد کی گئی ہے، اسے فہم دیا گیا ہے، اس کی مدد کی گئی ہے، اسے امام عالم اور ایسا نشان بنایا گیا ہے جس کے نشانات پر چلا جاتا ہے اور اس کے طریقوں کی پیروی کی جاتی ہے۔ یہ ان لوگوں کا طریقہ ہے جنہوں نے بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے۔ قراء قرآن پر واجب ہے کہ تحقیق میں وہ اسے اختیار کریں اور تجوید میں اس پر چلیں اور اس کے سوا تمام طریقوں سے اجتناب کریں۔ اسی طریقہ پر ہم نے اکابر اہل اداء اور ائمہ قراء کرام کو پایا ہے۔

[التحدید فی الاتقان والتجوید:۹۱۔۹۲]

آپ اس کلام کو سمجھنے کی کوشش کریں جو سونے کے پانی سے لکھنے کے لائق ہے۔ اس میں امام نافع رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی صحیح قراءت کا طریقہ بیان فرما دیا ہے۔

اب آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ میں نے تجوید کے وجوب میں علماء کی طویل کلام کیوں پیش کی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے لئے درج ذیل امور واضح ہو جائیں:

- علماء کا ایک گروپ لوگوں کو قرآن مجید پڑھانے کے لئے فارغ ہو جائے۔ اور یہی وہ طریقہ ہے جس پر عہد صحابہ سے آج تک سلف چلے آرہے ہیں، یہ اب کیوں نہیں ہو سکتا؟
- الفاظ قرآن کی تجوید تواتر عملی کے اعلیٰ ترین مراتب کے ساتھ ہم تک نقل ہوئی ہے۔
- ایک مقررہ حد تک تجوید کو حاصل کرنا علماء سلف وخلف کے نزدیک بالاجماع واجب ہے، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگرچہ اس مقررہ حد کی تعیین میں اختلاف پایا جاتا ہے جو اپنے محل پر آئے گا۔
- آپ ان عبارتوں سے بلا غلو و کمی کو تاہی تجوید کی واجب حد کو جان لیں، جس کو ترک کرنا گناہ ہے۔

تجوید کی واجب مقدار

اس مسئلہ پر قراء اور فقہاء کے مابین بہت زیادہ کلام ہو چکی ہے۔ بعض متشدد ہیں، ان کے نزدیک ہر قاری پر تجوید کے ہر ہر جزء کو سیکھنا واجب ہے۔ اور بعض متساہل ہیں، ان کے نزدیک تجوید کا اہتمام اور اس میں پختگی حاصل کرنا وقت کا ضیاع ہے۔

تجوید کی واجب مقدار کے حوالے سے گفتگو کا خلاصہ۔ طویل بحث کے بعد میرا رجحان بھی یہی ہے۔ ہمارے شیخ ڈاکٹر ایمن سوید نے تصحیح اور تجوید میں فرق بیان کرتے وقت کچھ یوں بیان فرمایا ہے:

ان دونوں کے درمیان فرق معنی کے اعتبار سے ہے: تصحیح سے مراد یہ ہے کہ معنی اور اعراب میں کسی خلل کے بغیر قرآن مجید کی قراءت کرنا، یہ زیادہ عام ہے۔ تجوید سے مراد یہ ہے کہ اس میں تلاوت کے تمام مشہور اور باریک احکام داخل ہیں۔ ان احکام کو چھوڑنے سے قاری کے گناہ گار ہونے اور امت پر حرج واقع ہونے کے حوالے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں تفصیل ہے:

مخارج الحروف کا اہتمام کرنا ہر قاری قرآن پر واجب ہے۔ کیونکہ مخارج میں خلل سے لفظ فاسد اور معنی خراب ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے، جیسے لفظ (الرحمن) میں حا کو ھا یا خا بنا دینا۔

صفات کی دو اقسام ہیں:

o صفات لازمہ، جن کے بدلنے سے حرف اپنی اصل سے نکل جاتا ہے، جیسے لفظ (الطلاق) میں طا کو باریک پڑھنا اور لفظ (التلاق) میں تا کو موٹا پڑھنا۔

ان صفات کا التزام کرنا بھی واجب ہے، اور ان میں خلل حرام ہے، قاری کا جو بھی حال ہو۔

p صفات تزيينية وتحسينية: جیسے رامفتوحہ ومضمومہ کی ترقیق، ہمس یا تفشی کو واضح نہ کرنا، اور ہر وہ اصطلاح جسے علماء لحن خفی قرار دیتے ہیں۔ اس کی پھر دو حالتیں ہیں:

- تلقی ومشافہت کی حالت: اس کا التزام کرنا واجب ہے، کیونکہ اس کو ترک کرنا روایت میں کذب ہے۔
- عمومی تلاوت کی حالت: اس کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ احکام تجوید کے عالم اور تلاوت میں پختہ کار شخص کے حق میں یہ باعث عیب ہے۔

ب۔ کسی عام مسلمان شخص کے لئے کوئی گناہ کی بات نہیں ہے، تاکہ اس پر حرج واقع نہ ہو۔

[طيبة النشر: ۱۰۵، ۱۰۴]

کس شخص سے قرآن مجید سیکھا جائے؟

قرآن مجید سیکھنے کے حوالے جب ائمہ قراءت کے نزدیک تلقی کی اتنی زیادہ اہمیت ہے تو ائمہ قراءت نے ایسے شخص کی صفات بھی بیان کی ہیں جس سے قرآن مجید سیکھا جائے، تاکہ طالب قرآن ابتداء ہی سے بصیرت کے ساتھ قرآن پڑھ سکے۔ امام ابن مجاہد اپنی کتاب السبعة في القراءات میں فرماتے ہیں:

"حاملین قرآن میں سے بعض وہ ہیں جو وجوہ اعراب اور وجوہ قراءات کے عالم، لغات اور معانی کلمات کو جاننے والے، قراءات کے عیب کی بصیرت رکھنے والے اور آثار کو نکھارنے والے ہیں، یہی وہ امام ہیں جن کی طرف تمام اسلامی شہروں کے حفاظ کرام کو رجوع کرنا چاہیۓ۔"

ان میں سے بعض اعراب جانتے ہیں اور اس میں غلطی نہیں کرتے، اور انہیں اس کے علاوہ کوئی علم نہیں ہے۔ یہ اس اعرابی کی مانند ہیں جو اپنی زبان میں پڑھتا ہے، اپنی زبان سے پھرنے پر قدرت نہیں رکھتا، وہ اپنی زبان پر پختہ ہے۔

ان میں سے بعض وہ ہیں جو اپنے استاد سے سنے ہوئے کو ادا کر لیتے ہیں، ان کے پاس سیکھی ہوئی ادا کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا، نہ وہ اعراب جانتے ہیں اور نہ ہی اس کے علاوہ کوئی چیز جانتے ہیں، یہ ایسے حافظ ہیں کہ ایک عرصہ گزرنے پر بھول جاتے ہیں اور شدت تشابہ وکثرت اعراب کی بناء پر اعراب ضائع کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کا عربیت یا معانی پر اعتماد نہیں ہوتا جس کی طرف وہ رجوع کر سکیں۔ ان کا اعتماد صرف اور صرف اپنے حفظ اور سماع پر ہوتا ہے۔ اور بسا اوقات حافظ بھول جاتا ہے اور وہ اپنا سماع ضائع کر دیتا ہے اور اس پر حروف مشتبہ ہو جاتے ہیں۔ وہ ایسی غلطیاں کرتا ہے جنہیں وہ جانتا نہیں ہوتا۔ ایسے شخص کو شبہ لاحق ہو جاتا ہے اور وہ اپنی جان چھڑاتے ہوئے اسے کسی دوسرے شخص کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ ہو سکتا ہے لوگ اس پر اعتماد کرتے ہوں لیکن وہ بھول چکا ہو اور اسے وہم لاحق ہو گیا ہو۔ **تو ایسے شخص کی قراءت کی تقلید نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی اس کی نقل سے حجت پکڑی جا سکتی ہے۔**

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان میں سے بعض وہ ہیں جو اپنی قراءت کا اعراب جانتے ہیں، لغات اور معانی کی بصیرت بھی رکھتے ہیں، لیکن انہیں قراءات قرآنیہ اور لوگوں کے آثار کے اختلاف کا علم نہیں ہے۔ یہ لوگ بسا اوقات ایسی قراءت کر جاتے ہیں جو ماضی میں کسی نے نہیں کی ہوتی، یہ لوگ مبتدع ہیں۔ [السبعۃ فی القراءات: ۴۵-۴۶]

امام ابن مجاہد رحمہ اللہ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر حاضر میں قرآن مجید کی تدریس کرنے والے معلمین چار قسم کے ہیں:

اول: جس نے قرآن مجید اور تجوید کو روایۃ ودرایۃ سیکھا پھر اس نے پختہ شیوخ پر قراءت کرتے ہوئے اپنی ادا کو پختہ کیا، تجویدی احکام کو پڑھا اور ائمہ قراءت کے پاس معتبر کتب سے ان کی علل اور ضوابط کو سیکھا۔ **پس یہ وہ مقری ہے جس پر قراءت کرنا مقصود ہے اور یہ اس لائق ہے کہ دور دور سے لوگ اس کے پاس سفر کر کے آئیں۔**

دوم: جس نے نہ تو شیوخ سے قرآن مجید پڑھا ہو اور نہ ہی کتب سے احکام قراءت سیکھے ہوں۔ ایسے شخص کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ مسند تعلیم و تدریس پر بیٹھے۔ چھوٹوں کے لئے نہ بڑوں کے لئے۔

افسوس کی بات ہے کہ عصر حاضر میں ایسے لوگوں کی کثرت پائی جاتی ہے۔ انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ قرآن مجید ائمہ قراء سے تلقی کے بغیر ہر شخص براہ راست پڑھا سکتا ہے۔ ایسے مدرسین سے تعلیم قرآن میں عجیب و غریب غلطیوں کی بے شمار نادر مثالیں موجود ہیں، جنہیں لوگ بطور مزاح بھی پیش کرتے ہیں۔ اور وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ غلطیاں کبیرہ گناہ اور کتاب اللہ میں تحریف ہیں۔ **لہٰذا ہم سب پر لازم ہے کہ ہم شدت اور عزم کے ساتھ اس کا رد کریں۔** اور جو بھی شخص اس معاملے میں ان کی مدد کرے گا وہ گناہ میں ان کے ساتھ برابر کا شریک ہو گا۔ پس جو شخص اس منکر کو ختم کرنے کی طاقت رکھتا ہے، اسے چاہئے کہ وہ جلد از جلد اسے ختم کرے۔

اے مدیر محترم: تدریس قرآن کے لئے مدرسین میں سے اس مدرس کو منتخب کریں جو حسن ادائیگی کا حامل ہو۔ اور جو حسن اداء کا حامل نہ ہو اسے ترغیب دیں کہ پہلے وہ خود سیکھے۔ ایسا مدرس تلاش کریں جس نے شیوخ سے تلقی کے ساتھ پڑھا ہو، اگرچہ اس کے اخراجات کچھ زیادہ ہوں، اللہ سے ڈرو اور اپنے کھانے کو پاکیزہ کرو، ورنہ آپ بھی گناہ میں برابر کے شریک ہوں گے۔

اور آخر پر میں ان تمام مدرسین سے درخواست کروں گا جنہوں نے سیکھے بغیر پڑھانا شروع کر دیا ہے کہ اگر آپ نے کسی شیخ سے قرآن مجید نہیں سیکھا تو آپ کے لئے جائز نہیں ہے کہ آپ قرآن مجید پڑھائیں، اگرچہ آپ کے پاس بڑی بڑی ڈگریاں ہی کیوں نہ ہوں۔ آپ کوئی شیخ تلاش کریں اور اس کے پاس جا کر پڑھیں، ورنہ آپ ہر اس حرف میں گناہ گار ہیں جس کی تعلیم دینے میں آپ نے خطا کی ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالی سے روایت میں کذب ہے۔ لہٰذا اللہ سے ڈریں اور سیکھنا شروع کر دیں۔ آپ سے یہ مطلوب نہیں ہے کہ آپ تدریسی عمل منقطع کر دیں جب تک پورا قرآن مجید تجوید سے نہ پڑھ لیں، بلکہ آپ سے مطلوب یہ ہے کہ آپ کم از کم اتنا صحیح کر لیں جو دوسروں کو پڑھا سکیں۔ آپ سچے دل سے اس کام پر لگ جائیں گے تو اللہ آپ لے لیے آسانی مہیا کر دے گا۔

سوم: تیسرا وہ شخص ہے جس نے قراءت تو شیوخ سے لی ہے لیکن احکام قراءت نہیں سیکھے، ایسا شخص اپنی قراءت کو بنیاد پر قائم نہیں کر سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ لمبی عمر کے ساتھ اس میں تحریف و تبدیل داخل ہو جائے اور اسے علم ہی نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو۔

میں نے بعض مدرسین دیکھیں ہیں، خصوصاً قراءات عشرہ کے مدرسین کہ مشکل مقامات مثلاً امالہ، تسہیل اور وقف حمزہ وہشام کے مسائل میں انہیں وہم لاحق ہو گیا ہے، اور ان کے پاس ایسا کوئی علم نہیں ہے کہ جس سے وہ اپنا یہ وہم دور کر سکیں۔ وہ یہی وہم والے مسائل پڑھا رہے ہیں اور ان سے یہی وہم اخذ کیا جا رہا ہے۔ جب کوئی طالب علم ان سے مناقشہ کرنا چاہیے یا کوئی عالم ان کی تصحیح کرنا چاہے تو ان کا ایک ہی جواب ہوتا ہے کہ ہم نے اپنے شیوخ سے ایسے ہی پڑھا ہے۔ امام ابن مجاہد نے اوپر اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ اپنا سماع بھول جاتے ہیں۔[3]

جس راوی کو اختلاط ہو گیا ہو، محدثین کرام اس کی اختلاط کے بعد والی روایت قبول نہیں کرتے اگرچہ وہ ثقہ ہو۔ اسی طرح سیئ الحفظ راوی کی روایت کو بھی رد کر دیتے ہیں۔ تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ جس شخص کو اپنے شیخ سے اخذ شدہ قراءت میں وہم ہو گیا ہو اس کی قراءت قبول کر لی جائے۔ ایسے قراء کے لئے تدریس کرنا جائز نہیں ہے، اگرچہ ان کی سند عالی بھی ہو، الا یہ کہ وہ اپنی قراءت کو تغییر و تبدیل سے بچانے کے لئے قواعد و ضوابط سیکھ لیں۔

چہارم: جس نے عربی قواعد تو سیکھے اور اپنے گمان کے مطابق انہیں پختہ بھی کر لیا، لیکن کسی شیخ سے براہ راست قرآن مجید تلقی سے نہیں پڑھا۔

آج کل ایسے لوگوں کی کثرت ہے، اور ان میں سے اکثر یہ سمجھتے ہیں کہ قراء و معاصر مقرئین سے تلقی ضروری نہیں

---

[3] بعض مقرئین کی جانب سے مذموم تساہل اور بعض طلبہ کی طرف سے فساد نیت کے نتیجے میں ہم ان دونوں دو طرح کی آزمائش میں مبتلاء ہیں:

پہلی بات: ضبط و اتقان کی تلاش کے بغیر سند عالی کی طلب، طالب علم کو چاہئے کہ وہ کسی ضابط شیخ کو تلاش کرے، جو اسے پڑھائے اور اس پر صبر کرے، جب وہ قراءت پختہ کر لے تو پھر اس کے لئے عالی سند کے ساتھ بالتلقی پڑھنا مستحب ہے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ شیخ پر مکمل قرآن مجید پڑھے۔

دوسری بات: اجازات کا ہجوم: بعض مقرئین نے نااہلوں کو اجازات دینے میں تساہل سے کام لیا ہے۔ آج بھی پختہ علماء اور قراءات اور پختگی تلاش کرنے والے طلبہ اس طرز عمل کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ علماء قراءات کی اس طریقے پر رہنمائی فرما دے جس کے ساتھ وہ اس ہجوم کو ہٹا سکیں، اے اللہ! اس اندھے بہرے فتنے کو ختم کرنے کے لئے کوئی ایسا فرد مقرر کر دے جو اس کے سامنے کھڑا ہو جائے اور اسے مٹا دے۔ اور جس نے ناحق اجازہ حاصل کیا ہوا ہے اسے یہ جان لینا چاہئے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ اس سے اس کے متعلق سوال کرے گا۔ وہ سوال کا جواب دینے کی تیاری کرے۔ اس پر واجب ہے کہ وہ پہلے علم سیکھے حتی کہ اسے پختہ کر لے، پھر جب چاہے مسند تدریس پر براجمان ہو جائے۔ لیکن علم سیکھنے سے پہلے مسند تدریس پر بیٹھنا درست نہیں ہے۔ خبردار! کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے؟ اے اللہ تو گواہ ہو جا۔

اہم تنبیہ: کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ سابقہ کلام کی بنیاد پر اجازات کے بطلان پر کوئی دلیل پکڑے۔ خیر باقی ہے جو منقطع نہیں ہوئی، عمر، علم اور فضل کے اعتبار سے اکابر علماء قراءت عہد اول پر باقی ہیں، یہ فتنہ بعض مقرئین کے تساہل سے پیدا ہوا ہے۔ مضبوط اہل اداء اس کے دفاع پر قائم، عمدہ ادا پر محافظ اور اپنے شیوخ سے پڑھی ہوئی تلقی کا التزام کرنے والے ہیں، اور اس سے مطلقاً اعراض نہیں کرتے۔ والحمد للہ رب العالمین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ یہ بہت بڑا کلمہ ہے جو ان کی زبانوں سے نکلا ہے۔بلکہ میں نے ان میں سے ایک کو امام ابن الجزری پر تنقید کرتے ہوئے بھی سنا ہے۔

۲۔وہ علوم جن سے طالب قرآن کی تکمیل ہوتی ہے

وہ درج ذیل علوم ہیں:

۱۔علم النحو ۲۔علم الصرف ۳۔علم الوقف والابتداء ۴۔علم رسم المصحف

۱۔علم النحو

امام حسن بصری فرماتے ہیں: جس نے قرآن مجید میں غلطی کی اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا۔

یحیٰی بن عتیق کہتے ہیں کہ میں نے امام حسن بصری سے پوچھا: اے ابو سعید: آدمی عربی سیکھتا ہے تاکہ اچھی گفتگو کرے اور اپنی قراءت کو درست کرے۔ تو امام حسن بصری نے کہا: اے بیٹے! عربی سیکھو، کیونکہ آدمی کوئی آیت پڑھتا ہے اور اسے غلط پڑھ کر ہلاک ہو جاتا ہے۔

شعبہ فرماتے ہیں: عربی نہ جاننے والے محدث کی مثال ایسے گدھے کی ہے جس پر پلان تو ہو مگر چارے سے خالی ہو۔یعنی نحو نہ جاننے والا محدث یا حافظ قرآن فہم سے خالی ہوتا ہے۔

بہت سارے لوگوں کا گمان ہے کہ کثرت قواعد کے سبب علم النحو ایک مشکل ترین علم ہے، لیکن جن لوگوں نے اسے پڑھا ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ کوئی مشکل نہیں ہے۔ یہ صرف مشق اور پریکٹس کا محتاج ہے۔لہذا علماء کا کہنا ہے کہ اسے دو مراحل میں سیکھا جائے۔

أ۔سب سے پہلے امام محمد بن محمد الصنھاجی کی کتاب "الآجرومیۃ" پڑھیں۔یہ ایک مفصل اور بابرکت کتاب ہے۔اس میں نحو کے اکثر ابواب جمع ہو گئے ہیں۔اس کی بے شمار شروحات ہیں۔ لیکن آپ کوئی ایک شرح منتخب کرکے اس کے ساتھ اس کو پڑھیں۔ میرا مشورہ ہے کہ آپ شیخ محمد محیی الدین عبد الحمید کی کتاب "التحفۃ السنیۃ فی شرح الآجرومیۃ" سے اسے پڑھیں۔

ب۔دوسرے نمبر پر آپ امام عبد اللہ بن ھشام الانصاری کی کتاب "شرح قطر الندی وبل الصدی" پڑھیں۔ یہ تمام کتب نحو کی جامع کتاب ہے۔اس کی بھی متعدد شروحات ہیں۔ لیکن آپ کوشش کریں کہ شیخ محمد محیی الدین عبد الحمید کی محقق کتاب پڑھیں۔اس میں بے شمار فوائد موجود ہیں۔

علم النحو کی مشق کے لئے بہترین یہ ہے کہ آپ کتب اعراب القرآن پڑھیں جیسے ڈاکٹر محمود سلیمان کی کتاب "النحو التعلیمی" ہے۔پھر آپ خود اعراب کی مشق کرنا شروع کر دیں تاکہ آپ کو نحوی ملکہ حاصل ہو جائے۔

۲۔علم الصرف

یہ لغت عرب کے اہم ترین علوم میں سے ہے۔اور اس علم میں آپ ایک ہی کتاب پڑھ لیں اور پختہ کر لیں۔اور وہ کتاب ہے شیخ احمد بن محمد الحملاوی کی کتاب "شذا العرف فی فن الصرف"

اس کتاب کے بارے میں ڈاکٹر عبد المنعم ھریدی فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"مؤلف نے انتہائی محنت سے یہ کتاب مرتب فرمائی ہے، اور اس میں علم الصرف کے متعدد ابواب کو جمع فرما دیا ہے۔ اس میں بڑی ہی شاندار چیزیں جمع کی ہیں۔ مصادر کی وضاحت کے ساتھ ساتھ گہرے معانی کو مختصر الفاظ میں بیان کر دیا ہے اور بعید مقاصد کو بالکل سادہ الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔" [قاصرات الطرف المنبئات عن مکنون شذ العرف:5]

اس کے ساتھ ساتھ آپ ڈاکٹر عبد المنعم ھریدی کی کتاب" قاصرات الطرف المنبئات عن مکنون شذا العرف" پڑھیں۔ اس میں انہوں نے نہایت مفید تعلیقات لکھی ہیں، جن سے علم الصرف کا کوئی بھی طالب علم مستغنی نہیں ہو سکتا۔

۳۔ علم الوقف والابتداء

امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جب قاری کے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ پوری سورۃ یا پورا قصہ ایک ہی سانس میں پڑھ سکے اور وصلا دو کلمات کے درمیان سانس لینا بھی جائز نہیں ہے، تو راحت اور سانس لینے کے لئے وقف کرنا واجب ہو جاتا ہے اور وقف کے بعد ابتداء کرنا متعین ہو جاتا ہے۔ اور وقف کے لئے ضروری ہے کہ اس سے معنی خراب نہ ہو۔ لہٰذا ائمہ کرام نے علم الوقف سیکھنے اور اس کی معرفت حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے، جیسا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ترتیل کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "ترتیل حروف کو خوبصورت بنانے اور وقوف کی معرفت" کا نام ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم نے اپنے زمانے میں روشن زندگی گزاری ہے، جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی سورۃ نازل ہوتی تو ہمیں اس کے حلال و حرام، اوامر و نواہی اور مناسب مقامات وقف کی تعلیم دی جاتی تھی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما دونوں کی کلام علم الوقف سیکھنے اور اس کی معرفت حاصل کرنے کے وجوب پر دلالت کرتی ہے، بلکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے سیکھنے پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع تھا۔ ہمارے ہاں اسے سیکھنا اور اس کا اہتمام کرنا سلف صالحین جیسے امام ابو جعفر، امام نافع، امام یعقوب اور امام عاصم رحمہم اللہ وغیرہ سے صحیح بلکہ متواتر ثابت ہے۔ اس سلسلے میں ان کی کلام معروف اور کتب فن میں ان کی نصوص موجود ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ متاخر ائمہ کرام نے اجازہ دینے والے پر شرط لگائی ہے کہ وہ کسی شخص کو اس وقت تک اجازہ نہ دے جب تک وہ علم الوقف والابتداء کی معرفت حاصل نہ کر لے۔ ہمارے ائمہ اپنے شیوخ کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے ہمیں ہر حرف پر وقف کرواتے تھے اور انگلیوں کے ساتھ ہماری طرف اشارہ کرتے تھے۔

[النشر فی القراءات العشر:۱/۲۲۴،۲۲۵]

امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ علم الوقف والابتداء کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ ایک جلیل القدر فن ہے جس کے ذریعے قرآنی اداء کی معرفت ہوتی ہے۔ اس پر متعدد فوائد اور گہرے استنباطات مرتب ہوتے ہیں۔ اسی کے ذریعے آیات کے معانی واضح ہوتے ہیں اور مشکلات میں پڑنے سے قاری بچ جاتا ہے...."

اس فن کی معرفت متعدد علوم کی محتاج ہے، امام ابو بکر ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقف کی مکمل معرفت اسی شخص کو ہو سکتی ہے جو نحو، قراءات، تفسیر، قصص اور ان میں سے بعض کی تلخیص کا عالم ہو، جس زبان میں قرآن مجید نازل ہوا ہے، اسے جاننے والا ہو۔ اور دیگر کے نزدیک اس کے لیے فقہ کا عالم ہونا بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضروری ہے۔

جب آپ نے علم الوقف والابتداء کی اہمیت کو جان لیا تو ضروری ہے کہ آپ کو یہ بھی علم ہو کہ یہ جلیل القدر علم کیسے پڑھنا ہے؟

میری آپ کو نصیحت ہے کہ پہلے نحو میں ایک کتاب پڑھیں، تفسیر میں کوئی مختصر کتاب پڑھیں، پھر کتب سے علم الوقف والابتداء سیکھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ کتب تفسیر اور کتب اعراب القرآن کی مراجعت بھی کریں۔ اور اہل علم سے کثرت کے ساتھ سوالات کرتے رہیں، تاکہ آپ کو وقف وابتداء کے مقامات بدلنے سے معانی بدلنے کی معرفت حاصل ہو۔ وقف وابتداء میں مذموم تکلف سے بچیں۔

علم الوقف والابتداء کی اہم کتب

المكتفى فى الوقف والابتداء لإمام أبي عمرو دانى

منار الهدى فى بيان الوقف والابتداء لشيخ احمد بن محمد اشمونى

ايضاح الوقف والابتداء فى كتاب الله عز وجل لإمام أبي بكر ابن الانبارى

علل الوقوف از لإمام أبي عبد الله محمد بن طيفور سجاوندى

القطع والائتناف لإمام أبي جعفر أحمد بن محمد نحاس

۴۔ علم رسم المصحف

امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اشہب نے کہا کہ امام مالک سے سوال کیا گیا:

کیا قرآن مجید کو لوگوں میں معروف حروف ہجاء پر لکھا جا سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں! لازم ہے کہ اسے پہلے رسم پر لکھا جائے۔

امام ابو عمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ یہی قول اپنی کتاب المقنع میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"علماء امت میں سے کوئی بھی اس کا مخالف نہیں ہے۔"

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن مجید میں موجود واؤ، الف، یاء زائدہ کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا انہیں تبدیل کیا جا سکتا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔

امام ابو عمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مراد وہ الف، واؤ، یاء زائدہ ہیں جو لکھنے میں تو آتے ہیں لیکن پڑھنے میں نہیں آتے، جیسے: (اولوا)، (اولات) اور (الربوا) میں واؤ ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یاء، واؤ، الف وغیرہ میں بھی مصحف عثمانی کے رسم کی مخالفت کرنا حرام ہے۔"

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ شعب الایمان میں فرماتے ہیں:

"جو شخص مصحف کی کتابت کر رہا ہو اسے چاہئے کہ وہ ان حروف ہجا کا اہتمام کرے جن پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مصحف لکھا تھا، اور ان کی مخالفت نہ کرے اور نہ ہی ان کی کتابت کو تبدیل کرے۔ کیونکہ وہ ہم سے علم میں زیادہ پختہ، دل وزبان کے سچے اور امانت دار تھے۔ ہمیں اپنے اوپر یہ وہم نہیں ہونا چاہئے کہ ہم ان کا استدراک کر سکتے ہیں۔"

سلیمان بن داؤد ھاشمی فرماتے ہیں: یعنی اتباع میں اپنی رائے کے سبب لوگوں کی مخالفت نہ کرو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا دلائل سے علم رسم وضبط المصحف الشریف کی اہمیت خوب واضح ہوگئی ہے، خصوصاً مسند تدریس و تعلیم پر فائز لوگوں پر لازم ہے کہ وہ اس کی معرفت حاصل کریں کہ کہاں حرف زائد ہے اور کہاں ناقص ہے؟ اور کہاں رسم مختلف ہے اور کہاں متحد ہے؟

شیخ محمد مکی نصر فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ نور الدین منزلی کہا کرتے تھے: "کسی بھی شیخ کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مسند تدریس پر فائز ہو جب تک یہ تین علوم نہ سیکھ لے: علم الرسم، علم التجوید اور علم القراءات۔ اس کی علت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر اسے ان علوم کا علم نہیں ہوگا تو وہ بسا اوقات مصاحف میں مجمع علیہ رسم یا محفوظ قراءت کو تبدیل کر دے گا، اور یہ حرام ہے۔" [نهاية القول المفيد:١٦]

یہ علم حاصل کرنا انتہائی آسان ہے۔ بہتر ہے کہ اس سلسلے میں آپ شیخ علی بن محمد الضباع کی کتاب " سمیر الطالبین فی رسم وضبط الکتاب المبین" پڑھیں۔ شیخ عدنان بن عبد الرحمن العرضی نے ١٧ محاضرات میں اس کی شرح کی ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد آپ امام ابو محمد القاسم بن فیرہ رحمۃ اللہ علیہ الشاطبی کی منظوم کتاب " عقیلة اتراب القصائد" کو زبانی یاد کریں اور کوشش کریں کہ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے " الوسیلة فی شرح العقیلة" کے نام سے اس کی ایک شرح لکھی، اسے بھی پڑھ لیں۔ یہ آسان ترین شرح ہے۔

اگر آپ اس علم کے بارے مزید مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو ڈاکٹر غانم قدوری الحمد کی کتاب رسم المصحف دراسة لغوية تاريخية کا مطالعہ کریں۔ یہ کتاب آپ کو قدیم کتب کے ساتھ منسلک کر دے گی۔

٣۔ عمومی شرعی ثقافت جس سے کوئی بھی مسلمان مستغنی نہیں ہو سکتا

اسلامی ثقافت کی ایک ادنی ترین حد ہے جس سے کوئی بھی مسلمان مستغنی نہیں ہو سکتا۔ اور یہ حد سیرت، تاریخ، تراجم، آداب اور قدیم وجدید دشمنان اسلام کی اسلام کے خلاف سازشوں کی معرفت وغیرہ جیسی چیزوں پر مشتمل ہے۔ ان موضوعات سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے درج ذیل مختصر، متوسط اور مطول کتب کا مطالعہ مفید رہے گا۔

١۔ سیرت نبوی

- نور الیقین فی سیرة سید المرسلین از شیخ محمد خضری
- الرحیق المختوم از شیخ صفی الرحمن مبارکپوری
- السیرة النبویة عرض وقائع وتحلیل احداث از دکتور علی محمد الصلابی
- زاد المعاد من ھدی خیر العباد از امام ابن القیم

٢۔ تاریخ اسلامی

- الموسوعة المیسرة فی التاریخ الاسلامی، تقدیم د/ راغب السرجانی
- حقبة من التاریخ از شیخ عثمان بن محمد الخمیس
- البدایة والنھایة از امام ابن کثیر
- دکتور علی محمد الصلابی کی تاریخ پر لکھی تمام کتب، سیرت نبویہ سے شروع کر کے تاریخ الدولة العثمانیة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک، ان کی کتب تاریخ میں دو امور زیادہ نمایاں ہیں:

۱۔ وہ ان کتب میں مذکور تمام قصوں کی خوب تحقیق کرتے ہیں۔

۲۔ پھر ان قصوں سے حاصل ہونے والے دروس اور عبرتیں بیان کرتے ہیں۔

۳۔ سیر وتراجم

- من اعلام السیر از شیخ احمد فرید
- صفۃ الصفوۃ از امام ابن الجوزی
- سیر اعلام النبلاء از امام ذہبی

۴۔ اخلاق وآداب

- البحر الرائق فی الزہد والرقائق از دکتور احمد فرید
- علو الہمۃ از محمد بن اسماعیل المقدم
- جامع العلوم والحکم از امام ابن رجب الحنبلی
- ریاض الصالحین از امام نووی۔ (اس کی متعدد شروح ہیں، جن میں سے دو اہم ترین شروح درج ذیل ہیں:
- نزہۃ المتقین از دکتور مصطفی الخن اور دیگر چار علماء کرام شیخ محمد بن صالح العثیمین کی شرح)
- منہاج القاصدین ومفید الصادقین از امام ابن الجوزی
- الآداب الشرعیۃ والمنح المرعیۃ از امام عبد اللہ ابن مفلح المقدسی
- صلاح الأمۃ فی علو الھمۃ از دکتور سید بن حسین العفانی

اس سلسلے میں لکھی امام ابن القیم کی کتب جیسے: اسرار الصلاۃ، الداء والدواء، اغاثۃ اللھفان، طریق الھجرتین، مدارج السالکین وغیرہ۔

۵۔ فکر اسلامی

ملامح رئيسية للمنهج السلفی لدکتور علاء بکر

الصحوة الاسلامية فی مصر فی السبعينات لدکتور علاء بکر

رسالة فی الطريق الی ثقافتنا لشيخ محمود محمد شاکر

مذاهب فکرية فی الميزان لدکتور علاء بکر

غزو فی الصميم لشيخ عبد الرحمن بن حبنكه الميدانی

اجنحة المکر الثلاثة: الاستشراق۔ التبشير۔ الاستعمار لشيخ عبد الرحمن بن حبنكه الميدانی

الاتجاهات العقلانية الحديثة لدکتور ناصر بن عبد الکريم العقل

موقف الازهر من الشيعة الاثنی عشرية لشيخ طه علی السواح

مع الشيعة الاثنی عشرية فی الاصول والفروع لدکتور علی احمد السالوس

الاحکام الشرعية للنوازل السياسية لدکتور عطية عدلان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- الانتخابات واحکامها فی الفقه الاسلامی لشیخ فهد بن صالح العجلان
- علامہ احسان الٰہی ظہیر کی وہ تمام کتب جن میں انہوں نے اسلام کی طرف منسوب فرق پر بات کی ہے۔ جیسے: القادیانیة دراسة وتحلیل، البهائیة نقد وتحلیل، الشیعة والتشیع، فرق وتاریخ، التصوف المنشا والمصادر، دراسات فی التصوف، البابیة عرض ونقد

یہ وہ تمام میدان ہیں جن کے لئے آپ کچھ وقت نکالیں اور ان کتب کا مطالعہ کریں، تاکہ آپ عقل سلیم اور کھلے ذہن سے غلو اور افراط و تفریط سے بچتے ہوئے خدمت قرآن کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔ آپ کو اپنے ماضی، حال اور مستقبل سے باخبر رہنا چاہئے، تاکہ آپ کو علم ہو کہ آپ نے ماضی کی غلطیوں کی کیسے اصلاح کرنی ہے، حال کو کیسے بنانا اور مستقبل کی کیا پلاننگ کرنی ہے؟ اور یہ سب امور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بغیر ممکن نہیں ہیں۔

علم اور ادب

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

اسی طرح حصول علم کے لیے بھی مسلسل محنت، بلند ہمتی کے ساتھ ساتھ ادب بھی شرط ہے۔ یعنی استاذ کا ادب، کتاب کا ادب اور آلات علم کا ادب۔ امام طبرانی نے روایت نقل کی:

وتواضعو لمن تعلمون منه

”جس سے علم سیکھو اس کے ساتھ ادب اور تواضع سے پیش آؤ۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

قاری محمد مصطفیٰ راسخ[1]

قراءات کا اجازہ دینے کے اصول[2]

اجازہ کا لغوی معنی

اجازہ کا لغوی معنی ہے: کسی آدمی کا کسی آدمی سے اجازت طلب کرنا، یعنی اس کی مرویات اور مسموعات کے بارے میں اجازت طلب کرنا۔[تاج العروس للزبیدی:۱۵/۸۶]

اجازہ کا اصطلاحی معنی

شیخ مقری کا اپنے اوپر پڑھنے والے قاری کو یہ اجازت دینا کہ وہ اس کی طرف سے نبی کریم ﷺ تک سند متصل کے ساتھ ہر اس روایت اور قراءت کو آگے روایت کر سکتا ہے جو اس نے اس سے سنی ہے۔[معجم علوم القرآن:۱/۱۳]

اجازہ کے ضوابط

اجازہ کے ضوابط شیخ کی قوت، پختگی اور مشائخ پر قراءات کے تعدد کے اعتبار سے ایک شخص کے دوسرے شخص سے مختلف ہو سکتے ہیں۔ اس کو ہر وہ شخص محسوس کر سکتا ہے جس نے کسی ایسے شیخ پر پڑھا ہو جس کی متعدد سندیں ہوں۔ جب کسی شیخ کی قراءات متعدد ہوں تو اس کا طالب اجازہ کے ساتھ تعلق زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔

لیکن یہاں چند بنیادی چیزیں ہیں جن پر اہل فن جمع ہیں اور انہوں نے ان کو خوشی سے قبول کیا ہے۔ جیسے تحفۃ الاطفال مبتدئین کے لئے مقدمہ جزریہ کی مانند ہے اور جزریہ کی شرح مجاز (جس کو اجازہ دیا گیا ہے، اس) کے لئے مقدمہ کی مانند ہے اور اس کے لئے ابتدائی مادہ کی حیثیت رکھتی ہے نا کہ انتہائی مادہ کی، جیسا کہ شیخ المقرئین امام ابن الجزری فرماتے ہیں:

وبعد فإن هذه مقدمة فيما على قارئه أن يعلمه

إذ واجب عليهم محتم قبل الشروع أولا أن يعلموا

"وبعد! بے شک یہ مقدمہ ان چیزوں کے بارے میں ہے جن کو جاننا قاری پر لازم ہے۔ کیونکہ ان پر لازمی طور پر یہ واجب ہے کہ وہ شروع کرنے سے پہلے ان کو جان لیں۔"

اس کے بعد انہوں نے متعدد مہارتوں کو بیان کیا جنہیں میں واضح کرنے کے لئے الگ الگ بیان کروں گا۔ اور وہ یہ ہیں:

a حروف کے مخارج اور صفات، تاکہ وہ افصح لغات میں تلفظ کر سکیں

b تجوید کی تحریرات

---

[1] مدیر جامعہ لاہور الاسلامیہ مرکز النور، لاہور

[2] یہ مضمون مختلف کتب اور انٹرنیٹ سے حاصل کردہ مختلف عربی تحریروں کی ترتیب و ترجمہ پر مشتمل ہے۔

رُشد، جنوری 2019ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

c مواقف

d رسم مصاحف میں مقطوع وموصول کلمات اور وہ تائے تانیث جو تاء سے نہ لکھی ہو

امام ابن الجزری کی بیان کردہ تمام مہارتیں فہم، مشق اور عملی تطبیق کی محتاج ہیں۔

اور افسوس! ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ دو ہفتوں یا تین ہفتوں کا فریش کورس رکھ لیتے ہیں جس میں طالب علم اپنے شیخ کو قرآن مجید سناتا ہے اور اسے اجازہ بالسند المتصل قراءۃ واقراء دے دیا جاتا ہے۔ اور ان طلباء میں سے اکثر کو سوائے بعض عملی تطبیقات کے ان مہارتوں کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ اور جب آپ اس سے کسی حرف کے مخرج یا صفت یا کسی تجویدی حکم یا وقف اضطراری کے بارے میں سوال کریں تو وہ اس بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا ہوتا۔

اب وہ کیا کرے گا، جب وہ سند قراءۃ واقراء حاصل کر کے کسی دوسرے کو پڑھائے گا؟؟!!

جب کوئی طالب علم اس سے کسی حکم یا مخرج یا صفت وغیرہ کے بارے میں سوال کرے گا تو کیسے وہ اس کا جواب دے گا۔؟!

ان فریش کورسز کے حوالے تجویز یہ ہے کہ ان میں حفظ کی سند دی جائے اور اجازہ نہ دیا جائے یا ان دورہ جات کو منعقد کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ طالب علم پر یہ شرط عائد کریں کہ اجازہ حاصل کرنے کے لئے وہ نیچے تجویز کردہ متعدد دورہ جات میں بھی حاضر ہو تا کہ اجازہ کے لئے لازمی مہارتوں کی طالب علم کو تربیت دی جاسکے۔

تجویز کردہ دورہ جات

مخارج وصفات کا دورہ	نون ساکن کے احکام اور مدود کا دورہ
لامات ساکن اور راءات کا دورہ	ادغام کے احکام کا دورہ
مقطوع اور موصول کا دورہ	تاءات کا دورہ
رسم عثمانی کا دورہ	یاءات زوائد کا دورہ
ضوابط روایت کا دورہ	وقف وابتداء کے لئے دورہ جات کا ایک سلسلہ
اساسیات لغت عرب کا دورہ	اصول عقیدہ کا دورہ
اصول تفسیر کا دورہ	اساسیات علم الوقف کا دورہ
وقف لازم کا دورہ	کلا پر وقف کا دورہ
نعم اور بلی پر وقف کا دورہ	كذلك اور ذلك پر وقف کا دورہ
روم اور اشمام کی مہارت پر تطبیق کا دورہ	اس دوران بعض پارے وصلا روم واشمام کرتے ہوئے سنے جائیں

جب طالب علم ان تمام دورہ میں کامیاب ہو جائے اور ان کی عملی مشق کر لے تو اسے اجازہ دے دیا جائے، اور اس سے وہ اجازہ لینے کا حقدار بن جاتا ہے۔

معاہد قراءات

جو شخص مصر میں روایت حفص عن عاصم پڑھانے والے معاہد القراءات کے مناہج کو جانتا ہے اسے بخوبی علم ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ معاھد متعدد سالوں میں تحفة الاطفال، مقدمة الجزرية، لغت عرب، علوم قرآن اور ساتھ ساتھ کچھ فقہ اور تفسیر بھی پڑھاتے ہیں۔ اس کے باوجود طالب علم اس وقت تک وہاں سے نبی کریم ﷺ تک متصل سند حاصل نہیں کرتا ہے جب تک وہ معھد کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد نئے سرے کسی شیخ سے پڑھ نہ لے۔

اس کے برعکس آج ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص آتا ہے اور احکام ووقف سیکھے بغیر شیخ پر ایک ختم مکمل کرتا ہے اور اجازہ لے لیتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

میرے نزدیک اس کے درج ذیل اسباب ہیں:

a بعض مشائخ کا بعض طلباء کے ساتھ نرمی کرنا۔ کیونکہ ان طلباء کو احکام تلاوت یا بعض فنون جیسے وقف یا لغت سیکھنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہوتی ہے۔

b شیخ کی اپنی ذاتی کمزوری اور اجازہ دینے کے لئے ضروری قدرت اور اہلیت کا عدم وجود، پس وہ طالب علم کی قراءت پر ہی اکتفاء کرلیتا ہے۔

یہاں کئی اور اسباب بھی موجود ہیں جنہیں میں بیان نہیں کررہا

مجھے بعض ماہر مشائخ نے بیان کیا ہے کہ پہلے مشائخ کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ ختم کے آخر پر اجازہ دینے سے پہلے طالب علم کے امتحان کے لئے دو دیگر مشائخ کو دعوت دیتے تھے اور ان کا شیخ ان سے سنتا تھا۔ اگر وہ مشائخ اس کو اہل پاتے تو اس کے شیخ سے کہتے کہ اسے سند دے دو، اور اگر ایسا نہ ہوتا تو اسے دراسہ، اتقان اور تکرار قراءۃ کے لئے مزید وقت دے دیتے۔

متعدد مشائخ کے ساتھ رہنے کی وجہ سے میں نے مشائخ کے درمیان بہت بڑا فرق پایا ہے، برابر ہے کہ وہ اداء میں ہو، یا تجوید، رسم اور وقف میں ہو۔

اجازہ اور متصل سند دینے کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے سامنے قراءۃ واقراء میں اس طالب علم کی قدرت اور اہلیت کی گواہی دیتا ہے۔ لہٰذا اس پر لازم ہے کہ وہ اتقان و پختگی کے اسباب اختیار کرے۔

امام مکی بن ابی طالب کا نفیس کلام

امام مکی بن ابی طالب باب صفة من يجب أن يقرأ عليه وينقل عنه میں ذکر کرتے ہیں:

"ابو محمد فرماتے ہیں: طالب قرآن پر واجب ہے کہ وہ قراءت قرآن، ضبط قرآن اور نقل قرآن کے سلسلے میں دیندار، پختہ، علوم قرآن میں فہم رکھنے والے، علم عربیہ میں گہرائی رکھنے والے (تجوید میں الفاظ کی حکایت کے ساتھ) مشہور آئمہ سے صحیح نقل کرنے والے مشائخ کا انتخاب کرے۔"

جب کسی آدمی کے لئے یہ سب چیزیں جمع ہو جائیں، تو اس کا حال مکمل ہو جاتا ہے اور اس کی امامت واجب ہو جاتی ہے۔

علم تجوید میں قراء کے مختلف درجات ہیں۔

بعض قراء اسے روایت وقیاس اور تمیز کے اعتبار سے سکھاتے ہیں، یہ ماہر اور سمجھدار لوگ ہیں۔

جبکہ بعض فقط سماع اور تقلید کرتے ہوئے اسے جانتے ہیں، یہ بہت بڑی کمزوری ہے، کوئی بعید نہیں ہے کہ وہ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں شک کرنے لگیں اور اس میں تحریف و تصحیف داخل کر دیں۔ کیونکہ کسی اصل پر اس کی بنیاد نہیں ہے اور نہ ہی اسے سمجھ کر نقل کیا گیا ہے۔

فرماتے ہیں: عقل و درایت سے قرآن مجید نقل کرنے کی بجائے سماع و روایت سے نقل کرنا زیادہ بہتر ہے۔ فرماتے ہیں: روایت اس کی نقل ہے اور درایت اس کا ضبط اور علم ہے۔

فرماتے ہیں: جب مقری میں نقل، عقل اور درایت جمع ہو جائیں تو اس کے لئے امامت واجب ہو جاتی ہے اور اس پر قراءت کرنا درست ہوتا ہے، اگر اس کے ساتھ ساتھ اس میں دین داری بھی ہو۔ (الرعاية: ص/ ۸۹-۹۰)

حاملین قرآن کے لئے علم مخارج پڑھنے کی اہمیت

معلم قرآن کو چاہئے کہ وہ سب سے پہلے علم المخارج سیکھے جیسا کہ امام ابن الجزری فرماتے ہیں:

إذ واجب عليهم محتم　　قبل الشروع أولا أن يعلموا
مخارج الحروف والصفات　　ليلفظوا بأفصح اللغات

کیونکہ ان پر لازمی طور پر واجب ہے کہ وہ شروع کرنے سے پہلے حروف کے مخارج اور صفات کو جان لیں تاکہ افصح لغات کے ساتھ تلاوت کر سکیں۔

میں آپ کے سامنے چند مشکلات پیش کرتا ہوں تاکہ اس علم کو پڑھنے کی اہمیت اجاگر ہو سکے۔

قاری (ناضرة، ناظرة) میں ضاد اور ظاء میں، یا (ثم أضطره) میں ضاد اور طاء میں فرق کیسے کرے گا؟!

قاری (أفضتم) میں ضاد اور تاء میں، یا (المغضوب) میں ضاد اور دال میں فرق کیسے کرے گا؟!

قاری (وعظت) میں ظاء اور ذال میں کیسے فرق کرے گا؟!

قاری (خلقكم) میں قاف اور کاف میں کیسے فرق کرے گا؟!

اسی طرح دیگر کئی ایک مشکلات جو قاری کو پیش آتی ہیں۔ پس یہ مخارج اور صفات کا علم جب تلقی اور مشافہت. جو کہ اصل ہے. کے ساتھ جمع ہو جائے تو قاری کے لئے مشکل کو کھول دیتا، تلاوت کو آسان بنا دیتا ہے اور غلطی کی اصلاح کرنے میں اس کی مدد کرتا ہے۔

مذکورہ کلام سے حاملین قرآن کے لئے مخارج وصفات کو پڑھنے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ مخارج سے متعلقہ غلطیوں کی نشاندہی اسی کے ذریعے ہو سکتی ہے اور یہی ان غلطیوں کی درستگی کا بھی طریقہ ہے۔

بعض اور قواعد بھی ہیں جو اس علم سے منسلک ہیں جیسے: ادغام مثلین، متجانسین اور متقاربین کے احکام۔

ادغام کے احکام پڑھنے کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے میں آپ کے سامنے چند عملی سوالات کروں گا۔ آپ نے میرے جوابات دیکھنے سے پہلے اپنے ذہن میں ان کا جواب دینے کی کوشش کرنی ہے۔ اگر تو آپ کا جواب درست ہو تو اللہ کا شکر ادا کریں اور اگر آپ کا جواب درست نہ ہو مہارت حاصل کرنے کے لئے عملی و نظری دراسہ کے ذریعے مزید تعلیم حاصل کریں اور دونوں اعتبار سے اپنے اندر پختگی پیدا کریں۔

روایت حفص عن عاصم من طریق الشاطبیہ کے مطابق چند سوالات۔

پہلا سوال: کلمہ (نخلقكم) کے بارے میں ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا آپ اس کلمہ میں قاف پڑھیں اور کیوں؟
کیا آپ اس کلمہ میں کاف پڑھیں گے اور کیوں؟
اس کلمہ میں قاف کا کیا حکم ہے؟
دوسرا سوال: کلمہ (أحطت) کے بارے میں ہے:
کیا آپ اس کلمہ میں طاء پڑھیں گے اور کیوں؟
کیا آپ اس کلمہ میں تاء پڑھیں گے اور کیوں؟
اس کلمہ میں طاء کا کیا حکم ہے؟

اسی طرح جس شخص نے عملی و نظری (یعنی روایت ودرایت کے) اعتبار سے نہ پڑھایا ہو اور نہ مشق کروائی ہو وہ ان چیزوں کی کیا پہچان کروائے گا۔

پہلی مہارت: مخارج کی معرفت
دوسری مہارت: صفات کی معرفت
تیسری مہارت: ادغام کے احکام کی معرفت
چوتھی معرفت: راءات کے احکام کی معرفت

اللہ سے مدد مانگیں اور درج ذیل سوالات کے جواب دیں:
درج ذیل راءات میں وقفاً تفخیم وترقیق کا کیا فرق ہوگا:

(مصر، قطر) کی راء
(النذر، ونذر) کی راء
(مجراها، الرحمن) کی راء
(الفجر، فرقة) کی راء

یہ مثالیں پیش کرنے کا میرا مقصد یہ ہے کہ اجازہ دینے والا اپنے آپ سے پوچھے کہ اگر اس کا کوئی شاگرد اس سے اس جیسے سوالات کرے تو وہ اس کا کیا جواب دے گا؟

بعض اہل علم نے اجازہ دینے کے لیے چند اصول وضوابط بیان کئے ہیں جو تفصیلا درج ذیل ہیں:

شیخ، مقری پڑھانے سے پہلے مطالعہ کر کے اپنے آپ کو تیار کرے، خصوصاً جب اس نے ایک لمبے عرصے تک پڑھانا ترک کر رکھا ہو، اور اب وہ پڑھانے کی طرف دوبارہ آیا ہو۔

a طالب علم دو دفعہ ختم کرے: پہلی دفعہ تدریب کے لیے اور دوسری دفعہ اجازہ کے لیے، اور تدریب کے دوران اگر اس کی پختگی ۷۰ فیصد تک پہنچ جائے تو مکمل ختم سے تھوڑے پر بھی اکتفاء کیا جا سکتا ہے۔

b تدریب کی تکمیل ان لوگوں کے پاس کی جائے جنہیں نیا نیا اجازہ ملا ہو، تاکہ اپنے شیوخ کی نگرانی میں پڑھانے کی انھیں تربیت بھی مل جائے۔

c تدریب کے دوران شروع شروع میں قاری اور مقری ٹیپ ریکارڈر کا استعمال کریں، تاکہ قاری گھر میں جا کر اپنی غلطیوں کو سنے اور ان کی تصحیح کرے۔ اس سے جلد فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ نطق کی تصحیح کا ایک کامیاب طریقہ ہے۔

d تدریب کی تکمیل متعدد مراحل پر مشتمل ہو: سب سے پہلے طالب علم کی توجہ نون ساکن، نون تنوین، میم ساکن اور مدود کے احکام کو یاد کرنے پر مرکوز کی جائے، پھر انتہائی احتیاط کے ساتھ حروف کے مخارج اور صفات یاد کروائی جائیں۔ تدریب کے ساتھ ساتھ مقدمہ جزریہ پڑھائی جائے، اور اس کے شعر زبانی یاد کروائے جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر ایمن رشدی سوید کی تحقیق سے چھپی کتاب کے آخر میں جو اشعار ہیں وہ بھی زبانی یاد کروائے جائیں۔ لہٰذا مقری پر واجب ہے کہ وہ ختم اجازہ شروع کرنے سے پہلے طالب علم کا مقدمہ جزریہ کے حفظ اور فہم کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امتحان لے۔

e مقری پر لازم ہے کہ وہ طالب علم کی قراءت پر توجہ مرکوز رکھے، اس کی کیفیت پر غور اور اس کی اداء کی نگرانی کرے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ مقری طالب علم کے منہ کی حرکت کو دیکھتا رہے۔ کوئی کتاب پڑھ کر یا اپنا سر جھکا کر اس عمل سے ادھر ادھر مشغول نہ ہو۔ مثلاً طالب علم لفظ (کنتم) پڑھتے وقت اخفا کی ادائیگی میں ہونٹوں کو ملانے کے حوالے سے غلطی کر سکتا ہے۔

f مقری ہر غلطی پر ٹوکے، اگرچہ کئی بار ٹوکنا پڑے۔ طالب علم شروع میں اس کو مشکل محسوس کرے گا، لیکن آہستہ آہستہ اس پر آسان ہو جائے گا۔ کیونکہ مخارج الحروف کی درست ادائیگی، خصوصاً جب مختلف مخارج ساتھ ساتھ ہوں، تکرار، نگرانی اور تدریب کی متقاضی ہے۔ اگر مقری اس معاملے میں سستی کا مظاہرہ، بس کبھی کبھار ایک دو مخارج پر ٹوک دے جیسا کہ بعض مقری ایسا کرتے ہیں، تو طالب علم پختگی کے بغیر ہی ختم تک جا پہنچے گا۔

g مقری پر لازم ہے کہ وہ قاعدے کی شرح ووضاحت کے بغیر فقط حروف کی تلقین پر اکتفاء نہ کرے، بلکہ اسے چاہئے کہ وہ طالب علم کو اس کی غلطی بتائے اور درست ادائیگی کی طرف راہنمائی کرے، یہاں تک کہ وہ نطق صحیح کا عادی ہو جائے۔

h مقری پر لازم ہے کہ وہ طالب علم کو درج ذیل مسائل کی طرف متنبہ کرے:

- ان تمام کلمات پر متنبہ کرے جن پر وقف کرنا مشکل ہوتا ہے، جیسے :(یمح) اللہ تعالیٰ کے اس قول (ویمح اللہ الباطل) میں یا (فأھلکته) یا (الھدی)
- ان تمام کلمات پر متنبہ کرے جن سے ابتداء کرنا مشکل ہوتی ہے، جیسے:(اجتثت)، (امشوا)، (اوتمن)، (ائتنا)۔
- ان تمام کلمات پر متنبہ کرے جن سے وصل کرنا مشکل ہوتا ہے، جیسے:(طوی ۝ اذھب)، (أحد ۝ اللہ الصمد)۔
- مقطوع اور موصول کلمات پر متنبہ کرے، جیسے: (أینما- أین ما) اور ھاء سے تاء، جیسے: (إذ قالت امرأت عمران) ، اور محذوف سے ثابت، جیسے: (قل یعبادی الذین اسرفوا)، (بالواد المقدس)۔
- تجوید کے بعض اہم احکام پر تنبیہ، جیسے : (الذی ارتضی) اور (فرعون) کی راء میں فرق، اور (فاصبر صبرا) اور (قرطاس) کی راء میں فرق۔

ان تمام کلمات پر تنبیہ جو روایت حفص میں ایک سے زائد وجوہ پر پڑھے جاتے ہیں۔

بعض اہم ملاحظات پر تنبیہ، جن میں اکثر غلطی واقع ہو جاتی ہے:

- الف کی ادائیگی کے وقت درمیانہ سامنہ کھولنا، تا کہ اگر الف سے پہلے حرف مرقق ہو تو امالہ کی طرف جھکاؤ نہ ہو اور اگر حرف مفخم ہو تو واؤ کی طرف جھکاؤ نہ ہو۔
- واؤ یا ضمہ کی ادائیگی کے وقت ہونٹوں کو صحیح اور کامل طور پر گول کرنا۔
- ضمہ اور کسرہ کو تحقیق سے پڑھنا۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

- تینوں حرکات کو مکمل پڑھنا۔
- الف سے حرف مد کو نہ نکالنا، خصوصاً جب اس سے پہلے یا بعد میں میم یا نون ہو، جیسے: (نستعين)، (مؤمنين)، (مسلمات)
- اتمام غنہ۔ جیسے:(من يعمل)، (من ولى)
- نون یا میم ساکن میں کمی اور زیادتی کے بغیر اصل غنہ ادا کرنا۔
- حروف رخوہ کا اتمام اور عدم شدت، جیسے سین، غین اور ھاء ساکن۔
- حروف کو نرمی سے بلا تکلف اور بلا اٹکن ادا کرنا۔
- مشدد حروف پر دو حروف کی مقدار کے برابر ٹھہرنا، اور اسے ایک ہی دفعہ ادا کرنا، جیسے: (الله، الرحمن)
- حروف قلقلہ یا حروف ہمس کے بعد عدم سکتہ، تاکہ قلقلہ کے آخر میں ہمزہ پیدا نہ ہو، جیسے: (ضبحا) یہ (ضبئحا) بن جائے گا۔
- ضاد کی صفت استطالت کو بلا تکلف نرمی سے ادا کرنا۔
- کاف اور تاء متحرک میں شدت کی حفاظت کرتے ہوئے ہمس نہ پڑھنا۔
- اگر تاء ساکن ہو تو اس میں صحیح طرح سے ہمس پڑھنا، بایں طور پر کہ وہ سین کی طرف مائل نہ ہو۔ اس کے نطق کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے شدت کا ایک جزء پڑھیں گے پھر بدون فاصلہ ہمس کا جزء پڑھیں گے۔
- اخفاء شفوی اور اقلاب کے دوران ہونٹوں کو سختی سے نہ ملایا جائے، جیسے: (ترميهم بحجارة)،(من بعد) جبکہ اس کے برعکس ادغام شفوی میں ہونٹوں کو سختی سے ملایا جائے، جیسے: (ولكم ما كسبتم)
- صحیح شکل میں تسہیل کی ادائیگی، جیسے: (ءأعجمى)، (ءآلذكرين)، (أءنزل)، (أئنكم)
- کلمہ (لا تامنا) کے وسط میں درست شکل میں اشمام کرنا۔
- سکتہ کی درست ادائیگی۔ یہ سانس لینے کی مقدار سے کچھ کم ہوتا ہے۔
- تینوں حرکات کی درست مقدار کی طرف راہنمائی، تاکہ طالب علم حرکات میں مد پیدا نہ کرے۔
- مقری طالب علم کی راہنمائی کرے کہ را کی ادائیگی اور الف مفخم میں ہونٹوں پر اعتماد نہ کیا جائے، کیونکہ ہونٹوں کا را کے مخرج سے کوئی تعلق نہی ہے۔

طالب علم کو وقف وابتداء کے علمی قواعد اچھی طرح سے یاد کروانے کے بعد دوران تلاوت ان کی عملی مشق کروائی جائے۔

طالب علم کو تینوں مراتب تلاوت (تحقیق، تدویر اور حدر) کی مشق کروائی جائے۔ پہلے دس پارے تحقیق کے ساتھ، دوسرے دس پارے تدویر کے ساتھ اور تیسرے دس پارے حدر کے ساتھ پڑھائے جائیں، تاکہ وہ تینوں مراتب کو پختہ کرلے۔

ہر پارہ مکمل ہونے پر طالب علم کا امتحان لیا جائے، تاکہ وہ دراسہ کی حفاظت کرتا رہے۔

i اجازہ دینے والے شیخ پر لازم ہے کہ وہ ہر دس پاروں کے بعد طالب علم کو ساتھ لیکر لجنۃ الاختبار (جو بعض عرب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ممالک میں موجود ہیں) کے پاس جائے اور اسے طالب علم کی پختگی کے درجہ اور اپنے ساتھ دراسہ کی اطلاع کرتا رہے۔

ختم اجازہ مکمل ہونے کے بعد طالب علم کو پڑھانے کی تربیت دی جائے۔ بایں طور پر کہ طالب اجازہ ایک نئے طالب علم کی حیثیت سے اپنے اجازہ دینے والے شیخ پر قراءت کرے اور شیخ اس کی غلطیاں نکالے اور ان کی اصلاح اس طرز پر کرے جس طرز پر اس کے اپنے اجازہ دینے والے شیخ نے کی تھی۔ پھر اسے پڑھانے کا طریقہ بتائے اور یہ عمل کئی بار دھرائے حتی کہ طالب علم پڑھانے میں پختہ ہو جائے۔

اجازہ دینے والا شیخ طالب علم کے ساتھ نرمی سے پیش آئے، اسے مرحبا کہے، اس کے حوالے سے صبر سے کام لے۔ اس سے اپنی ذاتی خدمت نہ لے۔

اجازہ میں ضروری امور

اگر کوئی شیخ کسی قاری کو اجازہ دیتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اجازہ میں درج ذیل امور صراحت سے لکھے:

- مجاز کا مکمل نام۔
- مکمل قرآن مجید پڑھنے کی صراحت۔
- زبانی یا اوپر دیکھ کر قراءت کی صراحت۔
- اس امر کی صراحت کہ قراءت تجوید اور اتقان تام کے ساتھ تھی۔
- اس امر کی صراحت کہ مجاز (اجازہ لینے والے) نے معتبر متون تجوید میں سے کوئی ایک متن حفظ کر لیا ہے اور اس کی شرح کو سمجھ لیا ہے۔
- جس روایت کی قراءت مکمل کی ہے اس کی صراحت۔
- اس پڑھی ہوئی روایت کے طریق کی تعیین۔

اگر مجیز (شیخ) مجاز (قاری) میں احکام کی شرح کرنے اور طلباء کی آوازوں کی اصلاح کرنے کی قدرت محسوس کرے تو اسے قراءت اور اقراء دونوں کی اجازت دے دے اور اگر وہ دیکھے کہ وہ تلاوت تو اچھی کرتا ہے مگر احکام کی شرح اچھی نہیں کرتا تو اسے صرف قراءت کی اجازت دے اور اقراء (پڑھانے) کی اجازت نہ دے۔

[مسائل مختارات فی التجوید والقراءات:۲۴۹،۲۵۰]

آن لائن اجازہ

بعض اوقات قراءت کے طلبہ کسی دوسرے ملک میں بیٹھے ہوئے کسی بڑے شیخ سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں، جبکہ اس کی خدمت میں حاضر ہونے سے بھی قاصر ہیں، یا جس طرح پچھلے کئی ماہ سے دنیا بھر میں پھیلی کرونا وائرس کی وباء کے باعث لوگوں کے لئے باہمی میل جول مشکل ہو چکا ہے۔ تعلیمی ادارے بند ہو چکے ہیں، ایسی صورت میں طلبہ کے پاس استفادہ کی واحد صورت آن لائن تعلیم رہ جاتی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی صورت میں قرآن مجید کا اجازہ حاصل کرنے کے لیے آن لائن تعلیم حاصل کرنے کا کیا حکم ہے؟۔ دوسرا اس تعلیم کا طریقہ کار کیا ہو گا؟۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید پڑھانے میں اصل حکم تو یہ ہے کہ

a پورا قرآن مجید مباشرۃ پڑھا جائے۔یعنی شاگرد بغیر کسی جدید ذریعہ کے، اپنے شیخ کے سامنے بیٹھ کر پڑھے۔اور اسے سنائے۔

b تمام طرق اور روایات کی تحریرات کا اہتمام ہو۔

c حفظ واداء میں پختگی ہو۔

اس اصل سے مقصود قرآن مجید کی اداء اور کیفیات کی حفاظت اور اسے ایک طبقہ سے دوسرے طبقہ تک بغیر کسی غلطی کے نقل صحیح کے ساتھ پہنچانا ہے۔

لہٰذا اس اصل طریقے (یعنی شیخ کے سامنے بیٹھ کر پڑھنے) کو انٹرنیٹ پر پڑھنے کی طرف، چند شروط کے بغیر پھیرنا جائز نہیں ہے۔اور وہ شروط درج ذیل ہیں:

a اس کی ضرورت ہو، جیسا کرونا وائرس کی وباء میں اختلاط سے بچاؤ اور اصحاب قرآن کی موت سے اسناد قرآنی کے منقطع ہونے کے خوف کے پیش نظر اب ہم سمجھتے ہیں کہ انٹرنیٹ کے ذریعے پڑھانے کی ضرورت پیدا ہو چکی ہے۔یا سفر کے مسائل کی وجہ سے شاگرد کے لیے استاذ کی خدمت میں حاضر ہونا ممکن نہ ہو۔

b انٹرنیٹ کے ذریعے پڑھانے کے لئے چند ایسی شروط وضع کی جائیں جو مباشرت (یعنی مشافہت) کے مقصود کو پورا کردیں،یعنی شیخ اور شاگرد کی یہ آن لائن ملاقات ایسے ہی ہو جیسے وہ مباشرت (یعنی آمنے سامنے بیٹھ کر پڑھنا) ہے۔

مباشرت کی شرط کو ثابت کرنے والے امور درج ذیل ہیں:

- انٹرنیٹ انتہائی اعلی معیار کا ہو اور ویڈیو کال ہو، جس میں شیخ مکمل وضاحت کے ساتھ اس انداز میں اپنے تلمیذ کو دیکھ رہا ہو اور اس کی قراءت سن رہا ہو جیسے وہ اس کے ساتھ بیٹھا ہے۔پس وہ اشمام کو دیکھے، روم کو سنے اور امالہ کے مراتب کو مکمل وضاحت کے ساتھ متحقق کرے۔
- آواز صاف نہ آنے کی صورت میں اسے دوبارہ لوٹائے۔
- اسی طرح طالب علم بھی اپنے شیخ کو مکمل وضاحت کے ساتھ دیکھ اور سن رہا ہو اور شیخ کی تصحیح اور ملاحظات کو بالاستیعاب درست کر رہا ہو۔
- الھیئۃ العالمیۃ لتحفیظ القرآن الکریم نے یہ شرط لگائی ہے کہ طالب علم کم از کم ایک پارہ شیخ کے پاس آکر مباشرۃً پڑھے تاکہ باریک ادائیگی والے کلمات قرآنیہ کی صحت کو پختہ کرلے۔
- میرے خیال میں موجودہ حالات میں طالب علم کا مباشرۃً اپنے شیخ پر زیادہ پارے پڑھنا لازم نہیں ہے کیونکہ بسا اوقات انٹرنیٹ پر ویڈیو کال کا معیار اتنا اعلی ہوتا ہے کہ وہ مشافہت کی شرط کو جا پہنچتا ہے۔

پس استاذ کو چاہئے کہ اعلی سماعت اور واضح رؤیت جیسی ان شروط کے ساتھ اپنے طلاب کو قرآن مجید مکمل کروائے۔ اور طلباء بھی اس امر میں کسی بھی قسم کی کوتاہی اور سستی نہ کریں تاکہ قرآن مجید کی حفاظت ہو سکے۔

اور جب طالب علم ایک ختم مکمل کرلے تو استاذ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اسے اجازہ دے دے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اجازہ بالاختبار

اجازہ بالاختبار یہ ہے کہ شیخ قاری سے قرآن مجید کے بعض مقامات یا شروع (سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرہ کے ابتداء) سے امتحان لے لے، اسی طرح ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ مجاز (قاری) قراء عشرہ میں سے ہر ہر قاری کے لیے ایک ایک ربع یا ایک ایک حزب پڑھتا جائے اور اگلا ربع یا حزب دوسرے قاری کے لئے پڑھے، پھر اسے مکمل قراءات عشرہ کا اجازہ دے دیا جائے۔

قرآن مجید کے اجازہ کے بارے میں ائمہ کرام کے نزدیک اصل یہ ہے کہ طالب علم اپنے شیخ پر سورۃ الفاتحہ سے لیکر آخر سورۃ الناس تک مکمل قرآن مجید پڑھے، حتیٰ کہ شیخ قرآن مجید کے تمام الفاظ میں اس کی صحت اداء پر یقین کر لے۔یہی وجہ ہے کہ ہم معاصر مقرئین کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے مکمل قرآن مجید کی قراءت کو اجازہ کے لئے شرط مقرر کیا ہوا ہے، پس کسی بھی طالب علم کو اس وقت تک اجازہ نہیں دیا جاتا جب تک وہ اپنے شیخ پر مکمل قرآن مجید کسی ایک روایت یا قراءات میں نہ پڑھ لے۔

جبکہ تراجم قراء کی تحقیق کرنے والا ان کے حالات میں یہ امر پاتا ہے کہ ائمہ قراء کی ایک جماعت ایسی بھی پائی جاتی ہے جنہوں نے اپنے مشائخ پر قرآن کا بعض حصہ پڑھا اور انہیں باقی کا بھی اجازہ دے دیا گیا۔

[مسائل مختارات فی التجوید والقراءات:۲۵۱،۲۵۲]

a امام ابراہیم بن عمر الجعبری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ

" انہوں نے قراءات میں قرآن مجید کا بعض حصہ ان پر پڑھا، اور ہمارے شیخ ابو المعالی بن اللبان اور ابراھیم بن احمد الضریر الشامی نے انہیں باقی کا اجازہ دے دیا۔" [غایۃ النھایہ:۱/۲۱]

b امام احمد بن رجب السلامی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"میں نے قراءات میں قرآن مجید کا بعض حصہ ان پر پڑھا، اور بہت زیادہ کتب قراءات پڑھیں۔" [غایۃ النھایہ:۱/۵۳]

c امام محمد بن احمد بن شہریار کے حالات میں امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ متنبہ فرماتے ہیں:

"اس نے مجھ پر قراءات عشرہ میں قرآن کا بعض حصہ پڑھا اور میں نے ان کو اجازہ دے دیا۔" [غایۃ النھایہ:۲/۶۴]

امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا صورتحال میں یہ کہنا بالکل جائز نہیں ہے کہ اس نے مکمل قرآن مجید پڑھا ہے، کیونکہ یہ فحش تدلیس ہے، اس سے متعدد مفاسد لازم آتے ہیں۔[منجد المقرئین:۵۴]

اجازہ کا مقصود: اہلیت جانچنا

اجازہ بذات خود کوئی مقصد نہیں ہے بلکہ اصل چیز اہلیت ہے۔اگر کسی شخص میں تدریس کی کامل اہلیت موجود ہے، تو وہ تدریس کر سکتا ہے چاہے اس کے پاس کسی عالم کی طرف سے باقاعدہ اجازہ نہ بھی ہو۔صحابہ کرام کے دور میں اہلیت دیکھی جاتی تھی، باقاعدہ اجازہ کا مروجہ طریقہ کا رائج نہیں تھا۔بعد میں آہستہ آہستہ اس کے لیے بھی ایک نظم قائم ہو گیا اور بڑے علماء اجازہ دینے لگے۔نیز علماء کے اجازہ کا مقصد اس کی اہلیت کی شہادت دینا ہوتا ہے۔

اہلیت جانچنے کے لیے پورا قرآن بھی سنا جا سکتا ہے اور مخصوص مقامات سے سن کر بھی اہلیت کا پتہ چل سکتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی بات امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مَسند تدریس پر جلوہ افروز ہونے کے جواز کے لئے شیخ سے اجازہ لینا علی الاطلاق شرط قرار دینا ضروری نہیں ہے۔ جو شخص اپنے اندر اہلیت جانتا ہو اس کے لئے تدریس کرنا جائز ہے اگرچہ اس کے پاس کسی شیخ کا باقاعدہ اجازہ نہ ہو۔ سلف صالحین (صحابہ و تابعین) اسی طرز عمل پر کاربند تھے۔ اور یہی طرز عمل تدریس قرآن، افتاء اور تمام علوم میں عرصہ تک قائم رہا۔ بخلاف ان لوگوں کے جو یہ گمان رکھتے ہیں کہ تدریس کے لئے اجازہ ایک شرعی شرط ہے۔ یہ تو لوگوں نے ایک اصطلاح مقرر کرلی ہے، کیونکہ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ کم علمی کے سبب مبتدی طالب علم پڑھانے والے کی اہلیت کو نہیں جانتا۔ کسی سے کچھ پڑھنے سے قبل اس کی اہلیت کو جانچنا شرط ہے، پس اجازہ شیخ کی طرف سے مجاز کی اہلیت پر ایک شہادت ہوتا ہے۔" [الاتقان فی علوم القرآن: ۱/ ۲۳۱، ۲۳۰]

بعض لوگوں نے امام سیوطی کے مذکورہ بالا قول سے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ تدریس کے لیے کسی اہلیت اور شرط کے قائل نہیں ہیں، حالانکہ امام صاحب کا مقصد یہ ہے کہ اصل چیز اہلیت ہے، اگر کسی مدرس میں اہلیت موجود ہے تو اسے تدریس کی اجازت ہونی چاہئے، لازمی نہیں کہ وہ پہلے کسی عالم سے مخصوص / مروجہ اجازہ حاصل کرے۔ یہی اصل ہے، کیونکہ اجازہ کا مقصد بھی اہلیت جانچنا ہے۔ آج ہم کئی ایسے لوگوں کو دیکھتے ہیں جن کے پاس باقاعدہ اجازہ مطبوع حالت میں موجود ہوتا ہے لیکن ان کے پاس موجود اجازہ ایسے متساہل افراد کی طرف سے ہوتا ہے جو پیسے لے کر محض اجازے بیچ رہے ہیں۔ اب اگر اصول یہی ہے کہ تدریس کے لیے بس اجازہ شرط ہے تو ایسے افراد کے بارے میں کیا کہا جائے گا ؟!۔ خلاصہ یہ ہے کہ اصل چیز اہلیت ہے، جسے جانچنا چاہئے۔ چنانچہ معروف اداروں میں مدرس رکھتے ہوئے اجازات اور شہادات کے علاوہ باقاعدہ انٹرویو کے ذریعے اہلیت کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

قراءات عشرہ پر پوری امت کا اور ہر دور میں اجماع رہا ہے

مشہور مفسر اور اندلسی عالم ابن عطیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

و مضت الأعصار و الأمصار علی قراء ات الأئمة السبعة بل العشرة و بها يصلی لأنها تثبت بالاجماع - [المحرر الوجيز لإبن عطية: 1/ 9]

"قراءات سبعہ بلکہ عشرہ بھی ہر زمانے اور ہر شہر میں رائج رہی ہیں اور ان کی نماز میں تلاوت کی جاتی ہے کیونکہ یہ اجماع امت سے ثابت ہیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الشیخ بدر بن علی بن طامی العتیبی
ترجمہ: قاری محمد مصطفیٰ راسخ

جب 'اجازہ' طلاق کی مانند بن جائے

یہ عجیب عنوان ہے!
لیکن بعض طلاب کی جانب سے اپنے شیوخ کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے!
آپ دیکھیں گے کہ طالب علم ایک زمانہ تک اپنے شیخ کے ارد گرد نرمی کا مظاہرہ کرتا ہے۔
اس سے ہمدردی کرتا ہے۔
مکمل طور پر استاذ کو لازم پکڑے رہتا ہے۔
اس سے محبت کرتا ہے۔
اسے تحائف دیتا ہے اور دعوتیں کھلاتا ہے۔
حتیٰ کہ اس سے اجازہ حاصل کر لیتا ہے۔
اس کے بعد وہ اپنے محترم سے اس طرح کا سلوک کرتا ہے، گویا کہ وہ اس کی بیویوں میں سے ایک بیوی ہے، اور اس نے اسے کہہ دیا:
میں نے تجھے طلاق دے دی!
پس وہ اپنے شیخ کے پاس سے ہوا کی مانند نکل جاتا ہے،
اور اس سے جدائی حاصل کر لیتا ہے (دائمی جدائی)،
اب وہ نہ تو اپنے شیخ سے سوال کرتا ہے۔
نہ بیماری میں اس کی تیمارداری کرتا ہے۔
نہ اسے صحت مند ہونے پر مبارکباد دیتا ہے۔
نہ اس سے میل ملاقات کرتا ہے۔
نہ اسے فون کرتا ہے،
نہ اسے کسی طالب علم کے ذریعے سلام بھیجتا ہے۔
نہ اس کے محاسن بیان کرتا ہے۔
بلکہ بعض طلبہ جو اب عالم اور استاذ بن چکے ہیں تو بزبان یہ کہتے ہیں:
کاش کہ وہ مر جائے اور میں اس کی سند کے ساتھ منفرد ہو جاؤں، تاکہ وہ اپنی انفرادیت اور ندرت کے سبب اپنے ہم عصروں سے بحث کر سکے۔
معاملہ اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملامت زدہ اور گندی طبیعتیں جب اعلیٰ اسناد اور منافع بخش طریق حاصل کر لیتی ہیں تو وہ اس شیخ کو مہمل کر دیتی ہیں، بلکہ بسا اوقات اس کی مذمت کریں گی، اس کی تنقیص کریں گی اور اس کے عیوب کو ظاہر کریں گی خصوصاً جب کسی مذہب میں وہ اس کی مخالفت کرے!

اور یہ طبیعت کا انتہائی گھٹیا پن ہے!

عنقریب یہ شیخ اوپر والا ہاتھ اور یہ لئیم نیچے والا ہاتھ باقی رہے گا۔

اور قیامت تک اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر رہے گا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

درست طریقہ یہ ہے کہ اپنے شیوخ کے لئے تنہائیوں میں دعائیں کی جائیں.

ان سے رابطہ مستحکم رکھا جائے، خواہ جدید ذرائع مواصلات کے ذریعے ہی ہو.

ان کے علم و فضل کو پہچانا جائے.

کیونکہ احسان کا بدلہ احسان ہے۔

اور یہ طرز عمل مجیز اور مجاز دونوں کے لئے باعث برکت اور مفید ثابت ہو گا۔ ان شاء اللہ

قرآن کریم مکمل سنے بغیر اجازت دینے کا معاملہ

امام جزری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرا حج کا ارادہ تھا تو میں ۷۶۸ھ میں امام ابو المعالی ابن لبان سے پڑھنے گیا۔
تو میں نے ان سے ۱۰ کتب کے تمام روات و طرق و وجوہ و مراتب مدود کے ساتھ قرآن پڑھا۔ جب میں سورت طٰہٰ تک پہنچا یا تو میرے حج پر جانے کا وقت آ گیا۔ جب میں نے ان سے اجازہ مانگا تو انہوں نے اجازہ نہیں دیا۔
میں نے کہا: میں آگے پڑھنے کی استطاعت رکھتا ہوں۔ ابن لبان کہتے ہیں آپ (پڑھنے کی استطاعت) رکھتے ہوں گے میں (پورا سنے بغیر اجازہ دینے کی استطاعت) نہیں رکھتا، سنا تم نے۔
امام جزری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ۷۶۹ھ میں حج سے آکر ختم قرآن مکمل کیا۔ تب انہوں نے مجھے اجازہ دیا۔
اس سفر حج میں امام جزری کے ساتھ ان کے والد بھی تھے۔ [جامع اسانید از امام جزری: ۱۵۵]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قاری ابو بکر العاصم[1]

مختلف قراءات میں مطبوع مصاحف

منکرین حدیث قرآءت امام حفص کے علاوہ دوسری قراءات کا انکار کرتے ہیں، حالانکہ عالم اسلام کے بہت سارے خطوں میں دوسری قراءات جاری و ساری ہیں، اور وہ قراءات بھی ہماری قراءت کی طرح شروع سے اسناد کے ساتھ نسل در نسل منتقل ہو رہی ہیں، لہٰذا ان قراءات کے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ پیش نظر مضمون میں دوسری قراءات میں طبع ہونے والے مصاحف کا تذکرہ کیا گیا ہے، جنھیں علماء کی سرپرستی میں مختلف ممالک کی حکومتوں یا طباعتی اداروں نے شائع کیا ہے۔ تاکہ معلوم ہو کہ دوسری قراءات کو بھی عین وہی حیثیت حاصل ہے جو ہمارے ہاں مروجہ قراءت حفص کو حیثیت حاصل ہے۔[ادارہ]

م	مصاحف	حقوق الطبع محفوظة
۱	برواية قالون عن الإمام نافع	دار المعرفة : دمشق، ص ب30268، فاكس 2241615 -11- 00963 هاتف2210269
۲	=	دار الفجر الاسلامي. دار متخصصه فى طباعة القرآن الكريم ونشرعلومه. دمشق - ص ب 30154 ---بيروت ص ب، 5587/ 113
۳	=	الدار التونسية للنشر. جمادى الثاني 1401هـ. اپريل1981ء
۴	=	مجمع الملك فهد بن عبدالعزيز المدينة المنورة، المملكة العربية السعودية
۵	برواية ورش عن الامام نافع	دار النسيم للطباعة والنشر والتوزيع،بيروت
۶	برواية ورش عن الامام نافع	دار الفكر- بيروت .ص ب 7061
۷	=	عالم الكتاب بروت (بالخط المغربى)

[1] خلف الرشید شیخ القراء قاری محمد ادریس العاصم، مدیر سہ ماہی العاصم، لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۸	=	مؤسسة الرسالة، بيروت - ص ب:١١٧٤٦٠ فاكس٠٠٩٦١١٥٤٦٧٢٢، هاتف:٢١/ ٠٠٩٦١١٥٤٦٧٢٠
۹	=	مطبعة المنار و مكتبتها تيونس
۱۰	=	دار المعرفة ، دمشق
۱۱	=	مجمع الملك فهد بن عبدالعزيز المدينة المنورة ، المملكة العربية السعودية
۱۲	برواية الدوري عن الامام أبى عمرو البصرى	دار ابن كثير ١-دمشق.جلبونى.جادة ابن سينا. بناء الجالى ص ب.٣١١ تلفون ٢٢٤٥٠٢-٢٢٢٥٨٧٧ ٢- بيروت برج أبى حيدر.خلف دبوس الاصلى ص ب٦٣١٨/ ١١٣
۱۳	=	دار مصحف افريقيا ، ص ب ٢٤٦٩ الخرطوم. السودان
۱۴	=	مجمع الملك فهد بن عبدالعزيز المدينة المنورة ، المملكة العربية السعودية
۱۵	برواية شعبة عن الامام عاصم	مجمع الملك فهد بن عبدالعزيز المدينة المنورة ، المملكة العربية السعودية
۱۶	برواية خلف عن الإمام حمزة	دار المعرفة ، دمشق
۱۷	برواية بزي عن الامام ابن كثير المكي	راقم الحروف نے فروری ۲۰۱۶ء میں عمرہ کی سعادت حاصل کی، تو حرم مکی میں لیبیا کے ایک شہری سے ملاقات ہوئی۔ اس نے بتایا کہ ہمارے ہاں لیبیا میں بزی کی روایت کے مطابق مصحف چھاپا اور پڑھا پڑھایا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر قاری رشید احمد تھانوی[1]

قراءات پر مشتمل مصاحف کا مطالعہ

رسول اللہ ﷺ نے ہر صحابی کو اس کے قبیلے کے لہجے کے مطابق قرآن مجید کی قراءت سکھائی۔ تاکہ وہ کلام اللہ کو آسانی سے پڑھ اور سمجھ سکیں، جب کبھی دو مختلف لہجات رکھنے والے صحابہ کرام میں اختلاف ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے سب کی قراءت کو درست قرار دیا، اور اختلاف کرنے سے منع کیا۔ بعد میں صحابہ کرام نے اپنے اپنے لہجے کے مطابق اگلی نسل کو اپنی قراءت منتقل کی، آج وہ تمام لہجات مختلف اسناد کے ساتھ امت کے پاس موجود ہیں۔ بعض لوگ کم علمی کی بنیاد پر دوسری قراءات کا انکار کرتے ہیں۔ یہ سراسر جہالت اور لاعلمی ہے۔ آج بھی امت دنیا کے مختلف خطوں میں اپنی اپنی سند کے ذریعے پہنچنے والے لہجے اور الفاظ کے مطابق تلاوت کرتی ہے۔ انہیں اسناد کے مطابق منتقل ہونے والے الفاظ کے ساتھ وہاں مصاحف چھاپے جاتے ہیں، انہیں اہل علم کی تائید حاصل ہے۔ پیش نظر مضمون میں ایسے مصاحف کا جائزہ لیا گیا ہے، جو ہماری یہاں کی قراءت حفص کے علاوہ دوسری قراءات میں طبع کیے گئے ہیں۔[ادارہ]

خلاصہ مقالہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مختلف قراءتوں کے ساتھ نازل فرمایا ہے۔ نزول کے بعد سے لے کر موجودہ زمانہ تک امت کے ہزاروں قراء اور حفاظ یہ قراءتیں سیکھتے، یاد کرتے اور پڑھتے پڑھاتے رہے ہیں۔ قراءات کی کتابی حفاظت کا آغاز عہدِ نبوی ﷺ میں ہوا۔ البتہ جب مصاحفِ عثمانیہ تیار کیے گئے تو باقاعدہ علمی وفنی تدوین کا آغاز ہوا ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے ان قراءات کی حفاظت امت میں کئی طرح سے ہوتی رہی ہے:

a زبانی حفاظت، یعنی سینوں میں قرآن حکیم کے الفاظ کی صوتی اداء وتلفظ محفوظ کرنا۔

b کتابی حفاظت، یعنی کاغذ وغیرہ پر لکھ کر نقوشِ قرآنی کو محفوظ کرنا۔ کتابی حفاظت کی دو صورتیں ہوتی ہیں:

پہلی صورت: مصحف میں متواتر قراءات کا لحاظ رکھ کر کلمات درج کرنا۔

دوسری صورت: قراءات پر مشتمل مستقل کتب تصنیف وتالیف کرنا۔

تیسری صورت: جمع صوتی، یعنی آڈیو ریکارڈنگ کی شکل میں قرآنی تلاوت محفوظ کرنا۔

چوتھی صورت: جمع صوتی وصوری، یعنی آڈیو ویڈیو کو باہم مربوط ویکجا کرکے محفوظ کرنا۔

اس مختصر مقالہ کا مقصد یہ ہے کہ مصاحف کی صورت میں حفاظتِ قراءات کا علمی وتحقیقی مطالعہ کیا جائے، جس میں قراءات پر مشتمل مصاحف کی شرعی حیثیت، حفاظتِ قراءات کے سلسلہ میں مصاحف کی اہمیت وافادیت، تاریخی ارتقاء اور موجودہ زمانہ میں قراءات پر مشتمل مصاحف کا تعارفی مطالعہ شامل ہوگا۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ۔ واللہ هو الموفق وعليه التكلان

[1] انچارج قسم القراءات، جامعہ دار العلوم الاسلامیہ، لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختلافِ قراءات کی شرعی حقیقت

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے:

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَقَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ قِرَاءَةً سِوَى قِرَاءَةِ صَاحِبِهِ فَلَمَّا قَضَيْنَا الصَّلَاةَ دَخَلْنَا جَمِيعًا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ إِنَّ هَذَا قَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ وَدَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ سِوَى قِرَاءَةِ صَاحِبِهِ فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَرَآ فَحَسَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَأْنَهُمَا فَسَقَطَ فِي نَفْسِي مِنَ التَّكْذِيبِ وَلَا إِذْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا قَدْ غَشِيَنِي ضَرَبَ فِي صَدْرِي فَفِضْتُ عَرَقًا وَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ فَرَقًا فَقَالَ لِي يَا أُبَيُّ أُرْسِلَ إِلَيَّ أَنْ اقْرَأْ الْقُرْآنَ عَلَى حَرْفٍ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلَى أُمَّتِي فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّانِيَةَ اقْرَأْهُ عَلَى حَرْفَيْنِ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلَى أُمَّتِي فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّالِثَةَ اقْرَأْهُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ. فَلَكَ بِكُلِّ رَدَّةٍ رَدَدْتُكَهَا مَسْأَلَةٌ تَسْأَلُنِيهَا فَقُلْتُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّتِي وَأَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ إِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتَّى إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامِ.

[صحيح مسلم:1904- مسند أحمد :21179]

”حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھنے لگا۔ وہ ایسی قراءت پڑھنے لگا کہ جو میرے علم میں نہیں تھی۔ پھر ایک دوسرا آدمی مسجد میں داخل ہوا اور وہ اس کے علاوہ کوئی اور قراءت پڑھنے لگا۔ جب ہم نے نماز پوری کرلی، تو ہم سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ میں نے عرض کیا: اے رسول اللہ! اس آدمی نے ایسی قراءت پڑھی کہ جس کا میں نے انکار کیا۔ پھر دوسرا آدمی آیا، اس نے اس کے علاوہ کوئی اور قراءت پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو حکم فرمایا: تو انہوں نے اپنی اپنی قراءت پڑھی۔ نبی ﷺ نے ان دونوں کو فرمایا: تم نے بہت اچھا اور درست پڑھا۔ اس سے میرے دل میں ایسی تکذیب سی آئی جو زمانہ جاہلیت میں تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر ظاہر ہونے والی یہ کیفیت دیکھی تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا۔ جس سے میں پسینہ پسینہ ہو گیا، گویا کہ میں اللہ کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے ابی! پہلے مجھے حکم تھا کہ میں قرآن ایک حرف پر پڑھوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میری امت پر آسانی فرما۔ دوسری مرتبہ مجھے دو حرفوں پر پڑھنے کا حکم ملا۔ میں نے پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میری امت پر آسانی فرما۔ تیسری مرتبہ مجھے سات حرفوں پر پڑھنے کا حکم ملا۔ نیز آپ کے لئے ہر جواب کے بدلے جو میں نے دیا ایک دعا ہے جو آپ مجھ سے مانگیں۔ میں نے عرض کی: اے میرے اللہ! میری اُمت کو بخش دے۔ اور تیسری دعا میں نے اس دن کے لئے مؤخر کرلی ہے، جس دن تمام مخلوق حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام بھی میری طرف راغب ہوں گے۔“

حضرت عمر بن خطاب اور حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہم کے درمیان بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ ملاحظہ ہو:

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَتِهِ فَإِذَا هُوَ يَقْرَؤُهَا عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ فَانْتَظَرْتُهُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهُ فَقُلْتُ مَنْ أَقْرَأَكَ هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ أَقْرَأَنِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ كَذَبْتَ فَوَاللهِ إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَهُوَ أَقْرَأَنِي هَذِهِ السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَقُودُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تُقْرِئُنِيهَا وَإِنَّكَ أَقْرَأْتَنِي سُورَةَ الْفُرْقَانِ فَقَالَ يَا هِشَامُ اقْرَأْهَا فَقَرَأَهَا الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هَكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُهَا الَّتِي أَقْرَأَنِيهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هَكَذَا أُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ.

[صحيح البخاري 5041]

"سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے سیدنا ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں سورہ فرقان پڑھتے ہوئے سنا۔ میں نے ان کی قرات و تلاوت غور سے سنی تو (معلوم ہوا کہ) وہ اسے بہت سے ایسے طریقوں سے پڑھ رہے تھے جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔ قریب تھا کہ میں نماز ہی میں انہیں پکڑ لیتا، تاہم میں نے انتظار کیا۔ جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کے گلے میں چادر ڈال دی اور انہیں کھینچتے ہوئے کہا: تجھے یہ سورت کس نے پڑھائی جو میں نے تجھے پڑھتے سنی ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے اس طرح رسول اللہ ﷺ نے پڑھایا ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ تم غلط بیانی کرتے ہو۔ اللہ کی قسم! خود رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھی یہ سورت پڑھائی ہے جو میں نے تجھ سے سنی ہے تاہم میں انہیں پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا اور عرض کی: اللہ کے رسول! میں نے خود سنا ہے کہ یہ شخص سورۃ الفرقان کو ایسی قراءت میں پڑھ رہا تھا جس کی تعلیم آپ نے مجھے نہیں دی، حالانکہ خود آپ نے مجھے سورۃ الفرقان پڑھائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اے ہشام! تم یہ سورت پڑھ کر سناؤ۔" انہوں نے یہ (سورت) اس طرح سے پڑھی جس طرح میں سن چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔" پھر آپ نے مجھے فرمایا: "اے عمر! اب تم پڑھ کر سناؤ۔" چنانچہ میں نے اسے اس طرح سے پڑھا جس طرح آپ ﷺ نے مجھے پڑھایا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ اس طرح نازل ہوئی ہے۔" پھر آپ نے فرمایا: "بلاشبہ قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا ہے، اس لیے تمہیں جو آسان ہو اس کے مطابق پڑھو۔"

اختلافِ مصاحف کی حقیقت واسباب

امام ابو عمرو الدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فإن سأل عن السبب الموجب لاختلاف مرسوم هذه الحروف الزوائد في المصاحف قلتُ: السبب في ذلك عندنا إن أمير المؤمنين عثمان بن عفان رضي الله عنه لما جمع القرآن في المصاحف ونسخها على صورة واحدة وآثر في رسمها لغة قريش دون غيرها مما لا يصحّ ولا يثبت نظرا للأُمّة واحتياطا على أهل الملّة وثبت عنده إن هذه الحروف من عند الله عزوجل كذلك منزلة ومن رسول الله ﷺ مسموعة وعلم إن جمعها في مصحف واحد على تلك الحال غير متمكّن إلا بإعادة الكلمة مرّتين وفي رسم ذلك كذلك من التخليط والتغيير للمرسوم ما لا خفاء به ففرقها في المصاحف لذلك فجاءت مثبتة في بعضها ومحذوفة في بعضها لكي تحفظها الأمة كما نزلت من عند الله عز وجل وعلى ما سُمعت من رسول الله ﷺ فهذا سبب اختلاف مرسومها في مصاحف أهل الأمصار.

[المقنع في رسم مصاحف الأمصار:605]

"اگر کوئی مصاحف میں زائد حروف کے رسم میں اختلاف کے سبب کا سوال کرے، تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جب قرآن مجید کو مصاحف میں جمع کیا، انھیں ایک صورت پر لکھا، اس میں لغت قریش کو دوسری غیر صحیح اور غیر ثابت لغات کے مقابلہ میں امت کی سہولت کی خاطر ترجیح دی، جبکہ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے نزدیک یہ بات ثابت شدہ تھی کہ یہ سب اختلافی حروف اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی طرح نازل شدہ اور نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں، اور ان کو ایک مصحف میں جمع کرنا عملاً ممکن نہیں ہے، سوائے اس کے کہ ان اختلافی کلمات کو دو مرتبہ لکھا جائے، جس میں خلط اور تغییر کا بھی خطرہ تھا، تو انہوں نے ان اختلافی کلمات کو مصاحف میں تقسیم کر دیا، چناچہ بعض مصاحف میں اثبات سے لکھ دیا اور بعض مصاحف میں حذف سے لکھ دیا، تاکہ امت ان اختلافی کلمات کی اسی طرح حفاظت کرے جس طرح یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے ہیں اور نبی کریم ﷺ سے منقول ہوئے ہیں۔ مختلف شہروں کے مصاحف عثمانیہ میں اختلاف کا سبب یہ ہے۔"

مصاحف کی علمی و شرعی حیثیت

امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

كُلُّ قِرَاءَةٍ وَافَقَتِ الْعَرَبِيَّةَ وَلَوْ بِوَجْهٍ ، وَوَافَقَتْ أَحَدَ الْمَصَاحِفِ الْعُثْمَانِيَّةِ وَلَوِ احْتِمَالًا وَصَحَّ سَنَدُهَا ، فَهِيَ الْقِرَاءَةُ الصَّحِيحَةُ الَّتِي لَا يَجُوزُ رَدُّهَا وَلَا يَحِلُّ إِنْكَارُهَا ، بَلْ هِيَ مِنَ الْأَحْرُفِ السَّبْعَةِ الَّتِي نَزَلَ بِهَا الْقُرْآنُ وَوَجَبَ عَلَى النَّاسِ قَبُولُهَا ، سَوَاءٌ كَانَتْ عَنِ الْأَئِمَّةِ السَّبْعَةِ ، أَمْ عَنِ الْعَشَرَةِ ، أَمْ عَنْ غَيْرِهِمْ مِنَ الْأَئِمَّةِ الْمَقْبُولِينَ. [النشر في القراءات العشر : 1/ 9]

مطلب یہ ہے کہ مصاحف کی اہمیت یہ ہے کہ کسی بھی قراءت کی صحیح ہونے کے لیے شرط ہے کہ مصاحف عثمانیہ میں سے کم از کم کسی ایک میں لکھی ہوئی ہو۔ ورنہ وہ شاذ شمار ہو گی۔

امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں:

وَذَهَبَ جَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ وَأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ إِلَى أَنَّ هَذِهِ الْمَصَاحِفَ الْعُثْمَانِيَّةَ مُشْتَمِلَةٌ عَلَى مَا يَحْتَمِلُهُ رَسْمُهَا مِنَ الْأَحْرُفِ السَّبْعَةِ فَقَطْ جَامِعَةٌ لِلْعَرْضَةِ الْأَخِيرَةِ الَّتِي عَرَضَهَا النَّبِيُّ ﷺ عَلَى جِبْرَائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُتَضَمِّنَةٌ لَهَا لَمْ تَتْرُكْ حَرْفًا مِنْهَا .

[النشر في القراءات العشر : 1/ 31]

" جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ مصاحف عثمانیہ صرف اُن احرف سبعہ پر مشتمل ہیں، جن کا احتمال ان کے رسم میں موجود ہے، جو کہ عرضہ اخیرہ کی تمام قراءات کو جامع ہیں، ان میں سے کسی کو بھی ترک نہیں کیا گیا۔"

یہی وجہ ہے کہ جمہور علماءِ اصول کے نزدیک قرآن مجید کی تعریف میں المکتوب فی المصاحف کی قید ملحوظ ہوتی ہے۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

والحاصل: أن ما اشتمل عليه المصحف الشريف، واتفق عليه القراء المشهورون فهو قرآن، وما اختلفوا فيه، فإن احتمل رسم المصحف قراءة كل واحد من المختلفين مع مطابقتها للوجه الإعرابي. والمعنى العربي، فهي قرآن كلها. وإن احتمل بعضها دون بعض، فإن صح إسناد ما لم يحتمله، وكانت موافقة للوجه الإعرابي، والمعنى العربي، فهي الشاذة، ولها حكم أخبار الآحاد في الدلالة على مدلولها، وسواء كانت من القراءات السبع أو من غيرها.

[إرشاد الفحول إلي تحقيق الحق من علم الأصول: 1/ 88]

یعنی مصاحف قرآنیہ جن جن قراءات پر مشتمل ہیں خواہ وہ مابین القراء اختلافی ہوں یا اتفاقی، وہ سب قرآن مجید کے متن کا حصہ ہیں۔ اور جن قراءات کا احتمال مصاحفِ قرآنیہ میں نہیں ہے وہ قرآن مجید کا حصہ نہیں ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصاحفِ عثمانیہ میں اختلاف قراءات کے اندراج کی مثال

﴿ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ﴾ [سورۃ البقرۃ : ۱۳۲]

اس آیت میں کلمہ ووصی میں دو قراءتیں ہیں:

وَاَوْصٰى	وَوَصّٰى
ترکی استنبول میں محفوظ مصحف	تاشقند میں محفوظ مصحف

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أوصى بوصّى كما اعتلا. [حرز الأماني ووجه التهاني ، ش : 486 باب فرش سورة البقرة]

یعنی امام ابن عامر شامی اور امام نافع مدنی رحمۃ اللہ علیہم نے أوصی پڑھا ہے۔

امام ابو عمرو الدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وفي مصاحف أهل المدينة والشام وأوصى بها بألف بين الواوين ، قال أبوعبيد : وكذلك رأيتها في الإمام مصحف عثمان ، وفي سائر المصاحف ووصى بغير ألف.

[المقنع في رسم مصاحف الأمصار :571]

"یعنی اہل مدینہ اور شام کے مصاحف میں " واوصی" دونوں واؤ کے درمیان الف کے ساتھ ہے، ابو عبید کہتے ہیں کہ میں اسی طرح ان کو مصحف امام یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف میں دیکھا ہے۔ جبکہ باقی سب مصاحف میں ووصی بغیر الف کے ہے۔ "

اسی طرح سورۃ المائدۃ میں

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ ﴾ [سورۃ المائدۃ : ۵۴]

میں اختلاف ہے:

ترکی استانبول میں محفوظ مصحف میں دو دال کے ساتھ یعنی یَرْتَدِدْ لکھا ہوا ہے۔ جبکہ جمہور کی قراءت یَّرْتَدَّ ہے۔

امام ابو عمرو الدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

في مصاحف أهل المدينة والشام من يرتدد منكم بدالين . قال أبوعبيد : وكذلك رأيتها في الإمام بدالين ، وفي سائر المصاحف يَّرْتَدَّ بدال واحدة.

[المقنع :576، الخط العثمانی فی الرسم القرآنی لقاری رحیم بخش :45]

چناچہ اختلافِ قراءات کے بارے میں امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

يرتدد عمّ مرسلا .

[حرز الأماني ووجه التهاني: شعر نمبر : 621 باب فرش سورة المائدة]

" یعنی امام ابن عامر شامی رحمۃ اللہ علیہ اور امام نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کلمہ مَنْ یَّرْتَدِدْ پڑھا ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نتیجہ یہ ہے کہ ان دونوں کی قراءات اپنے اپنے مصاحف کے عین مطابق ہے۔

ایک مصحف میں زیادہ قراءات کو جمع کرنا

مصاحفِ عثمانیہ کی جامعیت کے بنیادی فلسفہ اور اصول کو مد نظر رکھا جائے، تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حتی الامکان ایک رسم میں تمام قراءات کے احتمال کو ملحوظ رکھ کر لکھا ہے، البتہ جہاں ایک رسم میں سب قراءات جمع نہیں ہو سکتی تھیں، وہاں ان کو مختلف مصاحف میں تقسیم کر دیا ہے۔ جیسا کہ یہ بات تاریخی طور پر ثابت ہے، کہ کوفہ صرف ایک مصحف بھیجا گیا تھا۔ لیکن صورت حال یہ ہے کہ کوفہ میں رہنے والے قراء میں بھی قراءات کا اختلاف موجود ہے جیسے امام عاصم، امام حمزہ، امام کسائی، اور امام خلف العاشر رحمۃ اللہ علیہم یہ سب کوفی ہیں، لیکن ان کی قراءات میں اختلافات ثابت ہیں، اور وہ سب کے سب مصحف کوفی کے مطابق ہیں۔ اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ایک رسم میں ممکنہ حد تک قراءات کو جمع کیا جا سکتا ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ علماء رسم نے رسم عثمانی کے قواعد ستہ میں احتمال قراءات کو ایک مستقل قاعدہ کے طور پر بیان کیا ہے۔ چنانچہ حضرت قاری رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"جن کلمات میں حذف بیان کیا جائے، اگر ان میں ایک قراءت حذف سے بھی ہو تو یہ حذف شمول قراءت کے لیے ہو گا، اور اس کو احتمالی رسم کہتے ہیں۔" [الخط العثمانی فی الرسم القرآنی، از قاری رحیم بخش ملتانی:۳۹]

تاہم جب علاماتِ ضبط کے ذریعہ تعینِ قراءات کا آغاز ہوا تو یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ ایک مصحف کے متن میں ایک ہی قراءت کو ملحوظ رکھا جائے تو بہتر ہے۔ جیسا کہ امام ابو عمرو الدانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قال أبو عمرو وأكره من ذلك وأقبح منه ما استعمله ناس من القراء وجهلة من النقاط من جمع قراءات شتى وحروف مختلفة في مصحف واحد وجعلهم لكل قراءة وحرف لونا من الألوان المخالفة للسواد كالحمرة والخضرة والصفرة واللازورد وتنبيههم على ذلك في أول المصحف ودلالتهم عليه هناك لكي تعرف القراءات وتميز الحروف إذ ذلك من أعظم التخليط وأشد التغيير للمرسوم. [المحكم في نقط المصاحف لأبى عمرو الدانى :20]

بعض لوگوں نے مختلف قراءات ایک مصحف میں مختلف رنگوں کے ذریعے جمع کر دی ہیں، حالانکہ یہ بات بہت زیادہ نامناسب ہے کیونکہ اس میں کافی خلط ملط ہونے اور تغیرات کا خدشہ ہے۔

تاہم ایک مصحف کے متن میں ایک قراءت درج کرنا، اور دوسری قراءات حاشیہ میں بیان کرنا بلا کراہت کے معمول بہ ہے۔ جس کی مثالیں آئندہ صفحات میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر ا۔ مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۳۰ھ میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تصحیح کے ساتھ طبع شدہ قرآن مجید جس میں متن میں روایتِ حفص درج کی گئی ہے اور حاشیہ میں روایت شعبہ درج کی گئی ہے، اسی طرح متن میں ایک رسم اور حاشیہ میں دوسرا رسم الخط درج کیا گیا ہے۔ اگلے صفحہ پر اس کی تصاویر ملاحظہ ہوں:

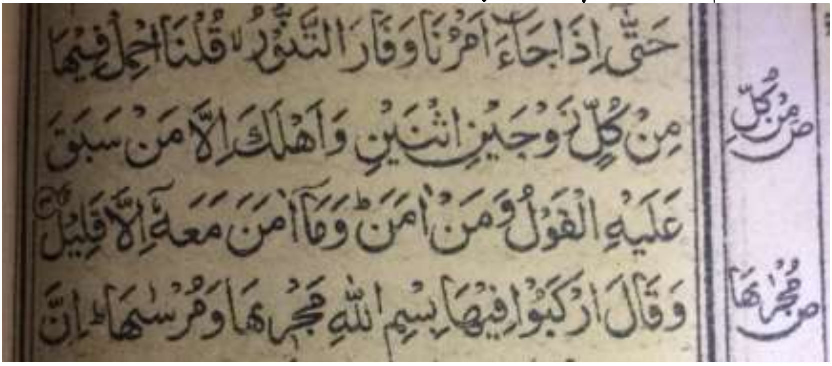
حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا
مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ
عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ۭ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ
وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ

ص مِنْ كُلِّ
ص مُجْرٖهَا

یہ مصحف امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی قراءات پر مشتمل ہے جس میں روایتِ حفص متن میں اور امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت حاشیہ میں درج کی گئی ہے۔ تصویر میں دونوں کلمات قرآنیہ نمایاں ہیں۔ شاطبیہ کی شرح میں قاری اظہار احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

شرح الشاطبیہ 508 سورۃ هود

(۷۵۲) وَمِنْ كُلِّ نَوِّنْ مَعْ قَدْ اَفْلَحَ عَالِمًا

فَعُمِّيَتِ اضْمُمْهُ وَثَقِّلْ شَذًا عَلَا

وَمِنْ كُلِّ	نَوِّنْ	مَعْ	قَدْ اَفْلَحَ	عَالِمًا
وَمِنْ كُلِّ	تنوین پڑھ	ساتھ	قَدْ اَفْلَحَ	عالم
فَعُمِّيَتْ	اُضْمُمْهُ	وَثَقِّلْ	شَذًا	عَلَا
فَعُمِّيَتْ	تو اسے ضمہ دے	اور مشدد پڑھ	خوشبو	عالی ہوئی

وَمِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ کے لام میں مع سورۃ قَدْ اَفْلَحَ (مومنون) کے (حفص) ایک عالم کے لئے تنوین پڑھو۔ (باقی بغیر تنوین وَمِنْ كُلِّ پڑھتے ہیں)۔

اور فَعُمِّيَتْ میں (حمزہ کسائی حفص کے لئے) عین کو مضموم اور میم کو مشدد پڑھو۔ کہ باعتبار شہرت کے یہ بلند ہے۔ (باقی بفتح عین و کسر میم مع تخفیف فَعَمِيَتْ پڑھتے ہیں۔ نیز یاد رہے کہ قصص میں یہ لفظ باتفاق فتح و تخفیف ہی کے ساتھ ہے)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٧٥٧ وَفِي ضَمِّ مَجْرَاهَا سِوَاهُمْ وَفَتْحُ يَا
بُنَيَّ هُنَا نَصٌّ وَفِي الْكُلِّ عُوِّلَا

وَفِي	ضَمِّ مَجْرَاهَا	سِوَاهُمْ	وَفَتْحُ يَابُنَيَّ
اور میں	مَجْرَاهَا کا ضمہ	ان کے علاوہ	اور يَابُنَيَّ کا فتح

هُنَا	نَصٌّ	وَفِي	الْكُلِّ	عُوِّلَا
یہاں	منصوص	اور میں	تمام	اعتماد کیا گیا

یعنی امام حفص رحمۃ اللہ علیہ مَجرے پڑھتے ہیں اور امام شعبہ مُجریٰ پڑھتے ہیں۔[شرح الشاطبیہ:۷۵۶۔۷۵۷]

الْكٰظِمِيْنَ اور وَالعٰفِينَ [سورۃ آل عمران:۱۳۴]میں حذف الف والا رسم الخط درج کیا گیا ہے۔

[تفصیل کے لیے دیکھیے:نثر المرجان فی رسم نظم القرآن: ۱/ ۴۸۵]

نمبر۲۔في هامش القرآن الكريم القراءات العشر المتواترة ، فكرة وتنفيذ علوي بن محمد بن أحمد بلفقيه ، إشراف محمد كريم راجح . المدينة المنورة ، 1421هـ

اس مصحف کے متن میں روایت حفص اور حاشیہ میں بقیہ تمام قراءات عشرہ بیان کی گئیں ہیں۔البتہ اس میں دلائل شاطبیہ یا درہ شامل نہیں کیے گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر۳۔مصحف الصحابة في القراءات العشر المتواترة من طريق الشاطبية والدرة لفضيلة الشيخ جمال الدين محمد شرف ، طنطا دارا الصحابة ، 1425 ھ.اس مصحف کے متن میں روایت حفص اور حاشیہ میں بقیہ تمام قراءات عشرہ بیان کی گئی ہیں۔ مزید اس میں شاطبیہ یا درہ سے دلائل بھی شامل کیے گئے ہیں۔ تصویر ملاحظہ ہو:

نمبر۴۔ تنشیط الطبع فی اجراء السبع از مولانا محمد اشرف علی تھانوی، جس میں قراءات سبعہ کے اجراء کے لیے پڑھی جانے والی تمام

قراءات کی وجوہ کو ترتیب وار درج کیا گیا ہے۔ تصویر ملاحظہ ہو:

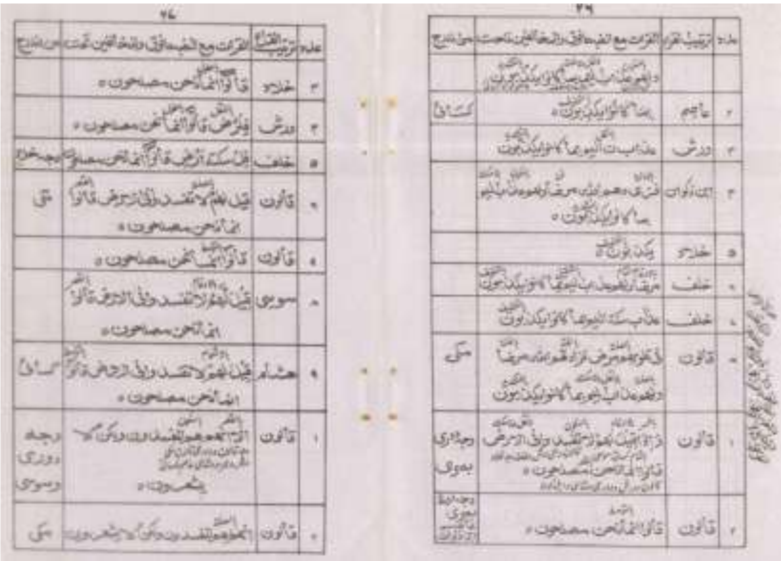

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر ۵۔ شاطبیہ، درۃ، طیبہ کا حامل القرآن الکریم از قاری ابو الحسن اعظمی انڈیا۔ اس مصحف میں قراءات عشرہ کبریٰ حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ نمونہ ملاحظہ ہو:

مرض فزادهم الله مرضا ولهم عذاب اليم بما كانوا يكذبون
وإذا قيل لهم لا تفسدوا في الأرض قالوا إنما نحن مصلحون ألا
إنهم هم المفسدون ولكن لا يشعرون وإذا قيل لهم آمنوا كما
آمن الناس قالوا أنؤمن كما آمن السفهاء ألا إنهم هم السفهاء ولكن
لا يعلمون وإذا لقوا الذين آمنوا قالوا آمنا وإذا خلوا إلى
شياطينهم قالوا إنا معكم إنما نحن مستهزءون الله يستهزئ
بهم ويمدهم في طغيانهم يعمهون أولئك الذين اشتروا الضلالة

نمبر ۶۔ حضرت مفتی عبد الشکور ترمذی رحمہ اللہ کا غیر مطبوعہ مصحف جس میں سرخ رنگ سے رموز کے ذریعہ قراءات درج کی گئی ہیں۔

تصویر ملاحظہ ہو:

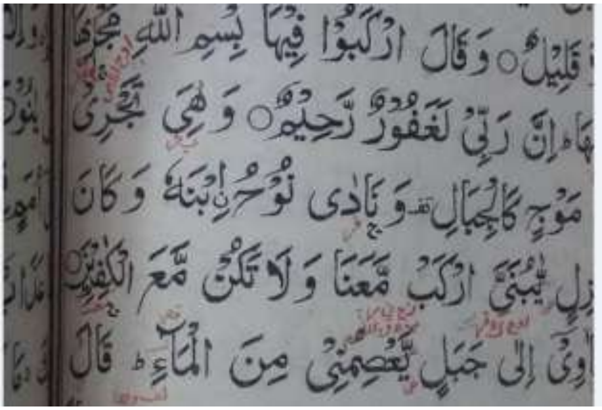

قليل وقال اركبوا فيها بسم الله مجر
ها إن ربي لغفور رحيم وهي تجري
موج كالجبال ونادى نوح ابنه وكان
زل يبني اركب معنا ولا تكن مع الكافرين
وي إلى جبل يعصمني من الماء قال

ان کے علاوہ کثیر تعداد میں مفرد روایات مثلاً قالون، ورش، دوری وغیرہ میں مجمع ملک فہد کے طبع کردہ مصاحف عام دستیاب ہیں۔ نیز پاکستان میں بھی کلیۃ القرآن لاہور کے ماہرین قراء کرام کے زیر اہتمام کویت سے حال ہی میں شائع شدہ مصاحف بھی شامل ہیں۔

جمع صوتی

اس سے مراد قرآن کریم کی قراءات کو صوتی شکل یعنی کیسٹ یا سی ڈی وغیرہ میں محفوظ کرنا ہے، یہ ایک بہت بڑا منصوبہ ہے، جو کہ کسی حد تک متفرق طور پر پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔[تفصیل کے لیے دیکھیے: لبیب السعید: الجمع الصوتی الأول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

للقرآن الکریم أو المصحف المرتل، القاھرۃ: دار الکتاب العربي]

مقالہ کا یہ حصہ آڈیو پر مشتمل ہے لہذا مکمل وضاحت اور تفصیل کے لیے منسلکہ CD ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ تاہم اس سے مراد یہ ہے کہ شاطبیہ کی روشنی میں قراءاتِ سبعہ متواترہ کی حفاظت، تدریس، ترویج واشاعت اور تعارف کے سلسلہ میں جدید سمعی وبصری معاونات کا استعمال بھرپور انداز میں پایا جاتا ہے، جس کی مندرجہ ذیل شکلیں نمایاں ہیں:

ا۔ مختلف قراءات کے ساتھ قرآن مجید کی آڈیو ریکارڈنگ، پھر اس کی تین صورتیں ہیں:

الف) منفرد روایات کی آڈیو ریکارڈنگ، جیسے روایتِ حفص، روایتِ قالون، روایتِ ورش، روایتِ خلف رحمۃ اللہ علیہم

روایتِ حفص رحمۃ اللہ علیہ میں تو ائمہ حرمین سمیت بے شمار قراء کرام کی ریکارڈنگ دستیاب ہے۔ مصر کے شیخ خلیل الحصری کی آواز میں روایت ورش میں مکمل قرآن مجید کی ریکارڈنگ کی گئی ہے۔ نیز سعودی عرب کے شاہ فہد قرآن کمپلیکس نے مختلف روایات میں قرآن مجید ریکارڈ کیے ہیں جیسے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے امام شیخ عبد الرحمن علی الحذیفی حفظہ اللہ کی آواز میں روایت قالون میں مکمل قرآن مجید ریکارڈنگ کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ لاہور کے ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی کی آواز میں مکمل قرآن مجید مختلف روایات میں کویت میں ریکارڈ کیا گیا ہے، جس میں ہر ہر سورت الگ الگ روایت میں ریکارڈ کی گئی ہے۔

ب) جمع الجمع میں سات قراء کے تمام رُواۃ کی روایات کو جمع کر کے آڈیو ریکارڈنگ، اس کی بھی پھر دو قسمیں ہیں:

a مکمل قرآن مجید کی ریکارڈنگ

b منتخب رکوعات کی آڈیو ریکارڈنگ

ج) قصیدہ شاطبیہ اور قصیدہ درۃ کی روشنی میں قراءات عشرہ صغری کی آڈیو ریکارڈنگ

د) طیبہ النشر کی روشنی میں قراءاتِ عشرہ کبریٰ کی ریکارڈنگ۔

یہ تمام آڈیو ریکارڈ آڈیو کیسٹ، سی ڈی، ڈی وی ڈی، یوٹیوب، واٹس اپ یا مختلف قرآنی ویب سائٹس پر بآسانی دستیاب ہے۔ قصیدہ شاطبیہ کے دروس جدید انداز میں آڈیو، ویڈیو اور سوفٹ ویئرز کی شکل میں دستیاب ہیں۔ بطور نمونہ چند ملاحظہ ہوں:[2]

یہ ایک گھنٹہ دس منٹ کا درس ہے جس میں قصیدہ شاطبیہ میں بیان شدہ امام ابن عامر شامی کے راوی امام ہشام کے

[2] https://www.youtube.com/watch?v=f8HF-y8v3Fk

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقف کی تفصیلات عربی زبان میں بیان کی گئی ہیں، جن کی اردو شرح مندرجہ ذیل ہے: [شرح الشاطبیہ:ص۱۷۸]

(۲۳۶) وَحَرِّكْهُ بِهِ مَا قَبْلَهُ مُتَسَكِّنًا
وَأَسْقِطْهُ حَتَّى يَرْجِعَ اللَّفْظُ أَسْهَلَا

وَحَرِّكْهُ	بِهِ	مَا	قَبْلَهُ	مُتَسَكِّنًا
اور تو حرکت دے	اس کے ساتھ	جو	اس سے پہلے	ساکن
وَأَسْقِطْهُ	حَتَّى	يَرْجِعَ	اللَّفْظُ	أَسْهَلَا
اور اس کو حذف کر	تاکہ	لوٹ جائے	لفظ	نہایت سہولت والا

اور ہمزہ کی حرکت اس کے ماقبل کو دے دو۔ اگر صورت یہ ہو کہ ہمزہ متحرک ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو اور ہمزہ کو ساقط کر دو۔ تاکہ لفظ سہل و رواں ہو جائے۔

﴿قولہ﴾ حَرِّكْهُ بِهِ میں ضمیر کا مرجع ہمزہ ہے اور مراد ہمزہ سے اس کی حرکت ہے جیسے: مَوْئِلًا۔ دِفْءٌ۔ پر وقف میں ہمزہ کی حرکت واؤ اور فاء کو دی جائے گی اور ہمزہ حذف کیا جائے گا اور دِفْ میں فاء کو ساکن پڑھیں گے کیونکہ محل وقف

یہ تقریباً ۲ منٹ کی ریکارڈنگ ہے جس میں آڈیو ویڈیو کے ذریعہ سورہ فاتحہ کی قراءات کو جمع کرنے کا عملی طریقہ بتایا گیا ہے۔ مثلاً کلمہ الصراط میں صاد میں زاء کے اشمام والی قراءت کو سرخ رنگ سے نمایاں کیا گیا ہے، اس کی اردو شرح کے ذیل میں قاری اظہار احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: [شرح الشاطبیہ:ص۷۷]

یہ ایک مکمل صاد میں زاء کے اشمام کا مطلب یہ ہے کہ صاد کی آواز کو زاء کی آواز میں اس طرح آمیزش کیا جائے کہ ایک نیا حرف پیدا ہو جو نہ خالص صاد ہو اور نہ خالص زاء ہو۔ البتہ صاد کا استعلاء و اطباق بحالہ قائم رہے گا۔ مگر صفت ہمس جہر سے بدل جائے گی۔ (سمعته من الاستاذ المرحوم المغفور)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوفٹ ویئر کی شکل میں ویب سائٹ ہے جس میں مکمل قرآن مجید تمام روایات میں آڈیو ویڈیو کی صورت میں موجود ہے ،کسی بھی آیت کو مختلف قراءات کے ساتھ مختلف قراء کی آواز میں دیکھا اور سنا جا سکتا ہے۔[3]

یہ ایک ویب سائٹ ہے جو خواتین کو آن لائن قراءات سبعہ کی عربی زبان میں تعلیم کے لیے کام کر رہی ہے۔[4]

یہ تقریباً ساڑھے تین منٹ کا درس ہے جس میں سورۃ ہمزۃ کے تمام اختلاف قراءات کو آڈیو ویڈیو کے ذریعہ سے سمجھایا گیا ہے۔[5]

[3] http://www.nquran.com/ar/view/21631
[4] http://www.daralqeraat.com/vb/showthread.php?p=16646#post16646
[5] https://www.youtube.com/watch?v=xMOIjUOPyFY

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان میں جدید سمعی وبصری ذرائع کے ساتھ قراءات کی تعلیم

جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ لاہور میں مولانا ڈاکٹر قاری احمد میاں تھانوی کی تلاوت سمعی وبصری تشریح کے ساتھ[6]

خلاصہ یہ ہے کہ علم القراءات کی تعلیم و تدریس میں جدید سمعی وبصری معاونت کے ذریعہ تدریس اب عام ہو چکی ہے۔ اور عرب دنیا میں تو اس پر بہت زیادہ کام ہو چکا ہے۔ پاکستان میں بھی تیزی سے اس رجحان میں اضافہ پایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں جامعہ لاہور الاسلامیہ کے کلیۃ القرآن الکریم کے زیر اہتمام ڈاکٹر حمزہ مدنی حفظہ اللہ نے تجوید و قراءات (

6 [6] https://www.youtube.com/watch?v=kBII2vQ4aNU

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عشرۃ صغریٰ و کبریٰ و عشرۃ نافعیۃ وغیرہ) کی آن لائن تعلیم کا ایک بڑا سیٹ اپ قائم کیا ہوا ہے۔[۷]

سفارشات

c پاکستان میں سرکاری جامعات میں علوم القرآن اور بالخصوص قراءات پر تحقیقی کام کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔

d پاکستان میں سرکاری جامعات میں علوم القرآن اور بالخصوص قراءات سے متعلق خصوصی شعبہ بھی ہونا چاہیے۔

قراءات قرآنیہ کی صوتی و صوری جمع (آڈیو ویڈیو) باہم مربوط اور مدلل انداز میں ایک اہم اور مفید منصوبہ ہے، جس کی تکمیل کے لیے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

ایک عورت کی پیشکش

ابو اسحاق حبال کہتے ہیں:

"میں ایک روز ابو نصر سنجری کے پاس بیٹھا ہوا تھا، کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے اٹھ کر اسے کھول دیا، اب میں نے دیکھا کہ ایک عورت مکان میں داخل ہوئی اور اس نے آکر ایک تھیلی نکالی جس میں ایک ہزار دینار تھے، اور اسے شیخ کے سامنے رکھ کر بولی: " انہیں جس طرح آپ کا دل چاہے خرچ فرمائیں۔ شیخ نے پوچھا آخر مقصد کیا ہے، اس نے کہا "میں یہ چاہتی ہوں کہ آپ مجھ سے نکاح کر لیں، اگرچہ مجھے شادی بیاہ کی کوئی خواہش نہیں، لیکن اس طرح میں آپ کی خدمت کرنا چاہتی ہوں۔

آپ نے کہا:

"تھیلی اٹھا کر یہاں سے چلی جاؤ"

جب وہ چلی گئی تو انھوں نے مجھ سے کہا:

"میں اپنے ملک سجستان سے صرف حصول علم کی نیت سے نکلا ہوں، اب اگر میں اس سفر میں شادی بیاہ کے جھمیلے میں پڑوں تو پھر میں 'طالب علم' کہاں رہو گا....؟ اللہ نے طلب علم پر جو اجر و ثواب رکھا ہے اس پر میں کسی بھی چیز کو ترجیح نہیں دینا چاہتا۔"

[صبر واستقامت کے پیکر، ص:۴۴]

[۷] کلیۃ القرآن الکریم آن لائن سیٹ اپ کے بارے میں تفصیلی مضمون قراءات نمبر ۶ میں ملاحظہ فرمائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قاری محمد صدیق سانسرودی[1]

کلمہ قرآنی ضعف کا اعراب

سائل: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجیب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سائل: جناب قاری صاحب! آج کل کیا کتابیں زیر درس و مطالعہ ہیں؟ آپ تو بالکل نئے ماحول میں گئے تھے! طلبہ فن سے کچھ دل چسپی لے رہے ہیں یا نہیں؟

مجیب: جی! الحمد للہ، قرآن تو قرآن ہی ہے اس میں خود ہی کشش ہے، پھر تجوید و قراءت اس کو مزید نکھارنے کا فن ہے، جو اس میں مزید کشش پیدا کر دیتا ہے، الحمد اللہ، تصحیح کے ساتھ قراءت کی جماعتیں بھی بن رہی ہیں اور مسائل فن سے طلبہ میں کافی دلچسپی بھی نظر آ رہی ہے۔

سائل: ماشاء اللہ! اللھم زد فزد! یہی امید کرتے تھے، الحمد للہ، اللہ پاک آپ سے خوب کام لیں گے، بہت دنوں سے آپ کی ملاقات کا اشتیاق تھا۔ ایک غرض اس کی یہ بھی تھی کہ آج کل ایک نیا مسئلہ موضوع بحث بنا ہوا ہے، جو آپ کے واسطے ممکن ہے نیا نہ ہو، مگر میں نے اس سے پہلے اس طرح کی بحث دیکھی نہ سنی، لہٰذا میرے واسطے نیا ہے۔

مجیب: یہ آپ کی تواضع کی بات ہے، باقی جس کی زندگی ہی دقائق وحقائق کی تلاش میں گزر رہی ہے، کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کو ان مسائل سے واقفیت نہ ہو! پھر بھی وہ مسئلہ کیا ہے؟ میں سننا چاہتا ہوں، ضرور فرمائیے!

سائل: خیر! تو مسئلہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں کلمہ ضعف کل چار مرتبہ آیا ہے، جن میں سے ایک مرتبہ سورۂ انفال میں ﴿وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا﴾ اور تین بار سورۂ روم میں ﴿اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً﴾، لیکن امام حفص رحمۃ اللہ علیہ نے انفال والے ضعفا کو تو امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے فتحۂ ضاد کے ساتھ پڑھا ہے اور اسی کو اپنایا و اختیار بھی کیا ہے، جبکہ سورۂ روم کے تینوں ضعف کو حفص رحمۃ اللہ علیہ نے امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے تو فتحۂ ضاد کے ساتھ پڑھا ہے، مگر بجائے فتحہ کے ضمۂ ضاد کے ساتھ ضُعف کو پسند فرمایا و قراءۃً اسی کو اختیار بھی فرمایا ہے۔

چنانچہ شیخ شیرازی فارسی نحوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب المُوْضَح فی وجوه القراء ات وعللها میں تحریر فرماتے ہیں:
امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ و حمزہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے کلمہ ضعف کو سورۂ انفال میں ﴿عَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعفًا﴾ اور روم میں ﴿اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعف﴾ کو فتحۂ ضاد سے پڑھا ہے، جبکہ باقی قراء نے ضاد کے ضمہ سے پڑھا ہے، اس سے متعلق محشی تحریر فرماتے ہیں:

اختلف عن حفص، فروى عنه عبيد وعمرو أنه اختار فيها– أي في الروم فقط– الضم، خلافا لعاصم، للحديث الذي رواه حفص عن الفضيل بن مرزوق عن عطية العوفي عن ابن

[1] صدر شعبہ تجوید و قراءت، دار العلوم فلاح دارین، ترکیسر، گجرات۔ انڈیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمر مرفوعا.

جس میں عطیہ فضیل سے کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے روبرو ﴿الله الذى خلقكم من ضَعف ثم جعل من بعد ضَعف قوة ثم جعل من بعد قوة ضَعفا﴾ تینوں کو فتحۂ ضاد کے ساتھ پڑھا، تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے میری گرفت فرماتے ہوئے فرمایا: میں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسی طرح تینوں کو فتحۂ ضاد سے پڑھا تھا، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گرفت فرمائی اور مجھے ضمۂ ضاد کے ساتھ پڑھنے کو فرمایا اور کئی طرق سے ثابت اور متعدد اکابر فن سے یہ منقول ہے کہ امام حفص رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے تھے:

ما خالفت عاصما فى شيء من القرآن إلا فى هذا الحرف، قال الدانى: ومارواه حفص عن عاصم (أى الفتح) عن أئمة أصح، وبالوجهين اٰخُذ فى روايته لأتابع عاصما فى قراء ته وأوافق حفصا على اختياره.

☆ یہاں ایک سوال ہے، جو واقعی میری اپنی دانست میں بہت بھاری سوال ہے، ذرا توجہ چاہتا ہوں۔

مجیب: جی! ضرور ضرور فرمایئے!

سائل: وہ یہ کہ اوپر کی گفتگو سے یہ معلوم ہوا کہ امام حفص رحمۃ اللہ علیہ نے امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے فتحہ ہی پڑھا ہے، تو پھر ضمہ اختیار کیسے فرمایا؟ اس سے تو سنداً انقطاع لازم آئے گا، تو کیا اس سے سند کا اتصال متاثر نہیں ہو گا؟

مجیب: بات آپ کی صحیح اور واقعی بھاری ہے، مگر اس کو سمجھنے کے لئے یہ جاننا ہو گا کہ ائمۂ قراءات اور ان کے رواۃ کا جو دور تھا، وہ قراءات کے اختیار کا دور تھا، کہ اولاً یہ حضرات ایک نہیں بلکہ متعدد شیوخ سے مختلف و متعدد وجوہ قراءات کو پڑھتے اور حاصل کرتے تھے، پھر ان وجوہ مقروءہ متواترہ سے کسی مرجح یا مؤید کی بنیاد پر ایک وجہ کا انتخاب فرما کر ایک قراءات ترتیب دیتے، پھر اپنے تلامذہ کو خاصۃً اپنی اختیار کردہ قراءات کو پڑھاتے، مگر ساتھ ہی ساتھ کوئی شاگرد دیگر وجوہ قراءات کی ان سے درخواست کرتا، تو وہ بھی پڑھاتے تھے، اس طرح جس قراءت کو انہوں نے اختیار کیا وہ ان کی قراءت کہلائی، اب امام حفص رحمۃ اللہ علیہ نے امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی اختیار کردہ قراءت کو ان سے حاصل کیا، اور اس کو اختیار بھی کیا، سوائے ایک مقام کے، جس کی انہوں نے خود وضاحت فرمائی، چنانچہ علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

إنه لم يخالف عاصما فى شيء من قراء ته إلا حرفا واحدا فى الروم .

جس کو ابھی آپ نے شیخ شیر ازی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے "ماخالفت" کے لفظ سے خود امام حفص رحمۃ اللہ علیہ ہی کی عبارت میں نقل فرمایا۔

یوں خزینۃ القراءات سے کچھ کو اختیار کرنے اور اپنانے کا دور جاری ہی تھا، تو امام حفص رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ضمہ کی قراءت کو اختیار فرمایا، جیسا کہ امام ابو محمد مکی القیسی رحمۃ اللہ علیہ الإبانۃ میں امام نافع رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ نقل فرماتے ہیں:

"میں نے ۷۰ / ستر تابعین سے متعدد قراءات حاصل کیں، لیکن ان میں سے ہر استاذ کے ذخیرۂ اختلاف سے کچھ کا انتخاب کر کے اسے ترتیب دیتے ہوئے منتخب وجوہ قراءات کا ایک سیٹ بنا لیا اور آپ اپنے اکثر تلامذہ کو یہی قراءت پڑھاتے، چنانچہ قالون نے اسی سیٹ کو پڑھا، ہاں! امام ورش رحمۃ اللہ علیہ کا مسئلہ کچھ الگ تھا، ورش عن نافع سے منقول اختلافات کو دیگر رواۃِ نافع نے نقل نہیں کیا، جس کی وجہ یہ ہے کہ امام ورش رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنے ملک مصر میں پڑھی جانے والی قراءات کو امام نافع رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں پایا اور ان کو اس طرح پڑھتے سنا، تو امام نافع رحمۃ اللہ علیہ سے اسی قراءت کو حاصل کرنے کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خواہش کا اظہار فرمایا، تو آپ کو امام نافع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اختیار کردہ قراءات کے بجائے اپنے بعض شیوخ سے نقل واخذ کردہ قراءات کو پڑھایا، یہی وجہ ہے کہ امام نافع رحمۃ اللہ علیہ کے ان دو شاگردوں یعنی قالون اور ورش کے مابین تقریبا تین ہزار سے زائد حروف میں اختلاف ہے، امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ سے قراءت پڑھی ہے، مگر دیگر مشائخ سے بھی قراءت حاصل کی ہے، اور پھر اپنی منتخب قراءت کا ایک سیٹ تیار فرمایا، جس میں امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ سے تین سو مواقع میں اختلاف ہے، اسی طرح سیدنا ابوعمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ نے امام شیبہ بن نصاح رحمۃ اللہ علیہ، امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ، امام عبد اللہ بن کثیر مکی رحمۃ اللہ علیہ، امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ، ان پانچ شیوخ سے پڑھ کر منتخبات کے ذریعہ اپنی قراءت کو ترتیب دیا ہے، امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قراءت کو امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ، امام عیسی بن عمر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، امام اسماعیل بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ اور امام یعقوب بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ، ان ائمہ قراءت کی قراءت سے اپنا ایک سیٹ تیار کیا، یوں وہ دور انتخابات واختیارات کا دور تھا، تو امام حفص رحمۃ اللہ علیہ نے ضُعف کے ضاد کا ضمہ مختلف وجوہ کے تحت امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف اختیار فرمایا، اور جہاں تک مسئلہ ضمہ کے اختیار کرنے کا ہے، تو علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ کی تیسیر اور علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کی النشر وغیرہ کتب میں اس کی تعیین ووضاحت نہیں ہے کہ امام حفص رحمۃ اللہ علیہ نے ضمہ کن سے پڑھا، البتہ اختیارِ ضمہ کے لئے حدیث عبد اللہ بن عمر کا ضرور دخل رہا ہے، جیسا کہ

ہم نے سنا کہ کئی لوگوں نے ضمہ اختیار کرنے کے سبب کے طور پر اسی روایت کو ذکر فرمایا ہے۔

سائل: ماشاء اللہ ! اصحاب اختیار ائمہ قراءات اور ان کے اختیارات سے متعلق بڑی عمدہ معلومات پیش فرمائی، جزاکم اللہ، لیکن اس جگہ امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کے اس اختیار سے متعلق ایک سوال یہ ہے کہ جب آپ نے اپنے شیخ امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے ضَعف کا فتحہ پڑھا ہے، تو پھر ضمہ کیوں اختیار فرمایا؟ اور وہ کیا وجوہ ترجیح ہیں، جن کی بنیاد پر آپ نے فتحہ کو چھوڑ کر ضمہ اختیار فرمایا؟

مجیب: بہت اچھا سوال فرمایا: دیکھئے! امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کے اختیار ضمہ کے لئے چند وجوہ ہیں:

a جن میں ایک وجہ تو یہ ہے کہ فتحہ کی نسبت ضمہ کے رواۃ وناقلین کی تعداد زیادہ ہے، چنانچہ ائمہ عشرہ سے سات ائمہ ضمہ جبکہ تین فتحہ نقل کرتے ہیں۔

b دوسری وجہ وہ حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہے جو حفص رحمۃ اللہ علیہ کو فضیل بن مرزوق سے بواسطہ عطیہ عوفی کے پہنچی ہے جن میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خدمت بابرکت میں جب ﴿الله الذی خلقکم من ضعف﴾ کو تینوں جگہ فتحہ ضاد سے پڑھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فتحہ کی جگہ ضمہ پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے، جو کہ ضمہ ضعف کے لئے موجب تائید وتقویت ہے۔

c معنیٔ ضمہ کا قوی وفائق ہونا، جیسا کہ امام خلیل بن احمد فراھدی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے حافظ بن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ ضاد کے ضمہ کے ساتھ 'ضُعف' جسمانی ضعف کے معنی میں اور فتحہ ضاد کے ساتھ ضَعف عقلی ضعف کے معنی میں ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جسمانی اعتبار سے گو ضعیف پیدا فرمایا ہے، مگر عقل کے اعتبار سے قوی پیدا فرمایا، جس کی وجہ سے اونٹ اور ہاتھی جیسے قدو قامت والے جانوروں پر اس کی حکومت ہے۔

d ضمہ کے ساتھ ضعف لغت قریش ہے، جبکہ فتحہ کے ساتھ ضعف تمیم کی لغت ہے جیسا کہ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیان ہے، اور ظاہر ہے کہ لغت قریش کو دیگر لغات پر فضیلت اور فوقیت ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کا اولین نزول لغت قریش ہی میں ہوا، لہٰذا ضمہ ضاد کے ساتھ "ضعف" لغت قریش ہونا یہ خود ایک وجہ ترجیح اور دلیل فوقیت کہلاتی ہے۔

سائل: الحمد للہ آپ کی تقریر میں مسئلہ کا کافی حل موجود ہے، مگر ایک خدشہ باقی رہ جاتا ہے کہ صاحب غیث النفع رحمۃ اللہ علیہ علامہ جعبری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

ماخالفه، بل نقل عنه ما قرأ عليه ونقل عن غيره ما قرأ عليه، لا أنه قرأ برأيه.

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ ان حضرات کا منشاء یہ ہے کہ امام حفص رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ میں امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت نہیں کی۔

مجیب: عجیب بات ہے کہ امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کے اختیار کردہ ضمہ کو مخالفت قرار نہیں دیا جارہا ہے جبکہ خود حفص کے تلامذہ نے حفص سے یہ نقل کیا ہے کہ

إنه لم يخالف في شيء من قرائته إلا في حرف في الروم.

اس عبارت سے خود مخالفت ثابت ہو رہی ہے، پھر جو لوگ مخالفت کا انکار کرتے ہیں، ذرا ان کی عبارت میں غور کیجئے! فرماتے ہیں:

ونقل عن غيره ما قرأ عليه

یعنی حفص رحمۃ اللہ علیہ نے امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے ماسوا سے جو پڑھا ہے یعنی ضمہ تو وہ ان سے نقل کیا ہے، تو اب سوال یہ ہوگا کہ امام حفص رحمۃ اللہ علیہ نے ضمہ کس سے پڑھا؟ اس کا کہیں تذکرہ نہیں ہے، بلکہ ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

قرأ عاصم وحمزة (ضعفا) بفتح الضاد في ذلك (أي في الأنفال وكذلك في الروم وخالف حفص عاصما، فقرأ عن نفسه لا عن عاصم في الروم من ضعف (ضعفا) بالضم جميعا.

ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حفص رحمۃ اللہ علیہ نے ضاد کا ضمہ امام عاصم سے نہیں بلکہ اپنے اختیار سے پڑھا ہے (کتاب السبعۃ فی القراءات لابن مجاھد ص ر 309) واضح ہو گیا کہ مخالفت ضرور ہوئی ہے، ہاں! البتہ یہ کوئی مخالفت مذمومہ نہیں جس کی کوئی توجیہ تاویل کرنا پڑے۔

سائل: ماشاء اللہ! بہت خوب، اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ طلبہ کو کیا پڑھنا چاہیے؟ آیا ضمہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

مجیب: دیکھیے! امام حفص رحمۃ اللہ علیہ سے کلمہ ضَعف کے ضاد کا فتحہ تو قراءۃً بسند متصل منقول و مروی ہے، باقی رہا ضُعف کے ضاد کا ضمہ، تو یہ گو آپ کا اختیار فرمودہ اور آپ کے یہاں بنسبت فتحہ کے راجح ہو اور بعد کے لوگ مثلاً آپ کے طرق و تلامذہ میں عمرو بن صباح و عبید بن صباح دونوں ضعف کے ضمہ کے مختار عند حفص ہونا بیان بھی کرتے ہیں، تاہم یہ حقیقت ہے کہ ضاد کے ضمہ والی قراءت کی سند کا اتصال ہنوز محتاج تحقیق و تتبع ہے۔

چنانچہ بروایت حفص ضمہ پڑھتے ہوئے یہ ذہن میں رکھنا ہوگا کہ سنداً اور روایۃً فتحہ ہی قوی راجح و مقدم ہے، اور جب تک یہ مسئلہ محقق نہ ہو کہ امام حفص رحمۃ اللہ علیہ نے ضمہ کس سے پڑھا ہے؟ وہاں تک روایۃً و سنداً جیسا کہ استاذ کے سامنے پڑھا جاتا ہے فتحہ ضاد کے ساتھ ضَعفٍ ہی پڑھنا چاہیے، تاکہ سند کا اتصال برقرار رہے، باقی جب من حيث الرواية والسند نہ پڑھا جائے، بلکہ صرف علی حسب التلاوۃ پڑھا جائے تو ضمہ پڑھیں، مگر اس وقت بھی یہ ذہن میں رکھا جائے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بروایت حفص کو عقلاً ودرایۃً ضمہ قوی ہے، مگر روایۃً وسنداً فتحہ قوی ہے، یہی وجہ ہے کہ عرب سے چھپنے والے مصاحف میں صرف فتحہ ہی چھپتا ہے، لہٰذا اولاً صرف ضمہ پر اکتفا نہ ہونا چاہئے! جیسا کہ ہمارے یہاں عامۃً ہوتا ہے اور فتحہ غیر مقروء سا ہو گیا ہے، نیز بعض مصاحف کے حاشیہ میں الضم أولی جو لکھا جاتا ہے، یہ اولویت عقلاً ودرایۃً ہے، نہ کہ سنداً اور روایۃً۔

نیز یہاں ضمناً ایک بات اور ذکر کرتا چلوں کہ اس موقع پر علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان وفی الروم (ص) ف (ع)ن خلف فصل والے شعر میں حفص کے لیے اس کو خُلف سے تعبیر کرنے کی وجہ سے یہ توہم ہو رہا ہے کہ دونوں وجہیں یعنی ضعفٍ کا فتحہ وضمہ دونوں عن حفص عن عاصم مساوی انداز میں مستند ومنقول ہیں، حالاں کہ استناداً دونوں میں مساوات نہیں، بلکہ دونوں کے مابین فرق ضرور ہے، یہاں تھوڑی وضاحت اور کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے فتحہ وضمہ دونوں منقول ہیں، مگر سنداً حفص عن عاصم فتحہ ہی ہے، جبکہ ضمہ مفضل عن عاصم منقول ہے، نیز امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے تلامذہ کو دونوں پڑھاتے تھے، مگر فتحہ سنداً اور ضمہ اختیاراً پڑھاتے تھے۔

سائل: جناب تھوڑا مفضل کا تعارف کرا دیجئے! جن کا آپ نے ابھی تذکرہ فرمایا، یہ کون ہیں؟ مشہور تو امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے دو تلمیذ حفص وشعبہ ہی ہیں؟

مجیب: یہ مفضل بن محمد بن یعلیٰ کوفی بڑے درجہ کے نحوی ہیں دوسری صدی کے اکابر نحو وافاضل قراءت سے ہیں، نیز امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے ممتاز تلامذہ میں آپ کا نام بھی ہے، چنانچہ علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ نے "جامع البیان" میں قراءت امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے جو تین معتمد راوی بیان فرمائے ہیں، ان میں شعبہ وحفص کے بعد تیسرے یہ مفضل ہیں، یہ مفضل رحمۃ اللہ علیہ امام عاصم سے اپنے تلمذ سے متعلق خود بیان فرماتے ہیں: "میں ہمیشہ امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور قراءات سیکھتا تھا، مگر کبھی ایسا بھی ہوتا کہ میں کسی عذر کے تحت درس میں حاضری نہیں دے سکتا تو امام بنفس نفیس ہمارے گھر تشریف لاتے اور میں آپ سے سبق پڑھتا۔" آپ نے من أوله إلى اٰخره قرآن کریم امام عاصم سے پڑھا ہے، علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ کی "جامع البیان" میں ہے کہ مفضل نے چاروں مواقعِ ضعف کو امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے ضمہ ضاد کے ساتھ پڑھا ہے۔

سائل: جناب قاری صاحب! آپ مل ہی گئے اور وہ بھی مدت دراز کے بعد، نہ معلوم پھر ملاقات کب ہو گی؟ لگے ہاتھ ایک سوال کر لوں، شاید یہ آخری سوال ہو گا اور وہ یہ کہ علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ "جامع البیان" میں حفص کے اختیارِ ضمہ سے متعلق فرماتے ہیں:

> حدثنا عمرو أي عمرو بن صباح قال ذكر حفص أنه لم يخالف في شيء من قراءته أي قراءة عاصم إلا في حرف في الروم (الله الذی خلقكم من ضعف) بالضم وذكره عن المفضل بن مرزوق عن عطية العوفی عن ابن عمر عن النبی ﷺ.

جس سے بعضوں نے یہ سمجھا ہے کہ حفص نے ضعف کے ضاد کا ضمہ مفضل بن مرزوق سے پڑھا ہے؟

مجیب: عجیب استدلال ہے! ذرا عبارت میں غور کرتے تو حقیقت کھل جاتی اور نوبت یہاں تک نہ پہنچتی، دیکھئے! ذرا توجہ چاہوں گا، اولاً آپ کو معلوم ہونا چاہئے! کہ بیان قراءت کے لئے تقریباً سبھی نے لفظ قرأ یا عرض علیه کا استعمال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیاہے، جبکہ یہاں لفظ ”ذکر“ استعمال ہوا ہے۔

پھر دیکھئے! اولاً تو امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کا مفضل سے تلمذ اور پڑھنا ثابت ہونا چاہیے! جبکہ علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ، امام جزری وغیر ہم نے امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کی متعدد اسناد بیان فرمائی ہیں، مگر کہیں بھی حفص کا مفضل سے پڑھنا ثابت نہیں، اور شیوخ حفص میں مفضل کا اور تلامذۂ مفضل میں حفص کا ذکر نہیں، نیز اسی سے متعلق 'جامع البیان' میں ہے:

قال أبوعمرو أي الداني: واختياري فى رواية حفص من طريق عمرو وعبيد فى سورة الروم الأخذ بالوجهين بالفتح والضم لأتابع بذلك أى بالفتح عاصما على قراءته وأوافق أى أوافق بالضم حفصا على اختياره.

اب اگر حفص نے مفضل سے (جو کہ عاصم کے شاگرد ہیں) ضمہ پڑھا ہوتا، تو ضمہ کے لئے بھی لأتابع کہنا چاہیے تھا، کہ یہ بھی متابعت عاصم ہے، گو بواسطہ مفضل ہی سہی، یا کم از کم لأتابع المضل ہوتا، لیکن ایسا نہیں ہے، اور ہاں یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہمیں بھی 'جامع البیان' کی عبارت وذکرہ المفضل بن مرزوق سے لوگوں کو ہوئے اس مغالطہ کا جب علم ہوا تو بتوفیق الٰہی عبارت میں مزید غور کرنے اور کچھ مزید ورق گردانی کی ضرورت پیش آئی، نتیجۃً نصرت خداوندی شامل حال ہوئی اور یہ عقدہ حل ہوا کہ لوگوں کو پیش آیا یہ مغالطہ دراصل 'جامع البیان' کے حالیہ نسخہ میں کتابت وکمپوزنگ کی غلطی سے پیدا ہوا ہے، چنانچہ 'جامع البیان' کے قدیم نسخۂ مخطوطہ اور اس کے بعد ایک محقق واصلاح شدہ نسخۂ مطبوعہ یوں دونوں میں یہ عبارت وذكره الفضيل بن مرزوق عن عطية العوفى--- ہے، نہ کہ 'مفضل'، لہٰذا علامہ دانی کا منشاء یہ ہے کہ ضعف کے جس ضمہ کو امام حفص رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار فرمایا ہے، اسے فضیل بن مرزوق نے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہوئے ذکر فرمایا ہے، یعنی ضعف کے ضاد کا ضمہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما میں بیان ہوا ہے۔ مذکورالصدر نسخہ کے غلط ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ عبارت میں وذکرہ المفضل بن مرزوق ہے تو امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد جو مفضل ہیں، وہ مفضل بن محمد بن یعلی ہیں، نہ کہ مفضل بن مرزوق، بلکہ ابن مرزوق وہ فضیل ہیں، نیز رجال حدیث شریف میں بھی مفضل بن مرزوق نامی کوئی شخص نہیں ہے، بلکہ وہ فضیل بن مرزوق ہی ہیں، اور اسی طرح کتابت کی غلطی خلاصة البيان فى تجويد القرآن میں بھی واقع ہوئی ہے، کہ وہاں بجائے فضیل بن مرزوق کے فضل بن مرزوق لکھا گیا تھا جو قابل اصلاح تھا۔

لہٰذا اب 'جامع البیان' کی عبارت کا حاصل تو یہ ہے کہ ضاد کے ضمہ سے متعلق فضیل نے حضرت عطیہ عوفی سے بواسطہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک روایت وحدیث بیان فرمائی ہے، ظاہر ہے کہ فضيل بن مرزوق عن عطية العوفى عن ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ حدیث شریف کی سند ہے، نہ کہ قراءت حفص کی، لہٰذا اس عبارت سے یہ خیال کرنا کہ امام حفص رحمۃ اللہ علیہ نے ضمہ مفضل سے پڑھا ہے، یہ ایک مغالطہ ہے، جو صحیح نہیں ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ امام حفص رحمۃ اللہ علیہ نے ضعف کے ضاد کا ضمہ حدیث فضیل بن مرزوق کی بنا پر اختیار فرمایا ہے، نہ کہ مفضل سے پڑھ کر۔

سائل: جزاکم اللہ خیرا، آپ کی گفتگو سے ایک بہت ہی پیچیدہ مسئلہ الم نشرح ہوا، اور ایک عقدۂ لاینحل حل ہوا، اور وہ بھی بہت مدلل ومفصل گفتگو سے۔ اللہ پاک آپ کی عمر وعلم میں برکت عطا فرمائے، اور مجھے اور آپ سبھی کو تادمِ حیات اس مبارک فن کی خدمت میں لگائے رکھے، آمین۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الشیخ ابو الخیر عمر مالم آبہ [1]
ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی [2]

زیادات الشاطبیة علی التیسیر؛ تجزیاتی جائزہ

فن قراءات میں دو کتابیں التیسیر للدانی اور الشاطبیہ للامام شاطبی مضبوط استنادی حیثیت کی حامل ہیں۔ ان میں سے بھی کتاب التیسیر کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ امام شاطبی نے اس کتاب کو اپنے منظومہ کی اساس بنایا ہے۔ لیکن التیسیر کو نظم کرنے کے علاوہ امام شاطبی نے التیسیر پر کچھ مفید اضافہ جات (زیادات) بھی رقم فرمائے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جو اہل فن میں دو مختلف رجحانات کا سبب بن گیا ہے کہ الشاطبیہ محض التیسیر کے تابع ایک کتاب ہے یا التیسیر کے علاوہ اس کی اپنی مستقل حیثیت ہے۔ التیسیر پر الشاطبیہ کے علمی اضافہ جات (زیادات) ڈیڑھ صد سے زائد ہیں۔ انہی وسیع اضافہ جات کے پیش نظر بعض محققین کے مطابق الشاطبیہ، التیسیر کے علاوہ ایک مستقل تصنیف کا مقام و مرتبہ رکھتی ہے چنانچہ کتاب شاطبیہ استنادیت اور جامعیت کے اعتبار سے بعد کے زمانوں میں التیسیر سے زیادہ شہرت دوام حاصل کر گئی ہے، بلکہ کتاب التیسیر کے اپنے تعارف کی ایک بڑی وجہ کتاب الشاطبیہ ہے۔ اہل علم کا دوسرا رجحان یہ ہے کہ اصل کو اصل کا درجہ دینا چاہئے، چنانچہ کتاب الشاطبیہ کو جو بھی شہرت تامہ حاصل ہو جائے بہر حال اصل کاوش کتاب التیسیر ہی ہے۔ التیسیر کی اساسی اہمیت کی وجہ سے تو امام الشاطبی نے مستقل کتاب لکھنے کی بجائے اسے نظم کرنے کی کاوش فرمائی۔ زیر نظر تحریر اصلاً تحریرات شاطبیہ کی معروف کتاب اتحاف البریہ کی عمدہ شرح مختصر بلوغ الامنیۃ کی تحقیق از الشیخ عمر مالم آبہ حفظہ اللہ کے مقدمہ سے ماخوذ ہے، جس میں محقق محترم نے کتاب الشاطبیہ میں بیان شدہ مسائل کی تحقیق کے ضمن میں کتاب کے مقدمہ میں اوپر بیان کردہ اہل فن کے دونوں رجحانات کی روشنی میں زیادات الشاطبیہ علی التیسیر یعنی امام شاطبی کے التیسیر پر مفید علمی اضافہ جات کی فنی حیثیت اور تحقیق شاطبیہ میں ان کا مقام و مرتبہ طے کرنے کی کوشش کی ہے۔ عربی تحریر میں کئی مقامات پر موقف کی وضاحت اور مختلف ہائے زاویہ نظر و دلائل کی تفہیم میں بڑی تشنگی محسوس ہوتی تھی، لیکن مدیر ششماہی رشد ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ کے جابجا اضافہ جات اور تفصیلی تنقیحات کی وجہ سے یہ تحریر اب ایک مستقل مضمون کی حیثیت حاصل کر گئی ہے۔ ہمیں امید واثق ہے کہ اس خالص فنی نوعیت کے حامل موضوع پر، متخصصین ہمیشہ سے تشنگی محسوس کرتے رہے ہیں، اب کافی حد تک اس کا سامان ہو گیا ہے۔ [ادارہ]

رشد جون 2019ء

اصل موضوع کی گہرائی میں جانے سے پہلے ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ ان عوامل کا مختصر تذکرہ کریں جو زیادات شاطبیہ اور اس کے طرق کی تحقیق پر بالتفصیل قلم اٹھانے میں آڑے آتے ہیں:

a سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ قصیدہ شاطبیہ (حرز الاماني ووجه التهاني) نے بہت اہمیت حاصل کی اور لوگوں نے اس کے پڑھنے پڑھانے کا خوب اہتمام کیا ہے۔ یہ کتاب قراءات کے حوالے سے پوری دنیا میں بہت زیادہ پڑھی جاتی ہے۔

[1] معروف مصری محقق وماہر قراءات
[2] عمید کلیۃ القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ، پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

b بعض لوگوں نے تو اس کے الفاظ کے مفہوم و منطوق (اصل اور ضد) میں بھی مبالغہ کی انتہاء کر دی ہے۔

c اس ضمن میں انہوں نے اس بات کو بھی نظر انداز کر دیا کہ قراءات کا اصل مدار تو مستند روایات پر ہے۔ اس باب میں اجتہاد و قیاس کا دخل نہیں ہے۔

d مذکورہ وجوہ کے باعث متعدد لوگوں کا مغالطہ ہے کہ شاطبیہ اور تیسیر تمام نازل شدہ ''احرف سبعہ'' کا احاطہ کیے ہوئے ہیں اور صرف اسی چیز کو بطور قرآن تلاوت کیا جانا چاہیے جو ان دو کتابوں میں ہے۔ یہ منزل اور مقروئہ حروف سبعہ ہیں۔

مذکورہ بالا موقف کی اصلاح کے لیے اہل علم کا ایک دوسرا گروہ سامنے آیا اور انہوں نے ایسی کتب تحریر کیں جنہیں الزوائد علی القصیدة یا الزوائد علی الشاطبیة کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ ان کتب میں ایسی قراءات صحیحہ بھی شامل ہیں جو شاطبیہ یا تیسیر میں نہیں ہیں۔ اب اس میں یہ واضح رہے کہ وہ زائد وجوہ یا قراءات صحیحہ قراء سبعہ سے بھی ہو سکتی ہیں اور ان کے علاوہ بھی مزید دیگر ائمہ سے ہو سکتی ہیں۔

ابو جعفر، یعقوب اور خلف العاشر رحمہم اللہ کی قراءات

اپنی کتاب حرز الامانی میں امام شاطبی رحمہ اللہ کا مقصود امام دانی رحمہ اللہ کی کتاب التیسیر کو آسان فہم بنانا تھا، لیکن اس سے بعض لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ شاطبیہ میں تمام احرف سبعہ موجود ہیں۔ بعض تو صرف اسے ہی قرآن تسلیم کرتے تھے جو شاطبیہ اور تیسیر میں ہے اور کہنے لگے کہ جو قراءات شاطبیہ اور تیسیر میں نہیں، وہ شاذ ہیں۔ یہی وہ مغالطہ ہے جن کے باعث ایک جماعت نے سبعہ قراءات کے علاوہ دیگر مشہور قراءات اور صحیح روایات ترک کر دیں۔[3]

---

[3] اس کی وجہ تیسیر اور شاطبیہ کی شہرت عامہ ہے، چنانچہ امام ابن عرفہ جو فقہی میدان کے ماہر ہیں، وہ بھی قراءات سبعہ کے علاوہ دیگر قراءات کی نفی کرتے نظر آتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مغرب میں اسناد ''قراءات دانی'' تک پہنچتی ہیں۔ یہ رائے ابن عرفہ کی قراءات سے ناشنائی کا نتیجہ ہے۔ وہ تیسیر اور شاطبیہ کے آثار سے بے خبر ہیں۔ ان دونوں کتابوں میں تمام قراءات کا احاطہ نہیں کیا گیا۔ اسی طرح مغرب میں یہ بات معروف ہوگئی کہ قراءات صرف وہی ہیں جو دانی کے طریق سے مروی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے تیسیر کو شہرت حاصل تھی، پھر شاطبیة آ گئی جس کی وجہ سے یہ مغالطہ اور بھی بڑھ گیا۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے دوسرے طرق و روایات کو چھوڑا جانے لگا۔ یہ تو لوگوں کی جہالت کا ایک نمونہ ہے جس میں اکثر لوگ صرف سطحی علم ہونے کی وجہ سے پڑ گئے۔ انہوں نے اصول اور علمی بنیادوں کی طرف رجوع نہیں کیا۔ یہاں مجھے ایک مغربی طالب علم کا واقعہ یاد آیا جب وہ اپنے وطن لوٹا تو وہ روایت ورش (جس کی مغربی علماء نے بہت خدمت کی) کا اپنی لاعلمی کی وجہ سے انکار کرنے لگا، حتی کہ بعض دوسرے جو اس طرح کے کم عقل تھے، انہوں نے ایسے شخص کے پیچھے نماز باطل قرار دے دی جو کفوا کو کفؤاً پڑھے۔ قریب تھا کہ یہ لوگ نماز میں ہی امام پر لپکتے۔ بہرحال جونہی امام نے سلام پھیرا، انہوں نے اعتراض کر دیا اور دوبارہ نماز پڑھنے کا کہا۔

واضح رہے کہ فتوحات اسلامیہ کے اوّل روز سے اب تک کئی ممالک میں روایت حفص کے علاوہ دیگر روایات پڑھی جاتی ہیں۔ لوگ عام طور پر عجیب و غریب وسوسوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مانعین قراءات یہ دلیل بھی دیتے ہیں کہ ایک روایت پڑھنے سے اتحاد امت کو تقویت ملتی ہے۔ حالانکہ یہ بات مسلمہ حقائق کے خلاف ہے۔ چنانچہ امر واجب یہ ہے کہ بلا امتیاز تمام قراءات اور ان کے طریقہ ادا کو حاصل کریں۔ کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ اہل علم نے شاطبیہ و تیسیر میں موجود سات ائمہ قراء کی روایات و منقولات کے علاوہ دیگر ائمہ سے منقول قراءات پر کام کیا، تاکہ لوگوں کے اس مغالطے کا ازالہ ہوسکے کہ شاطبیہ و تیسیر میں موجود قراءات ہی قرآن ہیں اور ان کے علاوہ دیگر ائمہ کی قراءات متواتر نہیں ہیں۔[4]

ان علماء میں سے بعض نے تو ان قراءات کو نظم کیا جو شاطبیہ اور تیسیر میں موجود نہیں ہیں، جیسا کہ التکملة المفیدة لحافظ القصیدة از امام علی بن عمر قیجانی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۰ھ) اور التنویر فیما زادہ النشر علی الحرز والتیسیر از امام احمد بن احمد طیبی رحمہ اللہ (متوفی ۹۸۱ھ) وغیرہ۔ بعض علماء نے نظم یا نثر کی صورت میں قراءات ثلاثہ کے اختلاف کو ساتھ ملاتے ہوئے شاطبیہ کے تکملے لکھے۔ جنہوں نے اس صنف میں لکھا، انہوں نے قراءات ثلاثہ کو ایک مخصوص انداز میں نقل کیا، جیسا کہ امام جعبری رحمہ اللہ کی نہج الاناث فی القراءات الثلاث اور ابن جزری رحمہ اللہ کی الدرة المضیئة۔ بعض نے شاطبیہ اور درہ میں موجود قراءات کو جمع کیا، جیسا کہ ابن جزری کی الکفایة المحررة فی نظم القراءات العشرة اور بعض نے شاطبیہ اور درہ میں موجود طرق کا تقابل کرکے ان پر دیگر زائد طرق کو جمع کیا، جیسا کہ ابن جزری رحمہ اللہ کی النشر، تقریب النشر اور طیبة النشر وغیرہ ہیں۔ الغرض اس پس منظر کو بنیاد بناتے ہوئے ہمارے لیے ممکن ہے کہ ہم زیادات قصیدہ کی اصطلاح کی وضاحت کرسکیں۔[5]

زیادات شاطبیہ کا مطلب وہ ابواب اور وجوہ ہیں، جو تیسیر میں موجود نہیں ہیں اور امام شاطبی نے علمی فائدے کے تحت انہیں شاطبیہ میں زیادہ کیا ہے۔[6] التیسیر پر الشاطبیہ کے ان اضافہ جات کی وجہ یہ ہے کہ امام سخاوی نے اپنی شرح شاطبیہ میں ذکر کیا ہے کہ امام شاطبی اپنی کتاب میں جن وجوہ قراءات کو پیش کر رہے ہیں وہ ان تک پانچ مختلف اساتذہ و اسانید کے ذریعہ پہنچی ہیں۔ ان پانچ اسانید میں تین سندیں امام دانی رحمہ اللہ کے واسطے سے قراء سبعہ تک پہنچتی ہیں۔ گویا امام شاطبی رحمہ اللہ نے شاطبیہ میں صرف امام دانی والی اسانید سے حاصل شدہ علم درج نہیں کیا بلکہ دیگر دو اساتذہ کرام سے ماخوذ معلومات کا اضافہ بھی کیا ہے۔ تیسیر پر انہی اضافہ جات کو اصطلاحاً زیادات شاطبیہ علی التیسیر کہا جاتا ہے۔[7]

روایت کسی دوسری سے زیادہ اصح اور درست نہیں بلکہ سب ایک ہی مرتبہ کی ہیں۔ [قراءة نافع: ص ۵/ ۲۹۹-۳۰۰]

[4] شاید کہ زوائد علی الشاطبیہ پر تصانیف کی یہ توجیہہ زیادہ عمدہ ہے۔ کیونکہ اس سے شاطبیہ کو دیگر کتب کے ساتھ ملا کر کامل فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ بعض علماء نے یہ توجیہہ کی ہے۔ [قراءة نافع: ص ۲/ ۲۱۵]

[5] واضح رہے کہ زیادات الشاطبیہ ایک اہم اصطلاح تھی جسے معجم القرآن کے مؤلف نے ذکر نہیں کیا۔

[6] قاری کے لیے ضروری ہے کہ وہ زوائد علی القصیدة اور زیادات علی القصیدة کی اصطلاح میں فرق سمجھے۔ زیادات قصیدہ سے مراد شاطبیہ کی وہ زائد وجوہ ہیں جو تیسیر میں نہیں ہیں، جبکہ زوائد قصیدہ سے مراد شاطبیہ سے بھی زائد مروی قراءات ہیں۔

[7] 'زیادات الشاطبیہ' کے بالمقابل دوسری اصطلاح 'خروج عن الطریق' بھی ہے۔ اس اصطلاح کا مطلب یہ ہے کہ اگر اصل کتاب التیسیر ہے اور الشاطبیہ کی حیثیت محض اس کے منظومے کی ہے تو جہاں امام شاطبی نے التیسیر پر اضافہ جات فرمائے ہیں وہاں گویا انہوں نے التیسیر کے طریق سے خروج وعدول کیا ہے اور تحقیق کا تقاضا یہی ہے کہ طریق التیسیر کی پابندی کی جائے اور اپنی طرف سے اس میں کسی اضافہ کی گنجائش نہ دی جائے۔ محررین شاطبیہ کا سارا کام چونکہ اختلاط طرق سے بچانا ہے چنانچہ خروج عن الطریق کی اصطلاح کا مطمع نظر یہ ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علماء نے ابتداء ہی میں اس اصطلاح سے متنبہ کیا تھا لیکن بعد میں لوگوں نے التیسیر جیسی چند کتب قراءات پر اکتفا کرتے ہوئے دیگر قراءات مشہورہ کو چھوڑ دیا ، جبکہ التیسیر سے زیادہ جامع اور صحیح کئی کتب قراءت مثلاً الکامل از ہذلی، الاعلان از صفراوی اور الغایۃ از ابن مہران وغیرہ کو بالکل چھوڑ دیا۔ حالانکہ امام شاطبی رحمہ اللہ نے خود شاطبیہ کے آغاز میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ وہ محض تیسیر کو نظم نہیں کریں گے بلکہ وہ اس پر مفید علمی اضافے بھی کریں گے، جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں:

وفي يسرها التيسير رمت اختصاره	فأجنت بعون الله منه مؤملا
وألفاظها زادت بنشر فوائد	فلفت حياء وجهها أن تفضلا

”میں نے اس قصیدہ میں تیسیر کو مختصر اور آسان بنانے کا ارادہ کیا ہے۔ اللہ کی مدد سے یہ تیسیر سے بھی زیادہ بارآور ثابت ہوا ہے۔ یہ کئی اضافی فوائد کی وجہ سے تیسیر سے آگے بڑھ گیا ہے۔ اس نے حیاء کرتے ہوئے اپنا چہرہ چھپا لیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اسے تیسیر پر برتری دی جائے۔“ [حرز الامانی: شعر ۶۸، ۶۹]

شاطبیہ کے شارحین کے لئے اوائل دور میں عمدہ موقع تھا کہ وہ اس اصطلاح کو خوب واضح کرتے، کیونکہ انہوں نے اپنی شروحات میں جا بجا ان مقامات کی نشاندہی کی ہے جہاں امام شاطبی نے التیسیر پر اضافہ جات فرمائے ہیں۔ تاہم ان کی طرف سے ان اضافہ جات کے حکم پر بہت مختصر رائے کا اظہار ملتا ہے۔ انہوں نے ان مقامات کو واضح کرنے کے لیے صرف زیادات قصیدہ کی اصطلاح استعمال کرنے تک خود کو محدود رکھا ہے، جیسا کہ نشر کبیر میں بکثرت قاری کو نظر آتا ہے۔ [۸] الغرض زیادات الشاطبی کا استقصاء تو پچھلے علماء کے ہاں ملتا ہے لیکن یہ صراحت نہیں ملتی کہ انہوں نے یہ زیادات واضافہ جات اپنے کن اساتذہ سے اخذ کیے ہیں۔ ہم متقدمین میں سے کسی ایسے فرد کو نہیں جانتے جس نے اس اصطلاح کے معرض وجود میں آنے کے بعد اس کی توضیح وتفصیلات پر کوئی مستقل کتاب لکھی ہو۔ موجود مصادر میں اس موضوع پر صرف ایک شخصیت کا نام ملتا ہے جنہوں نے اس موضوع پر باقاعدہ قلم اٹھایا ہے اور وہ علامہ عبد الرحمن ابن القاضی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۲ھ) ہیں۔ ان کی کتاب کا نام بیان الخلاف والتشهير وما وقع فی الحرز من الزيادات علی التيسير ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں زیادات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ [القراء والقراءات بالمغرب از شیخ سعید اعراب: ص ۹۶]

پھر بعض علماء نے زیادات کے تتبع پر مخالفت کی، نتیجتاً اکیسویں صدی ہجری میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا جس نے تیسیر اور شاطبیہ کے زیادات میں موافقت پیدا کرنے کا کام کیا۔ موجود مصادر کی روشنی میں اس گروہ میں سرِ فہرست نام علامہ علی نوری صفاقسی کا ملتا ہے، جنہوں نے وجوهٌ مقدَّمةٌ فی الأداء پر کام کیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ پڑھاتے ہوئے وہ وجہ پہلے پڑھی پڑھائی جائے جو شاطبیہ اور تیسیر کی مشترکہ ہے۔ پھر وہ وجہ پڑھی جائے جس میں شاطبی منفرد

زیادات الشاطبیة علی التیسیر کے قبیل کے اضافوں کی اجازت نہ دی جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ بات تب درست ہے جب الشاطبیہ کو التیسیر کا محض تابع منظومہ قرار دیا جائے ورنہ زیادات الشاطبیہ کی بحث کا مسئلہ خروج عن الطریق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

[۸] ہماری رائے میں زیادات الشاطبیہ دراصل امام شاطبی کے مستقل ایسے اختیارات ہیں جن کا کتاب لکھتے ہوئے کسی مصنف کو مکمل استحقاق ہوتا ہے۔ نیز ان زیادات واختیارات کا بیشتر حصہ شاطبی نے دانی کے علاوہ دیگر اساتذہ سے مروی طرق سے اخذ کیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔یہ اسلوب ’’غیث النفع‘‘ میں بخوبی دیکھا جاسکتا ہے۔[سبیل المنال:ص۱۰۵،۱۰۴]

انہوں نے بھی تمام کلمات مختلف فیہا کا احاطہ نہیں کیا۔اس لیے امام ابن یالوشہ المغربی نے اپنے رسالہ (رسالة نفيسة في المقدم أداء من أوجه الخلاف أو وجهية للبدور السبعة) میں ان متروک کلمات مختلف فیہا کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے۔(یہ رسالہ مطبوع ہے)اس کے باوجود کئی مواقع تاحال مزید قابل تحقیق ہیں۔

زیادات شاطبیہ کے سلسلے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ علماء کے دو رجحانات ہیں:

a ایک گروہ کا کہنا ہے کہ امام دانی کے بیانات ہی قراءات سبعہ کے لیے میزان ہیں، لہٰذا زیادات شاطبیہ علی التیسیر کے معاملے میں انہی کی رائے کو حرف آخر سمجھا جائے۔مطلب یہ کہ زیادات شاطبیہ کے معاملے میں اصل ترجیح امام دانی کے طریق کو حاصل ہے اور امام دانی نے التیسیر میں جو وجہ اپنے شیخ سے نقل کی ہے اور التیسیر میں اس کی سند بھی بیان کی ہے اسے اصل ترجیح دی جائے اور امام شاطبی کے اضافہ کو خروج عن الطریق شمار کیا جائے اور اسے خلاف طریق مان کر ترک کر دیا جائے۔یہی حکم تمام زیادات شاطبیہ علی التیسیر کا ہے۔البتہ اس سلسلے میں التیسیر کی ان روایات کو ترجیح نہ دی جائے جنہیں امام دانی نے بطور حکایت بیان کیا ہے یا وہ روایات جو التیسیر کے التزامی طریق سے ہٹ کر ہیں۔گویا اس رجحان کا خلاصہ یہ ہے کہ اصل کتاب التیسیر ہے اور شاطبیہ محض اس کا منظومہ ہے۔چنانچہ جہاں بھی امام شاطبی نے التیسیر پر کسی قسم کا بھی کوئی اضافہ پیش کیا ہے، اسے صرف اضافی معلومات کا درجہ حاصل ہے، لیکن قراءات سبعہ کے اجراء میں اس اضافے کو شامل نہ کیا جائے۔

b اہل علم کے دوسرے گروہ نے زیادات کے معاملے میں دوسرا رجحان اختیار کیا ہے۔ان کے موقف کے مطابق ایسے اضافہ جات جو التیسیر میں موجود نہیں ہیں انہیں شاطبی کا مستقل اختیار سمجھ کر پڑھنا چاہیے۔امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ اہل علم کے اس دوسرے گروہ کے سرخیل ہیں۔انہوں نے النشر میں شاطبیہ کے ان زیادات کا بہت اہتمام سے تذکرہ کیا ہے، جہاں امام شاطبی التیسیر کے طریق سے خروج کرتے ہیں اور امام دانی کے علاوہ دیگر علماء کی اسانید سے آنے والی معلومات کو لے کر شاطبیہ میں بطور اضافہ درج کرتے ہیں۔اس رجحان کے حاملین کا زاویہ نظر یہ ہے کہ شاطبیہ کو التیسیر کے بالمقابل ایک مستقل کتاب کا درجہ دیا جائے۔گویا جو شخص من طریق الشاطبیة قراءات سبعہ پڑھنا چاہتا ہے وہ زیادات الشاطبیہ علی التیسیر کے تمام اضافہ جات کو بھی بالالتزام پڑھے گا تو طریق شاطبی مکمل ہوگا۔البتہ اگر وہ پڑھنے میں طریق التیسیر کا التزام کرتا ہے تو ایسی صورت میں شاطبی کے ان اضافہ جات کو نہ پڑھا جائے۔

پہلے گروہ کی رائے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ تمام اختلافی مسائل (قراءات کے کلمات مختلف فیہا) کے ساتھ معاملہ اپنے رجحان کے مطابق کرتے ہیں اور اگر بطور تکمیل فائدہ متعلقہ مقامات پر زیادات الشاطبیہ کو گوارا درجے میں پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں تو دونوں وجوہ میں سے جو اختیار التیسیر کا ہو عملاً اسے شاطبی والی وجہ پر ترجیح دیتے ہیں۔اسی چیز کو سامنے رکھتے ہوئے مصر کے نامور محقق عالم الشیخ الدکتور محمد توفیق النحاس حفظہ اللہ نے الرسالة الغراء في الأوجه الراجحة في الأداء عن العشرة القراء لکھا ہے۔دوسرے گروہ کی نظر میں زیادات کا اختلاف ایسے اختلاف کے قبیل سے ہے جس میں توسع اختیار کرنا چاہیے۔غور کرنے کی بات یہ ہے کہ محققین قراء جو نرمی تلاوت میں برتتے ہیں، وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایت میں نہیں برتتے، یعنی جب قاری کسی امام یا کتاب کے طریق کا خود کو پابند کر کے تلاوت کرے تو یہ جائز نہیں ہے کہ وہ دوسرے امام یا کتاب کی مرویات کو پہلے امام یا کتاب کی مرویات سے خلط ملط کر دے۔ ایسے معاملے کو کذب فی الروایۃ کا درجہ دیا جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ دوران تلاوت محققین قراء اس بات کا بڑا اہتمام کرتے ہیں کہ تلاوت ایسی وجوہ صحیحہ متواترہ پر مشتمل ہو جو اپنی ذات کے اعتبار سے بطور قرآن ثابت بھی ہوں اور وہ تلاوت متعدد متواتر روایات کا ملغوبہ بھی نہ ہو۔ یہاں ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ہم مسئلہ خلط فی الروایۃ کے حوالہ سے امام مصطفی میہی کے قول کو بطور خلاصہ پیش کریں، جنہوں نے اس مسئلہ کے متعلقہ نصوصِ ائمہ نقل کی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

”قاری پر لازم ہے کہ وہ خلط فی الروایۃ سے بچے، جیسے ﴿فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ﴾ [البقرۃ:۳۷] میں دونوں جگہ رفع یا دونوں جگہ نصب پڑھنا، اور اسی طرح ﴿وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا﴾ [آل عمران:۳۷] کو تشدید و رفع کے ساتھ پڑھنا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قواعد عربیہ اور لغت اس کی اجازت نہیں دیتے۔ البتہ اگر اختلاف مرتب نہ ہو تو علی سبیل التلاوۃ خلط گوارا درجہ میں جائز ہے لیکن علی سبیل الروایۃ قطعاً حرام ہے، کیونکہ کسی روایت یا کتاب کا التزام کر کے دوسری روایت یا کتاب میں موجود قراءات کا خلط کرنا کذب فی الروایۃ کہلاتا ہے۔ خلط فی الروایۃ کے سلسلے میں اہل علم کی معتدل رائے یہی ہے کہ اگر اختلاف مرتب نہ ہو تو پھر عام قراء کے لیے علی سبیل التلاوۃ خلط کرنا جائز ہے، لیکن ماہرین فن کے لیے معیوب ہے، علماء کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے، تاکہ علماء اور عوام میں فرق رہے۔ باقی رہا اس ناپسندیدگی کا معاملہ تو یہ حلال و حرام کے قبیل سے نہیں، کیونکہ تمام قراءات منزل من اللہ ہیں۔“ [فتح الكريم الرحمن لعلامة مصطفى الميهيى][9]

☆ ہم دوبارہ مسئلہ زیادات الشاطبیہ علی التیسیر کی طرف آتے ہیں۔ اس سلسلے میں سید ہاشم المغربی کی رائے کا خلاصہ یہ ہے کہ زیادات قصیدہ دو طرح کے ہیں:

(۱) جو ’طیبۃ النشر‘ میں وارد ہوئے ہیں۔

(۲) وہ زیادات جو طیبہ کے ماسوا ہیں۔

اگر قاری زیادات کے ضمن میں طیبہ میں وارد وجہ پڑھے تو حرج کی بات نہیں، لیکن یہ ضرور بتانا چاہیے یا قاری کے علم میں ہونا چاہئے کہ یہ شاطبیہ کے طریق سے نہیں ہے۔ البتہ ایسے زیادات الشاطبیۃ جو ’طیبۃ النشر‘ میں موجود نہیں ہیں، بطریق شاطبیہ ان کی تلاوت جائز نہیں ہے۔

زیادات الشاطبیہ علی التیسیر کے ضمن میں ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ انہیں اختیارات شاطبیہ کہا جائے۔ اس توجیہ سے یہ مصطلح سمجھنا کافی آسان ہو جاتا ہے، لیکن اس پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ امام شاطبی نے ان اختیارات کے طرق پر کوئی سند یا نص نقل نہیں کی جس سے شاطبی کو طریق التیسیر سے خروج پر معذور سمجھا جائے۔ اس بات کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ امام شاطبی کی طرف سے مقدمۃ الکتاب میں اتنی تصریح کافی ہے کہ وہ التیسیر پر کئی اضافہ جات بھی اپنی طرف سے پیش فرمائیں گے گویا انہوں نے بتا دیا ہے کہ طریق تیسیر کے پابند نہیں ہیں۔ اتنی صراحت کے بعد یہ سوال اضافی حیثیت کا درجہ رکھتا ہے کہ انہوں نے طریق التیسیر پر جو اضافہ جات پیش فرمائے ہیں ان کی سند کیا ہے؟! اس سوال کا جواب نہ بھی ملے تو نفس مسئلہ پر کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا۔ المختصر زیادات الشاطبیۃ علی التیسیر سے مراد امام شاطبی کے اختیارات

[9] زیر بحث مسئلہ کے لیے رشد قراءات نمبر ۱ میں مضمون: خلط قراءات اور علم تحریرات کا فنی مقام و مرتبہ ملاحظہ فرمائیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مراد لیے جائیں تو مسئلہ کافی حد تک حل ہو جاتا ہے۔

☆ بحث کے اختتام پر ہم زیادات الشاطبیہ کو چار اقسام پر تقسیم کرتے ہیں:

a زیادات ابواب۔ یعنی شاطبی نے ایسے بعض ابواب قائم کئے ہیں جو التیسیر میں نہیں ہیں۔ مثلاً

b باب اتفاقهم في إدغام ذال إذ، و دال قد، وتاء التانيث، و هل وبل اور مخارج الحروف وصفات۔ وغیرہ

c اصول قراءات میں زیادات، مثلاً ﴿ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ ﴾ [الأحزاب:۳۲] میں التیسیر میں ورش کے لیے صرف تسہیل مذکور ہے، ابدال ہمزہ ثانیہ نہیں ہے۔[غیث النفع:ص ۱۰۴۔۱۰۵]

d فروش قراءات میں زیادات۔ مثلاً" ﴿ اقْتَدِهْ ﴾ [الأنعام: ۹۰] "میں ابن ذکوان کے لیے التیسیر میں صرف 'صلہ' ہے جبکہ شاطبیہ میں دونوں وجوہ مذکور ہیں۔[الوافی شرح الشاطبیہ، ص ۱۸۰ از قاضی عبد الفتاح]

e کلمات کی توضیح و تفسیر کی زیادتی۔ مثلاً

(۱) ہر قاری کے لیے مخصوص رموز کا اہتمام۔

(۲) قراءات کی توجیہات بیان کرنا۔ وغیرہ

یہاں اس سلسلے میں صرف چند مثالیں پیش کی گئی ہیں، البتہ جو شخص تفصیلا دیکھنا چاہتا ہے وہ امام ابن قاضی کی کتاب بیان الخلاف والتشهير وما وقع في الحرز من الزيادات على التيسير کا مطالعہ کرے۔ اسی طرح وجوہ میں مقدم ومؤخر پر لکھی گئی کتب مثلاً رسالة ابن يالوشة اور الرسالة الغراء في الأوجه الراجحة في الأداء عن العشرة از الشیخ محمد توفیق النحاس کی طرف مراجعت کرے۔

☆ مذکورہ ساری تفصیل کو پیش کرنے کے باوجود حقیقت یہی ہے کہ زیادات الشاطبیہ علی التیسیر کی مصطلح کے بارے میں ابھی تک بعض پہلو تاحال وضاحت طلب ہیں ، کیونکہ امام شاطبی رحمہ اللہ نے التیسیر پر علمی اضافہ جات (زیادات) کے علاوہ ایک مزید کام یہ بھی کیا ہے کہ التیسیر للدانی کی بعض اہم وجوہ کو شاطبیہ میں سرے سے پیش ہی نہیں فرمایا اور انہیں نقل کرنے سے گریز کیا ہے۔ جیسے

(۱) مد منفصل و متصل میں چار مراتب مد، جن پر التیسیر میں واضح نص موجود ہے۔

(۲) اسی طرح ادغام کبیر کے باب میں سوسی کے لیے اظہار مع الابدال وغیرہ۔ کیونکہ التیسیر کی عبارت سے تو سوسی کے لیے دونوں وجوہ یعنی ادغام مع ابدال الهمزہ اور اظہار مع الابدال کا جواز نکلتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

امام دانی رحمہ اللہ نے اس بات کی التیسیر میں وضاحت بھی کی ہے کہ انہوں نے اپنے استاذ امام فارس بن احمد سے سوسی کی روایت میں مد غم مثلین اور متقاربین کا اظہار و ادغام دونوں وجوہ نقل کی ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ سوسی کے لیے ہمزہ ساکنہ میں صرف ابدال ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابن الجزری

ترجمہ: قاری طاہر رحیمی

سبعہ احرف اور سبعہ قراءات میں فرق

(اس شخص کی غلطی کا بیان جو سمجھتا ہے کہ 'احرف سبعہ' وہی ہیں جو شاطبیہ اور تیسیر میں درج ہیں)

یہ عظیم مضمون محقق امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم کتاب 'النشر فی القراءات العشر' سے ماخوذ ہے، جس کا ترجمہ و شرح قاری طاہر رحیمی رحمۃ اللہ علیہ نے 'کشف النظر' کے نام سے کیا ہے۔[ادارہ]

تیسری صدی میں جب لوگوں میں سستی پیدا ہو گئی اور اختلاف و نزاع بکثرت ہو گیا، ضبط و حافظہ، ہمت و شوق میں ضعف آگیا۔ حالانکہ اس زمانہ میں کتاب و سنت کا علم بہت زیادہ اہم تھا۔ اس بنا پر بعض آئمہ نے ضبطِ قراءات کے لیے تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا، جس کو ان حضرات نے (صحیح اور متصل سند کے ذریعہ) روایت کیا تھا۔

ابو عبید قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ نے جو نہایت معتبر امام (زاہد و متقی) تھے، انہوں نے سب سے پہلے 'کتاب القرات' لکھی۔ جس میں انہوں نے تقریباً سبعہ سمیت پچیس قراء تیں جمع کیں۔

ان کے بعد احمد بن جبیر بن محمد کوفی رحمۃ اللہ علیہ مقیم انطاکیہ رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ قراءات پر مشتمل ایک کتاب تصنیف کی۔ جس میں پانچ مشہور شہروں (مدینہ، مکہ، کوفہ، بصرہ، شام) میں سے ہر شہر کے ایک ایک امام کی قراءت درج کی ہے۔

ان کے بعد قاضی اسماعیل بن اسحٰق مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے جو قالون کے شاگرد ہیں، کتاب القراءات لکھی۔ جس میں سبعہ سمیت بیس اماموں کی قراءت جمع کی ہیں۔

پھر امام (التاریخ) ابو جعفر بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الجامع تصنیف کی۔ جس میں بیس سے زیادہ قراءت درج کیں۔

اس کے کچھ عرصہ کے بعد ابو بکر محمد بن احمد بن عمر داجونی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب تصنیف کی، جس میں طبریؒ کی بیان کی ہوئیں قراءات سمیت ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ جو قراء عشرہ میں سے ہیں، کی قراءت بھی درج کی۔

پھر ابو بکر احمد بن موسیٰ بن عباس بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "السبعہ" لکھی۔ جس میں انہوں نے قراء سبعہ کی سات مروجہ قراءت درج کی ہیں۔ اور اس میں داجونی رحمۃ اللہ علیہ اور طبری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روایت کی ہے۔ موصوف ہی نے سب سے پہلے قراءت سبعہ پر اقتصار کیا ہے۔ ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں اور ان کے بعد علماء کرام نے قراءت میں مختلف قسم کی تالیفات کیں۔ مثلاً "کتاب القراءت" تالیف ابو بکر احمد بن نصر شذائی رحمۃ اللہ علیہ اور "کتاب الشامل"، "کتاب الغایہ" وغیرہ، دس قراءتوں میں تالیفات ابو بکر احمد بن حسین بن مہران رحمۃ اللہ علیہ، اور "کتاب المنتہیٰ"، اس میں تمام متقدمین سے زیادہ قراءت و طرق وغیرہ جمع کئے ہیں۔ مؤلفہ امام استاذ ابو الفضل محمد بن جعفر خزاعی رحمۃ اللہ علیہ یاد رکھیں کہ ہر مصنف نے اپنی تالیف میں وہی قراء تیں بیان کی ہیں جو اس کی متصل اور صحیح سند سے پہنچی ہیں۔

چوتھی صدی کے آخر تک، اندلس اور مغربی شہروں میں ان قراءات میں کسی کا بھی رواج نہ تھا۔ ان شہروں کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باشند گان میں سے سب سے پہلے ابو عمر احمد بن محمد بن عبد اللہ طلمنکی رحمۃ اللہ علیہ مؤلف ’’روضہ‘‘ نے، پھر ابو محمد مکی بن ابی طالب قیسی رحمۃ اللہ علیہ مولف تبصرہ و کشف وغیرہ، اور حافظ ابو عمرو عثمان بن سعید دانی رحمۃ اللہ علیہ مولف تیسیر و جامع البیان وغیرہ نے قراءات کی تعلیم کے لیے سفر کیا اور مصر وغیرہ سے پڑھ کر قراءات اندلس میں پہنچائیں اور امام دانی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع البیان (فی سبعہ) میں قراء سبعہ سے پانچ سو سے زائد روایات اور طرق بیان کئے ہیں۔ اور پانچویں صدی کے شروع تک قراءات سبعہ اکثر مشہور طرق و روایات کے ساتھ پڑھی اور پڑھائی جاتی تھیں۔

ان حضرات کا مختصر بیان، جو قراءات کو کثرت اور زیادتی کیساتھ جمع کرنے میں مشہور ہیں

پانچویں صدی میں دمشق میں ابو علی حسن بن علی بن ابراہیم اہوازی رحمۃ اللہ علیہ نزیل دمشق استاذ القراءات تھے۔ انہوں نے ’’وجیز‘‘ (آٹھ قراءتوں میں)، ’’ایجاز‘‘، ’’ایضاح‘‘ اتضاح ’’وغیرہ کتابیں قراءات میں تالیف کیں۔ آپ مشہور اور شاذ دونوں قسم کی قراءات کے جامع تھے۔ آپ کے بعد کوئی بھی فن قراءات میں اس پایہ کا عالم نہیں ہوا۔ اسی عرصہ میں ابو القاسم یوسف بن علی بن جبارہ ہذلی رحمۃ اللہ علیہ نے مغرب سے مشرق کی طرف کوچ کیا اور بہت سے شہروں اور ملکوں میں پھرتے رہے اور قراءات کے اماموں سے روایت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ماوراء النہر تک پہنچ گئے، نیز غزنہ وغیرہ میں بھی قراءات پڑھیں۔ اور کتاب الکامل لکھی۔ اس میں پچاس قراء تیں درج کیں۔ ان میں دس تو عشرہ متواترہ ہیں، اور چالیس دوسری ہیں۔ اور اس میں چودہ سو انسٹھ روایات و طرق جمع کئے ہیں۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ میں مغربی شہروں کے اخیر سے لے کر فرغانہ کے دروازہ تک دائیں، بائیں، پہاڑ، زمین، خشکی اور تری یعنی ہر جگہ پھرا ہوں اور تین سو پینسٹھ (۳۶۵) شیوخ سے ملاقات کی ہے۔ اسی زمانہ میں مکہ میں ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد طبری رحمۃ اللہ علیہ نزیل مکہ استاذ القراءات تھے، انہوں نے ’’کتاب التلخیص (آٹھ قراءتوں میں) اور ’سوق العروس‘ دو کتابیں تالیف کیں۔ اور سوق العروس میں ساڑھے پندرہ سو روایات و طرق درج کئے ہیں۔ جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے۔ ان دونوں حضرات کے بعد کسی نے بھی اتنا بڑا ذخیرہ جمع نہیں کیا۔ البتہ ابو القاسم عیسیٰ ابن عبد العزیز اسکندری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ’’الجامع الاکبر والبحر الازخر‘‘ میں سات ہزار روایات و طرق جمع کیے ہیں۔ (ماشاء اللہ اسم بامسمّی ہے)۔ ان کے بعد کسی نے بھی آج تک اس قدر روایات و طرق جمع نہیں کئے۔ اس کے بعد بھی ہمیشہ علماء اور قراء اسی طرح ان سے کم اور زیادہ شاذ اور صحیح قراءات میں تالیفات کرتے رہے جو ان کو پہنچی تھیں۔ یا ان کے علم میں صحیح سند سے ثابت تھیں۔ ان حضرات کی تالیفات ہمیشہ مقبول عام ہوتی رہیں، اور کوئی شخص بھی ان کی بیان کردہ قراءات کا انکار نہیں کرتا تھا۔ بلکہ سب حضرات اس بارہ میں متقدمین علماء کی پیروی کرتے رہے، کیوں کہ سلف کا قول ہے کہ قراءات سنت متبعہ ہے جس کو ہر پچھلا شخص پہلے سے اخذ کرتا چلا آتا ہے۔ ہماری معلومات کی رو سے پہلے زمانوں میں کسی نے بھی دوسرے کی قراءات کا انکار نہیں کیا۔ البتہ دو حضرات کی آراء سے علماء نے ضرور اختلاف کیا ہے (جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں) اور وہ یہ ہیں:

a ابن شنبوذ رحمۃ اللہ علیہ جو ہر اس قراءت کو جائز اور صحیح کہتے ہیں جو نحوی وجہ کے موافق اور سند سے ثابت ہو۔ گو رسم کے خلاف ہو، اس اختلاف کو ہم اوپر تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔

b ابن مقسم رحمۃ اللہ علیہ، ہر اس وجہ کو جائز قرار دیتے ہیں جو نحوی وجہ کے مطابق اور رسم کے موافق ہو گو سند سے ثابت

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

نہ ہو۔اس کی تفصیل بھی گذر چکی ہے۔

لیکن ہذلی رحمۃ اللہ علیہ کی کامل، طبری رحمۃ اللہ علیہ کی سوق العروس، ہوازی رحمۃ اللہ علیہ کی اقناع، ابوالعز رحمۃ اللہ علیہ کی کفایہ ،سبط الخیاط کی منہج، مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی روضہ اوراسی طرح دوسرے ائمہ کی تصنیفات، جن میں قراءسبعہ وعشرہ اوران کے ماسوا دوسرے اماموں کی ضعیف وشاذ قراءات بھی درج ہیں، انھیں پڑھنے والا کوئی بھی ایسا شخص ہمارے علم میں نہیں جس نے ان کی کسی ایک وجہ کا بھی انکار کیا ہو، یااس کواحرف سبعہ میں سے کسی حرف کے خلاف سمجھا ہو۔ بلکہ امت کے علماء اور مسلمانوں کے قاضی ہمیں ہمیشہ ایسی کتابیں اور قراءتیں پڑھنے پڑھانے کے تحریری اجازت نامے اوردستی شہادتیں اور تصدیقات عنایت کرتے رہے ہیں۔ ہم نے اس بحث کوطول اس لیے دیاہے کہ ہمیں بعض بے علم لوگوں کی یہ بات پہنچی ہے کہ صحیح قراءات صرف وہی ہیں جو ان قراءسبعہ سے منقول ہیں ،یا'سات حروف'جن کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں اشارہ فرمایاہے، قراءسبعہ کی سات قراءت ہی ہیں اوران کے ماسواباقی تمام قراءتیں شاذ ہیں۔ بلکہ بعض جاہلوں پر یہ عقیدہ غالب ہے کہ 'صحیح قراءات' صرف وہی ہیں جو شاطبیہ اور تیسیر میں ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث «أُنزل القرآن علی سبعة أحرف»میں انھی کی طرف اشارہ کیاہے۔اور جو چیزان دونوں کتابوں میں نہیں، وہ شاذ ہے۔حالانکہ بعض ایسی وجوہ ہیں،جوشاطبیہ اور تیسیر میں مذکور نہیں، اور قراءسبعہ سے بھی منقول نہیں، بلکہ دوسرے سے منقول ہیں، لیکن وہ قراءسبعہ کی وجوہ سے صحیح تر ہوتی ہیں۔ان حضرات کو یہ شبہ اس لیے ہوگیاکہ انہوں نے پہلے «أُنزل القرآن علی سبعة أحرف»والی حدیث سنی ،پھر قراءسبعہ کی قراءات دیکھیں، توانہیں یہ گمان ہوگیاکہ حدیث میں جواحرف سبعہ کی طرف اشارہ ہے وہ یہی سات قراءات ہیں۔

اس شخص کی غلطی کابیان جو یہ گمان کرتاہے کہ "احرف سبعہ"وہی ہیں جو شاطبیہ اور تیسیر میں درج ہیں:

حضرت ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے سبعہ کے بیان پر بس کرنے سے عوام مغالطہ میں مبتلا ہوگئے۔ اس بناء پر متقدمین میں سے بہت سے حضرات، امام ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے قراءسبعہ ہی کی قراءات کے بیان پر بس کرنے کو ناپسندیدہ قرار دیتے، اورانھیں اس معاملے میں خطاوار سمجھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے:" کاش ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سبعہ سے کم یازیادہ قراءتیں بیان کرتے،یا اپنی مراد کااظہار فرمادیتے، تاکہ جاہل لوگ اس سے دھوکہ میں مبتلانہ ہوتے۔

اب اس بیان کی تائیدوتقویت کے لیے ائمہ کی چند نصوص اورعبارتیں درج کی جاتی ہیں:

a امام ابوالعباس احمد بن عمار مہدوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ "بعض شہروں کے متاخرین نے جو عموماًان قراءسبعہ کواختصار کی غرض سے اختیار کیا، اس سے عام لوگوں کو مغالطہ ہوا اورانہوں نے اس کولازمی فرض تصور کرلیا اور اس درجہ تک پہنچ گئے کہ اس کے خلاف کچھ اوروجوہ سنتے ہیں، توپڑھنے والے کوغلط کار، یاکافرتک کہہ دیتے ہیں، حالانکہ بسااوقات وہ وجوہ ظاہرتر اور مشہورتر ہوتی ہیں۔ پھر کم ہمت لوگوں نے قراءسبعہ میں سے بھی ہر امام کے دو، دوراویوں پر اس طرح بس کرلی کہ اگروہ انھی کے کسی اورراوی کی روایت سنتے ہیں، تواسے باطل کہہ دیتے ہیں، خواہ ان راویوں سے مشہورتر ہو۔ سبعہ کے بیان پر بس کرنے والے کوایسانہیں کرناچاہیے تھا۔ کیونکہ اس سے عام لوگ دھوکے اور شبہ میں مبتلاہوگئے، اوروہ اپنی ناواقفیت کے سبب بعض صحیح وجوہ کو جہالت کی طرف منسوب کرنے لگ گئے۔اور معلومات کی کمی کی وجہ سے ان کو یہ وہم ہوگیاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں سات حروف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے سات قراء تیں ہی مراد ہیں۔ پھر پچھلوں کے وہم کو اگلے لوگوں نے اور پختہ کر دیا۔ کاش! ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سبعہ سے کم یا زیادہ قراء تیں بیان کرتے تاکہ شبہ زائل ہو جاتا۔"

نیز فرماتے ہیں:

"جو قراءت قابل عمل ہے اور اس کا رد جائز نہیں، وہ ہے جس میں تینوں رکن پائے جائیں۔ پس اس قسم کی ہر قراءت کا قبول کرنا واجب ہے۔ اور مسلمانوں میں سے کسی کے لیے بھی اس کا رد اور انکار درست نہیں، خواہ وہ ان ائمہ سبعہ سے ہو جن کو قراءتوں کے بیان پر اکثر حضرات نے اختصار لیا ہے یا انکے علاوہ کسی اور سے ہو۔"

b امام ابو محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "قراءت کے ائمہ مصنفین نے اپنی تصنیفات میں سبعہ کے علاوہ ستر سے زیادہ ایسے اماموں کی قراء تیں بیان کی ہیں، جو مرتبہ اور شان میں قراء سبعہ سے مقدم اور قدر و منزلت میں ان سے بزرگ ترین تھے۔ مزید برآں علماء کی ایک جماعت نے قراءت کی تصنیفات میں قراء سبعہ میں سے بھی بعض اماموں کا ذکر ساقط کر دیا ہے، اور ان کی قراءات بیان نہیں کیں۔ چنانچہ ابو حاتم وغیرہ نے حمزہ، کسائی اور ابن عامر رحمہم اللہ کی قراء تیں بیان نہیں کیں۔ اور سبعہ کے علاوہ دوسرے تقریباً بیس اماموں کی قراء تیں زائد بیان کی ہیں، اور یہ سب قراء سبعہ سے پہلے زمانہ میں گذرے ہیں۔ اسی طرح طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب القراءت میں سبعہ پر دوسرے تقریباً پندرہ ائمہ کی قراءتوں کا اضافہ کیا ہے۔ اسی طرح ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سات میں سے چند قراء کی قراءات بیان کی ہیں۔ پھر کسی کا یہ گمان کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے کہ پچھلے زمانہ کے ان سات قاریوں کی قراء تیں ان سبعہ حروف میں سے ایک ہیں، جو حدیث میں منصوص و مذکور ہیں، بلکہ یہ کہنا واقعہ کے سراسر خلاف ہے۔ آیا یہ دعویٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارشاد کی بنا پر کیا جاتا ہے یا کسی اور سند سے، اور یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟، حالانکہ شروع میں یعقوب حضرمی بصری کی قراءت ساتویں شمار کی جاتی تھی، لیکن تیسری صدی میں ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی بجائے کسائی رحمۃ اللہ علیہ کو لے لیا۔

c امام حافظ ابو عمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ "جامع البیان" میں حروف کے بارے میں اپنا مذہب اور ان کے اختلاف کی وجہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ بلاشبہ قراء سبعہ اور ان کے مانند دوسرے آئمہ کی ان قراءت کی پیروی واجب ہے جو ان سے صحیح طور پر ثابت ہوئی ہیں اور شاذ نہیں ہیں۔ (مثلاً قراءت ابو جعفر مدنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے اختلافات ۱۲ط)

d امام ابو القاسم ہذلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "کامل" میں فرماتے ہیں: کسی کے لیے یہ بات جائز نہیں کہ زیادہ روایتیں بیان کرنے سے منع کرے۔ اور ان قراءات کو شاذ کہہ دے جو اسے نہ پہنچی ہوں۔ جو بھی قراءت پڑھی جائے اور جو روایت نقل کی جائے اور وہ امام کی رسم کے موافق ہو۔ اور اجماع کے بھی خلاف نہ ہو، تو وہ صحیح ہے۔

e امام ابو بکر بن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب 'القبس' میں تصریح کی ہے، کہ ابو جعفر، شیبہ اور اعمش رحمہم اللہ وغیر ہم کی قراءتوں کا پڑھنا اور پڑھانا جائز و صحیح ہے اور یہ قراءات پہلے زمانوں کے اعتبار سے شاذ نہیں ہیں، فرماتے ہیں:

"ان مشہور روایتوں پر تعیین و انحصار کرنا ہرگز درست نہیں۔ بلکہ ان کے علاوہ بعض دوسری قراءات ایسی ہیں، جو ان کے برابر یا ان سے بھی فائق (و مقدم اور قوی تر) ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے 'کتاب السیرت' کے آخر میں امام ابو محمد بن حزم رحمۃ اللہ علیہ کی بھی اسی قسم کی تصریح دیکھی ہے۔"

f امام محی السنہ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی رحمۃ اللہ علیہ (مفسر) اپنی تفسیر کے شروع میں فرماتے ہیں: جس طرح لوگوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے قرآن کے احکام پر عمل کرنا اوراس کے قطعی فیصلوں کی حفاظت اور نگہبانی کرنا ایک عبادت ہے، جس کے وہ مکلف قرار دیئے گئے ہیں، اسی طرح ان پر بھی فرض اور لازم ہے کہ وہ قرآن کی تلاوت اوراس کے حروف واختلافات کی حفاظت عثمانی مصحف کے اس خط کے موافق کریں، جس پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہو چکا ہے۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ جو اختلافی وجوہ رسم الخط کے موافق ہیں، ان میں بھی ان مشہور قراء کی قراءات سے تجاوز نہ کریں، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے جانشین بنے، اورانکی اختیار کردہ قراءتوں کی قبولیت پر پوری اُمت کا اجماع ہے۔ نیز فرماتے ہیں: ”میں نے اس تفسیر میں صرف انہی قراء کی قراءات بیان کی ہیں، جو قراءات کے اختیار میں سب سے زیادہ مشہور و معروف ہیں۔ اس کے بعد قراءات کے اخذ کرنے کی سند ابن مہران تک بیان کی ہے۔ پھر ان قراء کے اسماء گرامی درج کئے ہیں اور وہ یہ ہیں:

۱۔ ابوجعفر مدنی ۲۔ نافع مدنی ۳۔ ابن کثیر مکی

۴۔ ابن عامر شامی ۵۔ ابوعمرو بن علاء بصری ۶۔ یعقوب حضرمی بصری

۶۔ عاصم کوفی ۸۔ حمزہ کوفی ۹۔ کسائی کوفی رحمۃ اللہ علیہم

پھر کہتے ہیں کہ میں نے صرف انہی قراء کی قراءات اس لیے بیان کی ہیں کیونکہ ان کی تلاوت کے جائز ہونے پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے (یہ مطلب ہرگز نہیں کہ باقی قراءتیں شاذ ہیں یا ضعیف ہیں۔)

g امام کبیر حافظ ابوالعلاء حسن بن احمد بن حسن ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ جن کا قول کتاب وسنت کے بارے اتفاقاً تسلیم کیا گیا ہے۔ اپنی ”کتاب غایہ“ کے شروع میں فرماتے ہیں: ”امابعد! یہ ان قراء عشرہ کے اختلافات کا تذکرہ ہے، جن کی قراءات کی حجازی، شامی، عراقی، سب حضرات اقتدا کرتے ہیں، اورانہوں نے اس بارہ میں ان کی ترتیب کو مضبوطی سے تھام لیا ہے۔“ پھر ان دس قراء کے نام بیان کئے ہیں جو مشہور و معروف ہیں۔

h شیخ الاسلام مفتی الانام علامہ ابوعمرو عثمان بن صلاح رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں مسائل جو فتاویٰ کی غرض سے عجمی ملکوں سے گئے اورانہوں نے ان کے جوابات مرحمت فرمائے، ان میں سے ایک جواب یہ ہے: جس قراءت کی تلاوت کی جائے اس کے لیے یہ شرط ہے، کہ اس کا قرآن ہونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر طریق پر منقول ہو، اوراسی طرح ہر زمانہ میں وہ مشہور و شائع رہی ہو۔ اوراسے تمام امت نے قبول کیا ہو جیسے 'قراءات سبعہ' تواتر اور شہرت کی قید اس لیے لگائی ہے کہ صحیح اور مقبول قراءات میں یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہونا معتبر ہے، جیسا کہ فن اصول میں مقرر اور ثابت ہوا ہے۔ پس جن قراءات میں یقین اور قطعیت نہیں پائی جائے گی، جیسے قراءت سبعہ یا عشرہ کے سوا دوسری قراءتیں، ان کا پڑھنا اور پڑھانا ممنوع اور حرام ہو گا، نہ کہ صرف مکروہ۔ یہ فتویٰ علامہ ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب 'المرشد الوجیز' میں بیان کیا ہے، اور ہم نے بھی اپنی کتاب 'منجد المقربین' میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

i شیخ ابومحمد عبداللہ بن عبدالمومن واسطی رحمۃ اللہ علیہ جب ۷۳۰ھ کے دوران دمشق آئے، وہاں اپنی کتب 'الکنز فی القراءات' وغیرہما کے طریق سے قراءات عشرہ پڑھائیں تو دمشق کے بعض معلمین قراءات کو جو شاطبیہ اور تیسیر کے سوا دوسری قراءات اور طریق کو نہیں جانتے تھے، ان سے حسد ہوا، اورانہوں نے بعض قاضیوں سے اس کی ممانعت کی درخواست کی۔ پس اس وقت کے علماء اور آئمہ نے اس بارے میں تحریرات لکھیں، اور کسی نے بھی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس کے جائز ہونے میں اختلاف نہ کیا، بلکہ سب نے اتفاقی طور پر یہ فیصلہ کیا کہ ان دس قراء کرام کی قراءات صحت و مقبولیت کے لحاظ سے بالکل ایک جیسی ہیں۔ البتہ ان دس کے علاوہ دوسری قراءات میں ان حضرات کا اختلاف ہوا، سو بعض نے ان کو شاذ کہا اور بعض نے صحیح بتایا، اور بعض علماء نے ان کے متعلق توقف اور سکوت اختیار کیا۔ لیکن حق یہ ہے کہ جو قراءت ان تین رکنوں کے ضابطہ میں داخل ہو جائے وہ یقینا صحیح اور مقبول ہے۔ اور جس میں ان تین رکنوں میں سے کوئی رکن خلل پذیر ہو جائے تو وہ شاذ ہے۔

j شیخ الاسلام امام ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تیمیہ رحمہ اللہ جو اپنے زمانہ کے مجتہد ہیں، ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: معتبر علماء کا اس بارے میں کوئی نزاع نہیں کہ وہ سات حروف جن کے متعلق نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ قرآن ان پر نازل ہوا ہے، ان سے قراء سبعہ کی یہ مشہور قراءتیں مراد نہیں۔ بلکہ ان کو تو سب سے پہلے ابن مجاہد رحمہ اللہ نے اس غرض سے جمع کیا تھا کہ یہ قراءات ان حروف کے شمار کے موافق ہو جائیں جن پر قرآن نازل ہوا ہے۔ ابن مجاہد رحمہ اللہ اور دوسرے علماء کا یہ اعتقاد ہرگز نہیں تھا کہ قراءت سبعہ ہی حروف سبعہ ہیں یا سات معین قراء کی قراءات کے سوا دوسروں کی قراءتوں کا پڑھنا جائز نہیں۔ اسی بنا پر قراءات کے بعض آئمہ نے کہا ہے کہ اگر ابن مجاہد رحمہ اللہ مجھ سے پہلے حمزہ رحمہ اللہ کو قراء سبعہ میں شامل نہ کرتے تو میں حمزہ رحمہ اللہ کی قراءت کی بجائے یعقوب حضرمی رحمہ اللہ کی قراءت درج کرتا۔ جو دوسری صدی کے آخر میں بصرہ کی جامع مسجد کے امام اور اپنے زمانہ میں بصرہ کے قراء کے صدر اور امیر تھے۔ پھر فرماتے ہیں: ''متقدمین میں سے وہ علماء اسلام اور آئمہ جن کی اس فن میں اقتداء کی گئی ہے، وہ سب بلا نزاع یہ کہتے ہیں کہ تمام شہروں اور ملکوں میں صرف انہی معین قراءتوں پر بس کرنا لازمی بات نہیں۔ بلکہ اگر کسی شخص کے نزدیک اعمش رحمہ اللہ (شیخ حمزہ رحمہ اللہ) کی یا یعقوب حضرمی رحمہ اللہ وغیرہ کی قراءتیں اسی طرح ثابت ہو جائیں، جس طرح حمزہ رحمہ اللہ اور کسائی رحمہ اللہ کی قراءت ثابت ہیں، تو اسے بلاشبہ ان کے پڑھنے کی بھی اجازت ہے۔ اس بارے میں ان علماء کا ہرگز کوئی اختلاف نہیں جو قابل اعتماد ہیں۔ اور ان میں اجماع واختلاف کی پوری اہلیت ولیاقت موجود ہے، بلکہ اکثر علماء جو فن کے امام ہیں۔ اور انہوں نے امام حمزہ رحمہ اللہ اور کسائی رحمہ اللہ کی قراءات حاصل کی ہیں، مثلاً: سفیان بن عیینہ، احمد بن حنبل، بشر بن حارث رحمہم اللہ وغیرہ۔ وہ امام حمزہ رحمہ اللہ اور امام کسائی رحمہ اللہ کی قراءت کے مقابلہ میں امام ابو جعفر بن قعقاع مدنی رحمہ اللہ، امام شیبہ بن نصاح مدنی رحمہ اللہ اور اہل بصرہ (مثلاً یعقوب کے شیوخ) وغیرہ حضرات کی قراءت کو ترجیح دیتے تھے۔ اور اس بارہ میں علماء اور آئمہ کا کلام اہل فن کے یہاں مشہور و معروف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل عراق جن کے نزدیک دس اور گیارہ اماموں کی قراءات بھی سبعہ کے مانند ثابت و مشہور ہیں۔ وہ ہمیشہ ان کے بارے میں کتابیں لکھتے، اور ان کی نماز میں اور نماز سے باہر قراءت کرتے رہے ہیں۔ اور یہ بات تمام علماء کے یہاں متفق علیہ ہے، اس میں کسی کا بھی انکار ثابت نہیں۔ رہا قاضی عیاض رحمہ اللہ اور ان کے کلام کے قائلین کا ابن شنبوذ رحمہ اللہ پر یہ اعتراض وانکار کرنا کہ وہ چوتھی صدی کے اثناء میں نماز کے اندر شاذ قراءتیں پڑھا کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے ایک مشہور و معروف ہنگامہ اور جلسہ بھی ہوا تھا۔ تو یہ ان شاذ قراءتوں کے بارے میں ہے جو عثمانی مصاحف کی رسم کے خلاف ہیں۔ (ایسی قراءات کی تلاوت کو ہم بھی ناجائز کہتے ہیں)، مگر قراءات عشرہ اور اسی طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری مشہور قراءتیں جو رسم عثمانی کے موافق ہیں، ان کا کسی عالم نے بھی انکار نہیں کیا۔ لیکن یاد رکھیں کہ جس شخص کو ان قراءات کا علم نہ ہو، یا وہ اس کے نزدیک صحیح طریق پر ثابت نہ ہوئی ہوں، مثلاً وہ شخص جو اسلامی شہروں میں سے مغرب وغیرہ کے کسی ایسے شہر میں ہو، جہاں ان قراءتوں میں سے بعض قراءات متصل اور صحیح سند سے نہ پہنچی ہوں، اس کے لیے ایسی نامعلوم قراءات کا پڑھنا ہرگز جائز نہیں، کیونکہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ وغیرہ حضرات کے قول کی رو سے قراءات ایسی سنت ہے، جسے پچھلا پہلے والے سے اخذ کرتا چلا آرہا ہے، اور اس میں قیاس ورائے کا ذرا بھی دخل نہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ نماز کا افتتاح، اذان واقامت اور صلوۃ خوف وغیرہ ان کے متعلق نبی کریم ﷺ سے بہت سے طریقے اور کئی ترکیبیں اور کیفیتیں ثابت ومروی ہیں، اور وہ سب کی سب عمدہ اور پسندیدہ ہیں۔ جو شخص ان سے واقف اور عالم ہو اس کے لیے سب ہی پر عمل کرنا مشروع اور روا ہے، لیکن جو شخص ان میں سے صرف ایک ہی طریقہ اور قسم جانتا ہو اس کے لیے نہ تو یہ جائز ہے کہ معلوم طریقہ کو چھوڑ کر غیر معلوم طریقہ اختیار کرے۔ اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ ان علماء کی تردید ومخالفت کرے جو سب طریقوں اور قسموں سے پوری طرح واقف ہیں، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "اختلاف اور جھگڑا نہ کرو۔ کیوں کہ تم سے پہلے لوگوں نے بھی اختلاف اور جھگڑا کیا۔ پس اس وجہ سے وہ برباد ہوگئے۔"

پھر اس مسئلہ پر مفصل بحث کرنے کے بعد فرماتے ہیں: پس ہمارے مذکورہ بالا بیان سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ وہ قراءات جو امام نافع رحمہ اللہ وامام عاصم رحمہ اللہ وغیرہما کی طرف منسوب ہیں، صرف وہی قراءات وہ سات حروف نہیں ہیں جن پر قرآن نازل ہوا ہے۔ اس پر متقدمین ومتاخرین تمام علماء کا اجماع ہے۔ اسی طرح معتبر ومستند علماء کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ یہ قراءات سبعہ ان سات حرفوں میں سے ایک کامل حرف کا مصداق بھی نہیں بن سکتیں، بلکہ وہ قراءات جو دیگر آئمہ اور قراء (مثلاً اعمش، یعقوب، خلف، ابو جعفر، شیبہ رحمہم اللہ اور ان کی مانند دوسرے حضرات سے ثابت ہیں، وہ بھی اہل فن کے یہاں ان قراء سبعہ کی قراءات کی طرح ثابت وصحیح ہیں۔ اس میں بھی فقہ اور قراءات وغیرہ کے ان آئمہ کا کوئی نزاع نہیں جن کی اقتداء کی جاتی ہے۔

البتہ متاخرین میں سے بعض حضرات نے ان مصاحف عثمانیہ کے بارہ میں اختلاف کیا ہے، جن کی رسم پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور مخلص تابعین کا اور اسی طرح ان کے بعد کی امت کا اتفاق ہے، آیا وہ مصاحف قراءات سبعہ اور عشرہ وغیرہ کو شامل ہونے کے باوجود احرف سبعہ میں سے ایک حرف ہیں، یا ساتوں حروف کا مجموعہ ہیں؟ سو یہ دونوں اقوال مشہور ومعروف ہیں۔ ان میں پہلا قول بہت سے علماء اور متقدمین آئمہ کا ہے۔ اور دوسرا متکلمین وقراء وغیرہم کی بہت سی جماعتوں کا ہے۔ پھر ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس جواب کے اخیر میں کہتے ہے۔ جو ان مروّج قراءتوں کی طرح صحیح سند سے ثابت، اور عثمانی مصاحف کی رسم کے موافق ہوں، نیز وہ اب شاذ نہ بن گئی ہوں۔

واللہ اعلم

k امام حافظ استاد المفسرین ابو حیان (صاحب تفسیر) محمد بن یوسف بن حیان جیانی اندلسی رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں، (اور ہم نے یہ جواب ان کے نوشتہ سے نقل کیا ہے): یہ بات صحیح نقل کے ذریعہ ثابت ہے کہ ابو جعفر رحمہ اللہ امام نافع رحمہ اللہ کے شیخ ہیں اور نافع رحمہ اللہ نے انہی سے قراءات حاصل کی ہیں۔ اور امام ابو جعفر رحمہ اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رتبہ اور معزز تابعین میں سے ہیں اور مدینۃ الرسول ﷺ میں رہتے تھے۔ جس میں علماء بکثرت موجود تھے۔ نیز آپ نے ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس وغیرہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قراءت اخذ کی ہے۔ ناممکن ہے کہ اس مرتبہ کا آدمی کتاب اللہ میں ایسی چیز پڑھے جو ناجائز و حرام ہو۔ اور یہ بات کیسے ہو سکتی ہے، جبکہ آپ نے مدینۃ الرسول ﷺ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قراءت اس وقت حاصل کیں جبکہ وہ نہایت تر و تازہ (سرسبز و شاداب) تھیں۔ اور اس وقت تک سندیں بھی طویل نہیں ہوئی تھیں۔ اور غیر ضابط اور کم حافظہ والے (ضعیف) ناقلین بھی سلسلہ میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ مزید بر آں یہ کہ وہ حضرات خود بھی عرب تھے، جو لحن اور غلطی سے محفوظ و مامون ہیں۔ اسی طرح یعقوب حضرمی رحمہ اللہ بصرہ کی جامع مسجد میں (روزانہ) مسلمانوں کی امامت کرواتے تھے۔ اور بصرہ اس وقت علماء سے بھرپور تھا۔ کبھی کسی نے ان کی قراءت کے ایک حرف کا بھی انکار نہیں کیا۔ نیز آپ اسلام طویل کے اور وہ ابو عمرو اور عاصم رحمہما اللہ کے شاگرد ہیں۔ پس یعقوب رحمہ اللہ کا مرتبہ ،ابو عمرو رحمہ اللہ کے سلسلہ میں دوری رحمہ اللہ کے برابر ہے۔ جنہوں نے یزدی رحمہ اللہ کے ذریعہ سے ابو عمرو رحمہ اللہ سے روایت کی ہے اور عاصم رحمہ اللہ کے سلسلہ میں علیمی رحمہ اللہ اور یحیٰ رحمہ اللہ کے برابر ہے، جنہوں نے ابو بکر رحمہ اللہ سے، انہوں نے عاصم رحمہ اللہ سے روایت کی ہے۔ نیز یعقوب نے اسلام طویل کے سوا دوسرے حضرات سے بھی پڑھا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ یہ مختصر سی کتابیں جو آجکل لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں (مثلاً تیسیر، تبصرہ، عوان ،شاطبیہ) یہ کتابیں قراء سبعہ کی مشہور قراءتوں کے مقابلہ میں اس قدر کم ہیں، جیسے کثیر کے مقابلہ میں بالکل معمولی چیز، اور پوری اقلیم کے مقابلہ میں ایک چھوٹا سا گوشہ قلیل ہوتا ہے۔ اور اس زمانہ میں مسائل جزئیات کا صرف استنباط کرنے والا فقیہ جب ہوش سنبھالتا ہے، تو اپنے سامنے صرف شاطبیہ اور عنوان جیسی کتابیں دیکھتا ہے، جس سے اس کا اعتقاد یہ بن جاتا ہے کہ بس قراءات انہی کتابوں میں منحصر ہیں۔ لیکن جو شخص اس فن کا پورا واقف اور عالم ہو وہ جان لیتا ہے کہ اس قسم کی کتابیں قراء سبعہ کی قراءت کے مقابلہ میں ایسی ہیں جیسے سمندر کے مقابلہ میں چشمہ اور زمین کے مقابلہ میں ایک ذرہ ہے، (کیوں کہ ان میں سے ہر ایک امام کے راوی اور شاگرد بے شمار اور ان گنت ہیں)۔ چنانچہ ان مختصر کتابوں میں امام ابو عمرو بن علاء رحمہ اللہ (جن کی قراءت کو اکثر شامی اور مصری حضرات پڑھتے ہیں)، ان کے بے شمار راویوں میں سے صرف یزیدی رحمہ اللہ اور پھر ان کے بے شمار شاگردوں میں سے صرف دو راوی: دوری رحمہ اللہ اور سوسی رحمہ اللہ مذکور ہیں، حالانکہ اہل فن کے یہاں ابو عمرو رحمہ اللہ کے رایوں میں سے سترہ راوی مشہور ہوئے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:

۱۔ یزیدی ۲۔ شجاع ۳۔ عبد الوارث ۴۔ عباس بن فضل ۵۔ سعید بن اوس
۶۔ ہارون اعور ۷۔ خفاف ۸۔ عبید بن عقیل ۹۔ حسین جعفی ۱۰۔ یونس بن حبیب
۱۱۔ محبوب ۱۲۔ خارجہ ۱۳۔ جہضمی ۱۴۔ عصمہ ۱۵۔ اصمعی
۱۶۔ ابو جعفر رواسی ۱۷۔ لؤلؤی رحمہم اللہ

پس اس حالت میں ابو عمرو رحمہ اللہ کی قراءت کو صرف یزیدی رحمہ اللہ کے ساتھ مخصوص کر دینا اور ان کے علاوہ دوسرے راویوں کی روایتوں کو کالعدم قرار دینا کیسے صحیح ہو سکتا ہے، باوجودیکہ باقی حضرات کثیر بھی ہیں۔ اور ضابط و قوی الحافظہ اور ثقہ بھی بلکہ بسا اوقات ان متروک راویوں میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو یزیدی رحمہ اللہ سے زیادہ قابل اعتبار اور ماہر عالم ہوتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر یزیدی رحمۃ اللہ علیہ کے بیشمار راویوں میں سے بھی دس راوی مشہور ہیں:

۱۔ دوری ۲۔ سوسی ۳۔ ابو حمدون ۴۔ محمد بن احمد بن جبیر

۵۔ اوقیہ ابو الفتح ۶۔ ابو خلاد ۷۔ جعفر بن حمدان سجاد ۸۔ ابن سعدان

۹۔ احمد بن محمد بن یزیدی ۱۰۔ ابو الحارث لیث بن خالد رحمۃ اللہ علیہم

پس ان میں سے صرف ابو شعیب سوسی رحمۃ اللہ علیہ اور دوری رحمۃ اللہ علیہ کی روایتوں پر بس کر لینا، اور ان کے باقی شرکاء کی روایات کو ناقابل اعتبار قرار دینا مناسب نہیں۔ حالانکہ ان میں سے بعض حضرات یادداشت و پختگی اور ثقاہت و استنبازی میں ان دونوں سے بڑھ کر ہیں۔ پھر دوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھی سات شاگرد مشہور ہیں:

۱۔ ابن فرح ۲۔ ابن بشار ۳۔ ابو الزعراء ۴۔ ابن مسعود سراج

۵۔ کاغذی ۶۔ ابن بزرہ ۷۔ احمد بن حرب معدل رحمۃ اللہ علیہم۔

پھر ان میں سے ابن فرح رحمۃ اللہ علیہ کے بھی پانچ تلامذہ بہت مشہور ہیں:

۱۔ زید بن ابی بلال ۲۔ مطوعی ۳۔ ابو محمد قطان

۴۔ عمر بن عبد الصمد ۵۔ ابو العباس بن محیریز رحمۃ اللہ علیہم۔

اسی طرح ان سے نیچے ہمارے زمانہ تک سلسلہ وار شاخ در شاخ، طبقہ در طبقہ سب حضرات کو قیاس کر لو۔ ان حالات میں کوئی یہ بات کیسے کہہ سکتا ہے، کہ ہر ایک امام کے دو ہی راوی اور ہر راوی کے دو ہی طریق اور پھر ان دو میں سے ہر ایک کے دو دو ہی طریق تھے، امام نافع (جن کی قراءات اکثر اہل مغرب پڑھتے ہیں ان) سے ان مختصر کتابوں میں صرف دو راوی: ورش رحمۃ اللہ علیہ اور قالون رحمۃ اللہ علیہ مشہور مذکور ہیں، حالانکہ اہل نقل کے نزدیک ان کے نو راوی مشہو ہوئے ہیں:

۱۔ قالون ۲۔ ورش ۳۔ اصمعی ۴۔ اسماعیل بن جعفر ۵۔ خارجہ

۶۔ کردم ۷۔ ابو خلید ۸۔ ابن جماز ۸۔ مسیبی رحمۃ اللہ علیہم

علی ہذا القیاس باقی قراء سبعہ میں سے ہر امام کے کئی کئی راوی تھے۔ جو ان مختصرات میں مذکور نہیں۔ پھر ان کی روایات کو کس بنا پر حذف کیا جاتا ہے، اور صرف دو دو راویوں کے بیان پر کیوں انحصار کیا جاتا ہے؟ جب ان سب حضرات نے ایک ہی شیخ سے قراءات اخذ کیں۔ اور سب کے سب ضابط اور ثقہ ہیں۔ تو پھر ان دو راویوں کو اپنے رفقاء پر کیا فضیلت و فوقیت اور بزرگی و بڑائی حاصل ہے؟ اور ان قراء سبعہ کے زمانہ میں قراءات نقل کرنے والے اور اختیار کرنے والے ائمہ اسلام بے اندازہ تھے۔ حق تعالیٰ کی مشیت یہی تھی کہ علم کم ہو جائے۔ پس معلمین قراءات نے جب لوگوں کا کسل اور ان کی ہمتوں میں فتور اور شوق میں ضعف دیکھا تو پہلے قراء سبعہ پر، پھر ان میں سے نہایت قلیل حصہ پر اکتفاء کر لیا۔

ل امام مؤرخ اسلام حافظ شام، شیخ المحدثین والقراء، ابو عبد اللہ محمد بن احمد ذہبی رحمۃ اللہ علیہ طبقات القراء میں ابن شنبوذ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: موصوف اس شاذ قراءات کے پڑھنے کو جائز قرار دیتے تھے جو عثمانی مصاحف کی رسم کے خلاف ہو۔ اور ایسی قراءات کی تلاوت کے جائز و ناجائز ہونے میں جو اختلاف ہے وہ قدیم و جدید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دونوں زمانوں کے علماء میں مشہور ومعروف ہے۔ لیکن ہم نے ایسا شخص کوئی بھی نہیں دیکھا جس نے یعقوب اور ابو جعفر رحمہ اللہ علیہم جیسے اماموں کی قراءت کے پڑھنے اور پڑھانے کا انکار کیا ہو۔ بلکہ جن حضرات نے بعض قراءات کا انکار کیا ہے، یہ وہی قراءتیں ہیں جو رسم کے خلاف ہیں اور عثمانی مصاحف کے دوگتوں کے درمیان موجود نہیں ہیں۔

m حافظ ابو عمرو دانی رحمہ اللہ علیہ، صاحب تیسیر، ''طبقات القراء'' میں فرماتے ہیں: امام ابو عمرو کے بعد عام اہل بصرہ یا تمام اہل بصرہ یعقوب حضرمی رحمہ اللہ علیہ کی اختیار کردہ قراءات وترتیب کی اقتداء کرتے تھے۔ نیز فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ طاہر بن غلبون کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بصرہ کی جامع مسجد کے امام صاحب صرف انہی کی قراءت پڑھتے تھے۔

n امام ابو بکر بن اشتہ اصبہانی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس وقت تک بصرہ کی جامع مسجد کے تمام ائمہ کرام یعقوب رحمہ اللہ علیہ کی ہی قراءت پر قائم ہیں۔ اور ہم نے بھی اپنے زمانہ میں ان آئمہ کرام کو اسی طرح پایا ہے۔

o امام ابو الفضل عبد الرحمن بن احمد رازی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: '' بعض کم عقل عوام کا یہ مغالطہ کہ حدیث نبوی ﷺ «اُنزل القرآن علی سبعۃ احرف» میں سبعہ احرف سے قراء سبعہ کی سات قراءتیں مراد ہیں۔'' پھر فرماتے ہیں: '' بعد کے علماء نے اسی مغالطہ کو دور کرنے کے لیے ان سات قراءتوں کے عدد پر اضافہ کر کے آٹھ آٹھ اور دس دس قراءتوں میں کتابیں لکھیں، جن کے بیان پر ابن مجاہد رحمہ اللہ علیہ نے بس کی تھی۔''

مزید فرماتے ہیں:

'' میں نے جو ان متقدمین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی تصنیفات میں آٹھ آٹھ اور دس دس اور ایک ایک قراءت بیان کی ہے، اس کی غرض بھی یہی ہے کہ عوام الناس کے اس مغالطہ کا قلعہ قمع ہو جائے۔ اور معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن کے حروف سبعہ پر نازل ہونے کا یہ مقصد ہر گز نہیں کہ افراد کسی مخصوص زمانہ یا مقام کے لوگوں کی قراءات لازم قرار دے لیں۔ بلکہ اگر پہلے گذرے ہوئے آئمہ کے بعد، امت کے ان گنت افراد (خواہ وہ کسی زمانہ یا کسی مقام کے ہوں) منقول حروف میں سے اختیار وترتیب کی شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنی اپنی قراءت اور اپنا اپنا طریقہ الگ الگ اور جداگانہ مقرر کر لیں، تو اسکی وجہ سے وہ ان حروف سبعہ سے خارج نہ ہوں گی، جو حق اللہ تعالیٰ کے یہاں سے نازل ہوئے ہیں۔ بلکہ اس میں قیامت تک وسعت ہے لیکن چونکہ آجکل فتنہ وفساد اور ناواقفیت وخواہشات کا دور دورہ ہے۔ اس لیے اس کی قطعاً اجازت نہیں۔

p شیخ امام العالم الولی موفق الدین (دین کی خدمت کی توفیق دیئے ہوئے) ابو العباس احمد بن یوسف کواشی موصلی اپنی تفسیر 'التبصرہ' کے آغاز میں فرماتے ہیں: '' ہر وہ قراءت جس کی سند صحیح ہو، عربیت کے لحاظ سے اس کی توجیہ درست ہو، اور اس کا تلفظ امام کے مصحف کی رسم کے مطابق ہو، ان حروف سبعہ میں سے ہے جن کی حدیث میں تصریح کی گئی ہے۔ اس کو ستر ہزار افراد مجتمع یا متفرق طور پر روایت کریں۔ قراءت کی قبولیت کا یہی ضابطہ ہے خواہ سات سے ہو یا ستر ہزار سے اور جب کسی قراءت میں مذکورہ بالا تین ارکان میں سے کوئی رکن نہ ہو تو اس پر شاذ ہونے کا حکم لگا دو۔

q امام، علامہ، شیخ شافعیہ، محقق علوم شرعیہ، ابو الحسن علی بن عبد الکافی سبکی رحمہ اللہ علیہ منہاج کی شرح میں نماز کی کیفیت کے باب میں فرماتے ہیں: ''ہمارے اصحاب فقہاء کی رائے یہ ہے کہ نماز کے اندر اور نماز سے باہر صرف قراءات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سبعہ ہی کی تلاوت درست ہے۔ اس کلام کے ظاہری الفاظ سے یہ وہم ہوتا ہے کہ سات مشہور قراءتوں کے علاوہ تمام قراءتیں شاذ ہیں۔ حالانکہ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر کے شروع میں نقل کیا ہے کہ سبعہ مشہورہ کی طرح یعقوب رحمۃ اللہ علیہ اور جعفر رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت کے پڑھنے میں بھی تمام علماء کا اتفاق ہے، اور یہی قول صواب اور درست ہے۔ پھر فرماتے ہیں: اس بات کا معلوم کرنا بھی ضروری ہے کہ جو قراءت سات مشہور قراءتوں سے خارج ہیں، وہ دو قسم پر ہیں۔ **اول**۔ وہ جو مصحف عثمانی کے رسم الخط کے خلاف ہیں۔ ایسی قراءتوں کا نماز اور غیر نماز دونوں حالتوں میں پڑھنا ہرگز روا نہیں۔ **دوم**۔ وہ جو مصحف کی رسم کے خلاف تو نہیں، مگر آجکل ان کے پڑھنے پڑھانے کی زیادہ شہرت نہیں، اور وہ کسی ایسے غریب و غیر مشہور طریق سے وارد ہوتی ہیں جس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ پس ظاہر قول کی رو سے اس قسم کی قراءتوں کا پڑھنا بھی منع ہے۔ البتہ وہ قراءتیں جن کا پڑھنا پڑھانا قدیم و جدید دونوں زمانوں میں اس فن کے ائمہ کے یہاں مشہور و معروف رہا ہے۔ لہٰذا ایسی قراءتوں کی ممانعت کی قطعاً کوئی وجہ نہیں ہے اور یعقوب وغیرہ کی قراءت بھی اسی قبیل سے ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ اس بارہ میں بغوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت زیادہ اعتماد کے لائق ہے، کیوں کہ یہ مقری و فقیہ اور تمام علوم کے جامع تھے۔ پھر کہتے ہیں کہ اسی طرح قراء سبعہ کی شاذ وجوہ کی تلاوت بھی درست نہیں۔ کیوں کہ ان سے بھی کئی وجوہ اس قسم کی آئی ہیں۔

۲ علامہ، قاضی القضاۃ، ابونصر عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ (مؤلف جمع الجوامع) جو علامہ سبکیؒ کے فرزند ہیں۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے فن اصول کی کتاب "جمع الجوامع" میں پہلے سبعہ کو متواتر بتایا، پھر یہ کہا کہ صحیح قول کی بناء پر عشرہ کے سوا دوسری قراءتیں شاذ ہیں۔ جب صحیح قول کی رو سے شاذ قراءتیں دس کے علاوہ ہیں اور دس قراءتیں متواتر ہیں، تو پھر آپ نے اس تفصیل کی بجائے یہ عام تعبیر کیوں نہ اختیار کی کہ دس کی دس قراءتیں متواتر ہیں۔ (اور ان کے علاوہ باقی شاذ ہیں) ابن سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ گو ہم دس کی دس قراءتوں کو متواتر مانتے ہیں، لیکن اس کے باوجود سبعہ کی بجائے عشرہ اس بنا پر نہیں کہا کہ سات قراءتوں کا تواتر تو بلا خلاف مسلم ہے (لیکن سبعہ کے بعد والی تین قراءتوں کے تواتر میں اختلاف ہے) پس سب سے پہلے اجماعی مقام بتایا اور پھر اختلافی مقام کا اس پر عطف کر دیا۔ اور اس کو مستقل طور پر بیان نہیں کیا۔ تاہم یہ بات ضرور ہے کہ (ابوجعفر بن قعقاع اور یعقوب و خلف رحمہم اللہ کی) تین قراءتوں کو شاذ کہنا حد سے گرا ہوا قول ہے، جس شخص کے قول کا دینی امور میں اعتبار کیا جاتا ہے (یعنی عالم)، اس کے لیے ایسی بات کہنا ہرگز درست نہیں، کیوں کہ یہ قراءتیں مصحف کے رسم الخط کے بالکل موافق ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ امام یعنی اپنے والد مذکور کو ان چند قاضیوں پر بہت سخت نکیر کرتے ہوئے سنا ہے، جن کی بابت انہیں یہ خبر ملی تھی کہ وہ ان تین قراءتوں کو پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ نیز ایک بار ہمارے کسی ساتھی نے والد ماجد سے سات قراءتوں کے پڑھانے کی اجازت مانگی، تو انہوں نے فرمایا میں تمہیں دس قراءتوں کے پڑھانے کی اجازت دیتا ہوں۔ ہم نے یہ کلام عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب منع الموانع علی سوالات جمع الجوامع سے نقل کیا ہے۔

اس بارے میں میرا (یعنی ابن الجزری) اور ان کا کافی تبادلہ خیالات ہوا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ : آپ کے لیے یہی بات لائق وموزوں ہے کہ پوری دس قراءتوں کو حتمی اور لازمی طور پر متواتر کہیں۔

علامہ ابن سبکی رحمۃ اللہ علیہ : تفصیلی طرز بیان سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ثلاثہ کے تواتر کے اختلافی مقام پر تنبیہ ہو جائے۔

علامہ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ: قراءت ثلاثہ کے تواتر میں اختلاف کہاں ہے اور کون ہے جو ان کو غیر متواتر بتاتا ہے؟

علامہ ابن سبکی رحمۃ اللہ علیہ: ابن حاجب کا قول ہے کہ سبعہ متواتر ہیں۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ثلاثہ متواتر نہیں۔

علامہ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ: ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ کی سبعہ سے مراد کونسی سبعہ ہیں۔ جب انہوں نے سبعہ کی تعیین نہیں کی تو ممکن ہے کہ ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ والی سبعہ کے علاوہ کوئی اور سبعہ مراد ہوں، جن میں ثلاثہ میں سے بعض قراء تیں بھی شامل ہوں) اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیں کہ انہوں نے ابن مجاہد والی سات قراء تیں مراد لی ہیں (گو ان کا کلام اس پر دلالت نہیں کرتا) تب بھی امام خلفؒ کی قراءت کو غیر متواتر کہنا صحیح نہیں، کیونکہ ان کی قراءت کا ایک اختلاف بھی قراء سبعہ بلکہ کوفین کی قراءتوں سے خارج نہیں، پس جب سبعہ متواتر ہیں تو جو قراءت ان کے موافق ہے اس کو غیر متواتر کس بناء پر کہا جاتا ہے؟۔ اگر یہ مان بھی لیں کہ ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود یہ ہے کہ انہی قراءِ سبعہ کی قراء تیں ہی متواتر ہیں، نہ کہ ان کے موافقین کی بھی۔ تو پھر دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان قراء کی قراءتوں کی کونسی روایتیں ، کونسی کتابیں اور کونسے طرق مراد ہیں۔ کیوں کہ ابن حاجب نے تو کسی خاص روایت و کتاب اور طریق کی خصوصیت کا دعویٰ نہیں کیا؟ اور اگر دعویٰ کرتے بھی تو قابل تسلیم نہ ہوتا۔ لہٰذا اب اطلاق و عموم باقی رہ گیا کہ ہر وہ روایت جو قراء سبعہ کے سلسلہ سے مروی وثابت ہے، وہ متواتر ہے۔ پس جب یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت کی سند عاصم رحمۃ اللہ علیہ اور ابو عمرو رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل جاتی ہے، کیونکہ وہ (سلام طویل رحمۃ اللہ علیہ) اور ابو عمرو عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں) تو اس کو غیر متواتر کیوں کہا جاتا ہے؟۔ رہے ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ! تو وہ نافع رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں، نیز ان کی قراءت بعض دوسرے طرق کی رو سے سبعہ سے خارج نہیں ہے۔ (لہٰذا اس کو بھی متواتر ہی کہنا چاہیے) ۔

علامہ ابن سبکی رحمۃ اللہ علیہ: اسی لیے تو ہم نے یہ کہا ہے کہ صحیح قول کے اعتبار سے عشرہ کے سوا دوسری قراء تیں شاذ ہیں ، نہ کہ سبعہ کے سوا دوسری سب قراء تیں شاذ ہیں) اور صحیح کے مقابلہ میں "فاسد" ہی ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ سبعہ کے علاوہ باقی سب قراءتوں کو (جن میں ثلاثہ بھی داخل ہیں) شاذ کہنا، قول فاسد ہے۔

ابن سبکی کے فتویٰ کی بحث

پھر میں نے اس کے متعلق ان کے پاس ایک استفتاء لکھ کر بھیجا، جس کا متن یہ ہے:

"عالی رتبہ علماء وآئمہ دین ان دس قراءتوں کے بارہ میں (جو اس وقت پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں) کیا فرماتے ہیں، آیا وہ متواتر ہیں یا غیر متواتر.؟ اور آیا وہ اختلافی وجہ جس کو قراء عشرہ میں سے صرف ایک ہی قاری نے اختیار کیا ہے متواتر ہے یا نہیں؟ اگر یہ دس قراء تیں متواتر ہیں تو جو شخص ان سب کا یا ان میں سے کسی ایک حرف کا رد اور انکار کرے اس پر شرعا کیا سزا واجب ہوتی ہے؟"

جواب:

علامہ ابن سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے استفتاء کا جواب۔ (اسے ہم نے ان کے نوشتہ سے نقل کیا ہے)

الحمد للہ: قراءت سبعہ، جن پر شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اکتفا کیا ہے اور ان کے بعد (ابو جعفر، یعقوب اور خلف العاشر رحمۃ اللہ علیہم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی تین قراءتیں، متواتر ہیں۔ اوران کا مجملہ دین سے ہونا نہایت روشن واضح اور فطری وطبع زاد (بات ہے، جس کی دلیل کی ضرورت نہیں)۔ اوراسی طرح ہر وہ حرف جس کو قراء عشرہ میں سے کوئی ایک انفرادی طور پر روایت کرے۔ اس کا بھی رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونا، دین میں بدیہی طور پر ثابت ہے۔ اوران قراءت میں سے کسی حرف کی بابت حجت ومکابرہ (جھگڑا اوانکار) کرنا جاہل شخص ہی کا کام ہو سکتا ہے، نہ کہ عاقل وفہیم کا۔ اور یہ قراءات صرف انہی حضرات کے لیے متواتر نہیں جو روایتوں کو پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔ بلکہ کلمہ شہادت أشهد أن لا إله الله وأشهد أن محمد رسول الله پڑھنے والے ہر مسلمان کے لیے متواتر ہیں۔ گو وہ ایسا عامی گنوار ہو، جس نے قرآن مجید کا ایک حرف بھی نہ پڑھا ہو۔ اس کی تقریر بہت لمبی اور دلیل بہت وسیع ہے، جس کی شرح کی یہ ورقہ گنجائش نہیں رکھتا۔ پس ہر مسلمان کا دینی حصہ اور حق یہی ہے کہ حق تعالیٰ کے تمام احکام کی اطاعت و فرمانبرداری کرے، اوردل کی گہرائی سے یہ اعتقاد رکھے کہ مذکورہ بالا قراءات عشرہ یقینا متواتر ہیں، ان کا علم (طبع زاد اور) فطری ہے، جس کے لیے دلائل کی ضرورت نہیں، اوران میں سے کسی حرف کے متعلق بھی وہم ووسوسہ اور شک وشبہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ واللہ أعلم-کتبه عبدالوهاب بن السبكي الشافعي۔

S امام استاذ اسماعیل بن ابراہیم بن محمد القراب اپنی کتاب "الشافعی" کے شروع میں فرماتے ہیں:

"پھر دوسرے قراء کو چھوڑ کر محض سات قراء کی قراءتوں کو اخذ کرنا، سلف کے کسی قول اور کسی سنت سے ثابت شدہ امر نہیں۔ بلکہ یہ سات قراءتیں تو بعض ان متاخرین علماء کی جمع کی ہوئی ہیں جنہوں نے سات سے زیادہ قراءتیں نہیں پڑھی تھیں۔ (بلکہ ان کو یہی سات قراءتیں صحیح اور متصل طریق پر پہنچی تھیں) پس انہوں نے ان کے متعلق ایک کتاب لکھ دی اوراسکا نام کتاب السبعہ رکھ دیا۔ پھر عوام میں ان کی یہ تصنیف مشہور ہوگئی۔ اوروہ مصنف کی شہرت سے مرعوب ہو کر اس وہم میں مبتلا ہوگئے کہ اس کتاب میں مذکور قراءتوں پر اضافہ کرنا درست نہیں۔ پھر ان کے بعد اور علماء نے قراءات کے بارہ میں بہت سی تصانیف لکھیں۔ اوران میں آئمہ سبعہ میں سے ہر امام کی (دو سے زائد اور) کافی کافی روایتیں بیان کیں۔ اور طرح طرح کے اختلافات درج کئے، سواس وقت کسی شخص نے بھی یہ نہیں کہا کہ، چونکہ یہ روایات پہلے مصنف کی کتاب مذکور میں درج نہیں، اس لیے ان کا پڑھنا جائز نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ سات قراءتوں پر اور پھر ان کی صرف دو دو روایتوں پر بس کرلینا درست نہیں۔ اور آیا کوئی شخص اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ اگر قراء سبعہ کی قراءتیں فقط سات روایتوں میں ہی منحصر ہوتیں، تو ان میں سے ہر امام کی ایک ایک ہی روایت کا پڑھنا سیکھنا واجب اور ضروری ہوتا۔ نعوذباللہ من هذا القول الفاسد الباطل اور سبعہ احرف کی حدیث نبوی ﷺ «أنزل القران على سبعه أحرف» سے کسی کو یہ وہم نہ ہونا چاہیے، کہ اس سے ان قراء سبعہ کی سات قراءتیں مراد ہیں، جو تابعین کے بعد پیدا ہوئے، کیوں کہ اس صورت میں لازم آئے گا کہ حدیث اس وقت تک بے فائدہ رہی۔ جب تک یہ ائمہ سبعہ پیدا ہو کر تعلیم پائیں، اور قراءت اختیار کریں اور پھر یہ قراءت ان سے نقل کی جائیں۔ نیز لازم آئے گا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کے لیے اس وقت تک قرآن پڑھنا جائز نہ ہو گا جب تک کہ وہ یہ معلوم نہ کرلیں کہ یہ سات قراء ولادت وتعلم کے بعد فلاں فلاں قراءت اختیار کریں گے۔ یہ قائل کی عین جہالت اور کھلی حماقت ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ میں نے یہ بحث اس لیے بیان کی ہے کہ عوام الناس کی ایک جماعت اپنے انجان پن کی وجہ سے اس کی قائل ہے۔ اوروہ اس حدیث کو لے کر یہ وہم کرنے لگتے ہیں کہ حدیث سبعہ احرف سے انہی سات اماموں کی قراءتوں کی پیروی کرنا مراد ہے۔ ان کا یہ وہم بالکل بے ہودہ اور لغو ہے۔ جس کی کوئی اصلیت وبنیاد نہیں اور صحیح قول کی رو سے قراءت کے حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ معتبر امام سے مشافہ اوران کی زبان سے سن کر سیکھی جائے اوراس کو سلسلہ وار متصل سند کے ذریعہ نبی ﷺ تک پہنچایا جائے۔ (پس جب کوئی قراءت اس طرح ثابت ہو جائے تو اسکی صحت وقرآنیت کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے۔ چاہے وہ قراء سبعہ سے ہو یا دوسرے اماموں سے) واللہ اعلم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

t امام ابو محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب 'الابانہ' میں فرماتے ہیں:

" سورہ فاتحہ کی ان شاذ قراءتوں کا بیان، جو سبعہ کے علاوہ دوسرے مشہور آئمہ کی طرف منسوب ہیں، اور وہ رسم الخط اور نحوی وجہ کے موافق ہیں اور پہلے زمانوں میں ان کی تلاوت کی جاتی تھی: ۱۔الحَمْدُ لله میں اسم جلالہ کے پہلے لام کے ضمہ کے ساتھ جو 'دال' کے ضمہ کی مناسبت سے ہے اور لام جلالہ کی تغلیظ سے (ابراہیم بن ابی عبلہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ۲۔ الحَمْدِ لله دال کے کسرہ کے ساتھ، جو لام کے کسرہ کی مناسبت سے ہے (حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ) اور نحو کی رو سے ان دونوں قراءتوں میں بعدَ ہے۔ ۳۔مالكَ یوم الدین الف کے اثبات اور کاف کے نصب سے، اس بناپر کہ تقدیر یا مالك یوم الدین ہے، نداء سے (ابو صالح و محمد بن سمیفع یمانی رحمۃ اللہ علیہ) اور یہ عمدہ قراءت سے ہے۔ ۴۔ مَلِكَ یوم الدین الف کے حذف اور کاف کے نصب سے ندا کی بنا پر (ابو حیوہ رحمۃ اللہ علیہ)۔ ۵۔مَلَكَ یومَ الدین : مَلَکَ لام و کاف کے فتحہ کے ساتھ (فعل ماضی اور یوم اس کا مفعول ہے) (علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)۔ ۶۔مَلْكِ یوم الدین: لام کے سکون اور کاف کے جر سے اور یہ سکون تخفیف کی بناء پر ہے (عبد الوارث رحمۃ اللہ علیہ عن ابی عمرو رحمۃ اللہ علیہ۔ اور یہ قراءت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بھی منسوب ہے)۔ ۷۔إیاك نعبد وإیاك دونوں میں یا کی تخفیف سے (عمرو بن فائد اسوری رحمۃ اللہ علیہ) اور چونکہ یہ تلفظ میں إیا الشمس ای ضیاؤها کے مشابہ ہو جاتی ہے (اور اس معنی کا وہم ہوتا ہے کہ ہم آپ کی روشنی کو پوجتے ہیں) اس لیے بعض متاخرین نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے۔ ۸۔نِستعین پہلے نون کے کسرہ سے (یحییٰ بن وثاب رحمۃ اللہ علیہ) اور یہ مشہور عمدہ لغت ہے۔ ۹۔غیرَ المغضوب را کے نصب سے، اس بناپر کہ غیر یا تو حال ہے یا صراط کی صفت ہے (خلیل بن احمد عن ابن کثیر)۔ ۱۰۔ولأ الضالین الف کی جگہ فتحہ والی ہمزہ سے (ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ) اور یہ کلام عرب میں قلیل ہے۔"

پھر (ابو محمد مکی) کہتے ہیں کہ یہ تمام قراءات عثمانی رسم کے مطابق ہیں، اور جو شخص ان کو معتبر اور ضابط راویوں سے صحیح اور متصل سند کے ذریعہ) روایت کرے اس کے لیے ان کی تلاوت درست ہے۔ کیونکہ عربیت کی رو سے ان کی توجیہ بھی صحیح ہے اور یہ مصحف کے خط کے بھی موافق ہیں۔

میں (ابن الجزری) کہتا ہوں کہ مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ان قراءتوں کی نسبت کے متعلق جن حضرات کے ناموں پر اکتفاء کیا ہے ان کے علاوہ بعض دوسرے حضرات نے بھی ان قراءتوں میں ان کی موافقت کی ہے۔ نیز سورہ فاتحہ میں اس قسم کی کچھ اور قراءات بھی ہیں جو مشہور آئمہ کی طرف منسوب اور عثمانی رسم کے موافق ہیں اور ان کا حکم وہی ہے جو مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ابھی بیان کیا ہے (کہ جس شخص کو یہ قراءتیں صحیح اور متصل سند سے پہنچیں اس کے لیے ان کا پڑھنا اور پڑھانا جائز ہے) ان قراءتوں کو امام صالح الولی ابو الفضل رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب 'اللوامح' میں بیان کیا ہے اور وہ یہ ہیں:

۱۔الحَمْدَ لله دال کے نصب سے جو فعل مقدر اِحْمَدُوْا کا مفعول مطلق ہونے کی بناء پر منصوب ہے، اور فعل کا حذف شہرت کی وجہ سے ہے (زید بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ) روبہ بن عجاج ہارون بن موسی عتکی)۔ ۲۔اَلحَمْدَ لله دال کے نصب اور لام کے فتحہ سے، ان میں سے دال کا نصب تو مذکورہ بالا تقدیر کی بنا پر ہے اور لام جارہ کا فتحہ دال کے فتحہ کی مناسبت سے ہے۔ اور یہ قیس میں سے بعض حضرات کی لغت ہے۔ (حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ)۔ ۳۔ ہا کے کسرہ کی وجہ سے للہ کی الف کا امالہ (قتیبہ عن الکسائی رحمۃ اللہ علیہ)۔ ۴۔رَبّ الْعٰلَمِیْنَ میں با کا رفع اور نصب (ابو زید سعید بن اوس انصاری رحمۃ اللہ علیہ، جس کو وہ اہل عرب سے نقل کرتے ہیں) اس کی توجیہ یہ ہے کہ جب کسی جگہ کئی صفات سلسلہ وار جمع ہو جائیں، تو ان کے اعراب میں موافقت ضروری نہیں ہے، بلکہ وہاں یہ بھی درست ہے کہ بعض کو مقدر فعل اعنی کا مفعول بنا کر نصب دے دیں اور بعض کو مبتدا محذوف کی خبر بنا کر رفع دیدیں، لیکن ایک صفت کو جر سے رفع اور نصب کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرف منتقل کر لینے کے بعد آئندہ صفات میں پھر جر کی طرف رجوع کرنا جائز نہیں رہتا۔ ۵۔مالک کے الف میں امالہ (سورہ بن مبارک وقتیبہ عن الکسائی)۔۶۔مالكٌ يّومَ الدين تنوین ورفع اور میم کے نصب سے،اس میں کاف کا رفع مبتداء محذوف کی خبر ہونے کی بناء پر ہے۔پھر مالک کو یوم کا عامل قرار دیا گیا ہے۔ای ھو مالك يوم الدين (عاصم حجدری)۔ ۷۔مَلِكُ يَوْمِ الدِّيْنِ الف کے اثبات اور کاف کے رفع سے تنوین کے بغیر،جو مبتداء محذوف کی خبر ہونے کی بناء پر ہے(عون بن ابی شداد عقیلی رحمہ اللہ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابو حیوہ رحمہ اللہ، عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ)۔۸۔مَلّكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لام کی تشدید اور کاف کے جر سے اور یہ مبالغہ کا صیغہ ہے)اور یہ امام حمزہ رحمہ اللہ وامام کسائی رحمہ اللہ کی قراءت پر عَلم الغیب (سباع) کی طرح ہے۔نیز یہ تقدیرا اور احتمالا رسم کے مطابق ہے۔ ملک والی قراءت کی طرح ۔۹۔مَلِيكِ يوم الدين لام کے بعد یاء ساکنہ مدہ کی زیادتی سے (یمانی رحمہ اللہ) اور یہ جرائیل اور میکائیل کی اور ابو عمرو رحمہ اللہ کی قراءت پر وأكون من الصلحين کی طرح تقدیراًاور حکماًرسم کے مطابق ہے۔ ۱۰۔أَياك میں دونوں جگہ ہمزہ کا فتحہ (فضل بن محمد رقاشی رحمہ اللہ) نیز اسکو سفیان ثوری رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے)اور إياك میں کسرہ کی طرح ہمزہ کا فتحہ بھی لغت ہے۔ ۱۱۔ ہمزہ کے کسرہ کے سبب إياك میں دونوں جگہ الف کا امالہ (عبید اللہ بن داوٗد خریبی عن ابی عمرو)۔۱۲۔ تخفیف کی غرض سے نعبدْ میں دال کا سکون،جیسا کہ یأمرکم وغیرہ میں (ابو عمرو کی قراءت ہے،اور بعض اہل مکہ)اور ایک قول پر سکون کی وجہ یہ ہے کہ یہ ان کے نزدیک راس آیت ہے،اس لیے سنت پر عمل کرنے کے لیے وقف کی نیت کر لی۔ اور وصل کو وقف کا قائم مقام بنا دیا۔ لیکن یہ ضعیف ہے۔۱۳۔الصراط صاد کی بجائے خالص زاء(اصمعی عن ابی عمرو رحمہ اللہ) نیز یہ وجہ امام حمزہ رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے۔ اوراس کی وجہ یہ ہے کہ عرب صفیر کے حروف (ص،ز،س)میں سے ایک کو دوسرے سے بدل لیتے ہیں۔اور سین کی قراءت کی طرح زاوالی بھی تقدیرا رسم کے موافق ہے۔۱۴۔غیرُالمغضوب راکے رفع سے،اس بناء پر کہ یہ ھم اولئك مقدر کی خبر ہے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) ۔۱۵۔علیھُمُو، ہاکے ضمہ اور میم کے صلہ بالواو سے(عبد الرحمن ہرمز اعرج مسلم بن جندب،عیسیٰ بن عمر ثقفی بصری رحمہ اللہ عبد اللہ بن یزید قصیر)۔۱۶۔علیھِمِي ہاکے کسرہ اور میم کے صلہ بالیاء سے (حسن رحمہ اللہ، عمرو بن فائد)۔۱۷۔علیھُمُ ہا اور میم دونوں کے ضمہ سے صلہ کے بغیر (ابن ہرمز)۔ ۱۸۔علیھِمُ ہاکے کسرہ اور میم کے ضمہ سے صلہ کے بغیر۔پس علیھم میں یہ چار وجوہ ہو گئیں۔ تین وجوہ تو مشہور ہیں یعنی علیھِمْ، علیھُمْ، علیھِمُو پس کل سات قراءات ہو گئیں،یہ سب لغات ہیں اور ابو الحسن اخفش رحمہ اللہ نے اس میں تین وجوہ مزید بیان کی ہیں۔اگر ان کو پڑھ لیا جائے تو درست ہے اور وہ یہ ہیں:

(ا)علیھُمِي ہاکے ضمہ اور میم کے صلہ بالیاء سے

(ب)علیھُمِ ہاکے ضمہ اور میم کے صلہ کے بغیر)

(ج) علیھِمِ ہا اور میم دونوں کے کسرہ سے صلہ کے بغیر۔پس کل دس وجوہ ہو گئیں،اور وقف کی صورت میں میم بالاتفاق ساکن ہے۔

میں (ابن الجزری) کہتا ہوں کہ فاتحہ کی کچھ اور شاذ قراءتیں بھی ہیں جن کو ہم نے روایت کیا ہے۔ اور وہ یہ ہیں: ۱۔بعد کے کسرہ کی بناء پر العلمین اورالرحمن کی الف میں امالہ(قتیبہ رحمہ اللہ عن الکسائی رحمہ اللہ بخلاف)۔۲۔مالِکِي

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یوم الدین یا سے پہلے ہونے کے سبب کاف کے کسرہ کے ساتھ اشباع وصلہ سے (کردم عن نافع رحمۃ اللہ علیہ) اور اس کو اہوازی رحمۃ اللہ علیہ نے ورش سے بھی روایت کیا ہے۔ ۳۔ نعبدُو وإیاك دال کے ضمہ کے ساتھ اشباع سے (کردم عن نافع رحمۃ اللہ علیہ) اور عرب کے کلام میں ان دونوں کی وجوہ بھی موجود ہیں۔ ۴۔ إیاك یُعبَدُ نون کی بجائے یاء اور اس کے ضمہ اور باء کے فتحہ سے غیبت و مجہول کی بنا پر (حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ) اور اس کی توجیہ مشکل ہے، اور وہ یہ ہے کہ اس میں غیبت (مجازا) استعارہ اور التفات کی بنا پر ہے۔ اور تقدیر إیاك الذی یعبد سے یعنی آپ ہی وہ ذات ہیں جن کی عبادت کی جاتی ہے۔

حصول علم کے لیے نسخہ کیمیاء

حافظ ضیاء الدین المقدسی (م: ۶۴۳) رحمہ اللہ جب طلب علم کے لیے رخت سفر باندھ رہے تھے، انہیں امام ابراہیم بن عبد الواحد المقدسی رحمہ اللہ نے نہایت قیمتی وصیت فرمائی: انہوں نے فرمایا:

قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کیا کرو، اسے ہر گز ترک مت کرنا، کیونکہ جس قدر قرآن پاک کی تلاوت تم کرتے رہو گے اسی قدر تمہارے لیے تمہارا مقصد آسان ہوتا جائے گا...

حافظ ضیاء فرماتے ہیں: میں نے ایسا ہی دیکھا، کئی بار تجربہ ہوا کہ جب میں قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کرتا ہوں سماعِ حدیث اور کتابت میرے لیے بہت آسان ہو جاتی تھی، اور جب کبھی تلاوت رہ جاتی، تو آسانی بھی نہ ملتی... [ذیل طبقات الحنابلة لابن رجب الحنبلي:۳/۳۰۵]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ محمد سلیمان نعمت[1]

قراءات عشرہ صغریٰ کے اجراء پر مشتمل کتب

اس وقت قراءات عشرۃ متواترہ کا تعارف عرب و عجم میں ہر خاص وعام کو ہو چکا ہے اور اس کی تعلیم تمام بڑے مدارس ویونیورسٹیز کے نصاب کا حصہ بن چکی ہے۔ جہاں تعلیم میں متون القراءات شاطبیہ، درۃ اور طیبۃ النشر کی تعلیم دی جاتی ہے، وہاں اس کی تحریرات کے تین بڑے مدارس اور ان کے مابین فرق بھی پڑھایا جاتا ہے۔

تحریرات میں مختلف مدارس کے اختلاف کا سب سے زیادہ اثر وجوہِ قراءات پر پڑھتا ہے۔ اسی لیے جب اجراء اور توضیحات پر کتب لکھی جاتی ہیں تو اس کا ثمرہ ظاہر ہوتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ آج اکثر مدارس اور قراء کے ہاں مکمل قرآن کا اجراء کرنا تقریباً ناپید ہوتا جا رہا ہے، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اکثر قراء جنہوں نے اجراء اور توضیحات پر کچھ لکھا تھا، مکمل قرآن مجید کا اجراء نہ لکھ سکے، بطور نمونہ چند سورتوں کے اجراء پر اکتفا کرتے رہے۔ البتہ بعض مشائخ آج بھی اہتمام کرتے ہیں کہ جب بھی کسی شیخ سے اجازہ کے حصول کے لیے قرآن پڑھا جائے تو مکمل قرآن پڑھا جائے، یعنی وہ اجازہ کے لیے مکمل قرآن کے اجراء کو بطور شرط لیتے ہیں۔ یہ بات تجربے میں آئی ہے کہ جو لوگ مکمل قرآن کا اجراء نہیں کرتے یا ان کے ہاں رائج نہیں تو ایسے لوگوں میں قراءات کی وہ استعداد پیدا نہیں ہوتی جو کہ مکمل اجراء کرنے والے افراد میں پائی جاتی ہے۔

پاکستان میں کئی مدارس بھی اپنے طلبہ کو مکمل قرآن کا اجراء کرواتے ہیں، تاکہ سلف قراء کی روایات باقی رکھی جائیں۔ ان مدارس میں ایک نام جامعہ لاہور الاسلامیہ کے تحت چلنے والے ادارہ کلیۃ القرآن الکریم والعلوم الاسلامیہ کا بھی ہے، جہاں قراءات کے متون، کتب تحریرات اور دیگر اہم موضوعات، قراءات کے ساتھ ساتھ مکمل قرآن کے اجراء والی عظیم الشان روایت پائی جاتی ہے۔ یہ روایت دیگر ممالک کے لوگوں میں تو عام موجود ہے لیکن پاکستان میں صرف تحریک کلیۃ القرآن الکریم، پاکستان سے منسلک اداروں کا امتیاز ہے۔ مادر ادارہ کلیۃ القرآن الکریم، جامعہ لاہور الاسلامیہ کے پرنسپل ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی نے 'جامع الاصول' کے نام سے اجراء اور توضیحات پر ایک عظیم الشان کتاب لکھی ہے، جو کہ اردو زبان میں اجراء اور توضیحات پر لکھی جانی والی تاحال واحد کتاب ہے۔ اپنی بے شمار خصوصیات اور اپنے نام کے صحیح معنی کی حامل یہ کتاب اس قابل ہے کہ اسے عربی میں شائع کیا جائے۔ اس کتاب کا تفصیلی تعارف آگے آرہا ہے۔

جن لوگوں نے مکمل قرآن کے اجراء پر کتب لکھی ہیں، انہوں نے اپنی کتب میں بہت ہی اہم اور دقیق ابحاث بھی ذکر کی ہیں۔ وہ صرف اجراء نہیں بلکہ اصول و قواعد اور تحریرات کا خاص اہتمام کرتے نظر آتے ہیں۔ درج ذیل کتب میں انہیں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بالمقابل دوسری قسم کے لوگ کسی بھی سورت کے آغاز سے اجراء لکھنا شروع کرتے

[1] فاضل کلیۃ القرآن الکریم، جامعہ لاہور الاسلامیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں، ان کی نظر صرف قاریوں اور راویوں کے نام مکمل کرنے تک ہوتی ہے۔

الغرض! درست بات یہی ہے کہ مکمل قرآن کا اجراء اور توضیحات لکھی جانی چاہیے۔ اس بحث میں ہم پہلے مکمل قرآن کے اجراء والی کتب کا تذکرہ کریں گے اور پھر بعض سورتوں اور پاروں کے اجراء والی کتب ذکر کریں گے۔

ان تمام کتب میں جو بات متفق ہے وہ اجراء کے طریقہ کا ایک ہونا ہے۔ تمام کتب جمع الجمع کے طریقۂ اجراء پر لکھی گئی ہیں، اور یہی طریقہ جمہور قراء کے ہاں سہولت پسندی کے لیے راجح اور قابل عمل ہے۔ دیگر طریقہ اجراء پر بہت ہی کم لکھنے اور پڑھنے کو ملتا ہے، جس کی وجہ سے وہ سلسلے ناپید ہوتے جا رہے ہیں۔

- **اتحاف المهرة في جمع العشرة**

مع (طرق تعليم الجمع بالوقف) و (جمع آيات القرآن الكريم كاملا) و (البيان، التفصيل، وذكر الدليل، وجميع التحريرات) و (عمدة للمبتدئين و تذكرة للمقرئين) و (دليل كل قارئ و مقرئ)

مؤلف: قدری بن محمد بن عبد الوہاب

جلدیں: ۴

ناشر: مكتبة دار ابن كثير، القاهرة

تعارف: اجراء کے علاوہ دو سو صفحات پر مشتمل اہم ابحاث بھی شامل ہیں۔

ان ابحاث کے نام بالترتیب مندرجہ ذیل ہیں:

قبل العلم وجمع القراءات

لابد من ذكر بعض الأدب

آداب المقري

آداب القاري

بعض الاحاديث التي وردت في نزول القرآن علي سبعة أحرف

الامام الشاطبي في سطور

اقوال بعض العلماء في قصيدة الامام الشاطبي

ترجمة موجزة للعلامة ابن الجزري

طرق الرواة

الفرق بين القراءات والروايات والطرق والخلاف الواجب والجائز،

جدول لبيان رموز القراء مجتمعين ومنفردين

منهجى في الكتاب (عمدة للمبتدئين و تذكرة للمقرئين، دليل كل قاري و مقري)

شیخ محترم نے اس کتاب میں اصول و قواعد کے لینے اور بیان کرنے کے طریقہ کی خوب وضاحت کی ہے، تاکہ پڑھنے والے کے لیے آسانی ہو سکے۔

طرق تعليم الجمع بالوقف (قاعدة كلية في الجمع) اس جگہ پر شیخ نے تمام اصول و قواعد میں قراء عشرۃ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختلافات کو من طریق الشاطبیۃ اور درۃ بیان کیا ہے، اور ہر اصول پر بے شمار علماء کے اقوال کے ساتھ تنقیح اور تحریر کی، جن کا نام شیخ نے الگ سے (الشاطبیة بین السائل و المجیب) رکھا ہے۔

کتاب کے شروع میں ۱۲۵ صفحات کتاب کے منہج اور اجراء کے طریقہ الجمع بالوقف پر مفصل بحث کی ہے۔ ہر ربع کے شروع میں تمام قراء اور رواۃ کے لیے اصول و قواعد بیان کر دیتے ہیں۔ اسی طرح تحریرات کے حوالے سے اہم نکات جو کہ ابن الجزری، الجمزوری، صاحب اتحاف البریۃ، السفاقسی، الابیاری، امام المتولی، الضباع اور دیگر محررین سے اخذ کرتے ہیں۔

آخری جلد میں شیخ نے ایک کتابچہ بنام الطرق المثلى فى حفظ القرآن الكريم والاسبات الحقيقية فى ضعف ووهن الحفظ لدى البعض واسباب سرعة النسيان وتفلت الايات القرآنية کو بھی شامل کیا ہے۔

● البسط في القراءات العشر

مؤلف: سمر العشا

جلدیں: ٦

ناشر: المطبعة الهاشمية ، دمشق 2014ء

تعارف: کتاب کے آغاز میں مختلف مشائخ کی تقریظات ہیں، جن میں الشیخ محی الدین الکردی، الشیخ محمد کریم راجح، الشیخ الدکتور ایمن رشدی سوید، الشیخ عبد الرزاق الحلبی شامل ہیں۔

تقدیم الشیخ الدکتور نور الدین عتر نے فرمائی ہے۔ مقدمۃ المؤلف کے بعد اہم ابحاث پیش کی گئی ہیں، جن میں

التعريف بالقراءات والاحرف السبعة (تمهيد ، جمع القرآن الكريم وكتابته، مدارس القراءات ، القراءات الصحيحة والمقبولة ، الاحرف السبعة ، قراءات الائمة العشرة وصلتهابالاحرف السبعة ، مايجب على متعلم القراءات ، جمع القراءات)

التعريف بالشاطبية والدرة (طريق الشاطبية، ترجمة الإمام الشاطبى، التعريف بمنظومة الشاطبية، مقدمة الشاطبية، جدول لبيان رموز القراء كماوردت فى الشاطبية، طريق الدرة المضية، ترجمة الامام ابن الجزرى، التعريف بمنظومة الدرة، مقدمة الدرة، جدول لبيان رموز القراء كما وردت فى الدرة) الأسناد الذى أدى الى قراءات لائمة العشرة (معنى الأسناد ومنزلته فى الموازين الشرعية، أسناد قراء الامام عاصم، أسناد قراء الامام نافع، أسناد قراء الامام ابن كثير، أسناد قراء الإمام أبى عمرو بن العلاء، أسناد قراء الإمام ابن عامر، أسناد قراء الإمام حمزة، أسناد قراء الإمام الكسائى، أسناد قراء الامام ابى جعفر، أسناد قراء الإمام يعقوب، أسناد قراء الامام خلف العاشر)

الخلاف فى القراءات (تمهيد، أصول القراءت، أصول القراءة عاصم، أصول القراءة نافع، أصول القراءة ابن كثير، أصول القراءة أبى عمرو بن العلاء، أصول القراءة ابن عامر، أصول القراءةحمزة، أصول القراءة الكسائى، أصول القراءة أبى جعفر، أصول القراءة يعقوب، أصول القراءة خلف العاشر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مندرجہ بالا عناوین تو مرکزی موضوعات ہیں، پھر ہر عنوان کے تحت کئی مسائل بیان کیے گئے ہیں۔
ہر جلد کے شروع میں قراءات کی اہم اصطلاحات کے نقشہ جات دوبارہ لکھے گئے ہیں۔ اس کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ اجراء کرتے ہوئے ہر قاری یا راوی جس کا اندراج کسی دوسرے قاری یا راوی سے نہ ہو، اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے ہر بار آیت کو دوبارہ لکھا جاتا ہے، اور مختلف فیہ کلمہ کو اس قاری یا راوی کے اعتبار سے لکھا جاتا ہے۔

● النفحات العاطرة في جمع القراءات العشر المتواترة

مؤلف: محمد حسام ابراہیم سبسی

جلدیں: ۵

ناشر: دار الغوثاني للدراسات القرآنية، تركيا

تعارف: کتاب کی تقدیم الشیخ بکری الطرابیشی، الشیخ محی الدین الکردی نے لکھی ہے۔ سند المؤلف فی القرآن الکریم والقراءات العشر والمتواترة - منهج الکتاب میں شیخ نے دو باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ایک، ہر قاری اور اس کے دونوں راویوں کے تمام اصول و قواعد کو جمع کیا گیا ہے، امام نافع سے لے کر امام خلف العاشر تک اور دوسری بات کہ اجراء کرتے وقت ہر دوسری وجہ کے لیے دوبارہ قرآنی آیت لکھی جاتی ہے، اور مختلف فیہ کلمہ کو اسی راوی کے اعتبار سے نوٹ کیا جاتا ہے۔

أسماء القراء العشرة ورواتهم وتاريخ ولادتهم ووفاتهم، طرق جمع القراءات، (طريقة الجمع بالحرف، طريقة الجمع بالوقف، طريقة مركبة من الطريقتين، پھر تمام قراء کے لیے اصول و قواعد کو بیان کیا اور دلائل بھی اشعار کی صورت میں پیش کیے۔

اجراء میں پہلے آیت لکھی جاتی ہے، پھر مختلف فیہ کلمات بیان کرتے ہوئے شاطبیۃ اور دورۃ سے اشعار لائے جاتے ہیں، پھر وجوہ کو راویوں کے نام کے ساتھ بالترتیب ذکر کیا جاتا ہے۔

● الميسر في جمع القراءات العشر من طريقي الشاطبية والدرة

مؤلف: رضا بن علی درویش بن علی

جلدیں: ۱۱

ناشر: مؤسسة قرطبة، اندلس

تعارف: مقدمہ کے بعد شیخ نے اپنی اسانید ذکر کی ہیں۔ پھر قراء عشرہ کا مکمل تعارف بیان کیا ہے۔

التعريف بالشاطبية والدرة (ترجمه الامام الشاطبى، تعريف الشاطبية، بيان رموز القراء كما وردت فى الشاطبية، ترجمة الامام ابن الجزرى، تعريف الدرة، بيان رموز القراء كما وردت فى الدرة)
تاريخ المصحف الشريف (كتاب القرآن، جمع القرآن في عهد ابي بكر وسببه، جمع القرآن وتدوينه في عهد عثمان وسببه، المصاحف العثمانية، عدد المصاحف، حالة المصاحف، ما اشتهر من المصاحف في عهد الصحابة، نسخ المصاحف بعد عهد الخلفاء الراشدين، رسم المصاحف العثمانية، مزايا الرسم العثماني، خط المصاحف، رسم المصحف و الهجاء الحديث، الرسم العثماني

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والنقط والضبط)
مدارس القراءات (مدرسة المدينة، مدرسة مكة، مدرسة البصرة، مدرسة الشام، مدرسة الكوفة)
أعلام القراءة الأوائل (بالمدينة، بمكة، بالكوفة ،بالشام،بالبصرة)
أشهر من الف في القراءات
مقدمة في علم القراءات (القراءات الصحيحة والمقبولة)
الاحرف السبعة (حقيقة الاحرف السبعة ، الحكمة من نزول القرآن علي سبعة أحرف ، قراءات الأئمة العشرة وصلتها بالاحرف السبعة ، القراءة والرواية والطريق والوجه) جمع القراءات (شروط جمع القراءات ، مذاهب جمع القراءات) اصول القراء العشرة)پہلی جلد کی ابحاث مندرجہ بالاہیں۔اس کے بعد باقی جلدوں میں اجراءاور توضیحات پیش کی گی ہیں۔

•جامع القراءات العشر

مؤلف: الشیخ عبدالحمید شانوحہ

جلدیں: ۸

ناشر:

تعارف: کتاب کا آغاز مختصر مقدمہ کے بعدامثلة على ترتيب الجمع پر بحث سے ہوا ہے۔اس کے بعد سورة فاتحہ سے اجراء شروع کیا گیا۔

اجراء میں سب سے پہلے آیت پھر مختلف فیہ کلمہ میں قراء عشرة کے لیے اختلاف، پھر شاطبیۃ ودورۃ کے اشعار سے دلائل اور پھر راویوں کے نام وجوہ کے اعتبار سے ذکر کر دیتے ہیں۔

•التخفة المرضية في تحرير و جمع القراءات السبع من طريق الشاطبية

مؤلف: الشیخ محمد ابراہیم محمد سالم

جلدیں : ۲

ناشر: دار البيان العربى ، مصر

تعارف:

یہ کتاب صاحب فریدۃالدھرۃ محمد ابراہیم محمد سالم کی ہے۔مقدمہ میں ’جمع القراءات السبع، نظام الافراد، قاعد كلية في الجمع ‘ کوبیان کیاہے اور بغیر کسی تفصیل اور ابحاث کے اجراء کا آغاز کر دیا ہے اور کتاب کے آخر میں ملحق تحقيقات هامة بخصوص القرآن،

الفصل الاول : في المصاحف الشريفة ، الفصل الثاني : الحفظ الالٰهي ،
الفصل الثالث : البسملة ومواضعها،
الفصل الرابع: الرسم و الضبط کوشامل کیاہے-

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

● النفحة المسكية في تأصيل و جمع الدرة المضية في القراءات الثلاث

مؤلف: الشیخ محمد ابراہیم محمد سالم

جلدیں: ۱

ناشر: دار البيان العربي ، مصر

تعارف: کتاب دو ابواب پر مشتمل ہے، پہلے باب میں الدرۃ المضیۃ کو شامل کیا ہے اور دوسرے باب میں احکام و جمع القراءات کو ذکر کیا گیا ہے۔

● جامع الاصول

مؤلف: ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی

جلدیں: ۳

ناشر: کلیہ القرآن الکریم، جامعہ لاہور الاسلامیہ

تعارف: کتاب کا پورا نام الوجیز لقراءات کتاب اللہ العزیز المروف بہ جامع الاصول ہے۔ مؤلف کتاب کے بارے میں خود لکھتے ہیں: کچھ جامع الاصول سے متعلق " تمہید، مبادیات، علم قراءات، حجیت قراءات، منہج کتاب، سبب اختیار، موضوع، اہمیت تالیف، اصطلات کتاب، تبویب، تقریظ و تقدیم، شجرہ، تعارف مؤلف، فہارس، مراجع و مصادر، کتاب کی تین جلدیں ہیں:

(۱) اصول القراءات، کتاب ایک مقدمہ، ۱۲ ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

(۲) فروش القراءات و اجراء (پہلے پندرہ پارے)

(۳) فروش القراءات و اجراء (آخری پندرہ پارے)

پہلی جلد کے ۱۲ ابواب مندرجہ ذیل ہیں:

(1) المبتديات فی التلاة (استعاذة، بسملة، مخارج، صفات)

(2) احکام میم الجمع

(3) احکام الهاءات

(4) باب الادغام والاظهار

(5) باب المد و القصر

(6) باب فی تغيرات الهمز

(7) باب الامالة والفتح

(8) باب الترقيق والتفخيم

(9) باب الوقف

(10) باب الياءات

(11) باب فی الأصول المتفرق والفروش المكره

(12) باب فی التكبيرات، والحال والمرتحل

مقدمہ میں ۷۶ انتہائی اہم مباحث موجود ہیں:

(۱) تعریف قراءات اور ان کا ماحصل و فوائد (۲) قبول قراءات کی شروط، ضابط القراءات اور مختلف اقسام قراءات کی تلاوت کا حکم (۳) قرآن کریم کی روشنی میں حجیت قراءات (۴) احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں حجیت قراءات (۵) اسانید کے ذریعہ سے ثبوت قراءات کا بیان (۶) اجماع امت کی روشنی میں قراءات کا ثبوت (۷) کتب میں قراءات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی تدوین۔
خاتمہ میں جمع وافراد، الحلان وانغام کا حکم، تلاوت کے عیوب، قاری مقری کے لیے جو علوم جاننا ضروری ہیں اور مدخل فی القراءات وفوائد مہمہ کی ابحاث کو شامل کیا گیا ہے۔

کتاب اردو زبان میں اپنی نوعیت میں لکھی گئی پہلی کتاب ہے، جہاں قراءات کے متعلقہ ہر مسئلہ کو انتہائی تفصل اور جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ البتہ اس کی طباعت تاحال سافٹ صورت میں میسر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جلد اسے کتابی شکل میں لانے کا سامان پیدا فرمادے۔

● فتح الكريم الوهاب في جمع آيات الكتاب من الشاطبية والدرة

مؤلف: ممدوح مصطفیٰ عبد الغنی

جلدیں: ۲۴۰ ورڈ فائل

ناشر: ----

تعارف: یہ اجراء بغیر مقدمہ اور کتابی صورت کے ہے، اپنی اس حیثیت سے منفرد ہے کہ یہ ۲۴۰ ورڈ فائل کی صورت میں موجود ہے۔ نقشہ جات میں ہونے کے علاوہ اس میں رنگوں کا بھی بہت استعمال کیا گیا ہے تاکہ قراء اور راویوں کے درمیان موافقت اور عدم موافقت والی وجوہ کی بآسانی نشاندہی ہو سکے۔ اب تک یہ شائع نہیں ہوئی اور نہ ہی پی ڈی ایف کی صورت میں منظم مل سکی ہے۔ ورڈ میں ہونے کی وجہ سے اس کے قرآنی آیت کے فونٹ کا بھی مسئلہ ہے کیوں کہ قرآنی آیت کو کنگ فہد فونٹ لگایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ شیخ کا خاص امتیاز باقی قراء سے اس بات میں ہے کہ ہر چیز کو نقشہ کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے شاطبی، دورۃ اور طیبۃ کے کئی نقشہ جات اور ان کے مابین تقابلی ابحاث کو لکھا ہے جو کہ نیٹ سے بآسانی مل سکتی ہیں۔

● المنح الإلٰهية في جمع القراءات السبع من طريق الشاطبية

مؤلف: الدكتور خالد بن محمد الحافظ العلمي

جلدیں: ۷

ناشر: مكتبة دار الزمان للنشر والتوزيع، سعودی عرب

تعارف: سب سے پہلے مقدمہ پیش کیا، پھر کتاب کے منہج پر بنیادی باتیں بیان کیں، اس کے بعد

المبحث الاول: فی مبادیء علم القراءات (تعریفه، موضوعه، ثمرته وفائدته، فضله وواضعه، اسمه، استمداده، حکم الشارع فیه، مسائله)

المبحث الثاني: القراء السبعة ورواتهم وطرقهم والفرق بين القراءات والروايات والطرق والخلاف الواجب والجائز.

المبحث الثالث: نماذج من مناهج القراء السبعة في القراءة.

المبحث الرابع: في شروط جمع القراءات.

المبحث الخامس: في اركان القراءة الصحيحة.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المبحث السادس: في معني قول الرسول ﷺ انزل القرآن علي سبعة احرف، باب الاستعاذة، باب البسملة.

اجراء کے طریقہ دیگر کتب جیسا ہی ہے۔

● العطايا الربانية في جمع القراءات العشر من طريق الشاطبية والدرة الضية

مؤلف کا نام: ڈاکٹر عزت محمد نوفل

جلدیں: ۹

ناشر:

تعارف: تمہید میں (مصطلحات الکتاب، مبادی علم القراءات، مبادی علم العدد، فتوی السبکی، القراءات العشرة ورواتهم وطرقهم، الرواة العشرون، طرق الرواة العشرين، علماء العدد، الفرق بين القراءات والروايات، والطرق والخلاف الواجب والجائز، شروط جمع القراءات، أركان القراءة الصحيحة، الإستعاذة، البسملة، أصول القراءات) کو شامل کیا ہے۔اس کے بعد منظومة الإيجاز فی تحفة المجيز والمحاز کو نقل کیا ہے۔اس کے بعد اجراء پیش کیا گیا ہے۔

اجراء میں خاص بات وقف کرتے ہوئے علماء العدد کے اختلاف کو بھی ذکر کرتے ہیں اور علم الفواصل سے اشعار کو نقل کرتے ہیں اور ہر آیت کے بعد اس کا اختلاف قراء العشر کے لیے، پھر شاطبی و درہ سے اشعار سے دلائل اور پھر راویوں کے لیے اجراء کی ترتیب کو ذکر کرتے ہیں۔

● مذکورہ تمام کتب کے علاوہ نیٹ پر اور کئی رسائل اور کتب بھی موجود ہیں، جو کہ اجراء اور توضیحات پر لکھی گئی ہیں لیکن نامکمل ہیں۔امید کی جاسکتی ہے کہ ان کے مصنفین اپنی کتب اور رسائل کو مکمل کر رہے ہوں گے۔ان میں سے بعض کئی سورتوں پر اور بعض صرف ایک دو سورتوں پر مشتمل ہیں۔ہم بطور تعارف کتاب اور مصنف کا نام بیان کر رہے ہیں تاکہ قاری خود بھی اس نام سے نیٹ پر ریسرچ کر سکتا ہے۔

۱. قواعد في جمع القراءات من طريق الشاطبية و الدرة
إعداد: حسين محمد محمد العشري
۲. أضواء الفجر في جمع القراءات العشر من طريقي الشاطبية و الدرة
إعداد: عبدالحميد يوسف منصور
۳. منارة السائرين في جمع القراءات العشر الصغري من طريقي الشاطبية والدرة
إعداد: الشيخة كوثر محمد عبدالفتاح الخولي
۴. مصحف الماهر الصغير في جمع القراءات العشر من طريقي الشاطبية والدرة
إعداد: الشيخ ياسر سمري
۵. نور الإسلام في جمع خير الكلام (جمع القراءات العشر الصغري)
مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔
۶. جمع القراءات العشر الصغري

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إعداد: وفاء شريف

۷. السراج المنير في جمع و تحرير القراءات العشر من طريقى الشاطبية و الدرة
إعداد: محمود ابراهيم أحمد عبد الواحد الزبيبي

۸. مطلع الفجر في جمع القراءات السبع من طريق الشاطبية
إعداد: محمود إبراهيم أحمد عبدالواحد الزبيبي

۹. جمع القراءات العشر الصغري من طريقي الشاطبية والدرة
إعداد: الشيخ محمد العمامي

۱۰. النجوم المنيرة في القراءات العشر المتواترة
إعداد: مالك يوسف ابراهيم جليدان

قراء عشرہ کی طویل عمری کاراز

جو شخص قرآن کریم سے علمی و عملی تعلق مضبوط رکھتاہے،باذن اللہ اس کی عمر لمبی اور بابرکت ہوگی۔ قراء عشرہ کی عمریں اور ان کے رواۃ کی زندگیاں اس پر دال ہیں۔ قراء عشرہ کی لمبی عمروں کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

امام نافع کی عمر ۹۹ سال تھی۔
امام ابن کثیر مکی کی عمر ۷۵ سال تھی۔
امام بصری کی عمر ۸۶ سال تھی۔
امام ابن عامر کی عمر ۹۷ برس تھی۔
امام عاصم کی عمر ۱۰۷ سال تھی،
امام حمزہ کی عمر ۷۶ سال تھی،
امام کسائی کی عمر ۶۹ برس تھی،
امام ابوجعفر کی عمر ۹۵ سال تھی،
امام یعقوب کی عمر ۸۸ سال تھی۔
امام خلف کی عمر ۷۹ سال تھی۔
امام قالون کی عمر ۱۰۰ سال ہوئی،
امام ورش کی عمر ۸۷ برس تھی،
امام بزی کی عمر ۸۰ سال تھی،
امام الدوری کی عمر ۹۶ سال تھی،
امام السوسی کی عمر ۹۰ سال تھی،
امام ہشام کی عمر ۹۲ سال تھی،
امام ابن ذکوان کی عمر ۶۹ سال تھی،
امام شعبہ نے ۹۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔
امام حفص ۹۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے،
امام خلاد نے ۹۹ سال کی عمر وفات پائی،
امام ادریس نے ۹۳ سال کی عمر پائی،
امام قنبل کی ۹۶ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبد الرحمن عزیز[1]

طلبہ کو سزا دینے کے اصول وضوابط اور حکم

انسان کی نشوونما، نسل نو کی تعمیر اور معاشرے کی تشکیل میں سب سے اہم کردار استاذ کا ہوتا ہے۔ معلم کی یہ عظمت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو استاذ بنا کر بھیجا گیا۔ والدین بچے کو جنم دیتے ہیں، کامیاب استاذ اسے انسانیت کی معراج پر پہنچا دیتا ہے۔ ہر مذہب اور ہر سلجھے معاشرے میں استاذ کو بلند ترین مقام دیا جاتا ہے۔ مگر کچھ وقت سے یہ عظیم پیشہ محض پیسہ کمانے کا ایک ذریعہ بن چکا ہے، نالائق اور نااہل لوگ اسے جوائن کرنے لگے ہیں، اس لیے قوم کی تربیت ہو رہی ہے، نہ قوم انھیں عزت واحترام دے رہی ہے۔

پچھلے چند دنوں میں سوشل میڈیا پر بہت ساری ویڈیوز اپ لوڈ کی گئی ہیں، جن میں دینی مدارس اور سرکاری سکولز کے اساتذہ اپنے یہاں پڑھنے والے ننھے منے بچوں اور چمن علم کی معصوم کلیوں کو بے تحاشا تھپڑوں، مکوں اور ڈنڈوں سے مار رہے ہیں۔ اسی طرح آئے روز پرنٹ میڈیا میں اس طرح کی خبریں آتی رہتی ہیں، مثلاً:

لاڑکانہ میں قائم نجی کیڈٹ کالج کے ایک استاد نے آٹھویں جماعت کے طالب علم محمد احمد حسین کو اس بری طرح سے مارا پیٹا کہ وہ دماغی طور پر معذور ہو گیا۔ ہنستا مسکراتا اور چہچہاتا محمد احمد حسین اب چل سکتا ہے نہ بات چیت کر سکتا ہے۔ ڈاکٹروں کے بقول اس کا علاج صرف امریکہ میں ممکن ہے۔

سکول پرنسپل نے میٹرک کے طالب علم پر تشدد کر کے اس کی ناک کی ہڈی توڑ دی۔ زیادہ خون بہہ جانے سے طالب علم کی حالت تشویشناک بتائی جاتی ہے۔

چند دن بیشتر ایک معذور باپ اپنے چھوٹے سے بچے کو لے کر احتجاج کرنے کے لیے پریس کلب آیا، کہ قاری صاحب کی مار کے سبب بچے کا نیچے والا حصہ مفلوج ہو گیا ہے۔

ایک باپ اپنے تین یا چار سال کے بچے کو پریس کلب لے کر آیا۔ استاذ کی مار کے سبب اس کی پیٹھ سرخ اور نیلی ہوئی تھی۔

ایک ویڈیو میں میں نے خود دیکھا کہ استاذ تقریباً چار سال کے بچے کو ایک لفظ کی درست اداء کے لیے گردن سے پکڑ کر بار بار زمین پر پٹختا ہے، پھر اس پر تھپڑوں اور گھونسوں کی بارش کرتا ہے، اس نے معصوم بچے کو تقریباً اکیس تھپڑ اور گھونسے مارے۔

ایک ویڈیو میں مغربی ممالک کے اسکولز کی ٹیچرز اور ہمارے یہاں کے مدارس کے اساتذہ کے رویے کا تقابل پیش کیا گیا ہے۔ سکول کے ننھے منے بچے جب صبح سکول میں داخل ہوتے ہیں، تو راستے میں ایک ٹیچر کھڑی ہر بچے کو سینے لگاتی،

---

[1] فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد، مدیر مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خود سے چمٹاتی اور مصافحہ کرتی ہے۔ دوسری ویڈیو میں قرآن پڑھنے والے طلبہ مدرسے میں داخل ہو رہے ہیں، اور ڈنڈا بردار قاری صاحب راستے میں کھڑے، ہر طالب علم کو جاتے ہوئے ایک ایک ڈنڈا پوری قوت سے رسید کرتے جا رہے ہیں۔

ایک ویڈیو میں دیکھا کہ ایک سکول ٹیچر نے چار بچوں کو جن کی عمریں تقریباً تین چار سال کے قریب ہوگی، مرغا بنایا ہوا ہے، اور پوری قوت سے ان کی پیٹھ پر تھپڑ رسید کر رہا اور گالیاں دے رہا ہے۔ یہ جسمانی اور ذہنی تشدد کسی جرم کی سزا کے طور پر یا جرم کی روک تھام کے لیے یا کسی اخلاقی برائی یا فرض میں غفلت برتنے پر نہیں، صرف سبق یاد نہ کرنے پر یا کسی لفظ کی درست ادا نہ کر سکنے پر تھا۔

انھیں دیکھ کر شرمندگی بھی ہوئی اور غصہ بھی آیا، بطور خاص دینی اداروں میں دین پڑھانے والے بچوں کے ساتھ یہ غیر اسلامی رویہ کیوں اپنایا جاتا ہے۔ بعض مدارس کو تو جیل سے تشبیہ دی جا سکتی ہے، جیل سے بھی بدتر۔ جیل میں مجرم ہوتے ہیں، جبکہ تعلیمی اداروں میں معصوم بچے تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں۔ جیل میں جج کے فیصلے کے بعد اور اس کے مطابق سزا دی جاتی ہے، جبکہ ہمارے تعلیمی اداروں میں سزا دینے پر کوئی پابندی ہے، نہ کوئی میکن ازم۔ ایسے ہی ایک مدرسہ سے میں نے تعلیم کا آغاز کیا تھا، تقریباً چار کنال پر مشتمل تھا۔ مسجد، کلاسز، رہائشی کمرے، کچن اور باتھ رومز وغیرہ تھے۔ درمیان میں صرف دس مرلے کا صحن۔ طلبہ دو اڑھائی سو۔ باہر نکلنے پر سخت پابندی تھی، بلکہ گیٹ کے قریب جانے کی بھی اجازت نہ تھی۔ گیٹ کے پاس ایک ڈنڈا بردار شخص بیٹھا ہوتا تھا۔ باہر جانے کی صرف ایک ہی صورت تھی کہ طالب علم کسی کونے کھدرے سے تھوڑا سا کوڑا جمع کرتا، اسے باٹے میں ڈالتا، سر پر رکھتا اور اسے پھینکنے کے بہانے باہر جاتا، اس کے علاوہ کوئی راستہ نہ تھا۔ سبق یاد نہ ہو سکنے یا منزل میں غلطیاں آنے پر زبردست پٹائی ہوتی تھی۔ ایک دو تھپڑ نہیں، ڈنڈے یا موٹی کیبل سے ان گنت اور بے تحاشا۔ ایسے معاملات پر بھی مار پڑتی جو انسان کے بس میں ہی نہیں ہے، مثلاً گیارہ بجے سے ظہر کی آذان تک سونے کا وقفہ ہوتا تھا، دس منٹ میں سونا ضروری تھا، اس کے بعد جو جاگتا پایا گیا، ظہر تک مرغا بن کر پڑھنے کی سزا ہوتی تھی۔

اس سختی اور تشدد سے کئی طالب علم بھاگ جاتے تھے، واپس لائے جاتے تو ان کے پاوں میں زنجیر ڈال دی جاتی تھی، جو دوسری طرف پندرہ بیس کلو گرام کی لکڑی (مڈھی) سے بندھی ہوتی تھی۔ بعض تنومند طلبہ مڈھی لے کر بھی بھاگ جاتے تھے، اس کا حل یہ نکالا گیا کہ زنجیر کو کھڑیوں میں لگی موٹی سلاخوں سے باندھ دیا جاتا تھا، باتھ روم اور نماز کے لیے لے جانے پر ہر "قیدی" کے ساتھ ایک طالب علم متعین کیا جاتا تھا۔

سرکاری سکولز کی صورت حال اس سے زیادہ گھمبیر ہے، اساتذہ مارتے بھی ہیں، اور گالیاں بھی دیتے ہیں۔ اگر استاذ کا گھر بھی پاس ہو تو گھر کے کام بھی کرواتے، اور نذرانے وصول کئے جاتے ہیں۔

پاکستان حکومت نے سال ۲۰۱۳ء میں باقاعدہ طور پر قانون سازی کی تھی۔ اس کے مطابق ملک بھر میں تمام سرکاری اور غیر سرکاری اسکولز میں بچوں کے لیے کسی بھی قسم کی سزا اور ان پر تشدد کی ممانعت کی گئی ہے، اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے جرمانے کے علاوہ قید کی سزا کا بھی تعین کیا گیا ہے۔ مگر نفاذ کے لیے کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا گیا، جس کے بغیر ہزار قانون بھی بے معنی ہوتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

استاذ کو چاہیے کہ اپنے ناپختہ اذہان بچوں کو پیار، محبت اور ترغیب سے پڑھائے۔ استاذ کی ذات اور بچوں کے ساتھ اس کے تعلق میں ایسی کشش ہونی چاہیے کہ طلبہ اس کی طرف کھنچے چلے آئیں، اس کی بات سننا اپنے لیے باعث عزت اور اس کی بات ماننا باعث فخر سمجھیں۔ رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ یہی تھا:

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ﴾ [آل عمران: 159]

”پس اللہ کی طرف سے رحمت ہی کی وجہ سے آپ ان کے لیے نرم ہو گئے ہیں، اور اگر آپ بد خُلق، سخت دل ہوتے تو یقیناوہ تیرے گرد سے منتشر ہو جاتے، سوان سے درگزر کریں اور ان کے لیے بخشش کی دعا کریں اور کام میں ان سے مشورہ لیا کریں۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إنما أنا لكم مثل الوالد لولده، أعلمكم» [سنن ابن ماجه: 313]

”میں تمہارے لیے ایسے ہوں جیسا کہ باپ اپنے بچے کے لیے ہوتا ہے، میں تمھیں سیکھاتا ہوں۔“

یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی حالت یہ تھی کہ جب بھی فارغ وقت ملتا مجلس نبوی میں حاضر ہو جاتے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اپنے شاگردوں کے ساتھ ایسے خلوص اور محبت سے پیش آئیں کہ دیکھنے والا انہیں تمہاری اولاد سمجھے۔

جدید تحقیق کے مطابق سزا دینے کا نقصان ضرور ہوتا ہے، فائدہ ہر گز نہیں ہوتا۔ استاذ کو چاہیے کہ وہ بچوں کو شفقت ونرمی سے پڑھائے۔ بے جا سختی، ڈانٹ ڈپٹ اور مار پیٹ سے کام نہ لے، بلکہ ترغیب سے کام لے۔ چھوٹے بچوں کے لیے چاکلیٹ اور ان کی مرغوب چیزیں رکھے، سبق یاد کرنے پر، پابندی سے اور وقت پر آنے پر انعامات دے کر حوصلہ افزائی کرے۔ سعودی عرب کے سکولوں سے بڑھ کر میں نے کسی کو انعامات دیتے نہیں دیکھا۔ اگر اس سے بھی کام نہ چلے تو اپنے رعب ودبدبہ سے کام چلائے، اس کے باوجود اگر کوئی طالب علم سبق یاد نہیں کرتا اور وقت ضائع کرتا ہے تو اس کی اصلاح کی غرض سے استاد کھلے ہاتھ سے اس کی ہلکی پٹائی کر سکتا ہے، ڈنڈے سے مارنا جائز نہیں۔

جو استاذ چھڑی کے بغیر اپنی بات منوانے سے قاصر ہو، اور اخلاقی برائیوں کو حسن اخلاق کے ذریعے رفع کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا، وہ اس محترم ومعزز مسند کے قابل نہیں ہے، اسے کوئی دوسرا دھندا اختیار کر لینا چاہیے۔

مدارس کے ذمہ داران کو چاہیے کہ استاذ کا تقرر کرتے ہوئے محض اسناد نہیں، اس کی شخصیت، کردار، رویہ دیکھنا چاہیے، اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ وہ بچوں کی نفسیات کو کس حد تک جانتا اور اس سے کام لے سکتا ہے۔ آج کل دینی یا عصری مدارس کے اساتذہ میں سے بیچانوے پرسنٹ ان خوبیوں سے تہی دامن ہیں۔ اسی لیے وہ ہر معاملے کا حل ڈنڈا سمجھتے ہیں۔

قرآن وسنت میں طلبہ کو سزا دینے کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا۔ ترغیب اور محبت سے تعلیم دینے کے واقعات ملتے ہیں۔ البتہ دوسرے معاملات میں تادیباً مارنے سے متعلق ہدایات موجود ہیں، جیسے نافرمان بیوی، جو تمام تر کوششوں کے باجود جو اپنی اصلاح کرنے پر تیار نہ ہو، قرآن مجید میں ہے:

﴿وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سَبِيلًا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا ﴿٣٤﴾ [النساء: 34]

"اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا خطرہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور بستر میں انہیں جدا کر دو اور مارو، پھر اگر تمہارا کہا مان جائیں تو ان پر الزام لگانے کے لیے بہانے مت تلاش کرو، بے شک اللہ سب سے اوپر بڑا ہے۔"

یعنی نافرمان بیوی کو تمام تر کوششوں سے سمجھانے کے بعد بھی اگر وہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتی، تب اسے مارنے کی اجازت دی گئی ہے۔ بعض علماء وقف کے ہاں و ضربوھن پر وقف درست نہیں ہے، بلکہ اس کلمہ کو اگلے جملہ سے ملا کر پڑھنا ضروری ہے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تأدیباً سزا دینا بھی، جو تیسرا مرحلہ ہے، اس بات کے ساتھ مشروط ہے کہ اگر عورت میں اطاعت کا ادنیٰ درجہ بھی موجود ہے تو پھر کسی صورت میں مارنے کی گنجائش نہیں ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی اولاد کو نماز نہ پڑھنے پر مارنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

«مُرُوْا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ، وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ»

[سنن أبو داود: 495، الأروا الغليل: 247]

"بچے سات سال کے ہو جائیں تو انھیں نماز پڑھنے کا حکم دو، اور جب دس برس کے ہو جائیں تو (نماز نہ پڑھنے پر) انھیں مارو۔"

اس سے بعض علما کرام نے بامر مجبوری طلبہ کو مارنے کے جواز پر استدلال کیا ہے۔ یہ جرائم پر سزا کے طور پر مارنے کی بات ہے، بلا جرم یا ایسے کوتاہی پر مارنا قطعا درست نہیں جو انسان کے بس میں نہیں، مثلاً سبق یاد نہ ہونے پر یا منزل میں غلطی آنے پر پیٹائی کرنا۔

اگر استاذ کو کبھی مارنے کی ضرورت پڑ جائے تو اسے جرم و سزا کے اسلامی اصولوں کا علم ہونا چاہئے۔

جرم کیا ہے؟

جرم کی تعریف یہ ہے: "السلوك المخالف الأوامر و نواهي." [الجريمة والعقوبة: 159]

"جو کام کرنے کا حکم دیا گیا ہو، یا جس سے منع کیا گیا ہے، اس کی مخالفت کرنا۔"

دوسرے لفظوں میں اپنے فرض میں کوتاہی یا دوسرے کے حقوق میں دست درازی کرنا جرم ہے۔

شرائط جرم

کسی کام کو اس وقت تک جرم قرار نہیں دیا جا سکتا، جب تک اس میں مندرجہ ذیل شرائط نہ پائی جائیں:

a کسی کام کو جرم قرار دینے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ کام عمداً اور سوچ سمجھ کر کیا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کے معاملے میں فرمایا:

﴿وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ﴿١١٥﴾﴾ [طه: 115]

"اور بلاشبہ ہم نے آدم کو اس سے پہلے تاکید کی، پھر وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں ارادے کی کچھ پختگی نہ پائی۔"

اگر کوئی کام بھول چوک اور غیر ارادی طور پر صادر ہوا ہے تو اسے معاف کرنا اور نصیحت کرنی چاہئے۔

b یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ جس کام کو آپ جرم سمجھ رہے ہیں، کیا طالب علم اپنے معصوم ذہن سے اسے جرم سمجھتا ہے یا نہیں؟ ممکن ہے وہ اس کام کو جرم ہی نہیں سمجھتا۔ ایسی صورت میں اسے سزا دینے کی بجائے اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سامنے جرم کا تصور واضح کرنا چاہیے۔

c جو کام انسان کے بس میں نہ ہو، وہ جرم شمار ہوگا، نہ اس پر سزا دی جاسکتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا﴾ [التغابن: 16]

"سو اللہ سے ڈرو جتنی طاقت رکھو اور سنو اور حکم مانو اور خرچ کرو۔"

اگر کسی کوتاہی میں مذکورہ بالا شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو وہ قابلِ سزا جرم نہیں ہوگا۔ مثلاً اگر بچہ ذہنی طور پر کمزور ہے، اسے سبق جلدی یا زیادہ یاد نہیں ہوتا، تو اسے سزا نہیں دی جاسکتی۔ طالبِ علم کو صرف اس صورت میں سزا دی جاسکتی ہے، جب وہ ذہین ہے، مگر محنت نہیں کرتا۔

جرائم کے دو درجات ہیں، حدود (جو جرم اور سزا متعین ہے)، تعزیرات (جرم تو شرعاً یا عرفاً متعین، مگر شریعت نے اس کی سزا مقرر نہیں کی)۔

والدین اپنی اولاد کو اور استاذ اپنے طلبہ کو جو سزا دیتا ہے، وہ تعزیرات کے ضمن میں آتی ہے۔ علما کرام نے تعزیر کے دو معانی بیان کئے ہیں، اعانت اور مدد کرنا، دوسرا ادب سکھانا۔ اور سزا دینے کے یہی مقاصد ہیں: ایک، مجرم کو دوبارہ اس جرم کے ارتکاب سے روکنا، اور آدمی کی اصلاح کرنا اور اسے ادب سکھانا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اُنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُوْمًا، قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ هٰذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا قَالَ تَأْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ» [صحيح بخارى: 2444]

"اپنے بھائی کی مدد کرو، وہ ظالم ہو یا مظلوم، لوگوں نے کہا: اے رسول اللہ! جب وہ مظلوم ہوتا ہے، تو ہم اس کی مدد کرتے ہیں، ظالم کی مدد کیسے کریں، فرمایا: اس کا ہاتھ پکڑ کر (اسے ظلم سے روک دو)۔"

سزا دینے کے اصول

اگر کسی طالبِ علم سے مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ جرم صادر ہو جائے تو استاذ اسے سزا دے سکتا ہے، لیکن سزا دینے سے پہلے اسے مندرجہ ذیل اصول ذہن میں رکھنے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کی نافرمانی پر اصلاح کا ایک پروگرام دیا ہے:

﴿وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا﴾ [النساء: 43]

"اور وہ عورتیں جن کی نافرمانی سے تم ڈرتے ہو، سو انھیں نصیحت کرو اور بستروں میں ان سے الگ ہو جاؤ اور انھیں مارو، پھر اگر وہ تمھاری فرماں برداری کریں تو ان پر (زیادتی کا) کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔"

سزا دینا اصل مقصد نہیں ہے، بلکہ اصل مقصد ارتکابِ جرم کو روکنا اور آدمی کی اصلاح ہے، لہٰذا سب سے پہلے وعظ ونصیحت سے اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔

سزا کا مطلب صرف مار نہیں ہوتا، اس کے علاوہ بھی کئی طریقوں سے سزا دی جاسکتی ہے، مثلاً

a اس سے بات چیت بند کر دیں، مزید ضرورت ہو تو طلبہ کو اس سے قطع تعلقی کا حکم دے دیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کے ایک ناپسندیدہ مطالبے پر ان سے ایک ماہ تک قطع تعلقی فرمائی تھی، اسی طرح جنگ تبوک سے بلاوجہ پیچھے رہ جانے والے تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قطع تعلقی اختیار کرنے کا تمام صحابہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرام کو حکم دیا گیا تھا۔ اور یہ ان کے لیے زبردست نفسیاتی سزا تھی۔

b سزا کے طور پر کوئی خدمت اس کے سپرد کرنا، صفائی وغیرہ۔

c ایسا کام اس سے کرائیں جس میں وہ اپنی بے عزتی محسوس کرے، جیسے طلبہ کے سامنے کھڑا کرنا، مرغا بنانا، اور باتھ روم کی صفائی وغیرہ۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نصر بن حجاج کو عورتوں کے متعلق شعر کہنے پر اس کا سر مونڈ دیا اور مدینہ سے نکال دیا تھا۔ [احکام الجریمة والعقوبة: 557]

d معمولی مالی جرمانہ، جسے وہ اپنے خرچہ میں سے نکالے، نہ کہ والدین سے حاصل کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعض گورنرز کو مالی جرمانہ کیا، اور یہ پیسہ مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

e طالب علم کے جرم سے اس کے والدین کو آگاہ کریں۔

f جب کوئی اور چارہ کار نہ رہے اور پہلے اقدام بے اثر ثابت ہوں تو مار کو آخری علاج اور استثنائی صورت کے طور پر صرف ایسے بچوں کے بارے میں اختیار کیا جا سکتا ہے، جو اپنی فطرت اور مزاج کی وجہ سے مار کے بغیر ٹھیک نہیں ہوتے۔

پیار اور سزا میں توازن رکھنا چاہیے تاکہ بچوں کی نفسیاتی تربیت اور اخلاقی قدریں بہتر طور سے پروان چڑھ سکیں۔

پٹائی کرنے کے اصول

g ہمدردی اور اصلاح کی نیت سے ہو، اگر ذاتی انتقام لینا ہے یا دوسرا کوئی مقصد ہے تو یہ گناہ اور ظلم ہے۔ مشہور واقعہ ہے کہ ایک غزوہ میں دشمن کے ایک سورما کو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مغلوب کر لیا اور اس کا سر کاٹنے کے لیے اس کے سینے پر بیٹھے تو اس نے آپ کے چہرے پر لعب دہن پھینک دیا۔ آپ کو غصہ آ گیا اور آپ اس کے سینے پر سے اتر آئے۔ صرف اس خیال سے کہ اگر غصے میں اس کو قتل کیا تو یہ عمل محض خدا کی راہ میں نہ ہو گا بلکہ خواہش نفس کے مطابق ہو گا۔

h بالکل چھوٹے بچے کو نہ مارا جائے، کیونکہ اسے کچھ سمجھ نہیں ہوتی، جیسا کہ سات سال کے بچے کو ترغیب سے نماز پڑھانے کا حکم دیا، دس سال کے بعد نماز نہ پڑھنے پر مارنے کا حکم دیا۔ لہٰذا دس سال سے چھوٹے بچے کو نہ مارا جائے۔

i جب طالب علم جرم کرے تب مارا جائے۔ نہ جرم سے پہلے اور نہ بہت دیر بعد، تاکہ طالب علم کو پتہ ہو کہ مجھے اس جرم پر مارا گیا ہے۔ کئی اساتذہ دیکھے گئے ہیں جو جرم پر بچے کو نہیں مارتے، کیونکہ وہ کوئی بڑا جرم نہیں ہوتا، بعد میں کوئی بہانا بنا کر خوب اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہیں۔ یہ سراسر ظلم ہے، اور اس سے ہرگز اصلاح نہیں ہوتی۔

j جرم کے حساب سے مارا جائے، اس سے زیادہ نہیں، ورنہ یہ ظلم شمار ہو گا۔

k بچے کی برداشت کے مطابق مارا جائے۔

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرة: 286]

”اللہ کسی جان کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی گنجائش کے مطابق۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک زانی لایا گیا، بیمار اور نہایت کمزور۔ شرعی سزا کے حساب سے اسے سو(۱۰۰) کوڑے مارے جاتے تو شائد وہ مر جاتا، لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے سو تنکوں کا گھٹا لے کر ایک دفعہ اسے مار دیا۔[سنن أبي داؤد :۴۴۷۲] یعنی ہر تنکے کو ایک کوڑے کے قائم مقام قرار دے دیا۔ کیونکہ اسلام میں کوڑے کا کوئی خاص تصور نہیں ہے۔ لیکن ہم نے قراء کو موٹے ڈنڈوں، بلکہ بجلی کے کیبل سے مارتے دیکھا ہے۔ اللہ کی قسم اسلام کی رو سے یہ حرام ہے۔

l بچہ بھی نفسیاتی طور پر چاہتا ہے کہ اس کی عزت کی جائے۔ اس لیے چہرے پر نہ مارا جائے، اور اسے برا بھلا یا گالی گلوچ نہ کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَلاَ تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَ لَا تُقَبِّحْ» [سنن أبو داؤد :2142]

" چہرے پر نہ مارو، اور نہ برا بھلا کہو۔"

m اتنا نہ مارا جائے کہ زخمی ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ، فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ»

[مسلم، كتابُ الحَجِّ ، بَابُ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ :1218]

" اور تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ تمہارے بچھونے (یعنی تمہارے گھر میں) کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جس کا آنا تمہیں ناگوار ہو۔ پس اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسا مارو کہ ان کو سخت چوٹ نہ لگے۔"

' غیر مبرح' کا معنی بعض علماء نے یہ کیا ہے کہ ایسی مار، جس سے تکلیف ہو، مگر نہ ہڈی ٹوٹے، کوئی عضو ضائع نہ ہو اور نہ خون بہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ جسم پر نشان نہ پڑے۔ اسی بنیاد پر فقہاء کرام نے کھلے ہاتھ سے مارنے کی اجازت دی ہے، لاٹھی استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔ فقہ کی مشہور کتاب الدر المختار میں ہے:

"وإن وجب ضرب ابن عشر عليها بيد لا بخشب." [حاشيه الشامی علی الدر المختار :5/ 2]

"باپ پر واجب ہے کہ وہ دس برس کے بچے کو نماز میں سستی کرنے پر ہاتھ سے مارے، چھڑی سے نہیں۔"

n جتنا بڑا جرم بھی ہو بہت زیادہ سزا نہیں دینی چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ فرمایا:

«لا عقوبة فوق عشر ضربات إلا فی حد من حدود الله تعالی» [بخاری: 6849]

" دس ضربوں سے زیادہ سزا نہیں دی جا سکتی، سوائے اللہ کی حدود میں سے کوئی جرم ہو۔"

o بچے کو صرف اس وقت مارنا چاہیے جب وہ بڑی غلطی کرے۔ بات بات پر سزا دینا، اور ہر وقت کٹہرے میں اسے کھڑا رکھنا درست نہیں ہے، اس سے طالب علم ڈھیٹ یا باغی بن جاتا ہے۔ افسوس! جس قدر بچے مدارس میں داخل ہوتے ہیں، ان میں سے اکثریت ایسی ہی وجوہات سے ہمیشہ کے لیے مدارس اور اساتذہ سے متنفر اور باغی ہو جاتے ہیں۔

p سزا کے ساتھ ساتھ بچوں کو کی گئی حرکت کے نقصانات سے بھی آگاہ کیا جائے۔ تاکہ وہ محض خوف سے نہیں شعوری طور پر جرم سے دور رہے۔

q اگر جرم ملکی قانون کے دائرے میں آتا ہے، تو اسے خود سزا نہ دیں، اسے حوالہ پولیس کر دیں۔

r اگر جرم طالب علم کی عادت بن چکا ہے، تمام تر کوششوں کے باوجود اصلاح نہیں ہو رہی، اور اس کے سبب ادارے کا ماحول خراب ہو رہا ہے تو اسے خارج کر دیں۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے آخری درجہ میں عورت کو طلاق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دے کر فارغ کرنے کا ذکر کیا ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے مخنثین کو مدینہ سے باہر نکال دیا تھا۔

طلبہ کی پٹائی کرنے کے نقصانات

مشہور ماہرِ تعلیم و عمرانیات علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں:

"تعلیم وتربیت میں مار پیٹ طالبعلموں، بالخصوص چھوٹی عمر کے بچوں کے لیے انتہائی نقصان دہ ہے، ایسا کرنا معلم اور استاد کی نااہلی شمار ہو گا۔ وہ طالبعلم، غلام اور نوکر جو سختی و مار پیٹ کا عادی ہو جائے، وہ سخت مزاج ہو جاتا ہے، طبیعت سے کچھ کر گزرنے کا جذبہ رخصت ہو کر، سستی و کاہلی اس کی جگہ لے لیتی ہے، ڈر اور خوف کی بنا پر جھوٹ بولنا، خلاف حقیقت بات کرنا، مکر و فریب کرنا جیسے رذائل اس کے ہاں ایک مہارت اور چالاکی شمار ہوتے ہیں، یوں انسان سراپائے شر بن جاتا ہے، معاشرے میں کوئی مفید کام کرنے کی بجائے، اس کی ساری کی ساری توجہ خود کے دفاع پر مرکوز ہو جاتی ہے، اور پوری کوشش ہوتی ہے کہ ساری دنیا اس کی خدمتگار بن جائے، اور وہ خود کچھ بھی نہ کرے۔ لہذا استاد یا والد کو اپنے بیٹے یا شاگرد کو سزا دیتے ہوئے انتہائی احتیاط کرنی چاہیے، اور کبھی مارنا پڑ جائے تو تین چھڑیوں سے تجاوز نہ کریں۔" (مقدمہ ابن خلدون: ۱/ ۷۴۴)

آخر پر میں اپنے استاذ محترم کا تجربہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں، جو انھوں نے ہمارے سامنے اعتراف کے طور پر پیش کیا تھا۔ قاری صاحب نے کئی سال بعد ایک دفعہ اپنے تمام سابقہ طلبہ کا ایک اجلاس بلایا۔ اس میں وعظ و نصیحت کرتے ہوئے سب کے سامنے اعتراف کرتے ہوئے فرمایا:

" میں نے دوران تعلیم طلبہ کو بہت مارا اور سختیاں کی ہیں، لیکن آج میں دیکھ رہا ہوں، کہ جن طلبہ کو ہم مار کر اور زنجیروں میں جکڑ کر پڑھاتے رہے ہیں، ان میں ایک بھی کامیاب نہیں ہوا۔ صرف وہی کامیاب ہوئے ہیں جو اپنے شوق سے پڑھتے رہے ہیں۔"

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ اسکول اور مدرسے کے اساتذہ میں شعور پیدا کیا جائے کہ بچوں کو دی جانے والی جسمانی سزا ان کے مستقبل کے لیے بہت نقصان دہ ہے۔ ماہرین نفسیات کے مطابق معصوم بچوں پر جسمانی تشدد سے انتہائی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور بچوں کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے۔ بچے مار پیٹ کی وجہ سے ڈھیٹ بن جاتے ہیں یا پھر گھر سے فرار ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس ایسی کوئی مثال یا رپورٹ نہیں، جس سے یہ ظاہر ہو کہ کسی بچے نے مار پیٹ یا تشدد کی وجہ سے سیکھا ہو اور یا اس نے کوئی اعلی مقام حاصل کیا ہو۔ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ تشدد سے بچے سدھر جائیں گے، یہ بالکل غلط سوچ ہے۔ تشدد بچوں میں خوف پیدا کرتا ہے، اور خوف اچھی صلاحیتوں کو کھا جاتا ہے۔ اور بچے میں تباہ کن نفسیاتی مسائل کو جنم دیتا ہے۔ بچوں کو پیار کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ اچھے انسان بن سکیں۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ ہمارے سامنے ہے، آپ نے ہزاروں لوگوں کو پڑھایا، اور سب نے بلند مقام حاصل کیا، جبکہ آپ نے کسی ایک کو بھی کبھی مارا نہیں تھا۔ جو استاذ سمجھتا ہے کہ مار کے بغیر پڑھایا نہیں جا سکتا، وہ استاذ بننے کی قابلیت نہیں رکھتا۔ اساتذہ کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ جس طرح بچوں کو تعلیم دینا اور قرآن پڑھنا ایک بلند مرتبہ، مقدس ذمہ داری، اور عظیم اجر و ثواب کا کام ہے، اسی طرح اگر کوئی ایک طالب علم آپ کے رویہ سے تعلیم سے باغی ہو گیا، تو اس کی ذمہ داری بھی استاذ پر ہو گی۔

مدرسہ کی انتظامیہ کا بھی فرض ہے کہ وہ ایسے معاملات پر نظر رکھیں۔ مولانا خالد بشیر مرجالوی حفظہ اللہ کے متعلق سنا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ انھوں نے اپنے ادارے میں یہ قانون نافذ کر رکھا ہے کہ اگر استاذ نے حد نبوی (دس ڈنڈوں) سے زیادہ ایک بھی مارا، اسی دن استاذ کی چھٹی ہو جائے گی۔

مدارس و مساجد کے اساتذہ کے لیے ایسا کورس ہونا چاہیے، جس میں بچے کی نفسیات اور انھیں کنٹرول کرنے اور سبق یاد کرانے کے طریقے ہوں۔ اس کورس کے بغیر کسی شخص کو استاذ کے منصب پر بیٹھنے کی اجازت نہ دی جائے۔

آخر پر ہم اس حوالے سے دو دار الافتا کے فتویٰ جات دے رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

دار الافتاء جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ محمد یوسف بنوری کا فتویٰ

سوال: آج کل دیکھنے میں آتا ہے کہ اسکول اور مدرسے وغیرہ میں استاذہ طلبہ کو مختلف سزائیں دیتے ہیں، اور استاذ کی مار پر فضائل بھی سننے میں آتے ہیں کہ جس جگہ استاد کی مار پڑی ہو جہنم کی آگ اس کو نہیں چھو سکے گی۔ کیا یہ سزائیں دینا، مارنا، اور اس پر جو فضائل ہیں یہ درست ہیں؟

جواب: بچوں کو پڑھانا اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ان کی تربیت کرنا نہایت اہم اور نیک کام ہے، شریعتِ مطہرہ نے جہاں ہر نیک کام کی ترغیب دی ہے وہاں اس کے لیے کچھ شرائط اور حدود و قیود بھی مقرر کیے ہیں، اگر نیک کام میں شرعی اصول وضوابط کی رعایت نہ کی جائے تو وہ نیک کام بھی ثواب کے بجائے وبال کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت میں نرمی و سختی دونوں پہلوؤں میں اعتدال کا راستہ اختیار کرنا ضروری ہے، غصہ میں بے قابو ہو کر حد سے زیادہ مارنا اور یا مارنے کو بالکل غلط سمجھنا دونوں باتیں غلط ہیں، جس طرح نرمی اور محبت سے بچوں کی تعلیم و تربیت کرنا بہتر ہے اسی طرح ناگزیر وجوہات کی بنا پر تنبیہ کی غرض سے بچوں کو سزا دینا بھی جائز ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ ”جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا حکم دو، اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر مارو۔“ اسی طرح حدیثِ مبارک میں آتا ہے کہ گھر میں ایسی جگہ کوڑا لٹکا کر رکھو جہاں سے وہ گھر والوں کو نظر آئے؛ کیوں کہ یہ ان کی تادیب کا ذریعہ ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں باب قائم کیا ہے: باب التوثق ممن تخشی معرته ”جس سے فساد کا خطرہ ہو اس کو باندھنا۔“، اور اس کے تحت ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے شاگرد حضرت عکرمہؒ کو فرائض، سنن اور تعلیمِ قرآن کے لیے باندھا کرتے تھے۔ طبقاتِ کبریٰ میں ہے کہ حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما قرآن و سنت کی تعلیم کے لیے میرے پاؤں میں بیڑی ڈالا کرتے تھے، لہذا اس سے معلوم ہوا کہ سرپرست حضرات اور اساتذہ کے لیے بچوں کو تادیب اور تنبیہ کی غرض سے مناسب سزا دینا جائز ہے، لیکن اس کے لیے فقہاءِ کرام نے چند شرائط ذکر کی ہیں، ان کی شرائط کی رعایت کرنا ضروری ہے:

- بچوں کے والدین سے اس کی اجازت لی ہو۔
- سزا سے مقصود تنبیہ و تربیت ہو، غصہ یا انتقام کے جذبہ کی تسکین نہ ہو۔
- ایسی سزا شرعاً ممنوع نہ ہو۔
- غصہ کی حالت میں نہ مارا جائے، بلکہ جب غصہ اتر جائے تو مصنوعی غصہ کرتے ہوئے سزا دے۔
- بچوں کی طبیعت اس کی متحمل ہو، یعنی بچوں کو ان کی برداشت سے زیادہ نہ مارے۔
- مدرسہ کے ضابطہ کی رو سے اساتذہ کو اس طرح کی تادیب کی اجازت ہو۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

y چھوٹے بچے کو ہاتھ سے مارے، لاٹھی، ڈنڈا، کوڑے وغیرہ سے نہ مارے۔ البتہ بالغ کو بقدرِ ضرورت لکڑی سے بھی مار سکتا ہے بشرطیکہ برداشت سے زیادہ نہ ہو۔

z ایک وقت میں تین سے زیادہ ضربات نہ مارے، اور نہ ہی ایک جگہ پر تینوں ضربات مارے، بلکہ تین ضربات متفرق جگہوں پر مارے۔

a a سر، چہرے اور شرم گاہ پر نہ مارے۔

b b بچہ تادیب کے قابل ہو، اتنا چھوٹا بچہ جو تادیب کے قابل ہی نہ ہو اس کو مارنا جائز نہیں ہے۔

c c ایسی سزا جس سے ہڈی ٹوٹ جائے یا جلد پھٹ جائے یا جسم پر سیاہ داغ پڑ جائے، یا دل پر یا جسم کے کسی نازک حصے پر اس کا اثر ہو، شرعاً جائز نہیں ہے۔

واضح رہے کہ بچوں کی تعلیم و تربیت میں نرمی اور محبت کا انداز اختیار کرنا چاہیے، بے جا مار پیٹ سے بچے ڈھیٹ ہو جاتے ہیں، پھر ان پر کسی بات کا اثر نہیں ہوتا، اور زیادہ مارنا تعلیم و تربیت کے لیے مفید بھی نہیں، بلکہ نقصان دہ ہے، ایک تو یہ کہ اس سے بچہ کے اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں، دوسرا یہ کہ ڈر کے مارے سارا پڑھا لکھا بھول جاتے ہیں، تیسرا یہ کہ جب پٹتے پٹتے عادی ہو جاتے ہیں تو بے حیا بن جاتے ہیں، پھر مار سے ان پر کچھ اثر بھی نہیں ہوتا، اور اس کے مقابلے میں نرمی اور محبت اور بسا اوقات حوصلہ افزائی کے لیے انعام دینے اور محبت کا طریقہ زیادہ سود مند ہے۔ زیادہ مارنا تعلیم و تربیت کے لیے مفید طریقہ نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت نرمی اور محبت سے فرمائی ہے، اپنے خدام سے بھی رسول اللہ ﷺ کبھی سختی سے پیش نہیں آئے۔ اس لیے حتی الامکان نرمی اور شفقت کے ساتھ بچوں کی تربیت کرنی چاہیے۔ اگر سزا دینے کی ضرورت ہو تو تدریجاً سزا دے مثلاً:

(1) ملامت کرنا (۲) ڈانٹنا (۳) کان کھینچنا (۴) ہاتھ سے مارنا وغیرہ۔

نیز مدرسہ میں بچوں کو سبق، سبقی، منزل یاد نہ ہونے پر یا چھٹی کرنے پر درج ذیل سزائیں دی جا سکتی ہے:

d d ان کی کچھ وقت کے لیے چھٹی بند کر دی جائے، اس کا بچوں پر کافی اثر ہوتا ہے۔

e e کھڑا کر دیا جائے۔

f f اٹھک بیٹھک (اٹھنا بیٹھنا) کرایا جائے۔

یہ آخری دو سزاؤں میں جسمانی اور اخلاقی دونوں اصلاحیں ہو جاتی ہیں، یعنی ورزش بھی ہو جاتی ہے اور تنبیہ بھی، لیکن اس میں بھی اس کی رعایت کی جائے کہ برداشت سے زیادہ نہ ہو۔

باقی یہ بات کہ "استاذ کی مار جسم کے جس حصے پر لگے اس پر جہنم کی آگ حرام ہو جاتی ہے" تلاش اور تتبع کے باوجود ہمیں حدیث کی کسی بھی کتاب میں نہیں مل سکی؛ اس لیے اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف نہ کی جائے۔ فقط واللہ اعلم

دار العلوم کراچی کا فتویٰ

کسی نے سوال پوچھا ہے کہ

" آج کل بعض مدارس عربیہ میں قرآن کریم کے حفظ و ناظرہ کے درجہ کے اساتذہ کرام بچوں کو سبق کچا یاد ہونے پر یا

جنوری 2019ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالکل یاد نہ ہونے پر اس قدر مارتے ہیں کہ بچے کے جسم پر بہت واضح قسم کے لال یا نیلے نیلے نشان پڑتے ہیں اور جسم پر سوجن آجاتی ہے یا زخم آجاتے ہیں اور معصوم بچے اس مار پیٹ کی وجہ سے بہت زیادہ خوفزدہ ہو جاتے ہیں، مدرسہ جانے کے نام سے چڑ جاتے ہیں اور بہت روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قاری صاحب بہت مارتے ہیں اور بعض بچے مدرسہ چھوڑ دینے کا مطالبہ کرتے ہیں اور لارڈ میکالے کی تعلیم (یعنی اسکول کی تعلیم) کے لیے ضد کرتے ہیں۔"

الجواب حامداً و مصلیاً

اس کا اصولی جواب یہ ہے کہ استاد کو چاہیے کہ وہ حفظ و ناظرہ کے بچوں کو شفقت و نرمی سے پڑھائے، بے جا سختی ڈانٹ ڈپٹ اور مار پیٹ سے کام نہ لے بلکہ اپنے رعب سے کام چلائے۔ اس کے باوجود اگر کوئی طالب علم سبق یاد نہیں کرتا اور وقت ضائع کرتا ہے تو اس طالب علم کی اصلاح کی غرض سے اس کی مصلحت کو مد نظر رکھتے ہوئے استاد اس کی صرف کھلے ہاتھ سے ہلکی پٹائی کر سکتا ہے، استاد کا طالب علم کو ڈنڈے سے مارنا جائز نہیں، بلکہ ہاتھ سے بھی زیادہ سے زیادہ تین دفعہ اس کو ہلکی مار لگا سکتا ہے جس سے بدن پر نشان نہ پڑے۔ نیز چہرے پر اس کو ہرگز نہ مارے اور جسم کے دیگر نازک حصوں پر نہ مارے۔ ابو داؤد شریف کی حدیث ہے:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اِذَا ضَرَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَتَّقِ الْوَجْهَ [سنن أبي داود:۳۱۶]

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی مارے تو چہرے (پر مارنے) سے پرہیز کرے۔"

اور فتاویٰ شامی [۱/ ۳۵۲] کی عربی عبارت کا ترجمہ ہے کہ

"تین دفعہ ہاتھ سے ہلکی پٹائی (جس سے بدن پر نشان نہ پڑے) سے تجاوز نہ کریں اور اس طرح استاد کو بھی چاہیے اور ان کے لئے جائز نہیں کہ تین دفعہ سے تجاوز کریں۔ نبی ﷺ نے استاد مرد سے فرمایا تین دفعہ سے زیادہ مارنے سے بچو۔ اگر آپ نے تین دفعہ (ہاتھ سے ہلکی پٹائی) سے زیادہ مارا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا قصاص لے گا۔ حضرت اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے بچوں کے احکام میں لکھا ہے کہ نماز کے علاوہ بچوں کو لاٹھی سے نہیں مارا جائے گا۔"

مندرجہ بالا استفتاء کے ضمن میں سائل نے چھ سوالات کیے ہیں۔ جن کو بالترتیب مع جوابات نقل کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۱: کیا اساتذہ کرام کو ہماری شریعت مطہرہ نے یہ اجازت دی ہے کہ وہ بچوں کو جو کہ علمِ دین شوق سے سیکھنے آتے ہیں، ان کو سبق کچا یاد ہونے یا یاد نہ ہونے پر اس قدر ماریں کہ وہ علم دین سیکھنے کو خیر باد کہہ دیں؟

جواب: اس قدر مارنا ہرگز جائز نہیں۔

سوال نمبر ۲: اساتذہ کرام بچوں کے منہ پر بھی تھپڑ مارتے ہیں جو کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی خلاف ہے۔ اگر بچہ اس علم دین سیکھنے کو چھوڑ کر انگریزی کی تعلیم کی طرف چلا گیا تو اس کا ذمہ دار کون ہو گا، بچہ یا اساتذہ کرام؟ جن کی مار پٹائی کی وجہ سے بچہ دینی تعلیم سے محروم ہو گیا اور اہل مدارس سے نفرت کرنے لگا۔

جواب: منہ پر مارنا جائز نہیں اور اگر استاد کی بہیمانہ پٹائی سے کوئی بچہ بھاگ گیا اور قرآن کریم کی تعلیم ترک کر دی تو اس کا گناہ استاد پر ہو گا۔

سوال نمبر ۳: کیا جو اساتذہ کرام بچوں کو سخت مار مارتے ہوں ان کی اللہ پاک پکڑ فرمائے گا یا معاف کر دے گا؟ کیونکہ بعض اساتذہ کرام مارنے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ گھر پر نہیں بتانا اور بات کو یعنی پٹائی کو بھول جاؤ، انتظامیہ کو پتہ نہ چلے۔ اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح اگر بچہ معاف کر دے تو کیا بچے کی اس زبردستی معافی کا اعتبار ہے یا نہیں جبکہ بچہ معصوم ہو؟۔

جواب: استاد کا بچہ کو سخت مار مارنا جائز نہیں، اس پر استاد کی پکڑ ہوگی۔ استاد کا اپنی مار کو انتظامیہ یا بچہ کے گھر والوں سے چھپانا اس گناہ سے بچنے کے لیے ہرگز کافی نہیں۔ اگر بچہ بالغ ہے تو اس سے معافی مانگیں۔ اگر نابالغ ہے تو فی الحال اس کی معافی معتبر نہیں، ہاں بالغ ہونے کے بعد معاف کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ بھی کرے تب معافی ہوگی۔

سوال نمبر ۴: اگر انتظامیہ کو شکایت کی جاتی ہے تو بعض مرتبہ انتظامیہ یہ جواب دیتی ہے کہ استاد کا حق ہے مارنے کا۔ اگر آپ کو اعتراض ہے تو اپنے بچے کو مدرسہ سے اٹھالیں، کہیں اور داخل کر دیں۔ کیا ایسا جواب دینا درست ہے؟ حالانکہ وہ مدرسہ اہل خیر حضرات اور اہل محلہ کے چندے سے چل رہا ہو، جبکہ پاس کوئی دوسرا مدرسہ بھی نہ ہو۔ اس طرح بچے کا علم دین سے دور ہونے کا گناہ انتظامیہ پر ہوگا یا نہیں؟

جواب: انتظامیہ کا اس طرح کہنا جائز نہیں بلکہ انتظامیہ پر واجب ہے کہ وہ اساتذہ کو خلافِ شرع بچوں کو مارنے سے منع کرے۔ اگر وہ منع نہیں کرتی بلکہ اساتذہ کے اس فعل کی تائید کرتی ہے، تو اس صورت میں اساتذہ کے خلافِ شرع مار لگانے کے گناہ میں انتظامیہ بھی شامل ہوگی۔

سوال نمبر ۵: بعض قاری حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ بچہ کے جسم کی جس جگہ علم دین سیکھنے کے لیے پٹائی لگے گی جہنم جسم کے اس حصہ کو نہیں جلائے گی، اور استاد سے اس بارے میں کوئی پوچھ نہیں ہوگی۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟۔

جواب: یہ بات بالکل غلط ہے۔

سوال نمبر ۶: والدین کا شوق تھا بچے کو علم دین سکھانے کا، مگر بچہ اس طرح مارپٹائی کی وجہ سے علم دین سیکھنے سے محروم ہو گیا، تو کیا والدین کو اس شوق اور کوشش پر اجر ملے گا یا نہیں؟

جواب: ان شاء اللہ تعالیٰ ان کو اپنی محنت و کوشش کرنے کا ثواب ملے گا۔

****

علم سے سربلندی

حضرت ابو طفیل عامر واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے نافع بن حارث کو مکہ مکرمہ کا گورنر مقرر کیا تھا، ایک مرتبہ وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے مقام 'عسفان' میں گئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ مکہ میں اپنا قائم مقام کس کو بنا کر آئے ہیں؟۔ انہوں نے جواب دیا کہ ابن ابزیٰ کو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ ابن ابزیٰ کون ہے؟۔ انہوں نے کہا: ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم ایک آزاد کردہ غلام کو اپنا قائم مقام بنا کر آئے ہو؟۔ انہوں نے عرض کی: امیر المؤمنین! اس لیے کہ وہ کتاب اللہ کا قاری، میراث کا عالم، اور قاضی ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

«إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ» [صحيح مسلم: 817]

” اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعے بہت سے لوگوں کو اونچا کر دیتا ہے اور کچھ کو اس سے (اعراض کرنے کی وجہ سے) نیچا گرا تا ہے۔“

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبد الرحمن عزیز[1]

حسنِ صوت کی بنیاد پر امام مقرر کرنا

آج کل ہر مسجد کی انتظامیہ اس حوالے سے پریشان رہتی ہے کہ امام کسے رکھا جائے ؟یعنی امام کی صفات کیا ہونی چاہیے ؟حُسنِ صوت کی بنیاد پر امام رکھا جائے یا علم میں پختگی کو بنیاد بنایا جائے ؟

شروع سے ہی یہ مسئلہ علماء امت میں زیر بحث رہا ہے کہ امامت نماز کے لیے حُسن صوت والے غیر عالم اور حسن صوت سے محروم عالم دین میں سے کس کو ترجیح دی جائے گی؟۔ مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کے اعتبار سے علماء کرام کی آراء بھی مختلف ہیں۔ بعض نمازیوں اور اہل محلہ کی تربیت کو سامنے رکھتے ہوئے عالم کو ترجیح دیتے ہیں، اور بعض یہ سمجھتے ہیں کہ امام کی جس قدر آواز اچھی ہوگی، اسی قدر لوگ زیادہ آئیں گے، اور مقتدیوں کا نماز میں زیادہ دل لگے گا۔ زیر نظر مضمون میں دلائل کی روشنی میں اسی مسئلہ کو واضح کیا گیا ہے۔

امامت نماز کی اہمیت

طرفین کے دلائل بیان کرنے سے پہلے جان لیناضروری ہے کہ عبادات میں سب سے عظیم عبادت میں مسلمانوں کی امامت کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے، یہ دراصل انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے بعد خلفاء عظام کا منصب ہے، اس لیے اس پر خوب سوچ سمجھ کر آدمی کو مقرر کرنا چاہیے ۔رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں مختلف مساجد کے لیے بعض معروف اور علماء صحابہ کو مقرر کیا تھا، اور جب ان منتخب لوگوں میں سے کسی میں کوئی خلاف اولیٰ چیز دیکھی تو انھیں معزول بھی کر دیا، جیسا کہ حدیث میں ہے:

أَنَّ رَجُلًا أَمَّ قَوْمًا فَبَصَقَ فِي الْقِبْلَةِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَنْظُرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ فَرَغَ: لَا يُصَلِّي لَكُمْ - فَأَرَادَ بَعْدَ ذَلِكَ أَنْ يُصَلِّيَ لَهُمْ، فَمَنَعُوهُ، وَأَخْبَرُوهُ بِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: نَعَمْ، وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ:إِنَّكَ آذَيْتَ اللهَ وَرَسُولَهُ.

[سنن أبي داود :كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ الْبُزَاقِ فِي الْمَسْجِدِ:481]

” ایک شخص نے اپنی قوم کی امامت کرائی اور اس نے قبلے کی جانب تھوک دیا جب کہ رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔ جب وہ فارغ ہوا تو آپ ﷺ نے (اس کی قوم سے) فرمایا: ” (آئندہ) یہ تمہیں نماز نہ پڑھائے۔ “ اس کے بعد اس نے انہیں نماز پڑھانا چاہی تو انہوں نے اس کو روک دیا اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان سنایا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ” ہاں (میں نے ہی منع کیا ہے) “ اور میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ” تم نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی ہے۔“

علامہ محمد مختار الشنقیطی فرماتے ہیں:

[1] فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد، مدیر مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الإمامة منصبٌ شريف ومقام عزيز مُنيف، لا ينبغي لكل أحدٍ أن يتصدّر له، ولا ينبغي لكل أحدٍ أن يكون فيه إلا إذا كان أهلاً لهذا المقام، فحينئذٍ يجوز له أن يتقدم على الناس، وأن يتشرف بهذا المكان الذي يكون فيه مؤتمناً على صلاتهم، وإقامة هذه الشعيرة لهم، والناس تقتدي بالأئمة، فكلما كان الإمام على صلاح وتقوى لله عز وجل، وعلمٍ بالشريعة، وفقه في الدين، ومعرفةٍ بهدي النبي ﷺ كلّما كان ذلك أدعى لحبّه وحب الصلاة وراءه، والتأثر بقراءته ومواعظه وخطبه، الأمر الذي يكون له أحمدُ العواقب، وأحسنُ الثمرات، ولذلك أمر النبي ﷺ الأمة أن تهيئ لهذا المقام من توفرت فيه شروط الأهلية، فقال ﷺ كما في حديث أبي مسعود في الصحيح: يؤم القوم أقرؤهم لكتاب الله.

فأمرنا عليه الصلاة والسلام أن نقدم الأقرأ لكتاب الله عز وجل، والسبب في ذلك أنّ الغالب في الإنسان إذا شرّفه الله وكمّله وفضّله بحفظ كتابه فالأصل فيه أن يكون من أهل كتاب الله العالمين به، العاملين بما فيه، ومثل هؤلاء أئمة يُقتدى بهم إذا كان القرآن إماماً لهم في القول والعمل والاعتقاد، ولذلك قال صلى الله عليه وسلم: يؤم القوم أقرؤهم لكتاب الله) انتهى.

[https://www.islamweb.net/ar/fatwa/123067]

" امامت ایک عزت والا منصب ہے، اور عظیم وبلند مقام ہے۔ مناسب نہیں کہ ہر کسی کو اس منصب پر کھڑا کر دیا جائے، اور نہ ہی یہ مناسب ہے کہ ہر قسم کا آدمی اس میں آجائے، مگر یہ کہ وہ اس مقام کا اہل ہو، تب جائز ہے کہ اسے لوگوں سے آگے کھڑا کیا جائے، اور اسے اس مقام کی عزت دی جائے کہ وہ لوگوں کی نماز کا امین ہو۔ اور اس عظیم اسلامی شعائر کے قیام کی ذمہ داری اس پر ڈالی جائے، کیونکہ لوگ امام کی اقتدا کرتے ہیں، لہٰذا لازم ہے کہ امام اصلاح کار، اللہ کا تقویٰ رکھنے والا ہو، شریعت کا علم، دین کی فقاہت، رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی معرفت رکھنے والا ہو، لوگ اس سے محبت کرتے ہوں، اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا پسند کرتے ہوں۔ اور اس کی قراءت، تقریر اور خطبہ میں اثر ہو۔ یہ وہ چیزیں ہیں، جس سے انجام کار قابل تعریف اور بہترین ثمرات پیدا ہوتے ہیں، اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو حکم دیا ہے، کہ اس مقام پر اسی کو کھڑا کیا جائے جس میں یہ شرائط مکمل طور پر پائی جاتی ہوں، جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایت صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " قوم کی امامت وہ کرائے جو ان میں سب سے زیادہ کتاب اللہ پڑھنے والا ہو۔ " پس رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اس شخص کو آگے کھڑا کریں جو کتاب اللہ کو سب سے زیادہ خوبصورت پڑھنے والا ہو۔ اس کا سبب یہ ہے کہ عام طور پر جب اللہ تعالیٰ کسی کو قرآن مجید حفظ کرنے سے عزت، فضل اور شرف عطا کرتا ہے، لازمی بات ہے کہ کتاب الٰہی کا عالم، اور اس پر عمل کرنے والا بن جاتا ہے۔ اور یہی لوگ آئمہ بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں جن کی اقتدا کی جاتی ہے۔ جب قرآن ان کا امام ہو، قول و عمل اور اعتقاد میں۔ اور اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ قوم کی امامت وہی کرائے جو ان میں سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والا ہو۔ "

اس سے معلوم ہوا کہ امامت ایک عظیم اور نازک ذمہ داری ہے، جس میں خلافِ اولیٰ بھی جرم شمار ہوتا ہے۔ اس لیے مصلّیٰ نبوی ہر ہما شما کے سپرد کرنا قطعاً درست نہیں ہے۔

امامت کے لیے مطلوب صلاحیتیں

رسول اللہ ﷺ نے امامت کے لیے اوصاف اور صلاحیتیں مقرر کی ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً، فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً، فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً، فَأَقْدَمُهُمْ سِلْمًا، وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ، وَلَا يَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ» قَالَ الْأَشَجُّ فِي رِوَايَتِهِ: مَكَانَ سِلْمًا سِنًّا-

[صحيح مسلم :كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ - بَابُ مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ :1532]

" حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگوں کی امامت وہ کرائے جو ان میں سے کتاب اللہ کو زیادہ خوبصورت پڑھنے والا ہو، اگر پڑھنے میں برابر ہوں تو وہ جو ان میں سے سنت کا زیادہ عالم ہو، اگر وہ سنت (کے علم) میں بھی برابر ہوں تو وہ جس نے ان سب کی نسبت پہلے ہجرت کی ہو، اگر وہ ہجرت میں برابر ہوں تو وہ جو اسلام قبول کرنے میں سبقت رکھتا ہو۔ کوئی انسان وہاں دوسرے انسان کی امامت نہ کرے جہاں اس (دوسرے) کا اختیار ہو اور اس کے گھر میں اس کی قابل احترام نشست پر اس کی اجازت کے بغیر کوئی نہ بیٹھے۔" (ابو سعید) اشج نے اپنی روایت میں "اسلام قبول کرنے میں" (سبقت) کے بجائے "عمر میں" (سبقت) رکھتا ہے۔"

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ «إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَحَدُهُمْ، وَأَحَقُّهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَؤُهُمْ»

[مسند أحمد: 1119، اسناده على شرط مسلم]

" حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تین لوگ ہوں، تو ان میں سے کوئی ایک جماعت کرائے، اور ان کی امامت کا حقدار ان میں زیادہ پڑھا ہوا ہے۔"

مذکورہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کے لیے اوصاف اور صلاحیتوں کا تعین فرمادیا ہے۔ اس سے ہٹ کر امام مقرر کرنا یا امام متعین کرتے ہوئے ان کا خیال نہ رکھنا قطعاً درست نہیں ہے۔

مذکورہ صلاحتیں کب دیکھی جائیں گی؟

دوسری بات یہ ہے کہ مذکورہ بالا اوصاف کا خیال دو مقامات پر رکھا جائے گا، ایک، جب مسجد کے لیے امام مقرر کرنے کی ضرورت ہو، یا جہاں امام مقرر نہ ہو، یعنی سفر وغیرہ میں، وہاں ان اوصاف کے مطابق کسی شخص کو آگے کھڑا کیا جائے گا۔ اگر کسی جگہ امام کا تقرر ہو گیا ہے، تو پھر وہی امامت کرائے گا، خواہ اس سے بہتر شخص موجود ہو، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں ہے مقررہ امام کی جگہ امامت کرانے سے منع کیا گیا ہے۔ مزید حدیث میں آتا ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ الْمُهَاجِرِينَ حِينَ أَقْبَلُوا مِنْ مَكَّةَ نَزَلُوا إِلَى جَنْبِ قُبَاءٍ فَأَمَّهُمْ سَالِمٌ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، لِأَنَّهُ كَانَ أَكْثَرَهُمْ قُرْآنًا، وَفِيهِمْ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ، وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.

" حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب مہاجرین مکہ سے ہجرت کر کے قباء (مدینہ منورہ) میں تشریف لائے، تو انھیں سالم مولیٰ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے تھے، اس لیے کہ وہ سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والے تھے، حالانکہ ان میں ابو سلمہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما موجود تھے۔" [مصنف ابن أبي شيبة :3461]

لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ابی بن کعب، زید بن حارث اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں خود امامت کراتے تھے۔ لیکن جب انھوں نے تراویح کے لیے امام مقرر کرنا چاہا تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ کیونکہ وہ ان قراء میں سے تھے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن سیکھنے کا حکم دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

أقرأهم کا معنی کیا ہے؟

البتہ اس حدیث کی تفہیم میں علمائے کرام کے ہاں اختلاف ہے، بعض علماء کا خیال ہے کہ حدیث کے الفاظ (أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ) " ان میں سب سے زیادہ خوبصورت قرآن پڑھنے والا ہو۔ " اس سے مراد کیا ہے؟ محض زیادہ خوبصورت پڑھنے والا قاری، یا قرآن مجید کو سمجھنے والا یعنی عالم۔ بعض علماء پہلے مفہوم کو ترجیح دیتے ہیں، یعنی امامت میں عالم کو قاری پر ترجیح دینی چاہیے، اور بعض علماء کرام دوسرا معنیٰ درست سمجھتے ہیں، یعنی امامت میں قاری پر عالم کو ترجیح دینی چاہیے۔ دونوں کے پاس اپنے اپنے موقف کے دلائل موجود ہیں۔

فقہ کی معروف کتاب المغنی لابن قدامہ میں ہے:

لَا خِلَافَ فِي التَّقْدِيمِ بِالْقِرَاءَةِ وَالْفِقْهِ عَلَى غَيْرِهِمَا. وَاخْتُلِفَ فِي أَيِّهِمَا يُقَدَّمُ عَلَى صَاحِبِهِ؟ فَمَذْهَبُ أَحْمَدَ، - رَحِمَهُ اللهُ -، تَقْدِيمُ الْقَارِئِ. وَبِهَذَا قَالَ ابْنُ سِيرِينَ، وَالثَّوْرِيُّ، وَإِسْحَاقُ، وَأَصْحَابُ الرَّأْيِ. وَقَالَ عَطَاءٌ، وَمَالِكٌ، وَالْأَوْزَاعِيُّ، وَالشَّافِعِيُّ، وَأَبُو ثَوْرٍ: يَؤُمُّهُمْ أَفْقَهُهُمْ إذَا كَانَ يَقْرَأُ مَا يَكْفِي فِي الصَّلَاةِ.

فَصْلٌ: وَيُرَجَّحُ أَحَدُ الْقَارِئَيْنِ عَلَى الْآخَرِ بِكَثْرَةِ الْقُرْآنِ؛ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «لِيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا.» وَإِنْ تَسَاوَيَا فِي قَدْرِ مَا يَحْفَظُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا، وَكَانَ أَحَدُهُمَا أَجْوَدَ قِرَاءَةً وَإِعْرَابًا فَهُوَ أَوْلَى؛ لِأَنَّهُ أَقْرَأُ، فَيَدْخُلُ فِي عُمُومِ قَوْلِهِ: «يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ» . وَإِنْ كَانَ أَحَدُهُمَا أَكْثَرَ حِفْظًا، وَالْآخَرُ أَقَلَّ لَحْنًا وَأَجْوَدَ قِرَاءَةً، فَهُوَ أَوْلَى؛ لِأَنَّهُ أَعْظَمُ أَجْرًا فِي قِرَاءَتِهِ؛ لِقَوْلِهِ - عَلَيْهِ السَّلَامُ -: «مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَأَعْرَبَهُ فَلَهُ بِكُلِّ حَرْفٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَمَنْ قَرَأَهُ وَلَحَنَ فِيهِ فَلَهُ بِكُلِّ حَرْفٍ حَسَنَةٌ.» رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

مَسْأَلَةٌ قَالَ: (فَإِنْ اسْتَوَوْا فَأَفْقَهُهُمْ) وَذَلِكَ لِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ» وَلِأَنَّ الْفِقْهَ يُحْتَاجُ إلَيْهِ فِي الصَّلَاةِ لِلْإِتْيَانِ بِوَاجِبَاتِهَا وَسُنَنِهَا، وَجَبْرِهَا إنْ عَرَضَ مَا يُحْوِجُ إلَيْهِ فِيهَا، فَإِنْ اجْتَمَعَ فَقِيهَانِ قَارِئَانِ، وَأَحَدُهُمَا أَقْرَأُ، وَالْآخَرُ أَفْقَهُ، قُدِّمَ الْأَقْرَأُ. نَصَّ عَلَيْهِ لِلْخَبَرِ. [المغنی:2/ 134، رقم المسألة :1116]

" اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ قاری اور عالم کو دوسروں پر مقدم کیا جائے گا، لیکن اس میں علماء کے ہاں اختلاف ہے کہ ان دونوں (قاری اور عالم) میں سے کس کو آگے کیا جائے گا؟۔ امام احمد، ابن سیرین، الثوری، اسحاق رحمۃ اللہ علیہم، اصحاب الرائے (امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد) کی رائے ہے کہ قاری کو عالم سے مقدم کیا جائے گا، جبکہ عطاء، مالک، اوزاعی، شافعی اور ابو ثور رحمۃ اللہ علیہم کا کہنا ہے کہ عالم کو قاری سے مقدم کیا جائے گا، بشرطیکہ وہ اتنی قراءت کر سکتا ہو، جو نماز کے لیے کافی ہے۔"

" دو قاریوں میں سے زیادہ خوبصورت پڑھنے والے کو ترجیح دی جائے گی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:" قوم کو وہ جماعت کرائے جو ان میں زیادہ پڑھا ہوا ہو۔" اور مقدار حفظ میں دونوں برابر ہوں، تو جو زیادہ اچھا اور بہتر اعراب پڑھنے والا ہو اسے مقدم کیا جائے گا، کیونکہ یہ نبی ﷺ کے مذکورہ فرمان کے عموم میں داخل ہے۔ اگر دونوں میں سے ایک زیادہ حفظ کرنے والا ہو، اور دوسرا قراءت میں بہتر ہو، تو اچھا پڑھنے والے کو مقدم کیا جائے گا، کیونکہ وہ اجر میں دوسرے سے بڑھ کر ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:" جو شخص درست اعراب کے ساتھ قرآن پڑھتا ہے، اسے ہر حرف پر دس نیکیاں اور غلطیاں کرتا ہے اسے ایک حرف پر ایک نیکی ملتی ہے۔" اس روایت کو ترمذی نے روایت کیا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور حسن صحیح قرار دیا ہے۔"

" اگر دونوں تجوید و قراءت میں برابر ہوں، تو ان میں سے جو زیادہ عالم ہو گا، اسے مقدم کیا جائے گا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:" اگر وہ قراءت میں برابر ہوں، تو اسے مقدم کیا جائے گا، جو سنت کو زیادہ جانتا ہے"۔ کیونکہ نماز کے واجبات اور سنن کو درست طریقے سے ادا کرنے اور سہو ہونے پر اس کا حل کرنے کے لئے فقہ کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ پھر اگر دونوں قاری فقیہ بھی ہوں، لیکن ایک زیادہ قاری ہے، دوسرا بڑا فقیہ ہے، تو بڑے قاری کو آگے کیا جائے گا ، کیونکہ اس پر نص وارد ہوئی ہے۔"

عالم پر قاری کو ترجیح دینے والوں کے دلائل

حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ أَهْلِ الْفَتْحِ بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِإِسْلَامِهِمْ وَبَدَرَ أَبِي قَوْمِي بِإِسْلَامِهِمْ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ جِئْتُكُمْ وَ اللہِ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ حَقًّا فَقَالَ صَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا وَصَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِينِ كَذَا فَإِذَا حَضَرَتْ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا فَنَظَرُوا فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَكْثَرَ قُرْآنًا مِنِّي لِمَا كُنْتُ أَتَلَقَّى مِنْ الرُّكْبَانِ فَقَدَّمُونِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَأَنَا ابْنُ سِتٍّ أَوْ سَبْعِ سِنِينَ.

[صحيح البخاري، كِتَابُ المَغَازِي، بَابٌ: ﴿إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلاَ﴾ [آل عمران:4302]

" ۔۔۔ پھر جب مکہ فتح ہوا تو ہر ایک قوم نے چاہا کہ وہ پہلے مسلمان ہو جائے اور میرے باپ نے مسلمان ہونے میں اپنی قوم سے بھی جلدی کی۔ جب میرا باپ (مسلمان ہو کر) آیا تو اس نے اپنی قوم سے کہا: اللہ کی قسم! میں نبی حق سے ملاقات کر کے تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ انہوں نے فرمایا ہے:" فلاں وقت یہ نماز پڑھا کرو اور فلاں وقت وہ نماز پڑھا کرو اور جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے ایک آدمی اذان دے اور جسے قرآن زیادہ یاد ہو وہ جماعت کرائے۔" لوگوں نے اس پر غور کیا تو مجھ سے زیادہ قرآن پڑھنے والا کسی کو نہ پایا کیونکہ میں مسافر سواروں سے سن سن کر بہت یاد کر چکا تھا، لہٰذا سب نے مجھے امام منتخب کر لیا، حالانکہ میں اس وقت چھ سات برس کا تھا۔"

مذکورہ حدیث سے واضح ہوا کہ عربوں نے أکثرھم قرءانا کا معنی یہی سمجھا کہ اسے قرآن دوسروں سے زیادہ اور بہتر آتا ہو۔

نماز کا طریقہ تو سات برس کے بچے کو بھی آتا ہے، باقی رہے نماز کے فقہی مسائل، تو وہ بھی چند ایک گنے چنے ہیں، اس لیے نماز کی امامت کیلئے بڑا عالم و فاضل ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نماز میں اکثر سے قرآن مجید ہی پڑھا جاتا ہے۔ اس لیے نماز کی امامت کیلئے بڑے علماء عالم کی بجائے قرآن مجید کے حافظ اور درست پڑھنے والے قاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے لمبی قراءت والی نماز کو افضل قرار دیا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ قَالَ: «طُولُ الْقُنُوتِ.» [مسلم :756]

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: کون سی نماز افضل ہے؟ آپ نے فرمایا:" قیام کا لمبا ہونا۔"

عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلِمَةَ قَالَ: لَمَّا رَجَعَ قَوْمِي مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ قَالُوا إِنَّهُ قَالَ: «لِيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قِرَاءَةً لِلْقُرْآنِ» قَالَ: فدعوني فعلموني الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، فَكُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ. [سنن نسائی :767]

" حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میری قوم کے لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس سے لوٹے، تو انھوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:" تمہاری امامت وہ کرائے جو تم میں سے زیادہ قرآن جانتا ہو۔"تو انھوں نے مجھے بلایا، اور رکوع وسجود (یعنی نماز) کا طریقہ سکھایا، پھر میں انھیں نماز پڑھانے لگا۔"

لہٰذا حسنِ قراءت والا شخص امامت کا مستحق ہے، بشرطیکہ اسے نماز کا طریقہ آتا ہو، چاہے دقیق مسائل سے آگاہ نہ بھی ہو۔

أَقرَأُهم کا معنی علماء کرام کی نظر میں

قال ابن سيرين : (يؤم القوم أقرؤهم). [مصنف ابن أبي شيبة: 3459]

" حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ :لوگوں کو وہ امامت کرائے گا ، جو ان میں قرآن زیادہ خوبصورت پڑھنے والا ہو۔"

مذکورہ بالا روایت کی شرح کرتے ہوئے صاحب مرعاۃ فرماتے ہیں:

قوله: (يؤم القوم) صيغة خبر بمعنى الأمر، أي ليؤمهم - (أقرأهم لكتاب الله) اختلف في المراد منه: فقيل: أفقههم في القرآن وأعلمهم بمعانيه وأحكامه .وقيل :المراد أحسنهم وأجودهم قراءة للقرآن وإن كان أقلهم حفظاً .وقيل :هو على ظاهره، فالمراد به أكثرهم حفظاً للقرآن، ويدل على ذلك ما رواه الطبراني في الكبير، ورجاله رجال الصحيح عن عمرو بن سلمة :انطلقت مع أبي إلى النبي ﷺ بإسلام قومه، فكان فيما أوصانا :ليؤمكم أكثركم قرآنا، فكنت أكثرهم قرآناً، فقدموني. وأخرجه أيضاً البخاري، وسيأتي في الفصل الثالث .قال القاري :بعد ذكر قول ابن الملك، أي أحسنهم قراءة لكتاب الله، والأظهر أن معناه أكثرهم قراءة بمعنى أحفظهم للقرآن، كما ورد أكثرهم قرآناً– انتهى.

قلت :هذا هو الراجح عندي لحديث عمرو بن سلمة، والروايات يفسر بعضها بعضاً.

[مرعاة المفاتيح، شرح مشكوة المصابيح ، كتاب الصلاة ، باب إمامة :1123]

" يؤم القوم یہ خبر کا صیغہ امر کے معنی میں ہے، یعنی ان کی امامت کرانی چاہیے، أقرأهم لكتاب الله کی مراد متعین کرنے میں اختلاف ہے، بعض نے کہا ہے:اس سے مراد وہ شخص ہے جو قرآن کے فہم، اس کے معانی کا ادراک اور اس کے احکام جانتا ہو۔ بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد اچھی آواز اور خوبصورت قراءت والا ہے، خواہ اس نے دوسروں سے کم حفظ کیا ہو۔ بعض نے کہا کہ اس کا ظاہری معنی مراد لیں گے کہ اس نے دوسروں کی نسبت زیادہ حفظ کیا ہو۔ اس پر وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جو امام الطبرانی رحمہ اللہ نے معجم الکبیر میں عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، اور اس کے راوی صحیح بخاری والے ہیں۔ میرے نزدیک یہی معنی راجح ہے، کیونکہ یہ عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے، اور ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کرتی ہے۔"

شیخ عبد الکریم عبد اللہ الخضیر حفظہ اللہ عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ کی شرح میں فرماتے ہیں:

" یہ واقعہ دلالت کرتا ہے کہ أكثركم قرءانا میں أقرأكم سے مراد قرآن مجید زیادہ حفظ کرنے والا ہے، جیسا کہ آگے حضرت ابن مسعود کی حدیث میں آرہا ہے۔ اس لیے کہ قوم نے تلاش کیا اور دیکھا مگر اس بچے سے زیادہ قرآن یاد کرنے والا کسی کو نہ پایا۔ اور اسی وجہ سے بڑی عمر والوں کی موجودگی میں کم سن بچے کو امام مقرر کر دیا گیا۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ امامت میں اسے اہمیت دی جائے گی جس نے لوگوں میں سے زیادہ قرآن حفظ کیا ہو گا۔ لیکن قرآن مجید کے متعلق کچھ اور چیزیں بھی ہیں، مثلاً بعض لوگ ایسے ہیں جنھوں نے محض اس کے الفاظ تو حفظ کیے ہیں، لیکن شریعت کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقصود کے مطابق نہیں۔ یعنی اس نے حفظ تو کیا ہے، مگر اَدا میں کثیر غلطیاں کرتا ہے۔ لوگوں میں ایسے بھی جنھوں نے پڑھا تو بہت ہے، مگر اس کے معانی سے ناواقف ہیں، بہت سارے ایسے بھی ہیں جو قرآن مجید کثرت سے پڑھتے ہیں، مگر اس کے اوامر ونواہی پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ تو کیا حدیث کا یہ معنیٰ ہے کہ اس نے قرآن حفظ کر رکھا ہو، اور دوسرے معاملات سے نابلد ہو۔ کیا مذکورہ حدیث سے مراد یہ لوگ ہیں؟ (نہیں، بلکہ) حدیث کا معنی یہ ہے کہ مذکورہ بالا تمام چیزیں اس میں وافر مقدار میں پائی جاتی ہوں، جیسا کہ بعد والی حدیث میں آرہا ہے: أقرأھم لکتاب اللہ" کہ وہ کتاب اللہ کو خوب پڑھنے والا ہو"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے نگاہ جھکا کر رکھنے والا ہو، اور ضروری ہے کہ تمام احکام پر عامل ہو، جیسا کہ حدیث کا مطلوب ہے۔ نیز وہ حروف کی ادا کی کیفیت سے واقف، اس کے معانی کا عالم، اور اس کا فہم رکھتا ہو، اس کے ساتھ ساتھ وہ اچھی آواز والا ہو، یعنی جن چیزوں کی بنیاد پر ترجیح دی جائے گی، ان میں ایک پر اثر آواز بھی ہے۔ اور وہ ان تمام امور کا خیال رکھتے ہوئے قرآن مجید پڑھے جن کا شریعت نے حکم دیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ مذکورہ نصوص قرآن سے متعلق تمام چیزوں کو متحمل ہیں۔ بلاشبہ یہ حدیث اس معنی میں بالکل صریح ہے کہ اقراء سے مراد قرآن مجید کو زیادہ سے زیادہ حفظ کرنے والا ہے۔ اس بچے کے زیادہ حفظ کرنے کا سبب یہ ہے کہ وہ ان قافلوں کو ملتا جو رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کر کے واپس جاتے ہوئے ان کے پاس سے گزرتے تھے۔ تو یہ ان سے قرآن حاصل کر لیتا تھا اور اپنی قوم کی طرف پلٹ جاتا تھا، یہ ان سے حکم والی باتیں لیتا تھا، نہ کہ منع والی، (یعنی اہل قافلہ اسے وہی چیزیں سکھاتے تھے جن کا نبی ﷺ نے انھیں حکم دیا ہوتا تھا۔ نہ کہ وہ چیزیں جن سے نبی ﷺ نے انھیں منع کیا ہوتا تھا)۔ قافلے نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوتے، اور آپ ﷺ سے قرآن، احکام، سنت اور آداب سیکھتے تھے، پھر اپنے قبائل اور علاقوں میں جاتے، تو اس طرح کے علم کا شوق رکھنے والے ان سے علم حاصل کرتے تھے، جو انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا ہوتا تھا۔ یہ سبب تھا اس بچے کے زیادہ حفظ کرنے کا۔" [شرح بلوغ المرام، حدیث: ۴۰۷]

علامہ البانی رحمہ اللہ کا فتویٰ

علامہ البانی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: یؤم القوم أقرأھم سے مراد وہ شخص ہے جس نے قرآن زیادہ حفظ کر رکھا ہو، خواہ اس کی قرآءت اچھی نہ ہو۔ یعنی کیا أقرأ کا معنی زیادہ حفظ کرنے والا ہے؟

جواب میں شیخ البانی رحمہ اللہ نے فرمایا: "ہاں، بالکل ایسا ہی ہے، حدیث کا مقصود زیادہ حفظ کرنے والا ہے، لیکن شرعی معنی کے ساتھ کتاب اللہ کو زیادہ حفظ کرنے والا ہو، جیسا کہ وہ نازل ہوئی ہے، اس سے مراد وہ شخص نہیں جس نے قرآن کو قصیدہ کی طرح حفظ کر رکھا ہو، یعنی وہ قرآن پڑھتا ہے، مگر اس کے لغوی آداب اور ان لوازم کا خیال نہیں رکھتا، جو لغوی اعتبار سے فرض ہیں۔ قرآن اللہ کی کتاب اور اس کا کلام ہے، اس کا مقصود فقط حفظ کرنا نہیں، بلکہ اسے اس طرح تلاوت کرنا ہے، جیسے وہ نازل ہوئی ہے۔"

ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا:

"ایک شخص مکمل قرآن کا حافظ ہے، دوسرے نے نصف حفظ کیا ہے، مگر اس کی ادا صحیح اور آواز خوبصورت ہے، سامعین اس کی قراءت سے تھکتے نہیں ہیں، اور اس کی قراءت کو شوق سے سنتے ہیں، ایسی صورت میں اسے آگے کیا جائے گا، یا ہر حالت میں زیادہ حفظ والے کو مقدم کیا جائے گا؟

جواب میں انہوں نے فرمایا:

"اسے تب تک آگے کھڑا نہیں کیا جائے گا، جب تک اسے اتنا حفظ نہ ہو، جو پانچوں نمازوں میں اسے کافی ہو اور اس طرح قرآن پڑھتا ہو جس طرح وہ نازل ہوا ہے۔" [فتاویٰ شیخ الالبانی]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن باز رحمہ اللہ کا فتویٰ

علامہ ابن باز رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: اگر حافظ اور فقیہ جمع ہوں تو امام کسے بنائیں گے ؟

انھوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

" أقرأ سے مراد اچھی قراءت پڑھنے والا ہے۔ جب تجوید قراءت میں سب برابر ہوں، تو زیادہ خوبصورت پڑھنے والا مقدم ہو گا، جیسا کہ حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: ویؤمکم أکثرکم قرآنا.

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کا فتویٰ

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ ریاض الصالحین کی شرح میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

وهذا يدل على أن صاحب العلم مقدم على غيره ؛ يقدم العلم بكتاب الله ، ثم العالم بسنة رسول الله ﷺ ، ولا يقدم من القوم في الأمور الدينية إلا خيرهم أفضلهم. [شرح رياض الصالحين3/ 234]

" یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ صاحب علم کو دوسرے پر مقدم کیا جائے گا، اسے کتاب اللہ کے علم نے مقدم کیا ہے، پھر اسے جو سنت رسول اللہ ﷺ کا عالم ہو، قوم میں سے دینی امور میں صرف اسے مقدم کیا جائے گا جو ان میں بہتر اور افضل ہو۔"

مزید ایک جگہ پر شیخ رحمہ اللہ نے لکھا:

قال العلماء وفي هذا دليل على أن الإنسان لو حسَّن صوتَه بالقرآن لأجل أن يتلذذ السامع ويُسر به، فإن ذلك لا بأس به، ولا يعدُّ من الرياء، بل هذا مما يدعو إلى الاستماع لكلام الله عز وجل حتى يُسر الناس به. [شرح رياض الصالحين :4/ 662]

مع التنبيه -كما ذكر أهل العلم – أنّ تحسين الصوت إن قُصد به تحقيقُ المقاصدِ الشرعيةِ المرجوةِ من ذلك، كحصول الخشوع للقلب وبكاء العين، أو تأثر الناس بسماع القرآن، فهو عمل مشروع ومرغَّب فيه، وليس من الرياء في شيء. وأما إن قُصد بذلك إظهارُ جمالِ الصوت، وحسنِ القراءة، طلبا لمدح الناس وثنائهم، فهذا نوع من الرياء."

" علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس میں دلیل ہے کہ اگر انسان خوبصورت آواز سے قرآن پڑھتا ہو، تاکہ سامعین محظوظ ہوں، اور قرآن کے ساتھ ان کا تعلق قائم ہو جائے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اسے ریاکاری میں شمار نہیں کیا جائے گا، بلکہ یہ تو لوگوں کو کلام اللہ سننے کی دعوت دینے اور ان کا قرآن سے تعلق جوڑنے والی چیز ہے۔

البتہ اہل علم نے تنبیہ کی ہے کہ اگر حسنِ صوت کا مقصد مقاصد شرعیہ کا حصول ہے جیسا کہ خشوعِ قلب اور بکاء عین یا لوگوں کو سماعِ قرآن کی طرف راغب کرنا ہو، تو یہ عمل مشروع اور اس کی طرف رغبت پیدا کرنے والا ہے، یہ ریاکاری نہیں ہے۔ اگر اس کا مقصد خوبصورت آواز اور حسن قراءت کا اظہار، اور لوگوں سے مدح کی خواہش کرنا ہو، تو یہ ریاکاری کی قسم ہے۔"

مزید انھوں نے [شرح بلوغ المرام میں] عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت کی شرح میں لکھتے ہیں:

أن الأحق بالإمامة هو الأكثر قرآنًا و لو كان صغيرا ، فإذا وجد اثنان قد حفظ الأول منهما عشرة أجزاء، والثاني قد حفظ عشرين جزءًا ، فإن الثاني أولي بالإمامة من الأول، ولو كان أصغر منه سنًا، لأن كثرة القرآن مقدمة لقوله :وليؤمكم أكثركم قرآنًا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[فتح ذی الجلال والاکرام، شرح بلوغ المرام :4/ 452]

" (اس روایت میں) دلیل ہے کہ امامت کا مستحق وہ ہے جسے قرآن زیادہ یاد ہو، اگر دو آدمی ہیں، ایک نے دس سپارے اور دوسرے نے بیس پارے حفظ کئے ہیں، تو بیس پاروں کا حافظ امامت کا زیادہ مستحق ہو گا، اگرچہ وہ عمر میں چھوٹا ہو، اس لیے وہ کثرت قرآن کے سبب مقدم ہے۔"

مزید آگے (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما) والی روایت کی شرح میں لکھتے ہیں:

و قوله : 'يؤم القوم أقرؤهم ' يحتمل أن يكون أجودهم قراءة ، و يحتمل أن يكون أعلمهم بالمعنى ، ويحتمل أن يكون أكثرهم قرآنا ، و لكن السنة يفسر بعضها بعضا ، فيحمل قوله : " أقرؤهم " أى أكثرهم قرآنا لما سبق فى الحديث الذى قبله .

[فتح ذي الجلال والاكرام ، شرح بلوغ المرام :4/ 458]

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد :لوگوں کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں زیادہ پڑھا ہو" میں یہ احتمال ہے کہ وہ ان میں اچھا پڑھنے والا ہو، اور یہ احتمال بھی ہے کہ ان میں سب سے زیادہ معانی کو جاننے والا ہو، اور یہ احتمال بھی ہے کہ ان میں قران زیادہ پڑھنے والا ہو، اور سنت ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہے تو آپ کے فرمان:"ان میں زیادہ پڑھنے والا" کا معنی قرآن زیادہ پڑھنے والا ہو جیسا کہ سابقہ حدیث میں گزر چکا ہے۔"

أقراء سے مراد اچھا پڑھنا ہے، قرآن کے معانی کا جاننا ہے یا قرآن کا زیادہ یاد ہونا ہے؟۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ایک دوسرے کی تفسیر کرتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پیچھے (والی روایت میں) گزر چکا ہے: وليؤمكم أكثركم قرآنا تو وہاں أقراء سے مراد زیادہ پڑھنا ہے، اسی طرح اس سے مراد اچھا پڑھنا بھی ہے، کہ حروف کو درست طریقے سے پڑھے اور اس (قواعد تجوید) سے کچھ ساقط نہ ہو۔ اسی طرح یہ لفظ کتاب اللہ کے معانی کو جاننے پر بھی دلالت کرتا ہے، کیونکہ صحابہ کرام عہد رسالت میں دس آیات سے آگے نہیں بڑھتے تھے جب تک ان (کے معانی) کا علم اور اس پر عمل کرنا سیکھ نہ لیتے تھے، وہ کہتے ہیں: ہم نے قرآن (کی قراءت) اور اس کے معانی کا علم اور عمل اکٹھا سیکھا ہے، لہٰذا جو ان میں زیادہ قراءت جانتا تھا، لازمی طور پر وہ اس کے معانی کو بھی زیادہ جانتا تھا، اور وہ تقویٰ میں سے بھی دوسروں سے بڑھ کر ہوتا تھا۔

فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ (سعودی عرب) کا فتویٰ

سعودی عرب کا (فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ:۸/ ۳۴۷) میں ہے:

المراد بقوله ﷺ: «يؤم القوم أقرؤهم لكتاب الله » المراد بذلك: أحسنكم تلاوة، وترتيلا للقرآن، ويراد به أيضا: أكثركم قرآنا، فمن كان أحسن تلاوة وترتيلا للقرآن وأكثر حفظا للقرآن، فهو أولى بالإمامة ممن هو أقل منه في ذلك، لا سيما إذا كان فقيها في صلاته.

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان:" قوم کو وہ جماعت کرائے جو ان میں کتاب اللہ کو زیادہ خوبصورت پڑھنے والا ہو"۔سے مراد: اچھی آواز سے تلاوت کرنے والا، تجوید و ترتیل سے پڑھنے والا، یہی معنیٰ "أكثركم قرآنا" کا ہے، یعنی جو اچھی آواز سے تلاوت کرنے والا ہو، اور ترتیل (تجوید) سے تلاوت کرنے والا اور زیادہ حفظ کرنے والا ہو، لہٰذا وہی امامت کا زیادہ مستحق ہو گا، لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ نماز کے مسائل کو جانتا ہو۔"

امام ابن رجب رحمہ اللہ (فتح الباری شرح بخاری) میں لکھتے ہیں:

وأكثر الأحاديث تدل ى اعتبار كثرة القرآن. [فتح البارى لابن رجب :6/ 116]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"کثیر احادیث دلالت کرتی ہیں کہ اعتبار کثرت قراءت کا ہو گا۔"

صاحب عون المعبود نے أقرأ کا معنی میں تینوں چیزیں شامل کی ہیں، فرماتے ہیں:

فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ (أَيْ فِي مِقْدَارِهَا أَوْ حُسْنِهَا أَوْ فِي الْعِلْمِ بِهَا)سَوَاءً.[عون المعبود :2،204]

شیخ محمد صالح المنجد کا فتویٰ

شیخ محمد صالح المنجد ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: أقرأ دو معنوں پر مشتمل ہے:

اول: زیادہ پڑھا اور یا زیادہ حفظ ہونا، جیسا کہ [صحیح بخاری:۶۹۲] میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے:

جب شروع میں مہاجرین کی ایک جماعت ہجرت کر کے قباء میں تشریف لائے، تو انھیں سالم مولیٰ جماعت کراتے تھے، کیونکہ وہ ان میں سب سے زیادہ قرآن پڑھے ہوئے تھے۔ اور عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی روایت [صحیح بخاری:۴۳۰۲] میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔

اس کا دوسرا معنی حسنِ قراءت ہے، کیونکہ مکمل قراءت ہوتی ہی وہ ہے جس میں حروف کی ادا مکمل شکل میں ہو، اور اس میں کچھ بھی ساقط نہ ہو۔"[https://islamqa.info/ar/answers/134279]

امامت میں قاری پر عالم کو ترجیح دینے والوں کے دلائل

جو لوگ سمجھتے ہیں کہ عالم کو قاری پر ترجیح دینی چاہئے، ان کا کہنا ہے کہ عالم سے مراد ہی وہ ہے جو قرآن کا عالم ہو، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں قرآن کے عالم کو قاری ہی کہا جاتا تھا، جیسا کہ حدیث میں ہے:

أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنْ الْقُرْآنِ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ.

[صحيح بخاری، كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ، بَابُ جَمْعِ الْقُرْآنِ :4986]

"سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جنگ یمامہ کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا۔ اس وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس موجود تھے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ جنگ یمامہ میں بہت سے قاری قرآن شہید ہو گئے ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر قراء کی شہادت کا سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو قراء ختم ہو جائیں گے اور قرآن کریم کا بہت سا حصہ بھی ان کے ساتھ جاتا رہے گا اس لیے میری خواہش ہے کہ آپ قرآن مجید کو جمع کرنے کا حکم دیں۔"

مذکورہ حدیث میں قاری قرآن سے مراد قرآن مجید کے علماء ہیں، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید کی قراءت اور تفسیر اکٹھی سیکھتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا امامت میں ترجیح دینے والی حدیث میں جو أقرأهم کا لفظ آیا ہے، اس سے مراد قرآن مجید کا عالم ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ اور کئی اہل علم دلائل کی روشنی میں اسی رائے کے قائل ہیں۔ کیونکہ اقرأ کی تلاوت میں دوسروں کا فائدہ بھی ہے کہ اچھی تلاوت کی وجہ سے ان کا دل نماز میں زیادہ لگے گا۔

مذکورہ حدیث کی روشنی میں اقرأ کا جو مفہوم سمجھ آتا ہے وہ یہ ہے کہ حسن تلاوت میں نمایاں ہو، کیونکہ اقرأهم لكتاب الله کے بعد یہ الفاظ ہوئے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فإن كانوا في القراءة سواء فاعلمهم بالسنة.

اس بات کی واضح دلیل ہے کہ زیر بحث حدیث میں أقرأهم لكتاب الله سے مراد أعلم بالسنة یا أفقه في الدين نہیں اور اس کی دو وجوہات ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے دو مختلف الفاظ استعمال کئے ہیں، اگر دونوں کی مراد ایک ہوتی، کہ أقرأ سے مراد بھی عالم ہے اور أعلمهم سے مراد بھی عالم ہی ہے، تو دو مختلف الفاظ استعمال کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

اگر أقرأ سے مراد بھی أعلم بالسنة یا أفقه في الدين ہوتا، تو حدیث میں اگلی عبارت بے فائدہ ہو جائے گی۔ امام نووی رحمہ اللہ اسی طرف اشارہ کر رہے ہیں:

فإن كانوا في القراءة سواء ، فأعلمهم بالسنَّة،دليل على تقديم الأقرأ مطلقاً.

" (رسول اللہ ﷺ کا فرمان) پس اگر قراءت میں برابر ہوں، تو پھر جو ان میں سنت کو سب سے زیادہ جاننے والے (کو امام بنایا جائے گا)" ، یہ دلیل ہے مطلق طور پر أقرأ کو مقدم کیا جائے گا۔" [شرح مسلم:۵/ ۱۷۷]

ہمارے کبار مشائخ عظام کا طرز عمل بھی اسی کی غمازی کرتا ہے کہ نماز میں أقراء کو فوقیت دی جائے، مثلاً جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں جب سے شعبۂ قراءت شروع ہوا ہے، تب سے وہاں شعبۂ قراءت کے اساتذہ ہی امامت کراتے ہیں، حالانکہ امام صاحب کے پیچھے جامعہ کے کبار شیوخ بھی کھڑے ہوتے ہیں۔

اسی طرح کلیۃ القرآن جامعہ لاہور الاسلامیہ (جامعہ رحمانیہ لاہور) میں بھی یہی طریقہ کار ہے کہ کبار مشائخ استاذ الاساتذہ حافظ ثناء اللہ محدث مدنی حفظہ اللہ، حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ سمیت تمام اساتذہ کی موجودگی میں پہلے شیخ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ اور ان کی عدم موجودگی میں اچھی آواز والے کسی استاذ یا طالب علم کو کو مصلیٰ امامت پر آگے کر دیا جاتا تھا۔ کبار مشائخ کی موجودگی میں طلباء کا نماز پڑھانا واضح کرتا ہے کہ ان کے نزدیک أقرأ سے مراد تلاوت میں زیادہ نمایاں شخص ہے۔

قاری پر عالم کو ترجیح دینے والوں کے دلائل

احادیث مبارکہ میں صرف تحسین صوت کے سبب کسی کو مصلیٰ امامت پر مقدم کرنے کی مذمت کی گئی ہے، اور اسے قیامت کی نشانی قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«بادروا بالأعمال خصالا ستا: إمرة السفهاء وكثرة الشرط وقطيعة الرحم وبيع الحكم واستخفافا بالدم ونشوا يتخذون القرآن مزامير، يقدمون الرجل ليس بأفقههم ولا أعلمهم ما يقدمونه إلا ليغنيهم.» [الصحيحة :979]

" چھ خصائل پیدا ہونے سے پہلے پہلے اعمال کرنے میں جلدی کرو: بے وقوفوں کی حکمرانی، پولیس کی کثرت، رشتہ داری توڑنا، فیصلوں کا بکنا، خون کی قدر و قیمت کم ہو جانا، اور قرآن کو مزامیر سے پڑھنا، ایسے شخص کو مقدم کیا جائے گا جو نہ فقیہ ہو گا اور نہ عالم، اسے صرف اس لیے مقدم کیا جائے گا تاکہ ان کے طرز لگائے۔"

آپ ﷺ کا فرمان ہے:« اسْتقْرِئوا القرآنَ من أربعةٍ: من ابنِ مسعود، وسالم مولى أبي حُذَيفة، وأُبيّ بن كعب، ومُعاذ بن جَبَلٍ » اس کے باوجود امامت کے لئے آنحضور ﷺ نے جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آگے کیا جبکہ أقرأهم لكتاب الله موجود تھے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام الحرم سید التابعین حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَفْقَهُهُمْ. [مصنف ابن أبي شيبة :3460]

”لوگوں کو وہ امامت کرائے گا جو ان میں زیادہ عالم ہو۔“

علامہ ابن الحاج المالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْإِمَامُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَالْخَيْرِ، وَالدِّيَانَةِ، بِخِلَافِ مَا يَفْعَلُهُ بَعْضُهُمُ الْيَوْمَ لِأَنَّ الْغَالِبَ مِنْهُمْ أَنَّهُمْ إِنَّمَا يُقَدِّمُونَ الرَّجُلَ لِحُسْنِ صَوْتِهِ لَا لِحُسْنِ دِينِهِ، وَقَدْ قَالَ مَالِكٌ رَحِمَهُ اللهُ فِي الْقَوْمِ يُقَدِّمُونَ الرَّجُلَ لِيُصَلِّيَ بِهِمْ لِحُسْنِ صَوْتِهِ إِنَّمَا يُقَدِّمُوهُ لِيُغَنِّيَ لَهُمْ.

”قیامِ رمضان کے لیے ایسے شخص کو امام مقرر کرنا چاہیے جو اہلِ علم، اہلِ خیر اور اہلِ دین ہو، نہ کہ جیسا کہ آج کل اکثر لوگ کرتے ہیں کہ وہ حسنِ صوت کو دیکھ کر امام مقرر کرتے، حسنِ دین کو دیکھتے ہی نہیں ہیں۔ تحقیق امام مالک رحمہ اللہ نے ان لوگوں سے فرمایا تھا جو حسنِ صوت کی بدولت امام بناتے تھے، اسے امام بنانے سے ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ خوبصورت طرز لگا کر پڑھے۔“ [المدخل: ۲/۲۹۲]

مزید امام تراویح کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْخَيْرِ وَالدِّيَانَةِ بِخِلَافِ مَا يَفْعَلُهُ بَعْضُهُمُ الْيَوْمَ؛ لِأَنَّ الْغَالِبَ مِنْهُمْ أَنَّهُمْ إِنَّمَا يُقَدِّمُونَ الرَّجُلَ لِحُسْنِ صَوْتِهِ لَا لِحُسْنِ دِينِهِ وَقَدْ قَالَ مَالِكٌ رَحِمَهُ اللهُ فِي الْقَوْمِ يُقَدِّمُونَ الرَّجُلَ لِيُصَلِّيَ بِهِمْ لِحُسْنِ صَوْتِهِ إِنَّمَا يُقَدِّمُوهُ لِيُغَنِّيَ لَهُمْ وَهَذَا إِذَا كَانَ عَلَى مَا يُعْلَمُ مِنَ التَّطْرِيبِ فِي الْقِرَاءَةِ وَوَضْعِهَا عَلَى الطَّرَائِقِ الَّتِي اصْطَلَحُوا عَلَيْهَا الَّتِي تُشْبِهُ الْهُنُوكَ وَأَمَّا لَوْ قَدَّمُوهُ لِدِينِهِ وَحُسْنِ صَوْتِهِ وَقِرَاءَتِهِ عَلَى الْمَنْهَجِ الْمَشْرُوعِ فَلَا شَكَّ أَنَّ هَذَا أَفْضَلُ مِنْ غَيْرِهِ. [المدخل: 2/ 293]

”ضروری ہے کہ (تراویح کے لیے امام اہلِ علم، اہلِ خیر اور دیندار ہو، بخلاف ان لوگوں کے جو آج کل کر رہے ہیں، لوگوں کی غالب اکثریت حسنِ صوت والے کو مقدم کرتے ہیں، حسنِ دین والے کو آگے نہیں کرتے۔ تحقیق امام مالک رحمہ اللہ نے ان لوگوں سے فرمایا تھا جو حسنِ صوت کی بدولت امام بناتے تھے، اسے امام بنانے سے ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ خوبصورت طرز لگا کر پڑھے۔ یہ لوگ جب قراءت میں طرز لگاتے ہیں، اور اپنی قراءت ان اصطلاحات کے مطابق کرتے جو موسیقی کے مشابہ نہیں، اگر وہ امامت بناتے اس شخص کو جو دیندار، اچھی آواز والا اور جس کی قراءت شرعی منہج کے مطابق ہو، تو یہ بہتر ہے۔“

درست موقف

پہلے موقف کے قائلین کے ہاں أقرأهم سے مراد نرا حافظ یا محض خوبصورت آواز کا مالک ہونا نہیں ہے کہ وہ شریعت کے احکام و مسائل سے کلی ناواقف ہو۔ دونوں چیزیں لازم ملزوم ہیں، عالم قاری بھی ہوں اور قاری اہلِ علم بھی ہوں۔ قرآن وسنت میں بھی ہمیں صرف تجوید الحروف کا تو حکم نہیں دیا گیا، بلکہ ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ میں ترتیل کا حکم ہے اور ترتیل کا معنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بڑی وضاحت سے کیا ہے، جسے تفسیر الدر المنثور میں نقل کیا گیا ہے، اور سب اہلِ فن اس پر متفق ہیں: الترتيل هو تجويد الحروف ومعرفة الوقوف.

”ترتیل یہ ہے کہ حروف کو درست طریقے سے ادا کرنا اور وقف کی معرفت رکھنا۔“

معرفۃ الوقوف تو معانی و تفسیر کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ اسی طرح لفظ قراءۃ میں بھی معنویت کا مفہوم شامل ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح تلاوت کے لغوی مفاہیم میں بھی معنویت کا پہلو غالب طور پر موجود ہے۔ کسی کلام کے مفاہیم کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرنا تلاوت کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓىِٕكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ ﴾ [سورة البقرة]

باقی رہا أقرأ صحابہ کی موجودگی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آگے کرنے کا مقصد ان کی خلافت کی طرف اشارہ تھا۔ اسی لیے حضرت عمر نے سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابو بکر کی خلافت کی دلیل دیتے ہوئے فرمایا:

(أنشدكم الله ، هل تعلمون أن رسول الله ﷺ أمر أبا بكر أن يصلى بالناس ؟، قالوا : نعم - قال : فأيكم تطيب نفسه أن يزيله عن مقامه الذى أقامه فيه رسول الله ﷺ ؟، قالو ا : كلنا لا تطيب أنفسنا. نستغفر الله. [مختصر سيرة الرسول ﷺ :600]

" میں تمھیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں ؟۔ لوگوں نے کہا: جی، (پھر) فرمایا: کیا تمھیں یہ پسند ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس مقام سے ہٹادیں، جس پر انھیں رسول اللہ ﷺ نے کھڑا کیا ہے ؟ لوگوں نے کہا بالکل ہمیں یہ پسند نہیں ہے، ہم اللہ سے استغفار کرتے ہیں۔"

لہٰذا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مثال اس مسئلہ میں پیش کرنا درست نہیں ہے۔ نماز کا تعلق قراءت سے ہوتا ہے، اس لیے تجوید کے ماہر اور خوبصورت آواز کے مالک کو آگے کھڑا کرنے میں مقتدیوں کی بھی مصلحت ہے، کہ اچھی تلاوت کی وجہ سے ان کا دل نماز میں زیادہ لگے گا۔ اور خشوع وخضوع پیدا ہو گا۔

المختصر! فریقین میں سے کوئی بھی صرف حسنِ صوت کی بنا پر امامت میں مقدم کرنے کا قائل نہیں ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ جب دو شخص تلاوت اور علم وفقاہت دونوں کے جامع ہوں تو أكثرهما أخذا للقرآن کو ہی مقدم کرنا چاہیے۔ اقرأهم لكتاب الله کا معنی یقیناً حسن صوت وادا کو شامل ہے، اس کا انکار نہیں کرنا چاہئے، البتہ یہ بھی حقیقت ہے کہ قران کے علم کے بغیر انسان أقرأ نہیں بن سکتا، خواہ آواز کتنی ہی خوبصورت کیوں نہ ہو،، لہٰذا جتنا زیادہ قرآن کے مفاہیم ومقاصد آیات کا علم ہو گا اُتنا ہی اقرأ ہو گا۔ اس کے بعد سنت کے علم کا مرتبہ آتا ہے۔ لہٰذا ترتیب میں امامت کے لئے افضل ترین شخص احسن ترین صوت واداوالا اور اعلم بکتاب اللہ۔ اور کثر أخذا للقران کے ساتھ ساتھ أحسنهم صوتا بھی دیکھا جائے گا۔ علامہ عبدالمحسن العباد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فإن الأحق هو الأقرأ إذا كان عنده علم بالسنة وبأحكام الصلاة وبالفقه، ولكنه إذا كان مجرد حافظ وليس عنده علم بالسنة فإن من يكون أقل منه حفظاً وجمعاً للقرآن وهو عالم بالسنة يكون مقدماً على ذلك الذي هو مجرد حافظ وليس عنده فقه في الدين ولا معرفة بالسنن.

" بلاشبہ زیادہ مستحق أقرأ ہے، جب وہ سنت کا علم رکھتا ہو، اور نماز کے احکام اور فقہ کے مسائل جانتا ہو، لیکن اگر وہ نرا حافظ ہو، اور اس کے پاس سنت کا علم بالکل نہ ہو، پس جو شخص اس سے حفظ قرآن میں اس سے کم تر ہو، لیکن ایک حدیث کا عالم ہو، اسے مجرد حافظ جو دین کی فقاہت اور سنت کے علم سے بے بہرہ ہو، پر مقدم کیا جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حافظ صلاح الدین یوسف[1]

حالت حیض میں قرآن مجید پڑھنا

اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر بنات آدم پر حیض کو لازم کیا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سہولت کے پیش نظر ان ایام مخصوصہ میں بعض مسائل میں پابندی لگائی ہے، مثلاً دخول مسجد، نماز پڑھنے، روزہ رکھنے اور بیت اللہ کا طواف کرنے سے منع کیا ہے، بعض علماء کرام نے چند ایک ضعیف روایات کو بنیاد بنا کر قرآن مجید کو چھونے اور پڑھنے سے بھی منع کیا ہے۔ دوسری طرف دیکھیں تو قرآن مجید کی مسلسل تلاوت کرنا طالبات خصوصاً حافظات اور اساتذہ حفظ کی مجبوری ہے۔ اگر ہر ماہ میں وہ ہفتہ دس دن قرآن سے دور رہے تو اسے ناتلافی نقصان پہنچے گا۔ اس لیے یہ مسئلہ علماء کی مجالس میں زیر بحث رہتا ہے۔ بعض مطلق حرمت کے قائل ہیں، بعض مطلق طور پر جائز سمجھتے ہیں اور بعض علماء کرام مخصوص حالات میں اس کی اجازت دیتے ہیں۔

مفسر قرآن حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے زیر نظر مضمون کو اپنی زندگی کے آخری ایام میں ماہنامہ محدث کے لیے لکھا تھا، جسے موضوع کی افادیت کے پیش نظر رشد کے صفحات میں بھی پیش کیا جارہا ہے۔[ادارہ]

ایامِ مخصوصہ (حیض) اور نفاس و جنابت میں عورت قرآن کریم کی تلاوت کر سکتی ہے یا نہیں؟ نیز اس حالت میں اس کا قرآن کو چھونا جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ کوئی جواز کا قائل ہے اور کوئی عدمِ جواز کا۔ اس میں عدم جواز (نہ پڑھنے والا) مسلک سب سے زیادہ مشہور ہے اور دوسرے موقفوں پر لوگ حیرت و استعجاب کا بالعموم اظہار کرتے ہیں۔ جبکہ اس بارے میں بالعموم درج ذیل پانچ فقہی آرا ہیں:

a حائضہ عورت کا قرآن پڑھنا اور اسے چھونا مطلقاً ناجائز اور ممنوع ہے۔

b حائضہ عورت کا قرآن مجید پڑھنا اور اسے چھونا مطلقاً جائز ہے۔

c ایک آدھ آیت کا پڑھنا جائز ہے، اس سے زیادہ نہیں۔

d حائضہ عورت قرآن پڑھ سکتی ہے، جنبی کا قرآن پڑھنا جائز نہیں۔

e اس کی بابت منقول کراہت، کراہت تحریمی نہیں بلکہ کراہتِ تنزیہی ہے، یعنی اس حالت میں قرآن کریم پڑھنے اور چھونے سے بچنا بہتر ہے تاہم اگر ضرورت ہو تو جنبی مرد اور حائضہ عورت کے لیے قرآن پڑھنا اور اسے چھونا جائز ہے۔

یہی آخر الذکر پانچواں مسلک راجح ہے، جس کے دلائل آگے آئیں گے۔

[1] مؤلف تفسیر احسن البیان و سابق مشیر وفاقی شرعی عدالت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عدم جواز کے قائلین کے دلائل

a نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«لاَ تَقْرَأِ الحَائِضُ، وَلاَ الجُنُبُ شَيْئًا مِنَ القُرْآنِ»[جامع ترمذی، أبواب الطهارة عن رسول ﷺ، باب ماجاء في الجنب والحائض أنهما لايقرآن القرآن: ۱۳۱]

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ”صحابہ و تابعین اور مابعد کے اکثر اہل علم کا، جیسے: سفیان ثوری، ابن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہم ہیں، قول ہے کہ حائضہ اور جنبی قرآن سے کچھ نہ پڑھیں، البتہ کوئی حرف یا آیت کا کوئی حصہ پڑھ سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں انہوں نے ان کو تسبیح و تہلیل کی اجازت دی ہے۔“

اس روایت کی سند کے متعلق خود امام ترمذی نے یہ صراحت کی ہے: ”میں نے محمد بن اسماعیل (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اسماعیل بن عیاش اہل حجاز اور اہل عراق سے منکر روایات بیان کرتا ہے، گویا انہوں نے اس کی ان روایتوں میں اسے ضعیف قرار دیا ہے جو اہل حجاز و اہل عراق سے متفرد طور پر بیان کرتا ہے اور (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے) فرمایا کہ اسماعیل بن عیاش کی صرف وہ روایات قابل قبول ہیں جو وہ اہل شام سے بیان کرتا ہے...الخ“

اور زیر بحث روایت اسماعیل بن عیاش، موسیٰ بن عقبہ سے روایت کرتا ہے جو اہل حجاز میں سے ہیں۔ اس اعتبار سے وہ اس حدیث کی حد تک ضعیف قرار پاتا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس حدیث کے بیان کرنے میں اسماعیل بن عیاش متفرد ہے اور اہل حجاز سے اس کی روایت ضعیف ہوتی ہے جس سے حجت نہیں پکڑی جا سکتی، امام احمد اور یحییٰ بن معین وغیرہ حفاظ محدثین کا یہی قول ہے اور یہ روایت اس کے علاوہ دوسرے راوی سے بھی مروی ہے اور وہ بھی ضعیف ہے۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں: میں نے اپنے والد سے سنا اور انہوں نے اسماعیل بن عیاش کی یہ حدیث ذکر کی اور کہا کہ اس نے غلطی کی ہے، یہ دراصل ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے: ”حائضہ عورت اور جنبی دونوں قرآن سے کچھ نہ پڑھیں۔“

[تحفۃ الأحوذی:۱/۱۲۴]

اس روایت کو بعض حضرات نے اس کے کچھ متابعات کی بنیاد پر صحیح کہا ہے لیکن محدث عصر شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں بھی غیر معتبر قرار دے کر اس روایت کو ضعیف ہی قرار دیا ہے۔ [إرواء الغليل : ۱/۲۰۶]

بلکہ تعلیقاتِ مشکاۃ میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اسے باطل کہا ہے۔

[مشكاة المصابيح بتحقيق الالباني:1/ 134]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام طبری کے حوالے سے اس روایت کی بابت کہا:

ضعيف من جميع طرقه.[فتح الباري:1/ 530]

”جتنے بھی طرق سے یہ روایت آتی ہے، سب ضعیف ہیں۔“

b سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان ﷺ يقضي حاجته ثم يخرج فيقرأ القرآن ويأكل معنا اللحم ولا يحجبه، وربما قال: لا يحجزه من القرآن شيء ليس الجنابة. (رواه الخمسة) [إرواء الغليل : ۲/۲۴۱، رقم الحديث : ۴۸۵]

”نبی ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر نکلتے تو قرآن پڑھتے اور ہمارے ساتھ گوشت تناول فرماتے اور آپ ﷺ کے قرآن پڑھنے میں سوائے جنابت کے کوئی چیز رکاوٹ نہ بنتی تھی۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس روایت کی بابت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اسے اصحاب السنن نے روایت کیا ہے اور ترمذی، ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے اور بعض نے اس کے بعض راویوں کی تضعیف کی ہے اور حق بات یہ ہے کہ یہ روایت حسن کے قبیل سے ہے جو حجت کے قابل ہوتی ہے۔"

[فتح الباری : 1/ 530 - طبع دارالسلام، الریاض]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی اس رائے کی وجہ سے اکثر علماء اس روایت سے استدلال کرتے ہیں، لیکن شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی اس رائے کا رد کرتے ہوئے دیگر محدثین کی تائید سے اسکو ضعیف قرار دیا ہے۔("اس حدیث کے بارے میں حافظ کی اس رائے سے ہم موافقت نہیں کرتے، اس لیے کہ مشار الیہ (ضعیف) راوی عبداللہ بن سلمہ ہے اور تقریب التہذیب میں خود حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ترجمے میں کہا ہے "سچا ہے لیکن اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔" اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ یہ حدیث اس کے اسی دور کی ہے جب اس کے حافظے میں خرابی پیدا ہو گئی تھی۔ پس بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ابن حجر نے جس وقت اس حدیث پر حسن ہونے کا حکم لگایا تو اس کا ترجمہ ان کے ذہن میں مستحضر نہیں رہا، واللہ اعلم۔ یہی وجہ ہے کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے المجموع [۱۵۹/۲] میں جب یہ حدیث نقل کی اور امام ترمذی کی تصحیح بھی ذکر کی تو انہوں نے امام ترمذی کی رائے پر تعقب کیا اور کہا: "امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر حفاظ محققین نے کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔

پھر انہوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ رائے نقل کی ہے جو امام منذری رحمۃ اللہ علیہ نے 'مختصر السنن' میں نقل کی ہے، جس میں دونوں نے اسے ضعیف کہا ہے۔ ان محققین نے جو کہا ہے، وہی ہمارے نزدیک راجح ہے کیوں کہ اسے بیان کرنے میں عبداللہ بن سلمہ متفرد ہے اور اس کی یہ روایت اس وقت کی ہے جب اس کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔"

[إرواء الغليل:2/ 242]

امام منذری رحمۃ اللہ علیہ کی جس عبارت کا حوالہ آیا ہے، اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

"امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن مرۃ کے حوالے سے کہا ہے کہ عبداللہ بن سلمہ ہمیں حدیث بیان کرتا ہے، کچھ کو ہم پہچانتے ہیں اور کچھ کو نہیں پہچانتے اور وہ سن رسیدہ ہو گیا تھا، اس کی حدیث کی متابعت نہیں کی جاتی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث ذکر کی اور فرمایا: اہل حدیث (محدثین) کے نزدیک یہ حدیث پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے ثبوت میں جو توقف کیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا مدار عبداللہ بن سلمہ کوفی پر ہے اور یہ سن رسیدہ ہو گیا تھا اور اس کی حدیث اور عقل میں کچھ نکارت محسوس کی گئی اور اس نے یہ حدیث بھی سن رسیدگی کے بعد ہی بیان کی ہے۔" [مختصر السنن للمنذري:1/ 156]

C تیسری حدیث جو مذکورہ حدیث کے متابع کے طور پر پیش کی جاتی ہے اور اسے معاصر علماء میں سے بعض نے صحیح اور بعض نے حسن کہا ہے، یہ مسند احمد (۱۱۰/۱) کی روایت ہے۔ اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

"حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس وضو کا پانی لایا گیا، آپ نے کلی کی اور تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالا، تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا اور اپنے دونوں ہاتھ اور دونوں بازو تین تین مرتبہ دھوئے، پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر اپنے دونوں پیر دھوئے، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔ پھر قرآن کریم سے کچھ پڑھا اور فرمایا: یہ (قرآن کا پڑھنا) اس شخص کے لیے ہے جو جنبی نہیں ہے۔ رہا جنبی تو وہ ایک آیت بھی نہیں پڑھ سکتا۔"

اس روایت کو بعض علماء نے صحیح قرار دیا ہے، جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا۔ لیکن شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف راوی ابو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الغریب کی وجہ سے اس سے بھی اختلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند میں ابو الغریب راوی ہے جس کی توثیق ابن حبان کے سوا کسی نے نہیں کی اور ابن حبان توثیق میں متساہل ہیں، اس لیے ان کی توثیق قابل اعتبار نہیں، بالخصوص جب کہ دیگر ائمہ کی رائے ان کے معارض ہو۔ ابو حاتم راوی نے اس کی بابت کہا ہے کہ کہ ابو الغریب مشہور نہیں۔ محدثین نے اس میں کلام کیا ہے اور یہ اصبغ بن نباتہ جیسے راویوں کا استاذ ہے اور اصبغ ابو حاتم کے نزدیک لین الحدیث اور دوسروں کے نزدیک متروک ہے، اس قسم کے راوی کی حدیث حسن بھی نہیں ہوتی چہ جائیکہ وہ صحیح تسلیم کی جائے۔

ثانیاً: اگر یہ روایت صحیح بھی ہو، تب بھی اس کا مرفوع ہونا صریح نہیں۔

ثالثاً: اس کا مرفوع ہونا بھی اگر صریح ہو تو یہ شاذ یا منکر ہے، اس لیے کہ عائذ بن حبیب اگرچہ ثقہ ہے لیکن ابن عدی نے اس کی بابت کہا ہے کہ اس نے کئی منکر روایات بیان کی ہیں۔

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ مزید کہتے ہیں کہ

"یہ روایت بھی شاید انہی (منکر) روایات میں سے ہو، اس لیے کہ اس سے زیادہ ثقہ اور اس سے زیادہ حفظ و ضبط رکھنے والے راوی نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بیان کیا ہے جو دار قطنی (رقم: ۴۴) میں ہے۔ یہ موقوف روایت حسب ذیل ہے۔ ابو الغریف ہمدانی کہتے ہیں:

"ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے کہ آپ نے پیشاب یا پاخانہ کیا، پھر آپ نے پانی کا ایک برتن منگوایا اور اپنے ہاتھ دھوئے، پھر قرآن کے آغاز سے کچھ حصہ پڑھا، پھر فرمایا: جب تک تم میں سے کسی کو جنابت نہ پہنچے تو قرآن پڑھے، پس اگر جنابت پہنچے تو ایک حرف بھی نہ پڑھے۔"

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے (موقوف) صحیح سند سے ثابت ہے۔"

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ حدیث مذکور «لَا يَحْجُبُهُ... الخ» کی متابع یہ روایت موقوف ہے، یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ علاوہ ازیں امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حدیث «لَا يَحْجُبُهُ... الخ» (اگر صحیح بھی ہو تو) اس شخص کی دلیل نہیں بن سکتی جو جنبی کو قرآن پڑھنے سے منع کرتا ہے، اس لیے اس میں ممانعت کا حکم نہیں ہے بلکہ یہ صرف حکایتِ فعل ہے۔" [إرواء الغليل: ۲/ ۲۴۳۔۲۴۴]

d چوتھی روایت وہ ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں کا رخ مسجد نبوی سے پھیرنے کا حکم دیا تاکہ لوگوں کا آنا جانا مسجد کے اندر سے نہ ہو بلکہ باہر سے ہو اور مسجد میں وہ صرف اسی وقت آئیں جب وہ پاک ہوں اور مسجد میں آنے کا مقصد نماز پڑھنا ہو۔ اس حکم کی وجہ آپ نے یہ بیان فرمائی:

«فإني لا أحل المسجد لحائضٍ ولا جنبٍ» [سنن أبي داؤد: ۲۳۲]

"میں مسجد کو حائضہ عورت اور جنبی کے لیے حلال نہیں کرتا۔" (یعنی مسجد کے اندر سے ان کے گزرنے کو جائز نہیں سمجھتا)

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند پر بھی تفصیلی گفتگو کر کے اسے بھی ناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔

[إرواء الغليل: ۱/ ۲۱۰، حدیث نمبر: ۱۹۳؛ مشكاة المصابيح بتحقيق الالباني: ۱/ ۲۱۱]

علاوہ ازیں یہ روایت قرآن کے بھی خلاف ہے۔ قرآن مجید کی آیت ﴿وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ﴾ (النساء: ۴۳) سے جنبی کا مسجد سے گزرنا جائز معلوم ہوتا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ آیت کی کچھ توضیح کر دی جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ آیت کی مختصر وضاحت

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے ایمان والو! جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ، یہاں تک کہ اپنی بات سمجھنے لگو اور جنابت کی حالت میں (بھی) یہاں تک کہ غسل کر لو مگر یہ کہ راہ چلتے گزرو۔“ (اس صورت میں گزرنا جائز ہے۔)

آیت کا پہلا حکم اس وقت دیا گیا تھا جب شراب کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ بعد میں جب شراب حرام کر دی گئی تو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ دوسرا حکم جنبی آدمی (عورت ہو یا مرد) کے لیے ہے کہ وہ مسجد میں جنابت کی حالت میں نہ جائیں، ہاں مسجد میں سے صرف گزرنا ہو تو جائز ہے لیکن وہاں زیادہ دیر ٹھہرنا اور بیٹھنا ممنوع ہے۔ اس تفسیر کی رو سے صلاۃ (نماز) سے مراد موضع الصلاۃ (نماز پڑھنے کی جگہ) یعنی مسجد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نشے میں مدہوش شخص نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جائے نہ جنبی آدمی، جب تک غسل نہ کر لے۔ الاّ یہ کہ مسجد اس کا راستہ ہو تو اس صورت میں وہ مسجد میں سے گزر سکتا ہے۔

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اسی تفسیر کو راجح قرار دیا ہے اور اس تفسیر کی رو سے جنبی کے مسجد سے گزرنے کی اجازت نکلتی ہے۔ حافظ ابن کثیر نے بھی امام ابن جریر کی اس تفسیر کو نقل کر کے لکھا ہے:

ومن هذه الآية احتج كثير من الائمة على أنه يحرم على الجنب اللبث فى المسجد ويجوز له المرور وكذا الحائض والنفساء أيضا فى معناه. [تفسیر ابن کثیر، سورۃ النساء: 34]

”اس آیت سے اکثر ائمہ نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ جنبی کا مسجد میں ٹھہرنا حرام ہے، البتہ اس کے لیے گزرنا جائز ہے اور حائضہ اور نفاس والی عورتیں بھی اسی حکم میں ہیں۔“

دوسرے مفسرین نے ﴿وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ﴾ سے مسافر مراد لیا ہے اور مطلب یہ بیان کیا ہے کہ جنبی آدمی بھی مسجد میں نہ آئے، ہاں اگر وہ مسافر ہو اور اسے پانی نہ ملے تو وہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔

امام ابن جریر وغیرہ مفسرین کے نزدیک پہلی تفسیر اس لیے زیادہ صحیح ہے کہ اس آیت میں اس کے بعد ہی مسافر کے لیے پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کرنے کا حکم ہے۔ اگر ﴿اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ﴾ سے مراد مسافر لیا جائے تو تکرار لازم آئے گی، اس لیے ﴿اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ﴾ سے مراد صرف گزرنے والا، راستہ عبور کرنے والا ہے۔

اس طرح اس آیت سے جنبی آدمی کا مسجد سے گزرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ بنابریں مذکورہ حدیث سنداً ضعیف ہونے کے علاوہ قرآن کے بھی خلاف ہے۔

e پانچویں دلیل، جس سے استدلال کیا جاتا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان ہے جو آپ نے حضرت عمرو بن حزم کے نام لکھا تھا، اس میں فرائض و سنن، دیات اور صدقات وغیرہ کی تفصیل تھی، اس میں ایک بات یہ بھی تھی: «لا يمس القرآن إلا طاهر» ”قرآن کو وہی چھوئے جو پاک ہو۔“

اس روایت کی صحت میں بھی اگرچہ اختلاف ہے۔

جیسا کہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”اسے دارقطنی نے عمرو بن حزم، عبد اللہ بن عمر اور عثمان بن ابی العاص سے مسند طور پر بیان کیا ہے لیکن ان میں ہر ایک کی سند محل نظر ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

[تفسیر ابن کثیر: ۳۱۵/۴زیر آیت الواقعہ:۹۹، دار السلام، الریاض، ۱۹۹۲]

تاہم محدثین کی اکثریت اس کی صحت کی قائل ہے۔ شیخ البانی نے بھی اسے مجموعی طرق کی بنیاد پر صحیح قرار دیا ہے۔ (إرواء الغلیل، حدیث نمبر:۱۲۲) لیکن یہ روایت مسئلہ زیر بحث میں واضح نہیں ہے، اس لیے اسے بھی مدار استدلال نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ کیوں کہ اس میں طاہر (پاک شخص) کو قرآن مجید چھونے کی اجازت دی گئی ہے اور طاہر کا لفظ چار قسم کے افراد پر بولا جاتا ہے:

☆ جو 'حدثِ اکبر' (جنابت، حیض ونفاس) سے پاک ہو۔
☆ جو 'حدث اصغر' سے پاک ہو۔ (یعنی بے وضو نہ ہو)
☆ جس کے بدن پر ظاہری نجاست نہ ہو۔
☆ جو مومن ہو۔ (چاہے وہ جنبی ہو یا بے وضو)

اس آخری مفہوم کی تائید قرآن کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے: ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾[التوبة: 28] ”مشرک ناپاک ہیں۔“ اس کا مفہوم دوسرے لفظوں میں یہ ہوا کہ مومن پاک ہے، چاہے وہ کسی حالت میں بھی ہو۔ علاوہ ازیں حدیث سے بھی اس مفہوم کی تائید ہوتی ہے، چنانچہ حدیث میں ہے:

«إن المؤمن لا ينجس» [صحيح مسلم: ۳۷۱]
”مومن نجس (ناپاک) نہیں ہوتا۔“ (یعنی وہ پاک ہوتا ہے)

اور نبی ﷺ نے یہ بات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس وقت فرمائی تھی، جب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جنبی تھے۔ جس سے اسی بات کی تائید ہوتی ہے کہ مومن ہر حالت میں طاہر ہی ہوتا ہے، البتہ اس سے وہ صورتیں مستثنیٰ ہوں گی جن کی صراحت نص سے ثابت ہے، جیسے بے وضو یا جنبی آدمی کی بابت حکم ہے کہ وہ نماز نہیں پڑھ سکتا، جب تک وہ وضو یا غسل نہ کرلے۔ لیکن اس کے علاوہ دیگر کاموں کے لیے وہ پاک ہی متصور ہوگا۔

اس کی مزید تائید ان احکام سے ہوتی ہے جو حائضہ عورتوں کی بابت دیے گئے ہیں، جیسے خاوند اس کے ساتھ لیٹ سکتا اور (شرم گاہ کے علاوہ) مباشرت کرسکتا ہے، اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا جائز ہے، اس کی گود میں لیٹے ہوئے قرآن پڑھا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کا یہ عمل بیان فرمایا ہے۔ بلکہ ایک موقع پر نبی ﷺ نے مسجد میں ہوتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، جب کہ وہ ایام مخصوصہ میں تھیں:

”مجھے کپڑا (چادر) پکڑا دو۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: إني حائض ”میں تو حیض کی حالت میں ہوں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: «إن حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ بِيَدِكِ»[صحيح مسلم:298]
”تیرا حیض تیرے ہاتھوں میں نہیں ہے۔“ [إرواء الغليل : ۲۱۲/۱، رقم الحديث : ۱۹۴)

اس تفصیل سے یہ واضح ہے کہ طاہر کے چاروں معنوں میں سے یہ آخری معنی دوسرے دلائل کی رو سے زیادہ صحیح ہے، جب کہ دوسرے معانی اتنے قوی نہیں ہیں اور اس آخری معنی کی رو سے جنبی یا حائضہ کا قرآن پڑھنا یا اسے چھونا ممنوع ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ جنبی اور حائضہ بھی مومن ہونے کی وجہ سے پاک ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عدم مس (نہ چھونا) علیحدہ مسئلہ اور عدم قراءت (نہ پڑھنا) علیحدہ مسئلہ ہے

بعض حضرات نے کہا ہے کہ اس بات پر اجماع ہے کہ مُحْدِثِ حَدَثِ اکبر (یعنی جنبی اور حائضہ) کے لیے قرآن کریم کا چھونا جائز نہیں ہے، اس لیے طاہر کے معنی، حدثِ اکبر سے پاک شخص، متعین ہیں اور یوں یہ حدیث اس مسئلے میں نص صریح کی حیثیت رکھتی ہے۔ لیکن اجماع کا دعویٰ ہی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ امام بخاری، امام ابن جریر طبری، امام داؤد ظاہری، امام ابن حزم، امام ابن المنذر، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم جنبی اور حائضہ کو قرآن کریم پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں۔ (ان کے دلائل آگے بیان ہوں گے)

جب یہ بات ہے تو پھر دعوائے اجماع کیوں کر صحیح ہے؟

f چھٹی دلیل، جس سے استدلال کیا جاتا ہے، قرآن کریم کی آیت ﴿لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ﴾ (الواقعہ: ۷۹) ہے، جس کا ترجمہ ہے: "پاک لوگ ہی اسے چھوتے ہیں۔"

لیکن یہ خبر ہے، حکم نہیں ہے۔ کیونکہ یہ نفی کا صیغہ ہے، نہی کا نہیں۔ اگر یہ نہی کا صیغہ ہوتا تو لَا يَمَسَّهُ (بفتح السین) ہوتا، پھر اس کا ترجمہ حکم کا ہوتا یعنی "اسے پاک لوگ ہی چھوئیں" اس صورت میں اس سے عدم قراءت اور عدم مس قرآن پر استدلال ہو سکتا تھا۔

لیکن جب ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اس میں یہ خبر دے رہا ہے کہ لوح محفوظ کو یا قرآن کریم کو صرف فرشتے ہی چھوتے ہیں، یعنی آسمانوں پر فرشتوں کے علاوہ کسی کی بھی اس قرآن یا لوح محفوظ تک رسائی نہیں ہے۔ لَا يَمَسُّهُ میں ضمیر کا مرجع بعض نے لوح محفوظ کو اور بعض نے قرآن کو بنایا ہے۔ مطلب دونوں صورتوں میں مشرکین کی تردید ہے جو کہتے تھے کہ قرآن، شیاطین لے کر اترتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا یہ کیوں کر ممکن ہے، یہ قرآن تو شیطانی اثرات سے بالکل محفوظ ہے کیوں کہ ایک تو وہ لوح محفوظ میں ہے جس تک کسی کی رسائی نہیں ہے۔ ثانیاً: پاک فرشتے ہی اسے چھوتے ہیں، فرشتوں کے علاوہ کوئی اور وہاں پہنچ ہی نہیں سکتا۔ ثالثاً: فرشتے (روح الامین) ہی اسے لے کر زمین پر اترتے ہیں۔

اس اعتبار سے آیت کا تعلق مسئلہ زیر بحث سے کہ طاہر شخص کے سوا اسے کوئی چھو سکتا ہے یا نہیں؟ ہے ہی نہیں۔ علاوہ ازیں یہ سورت مکی ہے اور مکی سورتوں میں احکام و مسائل کا زیادہ بیان نہیں ہے۔ بلکہ ان میں توحید و رسالت اور آخرت کے اثبات پر زور دیا گیا ہے، البتہ فحوائے آیت سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ حدث اصغر، اکبر سے پاک ہو کر قرآن کی تلاوت کرنا افضل ہے تو اس کی افضلیت میں یقیناً کوئی کلام نہیں۔ (جیسا کہ آگے اس کی تفصیل آئے گی)

بعض اُردو مفسرین کی آرا

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ زیر بحث اور آیت کے سلسلے میں عصر حاضر کے بعض اردو مفسرین کی آرا بھی ذکر کر دی جائیں۔

مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ آیت مذکور سے ممانعت کا مفہوم لینے والوں کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ تفسیر آیت کے سیاق وسباق سے مطابقت نہیں رکھتی۔ سیاق وسباق سے الگ کر کے تو اس کے الفاظ سے یہ مطلب نکالا جاسکتا ہے، مگر جس سلسلۂ کلام میں یہ وارد ہوئی ہے اس میں رکھ کر اسے دیکھا جائے تو یہ کہنے کا سرے سے کوئی موقع نظر نہیں آتا کہ "اس کتاب کو پاک لوگوں کے سوا کوئی نہ چھوئے" کیوں کہ یہاں تو کفار مخاطب ہیں اور ان کو یہ بتایا جارہا ہے کہ یہ اللہ رب العالمین کی نازل کردہ کتاب ہے، اس کے بارے میں تمہارا یہ گمان قطعی غلط ہے کہ اسے شیاطین نبی پر القا کرتے ہیں۔ اس جگہ یہ شرعی حکم بیان کرنے کا آخر کیا موقع ہو سکتا تھا کہ کوئی شخص طہارت کے بغیر اس کو ہاتھ نہ لگائے؟ زیادہ سے زیادہ جو بات کہی جاسکتی ہے وہ یہ ہے کہ اگرچہ آیت یہ حکم دینے کے لیے نازل نہیں ہوئی مگر فحوائے کلام اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کتاب کو صرف مطہرین ہی چھوسکتے ہیں، اسی طرح دنیا میں بھی کم از کم وہ لوگ جو اس کے کلام الٰہی ہونے پر ایمان رکھتے ہیں، اسے ناپاکی کی حالت میں چھونے سے اجتناب کریں۔"

مختلف مسالک کی آرا

g مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں مختلف مسالک کا ذکر کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

"**مسلک حنفی:** رہا قرآن پڑھنا، تو وہ وضو کے بغیر جائز ہے۔ (بدائع الصنائع) اور بچے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ تعلیم کے لیے قرآن بچوں کے ہاتھوں میں دیا جاسکتا ہے خواہ وہ وضو سے ہوں یا بے وضو۔ [فتاویٰ عالمگیری]

مذہب مالکی: مصحف کو ہاتھ لگانے کے لیے وضو شرط ہے۔ لیکن قرآن کی تعلیم کے لیے وہ استاد اور شاگرد دونوں کو اس سے مستثنیٰ کرتے ہیں۔ بلکہ حائضہ عورت کے لیے بھی وہ بغرض تعلیم مصحف کو ہاتھ لگانا جائز قرار دیتے ہیں۔ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے المغنی میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ جنابت کی حالت میں تو قرآن پڑھنا ممنوع ہے مگر حیض کی حالت میں عورت کو قرآن پڑھنے کی اجازت ہے کیوں کہ ایک طویل مدت تک اگر ہم اسے قرآن پڑھنے سے روکیں گے تو وہ بھول جائے گی۔

ظاہریہ کا مسلک یہ ہے کہ قرآن پڑھنا اور اس کو ہاتھ لگانا ہر حال میں جائز ہے خواہ آدمی بے وضو ہو یا جنابت کی حالت میں ہو، یا عورت حیض کی حالت میں ہو۔ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے [المحلی: 1/ 77/ 84] میں اس مسئلے پر مفصل بحث کی ہے جس میں انہوں نے اس مسلک کی صحت کے دلائل دیے ہیں اور یہ بتایا ہے کہ فقہاء نے قرآن پڑھنے اور اس کو ہاتھ لگانے کے لیے جو شرائط بیان کی ہیں، ان میں سے کوئی بھی قرآن وسنت سے ثابت نہیں ہے۔" [تفہیم القرآن: ۵/۲۹۵]

h مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ طہارت کو ضروری قرار دینے کے باوجود لکھتے ہیں:

"مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث جو بخاری ومسلم میں ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث جو مسند احمد میں ہے، اس سے بغیر وضو کے تلاوت قرآن فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اس لیے فقہا نے بلاوضو تلاوت کی اجازت دی ہے۔ (تفسیر مظہری)" [تفسیر معارف القرآن: ۸/۲۸۷، ۲۸۸]

i اسی آیت ﴿لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلۡمُطَهَّرُونَ﴾ سے فقہا نے وجوبِ طہارت کا جو مسئلہ اخذ کیا ہے، مولانا امین احسن اصلاحی فقہا کے طرز استدلال پر نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جن فقہا نے قرآن کی زبانی تلاوت یا اس کو ہاتھ لگانے تک کے لیے بھی طہارت کی وہ شرطیں عائد کی ہیں جو نماز کے لیے ضروری ہیں، ان کے اقوال غلو پر مبنی ہیں۔ قرآن اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اس وجہ سے وہ ہر پہلو اور خیر وشر کے جاننے کا ذریعہ، اخذ واستنباط کا حوالہ اور استدلال کا مرکز بھی ہے۔ اگر اس کو ہاتھ لگانے یا اس کی کسی سورت یا آیت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلاوت کرنے یا حوالہ دینے کے لیے بھی آدمی کا طاہر ومطہر اور باوضو ہونا ضروری قرار پا جائے تو یہ ایک تکلیف مالا یطاق ہوگی جو دین فطرت کے مزاج کے خلاف ہے۔ اس طرح کی غیر فطری پابندیاں عائد کرنے سے قرآن کی تعظیم کا وہی تصور پیدا ہوگا جس کی تعبیر سیدنا مسیح علیہ السلام نے یوں فرمائی ہے کہ "تمہیں چراغ دیا گیا کہ اس کو گھر میں بلند جگہ رکھو کہ سارے گھر میں روشنی پھیلے لیکن تم نے اس کو پیمانے کے نیچے ڈھانپ کر رکھا ہے۔"

[تفسیر تدبر قرآن: ۱۸۴/۸]

j محدث العصر شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف پہلے بیان ہو چکا ہے کہ مُحْدِثْ (بے وضو) جنبی اور حائضہ کے قرآن پڑھنے سے ممانعت کی کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔

[حاشیہ 'ریاض الصالحین' بہ تحقیق شیخ الالبانی، باب ۲۴۵، ص: ۴۹۵، طبع بیروت]

k تفسیر ثنائی: اس آیت کی بنا پر بعض اہل علم بغیر وضو کے قرآن پاک کو چھونا جائز نہیں جانتے مگر اکثر محققین یہاں مراد لیتے ہیں کہ قرآن پاک سے وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو پاک باطن ہیں۔ [قرآن مجید، ثنائی ترجمہ: ص ۶۴۳]

جواز کے قائلین کے دلائل

مذکورہ تفصیل سے واضح ہے کہ پہلی رائے، یعنی عدم جواز کے قائلین کے پاس کوئی مضبوط دلیل نہیں ہے۔ اس کے برعکس دوسرا موقف یہ ہے کہ جنبی اور حائضہ کا قرآن پڑھنا اور چھونا جائز ہے۔ ان مجوزین میں امام طبری اور امام بخاری جیسے حضرات اور دیگر کئی جلیل القدر ائمہ شامل ہیں، ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

l ممانعت کی تمام روایات ضعیف ہیں، اس لیے وہ قابل احتجاج نہیں، اگر کوئی صحیح ہے تو وہ محتمل المعانی ہے، اس لیے اس سے بھی استدلال صحیح نہیں (جیسا کہ پہلے تفصیل گزر چکی ہے) اور جب روایات میں ضعف شدید ہو تو مجموعۂ روایات بھی قابل استدلال نہیں ہوتا۔

بنابریں اس رائے میں بھی کوئی وزن نہیں کہ یہ سب روایات ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتی ہیں، چنانچہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں جنبی اور حائضہ کے داخلے کی ممانعت والی حدیث کی تضعیف کے بعد لکھتے ہیں:

وللحدیث بعض الشواهد، لكن بأسانيد واهية لا تقوم بها حجة، ولا يأخذ الحديث بها قوة.

[إرواء الغلیل : ۲۱۱/۱، رقم الحدیث : ۱۹۳]

"اس حدیث کے بعض شواہد ہیں لیکن ان کی سندیں نہایت کمزور ہیں جن سے نہ حجت قائم ہوتی ہے اور نہ حدیث کو کوئی قوت حاصل ہوتی ہے۔"

اسی طرح حدیث «لا يقرأ الجنب ولا الحائض شيئا من القرآن» کے ضعف پر بحث کرتے اور اس کے ایک راوی کو بعض حضرات کے ثقہ کہنے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فقد اتفقت كلمات هؤلاء الأئمة على تضعيف ابن مسلمة هذا، فلو سلمنا بأن الدارقطني أراده بقوله 'هو ثقة'، لوجب عدم الاعتداد به لما تقرر في المصطلح أن الجرح مقدم على التعديل لا سيما إذا كان مقروناً ببيان السبب كما هو الواقع هنا. [إرواء الغليل (۲۰۹/۱) : ۱۹۲]

"تمام ائمہ کے اقوال اس ابن مسلمہ کی تضعیف پر متفق ہیں اور اگر ہم تسلیم کرلیں کہ دار قطنی کے قول "وہ ثقہ ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے مراد یہ ابن مسلمہ ہی ہے، تب بھی ضروری ہے کہ اسے کوئی اہمیت نہ دی جائے کیونکہ مصطلحاتِ حدیث میں یہ اصول طے ہے کہ جرح، تعدیل پر مقدم ہے، بالخصوص جب کہ جرح مفصل ہو، یعنی اس کے ساتھ اس جرح کی وجہ بھی بیان ہو، جیسا کہ یہاں ہے۔"

m صحیح روایات کے عموم سے ہر حالت میں قرآن پڑھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے، جیسے حدیث میں ہے:

«كان النبي ﷺ يذكر الله على كل أحيانه» [صحيح البخاري، في ترجمة الباب، كتاب الحيض، باب: ٧]

"نبی ﷺ ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرتے تھے۔"

اس حدیث سے ان کا استدلال یہ ہے کہ ذکر کا لفظ عام ہے جس میں قرآن بھی شامل ہے کیوں کہ قرآن کو بھی ذکر کہا گیا ہے: ﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴾ [الحجر: ٩]

"ہم نے ہی اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

گویا ان کے نزدیک اس حدیث کے عموم سے جنابت سمیت ہر حال میں قرآن کا پڑھنا جائز ثابت ہوا۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث (ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے تھے) سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے:

"مُحْدِثْ (بے وضو)، جنبی اور حائضہ کے لیے قرآن پڑھنے سے ممانعت کی کوئی حدیث صحیح نہیں ہے بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرتے تھے۔" [ریاض الصالحین، حاشیہ بہ تحقیق شیخ البانی، ص:۴۹۵، طبع بیروت]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اسی لیے امام بخاری اور دوسرے جواز کے قائل ائمہ جیسے: طبری، ابن منذر اور امام داوٗد رحمۃ اللہ علیہم، ان سب نے حدیث «كان يذكر الله... الخ» کے عموم سے دلیل پکڑی ہے، اس لیے کہ ذکر کا لفظ عام ہے اس میں قرآن اور غیر قرآن دونوں آجاتے ہیں۔ ذکر اور تلاوت میں جو فرق کیا جاتا ہے اس کی بنیاد صرف عرف ہے۔"

n اس حدیث سے بھی استدلال کیا گیا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، جب وہ ایامِ حج میں حائضہ ہوگئی تھیں، فرمایا تھا:

«فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الحَاجُّ، غَيْرَ أَنْ لاَ تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي»[صحيح البخاري: ٣٠٥]

"تم پاک ہونے تک بیت اللہ کے طواف کے سوا وہ سب کچھ کرو جو حاجی کرتے ہیں۔"

اس حدیث سے اس طرح استدلال کیا گیا ہے کہ اعمالِ حج، ذکر، تلبیہ، تلاوت قرآن اور دعا پر مشتمل ہیں اور نبی ﷺ نے انہیں بیت اللہ کے طواف کے سوا کسی چیز سے منع نہیں کیا، صرف طواف کو مستثنیٰ کیا۔ جب حائضہ کیلئے قرآن پڑھنا جائز ہوا تو جنبی کے لیے بطریق اولیٰ جائز ہوگا کہ عورت کا حدث مرد کے حدث سے زیادہ غلیظ ہے۔

o امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اسی واقعے کو بنیاد بنا کر باب باندھا ہے:

باب: تقضي الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت

"حائضہ عورت حج کے تمام مناسک ادا کرے، سوائے بیت اللہ کے طواف کے۔"

اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ دونوں احادیث کے علاوہ بعض صحابہ و تابعین کے اقوال بھی ذکر کیے ہیں، چنانچہ اس باب کے تحت امام موصوف نے جو اقوال و دلائل نقل کیے ہیں، ان کا ترجمہ یوں ہے:

"ابراہیم (نخعی) نے کہا: حائضہ عورت اگر ایک آیت پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جنبی کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں دیکھا اور نبی ﷺ ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ حائضہ عورتیں نکل کر (عید گاہوں میں) جائیں، پس وہ مردوں کی تکبیروں کے ساتھ تکبیریں کہیں اور دعا میں شریک ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مجھے حضرت ابوسفیان نے خبر دی کہ ہرقل (بادشاہ روم) نے نبی ﷺ کا خط منگوایا اور اسے پڑھا، اس میں تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ﴿ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ ﴾ (اس کے بعد وہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایام حج میں حائضہ ہونے کا اور نبی ﷺ کے فرمان کا ذکر ہے۔)''

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے طرزِ استدلال کو اس طرح واضح کیا گیا ہے، ذیل میں ہم اس کا ترجمہ پیش کرتے ہیں:

''امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب اس باب سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے حائضہ اور جنبی کے قرآن پڑھنے کے جواز پر استدلال کرنا ہے، اس لیے کہ نبی ﷺ نے حج کے تمام مناسک میں سے طواف کے سوا کسی چیز کو مستثنیٰ نہیں کیا... اور حج کے اعمال، ذکر، تلبیہ اور دعا پر مشتمل ہیں اور حائضہ کو ان میں سے کسی چیز سے نہیں روکا گیا۔ پس اسی طرح جنبی کا معاملہ ہے، اس لیے کہ عورت کا حدث مرد کے حدث سے زیادہ ناپاک ہے (جب حائضہ عورت قرآن پڑھ سکتی ہے تو جنبی تو بطریقِ اولیٰ پڑھ سکتا ہے) اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس ضمن میں وارد احادیث میں سے کوئی حدیث صحیح نہیں ہے، اگرچہ اس کی بابت وارد احادیث دوسروں کے نزدیک باہم مل کر قابل احتجاج بن جاتی ہیں۔ لیکن ان میں اکثر احادیث قابل تاویل ہیں۔'' [فتح الباري: ۵۲۹/۱]

p حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی 'اعلام الموقعین' میں اس مسئلے پر گفتگو کی ہے۔ ایک تو انہوں نے بھی منع قراءت کی روایت کو ضعیف اور ناقابل اعتبار قرار دیا ہے۔

ثانیاً: قراءتِ قرآن کے جواز کے موقف کو اس طرح واضح کیا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے حائضہ عورت کے بارے میں احکام کو دو قسموں میں تقسیم فرمایا ہے۔ احکام کی ایک قسم تو وہ ہے جس کا ازالہ حالت حیض کے بعد حالت طہر میں آسانی سے ممکن ہے تو ایسے احکام حالتِ حیض میں اس کے لیے ضروری قرار نہیں دیے بلکہ اس سے ساقط کر دیے (سقوط کی بھی دو صورتیں ہیں) یا تو مطلقاً ساقط کر دیے، جیسے نماز ہے، حالت حیض میں نماز بالکل معاف کر دی۔ یا حالت طہر میں ان احکام کی قضا (ادائیگی) کا حکم دیا، جیسے روزے ہیں۔ حیض میں تو روزہ رکھنے سے منع کر دیا لیکن بعد میں اس کمی کو پورا کرنے کا حکم دیا۔

اور احکام کی دوسری قسم وہ ہے جس کا بدل بھی ممکن نہیں اور حالت طہر تک اس کا مؤخر کرنا بھی مناسب نہیں سمجھا تو اس کی مشروعیت کو حیض کے باوجود برقرار رکھا، جیسے احرام باندھنا، عرفات میں وقوف کرنا، طواف کے علاوہ دیگر مناسک حج کا ادا کرنا ہے۔ اسی طرح حالت حیض میں اس کے لیے قراءتِ قرآن کا جائز ہونا ہے اس لیے کہ حالت طہر میں اس کا ازالہ بھی ممکن نہیں ہے کیونکہ حیض کی مدت لمبی ہوتی ہے، اس مدت میں قرآن کی تلاوت سے روکنے میں کئی نقصان ہیں، جیسے حفظ قرآن میں خلل وغیرہ۔'' [إعلام الموقعین: ۲۸/۳۔ طبع ۱۹۶۹ء بہ تحقیق عبدالرحمن الوکیل]

q امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جواز کے مسلک کی پرزور تائید کی ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''قرآن مجید کا پڑھنا اور اس کی آیت سجدہ پر سجدہ کرنا، قرآن مجید کا چھونا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، یہ سارے کام جائز ہیں، چاہے وضو ہو یا نہ ہو اور چاہے جنبی ہو یا حائضہ۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ مذکورہ سارے کام افعال خیر ہیں جو مستحب ہیں اور ان کا کرنے والا اجر کا مستحق ہے، جو شخص اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ مذکورہ کام بعض حالتوں میں منع ہیں تو اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کی دلیل پیش کرے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام دلائل کا جائزہ لیا ہے جو مانعین کی طرف سے پیش کیے جاتے ہیں۔ اس اعتبار سے ان کے نزدیک بھی منع کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے۔ [المحلی لابن حزم، مسئلہ نمبر:۱۱۶]

۳ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جنبی اور حائضہ کا قرآن پڑھنا، اس کے بارے میں علماء کے دو قول ہیں: ایک رائے ہے کہ ان دونوں کے لیے جائز ہے اور یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا بھی مشہور قول یہی ہے۔ دوسری رائے ہے کہ جنبی کے لیے جائز نہیں ہے اور حائضہ کے لیے جائز ہے۔ اس کے لیے یا تو مطلقاً (یعنی ہر وقت) جائز ہے یا اس وقت جب اسے بھولنے کا خوف ہو اور یہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا مذہب بھی ایک قول کے مطابق یہی ہے، اس لیے کہ حائضہ عورت کے قرآن پڑھنے کی بابت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز ثابت نہیں، سوائے اس حدیث کے جو اسماعیل بن عیاش سے موسیٰ بن عقبہ عن نافع عن ابن عمر کی سند سے مروی ہے کہ "حائضہ اور جنبی قرآن سے کچھ نہ پڑھے۔" اسے ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث محدثین کے نزدیک بالاتفاق ضعیف ہے اور اسماعیل بن عیاش اہل حجاز سے جو روایت کرتا ہے، وہ سب احادیث ضعیف ہیں، بخلاف ان روایات کے جو وہ اہل شام سے بیان کرتا ہے اور یہ روایت ثقہ راویوں میں سے کوئی بھی نافع سے روایت نہیں کرتا۔ یہ معلوم ہے کہ عورتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حائضہ ہوتی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قراءت قرآن سے منع نہیں کیا جیسے آپ نے انہیں ذکر و دعا سے منع نہیں کیا۔ بلکہ حائضہ عورتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ عید کے دن گھروں سے نکلیں اور مسلمانوں کی تکبیرات کے ساتھ وہ بھی تکبیرات پڑھیں، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ کو حکم دیا کہ وہ بیت اللہ کے طواف کے علاوہ حج کے سارے مناسک ادا کرے، وہ حالت حیض میں ہوتے ہوئے تلبیہ کہے، اسی طرح مزدلفہ و منی اور ان کے علاوہ دیگر مشاعر میں (حج کے افعال) سرانجام دے۔

اس کے برعکس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنبی کو حکم نہیں دیا کہ وہ عید میں حاضر ہو اور یہ کہ وہ نماز پڑھے، نہ اسے حج کے مناسک ادا کرنے کا کہا، اس لیے کہ جنبی آدمی کے لیے یہ ممکن ہے کہ فوری طور پر پاک ہو جائے، پس اس کے ناپاک رہنے کے لیے اس کے پاس کوئی عذر نہیں ہے۔ بہ خلاف حائضہ عورت کے کہ اس کی ناپاکی باقی رہنے والی ہے، اس کے لیے اس کی موجودگی میں پاکیزگی حاصل کرنا ممکن ہی نہیں ہے۔ اسی لیے علماء نے کہا ہے کہ جنبی کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ پاک ہوئے بغیر عرفہ یا مزدلفہ اور منیٰ میں وقوف کرے، اگرچہ وقوف کے لیے طہارت شرط نہیں ہے لیکن مقصود یہ ہے کہ شارع نے حائضہ کو تو بطور وجوب یا بطور استحباب اللہ کا ذکر اور اس سے دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور جنبی کے لیے ان چیزوں کو مکروہ جانا ہے۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حائضہ کو جو رخصتیں دی گئی ہیں وہ جنبی آدمی کو نہیں دی گئیں اور اس کی وجہ صرف (وہ قدرتی) عذر ہے (جو عورت کو حاصل ہے) اگرچہ اس کا حدث زیادہ غلیظ ہے۔ اسی طرح قرآن پڑھنے کا مسئلہ ہے، شارع نے حائضہ عورت کو اس سے منع نہیں کیا ہے۔ اگر کہا جائے کہ شارع نے جنبی کو منع کیا ہے (تو اس کی وجہ یہ ہے کہ) جنبی کے لیے تو یہ ممکن ہے کہ وہ پاک ہو جائے اور قرآن پڑھ لے، بخلاف حائضہ عورت کے کہ وہ کئی دن تک اسی حالت پر قائم رہتی ہے، پس وہ (اتنے دنوں تک، اگر قرآن اس کے لیے پڑھنا ممنوع ہو) قرآن پڑھنے سے محروم رہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گی اور یہ اس کے لیے ایسی عبادت سے محرومی ہے جس کی وہ ضرورت مند ہے اور وہ طہارت بھی حاصل کرنے سے عاجز ہے اور قراءت قرآن نماز کی طرح نہیں ہے، اس لیے کہ نماز کے لیے تو شرط ہے کہ حدث اکبر (جنابت و حیض) اور حدث اصغر (عدم وضو) سے پاک ہو۔ اور قرآن کا پڑھنا حدث اصغر (عدم وضو) کے ساتھ جائز ہے۔ یہ نص سے بھی ثابت ہے اور اس پر ائمہ کا اتفاق بھی ہے۔

علاوہ ازیں نماز کے لیے استقبال قبلہ، لباس اور نجاست سے پاکیزگی بھی ضروری ہے، جب کہ قراءتِ قرآن کے لیے ان میں سے کوئی چیز بھی ضروری نہیں، بلکہ نبی ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں اپنا سر مبارک رکھ دیا کرتے تھے، جب کہ وہ حائضہ ہوتی تھیں اور یہ بات صحیح حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ نیز صحیح مسلم میں ہے، اللہ تعالیٰ نبی ﷺ سے فرماتا ہے:

«وَأَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ، تَقْرَؤُهُ نَائِمًا وَيَقْظَانَ» [صحيح المسلم:۲۸۶۵]

"میں تجھ پر ایسی کتاب نازل کر رہا ہوں جسے پانی نہیں مٹا سکتا، تو اسے سوتے جاگتے پڑھ سکتا ہے۔"

پس قرآن کا پڑھنا (ہر حالت میں) جائز ہے، انسان کھڑے ہو یا بیٹھا، چل رہا ہو، لیٹا ہو یا سوار ہو۔"

[مجموع الفتاوی: ۲۱/۴۵۹-۴۶۲]

اس دوسرے مسلک کی رو سے، جس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں گزری، جنبی اور حائضہ کا قرآن پڑھنا مطلقاً جائز ہے اور اس کی بنیاد دو باتوں پر ہے:

اول یہ کہ ممانعت کی تمام احادیث ضعیف ہیں، وہ قابل حجت نہیں۔

دوم یہ کہ صحیح احادیث کے عموم سے جواز کا اثبات ہوتا ہے۔

تیسرا موقف

تیسرا موقف یہ ہے کہ ایک آدھ آیت پڑھی جا سکتی ہے۔

تبصرہ: لیکن ظاہر بات ہے کہ یہ رائے معقولیت پر مبنی نہیں۔ اگر ممانعت کی صحیح دلیل موجود ہے تو پھر ایک آیت کے بھی پڑھنے کا جواز کس طرح نکل سکتا ہے؟ اور اگر ممانعت کی کوئی واضح دلیل نہیں تو پھر صرف ایک آدھ آیت ہی پڑھنے کی اجازت کیوں؟ پھر جتنا کوئی پڑھنا چاہے کیوں نہیں پڑھ سکتا؟ علاوہ ازیں آیات لمبی بھی ہیں اور چھوٹی بھی، لمبی آیت کی صورت میں صفحہ ڈیڑھ صفحہ بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ اس صورت میں کیا قرآن کا اکرام و احترام متاثر نہیں ہو گا۔

چوتھا موقف

اسی طرح یہ موقف بھی کمزور ہے کہ حائضہ قرآن پڑھ سکتی ہے لیکن جنبی نہیں پڑھ سکتا، اس کی دلیل ان کے نزدیک یہ ہے کہ حیض کی مدت طویل ہے، اتنے عرصے تک قرآن نہ پڑھنے میں زیادہ نقصان ہے، جبکہ جنابت کی مدت نہایت قلیل ہے۔ حافظ ابن حزم اس مسلک کی بابت اور اسکی غیر معقولیت کو واضح کرتے ہیں:

"اگر قراءت قرآن حائضہ کے لیے حرام ہے تو اس کی مدت حیض کی طوالت قراءت قرآن کو اس کے لیے حلال نہیں کر سکتی اور اگر اس کے لیے قرآن پڑھنا جائز ہے تو طول مدت سے استدلال کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔"

[المحلی: 1/ 104، مكتبة الجمهورية العربية، مصر]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچواں اور راجح مسلک

پانچویں رائے اس مسئلے میں یہ ہے کہ حیض وجنابت کی حالت میں قرآن پڑھنا کراہت تحریمی نہیں، کراہت تنزیہی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ان حالتوں میں قرآن پڑھنے اور چھونے سے اجتناب بہتر ہے۔ تاہم پڑھ اور چھو لیا جائے تو جائز ہے۔ یہ رائے دو لحاظ سے راجح ہے۔

اولاً:... جمہور علماء جو مطلقاً ممانعت کے قائل ہیں، ان کے پاس اپنے موقف کے اثبات کے لیے کوئی صحیح حدیث اور واضح نص نہیں ہے۔ جن احادیث سے استدلال کیا گیا ہے وہ سب ضعیف ہیں اور ایک آدھ حدیث جو صحیح ہے، محتمل المعنی ہے، اس لیے وہ بھی نص صریح یا دلیل قاطع نہیں بن سکتی۔ اسی طرح امام بخاری، امام ابن حزم اور دیگر ائمہ، جو مطلقاً جواز کے قائل ہیں، ان کے پاس بھی کوئی واضح دلیل نہیں ہے، ان کا استدلال صرف عموم الفاظ پر مبنی ہے، اس لیے اس سے مطلقاً جواز کا مفہوم محل نظر ہے۔ کیونکہ عموم کے باوجود حدیث میں ملتا ہے کہ نبی ﷺ نے قضاے حاجت سے فراغت کے بعد جب تک وضو نہیں کر لیا، سلام کا جواب دینا پسند نہیں فرمایا۔

[سنن أبي داؤد، كتاب الطهارة، باب في الرجل يذكر الله تعالى على غير طهر: ١٧]

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ "يذكر الله على كل أحيانه" کے عموم کے باوجود نبی ﷺ نے بعض حالتوں میں محتاط رویہ اختیار کیا ہے، اس سے یقیناً کراہتِ تنزیہی کا اثبات ہوتا ہے۔ کیوں کہ کراہت، جواز کے منافی نہیں، چنانچہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ سنن ابوداود کی مذکورہ حدیث کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

> "پیشاب سے فراغت کے بعد نبی ﷺ کا سلام کرنے والے کو یہ جواب دینا کہ "میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ بغیر طہارت کے اللہ کا ذکر کروں۔" یہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ جنبی کے لیے قراءت قرآن مکروہ ہے، اس لیے کہ حدیث میں یہ بات سلام کا جواب دینے کے ضمن میں آئی ہے جیسا کہ ابوداود وغیرہ میں صحیح سند سے مروی ہے۔ پس قرآن تو سلام سے اولیٰ ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور کراہت، جواز کے منافی نہیں جیسا کہ معروف ہے، اس لیے اس حدیث صحیح کی وجہ سے کراہت والی رائے کا اختیار کرنا ضروری ہے اور اگر اللہ نے چاہا تو یہ سب اقوال میں سے سب سے زیادہ انصاف پر مبنی رائے ہے۔" [إرواء الغليل: ١/٩٣،٩٢]

ثانیاً: آج کل ہر جگہ مدرسۃ البنات (بچیوں کے تعلیمی مدارس) عام ہو گئے ہیں، حفظِ قرآن کے بھی اور دینی علوم کی تدریس کے بھی۔ مطلقاً ممانعت اور عدم جواز کے فتویٰ پر عمل سے ان مدارس میں پڑھنے والی طالبات اور پڑھانے والی استانیوں کو جو مشکلات پیش آسکتی ہیں وہ محتاج وضاحت نہیں۔ یہ فقہی اصطلاح میں گویا عموم بلویٰ کی صورت پیدا ہو گئی ہے جس میں فقہاء جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

غالباً اسی لیے عصر حاضر کے بعض ان کبار علماء نے بھی، جو عدم جواز کے قائل ہیں، مدارسِ دینیہ کی طالبات اور ان میں پڑھانے والی استانیوں کے لیے جواز کا فتویٰ دیا ہے، چنانچہ شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

> "اس مسئلے میں علماء کا اختلاف جاننے کے بعد یہی بات زیادہ شایان ہے کہ یہ کہا جائے کہ حائضہ کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ قرآن کریم زبان سے نہ پڑھے، سوائے ضرورت وحاجت کے۔ جیسے کوئی استانی (معلم) ہے، اس کے لیے طالبات کو

" محكم دلائل سے مزين متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مكتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھانا اس کی ضرورت ہے یا امتحان کے موقع پر خود طالبات کو بھی امتحان دینے کے لیے قرآن کریم کا پڑھنا ایک ضرورت ہے یا اور اس قسم کی کوئی ضرورت ہو (تو حائضہ کے لیے قرآن کریم کا پڑھنا جائز ہے۔)''

[مجموع فتاوی و رسائل شیخ محمد بن صالح العثیمین: ۳۱۱/۱۱]

بنابریں یہ حالات اور ضروریات اس بات کی متقاضی ہیں کہ جواز کے فتویٰ کو تسلیم کیا جائے، بالخصوص جب کہ دلائل کے عموم سے اس کی تائید ہوتی ہے نہ کہ تردید، علاوہ ازیں جب کہ ممانعت کے دلائل بھی صحت و استناد کے اعتبار سے محل نظر ہیں، اس لیے زیادہ سے زیادہ یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ حائضہ اور جنبی اگر اجتناب کر سکیں تو بہتر ہے، بہ صورت دیگر جواز سے مفر نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب!

قرآن مجید کو چھونے (ہاتھ لگانے اور ہاتھ سے پکڑنے) کا حکم

گزشتہ دلائل سے واضح ہے کہ مؤمن ہر وقت پاک ہے حتی کہ جنابت کی حالت میں بھی وہ پاک ہی ہوتا ہے۔ بنابریں اس کے لیے ہر وہ کام جائز ہے جس کی ممانعت نہیں آئی ہے۔ مثلاً: نماز کی بابت وضاحت ہے کہ وہ عدم وضو یا حالت جنابت میں نماز نہیں پڑھ سکتا تو نماز پڑھنا اس کے لیے یقیناً ممنوع ہے جب تک کہ وہ وضو یا غسل نہ کر لے لیکن قرآن مجید وہ پڑھ سکتا ہے کیوں کہ اس کی ممانعت کی بابت کوئی صریح اور صحیح حدیث ثابت نہیں۔ اسی طرح قرآن مجید کا چھونا یعنی اسے ہاتھ لگانا اور ہاتھ سے پکڑنا بھی جائز ہے، اس کے لیے وضو یا غسل ضروری نہیں، جیسا کہ اکثر علماء غسل کو (جنبی اور حائضہ) کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں۔ اس کی دلیل وہ قرآن کی یہ آیت پیش کرتے ہیں: ﴿لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ﴾ [الواقعہ:۷۹] ''اسے پاک لوگ ہی چھوتے ہیں۔''

یعنی آسمانوں پر لوح محفوظ میں صرف فرشتے ہی اسے چھوتے اور وہاں سے نقل کرتے ہیں۔ اس میں شیطان یا اس کے چیلے چانٹوں کا کوئی عمل دخل نہیں ہے، جیسا کہ پہلے اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

بنابریں اس سے یہ استدلال صحیح نہیں کہ جنبی یا حائضہ قرآن مجید کو نہیں چھو سکتے، اس لیے کہ مومن اس حالت میں بھی پاک ہی ہوتا ہے، اسی طرح حدیث: «لا يمس القرآن إلا طاهر» [إرواء الغليل: 122، 1/ 158]

''قرآن پاک کو پاک شخص ہی چھوئے۔''

بہ شرطِ صحت یہ مطلوبہ مفہوم میں واضح نہیں، اس لیے کہ مومن پاک ہی ہوتا ہے، حدیث میں ہے:

«إن المؤمن لا ينجس» [صحيح مسلم: ۳۷۱]

''مومن ناپاک نہیں ہوتا۔''

﴿إِنَّمَا ٱلْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ [التوبة: 82]

''صرف مشرک ہی نجس ہیں۔''

اسی لیے نبی ﷺ نے دشمن (مشرکوں) کی سرزمین پر قرآن ساتھ لے کر جانے سے منع فرمایا ہے تاکہ وہ ان کے ناپاک ہاتھوں سے محفوظ رہے۔ بہر حال اس امر کی بھی واضح دلیل اور نص نہیں کہ جنبی یا حائضہ قرآن کو نہیں چھو سکتے۔ حافظ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے 'المحلی' میں اس پر تفصیلی بحث کی ہے اور مصحف کو چھونے کا اثبات کیا ہے، اسے ملاحظہ فرما لیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☆جب حائضہ کے لیے قرآن کریم کی تلاوت جائز ہے تو دیگر اوراد، وظائف اور اذکار وغیرہ پڑھنا، احادیث و تفاسیر اور دیگر دینی کتب ورسائل کا مطالعہ کرنا بطریق اولیٰ جائز ہو گا۔

☆حائضہ عورت مسجد میں داخل ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اس کی بابت علماء کے پانچ قول ہیں۔ اکثر علماء عدم جواز کے قائل ہیں اور بعض علماء جواز کے۔

قائلین جواز کے دلائل حسبِ ذیل ہیں:

s مومن پاک ہی ہوتا ہے، ناپاک نہیں۔ جب ایسا ہے تو اسے مسجد میں داخل ہونے سے کس طرح روکا جا سکتا ہے؟

t اہل صفہ اور اصحابِ رسول ﷺ، مسجد میں سو بھی جاتے تھے اور نیند کی حالت میں احتلام کا خطرہ رہتا ہے، اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو مسجد میں سونے سے منع نہیں فرمایا، جس سے جنبی وغیرہ کا مسجد میں دخول کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

u ازواج مطہرات مسجد نبوی ہی میں اعتکاف بیٹھا کرتی تھیں، وہاں ان کے حائضہ ہونے کا امکان رہتا تھا، اس کے باوجود نبی ﷺ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔

v ممانعت کی حدیث:

«فأني لا أحل المسجد لحائض ولا جنب» [سنن أبي داؤد: ۲۳۲]

"میں حائضہ اور جنبی کے مسجد میں داخلے کو جائز قرار نہیں دیتا۔"

شیخ البانی رحمہ اللہ کے بقول سنداً ضعیف ہے جیسا کہ پہلے بھی تفصیل گزری۔ اس لیے اس سے استدلال کرنا درست نہیں۔

w نماز عید کے اجتماع میں عورتوں کی شرکت کی جس حدیث میں تاکید کی گئی ہے، اس میں ہے:

« وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلَّى» [صحيح البخاری: ۳۲۴]

"حائضہ عورتیں مصلی سے الگ رہیں۔"

ان علماء کے نزدیک یہاں 'مصلی' سے مراد مسجد (جائے نماز) نہیں بلکہ نماز ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ کی نماز عید مسجد میں نہیں بلکہ کھلی فضا میں ہوتی تھی، اس لیے مصلی کو جائے نماز (مسجد) سمجھنا صحیح نہیں، اسی طرح قرآن کی آیت: ﴿وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ﴾[النساء:۴۳] میں جنبی کو صرف گزرنے کی اجازت دی گئی ہے ٹھہرنے کی نہیں۔ لیکن یہ حکم جنبی کے لیے ہے، حائضہ کو جنبی پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، اس لیے کہ جنبی فوری طور پر پاک ہو سکتا ہے لیکن حائضہ کا پاک ہونا اس کے اختیار میں نہیں ہے۔

حائضہ کے لیے طوافِ قدوم، طوافِ افاضہ اور طوافِ وداع کا حکم

(۱) طوافِ قدوم

جو خاتون حج کی تیاری کر چکی ہو لیکن اس کے حیض کے ایام شروع ہو جائیں تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ اگر وہ آٹھ ذوالحجہ سے، جب کہ حج کے ارکان شروع ہوتے ہیں، آٹھ، دس دن پہلے مکہ مکرمہ پہنچ جائے تو وہ جاتے ہی اپنے محرم کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ساتھ طواف قدوم (اور سعی) نہ کرے بلکہ پاک ہونے کا انتظار کرے۔ اور پاک ہونے کے بعد سات ذوالحجہ تک طواف اور سعی اور تقصیر (بال کاٹنے کا کام) کرلے۔ یہ اس کا عمرہ ہوگیا اور اس کا حج، حج تمتع ہوگیا۔ یہ دوسرا طواف، طواف افاضہ، اور سعی اور تقصیر ۱۰ ذوالحجہ کو کرے گی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ حائضہ عورت حج کے قریب مکہ پہنچے تو اس حالت میں چونکہ وہ طواف (طواف قدوم) نہیں کرسکتی۔ تو وہ حج تمتع کے بجائے حج قران کی نیت کرلے اور احرام کی حالت میں رہے اور آٹھ ذوالحجہ سے حج کے تمام ارکان ادا کرے، کیونکہ اس حالت میں وہ حج کے دیگر سارے ارکان وہ ادا کرسکتی ہے۔ ۱۰ ذوالحجہ کو اگر وہ پاک ہوچکی ہو تو طواف افاضہ اور سعی اور تقصیر کرے۔ اس کا حج بھی مکمل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا تھا، ان کا حج بھی حج قران تھا۔ حج قران ہو یا حج تمتع، دونوں کے لیے قربانی ضروری ہے۔ تاہم حج تمتع میں عمرے کے بعد احرام کی پابندیاں ختم ہوجاتی ہیں اور آٹھ ذوالحجہ سے دوبارہ شروع ہوجاتی ہیں اور حج قران میں احرام کی پابندی طواف افاضہ تک برقرار رہتی ہے۔

(۲) طوافِ افاضہ

یہ دس ذوالحجہ (یوم النحر) کو ہوتا ہے، اسے طوافِ زیارت بھی کہتے ہیں، یہ حج کا ایک رکن ہے جس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔ لیکن اگر عورت ۱۰ ذوالحجہ تک پاک نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ یہ طواف نہایت ضروری ہے لیکن حیض اس کے کرنے میں مانع ہے۔

جب سفر حجاز کے لیے آنے جانے کی یہ پابندیاں نہیں تھیں جو اب ہیں کہ واپسی کی تاریخیں مقرر ہوتی ہیں اور تنہا عورت اپنے قافلے اور گروپ سے علیحدہ بھی نہیں ہوسکتی، جب ایسی صورت نہیں تھی تو اہل قافلہ رک جایا کرتے تھے اور جب عورت پاک ہوجاتی تو وہ طواف افاضہ کرلیتی تھی اور پھر قافلہ واپسی کے لیے روانہ ہوجاتا۔ اب صورت حال یکسر بدل گئی ہے، اب واپسی میں کسی کا اختیار نہیں ہے اور ایک دن کی تاخیر بھی بالعموم ممکن نہیں۔ اب عورت کیا کرے؟

فقہائے کرام نے اس کے مختلف حل تجویز کیے ہیں لیکن سب میں مشکلات ہیں، جبکہ عورت کا یہ عذر ایسا ہے جو اس کے اختیار میں نہیں ہے اور شریعت نے غیر اختیاری عذر میں سہولتیں دی ہیں، صاحبِ عذر کو مشکل میں نہیں ڈالا ہے۔ جیسے مریض کو اس کی بیماری کی نوعیت کے اعتبار سے سہولتیں دی ہیں، حتیٰ کہ مُضطر اور لاچار کو جان بچانے کے لیے مردار تک کھانے کی اجازت دی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اعلان بھی فرمایا ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ [الحج:۷۸]

"اللہ نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔"

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرۃ: ۲۸۶)

"اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف (ذمے دار) نہیں بناتا۔"

﴿يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ [البقرۃ: ۱۸۵]

"اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تمہارے ساتھ تنگی نہیں چاہتا۔"

جب اللہ تعالیٰ صاحبِ عذر کو آسانی مہیا فرماتا ہے تو حائضہ عورت کو جس کا عذر بھی طبعی اور غیر اختیاری ہے، کس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح مشکل میں ڈالنا جائز ہو گا، اس لیے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلمیذ رشید حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے اس مسئلے پر بڑی تفصیل سے بحثیں کی ہیں اور فقہاء کے تجویز کردہ تمام حلوں کو مزاجِ شریعت کے خلاف قرار دیا اور خود اس کا یہ حل تجویز کیا ہے کہ ”حائضہ عورت، مستحاضہ عورت کی طرح، اچھی طرح لنگوٹ وغیرہ کس لے اور اسی حالت میں طوافِ افاضہ کرلے اور اس پر کوئی دم وغیرہ بھی نہیں ہے۔“[مجموع الفتاوی: ۲۶۔۱۷۶۔ ۲۴۱۔ إعلام الموقعین: ۳/۳۰،۳۸]

سعودی علماء کا فتویٰ

عصر حاضر کے سعودی علمانے بھی امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے یہی فتویٰ دیا ہے کہ حائضہ عورت (سفر کی موجودہ مشکلات کی وجہ سے) لنگوٹ باندھ کر طواف افاضہ کرلے کیونکہ اس کے لیے قافلے سے الگ ہو کر پاک ہونے تک مکہ مکرمہ میں ٹھہرنا بھی نہایت مشکل ہے اور اپنے ملک واپس جا کر آئندہ سال دوبارہ حج کے لیے آنا بھی یا اپنے ملک میں جا کر طوافِ افاضہ کے انتظار تک حالت احرام میں رہنا بھی نہایت مشکل ہے۔

[فتاویٰ ارکان اسلام از شیخ عثیمین: ص ۴۲۸، ۴۲۹۔ فتاویٰ اسلامیہ: ۲/ ۳۱۷، ۳۱۸۔ مطبوعہ دارالسلام]

(۳) طوافِ وداع

یہ طواف اس وقت کرنے کا حکم ہے جب حاجی مکے سے روانہ ہونے لگے، یہ بالکل آخری وقت میں کرے اور اس کے فوراً بعد مکے سے نکل جائے، مکے میں نہ ٹھہرے۔ اسی لیے یہ طواف صرف ان حجاج کرام پر لازم ہے جو دیگر علاقوں سے حج کے لیے آتے ہیں، مکہ کے مستقل باشندوں کے لیے یہ طواف ضروری نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی عورت طوافِ افاضہ کے بعد حائضہ ہو جائے اور تاریخ روانگی تک وہ پاک نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ اس کے لیے حکم یہ ہے کہ اس کے دوسرے ہم سفر یہ طواف کرلیں اور یہ خود یہ طوافِ وداع نہ کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع میں ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ یہی معاملہ پیش آیا، عین کوچ والی رات کو ان کے ایام شروع ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: «أَحَابِسَتُنَا هِيَ» ”کیا وہ ہماری واپسی میں رکاوٹ بنے گی؟“

آپ کو بتلایا گیا کہ انہوں نے طواف افاضہ کر لیا ہے اور اس کے بعد ایام شروع ہوئے ہیں تو آپ نے فرمایا:

«فَلَا إِذًا» [صحيح البخاري: ۱۷۵۷، ۱۷۷۱]

”تب کوئی حرج والی بات نہیں۔“

اس سے معلوم ہوا کہ طوافِ وداع کے بغیر حائضہ عورت کا مکہ چھوڑ دینا جائز ہے، ایسی حالت میں اس کے لیے رخصت ہے، اس کا حج مکمل ہے، طوافِ وداع کے لیے اس کا ٹھہرنا ضروری نہیں۔

مانع حیض گولیوں کا استعمال

آج کل حیض کی عارضی بندش کے لیے گولیاں مل جاتی ہیں، ڈاکٹر کے مشورے سے ان کے استعمال کو علماء نے جائز قرار دیا ہے۔ اس لیے اگر ان کے استعمال سے حیض کے آنے کا خطرہ نہ رہے تو پھر پورے سفر حج میں وہ مشکلات پیدا نہ ہوں جو حیض کی وجہ سے طوافِ قدوم اور طوافِ زیارت کے موقع پر ہوتی ہیں۔ یہ گولیاں حیض کی عارضی بندش کے لیے بھی استعمال کی جاسکتی ہیں، اگر کوئی کرنا چاہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مولانا غلام مصطفیٰ ظہیر[1]

مدتِ تکمیل تلاوت قرآن مجید

ہمارے ہاں شبینہ کی رسم چلتی ہے، جس میں ایک رات میں پورا قرآن مجید تلاوت کیا جاتا ہے، خصوصاً رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں۔ کبھی ایک ہی حافظ ایسا کرتا ہے اور کبھی کئی حفاظ مل کر تکمیل قرآن کرتے ہیں۔ اس پر ہر سال علماء کے ہاں بحث ہو جاتی ہے کہ ایک رات میں قرآن مجید کی تکمیل کرنا جائز ہے یا نہیں۔ معروف عالم دین مولانا غلام مصطفیٰ ظہیر نے اس حوالے سے نبی ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم کی مختلف طریقہ کار کو جمع کر کے مسئلہ کے نکھارنے اور تطبیق دینے کی کوشش کی ہے۔[ادارہ]

عام احادیث رسول ﷺ اس بارے میں واضح ہیں کہ تین دن اور اس سے زائد مدت میں قرآنِ کریم کی تلاوت مکمل کرنی چاہئے اور رسول اللہ ﷺ نے بالتاکید اسی چیز کو اصل قرار دیا ہے، کیونکہ انسانی قویٰ کے لحاظ سے زبان کا اس سے زیادہ تیزی سے قرآن کی تلاوت کرنا اور دماغ کا اس سے زیادہ تیزی سے فہم لینا بالعموم مشکل ہیں۔ احادیث اس معاملے میں بھی واضح ہیں کہ بطور عبادت تین دن سے کم مدت میں قرآن ختم کرنا نیکی نہیں ہے۔ اس بات کے دلائل ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

دلیل نمبر ۱

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ان کا نبی کریم ﷺ سے یوں مکالمہ ہوا:

صُمْ مِّنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، قَالَ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: فَمَا زَالَ حَتّٰى قَالَ: صُمْ يَوْمًا وَّأَفْطِرْ يَوْمًا، وَقَالَ: اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ، فَقُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، حَتّٰى قَالَ: اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي ثَلَاثٍ.

[صحيح بخاری : 1978]

”(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : مہینے میں صرف تین دن کے روزے رکھا کریں۔ عرض کیا: مجھ میں اس سے زیادہ کی طاقت ہے اور مسلسل یہی کہتے رہے، (کہ مجھ میں اس سے زیادہ کی طاقت ہے)، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک دن روزہ رکھا کریں اور ایک دن کا روزہ چھوڑ دیا کریں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن کریم کی تلاوت ایک مہینے میں مکمل کیا کریں۔ انہوں نے عرض کیا: میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، (اور مسلسل یہی کہتے رہے)، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین دن میں مکمل کر لیا کریں۔“

دلیل نمبر ۲

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَمْ يَفْقَهْ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ .[سنن أبی داؤد : 1394، وسنده صحيح]

[1] مدیر ماہنامہ السنۃ، جہلم

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"جس نے تین دنوں سے پہلے قرآن کی تلاوت مکمل کی، اس نے قرآن کو سمجھا نہیں۔"
اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ حدیث حسن صحیح قرار دیا ہے'

دلیل نمبر ۳

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ چالیس (۴۰) دنوں میں قرآنِ کریم کی تکمیل کیا کریں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مہینے میں، پھر فرمایا: بیس (۲۰) دنوں میں، پھر فرمایا: پندرہ (۱۵) دنوں میں، پھر فرمایا: دس (۱۰) دنوں میں، پھر فرمایا: سات (۷) دنوں میں، اور سات (۷) دنوں پر آکر رک گئے۔ [فضائل القرآن للنسائی: ۹۴، مختصر قیام اللیل للمروزی، ص: ۶۶، وسندہ صحیح]

دلیل نمبر ۴

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی یوں بات چیت ہوئی:
اِقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ، قُلْتُ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، حَتَّى قَالَ: فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ، وَلَا تَزِدْ عَلَى ذٰلِكَ.
[صحیح بخاری: 5054، صحیح مسلم: 1159]
"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مہینے میں قرآنِ مجید مکمل کیا کریں، میں نے عرض کیا: میں اس سے کم مدت میں تکمیل کی طاقت رکھتا ہوں، فرمایا... پھر سات دنوں میں تکمیل کر لیا کریں، اس سے کم مدت میں مکمل نہ کرنا۔"

دلیل نمبر ۵

ام المومنین، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:
لَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ .[صحیح مسلم: 139،746]
"میں نہیں جانتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایک رات میں مکمل قرآنِ کریم پڑھا ہو۔"

دلیل نمبر ۶

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
اِقْرَؤُوا الْقُرْآنَ فِي كُلِّ سَبْعٍ. [فضائل القرآن للفریابی: 131، وسندہ صحیح]
"ہر ہفتے قرآنِ کریم کی تلاوت مکمل کیا کریں۔"

دلیل نمبر ۷

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:
إِنَّ أَبَاهُ كَانَ يَخْتِمُ فِي رَمَضَانَ فِي ثَلَاثٍ، وَفِي غَيْرِ رَمَضَانَ مِنَ الْجُمُعَةِ لِلْجُمُعَةِ.[فضائل القرآن للفریابی: 132، وسندہ صحیح]
"میرے والد محترم رمضان المبارک میں تین دنوں میں قرآن کریم کی تکمیل کیا کرتے تھے اور دوسرے دنوں میں ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک قرآن مکمل کیا کرتے تھے۔"

مذکورہ بالا مرفوع احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایک رات میں مکمل قرآن کریم نہیں پڑھا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سات دن یا کم از کم تین دن میں تکمیل کی ہدایت فرماتے تھے، لہٰذا بہتر یہی ہے تین دن یا اس سے زائد مدت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ہی قرآنِ کریم کی تکمیل کی جائے۔

تین دن سے کم مدت میں تکمیل اور اسلافِ امت

مذکورہ تعلیماتِ نبوی ﷺ اپنے مدلول میں بالکل واضح ہیں کہ تکمیل قرآن میں اصل یہی ہے کہ تین دن سے کم مدت میں نہ کی جائے۔ لیکن اسلافِ امت (صحابہ و تابعین) کا فہم و عمل یہ بتاتا ہے کہ وہ اوقات مفضلہ (رمضان وغیرہ) اور اماکن مفضلہ (حرمین شریفین میں عمرہ وحج وغیرہ کے دوران) میں کثرت ثواب کے حصول کے لیے تین دن سے کم اوقات میں بھی تکمیل قرآن فرمالیا کرتے تھے، جیسا کہ ذیل کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے:

a سیدنا عثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ

خلیفۂ راشد، سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے وتر کی ایک رکعت میں پورا قرآنِ کریم پڑھنا ثابت ہے۔

[شرح معانی الآثار للطحاوی: ۱/ ۲۹۴؛ سنن الدار قطنی: ۲/ ۳۴، ح: ۱۶۵۸، وسندہ حسن]

b سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابو جمرہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ

ابو جمرہ، نصر بن عمران بصری رحمۃ اللہ علیہ، جو کہ ایک ثقہ تابعی امام ہیں، کہتے ہیں:

إِنِّي رَجُلٌ سَرِيعُ الْقِرَاءَةِ، وَرُبَّمَا قَرَأْتُ الْقُرْآنَ فِي لَيْلَةٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : لَأَنْ أَقْرَأَ سُورَةً وَاحِدَةً أَعْجَبُ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَفْعَلَ مِثْلَ الَّذِي تَفْعَلُ، فَإِنْ كُنْتَ فَاعِلًا لَا بُدَّ، فَاقْرَأْهُ قِرَاءَةً تُسْمِعُ أُذُنَيْكَ وَيَعِيهِ قَلْبُكَ. [السنن الكبرىٰ للبيهقي :۲/ ۳۹۶، سنده حسن]

”میں تیز قرأت کرنے والا شخص ہوں اور کبھی تو ایک رات میں ایک یا دو مرتبہ قرآنِ مجید مکمل کر لیتا ہوں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں ایک سورت کی تلاوت کر لوں، تو یہ مجھے آپ کے طرزِ عمل سے اچھا لگتا ہے۔ البتہ اگر آپ ضرور ہی ایسا کرنا چاہتے ہیں، تو تلاوت ایسے انداز میں کریں کہ آپ کے کان اسے سن رہے ہوں اور آپ کا دل اسے سمجھ رہا ہو۔“

c امام سعید بن جبیر تابعی رحمۃ اللہ علیہ

امام سعید بن جبیر تابعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہے: إِنَّهُ كَانَ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ لَيْلَتَيْنِ.

[الطبقات الكبرى لابن سعد :2/ 270؛ سنن الدارمی: 3528، سنده صحيح]

” آپ رحمۃ اللہ علیہ دو راتوں میں قرآنِ پاک مکمل پڑھ لیا کرتے تھے۔“

d امام قتادہ بن دعامہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ

سلام بن ابو مطیع رحمۃ اللہ علیہ، امام قتادہ بن دعامہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ كَانَ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ سَبْعِ لَيَالٍ مَرَّةً، فَإِذَا جَاءَ رَمَضَانُ؛ خَتَمَ فِي كُلِّ ثَلَاثِ لَيَالٍ مَرَّةً، فَإِذَا جَاءَ الْعَشْرُ؛ خَتَمَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مَرَّةً. [حلية الأولياء لأبى نعيم :2/ 339، سنده صحيح]

”آپ رحمۃ اللہ علیہ سات راتوں میں ایک مرتبہ قرآنِ مجید مکمل کیا کرتے تھے۔ البتہ ماہِ رمضان آتا، تو تین راتوں اور رمضان کا آخری عشرہ شروع ہو جاتا، تو ہر رات قرآن مجید مکمل کرتے تھے۔“

e علقمہ بن قیس تابعی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ، علقمہ بن قیس نخعی تابعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہتے ہیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ عَلْقَمَةَ كَانَ يَقْرَأُ فِي خَمْسٍ، قَالَ: وَقَرَأَهُ فِي مَكَّةَ فِي لَيْلَةٍ.

[فضائل القرآن للفريابى : 139، وسندہ صحيح]

"علقمہ پانچ دنوں میں قرآنِ کریم پڑھا کرتے تھے، البتہ مکہ میں انہوں نے ایک رات میں تکمیل قرآنِ کریم کیا۔"

f اسود بن یزید تابعی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ، اسود بن یزید تابعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہتے ہیں:

كَانَ الْأَسْوَدُ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فِي لَيْلَتَيْنِ، وَيَخْتِمُهُ فِي سِوٰى رَمَضَانَ فِي سِتٍّ.

[مصنّف ابن أبي شيبة :2، 500؛ الثقات لابن حبّان :4، 31؛، وسندہ صحيح]

"اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ رمضان میں دوراتوں میں مکمل قرآن کی تلاوت کیا کرتے تھے، جبکہ عام حالات میں چھ دنوں میں قرآن کی تکمیل کیا کرتے تھے۔"

g امام علی ازدی تابعی رحمۃ اللہ علیہ

امام مجاہد بن جبر تابعی رحمۃ اللہ علیہ، علی ازدی تابعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہتے ہیں:

كَانَ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي رَمَضَانَ كُلَّ لَيْلَةٍ.

[مصنف ابن أبى شيبة :2/ 500، الثقات لابن حبان :5/ 164، وسندہ حسن]

"آپ رمضان میں ہر رات مکمل قرآنِ کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔"

h سعد بن ابراہیم تابعی رحمۃ اللہ علیہ

امام شعبہ بن حجاج قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كَانَ سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ.

[الطبقات الكبرٰى لابن سعد :5، 364؛ تاريخ دمشق لابن عساكر : 20، 213، وسندہ صحيح]

"سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن تابعی رحمۃ اللہ علیہ ہر دن رات میں ایک دفعہ مکمل قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔"

i ابوہارون خزاز رازی رحمۃ اللہ علیہ

محمد بن خالد، خزاز رحمۃ اللہ علیہ بارے امام ابن ابی حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:

كَانَ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ. [الجرح والتعديل لابن أبى حاتم :7/ 245]

"آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن رات میں قرآنِ مجید مکمل کیا کرتے تھے۔"

j امام عبد الرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ

امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ يَخْتِمُ فِي كُلِّ لَيْلَتَيْنِ، كَانَ وِرْدُهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ نِصْفُ الْقُرْآنَ.

[تاريخ بغداد ، للخطيب :10/ 247، و سنده صحيح]

"امام عبد الرحمن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ دوراتوں میں قرآنِ کریم مکمل کیا کرتے تھے، یعنی ایک رات میں نصف قرآن پڑھا کرتے تھے۔"

k امام محمد بن احمد بن ابو عون رحمۃ اللہ علیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاذ محمد بن احمد بن ابو عون رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

كَانَ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ مَّرَّتَيْنِ. [صحيح ابن حبّان : 4622]

”آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر دن رات میں دو مرتبہ قرآنِ کریم مکمل کیا کرتے تھے۔“

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

مذکورہ واقعات میں سے چند ایک سے یہ تاثر ملتا ہے کہ بعض اکابرین امت مخصوص ایام واماکن کے علاوہ بھی تین ایام سے کم مدت میں تکمیل قرآن کیا کرتے تھے، اس کی توجیہ اہل علم نے یہ کی ہے کہ جو لوگ امور دنیا و معاش وغیرہ کی ذمہ داریوں سے فارغ البال ہیں اور ان کا کل شغل قرآن کریم کی تلاوت، درس و تدریس وغیرہ ہی ہے تو ان شخصیات کا معاملہ ان کے احوال زندگی کے اعتبار سے عام لوگوں سے مختلف ہے۔[۲]

اس سلسلے میں حافظ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلاِخْتِيَارُ أَنَّ ذٰلِكَ يَخْتَلِفُ بِالْأَشْخَاصِ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْفَهْمِ وَتَدْقِيقِ الْفِكْرِ؛ اُسْتُحِبَّ لَهُ أَنْ يَّقْتَصِرَ عَلَى الْقَدْرِ الَّذِي لَا يَخْتَلُّ بِهِ الْمَقْصُودُ مِنَ التَّدَبُّرِ وَاسْتِخْرَاجِ الْمَعَانِي، وَكَذَا مَنْ كَانَ لَهُ شُغْلٌ بِالْعِلْمِ أَوْ غَيْرِهِ مِنْ مُّهِمَّاتِ الدِّينِ وَمَصَالِحِ الْمُسْلِمِينَ الْعَامَّةِ؛ يُسْتَحَبُّ لَهُ أَنْ يَّقْتَصِرَ مِنْهُ عَلَى الْقَدْرِ الَّذِي لَا يُخِلُّ بِمَا هُوَ فِيهِ، وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ فَالْأَوْلٰى لَهُ الِاسْتِكْثَارُ مَا أَمْكَنَهُ مِنْ غَيْرِ خُرُوجٍ إِلَى الْمَلَلِ، وَلَا يَقْرَؤُهُ هَذْرَمَةً، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ."

[التبيان في آداب حملة القرآن: 61، فتح الباري شرح صحيح البخاري لابن حجر: 9/97]

”اس سلسلہ میں راجح بات یہ ہے کہ تکمیل قرآن کی مدت کا مسئلہ مختلف لوگوں کے لیے مختلف ہے۔ جو شخص سمجھ بوجھ اور گہری سوچ رکھنے والا ہے، وہ اتنی مقدار میں تلاوت کرے کہ تدبر اور استخراج معانی کے مقصد میں خلل واقع نہ ہو۔ اسی طرح جو شخص علمی مصروفیات یا دیگر دینی سرگرمیوں اور عام مسلمانوں کی اصلاح میں مشغول ہے، اس کیلئے مستحب ہے کہ وہ اتنی مقدار میں تلاوت کرے کہ اس کے دیگر امور میں خلل نہ آئے۔ ہاں، جو شخص ایسی مصروفیات میں نہیں ہے، اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ اکتاہٹ کے بغیر جس قدر ممکن ہو سکے، کثرت کے ساتھ قرآنِ مجید کی تلاوت کرے، نیز تیز رفتاری سے قراءت نہ کرے، واللہ اعلم!“

اسی طرح شارح سنن ترمذی، علامہ محمد عبد الرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَوْ تَتَبَّعْتَ تَرَاجِمَ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ؛ لَوَجَدْتَّ كَثِيرًا مِّنْهُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ، فَالظَّاهِرُ أَنَّ هٰؤُلَاءِ الْأَعْلَامَ لَمْ يَحْمِلُوا النَّهْيَ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ عَلَى التَّحْرِيمِ.

---

[۲] جیسا کہ قراءات کے ائمہ عشرہ اور ان جیسی شخصیات کا معاملہ تھا کہ وہ زندگی بھر تمام ایام وسال اور لیل ونہار میں ہمہ وقت تلاوت کرنے اور پڑھنے پڑھانے میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں رشد قراءات نمبر ۳ میں ایک مستقل مضمون بعنوان 'ائمہ قراءات کے لیل ونہار' طبع ہو چکا ہے، جس میں دیگر محیر العقول واقعات کے علاوہ دو واقعات ملاحظہ فرمائیں۔ امام عاصم رحمہ اللہ جب فوت ہو رہے تھے۔ تو بچوں سے فرمایا کہ اس گھر میں گناہ نہیں کرنا ہے، میں نے یہاں بیٹھ کر چوبیس ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا ہے۔ حضرت امام شعبہ نے اپنی وفات کے وقت بہن کو روتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: مجھے کوئی پریشانی نہیں ہے، کیونکہ اس گھر کے ہر زاویے میں میں نے اٹھارہ ہزار مرتبہ ختم قرآن کیا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

[تحفة الأحوذی: 4/ 63]

”اگر آپ ائمہ حدیث کی سیرت کی ورق گردانی کریں گے، تو آپ کو ان میں بہت سے ایسے ائمہ ملیں گے، جو تین دنوں سے پہلے قرآن کریم کی قرأت مکمل کر لیا کرتے تھے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کبار محدثین تین دن سے پہلے قرآنِ کریم کی تکمیل کے بارے میں وارد ہونے والی ممانعت کو تحریمی نہیں سمجھتے تھے۔“

لیکن تکمیل کی جو بھی صورت ہو، آدابِ تلاوت کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے، جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلتَّرْتِيلُ فِي الْقِرَاءَةِ أَحَبُّ إِلَى أَهْلِ الْعِلْمِ. [جامع الترمذی، تحت الحدیث: 2946]

”قرأت میں ترتیل اہل علم کے ہاں زیادہ پسندیدہ ہے۔“

خلاصہ بحث

زیر بحث مسئلہ میں اصل یہی ہے کہ تین دن سے قبل تکمیل قرآن کو مطلوب عمل سمجھ کر ختم کرنا قطعاً نیکی نہیں ہے، البتہ خاص احوال وافراد کے احکام بھی چونکہ خاص ہوا کرتے ہیں، چنانچہ ایام مفضلہ، اوقات مفضلہ اور اماکن مفضلہ میں جس طرح دیگر نیکیوں میں استثنائی احکام وارد ہیں، اسی طرح ختم قرآن کا معاملہ ہے۔ یہی معاملہ ان افراد کا ہے جن کا پیشہ ہی قرآن کریم کی درس وتدریس ہے۔

☆☆☆☆☆

ایک قابل غور بات

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

} علم أن سيكون منكم مرضى وآخرون يضربون في الأرض يبتغون من فضل الله وآخرون يقاتلون في سبيل الله فاقرءوا ما تيسر منه {

”اس نے جان لیا کہ یقیناً تم میں سے کچھ بیمار ہوں گے اور کچھ دوسرے زمین میں سفر کریں گے، اللہ کا فضل تلاش کریں گے اور کچھ دوسرے اللہ کی راہ میں لڑیں گے، پس اس میں سے جو میسر ہو پڑھو۔“

مذکورہ آیت میں بیماری، کاروبار کے لیے سفر، اور جہاد کو عذر تسلیم کیا گیا ہے، اس کے باوجود ان احوال میں بھی حکم ہے:

} فاقرؤا ماتيسر منه {

” پس اس میں سے جو میسر ہو پڑھو۔“

یعنی ان اہم ترین کاموں اور مشغولیات کے باجود قرآن کی تلاوت کرنا ہم پر فرض ہے۔ لہٰذا مشغولیت اور وقت نہ ہونے کا عذر اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر ایہاب فکری[1]

ختم قرآن کے موقع پر دعا کرنا

جس طرح ہمارے ہاں فرض نماز کے بعد اجتماعی طور پر بالاہتمام دعا کرانے میں اختلاف ہے، اسی طرح ختم قرآن کے موقع پر اہتمام کے ساتھ دعا کرنے یا کرانے میں بھی علماء کرام کے درمیان اختلاف ہے۔ مسجد نبوی شریف کے شیخ القراءات ڈاکٹر ایہاب فکری حفظہ اللہ نے جہاں اپنی کتاب الاجوبة القراء الفضلاء میں قراءات اور قراء کی طرف سے پیش کردہ بہت سارے سوالات کے شافی جواب دیئے ہیں، وہاں ختم قرآن کے موقع پر دعا کرنے کے مسئلہ پر بھی سیر حاصل گفتگو پیش فرمائی ہے۔ جامعہ لاہور الاسلامیہ کے فاضل استاذ قاری عبدالرحیم راسخ حفظہ اللہ نے قارئین رشد کے لیے اس تحریر کا سلیس ترجمہ و تلخیص تیار کر کے پیش کیا ہے۔ [ادارہ]

سوال: مجھ سے متعدد فاضل قراء کرام نے سوال کیا کہ نماز یا غیر نماز میں ختم قرآن کے بعد دعا کی جائے یا نہیں؟ کیونکہ ختم قرآن کے موقع پر انھیں یہ مسئلہ درپیش رہتا ہے۔

جواب: ختم قرآن کے موقع پر دعا کے قائلین میں سے عصر حاضر کے مشہور عالم شیخ ابن باز رحمہ اللہ مفتی عام سعودی عرب ہیں۔ ایک مرتبہ آپ سے ختم قرآن کے موقع پر دعا کرنے کا حکم معلوم کیا گیا، تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

هم يزل السلف يختمون القرآن ويقرؤن دعا الختمة في صلاة رمضان ولا نعلم في هذا نزاعا بينهم.

"سلف صالحین ہمیشہ سے نماز تراویح میں قرآن مجید ختم کرتے اور اختتامی دعا فرماتے آرہے ہیں۔ اور ہم اس مسئلہ میں کسی اختلاف کو نہیں جانتے۔"

اس میں بہتر یہ ہے کہ لوگوں کو طویل دعائیں نہ کرائی جائیں، بلکہ مفید اور جامع دعائیں کرانا چاہیے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

عن عائشة رضي الله عنها، قالت: كان رسول الله ﷺ :يَسْتَحِبُّ الجَوَامِعَ من الدعاء، ويَدَعُ ما سوى ذلك. [سنن بوداؤد:1482]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ " رسول اللہ ﷺ جامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے، اور دیگر کو چھوڑ دیتے تھے۔"

لہٰذا ختم قرآن اور قنوت میں امام کو چاہیے کہ وہ جامع کلمات کا انتخاب کرے اور طوالت سے پرہیز کرے۔

قنوت سے متعلق حسن حدیث میں وارد ہونے والی دعا: « اللهم اهدنا فيمن هديت ....» پڑھے اور اس کے ساتھ مزید عمدہ دعائیں کرے، مثلاً عمر میں اضافے کی دعا وغیرہ ملا لے۔ البتہ تکلف اور طوالت پر مشتمل دعا نہ ہو، جو عوام الناس کے لیے مشقت کا باعث ہو۔

[1] شیخ القراءات مسجد نبوی شریف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح ختم قرآن کے موقع پر بھی جامع دعائیں کی جائیں۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف، نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجنے کے ساتھ دعا کا آغاز کریں، اور رات کی نماز یا وتر کی دعاؤں میں سے جو یاد ہوں، ان کے ساتھ اختتام کر دیا جائے۔ لمبی لمبی دعاؤں کے ذریعے لوگوں کو تکلیف دی جائے، نہ انھیں مشقت میں مبتلا کیا جائے۔

سلف کا یہ طریقہ کار معروف ہے، جسے انھوں نے متقدمین سے حاصل کیا۔ اسی طرح ہمارے مشائخ بھی سنت کا لحاظ رکھتے اور اس کا اہتمام کرنے والے تھے۔ ائمہ دعوت پر یہ بات مخفی نہ رہے کہ متاخرین نے یہ طریقہ متقدمین سے باقاعدہ ملاقات کے ذریعے سے لیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ختم قرآن کے موقع پر دعاء کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بلکہ تلاوت قرآن کے بعد قبولیت کی جستجو دعاء کرنا مستحب ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ جب قرآن مجید کی تلاوت مکمل کرتے تو اپنے تمام گھر والوں کو جمع کرتے اور غیر نماز یعنی عام کیفیت میں دعا کرتے۔ پس نماز میں دعاء کرنا بھی اسی قبیل سے ہے، کیونکہ نماز اور غیر نماز دونوں صورتوں میں دعا کرنا جائز ہے۔ اور بذاتہ دعاء کا شمار ایسی چیزوں میں ہوتا ہے جنھیں نماز میں مشروع قرار دیا گیا ہے اور اس پر کسی نے انکار نہیں کیا۔

یہ تو معلوم ہی ہے کہ نماز میں عذاب یا رحمت کی آیات پر دعاء مطلوب ہے، ان دونوں صورتوں میں انسان کوئی سی دعا کرے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ رات کی نماز میں کرتے تھے۔ پس اس کی مثل حالت نماز میں بھی ختم قرآن کے بعد دعا کرنا جائز ہوگی۔ اور رہی بات غیر نماز کی، تو میں کسی ایک شخص کو بھی نہیں جانتا جس نے نماز کے علاوہ دیگر مواقع پر ختم قرآن کے بعد دعاء کے مستحب ہونے میں اختلاف کیا ہو۔ لیکن دوران نماز وہ بات جس سے متعلقہ ابھی اثر نقل کیا گیا ہے، اور بحث کی گئی ہے، میں نہیں جانتا کہ سلف میں سے کسی نے حالت نماز میں اس سے انکار کیا ہو، جیسا کہ نماز کے علاوہ دیگر حالات میں کوئی انکار کرتا ہوا نظر نہیں آتا۔ یہ ایک ایسا معتمد معاملہ ہے جس میں متقدمین اور متاخرین سلف کی موافقت معروف ہے۔ پس جو شخص اس کے انکار کی طرف جائے، اس پر دلیل دینا لازم ہے، نہ کہ اس پر جس نے سلف کے طریقے پر عمل کیا۔ کیونکہ دلیل اسی پر عائد ہوگی جو انکار کرتے ہوئے اس کے بدعت کا موقف اختیار کرے۔ یہ ایک ایسا اصول ہے جس میں آئمہ سلف شامل تھے اور عمل پیرا تھے۔ اور متاخرین علماء، صلحاء اور محدثین نے یہ طریقہ باقاعدہ سلف سے حاصل کیا، اور نماز میں دعا کرنا نبی اکرم ﷺ سے نماز تہجد میں ثابت ہے۔ پس مناسب یہی ہے کہ اس جیسی دیگر صورتوں پر بھی اس کا اطلاق کیا جائے۔

لہٰذا اس فتویٰ سے ہی بات واضح ہوتی ہے کہ نماز، غیر نماز، تراویح، غیر تراویح، انفرادی یا اجتماعی تمام حالات میں ختم قرآن کی دعا مستحب عمل ہے۔

لیکن اس مسئلہ کی تفصیل بحث کرتے ہوئے شیخ بکر ابو زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ان دو مقامات میں حتمی نتیجہ کے طور پر دو صورتوں میں خلاصہ بیان کیا جا سکتا ہے:

اول: غیر نماز میں ختم قرآن کے موقع پر قاری کا دعا کرنا اور لوگوں کا جمع ہونا ایسا امر ہے جس سے متعلق ابتدا سے ہی سلف صالحین کا عمل منقول ہے، جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا عمل اس سے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ اور تابعین کی جماعت نے آپ رضی اللہ عنہم کی پیروی کی ہے، جیسا کہ روایت حرب میں امام احمد، ابو الحارث اور یوسف بن موسیٰ رحمہم اللہ کا ذکر ملتا ہے، اور اس لیے بھی کہ بذاتہ دعا جائز ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام ابن قیم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

وهو من آكد مواطن الدعاء ومواطن الاجابة.

اور یہ دعا اور قبولیت کا مضبوط محل ہے۔

دوم: نماز میں رکوع سے پہلے یا بعد میں، تراویح یا غیر تراویح میں ختم قرآن کے موقع پر امام، یا اکیلے آدمی کا دعا کرنا، ایسا عمل ہے، جس سے متعلقہ نبی اکرم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کوئی مسند بات ثابت نہیں ہے۔

عبادات میں اصول

عبادات میں کسی بات کا اثبات نص پر موقوف ہے، اور محمد ﷺ کو اللہ کا رسول مان لینے کا بھی تقاضا ہے کہ اللہ کی وہی عبادت کی جائے، جو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے مشروع قرار دی گئی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾ [سورة الحشر: 7]

"اور جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو۔"

اور یہ (ختم قرآن کے موقع پر دعا کرنا) ایسا عمل ہے جس سے متعلقہ نبی ﷺ سے کوئی چیز ثابت نہیں، لہٰذا علماء کے دو اقوال میں سے صحیح ترین قول یہی ہے کہ یہ عمل مشروع نہیں ہے۔

علامہ ابن عثیمین رحمۃ اللہ اس کی موافقت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حمد وثنا کے بعد ۔۔۔ میں نے وہ رسالہ پڑھا ہے، جسے شیخ بکر ابو زید نے ختم قرآن کے موقع پر دعا کرنے" سے متعلق لکھا ہے، میں اس سے مانوس ہوا ہوں، کیونکہ اس میں بہت عمدگی کے ساتھ بات کی گئی ہے۔ اور اس علمی بحث میں ایک مضبوط موقف سامنے آیا ہے۔ اور جو آپ نے یہ ذکر کیا ہے کہ:

لا دليل على الدعاء عند ختم القرآن الكريم في الصلاة.

"نماز میں ختم قرآن کے موقع پر دعا کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔"

اس موقف پر میں (ابن عثیمین) بھی آپ (بکر ابو زید) سے موافقت رکھتا ہوں، پس اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ہمیں اور بالخصوص شیخ محترم کو ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ اصلاح کرنے والوں میں شامل فرمائے۔"

سابقہ بحث سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ بے شک فضیلۃ الشیخ بکر ابو زید حفظہ اللہ اور فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ دونوں نماز میں ختم قرآن کے موقع پر دعاء کی ممانعت کے قائل ہیں۔ اور نماز کے علاوہ دیگر مواقع پر دعا کرنے سے متعلق شیخ ابن عثیمین کی خاموشی سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ جواز کے قائل ہیں، جہاں تک شیخ بکر کی سلف کے فعل کی طرف نسبت کرنے کی بات ہے، تو اس سابقہ بحث کا ذیل میں خلاصہ بیان کیا جاتا ہے۔

a نماز کے علاوہ دیگر مواقع میں ختم قرآن کی دعا کرنا، اس کے لیے لوگوں کا اکٹھا ہونا، اور باقاعدہ تکمیل قرآن کا انتظار کرنا چاہیے، اس میں اہل وعیال شامل ہوں یا نہ ہوں۔ ایک جائز بلکہ مستحب عمل ہے، کیونکہ سلف سے اس طرح دعا کرنا ثابت ہے۔

b نماز میں یہ دعا کرنا، شیخ ابن باز کے نزدیک جائز ہے۔ اگرچہ شیخ ابن عثیمین اور شیخ بکر ممنوع قرار دیتے ہیں۔ اس بنا پر حرمین میں اور مسلمانوں کی دیگر مساجد میں ماہ رمضان میں ختم قرآن کے موقع پر جو دعاء کی جاتی ہے، دونوں شیوخ کے نزدیک ایک نئی عبادت ہے، جبکہ شیخ ابن باز کے ہاں مستحب عمل ہے۔ کیونکہ یہ جنس نماز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں سے ہے۔یعنی نماز کا حصہ ہے۔ دونوں شیوخ نے اس بات کی وضاحت نہیں کی کہ جو شخص نماز میں ختم قرآن پر دعاء کے جواز کے قائل ہے، ان کے موقف کی رو سے اس پر کیا حکم مرتب ہو گا؟، کیا ان کی پیروی وہی شخص کرے گا جو عدم جواز کی طرف میلان رکھتا ہے یا اس سے مطلوب صرف بچنا ہی ہے، اور جو شخص دعا کرنے کا قائل ہے، وہ ان کی پیروی کا پابند نہیں ہے۔

اور شیخ بکر کا قول:

فلا يشرع اذا فى أصح قولى العلماء.

" علما کے دو اقوال میں سے صحیح ترین بات یہی ہے کہ یہ دعا مشروع نہیں ہے۔"

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں قول صحیح ہیں، لیکن دعا نہ کرنے والا قول زیادہ صحیح ہے۔ اور اسی بنا پر جواز کا قائل حرم وغیرہ میں لوگوں کے جمع ہونے کو جائز و مشروع قرار دے گا۔ پس اگر یہ معاملہ شیخ بکر کے کلام کے ظاہری طور پر مخالف ہے، تو پھر اس کلام کی وضاحت ہونی چاہیے کہ کس حالت میں یہ حکم ہو گا، لہٰذا اس مسئلہ کی تفصیلی وضاحت ضروری ہے، کیونکہ میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جنھوں نے آپ کے کلام کو مد نظر رکھتے ہوئے بدعت کے خوف سے نماز کے علاوہ دیگر حالات میں بھی ختم قرآن کے موقع پر دعاء کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اس لیے کہ ممانعت کا قائل کہتا ہے کہ کیا یہ بات معقول ہے کہ آپ ﷺ نے متعدد بار قرآن مجید کا اختتام کیا ہو، اور کسی نے یہ بات نقل ہی نہ کی ہو کہ آپ ﷺ دعاء فرماتے تھے۔ یعنی انھوں نے عقلاً محال قرار دیتے ہوئے سلف سے وارد شدہ عمل سے منع کر دیا۔ لیکن ہم ان کے اس موقف کی تردید میں کہتے ہیں کہ یہ بھی ناممکن بات ہے کہ جلیل القدر صحابی حضرت انس دلیل اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی کے بغیر ایسا عمل سر انجام دیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی ہے، اور آپ ﷺ کے تمام احوال قریب سے دیکھے ہیں۔ مزید یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عمل کو صرف اپنے تک ہی محدود نہیں رکھا، بلکہ اپنے گھر والوں کو بھی تعلیم دی اور ان کو اس عمل کے لیے باقاعدہ جمع کیا، حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ کو یہ بھی معلوم تھا کہ ان سے یہ عمل آگے دوسروں کی طرف بھی منتقل ہو گا۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ایسا عمل کریں، جو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہی نہ ہو، یا آپ رضی اللہ عنہ کو علم ہی نہ ہو، کہ نبی ﷺ سے یہ کام عملاً یا تقریراً ثابت ہے یا نہیں، جبکہ ہم سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام عبادات میں اپنی طرف سے کوئی عمل کرنے سے دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ پرہیز کرنے والے تھے۔ ایک صحابی کا عبادات میں نبی ﷺ سے ثبوت کے بغیر کوئی عمل سرانجام دینا محال ہے جیسا کہ آپ کے بقول نبی ﷺ نے متعدد بار قرآن مجید مکمل کیا۔ اگر آپ نے دعا کی ہوتی تو یہ ناممکن ہے کہ کسی نے اسے نقل نہ کیا ہو۔ بلکہ صحابی کا عمل تو اس سے بھی تقویت رکھتا ہے۔ لہٰذا اولیٰ یہی ہے کہ ہم اس بحث کو ویسے ہی چھوڑ دیں کہ کونسا عمل عقلاً محال اور ناممکن ہے۔ اور علماء کے فقہی اصول کی طرف رجوع کریں۔

فضیلۃ الشیخ بکر ابو زید کی منقولات سے وضاحت ہوتی ہے کہ۔۔۔

a امام احمد بلاشبہ تمام احوال میں، اسی طرح نماز میں ختم قرآن کے موقع پر دعا کرنے کے قائل ہیں۔

b امام مالک فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

إنه ليس من عمل الناس.
” لوگوں (یعنی اہل مدینہ) کا اس پر عمل نہیں ہے۔“

چاروں مذاہب کے علماء اور جمہور محدثین کے نزدیک، تمام صورتوں اور حالات میں ختم قرآن کے موقع پر دعا کرنا مستحب ہے، اور علامہ ابن باز بھی اس سے موافقت رکھتے ہیں۔

دعاء ختم قرآن کے حوالے سے روایات:

c مجاہد سے منقول اثر ہے:

من ختم القرآن أعطي دعوة لا ترد.
جس شخص نے قرآن مجید ختم کیا، اسے ایک دعاء عطا کی جاتی ہے، جو رد نہیں ہوتی۔“

یہ آپ اپنی رائے سے نہیں کہہ سکتے، گویا یہ اثر حکماً مرفوع ہوا، اور اسی بنا پر یہ حدیث مرسل بھی ہے

d عبدہ بن ابولبابہ سے منقول ہے:

إذا ختم القرآن نزلت الرحمة عند خاتمته.
” جب قرآن مجید کی تکمیل کی جاتی ہے، اس وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے۔“

یہ دونوں روایات مرسل صحیح ہیں، اور شیخ بکر نے ابن تیمیہ سے نقل کیا ہے کہ۔۔:

ولم يذكره في المرفوع.
”کہ انھوں نے اسے مرفوع میں ذکر نہیں کیا۔“

شاید مرفوع سے ان کی مراد مرفوع صریح ہو، کیونکہ مصطلح الحدیث میں یہ اصول موجود ہے کہ

أن ما لا يقال من قبل الرأى إذا قاله التابعى فهو في حكم المرسل، فليس هو مرفوعا صريحاً ولكنه مرفوع حكماً.
” بے شک ایسی بات جو رائے کی قبیل سے نہ ہو، جب تابعی ایسی بات کرے تو وہ مرسل کے حکم میں ہوگی، پس وہ صریح مرفوع نہیں ہوگی، لیکن حکماً مرفوع ہوگی۔“

امام سخاوی ”فتح المغیث“ شرح الفیہ العراقی“ میں فرماتے ہیں:

وَسَمِّ بِالْمَقْطُوعِ قَوْلَ التَّابِعِيِّ وَفِعْلَهُ حَيْثُ لَا قَرِينَةَ لِلرَّفْعِ فِيهِ. [فتح المغيث :1/ 100]
” تابعی کا قول اور فعل مقطوع ہوگا، جب اس میں مرفوع ہونے کا قرینہ نہ پایا جائے۔“

اور عراقی الفیہ (شعر نمبر:۱۰۳) میں فرماتے ہیں:

وما اتى عن صاحب بحيث لا   يقال رأيا حكمه الرفع على
ما قال في المحصول نحو من اتى   فالحاكم الرفع لهذا اثبتا

” اگر کوئی شخص ایسی بات کہے جو رائے سے نہ ہو سکتی ہو، تو وہ حکماً مرفوع ہوگی۔“

امام سخاوی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

إذا علم هذا فقد ألحق ابن العربى بالصحابة في ذلك ما يجيء عن التابعى أيضا مما لا مجال للاجتهاد فيه، فنص على أنه يكون فى حكم الرفع.
” جب یہ بات معلوم ہو جائے کہ ابن عربی نے اس چیز کو صحابہ سے ملا دیا ہے جو تابعی سے بھی منقول ہے، اور اس میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اجتہاد کی گنجائش بھی نہ ہو تو وہ حکماً مرفوع ہو گی۔"

پس واضح ہوا کہ تابعی کی وہ روایت جسے عرف عام میں حدیث مرسل کہتے ہیں، وہ حدیث حکماً مرفوع ہو گی۔

اور یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ حدیث مرسل مالکیہ اور احناف کے نزدیک حجت ہے۔

الفیہ میں فرماتے ہیں:

واحتج مالك كذا النعمان و تابعوهما به ودانوا

امام مالک اور امام نعمان بن ثابت (ابو حنیفہ) اور ان کے پیروکار مرسل حدیث کو حجت مانتے ہیں۔

اور حنابلہ کا بھی صحیح ترین موقف یہی ہے، جیسا کہ امام نووی نے صحیح مسلم (۱/۱۰۲) پر اس بات کی وضاحت کی ہے ،اور اسی طرح امام سیوطی نے الفیۃ الحدیث میں اس کا ذکر کیا ہے، اور شافعیہ کے نزدیک یہ تب حجت ہو گی جب اسے کسی دوسری مرسل یا مسند حدیث کے ساتھ تقویت ملے۔

الفیہ میں فرماتے ہیں:

ألا ترى المرسل حيث أسندا وارسلوا كما يجيء اعتضدا

جب مرسل کو مسند حدیث یا اس جیسی مرسل کے ساتھ تقویت ملے تو وہ قابل اعتبار خیال کی جائے گی۔

اور شافعیہ نے مرسل کو قبول کرنے کے لیے ایک تفصیلی ضابطہ بنایا ہے:

مرسل کو سنداً ضعیف حدیث کے ساتھ، اس جیسی مرسل، عمل صحابی، یا اکثر علماء کے فتویٰ سے تقویت مل جائے تو قابل اعتبار ہو جاتی ہے۔ اور اس پر بطور نص امام شافعی کا کلام پیش کیا ہے، جیسا کہ خطیب بغدادی نے " الکفایۃ" میں اور بیہقی نے " المدخل" میں دو صحیح اسانید کے ساتھ نقل کیا ہے کہ امام صاحب فرماتے ہیں:

و المنقطع مختلف فمن شاهد أصحاب رسول الله اعتبر عليه بأمور منها : ان ينظر الى ماارسل من الحديث فان شركه فيه الحفاظ المامونون فاسندوه إلى رسول الله بمثل معنى ماروى --- الخ . [فتح المغيث بشرح الفية الحديث : 186]

منقطع کی کئی صورتیں ہیں:

پس تابعین میں سے جس شخص نے اصحابِ رسول کو دیکھا ہے، وہ نبی ﷺ سے منقطع حدیث بیان کرے تو مختلف امور کی بنا پر وہ روایت معتبر ہو گی۔

e اگر اسی معنی کی روایت بڑے حفاظ اور ثقہ لوگ مسند رسول اللہ ﷺ سے بیان کریں، تو تابعی کی روایت کی دلالت اور صحت پر دال ہو گی۔

f اگر مرسل کی تائید کرنے والی کوئی مسند روایت نہ ہو، لیکن ایسی مرسل روایت آجائے کہ جس کے رجال بھی مختلف ہوں اور ان سے قبول بھی کی گئی ہو۔ تو بھی اس مرسل کی دلالت قوی ہو جائے گی۔ البتہ پہلی کی بنسبت اس کی دلالت کمزور ہو گی۔

g اگر کوئی مرسل بھی نہ ملے تو پھر کسی صحابی کا قول تلاش کیا جائے گا، اگر اس کی موافقت میں قول صحابی مل جائے تو اس کی دلالت مرسل کی بجائے اصل (صحابی) کی وجہ سے صحیح قرار پائے گی۔ ان شاء اللہ

h اسی طرح اگر عام اہل علم نے اسی کے موافق فتویٰ دیا ہو۔۔۔ الخ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

i جس معنی کی نبی ﷺ سے روایت ہو، تو یہ اس شرط کے ساتھ معتبر ہو گی کہ اگر راوی اس کا نام لے جس سے روایت کر رہا ہوں، تو مجہول اور مرغوب شخص کا نام نہ لے۔ گویا اس سے استدلال مروی عنہ (جس سے روایت کر رہا ہے) کی صحت کی بنیاد پر کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر حفاظ میں سے کوئی شریک ہو تو وہ اس کی مخالفت نہ کرے۔ اگر مخالفت کرے تو اس حدیث میں نقص پایا جائے گا، لہٰذا مذکورہ حدیث مخرج کی صحت کی بنیاد پر معتبر ہو گی۔

ڈاکٹر سعد بن عبد اللہ الحمید "نخبۃ الفکر" کی شرح میں اختلاف العلماء فی الحدیث المرسل کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں: " امام شافعی کا قول راجح ہے، البتہ چوتھی اور آخری شرط سے متعلقہ کچھ تحفظات ہیں۔"

اور یہ نتیجہ ہماری مذکورہ مرسل حدیث، جسے بکر ابو زید نے موقوفاً صحیح قرار دیا ہے، پر بھی صادق آتا ہے۔ کیونکہ اس مرسل حدیث کو حضرت انس کے فعل سے تقویت مل رہی ہے۔

جمہور علماء امت کے نزدیک حضرت انس کا فعل اس کے اثبات کے لیے کافی ہے۔

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

" صحابہ کرام کے اقوال کے پھیلنے کے باوجود اگر ان کے زمانہ میں کوئی انکار نہ کرے تو وہ جمہور علماء کے ہاں حجت ہوتے ہیں، اور اگر اختلاف سامنے آجائے تو پھر اسے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹایا جائے گا۔ اور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بعض کا قول مخالف ہونے کی وجہ سے حجت نہیں ہو گا۔ اور اگر کسی صحابی نے کوئی بات کہی اور کسی نے اس کی مخالفت نہ کی ہو اور نہ ہی وہ بات منتشر ہوئی ہو تو اس میں اختلاف ہے، البتہ جمہور علماء اسے بھی حجت مانتے ہیں، جیسا کہ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام احمد کا مشہور مذہب ہے۔ اسی طرح امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے اور آپ نے اپنی جدید کتب میں بہت سے مواقع پر ایسی صورت میں حجت بنایا ہے، لیکن کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ امام صاحب کا یہ قدیم قول ہے۔[فتویٰ ابن تیمیہ: ۲۰/ ۱۴]

تو پھر کیسے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا فعل حجت نہیں ہو سکتا، جبکہ اسے حدیث مرسل کے ساتھ تقویت ملتی ہے۔

اسی طرح اہل مکہ، اہل بصرہ اور اکثر علماء کے فتویٰ سے بھی تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اسی بنیاد پر ختم قرآن کے موقع پر دعا کو مستحب قرار دیا گیا ہے۔

چاروں مذاہب کے متاخرین بھی اپنے اپنے اصولوں کے مطابق اسی کے قائل ہیں۔

اگر امام مالک کی رائے کی بات کی جائے تو امام صاحب اہل مدینہ کے عمل پر اعتماد کرتے ہیں، اسی لیے آپ نے اس چیز کو ناپسند کیا ہے، جسے شیخ بکر ابو زید نے بعض مالکیہ سے نقل کیا ہے۔

دراصل امام صاحب عمل اہل مدینہ کو حجیت میں احادیث آحاد پر مقدم رکھتے ہیں، اگرچہ وہ اصح الاسانید ہی کیوں نہ ہوں۔ کیونکہ ان کے نزدیک عمل اہل مدینہ متواتر حدیث کی مانند ہے، یعنی جس طرح متواتر حدیث، اخبار آحاد پر فوقیت رکھتی ہے، اسی طرح وہ عمل اہل مدینہ کو احادیث آحاد پر فوقیت دیتے ہیں۔ دیگر آئمہ کرام نے ان کے اس اصول کی مخالفت کی ہے۔ لہٰذا جو عمل اہل مدینہ کو حجت خیال نہیں کرتا، اس کے لیے یہ اصول لازم نہیں ہے۔ اور جو شخص اسے لازمی خیال کرتا ہے، تو اسے ہر اس مسئلہ میں اس کا التزام کرنا چاہیے، جسے امام مالک نے اہل مدینہ کا عمل نہ ہونے کے سبب رد کیا ہے۔ ان میں سے نماز جمعہ سے متعلقہ مسئلہ تہجیر بھی ہے۔ تہجیر کا مطلب ہے کہ نماز جمعہ کے لیے جلدی پہنچنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی کوشش کرنا، اور اس کا وقت نماز فجر کے بعد ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ امام مالک نے اس کا اعتبار نہیں کیا، کیونکہ اہل مدینہ کا اس پر عمل نہیں ہے۔ جبکہ جمہور آئمہ کرام نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔ حالانکہ تجہیر دعائے ختم قرآن کی نسبت زیادہ ظاہر معاملہ ہے اور شعائر اسلام میں سے اہم ترین ہے، کیونکہ ہر ہفتے میں اس پر عمل کرنے کا موقع میسر آتا ہے۔ لہٰذا اگر اس جیسی سنت اہل مدینہ سے چھوٹ سکتی ہے، تو ختم قرآن کی دعا کا ان سے چھوٹ جانا زیادہ عام بات ہے۔ بہر حال جس طرح جمعہ کے لیے تجہیر پر ان کا عمل چھوڑ دینا حجت نہیں ہے، اسی طرح دعائے ختم قرآن پر عمل پیرا نہ ہونا بھی حجت نہیں ہے، بالخصوص جب مسلمانوں کے شہروں میں سے دو بڑے شہر والوں یعنی اہل مکہ اور اہل بصرہ نے یہ دعاء روایت بھی کی ہے۔

پس یہ بات بالکل واضح ہو گئی ہے کہ مذاہب اربعہ کے متاخرین دعائے ختم قرآن کے استحباب کی طرف گئے ہیں، کیونکہ یہ ان کے اصولوں کے موافق ہے۔ اور یہ بات بھی بالکل درست ثابت ہوئی کہ فعل صحابی سے مرسل حدیث کو تقویت ملی ہے، جیسا کہ پیچھے ہم ذکر کر چکے ہیں۔

اور جو حدیث مجاہد نے روایت کی ہے کہ

من ختم القرآن اعطى دعوة لا ترد.

" جو شخص قرآن مجید ختم کرتا ہے، اسے ایک دعا عطا کی جاتی ہے جو رد نہیں ہوتی۔"

یہ حدیث مبارکہ عام ہے، ہر ختم قرآن اس عموم میں شامل ہے، لہٰذا جو شخص نماز میں دعاء سے منع کرے گا وہ اس حدیث کے عموم کا لحاظ نہیں رکھے گا۔

پس میں نے اس مسئلہ کو شیخ ابن باز کی طرف لوٹایا، جو کہ نماز میں اس دعا کے قائل ہیں۔

جن لوگوں کو یہ حدیث پہنچی ہی نہیں، کیا حدیث کا نقل نہ ہونا انھیں کفایت کرے گا؟، جبکہ نقل نہ ہونے سے یا تو کسی چیز کے عدم وقوع کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور یہاں پر منع کرنے والے حتمی طور پر ایسا نہیں کہہ سکتے یا پھر اس چیز کے وقوع پذیر ہونے سے عدم علم کا پتہ چلتا ہے، لہٰذا دعا کے مانعین کے لیے یہ حجت کافی ہے؟

جواب: نماز میں ختم قرآن کے موقع پر دعا کرنا، ایسا مسئلہ ہے جس پر خاموشی اختیار کی گئی ہے۔ ایسی کوئی نص وارد نہیں ہوئی جس میں حالت نماز میں دعاء کا ثبوت موجود ہو، ہم بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ البتہ یہ کہنا کہ " اگر دعا کی گئی ہوتی تو ضرور نقل بھی کی جاتی" کافی نہیں ہے۔ کیونکہ غالب طور پر نوافل میں قرآن مجید ختم کیا جاتا ہے، جیسا کہ رات کی نماز وغیرہ ہے، اور ایسے میں جنھیں زیادہ تر گھروں میں سر انجام دیا جاتا ہے اور باجماعت نماز میں ایسا نہیں ہوتا تھا، جیسا معروف ہے۔ لہٰذا اس تخصیص کی بنا پر یہی بات معتمد ہے کہ عدم نقل کو حجت نہیں بنایا جا سکتا۔

ہاں! اگر آپ یہ کہیں کہ اس بات کا احتمال ہے کہ نماز میں ختم القرآن کی دعا کی گئی ہو، لیکن نقل نہ کی گئی ہو۔ لیکن ہمارے لیے نماز میں اس دعا کے اثبات کے لیے یہ کافی نہیں ہے، جب تک اس کے متعلق مخصوص نص نہ آ جائے، لہٰذا اس کے بارے میں خاموشی کفایت نہیں کرے گی کیونکہ اصولاً عبادات توقیفی ہوتی ہیں۔ تو جواباً عرض کیا جائے گا کہ ہم بھی عبادات میں توقیفی ہونے کے قائل ہیں۔ اگر آپ اسی موقف کو اختیار کرتے ہیں کہ نماز میں وہی عمل کیا جائے گا جس کے بارے میں نص وارد ہوتی ہے، تو علامہ ابن باز وغیرہ کا موقف یہ ہے کہ (نماز میں) ایسے افعال جو جنس نماز میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ہیں، وہ جائز ہیں، جیسا کہ اذکار وغیرہ۔

آپ اپنے مذکورہ سابقہ فتویٰ میں فرماتے ہیں: وجنس الدعاء مما یشرع فی الصلاۃ.

”جنس دعا نماز میں مشروع اعمال میں سے ہے۔“

اس بنیاد پر اس معاملہ میں مذکورہ بحث سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ یہاں پر دو امور پر ہمارے اور تمہارے مابین اتفاق پایا جاتا ہے:

۱: نماز میں ہر وہ عمل ثابت ہوگا جس کی ترغیب پر کوئی خاص حکم آجائے۔

۲: اور نماز میں ایسا عمل ممنوع ہوگا جس کی کسی عمومی نص کے ذریعے ترغیب دلائی گئی ہو، لیکن نماز میں اس عموم کی تخصیص کے لیے نہی وارد ہو، مثلاً فرمان نبوی ہے:

اقرءوا القرآن فإنه يأتي شفيعاً لأهله يوم القيامة

” قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو، بے شک یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کے لیے سفارش کرے گا۔“

بلاشبہ یہ حدیث نماز اور غیر نماز کے حوالے سے عمومیت رکھتی ہے، لیکن فرمان نبوی میں مخصوص نہی وارد ہوئی ہے۔

فرمان نبوی ہے:

إلا إن نهيت أن أقرء القرآن راكعا أو ساجدا.[مسلم، باب صلاة المسافرين: 408]

” خبردار مجھے رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔“

لہٰذا رکوع اور سجدے کی حالت میں قرآن مجید کی تلاوت ممنوع ہوگی، البتہ اس تخصیص کی بنیاد پر عمومی وارد ہونے والی ترغیب سے نہیں روکا جائے گا، کیونکہ یہ نماز کا حصہ ہے۔ پس تم مخصوص نص نہ ملنے کی بنیاد پر اس عموم سے منع کرتے ہو، جبکہ شیخ ابن باز وغیرہ نماز کا حصہ ہونے کی وجہ سے جائز قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ دوسرا موقف درستگی کے زیادہ قریب ہے، اور اس کی دلیل حضرت ابو بکر کا عمل ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک آپ ﷺ کی رضامندی کی دلیل ہے:

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ :أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ، فَحَانَتِ الصَّلَاةُ، فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: أَتُصَلِّي لِلنَّاسِ فَأُقِيمَ؟ قَالَ: نَعَمْ فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ، فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ، فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ، فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ الْتَفَتَ، فَرَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ : أَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ، فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَدَيْهِ، فَحَمِدَ اللهَ عَلَى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ ذَلِكَ، ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ، وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَصَلَّى، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ ،فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: مَا لِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيقَ، مَنْ رَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاتِهِ، فَلْيُسَبِّحْ فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ، وَإِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ . [صحيح بخاري:684]

” حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرو بن عوف قبیلے میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے۔ جب نماز کا وقت ہوا تو مؤذن نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہا: اگر آپ نماز پڑھائیں تو میں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اقامت کہہ دوں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے لگے۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے جبکہ لوگ نماز میں مصروف تھے۔ آپ صفوں میں سے گزر کر پہلی صف میں پہنچے۔ اس پر لوگوں نے تالیاں پیٹنا شروع کر دیں، لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کے عادی نہ تھے۔ جب لوگوں نے مسلسل تالیاں بجائیں تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی نظر پڑی (وہ پیچھے ہٹنے لگے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا: تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امامت کا اعزاز بخشا ہے، تاہم وہ پیچھے ہٹ کر لوگوں کی صف میں شامل ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ فراغت کے بعد آپ نے فرمایا: "اے ابو بکر! جب میں نے تمہیں حکم دیا تھا تو تم کھڑے کیوں نہ رہے؟" حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے نماز پڑھائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "کیا وجہ ہے کہ میں نے تمہیں بکثرت تالیاں بجاتے ہوئے دیکھا؟ (دیکھو!) جب کسی کو دوران نماز میں کوئی بات پیش آئے تو سبحان اللہ کہنا چاہئے کیونکہ جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کی طرف توجہ دی جائے گی اور تالی بجانا تو صرف عورتوں کے لیے ہے۔"

پس اس حدیث مبارکہ حضرت ابو بکر صدیق کا ہاتھ اٹھا کر اللہ کی حمد کرنا اور خوشی کا اظہار کرنا ایسے موقع پر ہے، جس کے بارے میں ہاتھ اٹھانے کی خاص نص موجود نہیں تھی، اور اسی طرح لفظوں یا اشاروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے کے بارے میں کوئی خاص نص کی بنیاد پر نہیں تھا، پس اس طرح کے بہت سے ایسے افعال اور اذکار نماز کا حصہ ہیں جنھیں کسی مخصوص نص کی بنیاد پر سر انجام نہیں دیا جاتا۔ اور اس حدیث مبارکہ کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے اس عمل کے لیے عمومی متفقہ نصوص کو دلیل بنایا جو نعمتوں پر اللہ کا شکر اور تعریف کرنے کے ضمن میں ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھنے کی ممانعت پر وارد ہوئی ہیں، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ ﴾ [الحجرات:١]

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پہل نہ کرو، اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔"

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اس مخصوص موقع پر عمومی نصوص کی بنیاد پر ہی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے فہم کو برقرار رکھا ہے۔ اور اس حدیث میں یہی ہماری دلیل ہے کہ حالت نماز میں افعال نماز سے متعلقہ عمومی نصوص کی بنیاد پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ عمل کیا ہے، اور اس کے لیے کسی مخصوص نص کو بطور شرط محسوس نہیں کیا۔ ہم بھی نماز میں ہاتھ اٹھا کر اور حمد باری تعالیٰ سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اور جس شخص کو حالت نماز میں کوئی نعمت ملے یا پھر کوئی خوشخبری دی جائے تو وہ نماز کی حالت میں بھی یہ عمل کر سکتا ہے۔

اسی طرح درج ذیل حدیث بخاری میں بھی اسی طرح کی صورت حال سامنے آتی ہے۔

عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ، قَالَ :كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ : سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ: رَبَّنَا وَلَكَ الحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: مَنِ المُتَكَلِّمُ ؟ قَالَ: أَنَا، قَالَ: رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ . [صحيح بخاري :٧٩٩]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، جب آپ نے رکوع سے سر اٹھا کر سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو ایک شخص نے (بآواز بلند) (ربنا ولك الحمد حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه) پڑھا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: "یہ کلمات کس نے کہے تھے؟" وہ شخص بولا: میں نے پڑھے تھے۔ آپ نے فرمایا: "میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ وہ ان کلمات کی طرف لپک رہے تھے کہ کون انہیں پہلے قلمبند کرے۔"

پس اس صحابی نے مذکورہ ذکر میں ربنا ولك الحمد... کا جو اضافہ کیا ہے، یہ ان عمومی نصوص کی روشنی کی بنا پر تھا ، جنھیں اچھے اعمال کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی ثناء کا حکم آیا ہے۔ اور اس کے علاوہ مذکورہ اضافے کے لیے کوئی خاص نص نہیں تھی۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسے برقرار رکھنے کے سبب یہ مسنون ہوگی۔

اور جو لوگ خاص نص کو ضروری قرار دیتے ہیں، انھیں اس بات کا اہتمام کرنا چاہیے کہ نماز میں تلاوت قرآن کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجیں، کیونکہ وہ حالت نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمومی قول: البخيل من ذكرت عنده فلم يصلي على کو نہیں لیتے، کیونکہ یہ عام ہے اور نماز میں تشہد پڑھنے کے بعد والے موقع کے علاوہ درود پڑھنے کی کوئی خاص نص وارد نہیں ہوگی۔

اسی طرح نماز میں سجدہ تلاوت کے لیے جھکنے اور اس طرح اٹھنے کے لیے تکبیرات سے بھی منع کرنا چاہیے، کیونکہ نماز میں اس سے متعلق کوئی خاص نص منقول نہیں ہے۔ حالانکہ معروف و مقررہ نمازوں میں جب بھی جھکا اور اٹھا جاتا ہے، تو اس کے لیے تکبیر نقل کی گئی ہے۔

اور جن حضرات کا یہ موقف ہے کہ عمومی نصوص کی بنیاد پر جنس نماز سے متعلقہ عبادات ثابت ہوں گی، جب تک ممانعت کی دلیل نہ آجائے۔ یہ لوگ بنیادی طور پر خالص نص کا التزام نہیں کرتے، بلکہ وہ عمومی نصوص کی بنیاد پر عمل کو جائز قرار دیتے ہیں، جب تک خاص نص سے ممانعت ثابت نہ ہو جائے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے نماز میں تلاوت قرآن کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آجائے، تو عمومی نصوص کی بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، اس کے لیے ہم کسی مخصوص نص کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

اگر عمومی نصوص کی بنا پر عمل نہ کرنے کا اصول ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجود میں تلاوت قرآن سے منع کرنے کی ضرورت محسوس نہ کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ اصولاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول «اقرءوا القرآن» کے عموم میں نماز بھی داخل ہے، اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ممانعت ثابت نہ ہوتی تو ہم رکوع و سجود دونوں حالتوں میں قرآن مجید پڑھتے اور ان دونوں مواقع میں تلاوت کے جواز کے لیے کسی مخصوص کی ضرورت محسوس نہ کرتے۔

سابقہ تحقیق سے وہی نتیجہ سامنے آتا ہے جو امام ابن عیینہ کے دور میں اہل مکہ کا فہم تھا اور اسی طرح امام احمد وغیرہ نے سمجھا ہے، اور یہ وہی نتیجہ ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شیخ ابن باز فرماتے ہیں:

وهذا معروف عن السلف تلقاه الخلف عن السلف.

"یہ سلف کے ہاں معروف تھا، جسے بعد والوں نے پہلوں سے حاصل کیا ہے۔"

پس دعا ختم قرآن سے متعلقہ سلف کا یہی فہم منقول ہوا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بے شک امام احمد نے ابن عیینہ سے لیا ہے، اور ابن عیینہ، عبدہ بن ابی لبابہ کے شاگرد ہیں، اور ابن لبابہ مجاہد کے شاگرد ہیں، اور مجاہد بذات خود دعاء ختم قرآن سے متعلق حدیث روایت کرنے والے ہیں۔ اور اصول یہ ہے کہ راوی اپنی روایت کے معنی و مفہوم کے بارے زیادہ علم رکھتا ہے۔

خلاصہ

j غیر نماز میں ختم قرآن کی دعا کرنا متاخرین کے ہاں متفقہ ہے۔

جو شخص امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اس عمل کے چھوڑنے کو دلیل بنائے، اسے امام صاحب کے نماز جمعہ کے لیے تہجیر کی ممانعت والے قول کو بھی لینا چاہیے، اور اسی طرح دیگر ان اعمال کو بھی چھوڑ دینا چاہیے جنھیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اہل مدینہ کا عمل نہ ہونے کے سبب ترک کیا ہے۔

k نماز میں اگرچہ ختم قرآن پر دعا کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے، لیکن اس کا جائز ہونا راجح ہے۔ کیونکہ منقولہ مرسل حدیث کی تخصیص کے لیے عدم علم کے علاوہ کوئی چیز موجود نہیں، اور کسی چیز کا علم نہ ہونا حجت نہیں ہوتا۔ اس لیے محض عدمِ علم کی بنیاد پر اس کی تخصیص نہیں کی جاسکتی۔

جب ہم اپنے موقف کو چھوڑتے ہوئے کہیں گے کہ یہ جائز نہیں، تو اس میں فریق مخالف کا احترام ہو گا، اور ان کی اس پر معاونت ہو گی۔

پس دعائے ختم قرآن کے لیے حاضر ہونے کی ممانعت کی بنیاد پر مسلمانوں کی مساجد میں نماز پڑھنا چھوڑ نہ دیا جائے، ورنہ ہم دوسروں کے اجتہاد کا احترام کرنے میں خیر القرون کے منہج سے نکل کر فرقوں اور مکروہ اختلافات کی طرف چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اور رضا والے اعمال کی توفیق دے۔

اختتام مجلس پر دعا پڑھنا مسنون ہے۔ اس بارے میں ریاض الصالحین میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث مبارکہ مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کم ہی کسی مجلس سے اٹھتے حتیٰ کہ یہ دعا پڑھتے:

أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ قَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُومُ مِنْ مَجْلِسٍ حَتَّى يَدْعُوَ بِهَؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ لِأَصْحَابِهِ اللَّهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُولُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ وَمِنْ الْيَقِينِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيبَاتِ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا وَلَا تَجْعَلْ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا۔

[سنن الترمذی: 3502]

" عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ کم ہی ایسا ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کسی مجلس سے اپنے صحابہ کے لیے یہ دعا کیے بغیر اٹھے ہوں:۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے: اے اللہ! ہمارے درمیان تو اپنا اتنا خوف بانٹ دے جو ہمارے اور ہمارے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائے، اور ہمارے درمیان اپنی اطاعت و فرماں برداری کا اتنا جذبہ پھیلا دے جو ہمیں تیری جنت تک پہنچا دے، اور ہمیں اتنا یقین دیدے جس کے سہارے دنیا کی مصیبتیں ہیچ اور آسان ہو جائیں، اور جب تک تو زندہ رکھ ہمیں اپنے کانوں اپنی آنکھوں اور اپنی قوتوں سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دیتا رہ، اور ان سب کو) ہماری موت تک (باقی رکھ، اور ہمارا قصاص اور ہمارا بدلہ ان سے لے جو ہم پر ظلم کرے، اور جو ہم سے دشمنی کرے اس کے مقابل میں ہماری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدد فرما، اور دنیا کو ہمارا بڑا مقصد نہ بنادے، اور نہ ہمارے علم کی انتہا بنا) کہ ہمارا سارا سیکھنا سکھانا صرف دنیا کی خاطر ہو (اور ہم پر کسی ایسے شخص کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے۔"

پس اس حدیث مبارکہ کے عموم سے تلاوت قرآن کی مجالس میں بھی دعا کا جواز ثابت ہوتا ہے، اور میں نے ان مسلمانوں سے جو خود کو سنت کا مددگار تصور کرتے ہیں سے سنا ہے کہ وہ ان مجالس کے اختتام میں بھی دعا کرنے کے قائل نہیں، بلکہ وہ اس عمل سے منع کرتے ہیں۔

درست بات یہی ہے کہ قرآن مجید کی مجالس کا انعقاد کرنے والے اگر ان مجالس کا اختتام ان دعاؤں کے ساتھ کریں جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں، تو ان کا یہ عمل غیر معروف سنت کے احیاء پر مبنی ہو گا۔

آخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دعا ختم قرآن سے متعلقہ جو کچھ کہا گیا ہے، اس بحث میں اسے جمع کر دیا گیا ہے، حتیٰ کہ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ درپیش مسئلہ اختلافی مسائل میں سے ہے، اور اس میں فریق مخالف کی رائے کا احترام کیا جاتا ہے۔ اور فریق مخالف کی رائے کے احترام سے مراد یہ ہے کہ جو شخص اس معاملے میں اپنی کوئی رائے نہیں رکھتا وہ اس فعل میں ان کی متابعت کر سکتا ہے، البتہ اس کے لیے یہ بالکل مناسب نہیں کہ وہ اختلافی سمجھ کر پیچھے ہٹ جائے۔

....

اصل علم کیا ہے؟

امام تفسیر سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَزَالُ الرَّجُلُ عَالِمًا مَا تَعَلَّمَ فَإِذَا تَرَكَ الْعِلْمَ وَظَنَّ أَنَّهُ قَدْ اسْتَغْنَى وَاكْتَفَى بِمَا عِنْدَهُ فَهُوَ أَجْهَلُ مَا يَكُونُ: وَيَنْبَغِي أَنْ لَا يَمْنَعَهُ . [المجموع شرح المهذب (1/ 29)]

"آدمی اس وقت تک عالم رہتا ہے جب تک سیکھتا رہے؛ جب وہ علم ترک کر دے اور بہ زعم خود اس سے مستغنی ہو جائے اور اپنے پاس موجود معلومات پر اکتفا کر لے تو وہ سب سے بڑا جاہل ہے!۔ لہٰذا اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ مطالعہ ترک نہ کرے۔"

امام اعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں

كلما ازددنا علما ازددنا جهلا.[العلل للإمام أحمد رواية ابنه عبد الله]

"ہم علم میں جتنا بڑھتے گئے، ہمیں اپنی جہالت اور کم علمی کا ادراک ہوتا گیا۔"

آئن سٹائن جو پچھلی صدی کا سب سے بڑا سائنسدان سمجھا جاتا ہے، کہتا ہے کہ میں نے علم کے سمندر میں غوطہ لگایا اور ساری زندگی غوطہ زن رہا، لیکن اپنے آپ کو آج بھی اپنے آپ کو بحر علم کے کنارے پر کھڑا دیکھتا ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا غلام مصطفیٰ ظہیر[1]

نماز میں مصحف سے دیکھ کر تلاوت کرنا

دوران نماز مصحف سے دیکھ کر تلاوت کرنے کے حوالے سے علماء میں اختلاف ہے۔ بعض علماء کرام تلاوت قرآن کو نماز کا حصہ قرار دیتے ہیں، زبانی پڑھیں یا مصحف سے دیکھ کر، دونوں طریقوں میں کوئی فرق نہیں۔ بعض علماء کرام مصحف سے دیکھ کر پڑھنے کو تعلیم سے تشبیہ دیتے ہیں اور نماز میں ایسا کرنے کو نماز کے منافی عمل سمجھتے ہیں۔ جماعت کے محقق عالم مولانا غلام مصطفیٰ ظہیر نے صحابہ کرام اور تابعین عظام کے عمل اور دوسرے دلائل کی روشنی میں اس کے جواز پر گفتگو فرمائی ہے۔[ادارہ]

نماز میں زبانی قراءت کی قدرت نہ ہو تو قرآن ہاتھ میں پکڑ کر قراءت کی جاسکتی ہے، محدثین اسے جائز سمجھتے تھے۔ اسی طرح اگر سامع حافظ نہ ہو تو وہ بھی ایسا کرسکتا ہے۔

اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

a سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

يَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَكْوَانُ مِنَ الْـمُصْحَفِ. [صحيح البخاري :1/ 96، تعليقا]

"ان کے غلام ذکوان انہیں امامت قرآن مجید سے دیکھ کر کرواتے تھے۔"

حافظ نووی رحمۃ اللہ علیہ [خلاصۃ الأحکام:۱/۵۵۰]نے سند کو "صحیح" اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ [تغلیق التعلیق:۲/۲۹۱]نے روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

b امام ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كَانَ مُحَمَّدٌ لَّا يَرٰى بَأْسًا أَنْ يَّؤُمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ يَقْرَأُ فِي الْمُصْحَفِ.

[مصنف ابن أبي شيبة :2/ 337، سنده صحيح]

"امام محمد بن سیرین تابعی رحمۃ اللہ علیہ کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ آدمی قوم کی امامت کروائے اور قرأت قرآن مجید سے دیکھ کر کرے۔"

c امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

فِي الرَّجُلِ يَؤُمُّ فِي رَمَضَانَ يَقْرَأُ فِي الْـمُصْحَفِ، رَخَّصَ فِيهِ.[مصنف ابن أبي شيبة :2/ 337]

"حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک میں قرآن سے دیکھ کر قراءت کی رخصت دیتے تھے۔"

d امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ، فرماتے ہیں:

"نماز میں قرآن پکڑ کر قراءت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔" [مصنف ابن أبي شيبة:۲/۳۳۷،وسندہ، صحیح]

[1] مدیر ماہنامہ السنۃ، جہلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

e عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

”نماز میں قرآن سے دیکھ کر قراءت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔“ [مصنف ابن أبي شيبة: ۲/۳۳۷؛ وسنده صحيح]

f امام یحییٰ بن سعید انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَا أَرٰی بِالْقِرَائَةِ مِنَ الْمُصْحَفِ فِي رَمَضَانَ بَأْسًا، يُرِيدُ الْقُرْآنَ."

[كتاب المصاحف لابن أبي داؤد: 805، سنده حسن]

”رمضان المبارک میں قرآن سے دیکھ کر قراءت میں حرج نہیں۔“

g محمد بن عبد اللہ بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْقِرَائَةِ فِي الْـمُصْحَفِ يَؤُمُّ النَّاسَ، فَقَالَ: لَمْ يَزَلِ النَّاسُ مُنْذُ كَانَ الْإِسْلَامُ يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ. [كتاب المصاحف لابن أبي داؤد: 806، سنده حسن]

”میں نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ لوگ امامت کرواتے ہوئے قرآن ہاتھ میں پکڑ لیتے ہیں؟ فرمایا: شروع اسلام سے ہر دور کے مسلمان ایسا کرتے آئے ہیں۔“

h امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص قرآن ہاتھ میں پکڑ کر امامت کرواتا ہے؟، فرمایا:

لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ إِذَا اضْطَرُّوا. [كتاب المصاحف لابن أبي داؤد: 808، سنده حسن]

”اگر مجبوری ہو، تو حرج نہیں۔“

i امام ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كَانَ ابْنُ سِيرِينَ يُصَلِّي وَالْمُصْحَفُ إِلٰى جَنْبِهِ، فَإِذَا تَرَدَّدَ نَظَرَ فِيهِ.

[مصنف عبد الرزاق: (420/2): 3931، سنده صحيح]

”امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھتے، تو قرآن ان کے پہلو میں پڑا ہوتا۔ جب بھول جاتے تو اسے دیکھ لیتے۔“

j ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَنَسٌ يُصَلِّي وَغُلَامُهُ يُمْسِكُ الْـمُصْحَفَ خَلْفَهُ، فَإِذَا تَعَايَا فِي آيَةٍ، فَتَحَ عَلَيْهِ.

[مصنّف ابن أبي شيبة: 337/2، السنن الكبرٰى للبيهقي: 212/3، وسنده صحيح]

”سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تو ان کا غلام ان کے پیچھے قرآن پکڑ کر کھڑا ہو جاتا۔ جب آپ کسی آیت پر اٹک جاتے تو وہ لقمہ دے دیتا۔“

ثابت ہوا کہ قرآن پکڑ کر قراءت کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اس کے خلاف سلف سے کچھ ثابت نہیں۔ شیخ عبد العزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تحقیق میں اسے بوقت ضرورت جائز قرار دیا ہے۔ [فتح الباری: ۲/۱۸۵]

شبہات کا ازالہ

جو لوگ کہتے ہیں کہ نماز میں قرآن پکڑ کر قراءت کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں:

a سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نَهَانَا أَمِيرُ الْـمُؤْمِنِينَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنْ نَّؤُمَّ النَّاسَ فِي الْـمُصْحَفِ.

[كتاب المصاحف: 772]

”سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں قرآن ہاتھ میں پکڑ کر امامت کروانے سے منع فرمایا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس روایت کی سند سخت 'ضعیف' ہے:

نہشل بن سعید 'متروک' اور 'کذاب' ہے۔[تقریب التہذیب لابن حجر:۷۱۹۷، میزان الاعتدال للذہبی:۴/۲۷۵]

ضحاک بن مزاحم کا سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں۔[شعب الإیمان للبیهقي:۳/۳۶۷، ۴/۱۸۷؛ القراءۃ خلف الإمام للبیہقی: ۱۹۷؛ تفسیر ابن کثیر: ۵/۲۳۶؛ التلخیص الحبیر لابن حجر:۱/۲۱؛ العجائب في بیان الأسباب لابن حجر، ص:۱۰۴]

b سلیم بن حنظلہ بکری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ يَؤُمُّ قَوْمًا فِي مُصْحَفٍ فَضَرَبَهُ بِرِجْله. [کتاب المصاحف :452]

"آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شخص کے پاس سے گزر ہوا، جو مصحف سے دیکھ کر امامت کروا رہا تھا، تو آپ نے اسے پاؤں سے ٹھوکر ماری۔"

اس کی سند ضعیف ہے:

c سلیم بن حنظلہ مجہول الحال ہے، صرف ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے توثیق کی ہے۔

d سفیان ثوری مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

'المصاحف' کے نسخ میں سلیم بن حنظلہ کی بجائے سوید بن حنظلہ ہے، یہ تصحیف ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (التاریخ الکبیر:۴/۱۲۲)، امام ابو حاتم (الجرح والتعدیل: ۴/۲۱۲)، امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ (۴/۳۳۲) وغیرہم کے نزدیک سلیم بن حنظلہ ہے۔ عیاش عامری، سلیم کے شاگردوں میں سے ہے، نہ کہ سوید بن حنظلہ کے۔

بعض ائمہ کے اقوال

اس سلسلے میں بعض ائمہ کے اقوال بھی وارد ہوئے ہیں، جن میں مصحف ہاتھ میں پکڑ کر نماز کی ممانعت کا مضمون وارد ہوا ہے، ان اقوال کا مختصر جائزہ ملاحظہ ہو:

a سعید بن مسیب [مصنف ابن ابی شیبہ:۲/۱۲۴] اور حسن بصری (ایضاً) کا قول قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

b امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ [مصنف ابن ابی شیبہ:۲/۱۲۴] کا قول لیث بن ابی سلیم کی وجہ سے ضعیف ہے۔

c امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ [مصنف ابن ابی شیبہ:۲/۱۲۴] کا قول جابر جعفی کی وجہ سے ضعیف ہے۔

d ربیع بن انس [المصاحف لابن ابی داود: ص ۴۵۴] کا قول بھی ثابت نہیں، کیونکہ ابو جعفر عیسی بن ابی عیسیٰ کی روایت ربیع بن انس سے ضعیف ہوتی ہے۔

حماد بن ابی سلیمان، قتادہ اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہم نماز میں مصحف سے قراءت کو مکروہ سمجھتے ہیں۔

ان دونوں بزرگوں کے قول کو غیر اضطراری حالت پر محمول کیا جائے گا کہ جب قرآن کریم حفظ و ضبط ہونے کے باوجود ہاتھ میں پکڑ کر قراءت کرے، تو مکروہ ہے۔

یوں تمام اقوال میں جمع و توفیق ہو جاتی ہے۔ اس کی تائید امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا قول سے بھی ہوتی ہے کہ "مجبوری ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یوں امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا دعویٰ اجماع صحیح ثابت ہو جاتا ہے۔ ہم بھی بلاوجہ قرآن کریم ہاتھ میں پکڑ کر نماز میں قراءت کو مکروہ سمجھتے ہیں، البتہ اضطراری حالت میں جائز ہے۔

الحاصل

نماز میں بوقتِ ضرورت قرآن ہاتھ میں پکڑ کر قراءت کی جاسکتی ہے، اسی طرح امام کو لقمہ دینے کے لیے قرآن سے دیکھ سننا بھی جائز ہے۔

جب درس گاہ میں باپ اور بیٹے کی ملاقات ہوئی

عبد الرحمن بن قاسم جو امام مالک کے ممتاز شاگرد تھے، وہ کیسے اتنے بڑے فقیہ اور محدث بنے۔ وہ مصر کے رہنے والے تھے۔ امام مالک سے پڑھنے کے لیے مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور مسلسل سترہ برس امام مالک کے پاس رہے۔ فرماتے ہیں کہ اس مدت میں نہ کچھ بیچا اور نہ کچھ خریدا۔

وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں آپ کے پاس بیٹھا تھا، اچانک ایک نقاب پوش نوجوان جو مصر سے حج کرنے کے لیے آیا تھا، مجلس میں پہنچا اور امام مالک کو سلام کر کے پوچھا کہ کیا آپ کے یہاں ابن قاسم موجود ہیں؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا۔ وہ آیا اور اس نے میری پیشانی کا بوسہ لیا۔ میں نے اس میں ایک نہایت عمدہ خوشبو محسوس کی، جس کا بیان لفظوں میں کرنا مشکل ہے۔ در حقیقت وہ میرا بیٹا تھا اور یہ خوشبو اسی سے آرہی تھی۔ میں جس وقت گھر سے چلا تو یہ رحم مادر میں تھا۔ میں اس کی ماں سے جو میری بیوی ہونے کے ساتھ ساتھ چچازاد بھی تھی، یہ کہہ کر آیا تھا کہ لمبی مدت کے لیے جا رہا ہوں واپسی کا کچھ پتہ نہیں کہ کب ہو، اس لیے تمھیں اختیار ہے چاہے میری ہی نکاح میں رہو یا آزاد ہو کر دوسری جگہ چلی جانا، لیکن اس اللہ کی بندی نے آزاد ہونے کے بجائے، میرے ہی نکاح میں رہنے کو اختیار کیا۔ [صبر واستقامت کے پیکر، ص:۵۱ تا ۵۲]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبد الرحمٰن عزیز[1]

قرآن مجید زبانی پڑھنا افضل ہے یا ناظرہ پڑھنا

(تلاوت قرآن سے متعلق چند اہم سوالوں کے جوابات)

تلاوت قرآن مجید کے حوالے عام طور پر درج ذیل سوالات کیے جاتے ہیں:

a قرآن مجید کو حفظ کرنا افضل ہے یا ناظرہ تلاوت کرنا۔

b مصحف سے دیکھ کر پڑھنا افضل ہے یا زبانی تلاوت کرنا؟

c نماز میں تلاوت کرنا افضل ہے یا بغیر نماز کے؟

d کیا موبائل وغیرہ سے دیکھ کر تلاوت کی جا سکتا ہے؟

e نماز میں مصحف یا موبائل سے دیکھ کر پڑھنا جائز ہے؟

f موبائل سے دیکھ کر تلاوت کرنے کے آداب

g اگر دورانِ تلاوت جمائی آجائے

مذکورہ بالا تمام سوالات کے جوابات اس مضمون میں جمع کر دیے گئے ہیں۔ [ادارہ]

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس کی تعلیمات اسلام کی بنیاد ہیں، اسے پڑھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس کی تلاوت اسلامی عبادات میں سے ایک اہم عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر قرآن کی تلاوت کرنے کا حکم دیا ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی بہت زیادہ فضیلت بیان کی ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت رسول اللہ ﷺ کے فرائض منصبی میں سے ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴾ [سورة آل عمران: ١٦٤]

”بلاشبہ یقیناً اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا جب اس نے ان میں ایک رسول انھی میں سے بھیجا، جو ان پر اس کی آیات پڑھتا اور انھیں پاک کرتا اور انھیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے، حالانکہ بلاشبہ وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔ رسول اللہ کو باقاعدہ قرآن کی تلاوت کے آداب سکھائے گئے۔“

اللہ تعالیٰ نے مومن خواتین کو تلاوت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۚ وَ اذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴾ [سورة الأحزاب: 33-34]

[1] فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد، رکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اے گھر والو! اور تمھیں پاک کر دے، خوب پاک کرنا۔ اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جن آیات اور دانائی کی باتوں کی تلاوت کی جاتی ہے انہیں یاد کرو۔ بے شک اللہ ہمیشہ سے نہایت باریک بین، پوری خبر رکھنے والا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے تلاوت کے آداب بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝۴﴾ [سورة المزمل: 4]

"اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر اور سنوار کر پڑھ۔"

پھر قرآن مجید کی تلاوت پورے آداب کے ساتھ کرنے والوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓىِٕكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ﴾ [سورة البقرة: 121]

"وہ لوگ جنھیں ہم نے کتاب دی ہے، اس کی تلاوت کرتے ہیں جس طرح اس کی تلاوت کرنے کا حق ہے، یہی لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے بھی قرآن پڑھنے والوں کے بہت فضائل بیان کئے ہیں۔

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ القُرْآنَ وَعَلَّمَهُ. [صحيح البخاري:5027]

" سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے۔"

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ، وَالحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لَا أَقُولُ الم حَرْفٌ، وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ. [جامع الترمذي:2910]

"عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا، اسے اس کے بدلے ایک نیکی ملے گی، اور ایک نیکی دس گنا بڑھادی جائے گی۔ میں نہیں کہتا 'الم' ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے (یعنی الم پڑھنے سے ایک نہیں، دس نیکیاں ملتی ہیں)۔"

مذکورہ بالا روایات میں مطلق قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا ذکر ہے، اور ثواب کا تعلق بھی تلاوت اور تدبر سے ہے، اس لیے بعض لوگوں نے یہ سمجھنا شروع کر دیا کہ حفظ قرآن مجید کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بعض لوگ تو اس سے بھی آگے بڑھ گئے، انہوں نے حفظ کرنے کو فضول اور عبث فعل قرار دے دیا۔

یہ نظریہ بالکل غلط ہے، کیونکہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید حفظ کرنے کی فضیلت بیان کی ہے، اور نبی اکرم ﷺ نے بھی بہت ساری احادیث میں بطور خاص قرآن مجید کو حفظ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کی نسبت اوراق میں لکھنے کی بجائے حفظ کی طرف کی ہے، فرمایا:

﴿وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝۴۸ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝۴۹﴾ [سورة العنكبوت: 48 – 50]

" اور اس سے پہلے نہ تو کوئی کتاب پڑھتا تھا اور نہ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے لکھتا تھا، (اگر ایسا ہوتا) تو باطل پرست شک کرتے۔ بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں ان کے دلوں میں جنہیں علم دیا گیا ہے، اور ہماری آیات کا صرف ظالم ہی انکار کرتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔"

غور کریں، تو مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے

a قرآن کی نسبت اوراق میں لکھنے کی بجائے حفظ کی طرف کی ہے۔

b حفظ قرآن کو مومنوں کی طرف منسوب کیا ہے۔

c قرآن مجید کو حفظ کرنے والوں کو اہل علم قرار دیا ہے۔

نبی ﷺ نے خود حفظ کیا، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حفظ کرایا۔ دور نبوی میں قرآن مجید کو جو مصاحف میں لکھا جاتا تھا، وہ صرف رسم الخط کی حفاظت اور تعلیم کی غرض سے لکھا جاتا تھا، ورنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمومی عمل زبانی حفظ کرنے کا تھا۔

قرآن مجید کی تلاوت نماز کا حصہ ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی، لہٰذا جتنی تلاوت نماز میں فرض ہے، اتنا حفظ کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

بہت ساری احادیث مبارکہ میں بطور خاص قرآن مجید کو حفظ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس کی فضیلت بیان گئی ہے۔ مثلاً

عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «تَعَاهَدُوا هَذَا الْقُرْآنَ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَهُوَ أَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقُلِهَا. [صحيح مسلم:791]

"حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فریا: "قرآن کی نگہداشت کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! یہ بھاگنے میں پاؤں بندھے اونٹوں سے بڑھ کر ہے۔"

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: « لاَ حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الكِتَابَ، وَقَامَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ، وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللهُ مَالًا، فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ. [صحيح البخاري :5025]

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: صرف دو شخصوں پر رشک ہوتا ہے، ایک آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہو، اور وہ دن رت اس کے ساتھ قیام کرتا ہو۔ دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے مال دیا ہو، اور وہ دن رات اسے صدقہ کرتا ہو۔"

چونکہ نماز میں عموماً زبانی پڑھا جاتا ہے، لہٰذا یہ حدیث حفظ قرآن کی فضیلت میں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ، وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ، وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ فَلَهُ أَجْرَانِ»

[صحيح بخاري :4937، صحيح مسلم :798]

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید کا ماہر قرآن لکھنے والے انتہائی معزز اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو انسان قرآن مجید پڑھتا ہے اور ہکلاتا ہے۔ اور وہ (پڑھنا) اس کے لئے مشقت کا باعث ہے، اس کے لئے دو اجر ہیں۔"

قرآن مجید پڑھنے کی جس قدر مہارت حافظ کو ہوتی ہے، اس قدر ناظرہ پڑھنے والے کو ہرگز نہیں ہوتی، لہٰذا اس حدیث سے بھی حفظ قرآن کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے قوم کے آگے کھڑے ہونا اور ان کی امامت کرانا بہت بڑا اعزاز ہے، اور یہ عزت حافظ قرآن کو حاصل ہے۔

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللهِ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً، فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ. [صحيح مسلم: 673]

"حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کی امامت وہ کرائے جو ان میں سے کتاب اللہ کو زیادہ پڑھنے والا ہو، اگر پڑھنے میں برابر ہوں تو وہ جو ان میں سے سنت کا زیادہ عالم ہو۔"

اس حدیث میں حافظ قرآن کی فضیلت بیان ہوئی ہے، اور اسے قوم کی امامت کا حقدار قرار دیا گیا۔ مزید تفصیل کے لیے اسی نمبر میں میرا مضمون: "حسن صوت کی بنیاد پر امام مقرر کرنا" ملاحظہ فرمائیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں فضائل قرآن کے تحت اس حوالے سے ایک باب قائم کیا ہے:

بَابُ الْقِرَاءَةِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ

"زبانی قراءت کرنا۔"

اس میں مندرجہ ذیل حدیث لائے ہیں:

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: اے رسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں خود کو ہبہ کرنے کے لیے حاضر ہوئی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا پھر نگاہ نیچے کر لی اور سر جھکا لیا۔ جب خاتون نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے تو وہ بیٹھ گئی۔ اس دوران میں آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب اٹھے اور عرض کی: اے رسول اللہ! اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں تو میرے ساتھ اس کا نکاح کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ اس نے کہا: اے رسول اللہ! اللہ کی قسم! کچھ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھر جا کر دیکھو شاید کوئی چیز مل جائے۔ " چنانچہ وہ گیا پھر لوٹ آیا، اور عرض کیا: اے رسول اللہ! مجھے وہاں کوئی چیز نہیں ملی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر دیکھ، شاید لوہے کی انگوٹھی ہی مل جائے۔" وہ دوبارہ گیا اور واپس آ گیا اور کہا: اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! مجھے لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ملی، البتہ میری یہ چادر حاضر ہے۔ سہل کہتے ہیں کہ اس کے پاس کوئی دوسری چادر بھی نہ تھی۔ اس آدمی نے کہا کہ اس میں سے آدھی پھاڑ کر (بطور مہر) اسے دے دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وہ تیری اس چادر کا کیا کرے گی؟ تو پہنے گا تو اس کے لیے کچھ نہیں ہو گا اور اگر وہ پہنے گی تو تیرے پاس کچھ نہیں ہو گا۔" چنانچہ وہ شخص بیٹھ گیا اور دیر تک بیٹھا رہا۔ پھر کھڑا ہو گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا کہ وہ پشت پھیر کا جانے لگا ہے، تو اسے بلایا۔ جب وہ آیا تو آپ نے دریافت فرمایا: «مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟» تجھے کتنا قرآن یاد ہے"؟ اس نے کہا: مَعِي سُورَةُ كَذَا، وَسُورَةُ كَذَا، وَسُورَةُ كَذَا - عَدَّهَا - "مجھے فلاں فلاں سورت یاد ہے۔" آپ نے فرمایا: «أَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ؟» "کیا تو انہیں زبانی پڑھ سکتا ہے؟۔"

اس نے کہا: جی! تو آپ ﷺ نے فرمایا: «اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ» "جاؤ! تجھے قرآن مجید کی جو سورتیں یاد ہیں ان کے بدلے میں نے اسے تمہارے نکاح میں دے دیا ہے۔"

اس حدیث میں واضح طور پر حفظ القرآن کا تذکرہ ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے حفظ کرانے کو مہر قرار دے دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیامت کے دن حافظ قرآن کی عزت افزائی کی جائے گی۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اقْرَأْ، وَارْتَقِ، وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا، فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ آخِرِ آيَةٍ تَقْرَؤُهَا. [سنن أبي داود :1464] حضرت عبداللہ بن عمرو □ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

” صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور (جنت میں درجات) چڑھتا جا، اور اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ، جیسے کہ دنیا میں پڑھا کرتا تھا۔ جہاں آخری آیت ختم کرے گا وہیں تیرا مقام ہو گا۔“

اس حدیث کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے [الصحيحة (٥/ ٢٨١) : 2240] میں صحیح کہنے کے بعد فرمایا:

جان لیجئے! 'صاحب قرآن ' سے مراد حافظ قرآن ہے۔۔۔ اور جنت کے اندر درجات میں کمی وزیادتی دنیا میں حفظ کے اعتبار سے ہو گی۔

اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ عملاً حافظ قرآن کو بڑی اہمیت دیتے تھے، حدیث میں آتا ہے:

أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ يَقُولُ: «أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ» فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدٍ قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ، وَقَالَ: «أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. [صحيح بخارى :4079]

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شہدائے اُحد میں سے دو، دو کو ایک کفن میں لپیٹتے، پھر دریافت فرماتے: ”ان میں سے کس کو زیادہ قرآن یاد ہے؟“ جب کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو اسے لحد میں قبلے کی طرف آگے کرتے اور فرماتے: ”میں قیامت کے دن ان کے حق میں گواہی دوں گا۔“

سعودی عرب کے مفتی اعظم علامہ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ سے جب پوچھا گیا، قرآن مجید کو زبانی پڑھنا افضل ہے، یا مصحف سے دیکھ کر؟ انہوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:

” مصحف سے دیکھ کر پڑھنے اور زبانی پڑھنے کے درمیان فرق کرنے والی کوئی دلیل میرے علم میں نہیں ہے۔ دراصل مطلوب چیز تدبر اور حضور قلب ہے، خواہ یہ مصحف سے دیکھ کر پڑھنے سے حاصل ہو یا زبانی تلاوت کرنے سے۔ اور قراءت تب کہتے ہیں جب اسے سنا جائے، محض مصحف پر دیکھ لینا کافی نہیں ہے اور نہ ہی تلفظ کیے بغیر محض الفاظ کو سوچ لینا کافی ہے۔ قاری کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ الفاظ کو زبانی پڑھے اور ان کے معانی پر غور و فکر کرے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْۤا اٰيٰتِهٖ وَ لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۲۹ ﴾ [سورة ص:29]

”ایک کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی بڑی برکت والی تاکہ وہ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ عقلمند نصیحت حاصل کریں۔“

﴿ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۝۲۴ ﴾ [محمد :24]

پھر کیوں قرآن پر غور نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر قفل پڑے ہوئے ہیں۔

اگر خشوع قلب اور تدبر فی القرآن کے لیے زبانی پڑھنا مناسب تو یہ افضل ہو گا۔ اور اگر مصحف سے دیکھ کر پڑھنے سے خشوع قلب اور کمال تدبر حاصل ہو تو یہ افضل ہو گا۔“

اس سے معلوم ہوا کہ اگر خشوع قلب اور تدبر دونوں طریقوں سے یکساں حاصل ہوتے ہوں، تو دونوں طریقے یکساں افضل ہوں گے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ ایک شخص ساری زندگی قرآن مجید سے دیکھ کر تلاوت کرتا رہتا ہے، جبکہ دوسرا شخص باقاعدہ قرآن مجید کو حفظ کرنے پر محنت کرتا ہے، تو یقیناً حفظ کرنے والا اپنی محنت کی بدولت افضل قرار پائے گا۔ لیکن اگر وہ حفظ کرنے کے بعد قرآن کو چھوڑ دیتا ہے یا بہت کم تلاوت کرتا ہے، جیسا کہ آج کل کے ہمارے حفاظ کی عادت ہے، تو اس صورت میں بہر حال زیادہ تلاوت کرنے والا ہے افضل ہو گا۔

مصحف سے دیکھ کر پڑھنا افضل ہے یا زبانی تلاوت کرنا؟

بنیادی چیز قرآن مجید کی تلاوت ہے، خواہ دیکھ کر کی جائے یا زبانی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنَ مَسْعُودٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ، وَالحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لَا أَقُولُ الم حَرْفٌ، وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ. [سنن الترمذي :2910 - صحيح]

”عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اسے اس کے بدلے ایک نیکی ملے گی، اور ایک نیکی دس گنا بڑھادی جائے گی، میں نہیں کہتا 'الم' ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔“

البتہ بعض دوسرے پہلوؤں سے مصحف سے دیکھ کر پڑھنا افضل اور بعض جہتوں سے زبانی پڑھنا افضل ہے۔ اس حوالے سے علماء کرام کے تین اقوال ہیں:

a مصحف سے دیکھ کر پڑھنا افضل ہے۔

b حفظ سے قراءت کرنا افضل ہے۔

c افضلیت قاری کے تدبر، تفکر، حضور قلب اور خشوع کے حساب سے ہوتی ہے وہ جس طریقے سے بھی حاصل ہو جائے۔

مصحف سے دیکھ کر پڑھنا اس لیے افضل ہے کہ

وہ ہمیشہ قرآن کے لیے باقاعدہ وقت نکال کر اور پوری توجہ سے پڑھتا ہے، تلاوت کرتے ہوئے پورے آداب بجا لاتا ہے، غلطی سے بچنے کے لیے پورے دھیان سے پڑھتا ہے، جبکہ زبانی پڑھنے والوں کو دیکھا گیا کہ ہے کہ اکثر توجہ اور آداب کا خیال نہیں رکھتے۔ مزید مصحف سے دیکھ کر پڑھنے میں دو عمل جمع ہو جاتے ہیں: قراءت اور اور مصحف پر نظر۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”قرآن مجید کی تلاوت حفظ کی بجائے مصحف سے دیکھ کر پڑنا افضل ہے، جیسا کہ ہمارے شافعی علماء نے کہا ہے۔ اور یہی سلف صالحین سے معروف ہے۔ اور یہ حکم مطلق نہیں ہے، بلکہ اگر قاری کو مصحف سے دیکھ کر پڑھنے کی نسبت زبانی پڑھنے سے تدبر و تفکر اور دل و آنکھوں کی حضوری زیادہ حاصل ہو، تو زبانی پڑھنا افضل ہو گا۔ اور اگر دونوں طریقوں سے قراءت کرنے سے یہ چیزیں یکساں طور پر حاصل ہوں، تو مصحف سے دیکھ کر پڑھنا افضل ہو گا۔ اور سلف کا یہی مقصد تھا۔“ [الأذکار: ۹۰-۹۱]

البتہ وہ روایات جن میں مصحف میں دیکھنے کو عبادت قرار دیا گیا ہے، یا اس پر ثواب ملنے کا وعدہ کیا گیا ہے، وہ سب روایات ضعیف بلکہ موضوع ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

[سلسلة الاحاديث الضعيفة :1/ 531-4/ 88- ضعيف الجامع الصغير: 2855]

دوسرے پہلوؤں سے دیکھیں تو زبانی پڑھنا افضل قرار پاتا ہے، مثلاً حافظ مصحف کا محتاج نہیں ہوتا، وہ جب چاہے اور جہاں چاہے پڑھ سکتا ہے، اس اعتبار سے اگر وہ چاہے تو ناظرے والے سے زیادہ تلاوت کر سکتا ہے۔ اور پختہ حافظ عموماً ناظرہ پڑھنے والوں سے زیادہ تلاوت کرتے ہیں۔

دوسرا یہ کہ حافظ کو مصحف وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی، اس لیے پڑھتے وقت اس کی ساری توجہ اس کے معانی پر ہوتی ہے، جو اصل مقصود قرآن ہے۔

نماز میں تلاوت کرنا افضل ہے یا بغیر نماز کے؟

ہمارے معاشرے میں تہجد یا دوسری نفل نمازوں کا رواج کم سے کم ہوتا جارہا ہے، اور جو لوگ تہجد یا دوسرے نوافل کا اہتمام بھی کرتے ہیں، تو ان میں بہت کم ہیں جو ان میں اپنی منزل دہراتے ہوں، اکثر لوگ نماز میں چھوٹی سورتیں پڑھتے ہیں۔ اور اپنی منزل وہ نماز کے علاوہ بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ جب کہ نماز میں منزل پڑھنا نہ صرف افضل ہے، بلکہ کئی جہتوں سے نہایت زیادہ مفید ہے۔ حفاظ میں یہ بات مشہور ہے کہ نماز میں پڑھنے سے قرآن صحیح یاد ہوتا ہے، اور دیر تک یاد رہتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے نماز میں پڑھنے سے ڈبل عبادت ہوتی ہے، نماز بھی اور قرآن بھی۔

تیسری بات یہ ہے کہ بہت ساری احادیث مبارکہ میں نماز میں قرآن پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے، اور اس کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ مثلاً:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ أَنْ يَجِدَ فِيهِ ثَلَاثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ؟» قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: «فَثَلَاثُ آيَاتٍ يَقْرَأُ بِهِنَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلَاثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ. [صحيح مسلم:802]

”حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم میں سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ جب وہ (باہر سے) اپنے گھر واپس آئے تو اس میں تین بڑی فربہ حاملہ اونٹنیاں موجود پائے؟“ ہم نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ”تین آیات جنھیں تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں پڑھتا ہے۔ وہ اس کے لئے تین بھاری بھرکم اور موٹی تازی حاملہ اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔“

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لاَ حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ الكِتَابَ، وَقَامَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ، وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللهُ مَالًا، فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ. [صحيح البخاري :5025]

”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: صرف دو شخصوں پر رشک ہوتا ہے، ایک آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہو، اور وہ دن رات اس کے ساتھ (نماز میں) قیام کرتا ہو۔ دوسرا وہ آدمی جسے اللہ نے مال دیا ہو وہ اس کو دن رات خرچ کرتا ہو۔“

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: « يَا أَهْلَ الْقُرْآنِ أَوْتِرُوا فَإِنَّ اللهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ .

[سنن أبي داؤد:1416- ترمذی :453- صحيح]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ” اے قرآن والو! وتر پڑھا کرو۔ بلاشبہ اللہ عزوجل وتر (اکیلا) ہے، وتر کو پسند کرتا ہے۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

کیاموبائل وغیرہ سے دیکھ کر تلاوت کی جاسکتی ہے؟

نبی ﷺ کے ابتدائی دور میں عموماً قرآن پاک زبانی پڑھا اور یاد کیا جاتا تھا، بہت کم لوگ تھے، جو کوئی سورت یا کچھ حصہ چمڑے کے ٹکڑے، چوڑی ہڈی، پتھر کی سلیٹ اور درختوں کے پتوں اور چھال پر لکھ لیا کرتے تھے۔ بعد میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں چمڑے کے اوراق بنا کر ان پر پورا قرآن لکھا گیا، پھر جب کاغذ ایجاد ہوا، تو قرآن مجید کو کاغذ پر لکھا جانے لگا، پھر پرنٹ ہونے لگا۔ اور اب کمپیوٹر پروگرام اور موبائل ایپس میں قرآن مجید آ گیا ہے، جس سے قرآن مجید کو اٹھانے، لے جانے اور پڑھنے میں بہت سہولت پیدا ہو گئی ہے۔ جس سے یہ سوال پیدا ہو گیا ہے کہ قرآن مجید کو کس طرح پڑھنا افضل ہے، مصحف سے یا موبائل اور کمپیوٹر وغیرہ پر؟

اس میں شک نہیں کہ بچے کا پیٹ تو دودھ سے ہی بھرتا ہے خواہ ماں اسے گود میں لٹا کر اپنے سینے سے پلائے، یا فیڈر میں بھینس کا دودھ ڈال کر بچے کے منہ میں ٹھونس دے۔ لیکن جب ماں بچے کو اپنی گود میں لٹا کر، ہاتھوں کا سہارہ دے کر اپنے سینے سے چمٹاتی ہے، اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اسے تھپتھپاتی ہے، تو اس سے جو بچے میں تحفظ کا احساس جنم لیتا ہے، اور ماں سے زندگی بھر کا جو تعلق قائم ہوتا ہے، وہ فیڈر میں دودھ پینے سے تعلق قائم نہیں ہوتا، فیڈر بچے کا پیٹ ضرور بھرتا ہے، مگر رشتے نہیں بناتا۔ اسی طرح قرآن مجید کی تلاوت کسی بھی طریقے سے کی جاسکتی ہے، خواہ مصحف سے ہو، موبائل سے ہو یا زبانی، لیکن تلاوت کرتے وقت دل میں خشوع کا احساس اور خالق کائنات سے ذہن کا جو تعلق جڑتا ہے، اس کے علاوہ مصحف کو ہاتھ میں پکڑنے، چھونے، اٹھانے، رکھنے، کھولنے اور بند کرنے سے تقدس کا احساس جنم لینا اور احترام کا جو رشتہ جڑتا ہے، وہ صرف مصحف کا خاصہ ہے۔ مصحف ہی ہے جو اٹھانے، کھولنے اور ورق پلٹنے سے دل پر اپنی عظمت بیٹھاتا اور آنکھوں کو خیرہ کرتا ہے۔ موبائل کے لمس سے وہ احساس پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ مصحف کلام الٰہی کے لیے خاص ہوتا ہے، اور قلبی تعلق کے لیے اخلاص بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ جبکہ موبائل اگر ناپسندیدہ چیزوں سے پاک بھی ہو، تب بھی کلام ربانی کے لیے خاص نہیں ہوتا۔ اس لیے جہاں تک ممکن ہو مصحف سے تلاوت کریں، ہاں سفر وغیرہ میں جہاں مصحف ساتھ رکھنا مشکل ہو، وہاں موبائل یا دوسری ڈوائس سے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نماز میں مصحف یا موبائل سے دیکھ کر پڑھنا جائز ہے؟

خشوع و خضوع نماز کی اصل اور روح ہے۔ جو چیز بھی نماز کی روح میں اضافہ کرے، اس کا اہتمام کرنا نمازی پر واجب ہے، اور جو چیز نمازی کا دھیان دوسری طرف لے جائے اس کا استعمال درست نہیں۔ البتہ جو چیزیں نماز میں داخل ہیں، نماز کے لیے ضروری یا نمازی کے لے مجبوری ہوں، ان کا استعمال جائز ہے۔

تلاوتِ قرآن نماز کا اہم ترین جزو ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ البتہ فرض نماز میں محدود اور مخصوص تلاوت کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ فرض عموماً جماعت کے ساتھ ہوتی ہے، اور امام اکثر حافظ قرآن ہوتا ہے، اس لیے نماز میں زبانی تلاوت کرنا ہی راجح ہے۔

باقی رہی نفل نماز، تو اسے تنہا پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاة صَلَاة الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوْبَة . [صحيح البخاري :731]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"فرضوں کے علاوہ (نفل) نماز گھر میں پڑھنا آدمی کے لیے افضل ہے۔"

اور ایک روایت میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "فرضوں کے علاوہ (نفل) نماز گھر میں پڑھنا میری اس مسجد (مسجد نبوی) سے بھی افضل ہے۔" [سنن أبو داؤد: ۱۰۴۳۔ صحیح]

مزید نفل نماز میں طویل قراءت مستحب ہے۔

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الصَّلَاةِ طُولُ الْقُنُوتِ. [صحيح مسلم: 756]

"حضرت جابر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: افضل نماز وہ ہے جس میں قیام لمبا ہو۔"

(قیام تلاوت کی وجہ سے ہی طویل یا قصیر ہوتا ہے، لہٰذا مذکورہ بالا حدیث میں قیام لمبے سے مراد طویل قراءت ہے)۔ اب ہر بندہ حافظ نہیں ہے۔ اگر نفل نماز میں مصحف سے دیکھ کر پڑھنے کی اجازت نہ دی جائے تو ہمارے اکثر لوگ نماز تہجد میں طویل قراءت نہیں کر سکیں گے۔ اور ہمارے معاشرے میں ایسا ہی ہو رہا ہے، کیونکہ ہمارے یہاں مصحف سے دیکھ کر پڑھنے کا رواج نہیں ہے، جس سے ہمارے تہجد گزار لوگ عمر بھر ہر روز، ہر رکعت میں (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) ہی پڑتے رہتے ہیں۔ اگر نفل نماز میں مصحف یا موبائل سے دیکھ کر پڑھنے کو رواج دیا جائے، تو مجھے یقین ہے کہ تہجد پڑھنے والوں کا خشوع و خضوع بڑھ جائے گا۔ اور نماز طویل ہو جائے گی۔ اس سے ان حفاظ کرام کو بھی فائدہ ہو گا جن کا حفظ کمزور ہے۔

یہ عمل شریعت میں ممنوع بھی نہیں ہے، بلکہ صحابہ کرام، تابعین عظام اور اتباع تابعین سے ثابت ہے۔

a سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے:

يَؤُمُّهَا عَبْدُهَا ذَكْوَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ.

[صحيح البخاري، كتاب الأذان، بَابُ إِمَامَةِ العَبْدِ وَالمَوْلَى، معلقاً]

"ان کے غلام ذکوان انہیں امامت قرآن مجید سے دیکھ کر کرواتے تھے۔"

حافظ نووی رحمۃ اللہ علیہ [خلاصۃ الأحکام: ۱/ ۵۵۰] نے سند کو "صحیح" اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ [تغلیق التعلیق: ۲/ ۲۹۱] نے روایت کو "صحیح" قرار دیا ہے۔

b ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَنَسٌ يُصَلِّي وَغُلَامُهُ يُمْسِكُ الْمُصْحَفَ خَلْفَهُ، فَإِذَا تَعَايَا فِي آيَةٍ، فَتَحَ عَلَيْهِ.

[مصنّف ابن أبي شيبة: 2،337؛ السنن الكبرٰى للبيهقي: 212/3، صحيح]

"سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تو ان کا غلام ان کے پیچھے قرآن پکڑ کر کھڑا ہو جاتا۔ جب آپ کسی آیت پر اٹک جاتے تو وہ لقمہ دے دیتا۔"

c امام ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كَانَ مُحَمَّدٌ لَا يَرٰى بَأْسًا أَنْ يَؤُمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ يَقْرَأُ فِي الْمُصْحَفِ.

[مصنف ابن أبي شيبة: 2/ 337]

"امام محمد بن سیرین تابعی رحمۃ اللہ علیہ کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ آدمی قوم کی امامت کروائے اور قرآن مجید سے دیکھ کر قراءت کرے۔"

بلکہ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ خود ایسا کرتے تھے۔ امام ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كَانَ ابْنُ سِيرِينَ يُصَلِّي وَالْـمُصْحَفُ إِلَى جَنْبِهِ، فَإِذَا تَرَدَّدَ نَظَرَ فِيهِ.

[مصنف عبدالرزاق (2/ 420) : 3931، صحيح]

امام محمد بن سیرین نماز پڑھاتے اور ان کے پہلو میں مصحف (قرآن مجید) پڑا ہوتا تھا، جب انھیں کسی (آیت) میں تردد ہوتا تو مصحف دیکھ لیا کرتے تھے۔[مصنف عبد الرزاق: ۲/ ۴۲۰، ح ۳۹۳۱ وسندہ صحیح]

d امام ابن شہاب الزہری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: کیا قرآن مجید دیکھ کر نماز پڑھائی جا سکتی ہے؟ تو انھوں نے فرمایا:

"لَمْ يَزَلِ النَّاسُ مُنْذُ كَانَ الْإِسْلَامُ يَفْعَلُونَ ذٰلِكَ.[كتاب المصاحف لأبن أبي داؤد : 806، حسن]

"آغاز اسلام سے مسلمان ایسا ہی کرتے آرہے ہیں۔"

e اس کے علاوہ تابعین میں سے امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ بھی اس عمل کو جائز سمجھتے تھے۔ ملاحظہ ہو:[مصنّف ابن أبي شيبة: ۲/ ۳۳۷، وسندہ صحیح]

امام یحیٰی بن سعید الانصاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں رمضان میں قرآن دیکھ کر قراءت کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ [المصاحف لابن ابی داود: ۸۰۷ وسندہ حسن]

f امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص قرآن ہاتھ میں پکڑ کر امامت کرواتا ہے؟، فرمایا:

لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ إِذَا اضْطُرُّوا.[كتاب المصاحف لإبن أبي داؤد : 808، حسن]

"اگر مجبوری ہو، تو حرج نہیں۔"

اس کے برعکس جن آثار میں اس کی ممانعت آتی ہے، وہ سب کے سب ضعیف ہیں، ان میں سے کوئی ایک بھی صحیح نہیں ہے۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ نماز میں کسی مخصوص جگہ پر نظر رکھنے کا کوئی حکم نہیں ہے، کہ کوئی شخص یہ سمجھے کہ قرآن پر نظر رکھنے سے اس حکم کی مخالفت ہوگی۔ حدیث میں صرف یہ ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں سر کو جھکا کر رکھتے تھے[مستدرک حاکم: ۲/ ۳۹۳، ح: ۳۴۸۳۔ حسن]، اور یقینی بات ہے کہ قرآن ہاتھ میں پکڑا ہو یا سامنے رکھا ہو تو اس امر کی مخالفت نہیں ہوتی، بلکہ اس پر بخوبی عمل ہوتا ہے۔

اس مسئلہ میں فقہاء امت میں سے شوافع اور حنابلہ کے نزدیک مطلق طور پر نماز میں مصحف سے دیکھ کر تلاوت کرنا جائز ہے، قطع نظر اس کے نماز خواہ فرضی ہو یا نفلی۔ اور ان کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمل ہے کہ ان کا غلام ذکوان انہیں مصحف سے دیکھ کر نماز پڑھاتا تھا (یہ روایت اوپر گزر چکی ہے)۔

مالکی علماء کے ہاں فرض نماز میں مصحف سے دیکھ کر تلاوت کرنا مکروہ ہے، البتہ نوافل میں اگر وہ نماز کے دوران بار بار مصحف اٹھائے تو یہ عمل مکروہ ہے، کیونکہ وہ بہت زیادہ مصحف سے مشغول ہو رہا ہے، لیکن اگر ابتدائے نماز ہی میں وہ مصحف پکڑ کر تلاوت کر رہا ہو، تو یہ بلا کراہت جائز ہے، کیونکہ نوافل میں جو گنجائش موجود ہے، فرائض میں وہ گنجائش نہیں ہے۔

صرف علماء احناف اور ابن حزم نے اس عمل کو مطلق ناجائز قرار دیا ہے، ان کے نزدیک اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، اور ان کی دلیل یہ ہے کہ مصحف اٹھا کر رکھنا، اس میں بار بار دیکھنا اور اس کے اوراق پلٹنا عمل کثیر ہے، اور عمل کثیر نماز میں جائز نہیں ہے۔ ان کی یہ بات درست نہیں ہے، کیونکہ حدیث میں ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلِأَبِي العَاصِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا، وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا»

[صحيح بخارى، كتاب الصلاة:516، صحيح مسلم :543]

”بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نواسی امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر نماز پڑھائی۔ جب سجدہ کرنے لگتے تو اسے زمین پر بیٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو اسے اٹھا لیتے۔“

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: «كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي شِدَّةِ الحَرِّ، فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ وَجْهَهُ مِنَ الأَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهُ، فَسَجَدَ عَلَيْهِ. [صحيح بخارى:1208]

” حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم گرمی کے موسم میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے، تو ہم زمین پر پیشانی رکھنے کی ہمت نہیں پاتے تھے، لہٰذا ہم کپڑا رکھ لیتے، پر اس پر سجدہ کرتے۔“

اگر رسول اللہ ﷺ کو سیدہ امامہ کو ہر مرتبہ سجدہ کرتے ہوئے بیٹھانا اور قیام کرتے ہوئے اٹھالینا، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہر سجدہ سے پہلے پیشانی کے نیچے کپڑا رکھنا اور سجدہ کرنے کے بعد اسے اٹھانا عمل کثیر کے زمرے میں نہیں آتا یا اس سے نماز فاسد نہیں تو مصحف یا موبائل اٹھا کر اور اس سے تلاوت کرنا جو اعمالِ نماز میں سے ہے، کو کیونکر عمل کثیر قرار دیا جاسکتا ہے؟

المختصر! افضل تو یہی ہے کہ نماز میں زبانی تلاوت کی جائے، جیسا کہ نبی ﷺ کی سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمومی طریقہ کار یہی تھا کہ وہ نماز میں زبانی تلاوت کرتے تھے، لیکن اگر کوئی شخص زبانی تلاوت کرنے سے عاجز آجائے، خصوصاً قیام اللیل اور تراویح میں، تو اس کے لیے مصحف سے دیکھ کر پڑھنا جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

لہٰذا نماز میں بوقت ضرورت امام ہاتھ میں مصحف یا موبائل پکڑ کر قراءت کر سکتا ہے، اور امام کو لقمہ دینے والا سامع مصحف یا موبائل سے دیکھ کر سن بھی سکتا ہے، جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا عمل گزر چکا ہے۔

موبائل سے دیکھ کر تلاوت کرنے کے آداب

آج کل موبائل زندگی کا اہم جزو بن گیا ہے، اور اس میں ایسی ایپس آگئی ہیں، کہ وہ محض موبائل نہیں رہا، بلکہ اس کے ذریعے بہت سارے دوسرے کام بھی انجام دیئے جا رہے ہیں۔ موبائل فون میں قرآن مجید کی ایپس بھی آگئی ہیں، جس سے قرآن مجید کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھنا اور تلاوت کرنا نہایت آسان ہو گیا ہے۔ لیکن کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ موبائل فون پر قرآن پاک پڑھنا درست نہیں ہے، بعض لوگ تو موبائل میں کوئی بھی ایسی ایپ ڈاؤن لوڈ کرنے کو ناجائز قرار دیتے ہیں جن میں قرآن مجید، احادیث، اذکار حتیٰ کہ اذان وغیرہ ہو۔ یہ نظریہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ کے دور میں قرآن مجید مختلف چیزوں میں لکھا جاتا تھا، جس صحابی کو جو چیز میسر آگئی وہ اسی میں محفوظ کر لیتا تھا۔ قرآن مجید کا مصحف تیار کرنے والے حضرت زید جمع قرآن کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعُهُ مِنْ الرِّقَاعِ وَالْأَكْتَافِ وَالْعُسُبِ وَصُدُورِ الرِّجَالِ.

[صحيح البخاري:4679]

” تو میں نے کھال، ہڈی، کھجور کی شاخوں اور لوگوں کے حافظوں سے قرآن مجید جمع کرنا شروع کر دیا۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی موجودگی بلکہ نگرانی میں جو قرآن تحریر کیا گیا تھا، وہ کسی ایک چیز پر نہیں لکھا گیا تھا، بلکہ لکھنے والوں کو دستیاب وسائل میں تحریر کیا گیا تھا، بعد میں بھی مسلمان قرآن مجید کو لکھنے اور محفوظ کرنے کے لیے اپنے اپنے زمانے میں دستیاب وسائل کو استعمال کرتے رہے ہیں۔ لہٰذا کسی بھی صورت میں کامل قرآن لکھا ہوا ہو، اسے مصحف کہا جاتا ہے، خواہ وہ چمڑے پر لکھا گیا ہے یا پتھر پر، قدیم ورق، جدید کاغذ، یا الیکٹرونی آلات پر۔ اسی طرح عام خط میں لکھا ہوا یا نابیناؤں کے لیے خاص بریل سسٹم[2] سے لکھا گیا ہو، اسے مصحف کا نام دیا جائے گا۔ مزید یہ کہ اسلام میں انسانی احوال اور ضرورتوں کا بھرپور خیال رکھا گیا ہے۔ لہٰذا ایسی چیزوں کی ممانعت کی کوئی وجہ اور دلیل نہیں ہے۔

باقی رہا الیکٹرانک مصحف (کمپیوٹر یا موبائل میں مصحف ڈون لوڈ کیا گیا ہو) کو پکڑنے کے آداب کا معاملہ، تو درست بات یہ ہے کہ الیکٹرانک مصحف کو پکڑنے یا اس سے تلاوت کرنے کے وہ آداب نہیں ہیں، جو مصحف کے آداب ہیں، مثلاً ایک حدیث میں مصحف کو دشمن کے علاقے میں لے جانے سے ممانعت آئی ہے۔[صحیح بخاری: ۲۹۹۰۔ صحیح مسلم: ۱۸۶۹]، کہیں دشمن اس کی بے حرمتی نہ کریں، لیکن کمپیوٹر اور موبائل سے مصحف نکال کر اس کی بے حرمتی کرنا ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح مصحف کو باوضو ہاتھ لگانا مستحب ہے، جبکہ موبائل یا کمپیوٹر سکرین پر نظر آنے والی قرآنی آیات کو بلا وضو یا حالتِ جنابت میں چھونا جائز ہے۔ کیونکہ موبائل یا کمپیوٹر کی سکرین پر جو الفاظ نظر آتے ہیں، وہ سکرین پر نہیں ہوتے، بلکہ "سافٹ ویئر" میں ہوتی ہیں. یعنی وہ ایسے نقوش ہیں جنہیں چھوا نہیں جاسکتا. یہ نقوش بھی کمپیوٹر یا موبائل کے شیشے پر نہیں بلکہ "ریم" پر بنتے ہیں اور شیشے سے محض نظر آتے ہیں۔ سکرین پر نظر آنے والی آیات کی مثال ایسی ہی ہے کہ گویا قرآنی آیات کسی کاغذ پر لکھی ہوئی ہوں اور وہ کاغذ کسی شیشے کے بکس میں پیک ہو، باہر سے اس شیشے کو چھونے میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔ لہٰذا موبائل یا کمپیوٹر سکرین پر نظر آنے والی قرآنی آیات کو حالتِ جنابت میں یا بلا وضو چھونے اور پکڑنے میں حرج نہیں ہے۔

اگر دورانِ تلاوت جمائی آجائے

قرآن مجید کے آداب میں سے ہے کہ اگر دورانِ تلاوت انسان کو جمائی آجائے تو وہ تلاوت روک کر جمائی لے، پھر تلاوت شروع کرے۔ بعض لوگ جمائی لے رہے ہوتے ہیں اور ساتھ ساتھ تلاوت بھی جاری ہوتی ہے، یہ ادب کے منافی ہے، کیونکہ جمائی کے دوران پڑھنے سے قرآن مجید کے الفاظ بگڑ جاتے ہیں اور یہ کسی صورت درست نہیں ہیں۔

امام مجاہد تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جب آپ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے ہوں اور جمائی آجائے تو جب تک وہ ختم نہ ہو جائے تلاوت روک دیں۔"

[فضائل القرآن لأبي عبيد: 129، و رجاله ثقات]

امام عکرمہ تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اگر آپ میں سے کسی کو تلاوتِ قرآن کے دوران جمائی آجائے تو وہ رک جائے، تلاوت کے ساتھ 'ہاہ' نہ کرے۔"

[فضائل القرآن لأبي عبيد: 129، و رجاله ثقات]

---

[2] بریل (Braille System): ابھرے ہوئے حروف کو پڑھنے کا ایک طریقہ جو نابیناؤں کے لیے ایجاد ہوا۔ یہ حروف چھو کر پڑھے جاتے ہیں۔ دراصل یہ حروف نہیں ہوتے بلکہ چھ لفظوں کی مدد سے حروف کی اور ہندسوں کی علامتیں بنائی جاتی ہیں۔ حرف شناسی کا یہ طریقہ پیرس (فرانس) کے ایک سکول ماسٹر لوئی بریل (۱۸۰۹ء - ۱۸۵۲ء) نے ۱۸۳۴ء میں ایجاد کیا۔[ویکی پیڈیا]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قاری علی اکبر[1]

حفظِ قرآن کے دوران جسمانی حرکت

آپ نے حفظ کے مدارس میں دیکھا ہو گا کہ حفظ کرنے والے بچے پڑھنے کے ساتھ ساتھ بڑے زور سے حرکت بھی کر رہے ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے، اور یہ عمل کب اور کیسے شروع ہوا؟، کسی کو خبر نہیں، اس کے باوجود حفظ القرآن کے تمام مدارس عملاً اس پر متفق ہیں۔ بعض لوگ اسے تعجب خیز نظروں سے دیکھتے ہیں، حالانکہ اس کی وجہ اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ حفظ کے طلبہ اور اساتذہ چودہ، پندرہ گھنٹے ایک جگہ پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں، پہلی بات یہ ہے کہ کوئی شخص مسلسل چودہ، پندرہ گھنٹے ایک جگہ پر بلا حرکت بیٹھ ہی نہیں سکتا۔ دوسری بات، کہ اس طرح حرکت کرنے سے جسم حرکت میں رہتا ہے، اور وہ صحت مند رہتے ہیں۔ آپ غور کریں جو لوگ دفاتر میں مسلسل کرسی پر بیٹھ کر ڈیوٹی دیتے ہیں، شام تک ان کا جسم اکڑ چکا ہوتا ہے، ان میں سے اکثر لوگ اپنے جسم کو درست رکھنے کے لیے ہلکی پھلکی ایکسرسائز یا کم از کم واک ضرور کرتے ہیں، اس کے باوجود وہ کئی قسم کی جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس حفظ کے مدارس میں ایکسرسائز یا واک کا کوئی تصور نہیں ہے، اگر وہ بھی اسی طرح بیٹھے رہیں، جس طرح کرسی پر بیٹھا ہوا آدمی بے ساکت ہوتا ہے، تو وہ بھی ان مسائل کا شکار ہو جائیں گے۔ یہ حرکت ہی ہے جو انہیں ان مسائل سے محفوظ رکھتی ہے۔

افسوس کہ ہمارے علماء میں سے بعض لوگ ہر کام بلکہ ہر حرکت کو شریعت قرار دیتے ہیں، اور پھر عبادات کے اصول پر اس کی تحقیق شروع کر دیتے ہیں، ان کی نظر چیز کے شرعی پہلو کے علاوہ کسی دوسرے پہلو کی طرف جاتی ہی نہیں ہے۔

پچھلے دنوں علماء کرام کے ایک واٹس ایپ گروپ میں حفظ کے طلبہ کی حرکت پر بات چل پڑی کہ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بعض علماء کرام نے شریعت اور قرونِ اولیٰ سے ثابت نہ ہونے کے سبب اسے عبث اور لغو قرار دیا، اور بعض نے تو اس پر بدعت تک کا فتویٰ لگا دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ عادت کو شرعی مسئلہ سمجھ رہے تھے، اور ایک رواج پر اثباتِ عبادت کے اصولوں کی بنیاد پر حکم لگا رہے تھے، حالانکہ یہ شریعت کا نہیں، عادت اور رواج کا مسئلہ ہے۔ اور عادات و رسومات پر حکم لگانے کے اصول عبادت سے مختلف ہیں۔ عبادت کے لیے ضروری ہے کہ وہ کام صراحتاً کتاب و سنت سے ثابت ہو۔ جبکہ عادت اور رواج کے جائز ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ شریعت کے کسی حکم کے برخلاف نہیں ہے۔

ہر رکن بحث نے اپنے علم و فہم کے مطابق اس پر اپنی رائے کا اظہار کیا۔ بعض اراکینِ بحث کی طرف سے اس کے

[1] انچارج قراءات ڈیمارٹمنٹ کلیۃ القرآن الکریم، لاہور (آن لائن)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاف جو ارادی گئیں، اور دوسرے احباب کی جانب سے مذکورہ اراء کے جو جوابات دیئے، ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں:

جسمانی حرکت کے خلاف آنے والی ارا

- قرآن کریم کی تلاوت، حفظ اور استماع مشروع وماجور عمل ہے۔ البتہ قرآن کریم کی آیت ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ﴾ سے معلوم ہوتا ہے کہ حفظ کے دوران زبان کو زیادہ حرکت دینا معہود عمل ہے۔ لیکن حفظ کے دوران جسمانی حرکت اور تمایل غیر معہود چیز ہے۔
- کچھ لوگوں کی یہ بھی عادت ہے کہ قرآن سنتے وقت بھی جسمانی حرکت میں ملوث ہو جاتے ہیں۔
- قرآن کریم کی تلاوت اور حفظ کے دوران جسمانی حرکت خشوع، خضوع اور تدبر کے منافی عمل ہے۔
- یہ کہنا کہ جسمانی حرکت اور تمایل سے حفظ میں آسانی ہوتی ہے سو فیصد غلط ہے، کیونکہ عربوں کے یہاں یہ حرکت آج بھی ناپید ہے، بلکہ اسے مذموم سمجھا جاتا ہے۔
- علمانے وضاحت کی ہے کہ اس حرکت کا رواج خیر القران میں نہیں تھا۔
- اگر کوئی شخص اس غیر معہود حرکت کو ثواب کی نیت سے کرتا ہے تو یہ اور سنگین جرم ہے۔
- مذہبی کتابوں کی تلاوت کے وقت ہلنا، جسمانی حرکت اور تمایل یہ یہود ونصاری کی عادت بتائی جاتی ہے۔
- صوفیوں کی مجالسِ ذکر میں یہ عمل بہت مشہور ہے، اور اس کے غلط ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے۔
- اس عمل کا لغو اور عبث شمار کرنا ہی اقرب الی الصواب ہے۔
- بعض علمانے اس حرکت کو واضح بدعت، اور بعض نے مکروہ قرار دیا ہے۔
- جواز کے قائلین کے پاس کوئی معقول عذر بھی نہیں ہے۔
- سعودی عرب کی کبار علماء کی فتاویٰ کمیٹی نے اسے لغو اور عبث حرکت قرار دیتے ہوئے اسے چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔
- لہٰذا اس لغو اور عبث حرکت کے جواز وعدم جواز پر بحث نہ کرتے ہوئے اسے فوری طور پر ترک کر دینے پر زیادہ توجہ دینی چاہیے۔

مذکورہ آراء پر تبصرہ

کہا گیا ہے کہ

"قرآن کریم کی تلاوت اور حفظ کے دوران حرکت خشوع اور خضوع اور تدبر کے منافی عمل ہے۔"

اگر کسی شخص کے ساتھ یہ معاملہ ہے تو وہ ایسا نہ کرے۔ لیکن اگر ایک کام کو بطور عبادت اور سنت اختیار نہ کیا جائے، اس کا تعلق صرف عادات عرفیہ سے ہو اور اس عادت کی کوئی شرعی حیثیت بھی قرار نہ دی گئی ہو تو اس عادت کو ناجائز، بدعت یا مکروہ کہنا درست نہیں ہے، ایسی عادات شریعت کے منافی نہیں ہیں۔ شریعت کے اوامر ونواہی ان کے بارے میں مباح کا اصول دیتے ہیں۔ مباحات کے سلسلے میں مکروہ یا مستحب کہنا، لایعنی بحث ہے۔

"علماء نے کہا ہے کہ اس حرکت کا رواج خیر القرون میں نہیں تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس دلیل کی کوئی تک نہیں بنتی۔ کیونکہ جو عادات کسی معاشرے میں مشہور ہو کر رواج پکڑ جائیں اور شریعت کے خلاف نہ ہوں تو ان عادات کے بارے میں کسی دوسرے علاقے کے عرف سے یا ماضی کے لوگوں کی عادات سے استدلال کر کے اس پر حکم لگانا غیر علمی بات ہے۔ یہ بات درست ہے کہ اگر کوئی حرکت ثواب کی نیت کی جائے، تو وہ بدعت بھی بن جاتی ہے اور یہ خلاف شرع بھی ہے۔ اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کوئی حافظ بھی اس کو ثواب کی نیت سے اختیار نہیں کرتا۔

"مذہبی کتابوں کی تلاوت کے وقت ہلنا، جسمانی حرکت اور تمایل یہ یہود و نصاریٰ کی عادت بتائی جاتی ہے۔"

یہود و نصاریٰ کا عبادات کے دوران ہلنے کے طریقے کی برصغیر میں رائج حفظ کے دوران ہلنے کی عادت سے کوئی تمثیل نہیں دی جاسکتی۔ کیونکہ یہودیوں کا ہلنا عبادت کے طریقے پر ہے، جبکہ حفظ کے دوران ہمارے ہاں بچوں کا ہلنا امور عادیہ و عرفیہ میں سے ہے۔ دونوں میں وجہ نسب / علت مشترکہ ہی موجود نہیں کہ اس پر قیاس کیا جائے۔ ایسے قیاس کو قیاس مع الفارق کہتے ہیں۔

"یہ کہنا کہ جسمانی حرکت اور تمایل سے حفظ میں آسانی ہوتی ہے سو فیصد غلط ہے، کیونکہ عربوں کے یہاں یہ حرکت آج بھی ناپید ہے، بلکہ اسے مذموم سمجھا جاتا ہے۔"

جو یہ کہا گیا ہے کہ عرب لوگ دوران حفظ نہیں ہلتے، اس کی معقول وجہ بھی سمجھ آتی ہے۔ عربوں کی تو یہ زبان ہے، وہ حفظ کرتے ہوئے اس کو سمجھتے بھی ہیں اور اس کا اثر بھی لیتے ہیں، جبکہ ہمارے یہاں کے لوگ قرآن مجید کو بغیر سمجھے حفظ کرتے ہیں۔ پھر عربوں کے ہاں یہ ہلنے کا عرف نہیں چلا۔ اب کسی معاشرے میں کوئی عرف کیوں ہیں اور دوسرے معاشرے میں وہ عرف کیوں نہیں ہے، اس کی زمینی وجوہات تو ہو سکتی ہیں لیکن اس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے، کہ کہا جائے ایک عادت شریعت سے قریب تر ہے اور دوسری شریعت سے دور۔

"صوفیوں کی مجالسِ ذکر میں یہ عمل بہت مشہور ہے اور اس کے غلط ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے۔"

صوفیوں کی مجلس کی مثال بھی درست نہیں ہے۔ اس حوالے سے بھی وہی وضاحت ہے جو یہود و نصاریٰ کے بارے میں بیان کی ہے۔ صوفیوں کا ہلنے اور حفاظ کے حرکت کرنے میں کوئی مماثلت نہیں ہے۔ دونوں کے اسباب اور وجوہات الگ الگ ہیں۔

"اس عمل کا لغو اور عبث شمار کرنا ہی اقرب الی الصواب ہے۔"

رواج اور روایات پر لغو اور عبث کے حکم کی بحث نہیں ہوا کرتی۔ اگر مختلف ممالک کے ایسے رواجات جو شریعت کے منافی نہیں ہیں اور مباحات کے قبیل سے ہیں، دوسرے معاشروں سے موازنہ کر کے جہاں وہ رائج نہیں ہیں، ان پر عبث اور لغو کا حکم لگانے لگ جائیں، تو پھر ہر علاقے کے لوگ دوسرے علاقے کی روایات پر فتویٰ بازی کریں گے، اور کوئی عمل بھی مباح نہیں رہے گا۔

رواج یک چیز ہوتی ہے جو چل پڑتی ہے، اور قوم اس سے مانوس ہو جاتی ہے۔ اسی کو عرف اور عادت بھی کہا جاتا ہے۔ اور عادت کا معنی یہ ہے کہ وہ چیز جو بار بار کی جاتی ہے تو معاشرہ اس سے مانوس ہو جاتا ہے اور مانوسیت کے سبب جاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتی ہے۔ عادت اور عرف کی ضد غربت اور اجنبیت ہے۔ جو چیز اجنبی ہوتی ہے اس کی معقول وجہ تلاش کی جا سکتی ہے۔ دوسری صورت میں معقولیت کی بحث، خود غیر معقول بات ہے۔

"بعض علماء نے اس حرکت کو واضح بدعت، جبکہ بعض نے مکروہ قرار دیا ہے۔"

یہ خوامخواہ کی، سمجھے بغیر ایک ایسی چیز کو شریعت میں گھسیڑنے کی کوشش ہے، جس کا تعلق سراسر ہی عرف اور عادت سے ہے، شریعت سے نہیں۔

"جواز کے قائلین کے پاس کوئی معقول عذر بھی نہیں ہے۔"

یہاں جواز کا تعلق شرعی جواز سے نہیں عرف اور عادت سے ہے۔ اور دنیا میں جتنی بھی عرف اور عادات رائج ہیں ان کا کیا کوئی معقول عذر ہوتا ہے؟ یہ بالکل بے معنی اور بے عقلی والی بات ہے۔

"فتاویٰ لجنۃ دائمہ سعودی عرب نے اسے لغو اور عبث حرکت بتاتے ہوئے اسے چھوڑ دینے کو واجب قرار دیا ہے۔"

سعودی عرب وغیرہ کے علماء نے جو فتاویٰ دیے ہیں وہ ان کے ہاں رائج عرف کے مطابق ہیں۔ وہاں چونکہ لوگ بات کو سمجھتے ہیں۔ اہل زبان ہونے کی وجہ سے وہاں کے بچے بھی کھیلنے کے دوران جہنم کی آیات سن لینے پر کھیلتے نہیں ہیں۔ جبکہ ہمارے ہاں بچے حفظ کے دوران کھیل کود بھی کر رہے ہوتے ہیں اور باقی مشاغل بھی جاری رہتے ہیں۔

عرب ممالک میں حفظ کے دوران بچوں کا ہمارے ہاں کے بچوں کی طرح ہلنے کا عرف معہود نہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ بڑی عمر کے حفاظ ہمارے ہاں منزل کے دوران ہلنے کے عادی نہیں ہوتے۔ مثلاً میں اپنی ذاتی عادت ذکر کرتا ہوں کہ عرصہ دراز ہوا کہ میں قرآن کی مراجعت کے دوران حرکت کا سرے سے عادی نہیں۔ البتہ دوران حفظ میری بھی ہلنے کے سلسلہ میں یہی عادت تھی۔ میرے حفظ کے استاد ہمارا سبق و منزل وغیرہ سنتے ہوئے ایک مخصوص انداز میں ہلتے رہتے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ۸، ۱۰ گھنٹے دورانیہ میں مکمل چستی اور تن دہی سے مکمل اہتمام و محنت کے ساتھ ایک ایک طالب کا سبق، سبقی و منزل سنا کرتے۔ اب ایسی انسانی عادات پر شرعی احکام کو منطبق کرنا بذات خود سطحی انداز ہے۔

اللهم أرنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وأرنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر عبید الرحمٰن محسن[1]

قرآن مجید کا ورق پلٹنے کے لیے لعاب دہن کا استعمال

قرآن مجید بلاشبہ انتہائی مقدس کلام ہے، اس کا ہر لحاظ سے احترام، اس کی توقیر و تعظیم ہمارے ایمان کا حصہ ہے، یہ بھی قرآن عظیم کی توقیر کا ہی ایک پہلو ہے کہ فقہاء کرام نے اس کی تعظیم کے عملی پہلوؤں پر بھی تفصیلات فراہم کی ہیں۔

ان فقہی احکام میں سے یہ مسئلہ بھی فقہائے اسلام کے پیش نظر رہا ہے، کہ آیا اوراق مصحف کو پلٹتے ہوئے انگلی پر لعاب دہن لگانا یا لعاب والی گیلی انگلی کے ذریعے ورق پلٹنا جائز ہے یا نہیں ؟

اس بارے میں فقہا کی آراء درج ذیل ہیں :

a ایسے کرنا بالکل ناجائز اور حرام ہے۔ احناف، مالکیہ اور شافعیہ کے متعدد فقہاء نے اسے صریحاً ناجائز اور خلاف ادب قرار دیا ہے۔

b ایسے کرنا جائز ہے، یہ کوئی خلاف ادب نہیں ہے۔

راجح موقف اور وجوہ ترجیح

ہمارے رجحان کے مطابق لعاب دہن انگشت شہادت یا کسی اور انگشت کو لگا کر مصحف شریف کا ورق پلٹنا ضرورت کے وقت ایسا کرنا جائز ہے۔

اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

a مصحف کے اوراق پلٹنے کے لیے لعاب دہن کے استعمال میں اس لیے کوئی حرج نہیں، کہ ایسا سہولت کے لیے کیا جاتا ہے بالخصوص ہمارے ہاں پاکستان میں مساجد میں رکھے ہوئے قرآن مجید، عام سادہ، یا بعض دفعہ ہلکے پیپر پر چھاپے جاتے ہیں، جو ایک دوسرے سے چپکے ہوتے ہیں اور براہ راست پلٹنے سے دو، دو ورق اکٹھے ہی پلٹ جاتے ہیں، بالعموم تلاوت کے دوران اس نقص سے بچنے کے لیے دائیں ہاتھ کی انگلی کو زبان کی طراوت سے تر کر لیا جاتا ہے، تاکہ ورق پلٹنے میں آسانی رہے اور دوران تلاوت پورے پارے کی تلاوت ہو کچھ صفحات چھوٹنے نہ پائیں. اس پس منظر کو سامنے رکھا جائے تو اسے کسی صورت اہانت نہیں کہا جاسکتا۔

b رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ. [صحيح البخاري :1]

”تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔“

[1] مدیر جامعہ دارالحدیث کمالیہ، راجوال

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

c اگر کوئی بدنصیب اہانت کی نیت سے کر رہا ہے تو یقیناً وہ کفر کا ارتکاب کر رہا ہے، عظمت قرآن مجید پر مر مٹنے والے اور زندگیاں وقف کرنے والے کیا ایسا سوچ بھی سکتے ہیں؟

d بعض دفعہ اس عمل کا مقصد اوراق مقدسہ کی حفاظت ہوتا ہے، جب اوراق بوسیدہ ہوں تو تھوڑی سختی اور بے احتیاطی سے ورق پھٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

e جب سے آرٹ پیپر والے مصاحف چھپ رہے ہیں، یہ اندیشہ نہیں رہا اور آرٹ پیپر پر تلاوت کرنے والے قارئین یا طلبہ کو اس کی ضرورت بھی پیش نہیں آتی۔

f اس سے تلاوت میں نقص اور حذف سے بچنا مقصود ہوتا ہے۔

g اس سے وقت بچانا بھی مقصود ہوتا ہے۔

h آیات قرآنیہ کی تلاوت کر کے، لعاب دہن کی آمیزش کے ساتھ دم کرنا بھی رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ اس سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے کہ یہ کوئی اہانت آیات نہیں ہے۔

i تھوک نجس نہیں ہے، بلکہ اسے تھوک کہا بھی نہیں جاسکتا، بلکہ یہ تو ہونٹوں اور زبان کی تری ہوتی ہے،

j شریعت میں اس امر کی کہیں بھی ممانعت نہیں ہے۔

k اس عمل کی اجازت دینے والوں میں مفتی اعظم الشیخ ابن باز رحمہ اللہ کا نام بالخصوص قابل ذکر ہے، وہ اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

لا حرج في ذلك، ترطيب الإصبع لتسهيل قلب الصحائف لا حرج في ذلك، ليس في هذا سوء أدب وليس في هذا احتقار، بل هو مما يعين على رفع الصفحة ولا يضر المصحف شيء.

”اس میں کوئی حرج نہیں ہے، نہ اس میں سوء أدب کا کوئی پہلو ہے، اور نہ ہی کسی قسم کی توہین، بلکہ یہ تو ورق الٹنے میں مد ومعاون ہے، اس سے مصحف شریف کو کوئی گزند نہیں پہنچتی۔“

[www.binbaz.org.sa/node/20888]

l ہمارے ہاں کبار اہل علم، شیوخ الحدیث اور قراء کرام کا بھی اس پر عمل رہا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سب کے نزدیک یہ ایک درست عمل ہے اور ضرورت کے تحت کیا جاتا ہے۔

مانعین کے دلائل کے جوابات

a تعظیم شعائر والی آیت مبارکہ سے اس مسئلے میں استدلال محل نظر ہے۔ تعظیم کی بنا پر اس عمل کو حرام کہنا ایسے ہی ہے جیسے ہمارے علاقوں میں بعض لوگوں نے کئی مسائل میں سختی کر رکھی ہے. علی سبیل المثال مسجد سے باہر نکلتے ہوئے الٹے رخ چلتے ہیں، تاکہ قرآن مجید کی طرف پشت نہ ہو، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ تنطع فی الدین اور غلو کی ذیل میں آتا ہے۔

b جس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے، یہ حدیث ضعیف ہے۔ اصلاً یہ حدیث سنن وغیرہ میں یوں ہے:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ: «نَهَى عَنْ قَتْلِ أَرْبَعٍ مِنَ الدَّوَابِّ: النَّمْلَةُ، وَالنَّحْلَةُ، وَالْهُدْهُدُ، وَالصُّرَدُ. [سنن أبو داؤد: 5267، سنن ابن ماجه: 3224]

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

"نبی اکرم ﷺ نے چار جانوروں کے قتل سے روکا ہے چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد، لٹورا چڑیا۔"

اس کے بعض شواہد میں یہ اضافہ منقول ہے:

وأن يمحى اسم الله بالبصاق. [ابو نعيم: 2/ 160]

"اور اس بات سے بھی روکا کہ اسم الٰہی کو تھوک کے ذریعے مٹایا جائے۔"

لیکن اس اضافہ کے ساتھ کوئی سند بھی درجہ صحت کو نہیں پہنچتی۔ ملاحظہ ہو [إرواء الغليل، حديث: ٢٤٩٠]

خلاصہ کلام

مصحف شریف کا ورق پلٹنے کے لیے لعاب دہن کا استعمال عند الضرورت درست ہے. ہاں اگر کسی آفس یا گھر وغیرہ میں لیکوئیڈ اسپنج کا استعمال معروف ہے اور آسانی سے دستیاب ہے، تو اسے استعمال کرنا ان لوگوں کے لیے زیادہ نفاست کا باعث کہا جا سکتا ہے، لیکن ہر ایک کو اس کا مکلف بنانا بلاوجہ کی سختی ہے۔ اسی طرح بلا ضرورت لعاب دہن لگانے کو مستقل عادت بنا لینا ایک عبث حرکت ہے۔ واللہ أعلم

مجالس علماء

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الدُّنْيَا كُلُّهَا ظُلْمَةٌ، إِلَّا مَجَالِسَ الْعُلَمَاءِ. [جامع بيان العلم لابن عبد البر — 264]

"علماء کی محفلوں کے علاوہ ساری کی ساری دنیا اندھیرا ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبد الرحمٰن عزیز[1]

قرآن مجید کے اوپر دوسری کتاب رکھنا

سوال: گھروں میں بہت ساری کتابیں ہوتی ہیں، بعض اوقات قرآن مجید کے اوپر دوسری کتابیں رکھ دی جاتی ہیں ، بعض لوگ اس سے حساسیت کا مظاہرہ کرتے ہیں، اسے بے ادبی سمجھتے ہیں۔ کیا قرآن مجید کے اوپر دوسری کتب رکھی جاسکتی ہیں یا یہ کام قرآن مجید کی تعظیم کے خلاف اور بے ادبی ہے؟۔

جواب: سب سے پہلے ادب کا اصول سمجھ لینا چاہئے۔ ادب علاقائی رسم ورواج سے پھوٹتا ہے ، اور اسی کے تابع ہوتا ہے، جیسا کہ بذل المجہود میں لکھاہے: الأدب: هو الطريقة الحسنة في المعاشرة وغيرها. [بذل المجهود: 31/502]

"معاشرے میں رائج اچھے طریقے کو ادب کہتے ہیں۔"

ادب کوئی عالمی سطح کی چیز نہیں ہوتی، اور نہ ہی اس کی کوئی قانونی حیثیت ہوتی ہے اسی لیے شریعت اسلامیہ نے بعض بنیادی آداب کا تذکرہ تو کیا ہے، لیکن اس کی تفصیل یا تحدید نہیں کی، بلکہ اسے علاقائی رسم ورواج اور افراد پر چھوڑ دیا ہے کہ جس کام کو بھی وہ اپنے یہاں ادب خیال کرتے ہیں، اس کا اہتمام کریں، اور جسے بے ادبی تصور کرتے ہیں، اسے پرہیز کریں۔ اسی چیز کو معروف اور منکر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ معروف کا خیال رکھے اور منکر کو بہر صورت ترک کرے۔ لیکن اگر کوئی شخص ایک ایسا کام کرتا ہے جسے آپ بے ادبی سمجھتے ہیں، تو اس پر بے ادبی اور اہانت کا فتویٰ نہ لگائیں، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ اسے بے ادبی نہ سمجھتا ہو۔

قرآن مجید خالق کائنات کی کتاب، بلکہ اس کا کلام ہے، آج دنیا میں یہ واحد آسمانی کتاب ہے جو اپنی حقیقی صورت میں موجود ہے۔ لہٰذا اس کی حفاظت کرنا، اور اس کی تعظیم بجالانا ہر شخص پہ لازم ہے۔ اور ہر اس پہلو سے بچنا فرض ہے جس سے قرآن کی اہانت کی کوئی صورت پیدا ہوتی ہے۔

صورت مسؤلہ کو بہت سارے علماء نے بے ادبی پر محمول کیا ہے، ان کے نزدیک قرآن مجید کلام الٰہی اور سب سے اعلیٰ کتاب ہے، اسے ہر حال میں اعلیٰ رہنا چاہئے، اس کے اوپر دوسری کتاب رکھنا اس کے مقام ومرتبے کو نیچا کرنے کے مترادف ہے، جو کسی صورت مناسب نہیں ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں:

أَنْ لَا يُحْمَلَ عَلَى الْمُصْحَفِ كِتَابٌ آخَرُ وَلَا ثَوْبٌ وَلَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مُصْحَفَانِ فَيُوضَعَ أَحَدُهُمَا فَوْقَ الْآخَرِ فَيَجُوز. [شعب الإيمان:3/ 329]

"قرآن کے منجملہ آداب میں سے ایک یہ ہے کہ قرآن کے اوپر کوئی دوسری کتاب، کپڑا، اور کوئی چیز نہ رکھی جائے۔ سوائے اس کے کہ دو مصحف ہوں تو انہیں ایک دوسرے کے اوپر رکھنا جائز ہے۔"

حکیم ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد، مدیر مجلس التحقیق الاسلامی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ومن حرمته – يعني المصحف – إذا وضع أن لا يتركه منشورا ، وأن لا يضع فوقه شيئا من الكتب ، حتى يكون أبدا عاليا على سائر الكتب -[نوادر الأصول: 3/ 254]

"قرآن کی حرمت میں سے یہ بھی ہے کہ اسے کھلا نہیں چھوڑا جائے، اور اس کے اوپر کوئی دوسری کتاب نہ رکھی جائے، تاکہ ہمیشہ یہ کتاب ساری کتابوں میں بلند رہے۔"

شیخ عبدالکریم خضیر رحمہ اللہ[شرح عمدۃ الأحکام:۱۷/۳۵]نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

"قرآن پہ دوسری کتاب رکھنا- اگر بلا ادارہ ہو تو غفلت اور سستی کرنے والا ہے اس لئے معفو عنہ ہے۔ اگر کسی نے جہالت کی وجہ سے ایسا کیا ہے تو وہ معذور ہے۔ البتہ جاننے والے کو ایسا نہیں کرنا چاہئے، یہ قرآن کی اہانت ہے۔"

شیخ عبید بن عبد اللہ الجابری کا کہنا ہے:

"مصحف اللہ کی کتاب ہے، اگر تم اہل علم سے ملو تو پتہ چلے گا کہ وہ تعظیماً مصحف پہ کوئی چیز رکھنے کو مکروہ سمجھتے ہیں کیونکہ اس میں پیغام ربانی ہے۔"

علماء کرام کے مذکورہ بالا اقوال قرآن مجید کے ظاہری ادب سے تعلق رکھتے ہیں، اس کا خیال رکھنا چاہئے، لیکن یہ کوئی ایسا کام نہیں ہے، جس پر قرآن کی حقیقی بے ادبی کا فتویٰ دیا جائے، یا ایسے شخص کو گناہ گار قرار دیا جائے۔

سوال: کیا قرآن مجید کو زمین پر یا قالین پر رکھا جا سکتا ہے؟

جواب: قرآن مجید کلام الٰہی ہے، تمام آسمانی کتب سے اعلیٰ وارفع ہے۔ اس کا احترام اور ادب کرنا فرض ہے۔ اگرچہ زمین پاک ہے، اور خصوصاً قالین اس سے بھی زیادہ صاف ہوتا ہے، لیکن پاؤں کے برابر ہونے کی وجہ سے اس پر قرآن مجید کو نہ رکھا جائے تو بہتر ہے۔ حضرت ابن عمر بیان فرماتے ہیں:

أَتَى نَفَرٌ مِنْ يَهُودٍ، فَدَعَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْقُفِّ، فَأَتَاهُمْ فِي بَيْتِ الْمِدْرَاسِ، فَقَالُوا: يَا أَبَا الْقَاسِمِ: إِنَّ رَجُلًا مِنَّا زَنَى بِامْرَأَةٍ، فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ، فَوَضَعُوا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِسَادَةً فَجَلَسَ عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَ: «بِالتَّوْرَاةِ»، فَأُتِيَ بِهَا، فَنَزَعَ الْوِسَادَةَ مِنْ تَحْتِهِ، فَوَضَعَ التَّوْرَاةَ عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَ: «آمَنْتُ بِكِ وَبِمَنْ أَنْزَلَكِ.[سنن أبي داؤد: 4449]

یہودیوں کی ایک جماعت آئی اور وہ رسول اللہ ﷺ کو وادی قف میں بلا لے گئے۔ تو آپ ﷺ ان کے پاس ایک گھر میں گئے جو ان کا مدرسہ تھا۔ انہوں نے کہا: اے ابو القاسم! ہم میں سے ایک آدمی نے ایک عورت سے زنا کیا ہے، سو آپ ان میں فیصلہ کر دیں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک تکیہ رکھ دیا، آپ اس پر تشریف فرما ہوئے۔ پھر فرمایا "تورات لے آؤ۔" تو اسے لایا گیا۔ آپ نے تکیہ اپنے نیچے سے نکالا اور تورات کو اس پر رکھا۔ پھر فرمایا "میں تجھ پر ایمان لایا ہوں اور اس ذات پر بھی جس نے تجھے اتارا ہے۔"

نبی ﷺ نے توات کو نیچے رکھنے کی بجائے تکیے پر رکھا، لہٰذا قرآن مجید کو بھی بلند مقام پر ہی رکھنا چاہئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر عبید الرحمن محسن

محافل حسن قراءت، ثبوت

رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں قرآن مجید، سب علوم کا منبع، تمام حکمتوں کا سرچشمہ اور تعلیم وتزکیہ کے تمام مراحل کے لیے بنیادی مرکز ومحور تھا۔

اسی سے افراد سازی ہوتی، یہی قرآن ان کی تشکیل وتعمیر کرتا۔

تعلیم وتدرس کے ساتھ ساتھ عہد نبوی میں تلاوت قرآن مجید کی باقاعدہ مجالس ہوتیں، وہی فطری مجالس آج کے ماحول میں محفل قرآن کہلاتی ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں بعض انتظامی نوعیت کے ارتقائی مراحل بھی طے ہوئے ہیں۔

اس عجالہ میں چند محافل قرآن کریم کا عمومی تذکرہ کیا گیا ہے، تاکہ محفل قرآن مجید کو تنقید کا نشانہ بنانے والے حضرات اپنی رائے کی اصلاح کرسکیں۔

ا محفل قراءت جس میں کفار اور جنات سمیت سب سامعین سجدہ ریز ہو ہو گئے

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے (غالباً المسجد الحرام میں سورہ نجم کی تلاوت کی،)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللہ عَنْهُمَا ، قَالَ :سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّجْمِ ، وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُونَ ، وَالْمُشْرِكُونَ ، وَالْجِنُّ ، وَالْإِنْسُ -[صحيح بخاری : 4862]

"نبی کریم ﷺ نے سورۃ النجم میں سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے اور تمام مشرکوں اور جنات وانسانوں نے بھی سجدہ کیا۔"

۲ تلاوت سننے کا شوق

عَنْ عَبْدِ اللہ، قَالَ : قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللہ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اقْرَأْ عَلَيَّ ، قُلْتُ : أَأَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ ، قَالَ : فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي ، فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُورَةَ النِّسَاءِ حَتَّى بَلَغْتُ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا سورة النساء آية 41 ، قَالَ : أَمْسِكْ ، فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ -

[صحيح بخاری :4582]

"عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے عرض کیا، نبی ﷺ کو میں پڑھ کے سناؤں؟ وہ تو آپ ﷺ پر ہی نازل ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں دوسرے سے سننا چاہتا ہوں۔ چنانچہ میں نے آپ کو سورۃ نساء سنانی شروع کی، جب میں «فكيف إذا جئنا من كل أمة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا» پر پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ۔ میں نے دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

3 محفل قرآن کے لیے لوگوں کا باقاعدہ جمع کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْشُدُوا فَإِنِّي سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ فَحَشَدَ مَنْ حَشَدَ ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ ثُمَّ دَخَلَ فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ إِنِّي أُرَى هَذَا خَبَرٌ جَاءَهُ مِنَ السَّمَاءِ فَذَاكَ الَّذِي أَدْخَلَهُ ثُمَّ خَرَجَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي قُلْتُ لَكُمْ سَأَقْرَأُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْآنِ أَلَا إِنَّهَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ -

[صحيح مسلم :811]

"یزید بن کیسان نے کہا: ہمیں ابوحازم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث سنائی، انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اکھٹے ہو جاؤ! میں تمھارے سامنے ایک تہائی قرآن مجید پڑھوں گا۔ جنھوں نے جمع ہونا تھا وہ جمع ہو گئے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ ﴿قُلْ هُوَاللهُ أَحَدٌ﴾ کی قراءت فرمائی، پھر گھر میں چلے گئے تو ہم میں سے ایک سے دوسرے نے کہا: مجھے لگتا ہے آپ کے پاس شاید آسمان سے کوئی اہم خبر آئی ہے۔ جو آپ کو اندر لے گئی ہے۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (دوبارہ) باہر تشریف لائے اور فرمایا: میں نے تم سے کہا تھا کہ میں تمھیں تہائی قرآن سناؤں گا، جان لو یہ کہ (سورت) قرآن کے تیسرے حصے کے برابر ہے۔"

4 جنات اور محفل سماع قرآن

اس محفل کا تذکرہ خود قرآن مجید میں سورہ الجن میں موجود ہے

﴿قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا ﴾(سورۃالجن:1)

" کہہ دے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بیشک جنوں کی ایک جماعت نے کان لگا کر سنا تو انھوں نے کہا کہ بلاشبہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔"

5 مزامیر آل داؤد

جناب ابوموسیٰ اشعری کی تلاوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سماعت کی (اور بعض روایات کے مطابق امہات المؤمنین بھی سماعت فرماتی رہیں) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے ابوموسیٰ! تجھے آل داؤد علیہ السلام جیسی بہترین آواز عطا کی گئی ہے۔" [صحیح بخاری:۵۰۴۸]

6 اجماع امت

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

وأما قراءة واحد والباقون يستمعون له فلا يكره بغير خلاف وهي مستحبة، وهي التي كان الصحابة يفعلونها كأبي موسى وغيره.[الفتاوی: ۵/ ۳۴۵]

" کسی ایک کی تلاوت کو اجتماعی طور پر سننا، بلا اختلاف مکروہ نہیں، بلکہ مستحب ہے، اور اسی طرز پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن سنا کرتے تھے۔"

بعض قابل اصلاح امور

البتہ موجودہ دور میں بعض محافل قرآنیہ میں کچھ بے اعتدالیوں نے جگہ بنالی ہے، ان کی اصلاح ضروری ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان میں سے چند قابل اصلاح امور کی نشان دہی کی جارہی ہے:

ا. غیر ضروری، بلکہ بعض مسرفانہ انتظامات، بلاضرورت جھنڈیوں وغیرہ اور پھولوں کا حد سے زیادہ اہتمام

۲. فنی و تجویدی محاسن سے صرف نظر اور سانس کی طوالت پر زیادہ زور

۳. ترجمہ و تدبر سے بے اعتنائی

۴. بعض قراء کا لباس اور حجامت میں مطلوبہ وقار کا لحاظ نہ کرنا

بہر خلوصِ نیت، ترجمہ و تدبر کے ساتھ خوب صورت تلاوت، سعادت ہے اور عبادت بھی.

ناپاک دل حقائق قرآنی کا ادراک نہیں کر سکتا

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

مصحف جس میں قرآن لکھا ہوتا ہے، جب اسے صرف پاک بدن ہی چھو سکتا ہے، تو معانی و مطالب جو قرآن کا باطن اور مغز ہے، انہیں بھی صرف پاک دل ہی چھو سکتے ہیں۔ ناپاک دل حقائق قرآنی کا ادراک نہیں کر سکتے۔

[جامع المسائل:۴/۶۵]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الشیخ بکر عبداللہ ابوزید[1]

قرآن مجید کو پڑھتے وقت رونے کا حکم

جب کوئی شخص قرآن کو پڑھتے یا سنتے وقت اس کے معانی میں غور و فکر اور تدبر کرے، لازماً اس کا دل اللہ سے ڈر جائیگا، اس کا جسم کانپ اٹھے گا، اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ ﴾ [سورۃ الزمر:۲۳]

"اللہ تعالی نے بہترین اور بار بار پڑھی جانے والی کتاب نازل کی ہے، جس سے چمڑے کانپ اٹھتے ہیں پھر ان کے دل اور چمڑے اللہ (کے احکامات) کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔"

ایک اور جگہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ۝۱۰۷ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝۱۰۸ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝۱۰۹ ﴾ [سورۃ الاسراء:۱۰۷تا۱۰۹]

"بے شک جن کو علم دیا گیا، جب ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ تھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہمارا رب پاک ہے، بے شک ہمارے رب کا وعدہ ہو کر رہے گا اور وہ تھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں اور روتے ہیں اور یہ تلاوت ان کے خشوع کو بڑھا دیتی ہے۔"

حضرت عبد الاعلیٰ التیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جسے علم دیا گیا، مگر وہ علم اسے رونے پر مجبور نہیں کرتا، تو یہ شخص اس لائق نہیں کہ اسے علم نافع دیا جائے، اس لیے کہ اللہ نے علماء کی پہچان ہی یہی بتائی ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ۝۱۰۷ ﴾ [سورۃ الاسراء:۱۰۷]

[فضائل قرآن، ابو عبید:۲۳؛ الحلیۃ:۵/۸۸]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابن مسعود رضی اللہ عنہ! مجھ پر قرآن پڑھو، میں نے کہا میں آپ پر پڑھوں، حالانکہ قرآن تو آپ پر نازل کیا گیا ہے؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں، پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ النساء پڑھنی شروع کی۔ جب میں اس آیت پر پہنچا ﴿ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا ﴾ [سورۃ النساء:۴۱]

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بس کرو۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔" [صحیح بخاری:۵۰۵۶]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" ابن بطال کہتے ہیں کہ یہ آیات سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے روئے تھے کہ ان آیات میں قیامت کی ہولناکیوں

[1] رکن هيئة كبار العلماء السعودية واللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (سابقاً)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا ذکر ہے، احوال کی سختی کا تذکرہ ہے۔ ان سخت ترین حالات میں آپ ﷺ کو امت کی تصدیق و تکذیب کی گواہی اور جنت و جہنم سے روک دیئے جانے والے لوگوں کی شفاعت کے لیے بلایا جائے گا۔۔ رسول اللہ ﷺ امت پر رحم کرتے ہوئے روئے۔ آپ ﷺ جانتے ہیں کہ آپ ان کے اعمال کے بارے میں گواہی دیں گے، حالانکہ ان کے اعمال درست نہ ہوں گے، اور ان کو عذاب کی طرف لے جانے والے ہوں گے۔"

[فتح الباری:۹/۹۹؛ شرح الحدیث: ۵۰۵۶]

یہی صورتحال اس امت کے سلف صالحین کی ہے۔ وہ بھی اپنے نبی ﷺ کی اقتداء میں قرآن سنتے اور پڑھتے وقت روتے ہیں۔ ان کے جسم کانپ اٹھتے ہیں، وہ قرآن کو سمجھتے ہیں، جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ ﴾ [سورۃ الأنفال:۲]

"مومنوں کی پہچان یہ ہے کہ جب بھی ان پر قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے تو ان کے جسم کانپ اٹھتے ہیں۔"

اس کے برخلاف اہل غفلت کو قرآن کی کوئی پروا نہیں ہوتی وہ غور و فکر ہی نہیں کرتے بلکہ اپنے کام دھندوں میں لگے رہتے ہیں۔

اسی طرح اہل بدعت کا حال ہے کہ وہ قرآن سن کر چیختے چلاتے ہیں اور بیہوش ہونے کی اداکاری کرتے ہیں۔ اور ایسے ایسے تکلفات کرتے ہیں جو ہمیں سلف سے نہیں ملتے، وہ غور و فکر اور تدبر بھی نہیں کرتے، بلکہ ان کا مقصد ان خرفات کے عوض دنیاوی مال جمع کرنا ہوتا ہے۔

وہ روایات جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اگر قرآن پڑھتے ہوئے یا سنتے ہوئے رونا نا آئے تو رونے والی صورت بنالی جائے یعنی تکلفاً رونے کی کوشش کرنی چاہیے، ایسی تمام روایات ضعیف ہیں۔ مثلاً

۱. حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"بلاشبہ قرآن غم کیساتھ نازل ہوا ہے۔ جب تم اسے پڑھو تو رویا کرو، اگر رونا نا آئے تو رونے والی شکل بنالیا کرو اور قرآن کو گا کر پڑھو، جو گا کر نہیں پڑھتا، وہ ہم میں سے نہیں۔"

[سنن ابن ماجہ: ۱/۴۲۴ (۱۳۳۷) اس کی سند میں ابو رافع اسماعیل بن رافع راوی متروک ہے]

۲. حضرت عبد الملک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ (تابعی) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بیشک میں تم پر ایک سورت کی تلاوت کرتا ہوں، جو شخص یہ سورۃ سن کر رو پڑا اس کے لیے جنت ہے۔ نبی ﷺ نے سورۃ پڑھی لیکن کسی بھی شخص کو رونا نہیں آیا، آپ ﷺ نے دوسری مرتبہ اور پھر تیسری مرتبہ پڑھی لیکن کسی کو رونا نہیں آیا، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رویا کرو، اگر رونا نا آئے تو رونے والی صورت ہی بنالیا کرو۔"

[فضائل القرآن- شعب الایمان:2053 وقال هذا مرسل]

تکلفاً رونے والی روایات اگر قابل حجت ہوں تو ان کا صحیح معنی یہ ہے کہ قاری یا سامع آیات میں تدبر کرے، غور و فکر کرے، معانی کو سمجھے، خالق کی عظمت دل میں بٹھائے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی و انکساری کا اظہار کرے، خشوع و خضوع اختیار کرے، تکلفاً رونے سے قطعاً یہ مراد نہیں ہے کہ قاری مصلیٰ پر رونے کی ایکٹنگ کرے۔

قرآن مجید میں غور و فکر کرتے ہوئے آنسوؤں کا ٹپکنا، یہ تو ہمارے سلف صالحین کی عادت تھی، مثلاً حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک جگہ نماز کے لیے خاص کی ہوئی تھی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ وہاں نماز پڑھتے اور قرآن کی تلاوت کرتے تو مشرکین کی عورتیں اور بچے قرآن سننے کے لیے لپک پڑتے، وہ بڑے حیران ہو کر آپ رضی اللہ عنہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرف دیکھتے، آپ رضی اللہ عنہ قرآن پڑھتے ہوئے بہت زیادہ روتے تھے۔[صحیح بخاری:۳۹۰۵]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بعض دفعہ قرآن پڑھتے پڑھتے اتنا روتے کہ سامعین پر گر پڑتے اور پھر زیادہ رونے کی وجہ سے بیمار پڑ جاتے، لوگ عیادت کے لیے آنا شروع ہو جاتے۔[مصنف ابن ابی شیبہ:۱۳/۲۶۹؛ الزھد لامام احمد:۱۱۹]

حضرت عبداللہ بن شداد بن الہاد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے، جب اس آیت ﴿قَالَ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ﴾ پر پہنچے تو میں آخری صف میں ہونے کے باوجود آپ کی ہچکیوں کی آواز سن رہا تھا۔

[بخاری، الصلوۃ، باب اذابکاء الامام فی الصلوۃ - معلقاً]

ابو عبید، عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ جب آپ ﴿وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ۝﴾ پر پہنچے تو رو پڑے، اتنا روئے کہ رکعت ختم کر کے رکوع کر لیا۔[فضائل القرآن، ابو عبید:۲۳، کنز العمال:۶/۳۳۷]

امام نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما تہجد کی نماز پڑھتے ہوئے جب جنت والی آیت پڑھتے تو ٹھہرتے اور اللہ سے جنت کا سوال کرتے اور اکثر رو پڑتے۔ اسی طرح جب جہنم والی آیت پڑتے تو ٹھہرتے اور جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتے اور اکثر رو پڑتے۔ اور جب بھی اس آیت ﴿اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ﴾ پر پہنچے تو رو پڑتے اور فرماتے: بلی یارب بلی یارب (ہاں وہ وقت آپہنچا ہے) اور ایک دن پڑھا: ﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝﴾ ۔جب اس آیت ﴿يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ پر پہنچے تو اس شدت گریہ زاری کی کہ آواز بند ہو گئی۔[مختصر قیام اللیل للمروزی:۶۱]

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ جب اس آیت پر پہنچے ﴿اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ﴾ [سورۃ الکھف:۵۰] تو رو پڑے۔[شعب الایمان:۵/۲۲]

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکہ سے مدینہ اور پھر واپسی کا سفر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ جب بھی پڑاؤ فرماتے، آدھی رات کو قیام میں خوب ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھتے اور اکثر قرآن پڑھتے ہوئے رو پڑتے اور اکثر یہ آیت پڑھتے ﴿وَجَاۗءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝﴾ [سورۃ ق:۱۹، مصنف ابن ابی شیبہ:۱۴/۶۱]

ابو وائل فرماتے ہیں کہ میں اور ربیع بن خثیم، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہے تھے۔ ہم لوہار کے پاس سے گزرے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر لوہار کے لوہے کو آگ میں ڈالنے کا منظر دیکھنے لگے۔ ربیع نے بھی اس کی طرف دیکھا کہ لوہا پگھل کر اس میں گرنے لگا ہے۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ چل پڑے، یہاں تک کہ ہم دریائے فرات کے کنارے ایک جگہ (اتون) میں آئے تو وہاں بھی حضرت عبداللہ بن مسعود نے آگ بھڑکتی دیکھی، اسے دیکھ کر یہ آیت پڑھی ﴿اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۝ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝﴾ یہ سن کر) ربیع بیہوش ہو گئے، ہم انہیں اٹھا کر ان کے گھر لے آئے، ظہر تک حضرت عبداللہ نے انھیں اپنے ساتھ لگائے رکھا۔ تاہم انھیں افاقہ نہ ہوا۔ یہاں تک کہ مغرب ہو گئی، تو وہ ہوش میں آئے، اور حضرت عبداللہ اپنے گھر واپس پلٹے۔[فضائل القرآن، ابو عبید:۲۳]

یحییٰ بن ابی کثیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کی قراءت، دعا اور رونا دھونا سنا، تو فرمانے لگے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

: کیا خوب ہیں، قیامت سے پہلے اپنے آپ پہ رونے والے۔[فضائل القرآن، ابو عبید:۲۳]

ایک دفعہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ رو پڑے اور انکی بیگم بھی رو پڑی تو حضرت نے اپنی بیگم سے پوچھا تم کیوں رو رہی ہو؟ اس نے کہا کہ میں تو آپ کو دیکھ کر رو رہی ہوں، آپ کیوں رو رہے ہیں؟۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھے اس چیز نے رونے پر مجبور کر دیا کہ جہنم کی آگ پر پیش کیا جاؤں گا، معلوم نہیں کہ نجات ملتی ہے یا نہیں۔

[فضائل القرآن، ابو عبید:۲۳، مختصر قیام اللیل لمروزی:۶۲]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نماز میں جب یہ آیت پڑھی ﴿فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ وَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴾ تو رونے لگیں اور دعا کرنے لگیں:

(اللهم منّ عليّ وقني عذاب السموم انك انت البر الرحيم)

" اے اللہ مجھ پر احسان فرما، مجھے آگ کے عذاب سے بچا۔ بے شک تو اچھا سلوک کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

[مصنف ابن ابی شیبہ (۲/۲۱۱)، مختصر قیام اللیل لمروزی:۶۲]

ابو صالح کہتے ہیں کہ جب اہل یمن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں تشریف لائے، وہ قرآن سن کر رونے لگے تو حضرت نے فرمایا: ہماری حالت بھی ایسی ہوتی تھی، اب ہمارے دل سخت ہو گئے۔

[فضائل القرآن، ابو عبید:۲۲]

حضرت عبد اللہ بن عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے اپنی دادی اسماء رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم جب قرآن سنتے تھے تو ان کی کیفیت کیا ہوتی تھی؟ فرمانے لگیں: ان کی آنکھیں بہہ پڑتیں، ان کے جسم کانپ اٹھتے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی حالت بیان کی ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں بعض لوگ قرآن سنتے ہوئے بیہوش ہو کر گر پڑتے ہیں تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: (أعوذ بالله من الشطين الرجيم)

" میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں آتی ہوں۔"[شعب الایمان:۵/۲۴)]

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس حال سے اللہ کی پناہ مانگی کیونکہ صحابہ کا ایسا کوئی واقعہ نہیں ملتا کہ وہ بیہوش ہو گئے ہوں۔

حضرت عامر بن عبد اللہ بن زبیر (عبد اللہ بن عروہ کے چچا کے بیٹے ہیں) کہتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کے پاس آیا، اور میں نے کہا کہ میں نے ایک قوم دیکھی ہے، وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں، تو ان میں سے ایک کانپنا شروع ہو جاتا ہے، اور پھر اللہ کے ڈر کی وجہ سے وہ بیہوش ہو جاتا ہے۔ میں نے ان میں بھلائی نہیں دیکھی۔

تو وہ فرمانے لگیں: " تم ان کے ساتھ نہ بیٹھا کرو، کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو تلاوت کرتے ہوئے سنا، ان پر تو ایسی کیفیت طاری نہیں ہوتی تھی۔ کیا یہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ متقی ہیں۔"

[الدر المنثور للسیوطی:۵/۳۲۶]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اہل عراق میں سے ایک آدمی کے پاس سے گزرے۔ وہ زمین پر گرا ہوا تھا۔ حضرت نے پوچھا اسے کیا ہوا؟ لوگوں نے بتایا کہ جب بھی اس پر قرآن پڑھا جائے یا اللہ کا ذکر سن لے تو یہ گر پڑتا ہے۔ حضرت نے فرمایا: ہم اللہ سے ڈرتے ضرور ہیں، لیکن گرتے نہیں، بیشک شیطان ان میں سے کسی ایک کے منہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ بہر حال یہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نہیں ہے۔[تفسیر بغوی:۴/۷۷]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان روایات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قرآن پڑھتے یا سنتے ہوئے بیہوش ہونا اہل بدعت کا طریقہ ہے۔ اہل بدعت اکثر اس طرح کا تکلف کرتے رہتے ہیں اور یہ کام صحابہ کے زمانہ میں شروع ہو گیا تھا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ﴾ [سورۃ الزمر:۲۳] تو فرمایا: اولیاء کی اللہ نے یہ پہچان بتائی ہے کہ انکی آنکھیں بہہ پڑتی ہیں، انکے جسم کانپ اٹھتے ہیں اور ان کے دل مطمئن ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انکے بیہوش ہونے اور عقل کے چلے جانے کا تذکرہ نہیں کیا، یہ اہل بدعت کا حال ہے اور یہ شیطان کی طرف سے ہے۔[تفسیر ابن کثیر:۴/۵۵؛الدر المنثور: ۵/۳۲۵-۳۲۶]

اسی لیے صحابہ کہا کرتے تھے کہ قرآن لوگوں کی عقلوں کو زائل کرنے کے لیے نہیں آیا۔ اگر صالحین میں کوئی ایک واقعہ اس طرح کا مل جائے جس میں بیہوش ہونے کا تذکرہ ہو تو یہ تکلف و تصنع سے خالی ہو گا، اور شاید یہ دل کی کمزوری ہو۔ جس طرح کہ ربیع بن خثیم کا واقعہ گزرا ہے اور یہ بہت شاذ و نادر ہے۔

بہز بن حکیم کہتے ہیں کہ زرارۃ بن ابی اوفی مسجد میں امامت کرا رہے تھے، انہوں نے پڑھا: ﴿فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۙ۸ فَذٰلِكَ يَوْمَىِٕذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۙ۹ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۱۰﴾ [سورۃ المدثر:۹-۱۰] اتنا پڑھنے کے بعد وہ گرے اور فوت ہو گئے۔ بہز بن حکیم کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا، جنھوں نے انھیں اٹھایا تھا۔

[طبقات ابن سعد:۷/۱۵۰؛حلیۃ الاولیاء:۲/۲۸۵؛ مختصر قیام اللیل للمروزی:۶۲]

قرآن اور استقامت قلب

علامہ محمد بن صالح العثیمین فرماتے ہیں:

و من أكبر الأسباب لاستقامة القلب و سلامته: كثرة قراءة القرآن

"دل کی استقامت اور سلامتی کے لیے قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت اکسیر ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الشیخ محمود عبد الرحمٰن یحیی[1]

ترجمہ و تلخیص: حافظ شعیب خان[2]

حرف 'ضاد' کو ظا یا دال سے بدلنے کا حکم

(علمائے کرام کے فتاوی جات کی روشنی میں)

عربی حروف میں سب سے دقیق ادائیگی حرف ضاد کی ہے، اسی لیے اہل عرب اپنا تعارف اہل الضاد ہونے کے ناطے کراتے ہیں۔ برصغیر میں عمومی طور پر اس حرف کی ادائیگی میں ظا اور مصر و شام میں خالص دال کے ساتھ مماثلت کا رجحان غالب ہے، جو کہ درست نہیں ہے۔ اگرچہ دونوں حروف میں کثیر صفات کے اشتراک کی وجہ سے فرق بہت دقیق ہے چنانچہ زیر نظر مضمون میں بعض وہ اقوال قارئین کے پیش نظر ہوں گے جن کا مدعا یہ ہے کہ عوام الناس دونوں حروف میں اگر یہ دقیق فرق روا نہ رکھ سکیں تو انہیں مارجن دینا چاہئے۔

حرف ضاد کی حرف ظا سے مفارقت کے امتیازی فنی نکات درج ذیل ہیں:

۱۔ ضاد اور ظا میں صفت استطالت واضح طور پر امتیاز پیدا کرتی ہے۔

۲۔ ضاد اور ظا میں مشترک صفات میں سے صفت اطباق اور صفت رخوت ہیں، لیکن ضاد میں اطباق حرف ظا سے کہیں زیادہ مضبوط ہے۔ کیونکہ صفت اطباق کا معنی یہ ہے کہ زبان آگے، پیچھے، درمیان، دائیں اور بائیں ہر طرف سے تالو سے لپٹ جائے۔ یہ کیفیت کامل درجے میں صرف ضاد کو حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ اس کا مخرج ہی یہ ہے کہ زبان اپنی دونوں کروٹوں سے داڑھوں کی جڑوں پر جا کر ٹک جائے۔ گویا ضاد کا مخرج صفت اطباق کا پورا پورا مؤید ہے۔ دوسری طرف کسی حرف میں جتنی صفت اطباق قوی ہو گی، اتنا ہی صفت رخوت کا وجود مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل فن کے ہاں صفت اطباق سب سے زیادہ قوت کے ساتھ حرف طا میں ہے، چنانچہ اس حرف میں صفت رخوت سرے سے معدوم ہوتی ہے۔ قریب قریب یہی معاملہ حرف ضاد کا ہے کہ اس میں اطباق کا درجہ اگرچہ طا سے معمولی کم ہے، چنانچہ صفت رخوت انتہائی کمزور ترین حالت میں ہوتی ہے۔

۳۔ ضاد کے بالمقابل حرف ظا میں صفت اطباق کافی کمزور ہے، چنانچہ اس میں صفت رخوت مضبوط ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ظا کی ادائیگی میں جریان صوت (رخوت) مضبوط ہے اور ضاد میں یہی صفت کمزور ترین درجہ میں ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے جب آواز رک جاتی ہے تو بلا ارادہ حرف دال سے ملی جلی آواز سنائی دیتی ہے۔

۴۔ ماہرین فن نے حرف ضاد کی ادائیگی میں عمداً دال کو ادا کرنا یا صفت اطباق کو کمزور کر کے صفت رخوت کو

---

۱ مدرس القراءات کلیۃ المعلمین، مکہ مکرمہ

۲ فاضل کلیۃ القرآن الکریم، جامعہ لاہور الاسلامیہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مثل ظا قوت سے ادا کرنا کہ حرف ظا کے مشابہ ادائیگی بن جائے، دونوں اداؤوں کو لحن شمار کیا ہے۔ البتہ صفت رخوت کے ساتھ ادنی درجہ مشارکت کی وجہ سے ظا سے مشابہت خفیفہ یا صفت اطباق کی قوت کے سبب انحباس صوت کی وجہ سے بلا ارادہ دال کی ملی جلی آواز سنائی دینا گوارا درجہ میں جائز ہے۔ باقی یہ بحث فنی ہے کہ ضاد کی ادائیگی کا زیادہ میلان کس طرف ہے؟ اس بابت متقدمین ائمہ اہل ادا کے دونوں رجحانات ملتے ہیں، ابن جزری وغیرہ کا رجحان حرف ظا سے مشابہت خفیفہ کی طرف ہے، جبکہ دانی وغیرہ معاصرین مصری وشامی محققین اہل ادا کی ادائیگی کی طرف مائل ہیں، لیکن ضاد کو خالص ظا یا ارادی طور پر دال مفخمہ کی طرح ادا کرنا بالاتفاق لحن جلی ہے۔ عوام الناس کے لیے چونکہ دقیق ادائیگی مشکل ہے چنانچہ انہیں صرف اتنی کوشش کرنی چاہئے کہ ضاد کو خالص ظا یا دال بنانے سے پرہیز کریں۔ باقی اپنے اپنے رجحانات ہیں کہ جن کے مطابق ضاد کا زیادہ قرب ظا سے ہے وہ اسے ظا سے قریب ادا کرتے ہیں اور جن کے مطابق ضاد میں صفت اطباق طا کی طرح مضبوط ہے اور صفت رخوت کمزور ترین ہے وہ اسے ادائیگی میں ظا سے دور رکھتے ہیں۔ عوام کے لیے دونوں گنجائشیں روا رکھنے کے فتویٰ موجود ہیں، اگرچہ زیر نظر مضمون کے مؤلف الشیخ محمود عبد الرحمن یحییٰ حفظہ اللہ کا ذاتی رجحان ضاد اور ظا کی مشابہت کی طرف ہے۔ بہر حال مفید موضوع ہونے کے ناطے ہم مؤلف کی مایہ ناز کتاب الحجة الوضاء فی اثبات الشبه بین الضاد و الظاء سے مأخوذ اس بحث کا ترجمہ اپنے قارئین کے لیے پیش کر رہے ہیں۔ [ادارہ]

حرف 'ضاد' اپنے مخرج اور صفات کے اعتبار سے خالص 'ظا' اور 'دال' دونوں سے جدا، ایک مستقل حرف ہے۔ حرف 'ضاد' 'حافۂ لسان' اور اس کے متصل داڑھوں سے ادا ہوتا ہے، جبکہ حرف 'ظاء' زبان کی نوک اور ثنایا علیا کے کنارہ سے ادا ہوتا ہے۔ اسی طرح جب زبان کی نوک ثنایا علیا کی جڑ سے لگتی ہے، تب حرف دال صحیح طریقے سے ادا ہوتا ہے۔ جب ان تینوں حروف کے مخارج جدا جدا ہیں تو پھر ایک حرف کو دوسرے کے مشابہ پڑھنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔

اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے علماء کرام کی درج ذیل علمی آرا پیش خدمت ہیں:

a شرف الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ضاد اور ظاء میں فرق کرنا مشکل ہے۔ اسے صحیح طور پر اداء کرنے میں صرف مشائخ عظام ہی قدرت رکھتے ہیں۔ عوام اس استعداد سے عاجز ہیں۔" [عون المعبود، کتاب الحروف والقراءات، حدیث:4001]

b امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد المعروف بشعلۃ الموصلی الحنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ضاد اور ظاء سننے میں بہت زیادہ مشابہ ہیں۔ ضاد صرف صفت استطالت کی وجہ سے ظاء سے ممتاز ہے۔ باقی جملہ صفات میں مشترک ہے۔ اور اگر حرف ضاد میں استطالت کی صفت نہ ہوتی تو یہ بعینہ ظاء کی طرح کا حرف ہوتا۔"

[الحجة الوضاء: 280]

c محمد بن محمد جزری رحمہ اللہ اپنی کتاب التمهيد في علم التجويد میں فرماتے ہیں:

"آج کل لوگ حرف ضاد کی ادائیگی میں بہت زیادہ اختلاف کرتے ہیں۔ بعض لوگ اسے ضاد فصیح ہی پڑھتے ہیں اور بعض اسے ظاء کی طرح ادا کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ حرف ضاد تمام صفات میں حرف ظاء کے ساتھ مشترک ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوائے صفت "استطالت" کے۔ ان کی رائے کے مطابق اگر دونوں حرفوں میں صفت استطالت اور مخارج کا فرق نہ ہو تو یہ دونوں ایک ہی حرف شمار ہوتے۔ اکثر شامی اور بعض مشرق والے لوگ حرف ضاد کو ظاء کی طرح پڑھتے ہیں۔"

[التمهيد في علم التجويد: ۱/ ۵۳۸]

d امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جو شخص دوران نماز حرف ضاد کو لفظ ظاء سے مشابہ کر کے پڑھتا ہے، ہمارے نزدیک اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔ دلیل یہ ہے کہ حرف ضاد اور ظاء کے درمیان فرق کرنا مشکل ہے۔ اس جہ سے عوام الناس کو ہم اس دقیق فرق کا مکلف نہیں ٹھہراتے۔" [التفسير الكبير ،مفاتيح الغيب:۱/۶۹]

e علماء کی ایک جماعت کا کہنا ہے، جس میں سید نذیر حسین دہلوی اور قاضی بشیر الدین القنوجی بھی شامل ہیں:

"جو شخص حرف ضاد کی صحیح ادائیگی نہ کر سکتا ہو اسے چاہیے کہ ضاد کو صرف ظاء کے مشابہ کر کے پڑھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ضاد بعض صفات میں حرف ظاء سے مشابہت رکھتا ہے۔"

صحیح بات یہ ہے کہ جو شخص الضالین کی ضاد کو دال سے بدل کر پڑھتا ہے اس کی نماز قطعی طور پر باطل ہو جاتی ہے اور جو شخص حرف ضاد کی جگہ پر حرف ظاء پڑھے اس کی نماز باطل نہیں ہوتی، کیونکہ ضاد لفظ ظاء کے ساتھ بعض صفات میں مشترک ہے اور جو شخص کوشش کے باوجود حرف ضاد کی صحیح ادائیگی نہ کر سکے اسے معذور سمجھا جائے گا۔ اس کی نماز صحیح قرار دی جائے گی۔

f امام ابن نجیم الحنفی رحمۃ اللہ علیہ سے اس نمازی کے بارے میں سوال کیا گیا جو نماز میں الضالین کے ضاد کو ظا سے بدل کر پڑھتا ہے۔ حالانکہ وہ ضاد کی ادائیگی پر قدرت بھی رکھتا ہو، تو کیا اس کی نماز فاسد ہو گئی؟ آپ نے فرمایا "راجح قول یہی ہے کہ اس کی نماز فاسد نہیں ہو گی۔" [البحر الرائق شرح كنز الدقائق،كتاب الصلاة]

g امام ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جو شخص حرف ضاد اور ظاء کے درمیان تمیز نہ کر سکے، یہ اس کی قراءت میں غلطی ہے۔ اور جو شخص ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھے جو سورۃ الفاتحہ میں یا عموماً قراءت میں حرف ضاد اور ظاء کا فرق نہیں کر سکتا تو نماز پڑھنے والے کو اپنی نماز دوبارہ پڑھنی چاہیے۔" [تنبيه الغافلين وإرشاد الجاهلين :۸۴]

واضح رہے اس سلسلے میں درج ذیل مشائخ کا بھی یہی فتویٰ ہے:

۱۔ امام خلیل بن اسحاق الجندی
۲۔ امام ابو بکر محمد بن عبد اللہ
۳۔ امام ابو محمد عبد اللہ المعروف بابن زید
۴۔ ابو بکر محمد بن محمد المعروف بابن اللبان
۵۔ امام ابو الحسن علی بن محمد المعروف بابن القابسی رحمۃ اللہ علیہم۔

h امام ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وہ امام جو لفظ ضاد کی جگہ ظاء پڑھتا ہے یا ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل کر پڑھتا ہے جیسے بعض عجمی لفظ عین کی جگہ خاء پڑھتے ہیں۔ اس کے بارے میں مندرجہ ذیل چار اقوال ہیں:

ا۔ اس طرح قراءت کرنا مطلقاً جائز نہیں ہے۔

ب۔ جب امام فاتحہ الکتاب میں غلطی نہیں کرتا تو اس کی نماز ٹھیک ہے۔ ہاں اگر غلطی ایسی ہو کہ جس سے معنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تبدیل ہو رہا ہو تو ایسی قراءت جائز نہیں۔

ج۔ تیسرا قول بھی دوسرے کی طرح ہی ہے یعنی اگر معنی تبدیل ہو رہا ہو تو جائز نہیں۔ مثلاً انعمت کی 'ت' کو مضموم پڑھنا۔

ھ۔ اگر امام قصداً اس طرح کی غلطی کرتا ہے تو یہ جائز نہیں۔ اگر بغیر قصد کے اس سے یہ غلطی ہو تو اس کی امامت اور قراءت دونوں ٹھیک ہیں۔ [تنبيه الغافلين وإرشاد الجاهلين: 86]

i امام ابی الحسن علی بن محمد النوری الصفاقسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جو شخص حرف ضاد کو ظاء سے بدل کر پڑھتا ہے اس کی تین صورتیں ہیں:

ا۔ عمداً: جو شخص صحیح طور پر حرف ضاد اور ظاء کے درمیان فرق کر سکتا ہے اور ان کی صحیح ادائیگی پر قدرت رکھتا ہے، اس کے باوجود وہ عمداً حرف ضاد کی جگہ ظاء پڑھتا ہے تو ایسے شخص کی نماز اور قراءت دونوں باطل ہیں۔

ب۔ سہواً: وہ شخص جو جان بوجھ کر ایک حرف کو دوسرے حرف سے نہیں بدلتا بلکہ اس سے سہواً یہ غلطی ہو جاتی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ سلام پھیرنے سے قبل سجدۂ سہو کر لے اور سلام پھیر دے۔ اس کی نماز باطل نہیں ہو گی۔

ج۔ عاجز: وہ شخص جس کے پاس تعلیم نہ ہو اور اس مسئلہ کا بھی علم نہ ہو۔ اسی طرح وہ شخص جس کی زبان میں ثقالت ہو اور وہ یہ حرف صحیح طرح ادا ہی نہ کر سکتا ہو مثلاً جیسے کوئی توتلا شخص جو راء کی جگہ غین پڑھے۔ ایسے شخص کو معذور سمجھا جائے گا۔ [تنبيه الغافلين وإرشاد الجاهلين: 85]

j امام نووی رحمہ اللہ [النجم الوهاج في شرح المنهاج: ۲/۱۱۵] میں فرماتے ہیں:

"جو شخص ضاد کو ظاء سے بدل کر پڑھتا ہے اس کی امامت اور قراءت صحیح نہیں۔"

اسی طرح الأذكار میں فرماتے ہیں:

"اگر کوئی شخص الضالین کو ظاء کے ساتھ پڑھتا ہے اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ راجح قول کے مطابق وہ شخص اس سے مستثنیٰ ہو گا جو حرف ضاد کی ادائیگی سے عاجز ہو۔" [الأذكار: 47]

k امام شہاب الدین الرملی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جو شخص حرف ضاد کو ظاء سے بدل کر پڑھے اس کی قراءت درست نہیں۔ اس طرح پڑھنے سے اس کا نظم اور معنی دونوں ہی تبدیل ہو جاتے ہیں جیسے الضلال کی ضاد کو ظاء سے پڑھنا اور لفظ ظل کی ظاء کو ضاد سے ادا کرنا۔ مزید فرماتے ہیں: "لفظ ضاد اور ظاء کے درمیان فرق کرنا ایک مشکل امر ہے۔ جو شخص لفظ ضاد کو صحیح طور پر ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا اسے علم ہی نہ ہو تو اس کو معذور سمجھتے ہوئے اس کی قراءت کو جائز سمجھا جائے گا۔ اور جو شخص علم وقدرت رکھنے کے باوجود اسے صحیح طور پر ادا نہیں کرتا، اس کی قراءت قطعاً جائز نہیں ہے۔"

[نهاية المحتاج إلى شرح المنهاج: ۱/ ۴۸۱]

l امام تقی الدین الحصنی رحمہ اللہ كفاية الاخيار میں فرماتے ہیں:

"سورۃ فاتحہ کو اس کے جمیع حروف اور مشدّدات کے ساتھ پڑھنا واجب ہے۔ اگر کسی حرف کو ساقط، مشدّد کو مخفف یا ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل کر پڑھا جائے یا پھر حرف ضاد کو صحیح طور پر ادا نہ کیا جائے تو اس طرح کی قراءت صحیح نہیں ہو گی اور نہ ہی نماز درست ہو گی۔ اگر پڑھنے والا اس طرح کی غلطی کرے جس کا معنی ہی تبدیل ہو جائے مثلاً أنعمت کی 'ت' کو مضموم یا مکسور پڑھنا یا پھر لفظ إِيَّاكَ کے کاف کو مکسور پڑھنا تو اس طرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑھنے سے قراءت بھی صحیح نہیں ہوتی اور نماز بھی باطل ہو جاتی ہے۔ اور اگر یہ غلطیاں جان بوجھ کر کر رہا ہو تو نماز دوبارہ پڑھی جائے گی۔ [كفاية الأخيار في حل غاية الاختصار: 105]

m امام شرف الدین الحجاوی رحمۃ اللہ علیہ زاد المستقنع في اختصار المقنع میں فرماتے ہیں:

"ایسا شخص جو سورۃ الفاتحہ کو احسن طریقے پر پڑھنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، مثلاً ایسی جگہ پر اِدغام کرنا جہاں پر اِدغام نہ ہو، یا کسی حرف کو بدل کر پڑھتا ہو، یا ایسی غلطی کرتا ہو کہ جس سے معنی میں تبدیلی واقع ہوتی ہو، تو اس کی امامت صحیح نہیں ہے۔ مزید فرماتے ہیں، ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے جس میں مندرجہ ذیل صفات ہوں:

۱۔ وہ امام جو قراءت میں اس طرح کی غلطیاں کرے جن سے معنی تبدیل ہو جائے۔ اس کی امامت مکروہ ہے۔

۲۔ **إمامة الفافاء:** ایسا قاری یا امام جو لفظ 'ف' کو بار بار پڑھے اس کی امامت بھی مکروہ ہے۔

۳۔ **إمامة التمتام:** وہ امام جو حرف 'ت' کو بار بار پڑھے اس کی امامت بھی مکروہ ہے۔

۴۔ وہ امام جو بعض حروف کو صحیح طور پر ادا نہ کر سکتا ہو مثلاً 'ظاء' کو ضاد پڑھے۔ ایسا شخص خواہ عربی ہو یا عجمی اگر اس طرح کی غلطیاں کرتا ہے تو اس کی امامت مکروہ ہے۔ [زاد المستقنع في اختصار المقنع: 55]

حرف ضاد کو درست نہ پڑھنے والے امام کی اقتدا کرنا

a شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" جو شخص سورۃ الفاتحہ کو صحیح نہ پڑھتا ہو اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ اور توتلے شخص کے پیچھے بھی نماز نہیں پڑھنی چاہیے، جو ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل کر پڑھتا ہو، مگر حرف ضاد جس کو اکثر لوگ منہ کے کنارے سے پڑھتے ہیں اس بارے میں دو وجوہ ہیں:

۱۔ جو شخص حرف ضاد کی صحیح ادائیگی نہیں کرتا اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور اس کی اپنی نماز بھی درست نہیں۔ وہ ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدلتا ہے۔ اور حرف ضاد ایک الگ حرف ہے اور اس کا مخرج بھی جدا ہے۔ اور حرف ظاء بھی ایک الگ مستقل حرف ہے اور اس کا مخرج بھی جدا ہے۔ اگر ایک کو دوسرے سے بدل کر پڑھیں گے تو معنی بھی بدل جائے گا۔

۲۔ ایسا شخص جو دونوں حرفوں کے درمیان فرق کو واضح نہیں کر سکتا اس کی نماز اور قراءت دونوں ہی صحیح ہیں۔ کیونکہ دونوں حروف مخرج اور سامع کے سننے کے اعتبار سے بہت زیادہ قریب اور متشابہ ہیں اور الضلال سے قاری کا مقصد بھی گمراہی ہی ہوتا ہے نہ کے ہدایت۔ اور یہ اس صورت میں منع ہوتا ہے، اگر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دیا جائے مثلاً 'راء کو غین کے ساتھ بدل کر پڑھنا'۔ [مجموع فتاوی: ۲۳/ ۳۵۰]

b امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"امامت کے لیے اس شخص کا انتخاب کرنا چاہیے جو مسلمان، عاقل، بالغ اور آزاد ہو۔ نماز کی تمام حدود سے بھی واقف ہو۔ سورۃ الفاتحہ (یعنی قراءت، کرتے وقت ایسی غلطی کا مرتکب نہ ہو جس سے معنیٰ میں تبدیلی آتی ہو مثلاً إِيَّاكَ کے کاف کو کسرہ سے پڑھنا اور أَنْعَمْتَ کی تاء کو مضموم پڑھنا اور جو امام حرف ظاء اور ضاد کے درمیان فرق واضح نہ کر سکتا ہو اس کی امامت صحیح نہیں۔ کیونکہ دونوں حروف کا معنیٰ مختلف ہے۔" [تفسیر قرطبی: 1/ 353]

c ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: جو امام سورۃ الفاتحہ میں والضالین کو ظاء سے پڑھتا ہے کیا اس کی نماز صحیح ہے؟

جواب: ایسے شخص کی امامت صحیح نہیں جو دونوں حروف کے درمیان فرق کو واضح نہ کر سکتا ہو۔

سوال: ایسا امام جو ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل کر پڑھے یا پھر حرف ظاء اور ضاد کی ادائیگی میں فرق نہ کر سکتا ہو تو کیا ایسے شخص کو اس کی امامت پر ثواب ملے گا یا گناہ؟

جواب: آج کے دور میں بہت سے لوگوں نے قرآن کے حقوق کو ضائع کر دیا ہے اور کما حقہ اس کی تعلیم حاصل نہیں کی۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت تمام حروف کو اس کے مخارج سے ادا کرنا واجب ہے اور جو اس بات کا خیال نہیں کرتے وہ گنہگار ہیں۔ ان کی نمازیں باطل ہیں اور جہاں تک ممکن ہو انہیں صحیح ادائیگی کی تعلیم حاصل کرنی چاہیے۔"

[الفتاوی الفقهية الكبرى :1، 152]

d محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل کر پڑھے، یا ایسی جگہ پر اِدغام کرے جہاں اِدغام نہ ہو۔ البتہ عجمی جو اپنی زبان کی وجہ سے بعض حروف کی صحیح ادائیگی نہ کر سکتے ہوں، انہیں معذور سمجھا جائے، جس طرح اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ﴾[البقرۃ: ۲۸۶] اس میں صرف وہ لوگ داخل ہیں جو اپنی عجمیت کے سبب بعض حروف کی صحیح ادائیگی نہ کر سکتے ہوں۔ دیگر لوگوں کے لیے یہ حکم نہیں۔'' [فتاوی ورسائل سماحة الشيخ محمد بن إبراهيم بن عبد اللطيف آل الشيخ :2، 300]

e علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ سورۃ الفاتحہ میں والضالین کو ضاد سے پڑھنا چاہیے یا ظاء سے؟

جواب: "لفظ الضالین کو ظاء اور دال دونوں کے ساتھ الدالین یا الظالین دونوں پڑھنا غلط ہے۔ حرف ضاد کا علم تجوید میں ایک مستقل مخرج ہے اور اس لفظ کو ضاد سے ہی پڑھا جائے گا۔"

مزید فرماتے ہیں:

"حرف ضاد چونکہ ظاء سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے اس لیے کبھی کبھار سامع کو ظاء محسوس ہوتا ہے۔ اگر آپ صحیح حرف ضاد کی ادائیگی اور آواز سننا چاہتے ہیں تو نجد کے لوگوں کو سنو! وہ اسے صحیح طور پر ادا کرتے ہیں۔ یہ زبان کی دائیں کروٹ کو دائیں طرف کی داڑھوں کے ساتھ لگانے سے استطالت کے ساتھ ادا ہوتا ہے۔ اکثر لوگ اس کو صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتے۔ آخر میں ہم کہتے ہیں کہ الضالین کو ضاد کے ساتھ ہی پڑھا جائے گا، اسے ظاء اور دال مفخمہ کے ساتھ نہیں پڑھا جائے گا۔" [الحاوی من فتاویٰ الشيخ الألبانی :1، 369]

f محمد صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ کے مطابق قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدلنا صحیح نہیں ہے تو اس شخص کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں جو ولا الضالین ظاء کے ساتھ پڑھتا ہے؟

آپ نے فرمایا فقہائے حنابلہ کے ہاں اس بارے میں دو قول ہیں:

۱۔ ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل کر پڑھنا صحیح نہیں۔

۲۔ اگر کوئی عامی شخص ضاد کی جگہ ظاء پڑھے تو حنابلہ کا مشہور مذہب یہی ہے کہ اس کی نماز صحیح ہو گی، کیونکہ ان دونوں حروف کا مخرج ایک دوسرے کے قریب ہے اور کوئی عام شخص اس میں فرق کو واضح نہیں کر سکتا۔

[الشرح باب قراءة الفاتحة ركنيتها: 90، 91]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

a شیخ حسن ابراہیم الشاعر سے سوال کیا گیا کہ ہمارے ہاں اکثر لوگ حرف ضاد کی ادائیگی میں اختلاف کا شکار ہیں اور وہ حرف ضاد کی ادائیگی درج ذیل طریقوں کے مطابق کرتے ہیں۔

ا۔ بعض لوگ ضاد کو دال مہملہ کی صورت میں ادا کرتے ہیں، مثلاً 'غیر المغضوب' میں ضاد کی جگہ دال پڑھنا۔

ب۔ بعض لوگ حرف ضاد کو غین اور دال کی طرح پڑھتے ہیں مثلا و لاالضالین کو و لاالدالین پڑھنا۔

ج۔ بعض لوگ حرف ضاد کو ظاء کی طرح پڑھتے ہیں مثلا و لاالضالین اب حرف ضاد کو ادا کرنے میں ان تینوں گروہوں میں سے کس کی قراءت زیادہ صحیح ہے؟

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: "پڑھنے میں حرف ضاد، ظاء کے زیادہ مشابہ ہے۔ اس کے علاوہ اس کو حرف دال یا حرف غین کی طرح پڑھنا ہم نے کبھی نہیں سنا اور کسی کتاب میں لکھا ہوا نہیں دیکھا۔ جس نے کسی ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھی جو حرف ضاد کی مشابہت دال اور غین سے کرتا ہے تو امام اور مقتدی دونوں کی نماز باطل ہے۔"

[الحجة الوضاء فی اثبات الشبه بین الضاد و الظاء: 293]

b الشیخ احمد حامد عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"تمام کبار مشائخ کی یہی رائے ہے کہ حرف ضاد اور ظاء صفت استعلاء، اطباق، تفخیم، جہر، اور رخوۃ میں یکساں ہے۔ اور حرف ضاد کی امتیازی صفت یہ ہے کہ اس میں استطالت پائی جاتی ہے۔ لہٰذا جب حرف ضاد کو اس کے مخرج سے ادا کرتے وقت اس کے جمیع صفات کے ساتھ ادا کیا جائے گا تو اس وقت ہی یہ درست ادا ہو گا اور یہ کام ماہرین علماء کے ہاں ضروری نہیں۔ اس وقت تلفظ کے اعتبار سے اس کی مشابہت ظاء سے ہو گی۔ جو اس کی مشابہت دال اور غین سے کرتے ہیں ان کا موقف درست نہیں۔" [الحجة الوضاء فی اثبات الشبه بین الضاد و الظاء: 294]

c لجنۃ الدائمۃ سے سوال کیا گیا کہ اس شخص کی قراءت کا کیا حکم ہے جو حرف ضاد کو صحیح طور پر ادا کرنے سے قاصر ہو، کیونکہ بعض لوگوں کے مطابق اسے چاہیے کہ وہ اسے ظاء کی طرح پڑھے، جبکہ بعض کے نزدیک اسے حرف دال کی طرح پڑھے؟ تو لجنۃ الدائمۃ نے جواب دیتے ہوئے کہا:

"ہر وہ شخص جو حرف ضاد کی صحیح ادائیگی نہ کرتا ہو اس پر واجب ہے کہ وہ اس کی صحیح ادائیگی کے لیے مشق اور کوشش سے کام لے، تاکہ اس کی صحیح ادائیگی کر سکے اور اس کو اس کے صحیح مخرج سے ادا کر سکے۔ اگر اپنی پوری کوشش اور مشق کرنے کے باوجود بھی اس کو صحیح مخرج سے ادا کرنے سے قاصر ہو، تو اسے معذور سمجھا جائے۔ اسے مکلف نہیں ٹھہرایا جائے گا۔ اور وہ اسی طرح تلاوت کرے گا جس طرح اس کے لیے آسانی ہو۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ [البقرۃ: ۲۸۶] اور دوسرے مقام پر ارشاد ہے: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ [الحج: ۷۸]" [اللجنة الدائمة للبحوث العلمية و الإفتاء، رقم فتوی: 511]

d فضیلۃ الشیخ عطیۃ صقر سے سوال کیا گیا کہ کیا قرآن مجید میں حرف ضاد کو ظاء سے بدلنا جائز ہے؟

دوسرا سوال: کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے جو سورۃ الفاتحہ میں غیر المغضوب علیھم اور و لاالضالین میں ضاد کی جگہ ظاء پڑھتا ہو؟ اس بارے میں وضاحت کر دیں۔ شیخ نے جواب دیا:

"حرف ضاد کی ادائیگی اسی وقت صحیح ہو گی جب اسے ظاء کی بجائے ضاد ہی پڑھا جائے۔ اگرچہ بعض صفات میں حرف ضاد اور ظاء میں مشابہت ہے، مگر حرف ضاد کو صفت استطالت اور اس کا مخرج ظاء سے ممتاز کرتا ہے۔ حرف ضاد کا مخرج حافہ لسان اور اس کی متصل داڑھوں سے لگ کر ادا ہوتا ہے، جبکہ حرف ظاء زبان کی نوک اور ثنایا علیا کے کنارہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے ادا ہوتا ہے۔ دونوں حروف کو ادا کرتے وقت صرف سننے میں مشابہت ہوتی ہے، بعض لوگ حرف ضاد کو دال کی طرح پڑھتے ہیں جو کہ صحیح نہیں ہے۔ جو شخص جان بوجھ ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل کر پڑھتا ہے وہ فعل حرام کا مرتکب ہے، بعض نے تو کفر کا بھی فتویٰ دیا ہے کیونکہ یہ قرآن میں تبدیلی کرنے کے مترادف ہے اور جو معذور ہے اسے صحیح ادائیگی کی حتی المقدور کوشش کرنی چاہیے۔" [مجلہ منبر الاسلام، جلد نمبر ۲]

'ضاد' کا حرف 'ظاء' کے مشابہ ہونے میں معاصرین اور متقدمین علماء کے اقوال وآراء

e ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حرف ضاد اور ظاء کو کلام عرب میں ایک دوسرے کی جگہ پڑھا جاسکتا ہے، جو شخص حرف 'ضاد' کی جگہ ظاء پڑھے یا ظاء کی جگہ پر ضاد پڑھے تو اسے خطاوار نہیں کہا جائے گا۔"

[الحجة الوضاء فی اثبات الشبه بین الضاد و الظاء: 192]

الصاحب بن عباد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جب کوئی سے دو حروف جو اپنی جنس، سننے اور شکل وصورت میں ایک ہی جیسے ہوں اور ان کی معرفت مشکل ہو تو اس وقت دونوں حروف کی کتابت کا اعتبار کیا جائے گا اور اسی سے دونوں کے درمیان فرق واضح کیا جائے گا۔" [التحرير الأدبي : 25]

f امام مکی بن ابی طالب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حرف ضاد اور ظاء کے تلفظ میں مشابہت پائی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں حروف میں صفت اطباق اور صفت جہر پائی جاتی ہے۔ اگر مخارج کا اختلاف اور حرف ضاد میں صفت استطالت نہ پائی جاتی تو یہ دونوں ایک ہی حرف شمار ہوتے اور سماع میں بھی کوئی اختلاف نہ ہوتا۔ کبھی کبھار حرف ضاد کو پڑھتے وقت اس کو ذال سے بدل کر پڑھا جاتا ہے اور کبھی حرف ظاء سے۔" [الرعاية لتجويد القراءة: ۱۸۴-۱۸۵]

g احمد حسین حرف ظاء کے بارے میں فرماتے ہیں:

" اگر ضاد، ظاء میں مخرج اور رخوت کا اختلاف نہ پایا جاتا تو اس وقت ان دونوں حروف کو ایک ہی جیسا کہا جاسکتا تھا۔ اب جبکہ صفات اور مخارج جدا جدا ہیں تو یہ حروف بھی الگ الگ شمار ہونگے۔ اور حرف ظاء کی ادائیگی کی مشابہت ضاد سے ہوتی ہے۔" [الرعاية لتجويد القراءة:۲۲۰]

h امام ابو عمرو عثمان بن سعید دانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حرف ضاد کا مخرج یہ ہے کہ زبان کی کروٹ اور اوپر کی داڑھوں کی جڑ یعنی نواجذ سے لے کر ضواحک تک، جب زبان کی کروٹ دائیں یا بائیں طرف لگے تو یہاں سے 'ضاد' ادا ہوتا ہے، اور بعض لوگ زبان کی کروٹ کو بائیں طرف داڑھوں سے لگا کر ادا کرتے ہیں۔"

مزید فرماتے ہیں: "حرف 'لام' کا مخرج اس سے جدا ہے اور وہ یہ ہے کہ زبان کا کنارہ جب ثنایا، رباعی، انیاب، اور ضواحک کے مسوڑوں سے لگے تو یہاں سے 'لام' ادا ہوتا ہے اور حرف ضاد ایک مستطیل حرف ہے، وہ اپنی استطالت میں 'لام' کے مخرج تک پہنچا ہوا ہے، اس لیے لام کو اس میں مدغم کر دیا جاتا ہے مثلاً ولا الضالین اور حرف 'ظاء' کا مخرج زبان کی نوک اور ثنایا علیا کا کنارہ ہے۔ اسی مخرج سے حرف 'ذ' اور 'ت' بھی ادا ہوتے ہیں۔ حرف 'ظاء' میں صفت جہر اور رخوت پائی جاتی ہے۔ حرف 'ضاد اور ظاء' میں تفریق ان کے مخارج سے ہوتی ہے۔ اور صفت جہر اور رخوت میں برابر ہیں۔" [الفرق بین الضاد والظاء : ۳۲]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

i امام ابو القاسم سعد بن علی بن محمد زنجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”کلام عرب میں حرف ’ضاد‘ اور حرف ’ظاء‘ دونوں الگ الگ معانی کے لیے آتے ہیں۔ لکھنے کے اعتبار سے بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور پڑھنے کے اعتبار سے بھی دونوں حروف میں فرق پایا جاتا ہے۔ جو لوگ ان دونوں کے حقیقی علم سے ناواقف ہوتے ہیں وہ انہیں ایک دوسرے کا متشابہ ٹھہرا دیتے ہیں۔ ان دونوں کے معانی میں فرق واضح نہیں کر سکتے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ وہ ان دونوں حروف کے معانی اور ان میں پائے جانے والے فرق کو واضح کرے تا کہ دونوں حروف میں پائے جانے والا فرق واضح ہو سکے۔“ [زنجانی، الفرق بین الضاد والظاء: ص۱۹]

ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن سید بطلیوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”میں نے اپنی کتاب میں ان حروف کو جمع کر دیا ہے جن کی ادائیگی میں لوگ غلطی کا شکار رہتے ہیں۔ اور وہ حروف درج ذیل ہیں: ”ذال، سین، ذال، ضاد اور ظاء۔ ان میں اکثر لوگ غلطی کرتے ہیں کیونکہ ان میں شدید قسم کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ حرف ذال کی ضاد کے ساتھ مشابہت کر دی جاتی ہے، حالانکہ کوئی بھی صاحب عقل وشعور اس طرز کو اور اس طرح پڑھنے کو صحیح نہیں کہتا۔“ [المقدمة: الفرق بين الأحرف الخمسة :4]

j امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”حرف ضاد اور ظاء کے درمیان بہت زیادہ مشابہت پائی جاتی ہے۔ ان دونوں میں فرق کو واضح کرنا نہایت ہی مشکل کام ہے۔ کسی کو ان کی مکمل طور پر صحیح ادائیگی کا مکلف نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ اگر ان دونوں حروف کے درمیان فرق واضح کرنا اہمیت کے حامل چیز ہوتی تو یہ سوال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں ضرور اٹھایا جاتا۔ آپ کے اور صحابہ کے زمانہ میں جب عجمی لوگ اسلام میں داخل ہو رہے تھے تب ہمیں اس طرح کا کوئی سوال نہیں ملتا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہم کسی شخص کو بھی ان کے درمیان فرق کرنے اور صحیح ادائیگی کرنے کا مکلف نہیں ٹھہرا سکتے۔“ [مفاتيح الغيب (التفسير الكبير) : 1/ 69]

k ابو بکر الصدفی محمد بن احمد الصابونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”حرف ضاد اور ظاء لکھنے اور نطق کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ مگر بعض لوگ حرف ظاء اور ضاد کی ادائیگی کی نوعیت کے تعین کے بارے میں ملتبس ہو گئے ہیں۔ حرف ظاء کا مخرج زبان کی نوک اور ثنایا علیا کا کنارہ ہے۔ حرف ضاد کا مخرج زبان کی کروٹ کا بائیں یا دائیں جانب کے داڑھوں کی جڑ سے لگنے میں ہے۔ جس طرح ان کے مخارج جدا جدا ہیں، اسی طرح یہ دونوں حروف لکھنے اور پڑھنے کے اعتبار سے بھی الگ الگ ہیں۔“

[الفرق بين الضادوالظاء: 1، 13]

l یوسف بن اسماعیل المقدسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ہم نے بعض شمالی افریقہ کے لوگوں سے سنا ہے کہ وہ اپنے کلام میں ظاء کو ضاد سے بدل کر پڑھتے ہیں۔ یہ حروف ہمیشہ سے ہی لوگوں پر مشتبہ رہے ہیں، حتی کہ بعض عرب بھی ایک حرف کو دوسرے سے مشتبہ کر دیتے ہیں۔ اور ان دونوں حروف میں دو طرح کی مشابہت پائی جاتی ہے لفظاً اور خطاً۔“ [الحجة الوضاء في اثبات الشبه بين الضاد و الظاء: ۱۹۶]

m امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”حرف ضاد اور ظاء متعدد صفات مثلاً صفت استعلاء، جہر، اطباق، اور تفخیم میں ایک دوسرے کے ساتھ مشترک ہیں۔ یہ حروف مخارج میں ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں۔ صفات میں زیادہ مشابہت ہونے کی وجہ سے ایک کو دوسرے سے جدا اور ممتاز کرنا مشقت طلب اور مشکل کام ہے۔“ [جمال القراء وكمال الإقراء: ص۶۶۳]

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

n عبد اللہ بن عمر بن محمد بن علی البیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
"پہلے زمانے میں اکثر لوگ بطور خاص عجمی لوگ "ضاد" اور ظاء میں فرق کرنا نہیں جانتے تھے۔"
[تفسیر البیضاوی علی سورۃ التکویر]

o شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " حرف "ضاد" اور ظاء دو حروف ہیں مگر سننے میں ایک ہی طرح ہیں۔ دونوں کے مخارج میں مشابہت ہونے کی وجہ سے ایک کو دوسرے کی جنس سے شمار کیا جاتا ہے۔"
[مجموع الفتاوی :23، 350]

p علامہ الجعبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
" حرف "ض" اور ظاء' ایک دوسرے کے مشابہ حروف ہیں۔ یہ دونوں اکثر صفات میں قدرے مشترک ہیں۔"
[الحجۃ الوضاء فی اثبات الشبہ بین الضاد و الظاء:۱۹۸]

q امام ابوحیان رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شرح التسھیل میں فرماتے ہیں:
" اگر صفت اطباق نہ ہو تو لوگ طاء کو ذال کی طرح پڑھیں اور 'صاد' کو 'سین' کی طرح۔ اور حرف ظاء' کو ذال کی طرح پڑھتے اور حرف 'ض' کو میں نے اس کلام سے نکال دیا ہے کیونکہ وہ اپنے مخارج کے علاوہ دوسرے کسی مخرج سے ادا نہیں ہوتا۔" [الحجۃ الوضاء:198]

r علامہ بدرالدین النحوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حرف ضاد کے ساتھ حروف میں سے دو حروف زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک حرف لام ہے اور دوسرا حرف ظاء ہے۔ حرف ظاء اور ضاد کئی صفات میں مشترک ہیں، اسی وجہ سے یہ آپس میں مشابہ ہیں۔ البتہ صفت استطالت اور مخارج کی بنا پر ان میں تفریق پیدا ہو جاتی ہے۔ ان دونوں حروف میں تمیز کرنے کے لیے بہت زیادہ مشق کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ جانتے ہوئے یقینا تعجب ہو گا کہ حرف 'ضاد' حرف ' لام' سے بھی مشابہ ہے۔ ان دونوں حروف کا مخرج قدرے مشترک ہے۔ مثلاً ' ضاد ' زبان کا اقصی حافہ جب اوپر والی داڑھوں سے لگے تو ادا ہوتا ہے۔ اور جب زبان کا ادنی حافہ ثنایا رباعی اور ضواحک کے مسوڑوں سے لگے تو 'لام ' ادا ہوتا ہے۔ حرف 'ضاد 'میں صفت استطالت ہونے کی وجہ سے اسے لام مفخمہ کی طرح پڑھا جاتا ہے۔ حرف ' لام ' اور ضاد کے مخرج میں بھی مشارکت ہے ۔ البتہ ان کی صفات مختلف ہیں۔ صفات میں ضاد کی مشابہت ظاء سے ہو جاتی ہے اور کبھی لام مفخم کی صوت کے ساتھ۔ پس اگر کوئی شخص اس کی صحیح ادائیگی کرنا چاہتا ہے، تو اسے چاہیے کہ اس کو اپنے مخرج سے صحیح طور پر ادا کرے۔ [الحجۃ الوضاء:200]

s امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
"حرف 'ضاد' کی ادائیگی کے بارے میں علماء کا صحیح قول یہ ہے کہ حرف 'ضاد' اور ظاء صفات کے اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب ہیں اور دونوں حروف میں صفت جہر، رخوت، اور اطباق پائی جاتی ہیں۔ اس طرح صفات کی مشارکت اور مخارج کی قرابت کی وجہ سے انہیں اگر ایک دوسرے کی جگہ پر استعمال کیا جائے اور تمیز نہ کی جائے تو یہ غلطی قابل گرفت نہیں۔" [تفسیر القرآن العظیم (ابن کثیر): 1، 57]

t امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

محدث، جون 2019ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"یہ جان لینا چاہیے کہ حرف ضاد ان حروف میں سے نہیں، جن کی ادائیگی آسانی کے ساتھ زبان پر جاری ہو جائے، بلکہ یہ ان حروف میں سے ہے جن کی صحیح ادائیگی کرنا مشکل کام ہے اور لوگ اسے مختلف طرح سے ادا کرتے ہیں۔ کم ہی ایسے لوگ ہیں جو اسے صحیح طور پر ادا کرتے ہیں۔ بعض تو اسے مطلقاً ظاء کی طرح ہی پڑھتے ہیں۔ کیونکہ 'ضاد' صفت استطالت کے سوا دیگر صفات میں حرف ظاء کے ساتھ مشترک ہے۔ بلکہ اگر صفت استطالت حرف 'ضاد' میں نہ ہوتی تو یہ بھی حرف ظاء کے طرح ہی ہوتا۔" [التمهيد في علم التجويد: 1م130-131]

u امام شمس الدین ابن البخار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" حرف 'ضاد' صفت استطالت کے سوائے تمام صفات میں حرف ظاء کے ساتھ مشابہ ہے۔ دونوں حروف میں شدید مشابہت ہے۔ ان میں تمیز کرنا نہایت مشکل کام ہے۔" [الحجة الوضاء:201]

v امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ایک ہی حرف میں دو لفظوں کی مشابہت کا پایا جانا، اسی طرح ہے، جس طرح ایک لفظ کا بعینہ ایک ہی جیسے حرف کے مشابہ ہونا ہے۔ جس طرح 'ضاد' اور 'ظاء' ہیں۔ قرآن مجید میں اس کی مثال یہ ہے: ﴿وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾﴾ [الإتقان في علوم القرآن:3م 310]

w علامہ علی بن غانم المقدسی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ بفيد المرتاد لتصحيح الضاد میں فرماتے ہیں:

"حرف 'ضاد' کی جگہ حرف ظاء معجمہ کا استعمال کرنا لوگوں میں مقبول ہے اور اس کے متعدد دلائل ہیں۔ ہمیں اس قبول عام سے نظریں نہیں پھیرنی چاہیے۔"

اس کے بعد انہوں نے متعدد دلائل ذکر کیے ہیں۔ جن میں اس بات کی وضاحت ہے کہ حرف "ضاد" کی جگہ حرف ظاء معجمہ استعمال ہو سکتا ہے۔ [الحجة الوضاء:202]

x امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" حرف ضاد میں صفت استطالت، جہر، اطباق، اور صفت استعلاء، ہونے کی وجہ سے اس کا مخرج لام کے مخرج سے اتصال رکھتا ہے۔ حرف 'ضاد' ان حروف میں سے نہیں جو آسانی کے ساتھ زبان سے ادا ہوتے ہیں۔ بلکہ اس کی ادائیگی میں لوگوں کی زبانیں مختلف ہیں۔ بعض لوگ حرف 'ضاد' کو ظاء کی طرح ادا کرتے ہیں اور بعض لوگ اسے دال مہملہ یا معجمہ کی طرح پڑھتے ہیں۔ کچھ مصری حضرات اسے ظاء مہملہ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ چند لوگ اسے ذال کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ ان تمام اختلافات کی بنا یہ ہے کہ دوسروں کی بہ نسبت ضاد اور ظاء کے درمیان تمیز کرنا ایک مشکل امر ہے۔" [شرح الجزرية، ملاعلی القاری : 38]

y علامہ ابی الحسن علی بن محمد النوری الصفاقسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حرف 'ضاد' زبان کے مخارج میں سے چوتھے مخرج سے ادا ہوتا ہے۔ اس میں صفت جہر، رخوت، استعلاء، اطباق، استطالت اور تفخیم پائی جاتی ہے۔ علماء کا اتفاق ہے کہ حرف 'ضاد' ان حروف میں سے ہے، جو بہت مشکل کے ساتھ زبان سے ادا ہوتے ہیں، اور کم ہی ایسے علماء ہیں جو اسے صحیح طور پر ادا کرتے ہوں۔ اکثر لوگ اس حرف کی ادائیگی میں غلطی اور خطاء کا شکار ہیں۔ اکثر لوگ حرف 'ضاد' کو ادا کرتے وقت اسے ظاء سے مشابہ کر دیتے ہیں۔ اہل مغرب حرف 'ض' اور ظاء میں تقارب مخرجین اور مشارکت صفات میں ہونے کی وجہ سے اس کو ظاء کی طرح پڑھتے ہیں۔ اگر مخارج کا اختلاف اور 'ضاد' میں صفت استطالت نہ ہوتی تو یہ دونوں ایک ہی حرف شمار ہوتے۔"

[تنبيه الغافلين و ارشاد الجاهلين للصفاقسي: 83]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الشیخ احمد جمال قادری عزیزی مصباحی[1]

کیا قرآن مجید کو مجہول پڑھنا جائز ہے؟

ہمارے ہاں تجوید و قراءات کے علوم سے نابلد خصوصاً خواتین اساتذہ کرام بچوں کو قاعدہ پڑھاتی ہیں تو مجہول انداز میں حروف پڑھاتی ہیں، جو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے فرمان: اقرءوا القرآن بلحون العرب ”قرآن مجید کو عربوں کے انداز میں پڑھو۔“ کے خلاف ہے جو قطعاً درست نہیں ہے۔
امام القراء حضرت علامہ قاری محب الدین احمد (الہ آبادی) رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب شاگرد، استاذ قاری المقری احمد جمال قادری عزیزی مصباحی حفظہ اللہ سے جب اس مسئلے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے تفصیل سے اور مدلل جواب ارشاد فرمایا۔ قارئین رشد کی خدمت میں سوال اور جواب دونوں پیش کرتے ہیں۔[ادارہ]

سوال

محترم حضرت قاری صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ضروری تحریر یہ ہے کہ میرے گاوں میں ایک حافظ صاحب ہیں، وہ بچوں کو عربی قاعدہ یسرنا القرآن میں الف، بے تے، ثے پڑھاتے ہیں اور قرآن مجید کو مجہول پڑھاتے ہیں، اس طرح الحمد کو الحمدو جیسے اردو میں کو بولتے ہیں، غیر المغضوب کو غیرل مغضوب ے پڑھاتے ہیں، کیا اس طرح پڑھانا صحیح ہے یا معروف پڑھانا صحیح ہے؟، مفصل جواب تحریر فرمائیں۔

والسلام: احمد حسین رضوی

ضلع مہراج گنج ۱۵/ جنوری ۲۰۲۲ء

جواب

آپ نے تحریر کیا ہے کہ حروف تہجی بچوں کو کس طرح پڑھانا چاہیے؟، الف، بے، تے، پڑھانا غلط ہے۔ عربی میں بچے ابتدا ہی سے معروف پڑھنے لگیں گے تو ان کو معروف پڑھنے کی عادت پڑ جائے گی۔ مجہول پڑھنا عجمیوں کا طریقہ تھا۔ قرآن مقدس مجہول پڑھنا لحن (غلطی) ہے۔ بعض پڑھے لکھے لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مقدس میں طا کو طے، حم کو حے میم، یس کو یے سین مجہول پڑھتے ہیں، ان کا مجہول پڑھنا غلط ہے، یہ حروف مجہول نہیں ہیں۔ بلکہ بچوں کو سمجھانے کے لیے اس کی ادائیگی کو مثل مجہول کہا جاتا ہے، یہ امالہ کبریٰ ہے جو بنو تمیم، اسد، قیس اور اہل نجد کے ساتھ خاص ہے۔ اہل حجاز کے یہاں فتح یعنی ترک امالہ ہی ہے۔ امالہ کبریٰ کو اس طرح ادا کرنا چاہیے الف کو یا کی طرف، زبر کو زیر کی طرف

[1] شیخ التجوید جامعہ نعیمیہ مراد آباد، ہند

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

مائل کریں۔ اور اگر قدرے جھکاؤ ہو تو اس کو امالہ صغریٰ کہتے ہیں۔ امالہ کبریٰ کی ادائیگی مثل بیر اور امالہ صغریٰ کی ادائیگی مثل بیر، یہ سمجھانے کے لیے تحریر ہے۔ صحیح ادائیگی دونوں کی کسی مشاق قاری سے مشق کرنے کی صورت میں ہوگی۔ امالہ کبریٰ کو قراءت سبعہ میں سیدنا امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ اور سیدنا امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زیادہ ہے۔ امالہ صغریٰ زیادہ سیدنا امام ورش رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کم ہے۔ اکثر ممالک میں سیدنا امام عاصم کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت اور امام حفص کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت زیادہ مروج ہے۔ ہندوستان میں انہی کی قراءت و روایت پڑھی پڑھائی جاتی ہے، ان کے نزدیک امالہ کسی حرف میں نہیں ہے۔ پورے قرآن مقدس میں صرف ایک کلمہ میں (مجرھا سورہ ھود میں) ثابت ہے اور کسی جگہ نہیں ہے۔

بہر حال قرآن مقدس کو ابتدا ہی سے بچوں کو معروف پڑھانا چاہیے، تاکہ بچوں کو شروع ہی سے معروف پڑھنے کی عادت بن جائے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ تینوں حرکتیں باریک ہونی چاہئیں، زبر میں نمایاں فرق نہیں ہوتا، البتہ زیر، پیش میں آواز باریک نکلے، یعنی زیر ادا کرتے وقت انخفاض فم وصوت ہو، یعنی ہونٹوں کو نیچے کی طرف مائل کرکے یائے معروف کی بودے کر ادا کرنا چاہیے۔ اور پیش میں انضمام شفتین ہوں، یعنی ہونٹ اس طرح گول ہوں کہ دائیں بائیں سے ملے ہوئے اور درمیان میں کھلے ہوئے ہوں، یعنی ہونٹ گول کرکے واو معروف کی بودے کر ادا کریں تو دونوں کی آواز باریک معروف نکلے گی، ورنہ آواز موٹی ہونے سے حرکت مجہول ہو جائے گی، وہ لحن (غلطی) ہے۔

بہر حال معلمین حضرات کو چاہیے کہ بچوں کو ابتدا سے ہی 'یسرنا القرآن' و قرآن مقدس کو معروف پڑھائیں۔ قرآن مقدس میں حرکات معروف ہی ہیں، مجہول نہیں ہیں۔ کیوں کہ مجہول پڑھنا منزل من اللہ کے خلاف ہے۔ امام القراء حضرت مقری عبد الرحمن صاحب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب 'فوائد مکیہ' میں حرکات کو معروف پڑھنے پر خاص توجہ دلائی ہے، اس میں حرکات کی ادائیگی کی مفصل بحث ہے۔ جمیع طلبا و طالبات کو تجوید و قراءت کی طرف خصوصی توجہ کی ضرورت ہے، تاکہ قرآن مقدس کو مجہول پڑھنے سے محفوظ رہیں۔ قرآن مقدس عربی میں نازل ہوا ہے، اس کی عربیت کو باقی رکھنا ضروری ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ قرآن مقدس کو قواعد و تجوید یعنی ورتل القرآن ترتیلا کے موافق پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الشیخ ڈاکٹر ایہاب فکری[1]
مترجم: قاری عبد الرحیم راسخ[2]

تکبیرات بزی؛ تحقیقی جائزہ

ختم قرآن کے موقع پر پڑھی جانے والی تکبیرات کے بارے میں قراءات کے مشہور امام بزی ان کی سنیت کو نبی کریم ﷺ سے تواتر سے ناقل ہیں۔ کم علمی کی وجہ سے عصر حاضر کے بعض لوگ اس عمل کے انکار میں شدت اختیار کرتے ہوئے ممانعت تک پہنچ گئے ہیں۔ درج ذیل مضمون میں منکرین کی آراء کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ مضمون درحقیقت مسجد نبوی کے مدرس، الشیخ ڈاکٹر ایہاب فکری کی فن قراءات پر مشتمل کتاب أجوبة القراء الفضلاء کی ایک مبحث کا سلیس ترجمہ ہے، جسے مجلس التحقیق الاسلامی کے رکن اور جامعہ لاہور الاسلامیہ کے فاضل قاری عبد الرحیم راسخ نے اردو قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔[ادارہ]

سوال: مجھ سے کویت کے ایک فاضل قاری صاحب نے اختتام قرآن پر تکبیرات کے حکم کے بارے میں سوال کیا ۔کیونکہ ان تکبیرات کے متعلق انکار بھی پایا جاتا ہے، حتی کہ عصر حاضر کے بعض لوگ تو ممانعت کی رائے رکھتے ہیں۔

جواب: جہاں تک منکرین تکبیرات کا تعلق ہے، تو ان کی سب سے بڑی دلیل اس مسئلہ میں وارد شدہ حدیث کا ضعف ہے۔ اس حدیث کو صرف امام بزی رحمہ اللہ ہی مرفوع بیان کرتے ہیں۔ دیگر تمام ثقہ رواۃ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوف بیان کرتے ہیں۔

رہی بات ممانعت کی تو اس سلسلہ میں واضح رہے کہ یہ موقف اپنانے سے کچھ نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ تکبیرات کے مانعین ان سے تو اجتناب کرتے ہیں لیکن ممانعت برقرار رکھتے ہیں۔

چنانچہ مناسب محسوس ہوتا ہے کہ ایسے حضرات کو ان نتائج سے آگاہ کیا جائے جو ممانعت پر مرتب ہوتے ہیں۔ خصوصاً اس صورت میں تو مذکورہ مسئلہ مزید اہمیت اختیار کر جاتا ہے، جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف موجودہ دور میں کچھ لوگ اس میں شدت اختیار کرتے ہوئے ممانعت کے قائل ہوئے ہیں۔

(اول): قراء کرام اور دیگر اہل علم میں سے تکبیر کی روایت کو صحیح قرار دینے والوں کے دلائل

a امام بزی رحمہ اللہ نے تکبیرات والی حدیث کو تواتر کے ساتھ روایت کیا ہے، یعنی امام بزی رحمہ اللہ نے اپنے شیخ کو پڑھ کر سنائی اور اس طرح ان کے شیخ نے اپنے شیخ کو پڑھ کر سنائی۔ واضح رہے امام بزی رحمہ اللہ کو روایت حدیث میں ضعیف ہونے کے باوجود، فن قراءات میں امام تسلیم کیا گیا ہے۔ اس لئے بعض قراء کا حدیث میں ضعیف ہونا ان سے

[1] مدرس قرآن و قراءات مسجد نبوی شریف
[2] فاضل و استاذ جامعہ لاہور الاسلامیہ، و رکن مجلس التحقیق الاسلامی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قراءات قبول کرنے میں مانع نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ ہر فن کے شہسوار ہوتے ہیں۔ اسی لئے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ، امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کہتے ہیں:

ضعیف فی الحدیث، امام فی القراءة. [التنویر شرح الجامع الصغیر:5/ 75]

" امام حفص حدیث میں ضعیف ہیں البتہ قراءت میں امام ہیں۔"

چنانچہ امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کا حدیث میں ضعیف ہونا 'روایت حفص' کی صحت کے لئے مانع نہیں۔ بلکہ امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے صحیح روایات قرآن سے متعلق ہیں، حالانکہ انہیں معلوم ہے کہ امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ انہیں حدیث میں غیر ثقہ قرار دیتے ہیں۔

اس اصول کی بنیاد پر وہ تمام قراء اور راوی جو امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کی طرح حدیث میں ضعیف، لیکن قراءت میں مقام رکھتا ہو، اس سے قراءات قرآن کے متعلق سب کچھ قبول کیا جائے گا۔

یہی اصول امام بزی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنایا جائے گا، حالانکہ وہ روایت حدیث میں امام حفص رحمۃ اللہ علیہ سے کم ضعیف ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ روایت قرآن میں امام حفص رحمۃ اللہ علیہ، امام بزی رحمۃ اللہ علیہ کی بہ نسبت زیادہ مقامات میں منفرد ہیں۔ یعنی امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے امام بزی رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے مقامات کم ہیں، جنہیں وہ اکیلے ہی روایت کرتے ہیں۔ امام حفص رحمۃ اللہ علیہ قراءات قرآنیہ کے باب میں ۷۹ روایات نقل کرنے میں منفرد ہیں۔ تواتر کا التزام کرنے والے قراء میں سے کسی نے بھی وہ حروف روایت نہیں کئے۔ اس کے باوجود مسلمان امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت کو بالاتفاق قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ ایک علمی تضاد ہوگا، کہ امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کی وہ روایات قبول کی جائیں، جنھیں روایت کرنے میں وہ منفرد ہیں اور امام بزی رحمۃ اللہ علیہ کی مسترد کر دی جائیں، حالانکہ حدیث کے باب میں امام بزی رحمۃ اللہ علیہ کا ضعف امام حفص رحمۃ اللہ علیہ سے کم ہے اور قراءت کے حوالے سے ان کی منفرد روایات بھی قلیل ہیں۔

واضح رہے فن حدیث میں کسی راوی کے بارے میں محدثین کا یہ ایک عام رویہ ہے کہ وہ بعض پہلوؤں سے اس کی بیان کردہ روایت کو قبول اور بعض پہلوؤں سے مسترد کر دیتے ہیں۔ مثلا اسماعیل بن عیاش جب شامیوں سے روایت کریں تو محدثین اسے قبول کرتے ہیں، لیکن غیر شامیوں سے نقل کریں، تو اسے رد کر دیتے ہیں۔ اسی طرح زہیر بن محمد سے اگر اہل شام روایت بیان کریں تو محدثین اسے رد کر دیتے ہیں، لیکن ان سے کوئی غیر شامی روایت کرے تو اسے قبول کر لیتے ہیں۔

چنانچہ مذکورہ بالا گزارشات کی روشنی میں اصول یہی ہے کہ امام بزی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ روایت قبول کی جائے جو قرآن کے متعلق ہو۔ ان کی روایت حدیث کو قبول کرنے میں بے شک تردد سے کام لے لیا جائے۔

b تکبیرات کے ضمن میں امام بزی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول روایت میں قابل طعن امر اس کا مرفوع ہونا ہے۔ کیونکہ ابن عباس سے اس روایت کے موقوف ہونے میں کسی کو کلام نہیں، کیونکہ اس کی تائید میں شواہد موجود ہیں، جیسا کہ امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز کتاب النشر میں یہ روایت ابن عباس سے موقوفاً بیان کرتے ہیں۔ لیکن وہ اسے بطریق بزی نہیں، بلکہ دیگر اسانید سے ذکر کرتے ہیں۔ اور ان مشہور ترین اسانید میں سے قنبل، ابن فلیح اور العمری والی ہیں، یہ موقوف روایات امام بزی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے متابع کی حیثیت رکھتی ہیں۔ واضح رہے قنبل، ابن فلیح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور العمری ائمہ قراءات میں سے شمار کیے جاتے ہیں۔ ابو حاتم الرازی رحمۃ اللہ علیہ نے تو ابن فلیح کو فن حدیث میں بھی ثقہ قرار دیا ہے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو محدثین کے اصولوں کے مطابق ابن فلیح کی موقوف صحیح روایت امام بزی کی متابعت کے لیے کافی ہے۔

امام ابو العلاء الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب 'غایۃ الاختصار' میں یہ اسناد بیان کی ہیں۔

مزید محدثین کا اصول یہ ہے کہ صحابی کا ایسا قول جس میں رائے کو دخل نہ ہو، حکماً مرفوع ہوتا ہے۔ عراقی نے بھی اپنی الفیہ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے:

وَمَا أَتَى عَنْ صَـاحِبٍ بِحَيْثُ لا يُقَالُ رَأياً حُكْمُهُ الرَّفْعُ عَلَى
مَا قَالَ فِي المَحْصُوْلِ نَحْوُ مَنْ أَتَى فَالحَـاكِمُ الرَّفْعَ لِهَذَا أَثْبَتَا

[ألفية العراقي- رقم الشعر: ۱۱۶،۱۱۷]

مفہوم: اگر کوئی شخص ایسی بات روایت کرے جو اس کی اپنی رائے سے نہ ہو سکتی ہو تو وہ حکماً مرفوع ہوگی۔

c جس شخص نے اس قاعدے کا خیال رکھا ہے اس نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، جیسا حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ الضحیٰ کی تفسیر کے مقدمہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے:

لَكِنْ حَكَى الشَّيْخُ شِهَابُ الدِّينِ أَبُو شَامَةَ فِي شَرْحِ الشَّاطِبِيَّةِ عَنِ الشَّافِعِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يُكَبِّرُ هَذَا التَّكْبِيرَ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ لَهُ: أَحْسَنْتَ وَأَصَبْتَ السُّنَّةَ. [تفسير ابن كثير: 8/ 423]

"الشیخ ابو شامہ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے شاطبی کی شرح میں امام شافعی سے حکایت بیان کی ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی کو نماز میں یہ تکبیرات کہتے ہوئے سنا تو فرمایا:

أَحْسَنْتَ وَأَصَبْتَ السُّنَّةَ.

"آپ نے اچھا کیا ہے اور سنت کو پالیا ہے۔"

لہٰذا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی مذکورہ حدیث کی صحت کا متقاضی ہے۔

ابو عمرو الدانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سند کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تک بیان کیا ہے جیسا کہ النشر میں بھی ہے۔

d بالفرض ہم اس حدیث کو ضعیف بھی تسلیم کر لیں، پھر بھی اہل مکہ کے عمل سے اسکی موافقت ہوتی ہے، جو کہ بعض فقہاء کے نزدیک حجت ہے، جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کسی بھی شہر والوں کے عمل سے حدیث کو تقویت ملتی ہے۔

e بالفرض ہم تسلیم کر لیں کہ یہ حدیث ابن عباس پر موقوف ہے۔ اور انہوں نے یہ اپنی رائے سے بیان کی ہے، تو اس مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی دو معروف مذاہب پائے جاتے ہیں:

۱۔ "تکبیرات" ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں۔

۲۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علاوہ "عدم تکبیر" مروی ہے۔

صحابہ کرام میں سے کسی سے بھی تکبیرات سے انکار منقول نہیں، اور نہ ہی احکام تکبیر میں کوئی نئی چیز منقول ہے۔ اسی لئے ہم اسی بات کا التزام کرتے ہیں، جو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمائی:

إياك أن تتكلم في مسألة ليس لك فيها إمام. وكان في المحنة يقول: "كيف أقول مالم يقل.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

[الفتاوی الکبری لابن تیمیة :5/ 277)]

" ایسے مسئلہ میں کلام کرنے سے پرہیز کیجئے، جس میں تیرا کوئی امام نہ ہو۔" اور آزمائش میں امام صاحب کہتے تھے: "میں ایسے مسئلہ میں کیسے کلام کروں جس کے متعلق پہلے سے کچھ نہیں کہا گیا؟"

اور ہم اس بات کا التزام کرتے ہیں جو خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے سلف کے اقوال کے متعلق فرمائی ہے:

یلزم کَتْبُهَا والنظر فیها لِیُتَخَیَّرَ من أقوالهم ولا یُشَذَّ عن مذاهبهم.

[فتح المغیث شرح الفیه الحدیث للسخاوی: 1/ 152]

" ہم ان اقوال کے لکھنے اور ان میں غور کرنے کا التزام کرتے ہیں، تا کہ ان کے اقوال کا انتخاب کیا جائے اور ان کے مذاہب سے علیحد گی اختیار نہ کی جائے۔"

پس تکبیرات کی مشروعیت کے انکار نہ کرنے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جو اجماع ہے، ہم اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مذاہب کے دو اختیار بناتے ہیں:

۱۔ تکبیر کی مشروعیت کے ساتھ ساتھ عملاً اختیار کرنا۔

۲۔ تکبیر کی مشروعیت کے ساتھ ساتھ عملاً اختیار نہ کرنا۔

جبکہ انکار تکبیرات ایک نیا مذہب بن جاتا ہے۔اور عصر حاضر کے علاوہ میں کسی کو نہیں جانتا، جس نے مطلقاً تکبیرات کا انکار کیا ہو۔

اگر آپ کہیں کہ بعض لوگوں نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے انکار کا ذکر کیا ہے، تو اس کا رد اس بات سے ہوتا ہے کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مطلقاً انکار نہیں کیا، بلکہ آپ نے اہل مکہ سے اثبات بھی کیا ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب [مجموع الفتاوی: ۱۳/ ۴۱۷] میں بھی ایسے لوگوں کا رد کیا ہے، جو امام حفص رحمۃ اللہ علیہ اور امام عمرو رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اختتام قرآن کے وقت تکبیرات کو چھوڑ کر تنگی اور گناہ سے بچنے کے قائل ہیں۔

اگر آپ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے ان دونوں فتاویٰ کی طرف رجوع کریں گے، تو بہت جلد آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کا شدید انکار کیا ہے، جو گمان کر بیٹھے ہیں کہ تکبیرات قرآن میں سے ہیں اور واجب ہیں۔حالانکہ علماء قراءات میں سے کوئی بھی ان دونوں باتوں کا قائل نہیں۔

اور یہ وضاحت آپ کے اس قول سے ہوتی ہے:

نعم إذا قرؤوا بغیر حرف ابن کثیر کان ترکهم لذلك هو الأفضل بل المشروع المسنون.

" ہاں، جب ابن کثیر کے علاوہ (دیگر قراء) کی قراءت کی جائے، تو تکبیرات کو ترک کرنا افضل اور مسنون ہے۔

پھر آپ نے فرمایا:

"اگر کسی کیلئے یہ کہنا جائز ہے کہ ابن کثیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکبیرات نقل کی ہیں، تو اس کے غیر کے لیے یہ کہنا بھی جائز ہو گا کہ عدم تکبیر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ پس اس سے جو چیز ابن تیمیہ ثابت کرتے ہیں وہ ترک تکبیر کا جواز ہے۔ اور یہ وہ چیز ہے جس میں بنیادی طور پر ہمارا اختلاف نہیں۔"

پھر آپ نے فرمایا:

وَلَوْ قُدِّرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِالتَّكْبِيرِ لِبَعْضِ مَنْ أَقْرَأَهُ كَانَ غَايَةُ ذَلِكَ يَدُلُّ عَلَى جَوَازِهِ أَوْ اسْتِحْبَابِهِ --- وَإِنَّمَا غَايَةُ مَنْ يَقْرَأُ بِحَرْفِ ابْنِ كَثِيرٍ أَنْ يَقُولَ: إنَّهُ مُسْتَحَبٌّ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" اور اگر یہ اندازہ لگایا جائے کہ نبی ﷺ نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تکبیرات کا حکم دیا ہے، تو نتیجتاً یہ امر تکبیرات کے جواز اور استحباب پر دالّ ہو گا۔ بالآخر نتیجہ یہ ہے کہ جس نے ابن کثیر کی قراءت کی، وہ تکبیرات کہے، بے شک اس کے لیے یہ مستحب ہے۔"

پس یہی وہ چیز ہے جس کو ابن تیمیہ نے تکبیرات کے وجوب کے قائلین کے رد میں ثابت کیا ہے۔ اور یہ بہترین بات ہے جس میں ابن کثیر کی قراءت پڑھنے والوں کیلئے تکبیرات کے مستحب کہنے کے جواز کی وضاحت ہوتی ہے، البتہ ابن کثیر کے علاوہ کیلئے ترک تکبیر ہی افضل ہے۔

یہی وہ موقف ہے جس کے قراء کرام قائل ہیں۔ اور جو شخص اس مسئلہ میں بحث کرتا ہے، اس کیلئے اولیٰ یہی ہے کہ اس کو قراء کرام کی طرف لوٹا دیں کیونکہ وہ اس علم کے شہسوار ہیں۔ کیونکہ جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے " بسملہ " کے بارہ میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا تھا:

سلوا عن كل علم أهله ، ونافع إمام الناس في القراءة.[غاية النهاية في طبقات القراء :2/ 333]

" ہر علم میں اس کے ماہر سے سوال کرو اور نافع قراءت میں لوگوں کے امام ہیں۔"

پس جو شخص سلف کا طریقہ کار اپنانا چاہتا ہے وہ سلف کے اسی منہج کو مد نظر رکھے۔

لیکن جب روایت کے اعتبار سے بات کی جائے تو شاطبیہ اور دیگر کتب کے حوالے سے ابن کثیر کے لیے تکبیرات ضروری ہیں، کیونکہ اگر تکبیرات کو شامل نہ کیا جائے تو روایت میں جھوٹ کی ملاوٹ ہو جائے گی۔

اگر آپ کہیں کہ قراء کرام نے صرف ابن کثیر کے لیے تکبیرات کا التزام کیوں نہیں کیا بلکہ انہوں نے تو تمام قراء کے لیے ہی تکبیرات کے جواز کا اضافہ کر دیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ان کا اختیار ہے اور قراءات میں مسئلہ اختیار ایک طویل مسئلہ ہے، جس کو یہاں مختصر بیان کرنا مناسب نہیں۔ یاد رہے کہ 'اختیار' کسی پر لازم نہیں بلکہ اس پر عمل کرنے یا نہ کرنے کے اعتبار سے آپ کو اختیار ہوتا ہے۔ البتہ جب آپ اس 'اختیار' کو مختار کی طرف سے روایت کریں گے، تو مسائل میں اس اختیار کو اسی طرح روایت کرنا ضروری ہو گا، ورنہ روایت میں جھوٹ ہو گا۔ پس جو شخص ابو الکرم کی 'کتاب المصابیح' سے روایت حفص پڑھے تو اس پر وہی لازم ہو گا جو اختتام سور پر تکبیر سے متعلقہ قراء سے حفص وغیرہ کے لیے منقول ہے۔ پس جب ابو الکرم کے اختیار کو قبول کر لیا جائے تو درست ہے۔ اور اگر ابو الکرم کا اختیار قبول نہ کیا جائے تو اسی طرح روایت کیا جائے، اور روایت کی رعایت رکھتے ہوئے اس بات کی وضاحت کر دی جائے، کہ اس کو ابو الکرم نے اختیار نہیں کیا، جیسا کہ قرآن مجید کو طریق حفص سے روایت کیا جائے تو اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہو گا، کہ امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کے لیے سورۃ الروم ضعف اور ضعفا میں فتح اور ضمہ دونوں مروی ہیں۔ اور اس کے بعد اگر وہ حفص کے اختیار کو قبول نہ کرے تو ضاد کے ضمہ کو چھوڑ دے، لیکن امام حفص کے اختیار کے لینے سے کسی کو منع نہیں کر سکتا، جیسا کہ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ ورنہ ضاد کے ضمہ کے ساتھ روایت حفص میں مصحف کے رسم کو قبول نہیں کیا جائیگا۔

(دوم) قراء کی اسناد میں فوائد

محدثین اور قراء کے ہاں علم اسانید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ روایت میں قراء کی شروط محدثین کی شرائط

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے زیادہ سخت ہیں۔اور یہ معاملہ دو امور میں پایا جاتا ہے:

۱-ایک آدمی کی روایت کو قبول نہ کرنا

قراء کرام کے نزدیک اس کا نام ’انفرادہ‘ ہے،اور محدثین اس کو ’الحدیث الفرد‘ کا نام دیتے ہیں۔پس قراء کرام کے ہاں جو انفرادات ہیں، وہ دو ہاتھوں کی انگلیوں پر بھی شمار نہیں ہو سکتیں، اس حال میں کہ ان کے لیے تلقی بالقبول بھی ضروری ہے۔اور شاید قراء میں سے آپ کسی کے لیے کہیں کہ تم انفرادات کے ساتھ پڑھتے ہو،تو اسی وقت آپ کا انکار کیا جائیگا، کیونکہ قراء کے نزدیک یہ مشہور قاعدہ ہے کہ انفرادات کے ساتھ نہیں پڑھا جائیگا۔البتہ نہایت قلیل انفرادات موجود ہیں، اور وہ بھی اسی بناء پر لی جاتی ہیں کہ ان کو تلقی بالقبول حاصل ہے۔

جبکہ محدثین اکیلے راوی کی روایت قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کے قائل ہیں۔اور اس طرح کی بہت سی ایسی احادیث ہیں، جنکی ایک ہی سند ہے جیسا کہ إنما الأعمال بالنيات

پس محدثین نے ۹۰ ایسی احادیث کو قبول کیا ہے، جن کو صرف امام زھری نے روایت کیا ہے۔اور محدثین اس مسئلہ میں حق بجانب ہیں۔جیسا کہ قراء کرام انفرادات کے ساتھ قراءات کو قبول نہ کرنے اور اسانید کی متعدد شرائط لگانے میں حق بجانب ہوئے ہیں، کیونکہ جمع قرآن کے وقت جلیل القدر صحابی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس مسئلہ میں ان کے امام تھے۔

۲-کتابتِ مصحف کے لیے روایت اور قراءت کی مطابقت کی ضرورت

اسی بنا پر قراء کرام کے ہاں اسانید میں عدم تفرد اور موافقت رسم کی شرط لگائی گئی ہے۔قراء کرام کی اس مسئلہ میں شرائط محدثین سے زیادہ سخت ہیں۔البتہ سب کا منہج (اپنی اپنی جگہ پر) درست ہے۔ان کے نزدیک بھی یہ بات واضح ہے جو قراءات میں تواتر کی شرط لگاتے ہیں۔جو شہرت کے ساتھ اکتفا کے قائل ہیں وہ بھی اس سے بخوبی واقف ہیں، جیسا کہ مکی بن ابی طالب اور ابن الجزری رحمہ اللہ قابل ذکر ہیں۔کیونکہ حتمی طور پر یہ شہرت بھی تلقی بالقبول کے ساتھ ہی مفید ہے۔

خلاصہ

a قراء کرام کے نزدیک ابن کثیر رحمہ اللہ سے بزی کی روایت میں تکبیرات حتمی ہیں۔اور اگر کوئی قاری اس کے مخالف ہو تو اس کے استاد پر اسے متنبہ کرنا واجب ہو گا۔اس لئے کہ روایت منقول شدہ ہوتی ہے،اس میں اجتہاد کا احتمال نہیں ہوتا۔جیسا کہ امام مکی بن ابی طالب کا قول ہے:

و لا أقرأ إلا بما قرأت به.

” میں اس طرح پڑھتا ہوں جیسے مجھے پڑھایا گیا ہے۔“

اسی وجہ سے اگر شاگرد اپنے لئے من طریق شاطبیہ ابن کثیر سے بزی کے لیے تکبیرات ممنوع قرار دے، تو استاد کے لیے اس کی سند روک لینا جائز ہو گا، کیونکہ یہ خبر دینا کہ اس نے ابن کثیر سے بزی کی روایت میں تکبیر کے بغیر پڑھا ہے، تو یہ روایت میں جھوٹ ہو گا۔اس لیے کہ بزی نے ابن کثیر سے بغیر تکبیر پڑھا ہی نہیں۔

البتہ ایک سوال باقی ہے کہ کیا یہ جائز ہے کہ استاد اپنے شاگرد کو اجازہ دے اور اپنے اجازے میں یہ بھی صراحت کر

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دے کہ اس کو تکبیر کے ساتھ نہیں پڑھایا گیا؟ مجھے اس سلسلہ میں کچھ نظر نہیں آیا۔ واللہ اعلم

اس مسئلہ میں میرا موقف یہ ہے کہ قاری اپنے استاد سے تکبیر کے ساتھ پڑھے، پھر اس کے بعد اس بات کی وضاحت کردے کہ وہ تکبیر کے بغیر اختیار کرے گا اور ترک تکبیر والا اس کا اپنا اختیار ہو گا، لیکن مسلمانوں کے لیے اس اختیار کو قبول کرنا لازم نہیں ہو گا۔

b اہل الحدیث کے اصولوں کے مطابق تکبیر صحیح ہے۔

اس معاملہ میں یہ بات کوئی زیادہ مؤثر نہیں کہ محدثین نے روایت حدیث میں امام بزی رحمہ اللہ کو ضعیف قرار دیا ہے، یا حدیث تکبیر کے مرفوع بیان کرنے کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ محدثین تکبیر کے متعلق بات ہی نہیں کر رہے۔ کیونکہ بعض اوقات محدثین لفظاً حدیث کے مرفوع ہونے کو ضعیف قرار دیتے ہیں، اور حکماً صحیح قرار دیتے ہیں۔ اور ان کے ہاں یہ طریقہ معروف ہے۔ اس کی مثال ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

أحلت لنا ميتتان ودمان ، فأما الميتتان فالحوت والجراد، وأما الدمان ، فالكبد والطحال.

[سنن ابن ماجه ، كتاب الأطعمة، باب الكبد و الطحال :3314]

”ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کئے گئے ہیں، مردار: مچھلی اور مکڑی ہے، اور دو خون: کلیجی اور تلی ہے۔“

پس اس حدیث کو عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے مرفوع بیان کیا ہے، جبکہ یہ متروک الحدیث ہے، اور ابو زرعۃ اور حاکم نے اس حدیث کے لیے ابن عمر پر موقوف ہونے کا حکم لگایا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کو حکماً مرفوع کہا ہے، اور اس پر ہمارے شیخ علامہ ابن باز رحمہ اللہ نے ابن حجر رحمہ اللہ کی موافقت کی ہے۔ پس یہ مسئلہ محدثین کے نزدیک فن اسناد سے متعلق ہے۔ لہذا کبھی کبھی وہ لفظاً حدیث کے مرفوع ہونے کو ضعیف، اور حکماً صحیح قرار دیتے ہیں۔

بالکل اسی طرح کے راویوں کے حالات میں تفصیل بیان کرتے ہوئے محدثین، بزی کی رسول اللہ ﷺ سے متعلقہ منقولات کو قبول نہیں کرتے، جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«الديك الْأَبْيَض الأفرق حَبِيبِي» [الموضوعات لإبن الجوزى :1350]

لیکن قرآن سے متعلقہ منقولات کو قبول کرتے ہیں، کیونکہ اس میدان کے وہ شہسوار ہیں۔ دیگر روایات سے مشغول ہونے کیوجہ سے ان احادیث کو روایت کرنے میں ان سے خطا ہو گئی ہے۔ اور انہی کی مثل محدثین حفص کی رسول اللہ ﷺ سے متعلقہ منقولات کو قبول نہیں کرتے، جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان:

مَنْ حَجَّ فَزَارَنِي بَعْدَ مَوْتِي: كَانَ كَمَنْ زَارَنِي فِي حَيَاتِي.

[معجم الطبرانی الكبير :13497- الأوسط :279- الضعيفة :47،1021]

مگر انہوں نے قرآن سے متعلق انکی روایات کو قبول کیا ہے، اور یہ وہی عدل ہے جس پر سلف صالحین چلے ہیں۔

c فقہاء نے بھی تکبیرات کو قبول کیا ہے، اور ان کا اس پر عمل بھی ہے، حتی کہ ہم کسی ایک فقیہ کو بھی نہیں جانتے جس نے بنیادی طور پر اس کا مطلقاً رد کیا ہو۔

اور جو ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے اس میں تو اہل مکہ سے تکبیرات کا اثبات ہے اور اہل مکہ کے علاوہ دیگر سے عدم تکبیر کی افضلیت کا ذکر ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

الشیخ عبد السلام بن محمد الشویعر [1]
ترجمہ و تلخیص: قاری ابوسفیان میر محمدی [2]

اَذان میں کی جانے والی غلطیاں

اذان، شعائرِ اسلام میں سے ایک شعیرہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم پر حملہ کرنے جاتے، اگر رات کو پہنچ جاتے تو صبح ہونے کا انتظار کرتے، اگر وہاں پر اذان ہوتی تو یہ اعلان ہوتا کہ اس بستی میں مسلمان رہتے ہیں، لہٰذا ان پر غارت گری نہ کی جاتی، مبادا کسی مسلمان کو نقصان پہنچے، بلکہ دن چڑھے دوبدو مقابلہ ہوتا۔ اذان مسلمانوں کی موجودگی کا اعلان ہی نہیں بلکہ اسلام کا چہرہ ہے اور غیر مسلمانوں کے لیے اسلام کا پیغام اور دعوت ہے۔ لیکن عام طور پر مؤذن حضرات زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہوتے، لیکن اذان کہنے کا شوق رکھنے والے تجوید و قراءت کے اصولوں سے ناواقف ہوتے ہیں، عجمی تو عجمی ہیں عرب مؤذن بھی اذان کہتے ہوئے بہت ساری غلطیاں کرتے ہیں، جس سے اسلام کی خوبصورتی متأثر ہوتی ہے--اذان کی اصلاح کے لیے الشیخ عبد السلام بن محمد الشویعر نے عام مؤذنوں کی جانب سے جو غلطیاں کی جاتی ہیں، بڑی محنت سے جمع کیں اور ایک طویل مضمون تحریر کیا۔ جامعہ لاہور الاسلامیہ کے استاذ قاری ابو سفیان میر محمدی حفظہ اللہ نے قارئین رشد کے لیے اس عربی مضمون کو بڑی جانفشانی سے اردو میں ڈھالا اور اس کی تلخیص کی۔ اللہ تعالیٰ دونوں مشائخ کو اس کی جزا خیر عطا فرمائے اور مؤذنین کو اس کے ذریعے اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ [ادارہ]

زبان کی درستی اور الفاظ کی اصلاح اہم تر بلکہ مؤکد ترین اور امور میں سے ہے، بالخصوص ان شرعی الفاظ میں جو بطورِ عبادت کے بولے جاتے ہیں، جیسے قراءات قرآن، نماز کی دعائیں، اس کے قولی ارکان و واجبات، اذان اور اس جیسے دیگر شعائرِ اسلام۔

لہجے کی غلطی میں احتیاط برتنا

سلف صالحین لہجے کی غلطی میں بہت احتیاط برتتے تھے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو لہجے کی غلطی پر مارا کرتے تھے۔ [الادب المفرد: ۸۸۰، صحیح]

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: ’’ اور سلف صالحین اپنی اولاد کو لہجے کی غلطی پر ادب سکھاتے تھے، کیوں کہ ہمیں امر ایجاب اور امر استحباب کے طور پر حکم ہے کہ ہم عربی قانون اپنے لیے زبانی یاد کریں اور ہم عربی قانون سے اعراض والی زبانوں کی اصلاح کریں تا کہ ہم کتاب و سنت کے فہم کا طریقہ اور عرب کے اپنے خطاب کے سلیقے کی اقتداء کو محفوظ کر لیں، چنانچہ اگر لوگوں کو ان کے غلط لہجوں پر (کھلا) چھوڑ دیا جائے تو وہ نقص اور عیب بن جائیں گے‘‘۔

[مجموع الفتاویٰ: 252/32]

[1] پروفیسر علوم شرعیہ، كلية الملك فهد الأمنية، رياض

[2] مدرس کلیۃ القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ (مرکز البیت العتیق)، لاہور

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ سلف صالحین لہجے کی اغلاط پر کڑی نظر رکھتے تھے۔

چنانچہ زیرِ نظر مضمون میں ہم اَذان کہنے والوں کی چند اہم اور فاش اغلاط کی نشان دہی کریں گے تا کہ اس سے بچا جا سکے اور اذان کا جو اصل مقصد مطلوب ہے وہ پورا ہو سکے اور اس کا پورا پورا اجر و ثواب حاصل کیا جا سکے۔

اَذان میں غلطی پر مرتب ہونے والے احکام

علماءِ سلف نے اَذان میں لحن جلی پر تنبیہ کی اور ڈرایا ہے، اور اس پر کئی احکام مرتب کیے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

a اذان میں لحن جلی کرنے والے کی اذان باطل ہے۔ اگر شہر میں کوئی دوسرا موذن نہ ہو تو اس کا اعادہ لازمی ہے۔

b جو موذن لحن جلی کا مرتکب ہو، اسے ہٹا کر دوسرا موذن مقرر کرنا ضروری ہے۔

c لحن جلی کا تلفظ بہت سنگین معاملہ ہے، لہٰذا اَذان کو باطل کر دینے والی اَغلاط سے احتراز کرنا واجب ہے بلکہ عمداً ایسی غلطی کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ [المنهج القويم لابن الحجر الهيتمي: ص۳۴]

d ایسے مؤذن کو تبدیل کرنا ممکن ہو تو تبدیل کرنا ضروری ہے، ورنہ غلطی کرنے اور سننے والا دونوں گناہ گار ہیں۔

e علمائے احناف کے یہاں موذن کی اذان کا جواب دینا واجب ہے۔ لہٰذا وہ کہتے ہیں اذان کہنے والا لحان (بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا) ہو اگرچہ وہ چھوٹی غلطیاں ہوں تو اس کا جواب نہیں دیا جائے گا۔

بلکہ بعض نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ غلطی کرنے والے موذن کی اذان سننا جائز نہیں ہے۔

[حاشية ابن عابدين: 1،417؛ حاشية الدر على الغرر : 49/1]

ان پانچ باتوں سے واضح ہوا کہ موذن کو ایسی اغلاط سے دور رہنا چاہیے جو اذان کو باطل کر دیتی ہیں اور موذن ایسا ہونا چاہیے جو اذان کے احکامات سے واقف ہو۔ جیسا کہ ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ”علماء سلف پسند کرتے تھے کہ ان کے موذن ان کے فقہاء لوگ ہوں، کیوں کہ انہوں نے اپنے دین کا ایک معاملہ ان کے سپرد کیا ہے۔

[كتاب الصلاة لفضل بن دكين: 195]

فقہاء کے ہاں اذان میں لحن (لہجے کی غلطی) کا کیا معنی و مفہوم ہے؟

اصول یہ ہے کہ اذان عربی زبان میں ہو، کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کے یہ کلمات سیدنا بلال اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھائے، اور یہ توقیفی عبادت ہے۔ اس لیے عربی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں اذان کہنا صحیح نہیں ہے۔ فقہاءِ مذاہب اربعہ نے بھی یہی موقف اختیار کیا ہے کہ اذان صرف عربی زبان میں ہی درست ہے۔

[المحيط البرهاني :1،352؛ البحر الرائق : 1،324؛ الشرح الكبير 215/2]

لہٰذا جب یہ بات معلوم ہوئی کہ اذان عربی میں ہے، تو پھر عربی کی زبان اور ان کی اَدائیگی کا جو طریقہ ہے، اسی طریقے کے مطابق اذان ہو گی۔ جو اس کے خلاف ہو گی اسے لحن یعنی لہجے کی غلطی کہیں گے۔

چنانچہ ہر وہ شخص جو اذان میں عربی زبان اور نطق باللفظ میں ان کی مخالفت کرے تو وہ لحن کا اِرتکاب کر رہا ہے، خواہ وہ حروف اور مخرج میں مخالفت کرے یا حرکات صرفی اور اعرابی میں یا صفت ادائیگی میں۔

تاہم لفظ ’اللحن‘ (صرف لہجے کی غلطی) مختلف اہل فن کے ہاں اس کے مختلف معانی ہیں، لیکن علماء تجوید کے ہاں ہر حرف کو تجوید کے اصول و ضوابط کے مطابق اس کا حق نہ دینا لحن کہلاتا ہے۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اَذان میں لحن کے ممنوع ہونے کی دلیل

اَذان کے معاملے میں اصول یہ ہے کہ زبان کی درستی ہو، اور عرب کے لہجے کی مخالفت نہ ہو، جیسا کہ ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ”اذان میں جزم ہے۔“ [مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۳۷۷]

یعنی اَذان کے کلمات کے آخری حرف کو لمبا اور کھینچ کر ادا نہیں کرنا چاہیے، اس اثر میں دو باتیں قابل غور ہیں:

ا۔ اَذان میں جزم کا کیا حکم ہے؟

اہلِ علم کا اذان میں جزم کے حوالے سے اختلاف ہے کہ کیا یہ واجب ہے یا مستحب؟ اس میں دو اقوال ہیں:

a اذان میں جزم واجب ہے۔ یہ بعض مالکی علماء کا موقف ہے۔ لبنانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو الحسن، عیاض، ابن یونس، ابن رشد اور خاکھانی رحمۃ اللہ علیہم سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں: ” اذان میں جزم واجبی صفات میں سے ہے نا کہ جائز کی صفات سے۔“

[حاشیہ البنانی: ۱/ ۲۸۱؛ الجامع لابن یونس: ۲/ ۴۴۵]

b اذان میں جزم مستحب ہے۔ یہ علمائے احناف، شوافع، حنابلہ اور جمہور مالکیہ کا قول ہے۔ خرشی کی 'شرح خلیل' میں ہے کہ اذان میں جزم واجبی صفات میں سے نہیں ہے۔ [شرح مجمع البحرین لابن ساعاتی: ۲/ ۱۸؛ الجواب الجزم للسیوطی: ۱/ ۳۴۲؛ فتح مولی المواھب لابن عوض ۲/ ۳۲؛ حاشیہ الخرشی علی خلیل: ۱/ ۲۳۰]

۲۔ اذان اور تکبیر (اقامت) میں جزم کا معنی ومفہوم کیا ہے؟

اذان اور تکبیر (اقامت) کے اندر جزم کے معنی میں علماء کے کئی اقوال ہیں:

ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ” تکبیر میں جزم ہے“

اور فرماتے ہیں: ” اَلفاظ کو لمبا اور کھینچا نہ جائے۔“

[مصنف عبدالرزاق: 2553]

اور یہی تفسیر کبار علماءِ اہل حدیث سے منقول ہے:

جامع ترمذی میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ” حذف سلام سنت ہے۔“ [جامع ترمذی: ۲۹۷] اس کے متعلق عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ” حذف سلام کا مطلب یہ ہے کہ وہ سلام کو زیادہ نہ کھینچے۔“

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تفسیر کرتے ہوئے کہا:

” حذف السلام کو لازم پکڑو۔ یعنی کوئی آدمی لوگوں کے پاس آئے اور کہے السلام علیکم اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آواز لمبا کر کے بہت کھینچا۔ بلکہ وہ السلام علیکم کہے اور احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آواز کو بغیر کھینچے کہا کہ ایسا کہنا چاہیے یعنی کھینچ کر لمبا نہیں کرنا چاہیے۔“ [مسائل امام احمد: ۲۰۳۳]

اسی طرح ابو عبد اللہ البوشنجی رحمۃ اللہ علیہ سے ”حذف السلام“ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا:

” وہ سلام کو کھینچ کر مد نہ کرے، بلکہ وقف کرے۔“ [سنن الکبری للبیہقی: ۲۹۹۲]

اور یہی معنی بعض اہل لغت کے موافق ہے۔

نیز یہ معنی احناف کے قول کے بھی موافق ہے۔ [تبیین الحقائق: ۱/ ۱۱۴؛ منیۃ المصلی وغنیۃ المبتدی لابن امیر حاج: ۲/ ۱۵]

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

c جزم سے مراد اذان کے ہر جملے کے آخری کلمہ کو ساکن کر کے پڑھا جائے اور اعراب اور حرکت کے ساتھ نہ پڑھا جائے۔ یہ اہلِ لغت کی ایک کثیر تعداد نے معنی مراد لیا ہے۔

ابوعبیدہ الہروی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: " کلمے کے آخری حرف کھینچے، نہ اعراب پڑھے، بلکہ اس حرف کو ساکن کر کے پڑھے۔" [الغریبین: ۳۴۰]

d الفاظ میں عدم وصل کرنا، یعنی جملوں کے درمیان فاصلہ کرنا اور ہر جملے سے کلمات کو الگ کرنا جزم ہے۔

[حاشية ابن قندس على الفروع: 14/1]

راجح بات

اذان میں جزم کے متعلق یہ تینوں معانی مراد ہو سکتے ہیں، یعنی تینوں کا احتمال ہے، لیکن سنت یہ ہے کہ الفاظ اور کلمات کو کھینچ کر مد کرتے ہوئے پڑھنا درست نہیں۔ ہر جملے پر وقف کرنا اور وقف کے ساتھ آخری کلمے ساکن کر کے پڑھنا سنت ہے۔ واللہ اعلم

حکم کے اعتبار سے اذان میں لحن کی اقسام

فقہاء نے اذان، نماز اور قراءات میں لحن کی دو قسمیں بنائی ہیں:

a **لحن جلی:** یعنی ایسی غلطی جو لفظ کے اصل معنی سے پھیر دے اور معنی اصلی تبدیل ہو جائے۔

[شرح زروق للرسالة: 207/1]

فقہاء کے نزدیک اذان میں جب لحن جلی واقع ہو جائے تو وہ اذان باطل ہو جاتی ہے، لحن جلی کی موجودگی میں اذان شمار نہ ہوگی، اس کے باوجود کہ ان کا اس میں اختلاف ہے کہ جہالت قابل عذر ہے یا نہیں؟

b **لحن خفی:** ایسی غلطی جو اذان کے معانی کو تبدیل تو نہیں کرتی اور نہ ہی اس کا نظم بدلتی ہے، اگرچہ وہ ظاہری غلطی ہوتی ہے۔

اذان میں لحن خفی کے متعلق فقہاء کا اختلاف

فقہاء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا اذان میں لحن خفی اذان کو باطل کرتی ہے یا نہیں؟ اس میں دو قول ہیں:

a اذان باطل نہیں ہوتی، بلکہ کراہت کے ساتھ صحیح ہوتی ہے۔ یہ جمہور اہل علم اور آئمہ اربعہ کا قول ہے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔[تحفة الخلان للرمراداشي: 145؛ الفواكه العواني المنفراوي: 173/1؛ المنهج القويم لابن الحجر الهيتمى: ص 34؛ مجموع الفتاوىٰ: 23، 368]

b وہ اذان جس میں لحن خفی واقع ہو، وہ صحیح نہیں ہے۔

راجح موقف

اس مسئلے میں راجح موقف عام اہل علم کا ہے، کیوں کہ اس طرح اغلاط سے بچنا ہر ایک کے لیے ناممکن ہے۔ اور یہ لوگوں کے لیے مشقت کا باعث بھی ہے بالخصوص دیہات وغیرہ میں رہنے والے لوگوں کے لیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لحن جلی میں جہالت کا اثر

جب کوئی ایسا مؤذن لحن جلی کرتا ہے، جو عربی زبان یا اس حرف کے مخرج اور کیفیت نطق سے جاہل ہے۔ تو کیا اسکی جہالت قابل عذر ہے تاکہ اس کی اذان پر صحت کا حکم لگایا جائے یا وہ ناقابل عذر ہے تو پھر اذان کو دوبارہ کہنا ضروری ہے جب کہ وقت ابھی باقی ہو۔ اس میں علماء کے دو قول ہیں:

a اس کی یہ جہالت قابل عذر نہیں ہے اس پر لازم ہے کہ وہ ان امور کو سیکھے۔ یہ مذہب مالکیہ، اکثر شافعیہ، حنابلہ اور بعض حنفیہ کا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:

[حاشية الشبر املسی علی النهاية: ۱/۴۵۹؛تصحيح الفروع: ۲/۱۶۴؛منية المصلی وغنية لابن أمير حاج: ۲/۱۵]

b یہ جہالت قابل عذر ہے، اس کی اذان درست ہو گی، اگرچہ اس پر تعلیم حاصل کرنا لازم ہے۔ یہ بعض شوافع اور احناف میں سے محمد بن مقاتل کا قول ہے۔

راجح بات

شاید یہ جہالت قابل عذر ہو جیسے بعض حروف کے نطق سے عاجز آدمی معذور ہوتا ہے ایسے ہی اذان میں لحن خفی کرنے والا بھی معذور ہے۔

لیکن اس سے وجوب تعلم کی نفی نہیں ہوتی۔ یعنی الفاظ کی درستی کے لیے وہ کوشش کرے اور صحیح الفاظ کی ادائیگی سیکھے۔ واللہ اعلم

مؤذنین کے اغلاط کی صورتیں اور اس کی مثالیں

اہل علم نے اذان میں اغلاط کی تفصیلاً اور تعداد کے اعتبار سے متعدد صورتیں بیان کی ہیں اور ہر غلطی کو وضاحت کے ساتھ مع الدلیل، تفصیل اور حکم کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اذان میں ادائیگی کے لحاظ سے چار قسمیں بنتی ہیں:

۱۔ الفاظ کی زیادتی ۲۔ الفاظ میں کمی ۳۔ حروف کو بدل دینا ۴۔ وقف اور وصل میں غلطی کرنا۔

اب ہم ان چاروں اقسام کی تفصیل ذکر کرتے ہیں، اور ان کا حکم واضح کرتے ہیں۔

مبحث اول: اذان کے الفاظ میں زیادتی

اس کی دو اقسام ہیں:

a ایسی زیادتی کہ جس سے اذان کا معنی و مفہوم ہی بدل جائے، یا الفاظ میں اضافہ ہو، ایسی زیادتی جائز نہیں ہے۔ ایسی زیادتی کرنے سے اذان باطل ہو جاتی ہے، اسے شمار نہ کیا جائے گا، اس پر اجماع منقول ہے۔

b ایسی زیادتی کہ جس سے نہ معنی تبدیل ہو اور نہ ہی جملے میں کوئی اضافہ ہو، مثلا: "اللہ اکبر" کی بجائے "اللہ الا کبر" وغیرہ جیسی صورت ہو۔

ایسی زیادتی کے باعث اذان کے صحیح ہونے میں اہل علم کے دو قول ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

a احناف، مالکیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے کہ یہ زیادتی اذان کو باطل کر دیتی ہے، کیوں کہ اذان توقیفی ہے اور اس پر زیادتی غیر مشروع ہے۔

تفصیل کے لیے دیکھیں: حاشیہ الدر و علی الغرر: ۱/۴۹؛ المدخل لابن الحاج: ۲/۲۶۲؛ اقتضاء الصراط المستقیم: ۱/۲۸۰

دمرداشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "اذان میں اگر ایک حرف کے بدلے دوسرا حرف پڑھا جائے تو ایسا کلمہ صحیح نہ ہوگا، پھر اگر مؤذن اس کا اعادہ نہ کرے گا تو وہ اذان باطل ہو جائے گی۔" [تحفة الخلان للدمرداشی: ص ۱۴۵]

b شوافع کے ہاں اذان میں ایسی زیادتی جس سے معنی نہ بگڑے اذان باطل نہ ہوگی، لیکن اس کے مکروہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ [روض الطالب لابن المقری: ۱/۵۹] اور یہ بعض حنابلہ کا بھی موقف ہے۔ [حواشی الاقناع ۱/۲۰۹]

اذان میں زیادتی کی صورتیں

a ایسا حرف زیادہ کرنا جو اذان میں نہ ہو۔

b اذان میں شد کی زیادتی۔

c تنوین زیادہ پڑھنا۔

d ایسی حرکات زائد پڑھنا جو موجود ہی نہ ہوں۔

e حرکات میں اشباع پیدا کر کے پڑھنا۔

f مد کو زیادہ کرنا۔

اب درج ذیل ان چھ اقسام کو تفصیل سے ذکر کیا جاتا ہے:

۱۔ اذان میں حرف زیادہ کرنا

حروف تہجی میں سے کوئی حرف زائد پڑھ دینا۔ فقہاء نے اس کا حکم یہ بیان کیا ہے کہ مؤذن کو اذان میں حروف کی زیادتی سے روکا جائے گا۔

مثلاً: کوئی مؤذن کہے: واللہ أکبر واللہ أکبر

یہاں (واو) شروع میں زیادہ کیا گیا ہے۔ ایسی غلطی لحن جلی شمار ہوگی اس کی دو وجہیں ہیں: ایک تو اذان میں اضافہ ہے دوسرا اس کا معنی بھی تبدیل ہو گیا ہے۔ ایسی غلطی کو فقہاء لحن جلی شمار کرتے ہیں۔

تفصیل کے لیے دیکھیے: [کشف المخدرات للبعلی الحنبلی: ۱/۱۰۵؛ اقناع للخطیب الشربینی: ۱/۱۸۵]

اور جیسے مؤذن کا اذان کے آخر میں کہنا: ولا إله إلا الله

یہاں بھی (واو) زائد ہے۔ اس غلطی میں فقہاء کہتے ہیں کہ اذان باطل نہیں ہوتی۔

۲۔ اذان میں شد کو زیادہ کرنا

اس کا مطلب یہ ہے کہ اذان میں بغیر شد والے حروف کو شد کے ساتھ پڑھنا۔

اس کے حکم میں فقہاء کے مابین اختلاف ہے۔ تاہم اسے لحن ضرور قرار دیتے ہیں، چنانچہ اگر شد کے اضافے سے معنی خراب ہو جائے تو پھر شوافع کے ایک قول کے مطابق اَذان باطل ہو جائے گی۔ اور اگر شد کے اضافہ سے معنی نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بگڑے اور نہ ہی کلام قبیح بنے، تو پھر بعض احناف کے ہاں ضروری نہیں کہ وہ اذان فاسد ہی قرار پائے۔

[المحیط الرھانی :۱/۳۲۰]

مثلاً مؤذن کہے: اللہ أکبر باء کی تشدید کے ساتھ۔ اس غلطی کو شوافع کی ایک کثیر تعداد لحن جلی قرار دیتی ہے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:[الاقناع 1/113؛حاشیۃ الشبرا ملیسی علی النھایۃ :1/459]

اسی طرح مؤذن کہے: اللہ أکبر راء کی تشدید کے ساتھ۔ اس قسم کی غلطی پر شوافع نے باز رہنے کا حکم دیا ہے اور بعض نے کہا کہ یہ ایسی لحن جلی ہے جو اذان اور نماز کو باطل کر دیتی ہے۔ ہم اس قول کو الشمس الرملی رحمۃ اللہ علیہ نے مردود قرار دیا ہے، کیوں کہ تشدید معنی نہیں بدلتی، لہٰذا یہ لحن خفی ہے۔ [النھایۃ المحتاج:۱/۴۵۹]

۳۔ اذان میں تنوین زیادہ پڑھنا یعنی بغیر تنوین والے حرف کو تنوین کے ساتھ پڑھنا

مثلاً: أشھد أن لا إلہ إلا اللہ اس غلطی کے بارے میں بعض فقہاء نے متنبہ کیا ہے اور بعض مالکیہ اسے فاش غلطی قرار دیتے ہیں۔ تاہم یہ لحن خفی میں شمار ہوتی ہے اور ایسا پڑھنا مکروہ ہے۔

۴۔ غیر موجود حرکات کو زیادہ پڑھنا

اس کی دو صورتیں ہیں:

(ا) کلمے کے وسط یا آخر میں ساکن حرف کو حرکت سے پڑھنا جب کہ وہ سکون اصلی ہو۔

مثلاً: أشھد أنَ لا إلہ إلا اللہ نون کی فتح کے ساتھ پڑھنا۔

(ب) جملے کے آخری حرف پر اعراب پڑھنا جبکہ اس پر سکون عارضی ہو۔

مثلاً أشھد أن لا إلہ إلا اللہٌ میں لفظ جلالہ کے آخری حرف پر تنوین پڑھنا

یہ دونوں صورتیں اذان کو باطل نہیں کرتیں، یہ لحن خفی شمار ہوں گی۔

تفصیل کے لیے رجوع کریں: الجواب الحزم عن حدیث التکبیر جزم: ۱/۳۴۷

۵۔ حرکات کا اشباع

اس کا مطلب یہ ہے کہ حرکات کو اس مبالغے سے ادا کرنا کہ وہ حرف بن جائے۔

ابو العباس المھدوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اشباع یہ ہے کہ فتحہ کی ادائیگی ایسے کی جائے کہ وہ الف بن جائے، ضمہ واو اور کسرہ یاء بن جائے۔[التحصیل للمھدوی: ۷/۲۹۶]

حرف بننے سے مراد یہ ہے کہ وہ حرکت اپنے موافق حرف مد بن جائے، یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی دوسرا حرف پیدا ہو جائے۔

مثلاً: أشھد میں 'ھا' کا فتح الف میں بدل کر اشھاد بن جائے۔

ایسی تمام غلطیاں لحن خفی شمار ہوں گی۔ اور یہ مکروہ ہے۔

اسی طرح اللہ أکبر، اللہ و أکبر بن جائے۔

نیز بعض فقہاء لفظ جلالہ کی ھاء میں اس قسم کی غلطی کو لحن جلی بھی شمار کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ أکبار یہاں فتحہ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشباع ہے وہ الف بن گیا۔

اس کے حکم میں علماء کے دو قول ہیں:

a ایسا کہنا جائز نہیں اور جان بوجھ کر ایسا کہنے والا کافر ہے۔ یہ جمہور فقہاء اور ائمہ اربعہ کا قول ہے۔

b ایسا کہنا نماز کو فاسد نہیں کرتا، یہ بعض احناف سے منقول ہے۔

راجح بات

ہمارے نزدیک اس میں راجح بات یہ ہے کہ یہ بظاہر ایسی غلطی ہے جو کہ ممنوع ہے جائز نہیں۔ تاہم اس کے ممنوع ہونے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ اذان باطل ہو جائے اور نہ اس کا قائل کافر ہو گا، کیوں کہ بعض مؤذنین کا اس سے احتراز کرنا مشکل ہے۔ واللہ أعلم بالصواب

اسی طرح أشهاد أن لا إله إلا الله ،أشهاد أن لا إله إلا الله

أشهد أنا لا إله إلا الله ، أشهد أنا لا إلها إلا الله

أشهد أن محامدا رسول الله ،أشهد أن موحمدا رسول الله

أشهد أن محمد راسول الله ،حاى على الصلاة يا حاى على الفلاح

حيا على الصلاة يا حيا على الصلاة،حيا على الصلاة يا حيا على الفلاح

حى على الصالاة اور حى على الفالاح میں لحن خفی ہیں اور ایسا کہنا مکروہ ہے۔

۶۔ مد کو زیادہ کرنا

اذان میں مد کرنے کے حوالے سے تین قسمیں بنتی ہیں:

a ایسی مد جو تجوید اور اداء کے قواعد کے مطابق ہو۔

جیسے مد اصلی (مد طبعی) یعنی وہ مد جس کے بغیر ذات حرف درست نہ ہو۔

اور دوسری مد فرعی، یعنی مد طبعی کی مقدار سے زائد مد کرنا اس کی صورت مد جائز مثلاً لا إله اور مد عارض للسکون مثلاً لا إله إلا الله بنتی ہے۔ اس مد کے متعلق فقہاء کہتے ہیں کہ کلمات اذان میں مباح ہے، مگر اَولیٰ اور اِحتیاط کا تقاضا ہے کہ یہاں مد جائز نہ کی جائے۔

b اذان میں مد کی دوسری صورت ایسی مد کی ہے جو کلام کے نظم کو خراب کر دے اور معنی بدل دے، جیسے 'اللہ' کے ہمزہ پر یا 'اکبر' کے ہمزہ پر مد طبیعی سے زائد مد کرنا۔

یہ لحن جلی کی قسم بنتی ہے جو جمہور فقہاء کے قول کے مطابق اَذان کو باطل اور فاسد کر دیتی ہے۔

c مد زائد کی تیسری قسم یہ ہے کہ معروف مد سے زیادہ مقدار کی جائے اور اس مد سے معنی تبدیل ہوتا ہے اور نہ ہی نظم بدلتا ہے۔

اس کی دو صورتیں ہیں:

(ا) حروف مدہ ولین کے حروف کے علاوہ پر مد کی جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ب) مد جائز کے حروف کے علاوہ پر مد کی مقدار کو زائد کرنا۔

ایسی مدنہ اذان کو باطل کرتی ہے اور نہ حرام، کیوں کہ یہ لحن جلی نہیں کہ معنی تبدیل کر دے، تاہم فقہاء نے اس کے مکروہ ہونے پر نص بیان کی ہے۔ اس کے مکروہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اصل مد کی مقدار موجود تھی، متکلم نے اس مقدار سے زائد پڑھا ہے اس لیے مکروہ ہے۔

چنانچہ مؤذن کا الله و أکبر کہنا لحن جلی ہے، کیوں کہ یہاں معنیٰ خراب ہو رہا ہے۔

اسی طرح الله أکبار کہنا بھی خطا اور فاش غلطی ہے۔

فقہاء نے اس غلطی سے متنبہ کیا ہے، اذان کے باطل ہونے پر نص ذکر کی ہے، کیوں کہ اس سے ایک فاسد معنی بن جاتا ہے، نیز یہ لحن جلی شمار ہو گی۔ اسی طرح "أشھدو أن لا إله إلا الله" کہنا بھی لحن جلی ہے اور اس پر فقہاء نے اذان کے باطل ہونے پر نص بیان کی ہے۔[ابن قدامہ فی المغنی:۲/۹۰]

مبحث ثانی: اذان میں کمی

اذان میں کمی سے مراد یہ ہے کہ اذان کے بعض الفاظ یا حروف یا حرکات کو چھوڑ دینا۔ فقہاء نے اس کے ممنوع ہونے پر نص بیان کی ہے۔

چنانچہ اذان میں کمی کی سات صورتیں بنتی ہیں:

a اذان کے جملوں میں سے کسی ایک جملے یا زیادہ کو چھوڑ دینا۔

b اذان کے حروف میں سے کسی ایک حرف یا زیادہ کو چھوڑ دینا۔

c مشدد حرف کو تخفیف سے پڑھنا۔

d تنوین کو نہ پڑھنا۔

e حروف کی حرکات کو ترک کر دینا۔

f ادغام نہ کرنا۔

g مد طبعی نہ کرنا۔

ان میں پہلی صورت لحن میں شامل نہیں ہے لہذا اس پر بات نہیں ہو گی۔ باقی چھ صورتوں کی وضاحت ہم ذیل میں کرتے ہیں:

ا۔ اذان میں حروف کی کمی

مؤذن کلمات اذان میں سے کسی حرف کو گرا دے، نہ پڑھے۔ مثلاً ہمزہ یا لفظ 'الله' کی ھاء سے پہلے الف ساکن کو ساقط کر دینا۔ اس بارے میں فقہاء کے دو قول ہیں:

پہلا قول یہ ہے کہ کلمات اذان میں سے کوئی حرف ساقط کیا گیا تو یہ درست نہیں ہے اور نہ ہی اسے شمار کیا جائے گا۔ یہ احناف کا قول ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ جب کوئی زائد حرف حذف کیا جائے، کلمے کے اصلی حروف ادا کیے جائیں اور اس سے کمی کرنا مقصود نہ ہو تو اذان فاسد نہیں ہوتی۔ یہ بھی احناف کا قول ہے۔ ذیل میں اس کی مثالیں ملاحظہ کریں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الل أكبر یہاں ھاء کو ساقط کر دیا گیا ہے، یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ اس پر ائمہ کرام نے تنبیہ کی ہے۔

اسی طرح" اشهد أن لا إله إلا الله " یہاں 'ہاء' کو چھپایا گیا ہے اور اس کا تلفظ نہیں کیا گیا، اس لیے بعض فقہاء نے اسے لحن قرار دیا ہے۔

اسی طرح لفظ جلالہ میں 'ھاء' سے قبل الف ساکن کو حذف کرنا، اہل علم کے ہاں لحن جلی ہے اور عمداً کرنے والے کی اذان باطل قرار پائے گی۔

اسی طرح أشهد لا إله إلا الله ہے کہ 'لام' سے پہلے ہمزہ کے بغیر پڑھنا یہ واضح خطا ہے کیوں کہ لفظ 'ان' کو حقیقتاً ترک کیا گیا ہے۔

اسی طرح حی عصلاة یاحی عفلاح پڑھنا۔

یہاں 'علی' کے حرف سے 'لام' اور 'الف' کو ساقط کر دیا گیا ہے اور یہ لحن جلی ہے۔

۲۔ حرف مشدد کو تخفیف سے پڑھنا

اس کی دو صورتیں ہیں:

a پہلی صورت یہ ہے کہ شد کی ادائیگی نہ تو ترک جیسی ہو اور نہ اثبات جیسی۔ چنانچہ اگر اس سے معنی نہ بگڑے تو یہ غیر فاسد ہے۔ جب معنی میں تبدیلی واقع ہو تو یہ لحن شمار ہو گی۔

b تشدید کلیتاً ترک کر دی جائے، اس میں اہل علم کے دو اقوال ہیں:

۱. شوافع اور حنابلہ کے ہاں یہ صحیح نہیں ہے۔

۲. حنابلہ اور اَحناف کے ایک قول کے مطابق اگر اس سے معنی تبدیل نہ ہو تو پھر صحیح ہے۔

جیسے أشهد ألَا اله إلا الله بغیر نون اور لام پر عدم تشدید کے ساتھ پڑھنا۔ یہ لحن میں شمار ہو گا، کیوں کہ اِدغام کیے بغیر اَدا کیا گیا ہے۔

احناف میں سے دمرداشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ لحن ہے۔ [تحفة الخلان للدمرداشي: ۱۴۵]

اسی طرح أشهد أنْ محمد رسول الله میں نون تخفیف واخفا کے ساتھ پڑھنا۔

اہل علم اسے بھی لحن میں شمار کرتے ہیں اور بعض شوافع اسے اذان کے باطل ہونے کی وجہ قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح حیْ علی الصلاۃ اور حیْ علی الفلاح میں 'یا' کو بغیر تشدید کے پڑھنا بھی لحن خفی ہے اور اس طرح پڑھنا مکروہ ہے۔

۳۔ ترک تنوین کے ساتھ اذان میں کمی

اس کی صورت یہ ہے کہ تنوین والے حرف کو بغیر تنوین کے ادا کرنا، چنانچہ اذان میں کسی بھی جگہ ترک تنوین کو لحن تصور نہیں کیا گیا سوائے ایک جگہ کے، وہ یہ ہے کہ موذن کہے: أشهد أن محمدَ رسول الله

در حقیقت یہ لحن جلی نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۔ حروف کی حرکات کی کمی

متحرک حرف کو ساکن کرکے پڑھ دینا، جیسے اللہْ أكبر ، أشهد أن لا إلهْ إلا الله اور أشهدْ أن لا إلهْ إلا الله میں 'ھاء' اور 'دال' کو ساکن کرکے ادا کرنا لحن خفی ہے۔ ایسا کرنا مکروہ ہے۔

۵۔ ترک ادغام

کلمات اذان میں ادغام نہ کرکے کمی کرنا۔ اذان میں دو جگہ ادغام ہوتا ہے شہادتین میں، جیسے: أشهد أن محمدَ رسول الله کو أشهد أن محمدَ رسول الله پڑھنا لحن ہے۔

تاہم اہل علم میں یہ اختلاف ہے کہ یہ لحن جلی ہے یا خفی؟

پہلا قول ہے کہ یہ ایسی غلطی ہے جس سے اذان باطل ہو جاتی ہے، کیوں کہ یہاں ادغام واجب ہے۔

لیکن اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہاں کوئی حرف ترک نہیں کیا گیا کہ اس کی وجہ سے اذان باطل ہو۔

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ اذان کو باطل کر دینے والی غلطی نہیں ہے کیوں کہ ادغام نہ کرنے کی وجہ سے معنی تبدیل نہیں ہوا۔ یہ احناف بعض شوافع اور حنابلہ کا قول ہے۔

راجح بات

اس میں راجح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ یہ لحن جلی نہیں، بلکہ لحن خفی ہے تاہم اس سے احتراز ضروری ہے۔

۶۔ مد طبیعی کو ترک کرنا

حرف مد یا حرف لین کو صفت لازمہ کے ساتھ لمبا کرکے پڑھنے کو مد طبیعی کہتے ہیں۔ علماء نے قرآن مجید میں مد طبیعی کے ترک کو حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ اذان میں مد طبیعی کے ترک کی چند صورتیں درج ذیل ہے۔

مثلاً اللہ أكبر میں لفظ جلالہ کے دوسرے الف میں مد طبیعی ترک کر دینا، چنانچہ لفظ جلالہ میں اس طرح کی کمی کے حوالے سے اہل علم کا اختلاف ہے کہ کیا اس سے اذان باطل ہو گی یا نہیں؟

تاہم اس میں راجح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ لفظ جلالہ میں 'ھاء' سے قبل الف مدہ کو ترک کرنا لحن خفی اور مکروہ ہے۔ اسی طرح شہادتین کے کلمات میں لفظ جلالہ کا معاملہ ہے۔ اور اذان کا آخری جملہ لاإله إلا الله کے لائے نافیہ میں الف مدہ کے متعلق بھی اہل علم کا یہی قول ہے۔

مبحث ثالث: ابدال

ابدال سے مراد یہ ہے کہ کسی حرف کو دوسرے حرف سے یا حرکت کو دوسری حرکت وغیرہ سے بدل دینا۔

ایسا کبھی عمداً ہوتا ہے اور کبھی خطاً، اور کبھی زبان کی لکنت وغیرہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اذان میں ابدال کی تین صورتیں بنتی ہیں:

a اذان کے حروف میں ابدال یا تبدیلی

b حرکات میں ابدال

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

c صفات حروف میں ابدال

پہلی صورت: اَذان کے کسی ایک حرف کو دوسرے سے بدل کر پڑھنا۔

یہ صورت اَنواع ابدال میں سب سے خطرناک غلطی ہے۔

چنانچہ اہل علم نے اس قسم کی غلطی کی وجہ سے اذان کے باطل ہونے پر نص بیان کی ہے۔

تفصیل کے لیے دیکھیے: تحفة الخلان للدمرداشي: 145؛حاشية البدى على شرح الدليل :57

لیکن دو صورتوں میں اذان باطل نہ ہوگی:

جب بندہ حرف کی صحیح ادائیگی سے عاجز ہو۔

جب دو حرفوں کے مابین مخرج ایک ہو یا قریب مخرج ہو۔

جیسے الله أكبر میں کاف کی جگہ 'قاف' یا 'غین' یا 'جیم' پڑھنا۔

شوافع اور حنابلہ نے اس کے غیر صحیح ہونے پر نص بیان کی ہے۔

تاہم اس میں راجح بات یہ ہے کہ اگر کسی بھی حرف کی صحیح ادائیگی کی صلاحیت ہو، پھر بھی وہ حرف بدل دے تو یہ لحن جلی تصور کی جائے گی، لیکن اگر مؤذن اس کی ادائیگی سے عاجز ہو تو اسے معافی ہے۔

اس طرح الله أكبر میں 'راء' کو 'لام' میں بدل کر پڑھنا۔

اسی طرح رسول الله اور الصلاة میں 'سین' کو 'صاد' سے اور 'صاد' کو 'سین' سے بدل کر پڑھنا۔

اسی طرح حي على الصلاة میں 'حاء' کو 'ھاء' میں بدل کر پڑھنا۔

گزشتہ قاعدے کے مطابق یہ لحن جلی ہے۔

دوسری صورت: حرکات میں ابدال، یعنی کلمات کے حرکات میں غلطی کرنا۔

اس سے مراد حرکت کو بدلنا ہے اور یہ اِعراب میں غلطی ہے۔

اس کی دو حالتیں ہیں:

d **پہلی حالت:** حرکت میں ایسی تبدیلی کرنا جس سے معنی بگڑ جائے۔ جمہور اسے لحن جلی قرار دیتے ہیں۔

e **دوسری حالت:** اعراب بدلے، معنی تبدیل نہ ہو۔ فقہا نے نصا کہا ہے کہ اس سے اذان باطل نہیں ہوتی۔

جیسے مؤذن کا أشهد أن محمد رسولَ الله 'لام' کو فتحہ کے ساتھ پڑھنا اور أشهد أن محمدُ رسول الله 'دال' کو ضمہ کے ساتھ پڑھنا۔ اس طرح کی غلطیاں راجح قول کے مطابق لحن جلی نہیں ہیں۔

تیسری صورت: حرف کی صفت اور کیفیت میں ابدال

کسی حرف کو موٹا یا باریک یا کسی حرف کی آواز میں سختی یا نرمی، یا کسی حرف کی آواز مثل سیٹی کے یا کسی حرف کی آواز میں چھٹکا سا محسوس ہونا وغیرہ، یہ سب حرف کی صفت اور کیفیت ہے۔

ان کیفیات کو مد نظر نہ رکھنے سے حرف میں ابدال ہوتا ہے، مثلاً لفظ جلالہ کو پُر (موٹا) کر کے نہ پڑھنا، اور أكبر کی 'راء' کو باریک ادا کرنا، اور رسول الله کی سین کو موٹا کر کے صاد پڑھنا وغیرہ۔

یہ تمام صورتیں مکروہ ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

مبحث رابع: وقف اور وصل کی صورت میں غلطی کرنا

اذان کے جملوں میں فصل (نہ ملانے) اور وصل (ملانے) کی دو صورتیں ہیں:

(۱) اذان کے جملوں میں فاصلہ کرنا

(۲) ایک ہی جملے کے کلمات کے درمیان فاصلہ کرنا

۱۔ اذان کے جملوں میں فاصلہ کرنا

ایک جملہ کے کلمات کے درمیان فاصلہ کرنا۔ اَذان کے جملے محدود ہیں، لہٰذا ہم مختصر بعض جملوں کو بعض ملانے اور فاصلہ کرنے کے متعلق جو صورتیں بنتی ہیں وہ ذکر کرتے ہیں۔

تکبیر کے دو جملوں کے درمیان عدم وقف کرنا

یعنی الله أكبر الله أكبر اب اس میں سنت ان کو اکٹھا ادا کرنا ہے یا دونوں جملوں کو الگ الگ پڑھنا اَفضل ہے؟

ایک قول: ہر تکبیر پر وقف کرنا اور دونوں جملوں میں فاصلہ کرنا افضل ہے یعنی الله أكبر، الله أكبر کہنا۔ یہ بعض مالکیہ اور حنابلہ کا قول ہے۔

دوسرا قول: دونوں جملوں کو ملا کر پڑھنا افضل ہے، یہ شوافع کا مذہب ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

”ہمارے اصحاب کہتے ہیں مؤذن کے لیے ایک ہی سانس میں دو تکبیروں کو کہنا مستحب ہے، یعنی ایک سانس میں کہے: الله أكبر الله أكبر اور دوسرے سانس میں کہنا: الله أكبر الله أكبر. [شرح صحیح مسلم: ۱۷۹/۴]

تیسرا قول: تکبیر میں وصل اور وقف میں جواز کا ہے۔ یہ اندلس کے بعض مالکیوں کا ہے۔

چنانچہ راجح دونوں تکبیروں کو الگ الگ کر کے پڑھنا ہے، اگرچہ بغیر کسی کراہت کے وصل بھی جائز ہے۔

تکبیرات کے علاوہ دوسرے جملوں میں وصل کرنا

یعنی تکبیر کے جملوں کے سوا دیگر جملوں کو اکٹھا ادا کرنا۔ مثلاً أشهد أن لا إله إلا اللهُ أشهد أن لا إله إلا الله دونوں کو ملا کر پڑھنا۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ جملوں میں فاصلہ کرنا سنت ہے اور ترک سنت مکروہ ہے۔

جملوں کے درمیان فاصلہ کو لمبا کر دینا

چنانچہ فاصلہ کرنا مشروع ہے، مگر اس میں وقفہ لمبا کر دینا ممنوع ہے۔

تاہم اہل علم کا اس بات میں اختلاف ہے کہ اس سے اذان باطل ہو جاتی ہے یا نہیں؟ پہلا قول یہ ہے کہ اذان کے جملوں کے درمیان لمبا فاصلہ اذان کو باطل کر دیتا ہے۔ یہ مالکیوں، متعدد شافعیوں اور حنبلیوں کا قول ہے۔

دوسرے قول کے مطابق لمبا فاصلہ باطل نہیں کرتا، یہ شوافع کا قول ہے۔

۲۔ ایک ہی جملے کے کلمات کے درمیان فاصلہ کرنا

اس کی صورت یہ ہے کہ جملے کے الفاظ پورا ہونے سے پہلے درمیان میں وقف کرنا، یہ مذموم غلطی ہے۔

جیسے أشهد أن لا إله پڑھ کر خاموش ہو جانا پھر مکمل پڑھنا اور یہاں وقف ممنوع ہے۔ اسی طرح تکبیر کے دو کلموں میں وقف کرنا الله أكبر کو الله ، أكبر پڑھنا۔ یہ لحن جلی ہے اور اذان کو باطل کر دیتی ہے۔

اور مد (طبیعی) کرتے وقت خاموش ہو جانا۔اس کے متعلق اہل علم نے تنبیہ کی ہے کہ اس سے بچنا چاہئے۔

☆ واضح رہے کہ اذان میں دو قسم کی غلطیاں ہوتی ہیں، جنہیں لحن جلی اور لحن خفی کہتے ہیں۔

لحن جلی کے بارے میں اکثر فقہاء کا قول ہے کہ اذان باطل ہو جاتی ہے۔لہذا اس سے بچنا واجب ہے۔

اور لحن خفی کے بارے میں ان کا قول ہے کہ اذان تو باطل نہیں ہوتی مگر ایسی غلطی کرنا مکروہ ہے۔ چنانچہ ہمیں مساجد میں اہتمام کرنا چاہیے کہ اذان کہنے والوں کی تربیت کی جائے ، اذان کے احکام و مسائل سے متعلق بنیادی اور ضروری آگاہی دی جائے۔ذیل میں اذان کے اندر چند لحن جلی کی صورتیں ذکر کی جاتی:

الله واكبر	والله أكبر	اللا اكبر
اللهو أكبر	الله واكبر	الله أكبار
الله اقبر	شهد أن لا إله إلا الله	أشهد أن لا إله إلا الله
حيا على الصلاة	حى عصلاة	حى على الصلا
حى عفلاح	عى على الصلاة	لا إله إلا اللا

اللہ تعالیٰ ہمیں اذان، قرآن مجید اور ذکرِ الٰہی کے الفاظ کا تلفظ اور ادائیگی صحیح سے کرنے کی توفیق بخشے۔ امین

حصول علم کے لیے ۴۵ سالہ سفر

حافظ ابن مندہ اپنے وطن عزیز سے بیس سال کی عمر میں طلب علم کے لیے نکلے اور مسلسل ۴۵ سال تک سفر کرتے رہے، اور علم حاصل کرتے رہے، ۶۵ سال کی عمر میں اپنے وطن واپس ہوئے، جب گھر سے نکلے تو چہرہ پر ایک بال نہ تھا، اور جب لوٹے تو داڑھی کے بال سفید ہو چکے تھے، مگر اتنے عرصے میں کتنا علم حاصل کیا، تو جعفر مستغفری فرماتے ہیں کہ میں نے حافظ ابو عبد محمد بن اسحق ابن مندہ سے، ایک مرتبہ پوچھا کہ آپ نے کتنا علم حاصل کیا، تو کہا پانچ ہزار من وزن کے برابر، اللہ اکبر۔ [تذکرۃ الحفاظ]

قاری شہریار الحسن صدیقی[1]

الله أكبر الله أكبر کا اعراب

عربی زبان میں اکثر و بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ حرف علت کو کسی لفظ سے گرادیں تو معنی بگڑ جاتا ہے، مثلاً لائے نفی و نہی کو بغیر الف پڑھیں تو وہ لام تاکید بن جائے گا، اسی طرح کسی لفظ میں حرف علت کا اضافہ کر دیں، تو بھی معنی بگڑ جاتا ہے، مثلاً لام تاکید سے نفی یا نہی بن جائے گا۔ عوام تو عوام پڑھے لکھے لوگوں کو بھی اس غلطی میں مبتلا دیکھا گیا ہے۔ یہ مضمون اسی طرح کی ایک غلطی کی اصلاح سے متعلق ہے، جو لوگوں میں عام دیکھی گئی ہے۔ [ادارہ]

اذان کے کلمہ الله أكبر، الله أكبر پر عام مؤذن بہت ظلم کرتے ہیں، کبھی اللهو پڑھتے ہیں، اور کبھی اکبر کو اکبار کہتے ہیں، جس سے اس کا معنی ہی بگڑ اجاتا ہے۔ اکبار کے متعلق کبار علماء نے لکھا ہے کہ یہ شیطان کا نام ہے۔ اب قارئین خود سوچیں کہ اس جملے کا معنی کس قدر قبیح بن گیا۔ غنية المستملی فی شرح منية المصلی، المعروف به حلبی كبير از الشيخ إبراهيم الحلبی :۲۵۹ کی شروح وکتب فقہ میں اس پر کلام موجود ہے، جو اپنی جگہ پر آئے گا۔ ان شاء اللہ

بعض حضرات اللہ اکبر اول کو ساکن پڑھتے ہیں اور دلیل کے طور پر وہ یہ حدیث پیش کرتے ہیں :

" التَّكْبِيْرُ جَزْمٌ "تکبیر کو چھوٹا کرو۔

یہ جملہ حدیث رسول ﷺ میں موجود نہیں ہے، بلکہ ابراہیم نخعی کا قول ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی الجامع میں کتاب الصلاۃ کے باب: باب ماجاء أن حذف السلام سنة کے ذیل میں یہ قول ذکر کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْـمُبَارَكِ، وَهِقْلُ بْنُ زِيَادٍ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنْ قُرَّةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: حَذْفُ السَّلَامِ سُنَّةٌ.

قَالَ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: وَقَالَ ابْنُ المُبَارَكِ: يَعْنِي: أَنْ لاَ تَمُدَّهُ مَدًّا. هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَهُوَ الَّذِي يَسْتَحِبُّهُ أَهْلُ العِلْمِ.

وَرُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ: التَّكْبِيرُ جَزْمٌ، وَالسَّلَامُ جَزْمٌ وَهِقْلٌ يُقَالُ: كَانَ كَاتِبَ الأَوْزَاعِيِّ. [سنن الترمذی، كتاب الصلاة، باب ماجاء ان حذف السلام سنة :297]

حَذْفُ السَّلَامِ سُنَّةٌ.

یہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا قول ہے، اسے حدیث موقوف کہتے ہیں۔

التَّكْبِيرُ جَزْمٌ، وَالسَّلَامُ جَزْمٌ

[1] مدرس القراءات بالمدرسۃ العالیۃ تجوید القرآن، لسوڑیاں والی مسجد، لاہور

یہ تابعی ابراہیم نخعی کا قول ہے، اسے حدیث مقطوع کہتے ہیں۔

حَذْفُ السَّلَامِ سُنَّةٌ کی فنی حیثیت

بعض راویوں[۲] نے ان الفاظ کو مرفوعا (نبی ﷺ کا قول بنا کر) بیان کیا ہے، اور بعض[۳] نے موقوفا (صحابی کے ذاتی قول کی حیثیت سے) بیان کیا ہے۔ اس کا مرفوع بیان کرنا صحیح نہیں ہے۔ امام ابو داوٗد فرماتے ہیں:

قال عيسى بن يونس: نهاني ابنُ المبارك، عن رفع هذا الحديث.

قال أبو داود: سمعت أبا عمير عيسى بن يونس الفاخُوريَّ الرَّمليَّ قال: لما رجع الفريابي من مكة ترك رفع هذا الحديث، وقال: نهاه أحمد بن حنبل عن رفعه.

[سنن أبي داود، كتاب الصلاة، باب حذف التسليم:1004]

امام ابو الحسن ابن القطان نے اس کے مرفوع ہونے کے ساتھ ساتھ موقوف ہونے کو بھی غیر صحیح قرار دیا ہے[۴]، جبکہ یہ درست نہیں ہے۔ ملا علی القاری ان کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ لَا يَصِحُّ مَرْفُوعًا وَلَا مَوْقُوفًا

قُلْتُ أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْحَاكِمُ فِي صَحِيحَيْهِمَا عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَفَعَهُ الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَوَقَفَهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

[الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: 185، رقم الحديث:170]

خلاصہ یہ ہے کہ حذف السلام سنۃ موقوفا صحیح اور مرفوعا غیر صحیح یعنی ضعیف ہے، یعنی رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں ہے، بلکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ مولانا ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

”محدثین کے قول کے مطابق اگر صحابی لفظ السنۃ بولے تو اس کی مراد نبی ﷺ کی سنت ہوتی ہے۔“

[جائزۃ الأحوذی: ۱/۲۹۸] علامہ احمد محمد شاکر کہتے ہیں: ”یہ لفظا موقوف اور حکما مرفوع ہے۔“

[الجامع الترمذی بتحقیق أحمد محمد شاكر: 95]

حَذْفُ السَّلَامِ سُنَّةٌ کا معنی

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ اس کا معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

[۲] [سنن أبي داود: 1004، ابن خزيمة: 734،735، المستدرك: 807، مسند أحمد: 10885، البيهقى فى الكبير: 2787، فى الصغير: 362]

ونقل الترمذي عن ابن المبارك أن المراد من الحديث أن لا يمد السَّلام مداً.

وقال في 'النهاية': هو تخفيفه وترك الإطالة فيه، ويدل عليه حديث النخعي: التكبير جزم، والسلام جزم. فإنه إذا جزم السلام وقطعه، فقد خففه وحذفه.)

[۳] (سنن الترمذى، كتاب الصلاة، باب ماجاء ان حذف السلام سنة: 297، ابن خزيمة، :735، و لفظه روى عيسىٰ بن يونس و ابن المبارك و محمد بن عيسىٰ الفريابى ، قالوا كلهم عن أبى هريرة قال: حذف االسلام السنة)

[۴] المقاصد الحسنة للسخاوى: 345، كشف الخفاء للعجلانى: 1012

أن لا يمده مدا
یعنی رسول اللہ ﷺ اس میں مد نہیں کرتے تھے۔
اور یہی معنی اہل علم نے پسند کیا ہے۔[جامع الترمذی:۲۹۷]
اس کا معنی ہے نماز میں "السلام علیکم ورحمة الله "میں زیادہ لمبا نہ کیا جائے، اور ھاء کو حرکت نہ دی جائے، بلکہ وقف کیا جائے۔ (شرح ترمذی از مولانا یسین قصوری:۱/ ۴۷۰، درس ترمذی از مفتی تقی عثمانی:۱/ ۶۶،۶۵، مفہوماً: بیہقی صغیر، باب التسلیم من الصلاۃ:۳۶۳، بیہقی کبیر، باب حذف السلام:۲۹۹۲، میں بھی یہی دو معانی بیان کیے گئے ہیں۔)
ابو بکر مالکی فرماتے ہیں:

و يسر الإمام بالسلام لئلا يسبقه المأموم، و قد روى أبو عيسىٰ و أبو داؤد عن أبى هريرة حذف السلام سنة، فقيل الاسراع به-[عارضة الأحوذى، شرح صحيح الترمذى، للامام أبوبكر محمد بن عبد الله المعروف بابن العربى المالكى: 2/ 79،80]

" اور لفظ السلام کو ادا کرنے میں امام جلدی کرے، تاکہ مقتدی پہلے سلام نہ پھیر دیں، اسی لیے ابو عیسیٰ ترمذی اور ابو داؤد نے ابی ھریرۃ سے روایت کیا ہے کہ "السلام میں حذف (جلد) کرنا سنت ہے، یعنی یہ حذف نماز کے السلام میں ہے، اور کہا گیا ہے کہ لفظ السلام اور اللہ میں جلدی کرے۔"

ترمذی کے دوسرے شارحین نے بھی یہی معنی کیا ہے کہ لفظ اللہ پر وقف کیا جائے اور ھاء کی حرکت واضح نہ کی جائے اور حروف مدہ جو سلام میں ہیں، ان کو لمبا نہ کیا جائے۔[النفح الشذی شرح الترمذی:۴/۵۴۹ از امام ابن سید الناس الیعمری، قوت المغتذی شرح الترمذی:۱/ ۱۴۰،۱۳۹، از جلال الدین السیوطی، العرف الذی از انور شاہ کاشمیری:۱/۲۸۹]
اسی طرح ابو داؤد کے شارحین نے بھی یہی معنی کیا ہے۔ [جائزۃ الاحوذی شرح ترمذی:۱/۲۹۸، از ابو النصر ثناء اللہ مدنی۔ تحفۃ الاحوذی از عبد الرحمن مبارکپوری:۲/ ۱۹۰]
خلاصہ یہ کہ جلدی سے بغیر مد کے ادا کیا جائے۔

التَّکْبِیرُ جَزْمٌ کی فنی حیثیت

یہ جملہ دراصل امام ابراہیم نخعی ؒ کا قول ہے، جیسا کہ آپ نے سنن ترمذی کے حوالے پڑھ آئے ہیں، لیکن بعض لوگوں نے مکھی پر مکھی مارتے ہوئے اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ یہ اور اس طرح کے باقی جملے: الأذان جرم، التسليم جزم، التسميع جزم، الاقامة جزم وغیرہ سب جملے حضرت ابراہیم نخعی کے ہیں، ان کو بھی بعض نے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔
اس کے متن میں بھی سخت اضطراب ہے، اسی لیے بعض نے اسے حدیث مضطرب کہا ہے۔ المقاصد الحسنۃ میں امام سخاوی ؒ فرماتے ہیں: واختلف فى لفظه و معناه۔ رقم الحدیث:۳۴۵) اس کا متن ملاحظہ فرمائیں:

عن إبراهيم قال: الأذان جزم-[مصنف ابن أبى شيبة :2398]
قال إبراهيم : التكبير جزم-[مصنف عبدالرزاق :2553]

امام سخاوی ؒ کے بقول سنن سعید بن منصور میں التسلیم جزم کے ساتھ القراءة جزم کا اضافہ بھی کیا ہے۔
ابراہیم نخعی سے یہ الفاظ بھی مروی ہیں: كانوا يجزمون التكبير یعنی صحابہ کرام تکبیر میں جزم کرتے تھے، [المقاصد

الحسنة ، رقم الحديث :345] البتہ مجھے سنن سعید بن منصور کے مطبوعہ حصہ میں یہ الفاظ نہیں مل سکے۔

التسميع جزم اور الاقامة جزم یہ الفاظ مجھے کسی حدیث کی کتاب سے نہیں مل سکے، البتہ کتب فقہ (مثلاً بحر الرائق ورد المحتار وغیرہ) میں موجود ہے۔

تمام تحقیقات کا نتیجہ یہی ہے کہ یہ فرمان ابراہیم نخعی (کتب شیعہ میں اس قول کو حضرت جعفر صادق اور امام باقر کی طرف منسوب کیا گیا ہے) کا ہے، نیز محدثین نے اس کے مرفوع ہونے کی تردید کی ہے۔ امام سخاوی اس قول کے متعلق لکھتے ہیں: لا أصل له في المرفوع [المقاصد الحسنة:۳۴۵]، ان کے علاوہ [تلخيص الحبير لابن الحجر:334] ، [المصنوع في معرفة الأحاديث الموضوع :95] كشف الخفا للعجلوني :1012] اور علامہ الالبانی نے [سلسلة الأحاديث الضعيفة:71] میں اس کے مرفوع ہونے کو بے اصل اور موضوع قرار دیا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے اس کے مرفوع حدیث نہ ہونے پر باقاعدہ ایک رسالہ تحریر کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

أما الحديث فغير ثابت ، قال الحافظ أبو الفضل بن حجر في تخريج أحاديث الشرح الكبير: حديث التكبير جزم، لا أصل له ، وإنما هو من قول إبراهيم النخعي، حكاه عنه الترمذي، انتهى. [الحاوي للفتاوى، رسالة الجواب الحزم، عن حديث التكبير جزم: 2/ 346،347]

" یہ حدیث ثابت نہیں ہے، امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ تخریج أحادیث الشرح الکبیر میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث کے مرفوع ہونے کی کوئی اصل نہیں ہے۔ یہ ابراہیم نخعی کا قول ہے، جسے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔"

جزم کا معنی

حضرت ابراہیم نخعی کے قول میں: جزم کا معنی مختلف فیہ ہے۔

ابن سید الناس نے اس کا معنی کیا ہے: جلدی۔

مصنف عبد الرزاق میں اس کا معنی عدم مد مذکور ہے۔

امام ابن اثیر کہتے ہیں: التكبير جزم اور التسليم جزم دونوں سے مراد یہ ہے کہ اس میں نہ مد کی جائے اور نہ ان کے آخر کو حرکت دی جائے، بلکہ اس طرح کہا جائے: الله اكبر (را کے اسکان کے ساتھ) اور السلام عليكم ورحمة الله (ھاء کے اسکان سے اور جزم کا معنی ہے: کاٹنا (یعنی الگ کرنا) اور اسی سے جزام الاعراب ہے اور اعراب کا جزم سکون ہوتا ہے۔

مرتضیٰ زبیدی کہتے ہیں: التكبير جزم، اور التسليم جزم دونوں سے مراد ہے کہ مد نہ کی جائے اور ان ان کے آخری حروف کو اعراب نہ دیا جائے، بلکہ ساکن کیا جائے اور الله أكبرُ نہ کہا جائے یعنی را پر ضمہ نہ پڑھا جائے۔ [تاج العروس:۳۱/۴۰۳، مادہ ج زم]

محب الدین طبری نے اس کا معنی "جلدی" کیا ہے۔ [غایۃ الاحکام شرح أحادیث الأحکام "۲/۴۰۳"]

فرماتے ہیں کہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ جزم سے مراد مابعد سے وصل کیے بغیر وقف کرنا، اس بنا پر کہ کلام تام ہے اور یہی حکم قراءت میں ہے، پس فواصل پر وقف کرنا مستحب ہے۔ [اسرار المرفوعۃ:۱۴۳]

جار اللہ محمود بن عمر زمخشری اس کا معنی یوں بیان کرتے ہیں: جزم کا معنی ہے کاٹنا (یعنی وقف کرنا) اور معنی یہ ہے کہ

حرکات کو لمبا کرنے سے رکنا اور وقف کی جگہوں پر قطع کرنا اصل ہے اور ہمزہ میں زیادتی کرنے اور مد میں بے جا لمبائی کرنے سے رکنا بھی جزم ہے۔ [الفائق فی غریب الحدیث:۱/۲۱۲]

ابن عابدین شامی فرماتے ہیں: ”نحویین کی جدید اصطلاح میں جزم صرف جازم کی حرکت کے حذف کے لیے ہے، نہ کہ مطلقاحذف حرکت کے لیے۔“ [الرد المحتار علی الدر المختار:۲/۵۲]

یعنی نحویوں کے نزدیک جزم کا معنی مقید ہے، جازم کے لیے، صدر اول میں جزم سے مراد مطلقا معنی ”آخری حرف کی حرکت واضح نہ کرنا“ تھا۔

اسی طرح حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک اور قول مروی ہے، فرماتے ہیں:

شیئان مجزومان، کانوا لایعربونہا: الأذان والاقامة.

[تتمة أضواء البيان، لمحمد أمين الشنقيطی: 8/ 224]

”اذان اور اقامت دونوں مجزوم ہیں، وہ (یعنی صحابہ کرام) ان دونوں کو معرب نہیں کرتے تھے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اثر اور ابراہیم نخعی کے اثر کی تفصیل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اثر میں حذف کے دو معانی ہیں: پہلا یہ کہ نماز میں السلام علیکم ورحمة الله میں لفظ ’الله‘ کی حرکت ہاء واضح نہ کی جائے، بلکہ ھاء کو ساکن پڑھا جائے اور دوسرا یہ کہ لفظ ’السلام‘ کے لام کو بغیر مد کے جلدی سے ادا کیا جائے۔ اس معنی کے متعلق امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

وھو الذی یحبه أهل العلم.

”اسی معنی کو اہل علم نے پسند کیا ہے۔“

محدثین وفقہاء کی عبارات میں غور وفکر کرنے سے راقم اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ حضرت ابو ہریرۃ کے سامنے کسی شخص نے نماز میں سلام پھیرتے وقت لفظ اللہ کی حرکت کسرہ واضح کی ہو گی، تو آپ نے بطور تنبیہ یہ فرمایا ہو گا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ مبارک یہ تھا کہ سلام میں لفظ اللہ کی ھا کی حرکت نہیں پڑھتے تھے، بلکہ حرکت حذف کرتے تھے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ امام نے لفظ السلام میں مد کر دیا ہو، جس کی وجہ سے مقتدی امام سے سبقت لے گئے ہوں گے، تو اسی قباحت کو دور کرنے کے لیے آپ نے لفظ السلام کو بلا مد جلدی سے ادا کرنے کا حکم فرما دیا ہو گا۔

امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے آثار میں جزم کو بمعنی حذف حرکت لیا جائے تو اس سے مندرجہ ذیل امور نکلتے ہیں:

a نماز میں جب تکبیر کہو تو الله أكبر بضم الراءنہ کہو، بلکہ راء کو ساکن کرو (کما قاله التكبير جزم)۔

b نماز میں جب تسمیع کہو تو (سمع الله لمن حمده) کو ھاء کے ضمہ اشباعی کے بغیر کہو، بلکہ ساکن کرو، (کما قاله التسميع جزم)۔

c نماز میں جب سلام پھیرو، تو السلام علیکم ورحمة الله کو بکسر الھاءنہ کہو، بلکہ ھاء کو ساکن کرو (کما قاله السلام جزم)، دوسری روایت میں ہے: (کما قاله التسليم جزم)۔

d اذان کے کلمات کے آخری آخری حرف کی حرکت حذف کرکے پڑھنا چاہئے، یعنی اس طرح پڑھنا چاہئے: اَللّٰه أَكْبَرْ، اَللّٰه أَكْبَرْ.... أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ .... أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ .... حَیَّ عَلَی الصَّلَاهْ

... حَيَّ عَلَى الْفَلَاحْ .... اَللهُ أَكْبَرْ، اَللهُ أَكْبَرْ، لَا اِلٰهَ أَلَّا اللهُ . (كما قاله الأذان جزم)

e اقامت کے کلمات بھی اسی طرح ہر کلمہ کے آخری حرف کے اسکان کے ساتھ پڑھے، جیسا: قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةْ ... (كما قاله الاقامة جزم)۔

فقرہ نمبر ۴ اور ۵ والا مفہوم ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان: شیئان مجزومان ... الخ سے بھی نکلتا ہے۔

فقہاء نے اذان و اقامت میں ہر کلمے کے آخری حرف کی اداء میں اسکان کرنے کے حوالے کچھ تفصیل بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اذان میں تو ہر جملے کے آخر میں حقیقی طور پر اسکان ہو، لیکن اقامت میں کلمات کو جلدی جلدی ادا کرتے ہوئے جملوں کا آپس میں وصل ہو، اور وقف کی نیت کے ساتھ آخری حرف ساکن ہو، مثلاً تکبیر تین کو اسی طرح پڑھے: اَللهُ أَكبَرُ ، اَللهُ أَكبَرُ یعنی دوسرے اَللهُ اَكبَرُ کی راو صل بنیت وقف کے قاعدے کے تحت ساکن پڑھ کر آگے ہمزہ وصلی سے ابتدا کی جائے۔ یہی مفہوم ہے فقہاء کی مندرجہ ذیل عبارات کا:

۱. ويكسن كلماتها بالوقف لكن فى الآذان حقيقة و فى الاقامة ينوى الوقف.

[بحر الرائق :1/ 448، تبيين الحقائق :1/ 91]

۲. ولهذا شرع جمع كل تكبير تين فى الأذان بنفس واحد أى مع وقفة لطيفة على الأولى للاتباع فإن لم يقف فالأولى الضم وقيل الفتح ، بخلاف بقية الألفاظه ، فإنه يأتى بكل كلمة فى نفس وفى الاقامة يجمع كل كلمتين بصوت. [تحفة المحتاج لابن حجر التميمى:1/ 467]

فقہاء کا مذکورہ مذہب: 'اذان میں ترتیل و ترسیل اور اقامہ میں جلدی' کی بنا پر ہے، یعنی اذان میں ترتیل و ترسیل (یعنی آہستگی) ہے، تو ہر جملہ کے آخری حرف کو حقیقی طور پر ساکن کرنے وقف کیا جائے اور اقامت میں چونکہ حدر (یعنی جلدی) ہے تو اس کے ہر جملے کے آخری حرف کو بنیت وقف ساکن تو کہا جائے لیکن سانس نہ لیا جائے۔ اذان میں ترتیل اور اقامت میں حدر مندرجہ ذیل آثار سے ثابت ہے:

عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ: «يَا بِلَالُ، إِذَا أَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ فِي أَذَانِكَ، وَإِذَا أَقَمْتَ فَاحْدُرْ... » [سنن الترمذي :195]

عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ مُؤَذِّنِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَالَ: جَاءَنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: «إِذَا أَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ، وَإِذَا أَقَمْتَ فَاحْدُرْ» -[مصنف ابن أبي شيبة (1/ 195):2234]

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ، «أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ يُرَسِّلُ الْأَذَانَ، وَيَحْدُرُ فِي الْإِقَامَةِ»-

[مصنف ابن أبي شيبة (1/ 195):2235]

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا «أَنْ نُرَتِّلَ الْأَذَانَ وَنَحْذِفَ الْإِقَامَةَ» [سنن الدارقطني (1/ 445):915]

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُ بِلَالًا أَنْ يُرَتِّلَ فِي الْأَذَانِ، وَيَحْدُرَ فِي الْإِقَامَةِ»

[المعجم الأوسط (5/ 188):5030]

اگر جزم بمعنی عدم مد لیا جائے، جیسا کہ مصنف عبد الرزاق میں ہے، تو مندرہ ذیل امور نکلتے ہیں:

a اذان میں لفظ اللہ میں ہمزہ پر مد نہ کرو، جیسا کہ علامہ حصکفی نے فرمایا: فی الطلبة معنى قوله عليه السلام

الاذان جزم، مقطور المد، فلا یقول: الله أكبر، لأنه استفهام ،یعنی طلبہ نامی کتاب میں ہے کہ آپ ﷺ کے فرمان:الأذان جزم کا معنی ہے مد کو ختم کرنا،یعنی وہ الله أکبرْ نہیں کہتے تھے، کیونکہ یہ تو استفہام (بن جاتا) ہے۔(قرآن مجید میں دوبار لفظ 'اللہ' سے پہلے ہمزہ استفہامیہ آیا ہے،تووہ مد کے ساتھ 'اللہ' پڑھاجاتاہے، اسی طرح کی ادا کی طرف اشارہ کررہے ہیں کہ لفظ اللہ کے ہمزہ میں مد کروگے تو 'اللہ اکبر' کا معنی بن جائے گا: کیااللہ بڑاہے؟، اور اس طرح کہنے کو علامہ حصکفی نے شرعی غلطی قرار دیاہے۔) [درمختار:۱/۱۹۵]

b اسی عبارت کے تحت علام طحطاوی نے کہاہے کہ: جس طرح اللہ مد کے ساتھ نہیں کہنا چاہئے، اسی طرح لفظ اکبر کے ہمزہ میں مد کرے اکبر بھی نہیں کہنا چاہیے اور نہ ہی لفظ اکبر کی باء میں مد کرنی چاہیے، یعنی اکبار۔

c بعض لوگ 'اکبر' کی 'باء' پر بھی مد کررہے ہیں، میں نے بہترین آوازوں والے قراء کرام کو بھی اس غلطی میں ملوث پایاہے۔فقہاء نے اس پر سخت کلام فرمایاہے۔علامہ غزالی فرماتے ہیں: لفظ اکبر کی باء اور راء کے مابین الف داخل نہ کرو، جیسا کہ کوئی اکبار کہتاہے۔ [إحيا ء العلوم، كتاب اسرار الصلاة و مهماتها، باب الثانى فى كيفية الأعمال الظاهر من الصلاة :182]

علامہ مرتضی حسینی زبیدی لکھتے ہیں: اکبار شیطان کانام ہے۔[اتحاف السادة المتقين:3/ 39]

عالم کبری میں ہے کہ اللہ اکبر کے شروع میں (یعنی لفظ اللہ کے ہمزہ میں) مد کرنا کفر ہے اور آخر میں (یعنی باء کے بعد) مد کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔[فتاویٰ عالمگیری:۱/۲۶۳]

نماز میں اگر اللہ اکبار کہہ دیا تو نماز شروع ہی نہیں ہوگی۔[القول الجميل مد التأذين والتكبير :40]

تبیین الحقائق کے حاشیہ شلبی میں ہے کہ "امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے قراءت میں لحن کے متعلق پوچھا گیا کہ آپ نے لحن کو ممنوع کیوں قرار دیاہے؟۔تو آپ نے جواباً سوال کیا کہ تمہارا کیاہے؟۔اس نے کہا: محمد!۔آپ نے فرمایا: کیاتم پسند کروگے کہ کوئی تجھے یوں کہے: یاموحامد؟ جب یہ اذان میں درست نہیں تو قراءت میں بدرجہ اولیٰ درست نہیں ہے۔

[تبيين الحقائق مع حاشية شيخ شلبى :242/1]

تنبیہ

لفظ جزم پر جگہ جلدی یا عدم مد یا حذف حرکت کے معنی میں نہیں ہوتا، بلکہ نوعیت دیکھ کر معنی متعین کرنا پڑے گا، مثلاً

a الاذان جزم میں حذف حرکت کے معنی میں ہے۔

b الاقامة جزم میں جلدی و حذف حرکت کے معنی میں ہے۔

c التسليم جزم میں عدم مد و حذف حرکت کے معنی میں ہے۔

d التكبير جزم میں عدم مد کے معنی میں ہوگا، وغیرہ۔

راء کی حرکت پر بحث

اذان میں ۶ مرتبہ لفظ اللہ اکبر آیاہے، جو کہ دو دو کر کے ۳ بار پڑھا جاتاہے، اور دو مل کر ہی ایک پورا کلمہ بنتاہے۔

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ علامہ طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

قَالَ أَصْحَابُنَا يُسْتَحَبُّ لِلْمُؤَذِّنِ أَنْ يَقُولَ كُلَّ تَكْبِيرَتَيْنِ بِنَفَسٍ وَاحِدٍ فَيَقُولُ فِي أَوَّلِ الْأَذَانِ الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ بِنَفَسٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ الله أَكْبَرُ الله أَكْبَرُ بِنَفَسٍ آخَرَ وَالله أَعْلَمُ.

[شرح مسلم للنووی :4/ 79]

”ہر دو تکبیریں دو آوازوں میں ہوں، نہ کہ چار بار الگ الگ۔ لہٰذا دوسرے لفظ اللہ کا ہمزہ وصلی وسط کلام میں ہونے کی وجہ سے ہر حال میں گر جائے گا، اور ماقبل راء کو اللہ سے ملایا جائے گا، یہاں تک کہ علماء کا اختلاف ہے کہ راء پر کونسی حرکت ہوگی؟“

پہلا مذہب

بعض کہتے ہیں یا پہلے اکبر کی راء ساکن کی جائے اور پھر سکون کی نیت کرتے ہوئے التقاء ساکنین سے بچنے کے لیے حرکت دیں اور حرکت فتح دیں، جیسا کہ مبرد کا قول ہے: وكان المبرد يقول: الأذان سمر موقوفا فى مقاطيعة، والأصل فى 'أكبر' تسكين الراء فحولت حركت الف اسم الله إلى الراء كما فى الم الله. لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔ مبرد کے نزدیک اکبر کی راء اصلا ساکن ہے اور لفظ اللہ کے ہمزہ کا فتح راء کو دیا گیا ہے، لفظ اللہ کا ہمزہ وصلی ہے اور وہ وسط کلام میں ثابت نہیں رہتا۔ جو خود موجود نہیں، اس کی حرکت کہاں سے آئے گی؟! جب حرکت موجود ہی نہین تو ماقبل کو نقل کہاں سے ہوگی؟! نیز مبرد کا دلیل میں قرآن مجید سے (الم الله) سے استدلال کرنا بھی غیر صحیح ہے۔ الم الله میں میم ہر فتحہ نقل حرکت کی وجہ سے نہیں آیا، بلکہ اجتماع ساکنین کی وجہ سے آیا ہے۔ آنا تو کسرہ تھا لیکن میم کے اسکان بناوٹی تھا تو اجتماع ساکنین کی مجبوری کی وجہ سے اس میم کو متحرک کرنا پڑا اور ایسی صورت میں خفیف حرکت ہی دی جاتی ہے۔ اور فتح اخف الحرکات ہے، سو میم کو حرکت فتح دے دی گئی۔ فتح نقل تو بالکل نہیں ہوا، ہمزہ قطعی کی حرکت نقل ہوتی ہے، نہ کہ ہمزہ وصلی کی۔ قرآن مجید میں بروایت ورش الم کے میم پر ایک جگہ ہمزہ قطعی کی حرکت فتح نقل کر کے لائی گئی ہے، یعنی الم احسب سے الم حسب۔ امام ورش کا قاعدہ ہے کہ ساکن کے بعد ہمزہ قطعی ہو تو اس کی حرکت ماقبل ساکن تو نقل کر دیتے ہیں اور ہمزہ قطعی کو حذف کر دیتے ہیں۔ مزید تفصیل قراءات کی کتب میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

اسی طرح الم الله میں فتح دینے کی وجہ یہ ہے کہ فتح اخف الحرکات ہے، اور وہ اسم جلالہ کے لام کی تفخیم کو بھی مستلزم ہے۔

اسی طرح بعض کہتے ہیں کہ لفظ اکبر میں اسکان اصل ہے، بس لفظ اللہ کے الف کا فتحہ نقل کر کے راء کو دے دیا گیا، جیسا کہ الم اللہ میں میم کو فتح دیا گیا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ راء پر فتح وصل بنیت وقف کے تحت لایا گیا ہے۔ علامہ شامی نے یہ مذہب المغنی سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: وفى المغنى حركة الراء فتحة وإن وصل نبية الوقف. [رد المختار :2/ 51]

وصل بنیت وقف پر کچھ کلام 'اثر نحی کے معانی' کے ذیل میں حاشیہ میں گزر چکا ہے۔ مزید یہ کہ یہ اصطلاح عام نہیں ہے، بضرورت ہی مستعمل ہوتا ہے۔ قاری فتح محمد پانی پتی فرماتے ہیں:

”اگر وصل بہ نیت وقف کے باب کو عام کر دیں گے، تو کلام عرب میں سے اعراب بالکل ختم ہو جائے گا اور وصل

وو قف مساوی ہو جائیں گے اور ایسا سکون صرف شعری ضرورت میں آتا ہے اور وہ بھی نادر ہے۔"

[عنایات الرحمانی:3، 131]

مفتی محمود صاحب لکھتے ہیں:

" وصل بنیت وقف عقلی وقیاسی حکم ہے، جس کا نقل سے کوئی ثبوت نہیں۔" [فتاویٰ مفتی محمود:۱/۸۲۷]

وصل بنیت وقف میں فتحہ اس طرح لایا گیا ہے کہ اکبر کی راء ساکن کر دی جائے، کیونکہ اس میں اصل اسکان ہے اور ہمزہ وصلی گرا کر اجتماع ساکنین سے بچنے کے لیے خفیف سی حرکت فتحہ دے دی جائے۔ فتح اس لیے کہ اسکان اصلی تھا۔ اس پر ایک اعتراض ہے کہ جب وصل بنیت وقف کے تحت اسکان کر دیا تو ما بعد ہمزہ ثابت رکھا جاسکتا ہے، کیونکہ وہ ابتداء کلام کے حکم میں آجائے گا، لیکن بعض نے ہمزہ وصلی کو حذف کرنے کے لیے اس کے فتحہ کو ما قبل پر نقل کر دیا۔ بعض کے بقول یہ ساری غلط فہمی اور الجھن مبرد کے قول "اکبر میں اصل اسکان ہے" کی غلط توجیہ کی وجہ سے ہوئی، حالانکہ مبرد کے قول کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اذان میں دوسرے اکبر پر اصل اسکان ہے، پہلے اکبر پر اسکان کو اصل کہنے نے بات کو اتنا الجھا دیا ہے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ فتحہ اس لیے دو کہ لام تفخیم حاصل ہو جائے اور کسرہ سے اسم جلالہ کی تفخیم باقی نہیں رہتی۔[رد المختار:۱/۵۱] ولفظه ثم قيل هي حركة الساكنين ولم يكسر حفظ التفخيم الله

جبکہ یہ بات بھی درست نہیں، کیونکہ راء کو ضمہ دینے سے بھی تو اسم جلالہ میں تفخیم ہو سکتی تھی تو فتحہ میں ایسی کیا خاص بات ہے کہ فتحہ دے کر ہی تفخیم کرائی جارہی ہے؟

ان تمام مذاہب کو یہاں نقل کرنے کے بعد علامہ شامی فرماتے ہیں کہ " یہ سب ظاہر و صحیح کے خلاف ہیں۔"

علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ راء کو فتحہ دیا جائے۔ علامہ شامی ان کے متعلق فرماتے ہیں:

رَأَيْت لِسَيِّدِي عَبْدِ الْغَنِيِّ رِسَالَةً فِي هَذِهِ الْمَسْأَلَةِ سَمَّاهَا تَصْدِيقَ مَنْ أَخْبَرْ بِفَتْحِ رَاءِ اللهِ أَكْبَرْ أَكْثَرَ فِيهَا النَّقْلَ. وَحَاصِلُهَا أَنَّ السُّنَّةَ أَنْ يُسَكِّنَ الرَّاءَ مِنْ 'اللهُ أَكْبَرُ' الْأَوَّلِ أَوْ يَصِلَهَا بِ 'اللهُ أَكْبَرُ' الثَّانِيَةِ، فَإِنْ سَكَّنَهَا كَفَى وَإِنْ وَصَلَهَا نَوَى السُّكُونَ فَحَرَّكَ الرَّاءَ بِالْفَتْحَةِ، فَإِنْ ضَمَّهَا خَالَفَ السُّنَّةَ؛ لِأَنَّ طَلَبَ الْوَقْفِ عَلَى 'أَكْبَرُ' الْأَوَّلِ صَيَّرَهُ كَالسَّاكِنِ أَصَالَةً فَحُرِّكَ بِالْفَتْحِ۔

[الدر المختار وحاشية ابن عابدين :1/ 386]

"میں نے سیدی عبد الغنی النابلسی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رسالہ دیکھا جس کا نام تصديق من أخبر بفتح الله أكبر تھا، اور اس میں نقل زیادہ ہے اور اس رسالے کا حصل کلام یہ ہے کہ پہلے اللہ اکبر کی راء کو ساکن کرے یا دوسرے اللہ اکبر سے ملائے۔ پس پہلے کی راء کو ساکن کرے تو کافی ہے اور اگر ملائے تو سکون کی نیت کرے اور راء کو حرکت فتحہ دے اور اگر ضمہ دے تو یہ سنت کے خلاف ہوگا، کیونکہ پہلے اکبر پر وقف کی طلب اسے اصالۃً ساکن کی طرح بنادے گا۔ پس اسے فتحہ دیا جائے گا۔"

علامہ ابن حجر ہیتمی مکی نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے، کیونکہ انہوں نے اسے صیغہ تمریض سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: وقيل بالفتح . [تحفة المحتاج بشرح المنهاج :1/ 467]

بعض فقہاء کا یہی مذہب ہے اور اسی کو ترجیح بھی دیتے ہیں تو ان کے مذہب کی رعایت کرتے ہوئے فتح پڑھنا بھی صحیح

ہو گا، لیکن مختار مذہب یہ نہیں ہے۔

دوسرا مذہب

دوسرا مذہب یہ ہے کہ راء کو ضمہ دیا جائے، کیونکہ یہی صحیح و موافق نحو ہے۔

اولاً: اس لیے کہ لفظ اللہ مبتداء ہے اور اکبر خبر ہے، سو مرفوع ہوا۔

ثانیاً: لفظ اکبر افعل التفضیل ہے، راء لام کلمہ میں ہے اور ما قبل کوئی ناصب و جازم بھی نہیں، سو مرفوع ہے۔

ثالثاً: بعض فقہاء کی عبارات اسی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ راء کو رفع (پیش) دی جائے۔ ملاحظہ کریں:

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والصواب أن حركة الراء ضمة اعراب. [رد المحتار :2/ 51]

"اور صحیح یہ ہے کہ راء کا اعراب ضمہ ہے۔"

علامہ ابن حجر الہیتمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولهذا شرع جمع كل تكبيرتين فى الأذان بنفس واحد أى مع وقفة لطيفة على الأولى الضم.

[تحفة المحتاج ، شرح المنهاج :1/ 467]

" لہٰذا اذان میں دو تکبیریں ایک سانس میں جمع کرو، یعنی پہلے پر ہلکا سا وقفہ کرو، اتباع شریعت میں، لیکن اگر وقف نہ کرو تو ضمہ پڑھنا بہتر ہے۔"

مفتی محمود صاحب فرماتے ہیں:

" قیاس، تفقہ اور قواعد عربیہ و ادائیہ کی رو سے رفع والا قول ظاہر و متبادر، صواب اور مفتی بہ ہے۔"

[فتاویٰ مفتی محمود، کتاب الاذان:۱/ ۸۳۰]

مذکورہ بالا عبارات سے بھی رفع بہتر ہونا ہی ثابت ہوتا ہے اور اسی پر عمل جمہور بھی ہے اور یہی نحو کے زیادہ قریب ہے اور یہی ہمارا مختار مذہب ہے۔

محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی [1]

قراءات عشرہ کبریٰ: ۸۰ ائمہ کی ثقاہت (قسط ۲)

رشد قراءات نمبر ۳ میں ہم نے ایک مفصل مضمون ائمہ قراءات جرح و تعدیل کی میزان میں لکھا تھا، جس میں قرائے عشرہ اور ان کے رواۃ کی ثقاہت ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کی روشنی میں بیان کی تھی۔ اس میں کل تیس قراء کے حالات قلم بند کیے تھے۔ باقی اسی (۸۰) قرائے کرام کے حالات ہم اس مضمون میں پیش کر رہے ہیں۔

پہلے مضمون میں جن تیس قرائے کرام کے حالات پیش کیے تھے ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

a امام نافع رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دو شاگرد امام قالون رحمۃ اللہ علیہ اور امام ورش رحمۃ اللہ علیہ
b امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دو شاگرد امام البزی رحمۃ اللہ علیہ اور امام قنبل رحمۃ اللہ علیہ
c امام ابو عمرو البصری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دو شاگرد امام ابو عمر الدوری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو شعیب السوسی رحمۃ اللہ علیہ
d امام ابن عامر الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دو شاگرد امام ہشام رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ
e امام عاصم الکوفی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دو شاگرد امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام حفص رحمۃ اللہ علیہ
f امام حمزہ الزیات الکوفی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دو شاگرد امام خلف رحمۃ اللہ علیہ اور امام خلاد رحمۃ اللہ علیہ
g امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دو شاگرد امام ابو الحارث رحمۃ اللہ علیہ اور امام الدوری رحمۃ اللہ علیہ
h امام ابو جعفر المدنی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دو شاگرد امام ابن وردان رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن جماز رحمۃ اللہ علیہ
i امام یعقوب الحضرمی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دو شاگرد امام رویس رحمۃ اللہ علیہ اور امام روح رحمۃ اللہ علیہ
j امام خلف العاشر رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دو شاگرد امام اسحاق الوراق رحمۃ اللہ علیہ اور امام ادریس الحداد رحمۃ اللہ علیہ

اس مضمون میں بقیہ اسی کبار قرائے کرام کے حالات جرح وتعدیل کے لحاظ سے بالاختصار پیش خدمت ہیں:

ا۔ امام قالون رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

ا۔ **ابو نشیط** آپ کا مکمل نام محمد بن ھارون المروزی ہے۔ امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے متعلق فرمایا:

كان ثقة ضابطا مقرءا جليلا محققا مشهورا. [النشر :113]

امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: صدوق۔ آپ ۲۵۸ ہجری کو فوت ہوئے۔ [النشر:۱۱۳]

مزید تفصیل کے لیے [میزان الاعتدال:۱۲/ ۳۲۴، غایۃ النہایۃ :۲/ ۲۷۲]

۲۔ **الحلوانی** آپ کا مکمل نام احمد بن یزید الحلوانی ہے۔ امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان أستاذا كبيرا إماما في القراءات عارفا بها ضابطا لها.

امام جزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان ثقة متقنا .

---

[1] فاضل جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور۔ رئیس جامعہ امام احمد بن حنبل، قصور

آپ نے امام قالون کی طرف مدینہ منورہ دو دفعہ سفر کیا۔ آپ ۲۵۰ ہجری کو فوت ہوئے۔ [النشر:۱۱۳]
مزید تفصیل کے لیے [معرفۃ القراء الکبار:۱/ ۲۲۲، غایۃ النہایۃ :۱/ ۱۴۹]

امام ابو نشیط رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: ابن بویان آپ ۲۶۰ ہجری کو پیدا ہوئے اور ۳۴۴ ہجری کو فوت ہوئے۔ امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:
كان ثقة كبيرا مشهورا ضابطا. [النشر:۱۱۳]

۲: القزاز آپ ۳۴۰ ہجری سے قبل پیدا ہوئے۔ امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:
كان مقرئا ثقة ضابطا ذا اتقان و تحقيق و حذق. [النشر:113]

امام الحلوانی کے دو شاگرد

۱: ابن ابی مهران امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:
كان مقرئا ماهرا ثقة حاذقا . آپ ۲۸۹ ہجری کو فوت ہوئے۔ [النشر:۱۱۳]

۲: جعفر بن محمد آپ ۲۹۰ ہجری کی حدود میں فوت ہوئے۔ امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان قيما برواية قالون ضابطا لها. [النشر:114]

امام ورش رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: الازرق آپ ۲۴۰ ہجری کی حدود میں فوت ہوئے۔ امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان محققا ثقة ذا ضبط و اتقان . ابو الفضل الخزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے مصر اور مغرب والوں کو ازرق کی روایت پر پایا، وہ ان کے علاوہ کسی اور روایت کو نہیں جانتے تھے۔ [النشر:۱۱۴]

۲: الاصبهانی آپ ۲۹۶ ہجری کو بغداد میں فوت ہوئے۔ امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان إماما فی رواية ورش ضابطا لها مع الثقة والعدالة.

امام ابو عمرو الدانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: هو إمام عصره فی قرءاة نافع.

یہ پہلے شخص تھے جنھوں نے روایت ورش کو عراق میں داخل کیا، لوگوں نے آپ سے اس روایت کو لیا، یہاں تک کہ لوگ روایت ورش کو ان کے طریق کے علاوہ کسی اور سے نہیں جانتے تھے۔ اسی وجہ سے انھیں کی طرف منسوب کی گئی۔ [النشر:۱۱۴]

امام الازرق رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: النحاس آپ ۲۸۰ ہجری کو فوت ہوئے جیسا کہ امام ذہبی نے کہا ہے۔ امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:
كان شيخ مصر فی رواية ورش محققا جليلا ضابطا نبيلا. [النشر:114]

۲: ابن سیف آپ ۳۰۷ ہجری کو مصر میں جمعہ کے دن فوت ہوئے۔ امام ابن الجزری نے کہا:
كان إماما فی القراءة متصدرا ثقة انتهت إليه مشيخة الاقرا بالديار المصرية بعد الازرق.
[النشر:۱۱۴]

امام الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: **ھبۃ اللہ** آپ ۳۵۰ ہجری سے تھوڑا سا پہلے فوت ہوئے۔

امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان مقرئا متصدرا ضابطا مشهورا.

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: أحد من عني بالقراءات تبحر فيها و تصدر للاقرا دهرا.[النشر :114]

۲: **المطوعی** آپ ۳۷۱ ہجری میں سو سال سے زیادہ عمر پا کر فوت ہوئے۔ امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

كان إماما في القراءات عارفا بها ضابطا لها ثقة فيها.

آپ نے چہار سو سفر کیے اور اصطخر میں رہائش اختیار کی، آپ نے کتب لکھیں اور حافظ ابو العلاء الھمدانی نے آپ کی تعریف کی ۔[النشر:۱۱۵،المنہج فی القراءات السبع:۱/۳۰]

امام بزی رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: **ابو ربیعہ** آپ ۲۹۴ ہجری کو رمضان میں فوت ہوئے۔ امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان مقرئا جليلا ضابطا . آپ امام بزی کے بعد مسجد حرام کے موذن تھے۔

امام دانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "كان من أهل الضبط والاتقان والثقة والعدالة .[النشر:۱۲۱]

۲: **ابن الحباب** آپ ۳۰۱ ہجری میں بغداد میں فوت ہوئے۔ امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

كان شيخا متصدرا في القراءة ثقة ضابطا مشهورا من كبار الحذاق والمحققين.[النشر:121]

امام ابو ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: **النقاش** آپ ۲۶۶ ہجری کو پیدا ہوئے۔ امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:كان إماما كبيرا مفسرا محدثا اعتنى بالقراءات من صغره وسافر فيها الشرق والغرب، وألف التفسير المشهور الذي سماه شفاء الصدور، وأتى فيه بغرائب، وألف أيضا في القراءات، قال الداني: طالت أيامه فانفرد بالإمامة في صناعته مع ظهور نسكه وورعه وصدق لهجته وبراعة فهمه وحسن اطلاعه واتساع معرفته.آپ شوال ۳۵۱ ہجری میں فوت ہوئے۔

۲: **ابن بنان** امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان مقرئا زاهدا عابدا صالحا عالي الإسناد.

آپ ۳۷۴ ہجری میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۲۲]

امام ابن الحباب رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: **احمد بن صالح** كان مقرئا ثقة ضابطا نزل بالرملة يقرئ بها حتى مات.

آپ ۳۵۰ ہجری کے بعد فوت ہوئے۔[النشر:۱۲۲]

۲: **عبدالواحد بن عمر:** كان إماما جليلا ثقة نبيلا كبيرا مقرئا نحويا حجة لم يكن بعد ابن مجاهد مثله قال الخطيب البغدادي كان ثقة أمينا.

آپ شوال ۳۴۹ ہجری میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۲۲]

امام قنبل رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: ابن مجاہد آپ ۲۴۵ ہجری میں پیدا ہوئے۔ امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان ثقة دينا خيرا ضابطا حافظا ورعا. آپ شعبان ۳۲۴ ہجری میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۲۲]

۲: ابن شنبوذ امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان إماما شهيرا وأستاذا كبيرا، ثقة، ضابطا، صالحا. آپ ۳۲۸ ہجری میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۲۲]

امام ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: ابو احمد السامری امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان مقرئا لغويا مسند القراء في زمانه، قال الداني: مشهور، ضابط، ثقة، مأمون، غير أن أيامه طالت فاختل حفظه ولحقه الوهم وقل من ضبط عنه ممن قرأ عليه في آخر أيامه.

اعتراض: بعض نے ان پر کلام کیا ہے؟ لیکن امام دانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی توثیق کی ہے اور ان کی قراءت قبول کی ہے۔ لوگوں نے ان کی روایت کو لیا ہے۔[النشر:۱۲۲]

۲: صالح بن محمد امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان مقرءا متصدرا حاذقا عالي السند مشهورا. آپ ۳۸۰ ہجری کی حدود میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۲۲]

امام ابن شنبوذ کے دو شاگرد

۱: القاضی ابو الفرج امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان إماما، مقرئا، فقيها، ثقة- قال الخطيب البغدادي سألت البرقاني عنه فقال: كان أعلم الناس، وعن أبي محمد عبد الباقي، إذا حضر القاضي أبو الفرج فقد حضرت العلوم كلها، ولو أوصى أحد بثلث ماله إلى أن يدفع إلى أعلم الناس لوجب أن يدفع إليه. آپ ۳۹۰ ہجری کو ۸۵ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۲۳]

۲: الشطوی امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

كان أستاذا مكثرا من كبار أئمة القراءة، جال البلاد ولقي الشيوخ وأكثر عنهم، ولكنه اختص بابن شنبوذ وحمل عنه وضبط حتى نسب إليه، وقد اشتهر اسمه وطال عمره فانفرد بالعلو مع علمه بالتفسير وعلل القراءات كان يحفظ خمسين ألف بيت شاهدا للقرآن، قال الداني: مشهور، نبيل، حافظ، ماهر، حاذق.

آپ ۳۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور صفر ۳۸۸ ہجری کو فوت ہوئے۔[النشر:۱۲۳]

امام ابو عمرو الدوری رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: ابو الزعراء امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

كان ثقة ضابطا محققا- قال الداني هو من أكبر أصحاب الدوري وأجلهم وأوثقهم.

آپ ۲۸۰ ہجری سے اوپر فوت ہوئے۔[النشر:۱۳۴]

۲: ابن الفرح امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:
كان ثقة كبيرا جليلا ضابطا، قرأ على الدوري بجميع ما قرأ به من القراءات، وكان عالما بالتفسير ، فلذلك عرف بالمفسر.
آپ ۳۰۳ ہجری میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۳۴]

امام ابوالزعراء رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: ابن مجاہد تقدم
۲: المعدل امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:
كان إماما في القراءة ضابطا ثقة، قال الداني: انفرد بالإمامة في عصره ببلده فلم ينازعه في ذلك أحد من أقرانه مع ثقته وضبطه وحسن معرفته.
آپ ۳۳۰ ہجری کی حدود یا اس کے بعد فوت ہوئے۔[النشر:۱۳۵]

امام السوسی رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: ابن جریر امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:
كان بصيرا بالإدغام ماهرا في العربية وافر الحرمة كثير الاصحاب .
آپ ۳۱۶ ہجری میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۳۵]
۲: ابن جمہور امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:كان مقرئا ثقة متصدرا، قال الداني: هو كبير في أصحابهم ثقة مشهور. آپ ۳۰۰ ہجری کی حدود میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۳۵]

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: عبداللہ بن الحسین السامری تقدم
۲: ابن حبش امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان ثقة ضابطا قال الداني: متقدم في علم القراءات مشهور بالإتقان، ثقة ، مأمون. آپ ۳۷۳ ہجری میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۳۵]

امام ابن جمہور رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: الشذائی تقدم
۲: الشنبوذی امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:"كان إماما في القراءات مشهورا مقدما مع الإتقان والضبط." آپ ۳۷۰ ہجری میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۳۵]

امام ہشام رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: الحلوانی تقدم
۲: الداجونی امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:كان إماما جليلا كثير الضبط والإتقان والنقل ثقة، رحل

إلى العراق وأخذ عن ابن مجاهد وأخذ عنه ابن مجاهد أيضا. قال الداني: إمام مشهور ثقة مأمون حافظ ضابط." آپ ۳۲۴ ہجری میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۴۵]

امام الحلوانی کے دو شاگرد

۱: **ابن عبدان** امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وهو من رجال التيسير. ذكره الحافظ أبو عمرو في تاريخه وقال: إنه من جزيرة ابن عمر، أخذ القراءة عرضا عن الحلواني عن هشام.

آپ ۳۰۰ ہجری کے بعد فوت ہوئے۔[النشر:۱۴۵]

۲: **الجمّال** امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان ثبتا محققا أستاذا ضابطا، قال الذهبي الحافظ: كان محققا لقراءة ابن عامر. آپ ۳۰۰ ہجری کی حدود میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۴۵]

امام الداجونی رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: **زید بن علی** تقدم

۲: **الشذائی** تقدم

امام ابن ذکوان رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: **الاخفش** امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان شيخ الإقراء بدمشق ضابطا ثقة نحويا مقرئا. قال أبو علي الأصبهاني: كان من أهل الفضل صنف كتبا كثيرة في القراءات والعربية، وإليه رجعت الإمامة في قراءة ابن ذكوان. آپ ۲۹۱ ہجری میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۴۵]

۲: **الصوری** امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان شيخا مقرئا مشهورا بالضبط معروفا بالإتقان. آپ دمشق میں ۳۰۷ ہجری میں فوت ہوئے۔ [النشر:۱۴۶]

امام الاخفش رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: **النقاش** تقدم

۲: **ابن الاخرم** امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان إماما كاملا ثبتا رضيا ثقة أجل أصحاب الاخفش وأضبطهم- قال ابن عساكر الحافظ في تاريخه: طال عمره وارتحل الناس إليه، وكان عارفا بعلل القراءات بصيرا بالتفسير والعربية متواضعا حسن الاخلاق كبير الشان.

آپ دمشق میں ۳۴۱ ہجری میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۴۵]

امام محمد بن موسیٰ الصوری رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: **محمد بن أحمد بن عمر الرملی** امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

إمام ،كامل، ناقل، رحال ،مشهور ،ثقة. [غاية: 2، 77]

۲: **المطوعی** تقدم

امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: یحیی بن آدم امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان إماما كبيرا من الأئمة الأعلام حفاظ السنة.

آپ ۲۰۳ھ ہجری میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۵۶]

۲: العُلَیمی مکمل نام: یحیی بن محمد بن قیس الانصاری الکوفی۔ العلیمی لام کے فتحہ کے ساتھ ہے۔ آپ اپنے وقت میں کوفہ کے قاری تھے۔ آپ نے قرآن مجید ابو بکر بن عیاش اور حماد بن شعیب وغیرہ سے پڑھا۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان مقريئ الكوفه في وقته.[معرفة القراء الكبار :202/1]

امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان شيخا جليلا ثقة ضابطا صحيح القراءة.

آپ ۲۴۳ ہجری میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۵۶]

تفصیل کے لیے دیکھیں [تاریخ الاسلام لذھبی :۲۹۱/۷،غایۃ النہایہ :۳۷۸/۲۔۳۷۹]

امام یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: شعیب امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان مقرئا ضابطا عالما حاذقا موثقا مأمونا.

آپ ۲۶۱ ہجری میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۵۶]

۲: ابو حمدون امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان مقرئا ثقة ضابطا صالحا ناقلا.

آپ ۲۴۰ ہجری کی حدود میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۵۶]

امام العُلَیمی رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: ابن خلیع امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان مقرئا متصدرا ثقة ضابطا متقنا.

آپ ذوالقعدہ ۳۵۶ ہجری میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۵۷]

۲: الرزاز امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان مقرئا معروفا.

آپ ۳۶۰ ہجری کی حدود میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۵۷]

امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: عبید بن الصباح بن صبیح ابو محمد الکوفی یہ عمرو بن الصباح کے بھائی ہیں۔[غایۃ النہایہ :۴۹۶/۱۔ معرفۃ القراء الکبار :۲۰۴/۱] آپ کے شاگردوں میں صرف اشنانی معروف ہیں۔ امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان مقرئا ضابطا صالحا. قال الداني: هو من أجل أصحاب حفص وأضبطهم، وقال الأشناني: قرأت عليه فكان ما علمته من الورعين المتقين. آپ ۲۳۵ ہجری کو فوت ہوئے۔[النشر:۱۵۷]

۲: عمرو بن الصباح ابو حفص الکوفی الضریر آپ کے اساتذہ میں سے حفص، ابو یوسف الاعشی، ابو بکر اور آپ کے شاگردوں میں سے علی بن سعید البزار، حسن بن مبارک، علی بن محصن وغیرہ کا شمار ہوتا ہے۔

تنبیہ: بعض نے کہا کہ انھوں نے حفص سے نہیں پڑھا۔ ان کی یہ بات درست نہیں ہے، کیونکہ امام الفیل نے

صراحت سے بیان کیا ہے کہ عمرو بن الصباح نے حفص سے پڑھا ہے۔[معرفۃ القراء الکبار:۱/۲۰۳]

امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان مقرئا ضابطا حاذقا من أعيان أصحاب حفص.

آپ ۲۲۱ ہجری میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۵۷]

تفصیل کے لیے دیکھیے [تاریخ بغداد:۱۲/۲۰۵،غایۃ النہایہ:۱/۶۰۱،معرفۃ القراء الکبار:۱/۲۰۳]

امام عبید بن الصباح رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: الہاشمی امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان شيخ البصرة في القراءة مع الثقة والمعرفة والشهرة والإتقان . آپ ۳۶۸ ہجری میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۵۷]

۲: ابو طاہر ان کا مکمل نام تھا: عبد الواحد بن عمر بن محمد بن ابو ہاشم، ابو طاہر البغدادي البزاز۔

امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: الأستاذ الكبير الإمام النحوي العلم الثقة . [غاية النهاية: ١ء 475]

اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: المقرئ أحد الأعلام ومصنف كتاب البيان، ومن انتهى إليه الحذق بأداء القرآن.[معرفة القراء :1/ 176]

امام عمرو بن الصباح رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱: الفیل امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وكان شيخا ضابطا ومقرئا حاذقا مشهورا، وإنما لقب بالفيل لعظم خلقه. آپ کی وفات میں مختلف اقوال ہیں مثلا: ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۹ ہجری۔ [النشر:۱۵۷]

۲: زرعان امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان من جلة أصحاب عمرو بن الصباح مشهورا فيهم. ضابطا محققا متصدرا. آپ ۲۹۰ ہجری کی حدود میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۵۸]

امام خلف رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شاگرد

۱: ادریس امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وكان إماما ضابطا متقنا ثقة روى عن خلف روايته واختياره، وسئل عنه الدارقطني فقال: ثقة وفوق الثقة بدرجة.

آپ ۲۹۲ ہجری کو ۹۳ سال عمر پا کر فوت ہوئے۔[النشر:۱۶۶]

امام ادریس کے چار شاگرد

۱: ابن عثمان تقدم

۲: ابن مقسم آپ کا مکمل نام: محمد بن الحسن بن يعقوب بن الحسن بن الحسين بن محمد بن سليمان بن داؤد بن عبيد الله بن مقسم۔ آپ ۲۶۵ ہجری کو پیدا ہوئے اور ۳۵۴ ہجری میں فوت ہوئے۔ امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

كان إماما في القراءات والنحو جميعا، قال الداني: مشهور بالضبط والإتقان عالم بالعربية حافظ للغة، حسن التصنيف في علوم القرآن.[النشر : 166]

۳: ابن صالح امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان من الضبط والاتقان بمكان.

آپ ۳۴۰ ہجری کی حدود میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۶۷]

۴: **المطوعی** تقدم

امام خلاد کے چار شاگرد

۱: **ابن شاذان** امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان مقرئا محدثا راويا ثقة مشهورا حاذقا متصدرا قال الدارقطني: ثقة. آپ ۲۸۶ ہجری کو ۹۰ سال سے زیادہ عمر پا کر فوت ہوئے۔[النشر:۱۶۷]

۲: **ابن الہیثم** امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:كان قيما بقراءة حمزة ، ضابطا لها ، مشهورا فيها حاذقا، وقال الداني: هو أجل أصحاب خلاد. آپ ۲۴۹ ہجری کو فوت ہوئے۔ [النشر:۱۶۷]

۳: **الوزان** قال الحافظ أبو عبد الله الذهبي:هو أجل أصحاب خلاد.وقال ابن الجزری: هو مشهور بالضبط والاتقان والحذق وعلى طريقه العراقيون قاطبة.
آپ ۲۵۰ ہجری کے قریب فوت ہوئے۔[النشر:۱۶۷]

۴: **الطلحی** امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان ثقة ،ضابطا ،جليلا، متصدرا.
آپ ۲۵۰ ہجری کو فوت ہوئے۔[النشر:۱۶۷]

امام ابو الحارث کے دو شاگرد

۱۔ **محمد بن یحیی:** امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:كان شيخا كبيرا ،مقرئا متصدرا ،محققا جليلا ، ضابطا. قال الداني: هو أجل أصحاب أبي الحارث. آپ ۲۸۸ ہجری میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۷۳]

۲۔ سلمۃ: ان کا پورا نام: سلمہ بن عاصم، ابو محمد البغدادی النحوی ہے۔ ان کے متعلق خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:وكان ثقة ثبتا دينا عالما. [تاريخ بغداد :9/ 134]

امام محمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱۔ **البطی :** امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان مقرئا صادقا متصدرا جليلا. قال الداني: من أجل أصحاب محمد بن يحيى. آپ ۳۰۰ ہجری سے کچھ عرصہ بعد فوت ہوئے۔[النشر:۱۷۳]

۲۔ **القنطری :** امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:كان مقرئا ضابطا معروفامقصودا مقبولا.
آپ ۳۱۰ ہجری کی حدود میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۷۳]

امام سلمۃ رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱۔ **ثعلب:** امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:كان ثقة كبير المحل عالما بالقراءات، إمام الكوفيين في النحو واللغة. آپ جمادی الاولی ۲۹۱ ہجری کو فوت ہوئے۔[النشر:۱۷۳]

۲۔ **محمد بن الفرج:** امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:كان مقرئا نحويا عارفا ضابطا مشهورا.
آپ ۳۰۰ ہجری سے کچھ پہلے فوت ہوئے۔[النشر:۱۷۳]

امام الدوری الکسائی رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱۔جعفر بن محمد: امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

كان شيخ نصيبين في القراءة مع الحذق والضبط، وهو من جلة أصحاب الدوري.

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق آپ ۳۰۷ ہجری کے بعد فوت ہوئے۔[النشر:۱۷۳]

۲۔ابو عثمان الضریر: وكان مقرئا جليلا ضابطا. قال الداني: هو من كبار أصحاب الدوري.

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق آپ ۳۱۰ ہجری کے بعد فوت ہوئے۔[النشر:۱۷۳]

امام جعفر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱۔ابن الجلندی: امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:كان مقرئا متصدرا متقنا ضابطا. قال الداني: مشهور بالضبط والإتقان. آپ ۳۴۰ ہجری سے کچھ سال بعد فوت ہوئے۔[النشر:۱۷۳]

۲۔دیزویہ: امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان ثقة معروفا، راويا شهيرا ، ذا ضبط وإتقان. آپ ۳۳۰ ہجری کے بعد فوت ہوئے۔[النشر:۱۷۳]

امام ابو عثمان الضریر رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱۔ابن ابی ھاشم: تقدم

۲۔الشذائی : تقدم

امام ابن وردان رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱۔الفضل بن شاذان: امام ابن الجزری نے کہا: كان إماما كبيرا ،ثقة ،عالما. قال الداني: لم يكن في دهره مثله في علمه وفهمه وعدالته وحسن اطلاعه.

آپ ۲۹۰ ہجری کی حدود میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۷۹]

۲۔ھبۃ اللہ: امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:كان مقرئا حاذقا ضابطا مشهورا بالإتقان والعدالة. آپ ۳۵۰ ہجری کی حدود میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۷۹]

امام الفضل بن شاذان رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱۔ابن شبیب : امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان شيخا كبيرا مقرئا متصدرا مشهورا مشارا إليه بالضبط والتحقيق والإتقان والحذق. آپ ۳۱۲ ہجری کو مصر میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۷۹]

۲۔ابن ہارون الرازی: امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:كان مقرئا جليلا ضابطاحاذقامشهورا محققا.

آپ ۳۳۰ ہجری سے کچھ سال بعد فوت ہوئے۔[النشر:۱۷۹]

امام ھبۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱۔الحنبلی : امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان مقرءا متصدرا مقبولا .

آپ ۳۹۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ [النشر:۱۷۹]

۲۔الحمامی : امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان شيخ العراق و مسند الآفاق مع الثقة والبراعة وكثرة الروايات والدين. "امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:"كان صدوقا دينا فاضلا تفرد باسانيد القراءات وعلوها . آپ شعبان ۴۱۷ ہجری میں نوے سال کی عمر میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۷۹]

امام ابن جماز رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱۔الھاشمی : امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:كان مقرءا ضابطا مشهورا ثقة.

آپ ۲۱۹ ہجری کو بغداد میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۷۹]

۲۔الدوری : تقدم

امام الھاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱۔ابن رزین: امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:وكان إماما فی القراءات كبيرا وثقة في النقل مشهورا، له فی القراءة اختيار. آپ صحیح قول کے مطابق ۲۵۳ ہجری کو فوت ہوئے۔[النشر:۱۸۰]

۲۔الجمال: تقدم

امام الدوری رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱۔ابن النفاخ: امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:كان ثقة مشهورا صالحا .ابن یونس نے کہا:كان ثقة ثبتا صاحب حديث متقللا من الدنيا . آپ ۳۱۴ ہجری کو مصر میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۸۰]

۲۔ابن نہشل: امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:كان إماما فی القرائة مجودا فاضلا ضابطا .

آپ جامع اصفہان کے امام تھے۔ آپ ۲۹۴ ہجری کو فوت ہوئے۔[النشر:۱۸۰]

امام رویس رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شاگرد

۱۔التمار: امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

وكان مقرئ البصرة وشيخها في القراءة من أجل أصحاب رويس وأضبطهم، قرأ عليه سبعا وأربعين ختمة. آپ تین سو ہجری کے کافی بعد فوت ہوئے۔[النشر:۱۸۷]

امام التمار رحمۃ اللہ علیہ کے چار شاگرد

۱۔النخاس: امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:وكان ثقة مشهورا ماهرا في القراءة قيما بها متصدرا من أجل أصحاب التمار، قال أبو الحسن بن الفرات: ما رأيت في الشيوخ مثله.

آپ ۲۹۰ ہجری کو پیدا ہوئے اور ۳۶۸ ہجری کو فوت ہوئے۔[النشر:۱۸۷]

۲۔ابو الطیب: امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:كان مقرئا مشهورا ضابطا ناقلا رحالا حدث عنه الحافظ أبو نعيم الأصبهاني. "آپ ۳۵۰ ہجری سے کچھ سال بعد فوت ہوئے۔[النشر:۱۸۷]

۳۔ابن مقسم: پورا نام ابوالحسن احمد بن مقسم۔امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:وکان قیما بالقراءۃ ثقۃ فیھا ذا صلاح ونسك روی عنه الحافظ أبو نعیم وغیرہ أیضا. آپ ۳۸۰ھ۔ کو فوت ہوئے۔[النشر:۱۸۷]

۴۔الجوہری: امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

وکان مقرئا معروفا بالاتقان عارفا بحرف یعقوب وغیرہ.

آپ ۳۴۰ہجری کی حدود میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۸۷]

امام روح رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱۔ابن وھب: امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کان إماما ثقۃ عارفا ضابطا.

آپ ۲۷۰ہجری کی حدود میں فوت ہوئے۔ [النشر:۱۸۷]

۲۔الزبیری: امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وکان إماما فقیھا مقرئا ثقۃ کبیرا شھیرا، وھو صاحب کتاب الکافي في الفقه علی مذھب الإمام الشافعي.

آپ ۳۰۰ہجری سے چند سال بعد فوت ہوئے۔[النشر:۱۸۸]

امام ابن وھب رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱۔المعدل: امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:کان ثقۃ ضابطا إماما مشھورا أو ھو أکبر أصحاب ابن وھب وا شھرھم .امام دانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: آپ ۳۲۰ہجری کے کافی عرصہ بعد فوت ہوئے۔[النشر:۱۸۷]

۲۔حمزۃ بن علی: آپ ۳۲۰ہجری سے کچھ سال پہلے فوت ہوئے۔[النشر:۱۸۷]

امام الزبیری رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱۔غلام ابن شنبوذ: تقدم

۲۔ابن حبشان: تقدم

امام اسحاق الوراق رحمۃ اللہ علیہ کے تین شاگرد

۱۔ابن ابی عمر: امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وکان مقرئا کبیرا متصدرا صالحا جلیلا مشھورا نبیلا. آپ ۳۵۰ہجری میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۹۲]

۲۔محمد بن اسحاق: آپ الوراق کے نام سے مشہور تھے۔ آپ ۲۸۶ہجری میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۹۲]

۳۔البرصاطی: امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:وکان مقرءا حاذقا ضابطا معدل.

آپ ۲۶۰ہجری کی حدود میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۹۲]

امام ابن ابی عمر رحمۃ اللہ علیہ کے دو شاگرد

۱۔السوسنجردی: امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:وکان ثقۃ ضابطا متقنا مشھورا.

آپ رجب ۴۰۲ہجری میں فوت ہوئے۔[النشر:۱۹۲]

۲۔ بکر : امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وكان ثقة واعظا مشهورا نبيلا.

آپ شوال ۴۰۵ ہجری میں فوت ہوئے۔ [النشر: ۱۹۲]

امام ادریس الحداد رحمۃ اللہ علیہ کے چار شاگرد

۱۔ الشطی : امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كان مقرءا متصدرا ضابطا متقنا مقصودا شهيرا.

آپ ۳۷۰ ہجری کی حدود میں فوت ہوئے۔ [النشر: ۱۹۲]

۲۔ المطوعی : آپ کے حالات امام ورش رحمۃ اللہ علیہ کے رواۃ میں گزر چکے ہیں۔

۳۔ ابن بویان : آپ کے حالات امام قالون رحمۃ اللہ علیہ کے رواۃ میں گزر چکے ہیں۔

۴۔ القطیعی: امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وكان ثقة راويا مسندا نبيلا صالحا انفرد بالرواية وعلو الإسناد. آپ ۳۶۸ ہجری کو فوت ہوئے۔ [النشر: ۱۹۲]

طلب علم کے لیے اسلاف کی محنت

عبد الرحمن بن قاسم امام مالک کے ممتاز شاگرد تھے، وہ اپنے متعلق فرماتے ہیں:

”میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آخر شب کی تاریکی میں پہونچتا اور کبھی دو، کبھی تین یا چار مسئلے دریافت کرتا۔ اس وقت امام محترم کی طبیعت میں کافی انشراح محسوس ہوتا۔ ایک دفعہ ان کی چوکھٹ پر سر رکھے سو گیا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نماز کے لئے مسجد تشریف لے گیے، لیکن مجھے نیند کے غلبہ میں کچھ بھی پتہ نہ چل سکا۔ آنکھ اس وقت کھلی جب ان کی ایک باندی نے مجھے ٹھوکر مار کر یہ کہا کہ تیرے آقا چلے گئے، وہ تیری طرح غافل نہیں رہتے۔ آج ۴۹ سال ہونے کو آئے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فجر کی نماز کبھی کبھار کے علاوہ ہمیشہ عشاء ہی کے وضو سے پڑھی ہے۔

ابو انس قصیر طبی[1]

امام حفص رحمۃ اللہ علیہ، جرح وتعدیل کی میزان میں

دنیا میں جتنے بھی علوم وفنون ہیں، سب کے متخصیصن وماہرین الگ الگ ہوتے ہیں، اور دنیا کا کوئی بھی شخص ایسا نہیں جو دنیا میں پائے جانے والے تمام علوم وفنون میں یکساں طور پر مہارت رکھا ہو۔ اسی لیے ہر میدان میں ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص ایک فن میں امامت کے درجہ پر فائز ہوتا ہے، لیکن دوسرے فن میں اسے وہ درک اور گہرائی حاصل نہیں ہوتی، جو اس کو اپنی مہارت کے فن میں حاصل ہوتی ہے۔ امام حفص بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فن قراءات میں درجہ امامت پر فائز ہیں، دنیا میں زیادتر ممالک میں انہی کی روایت کے مطابق قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے۔ یعنی اہل دنیا کی نظر میں سب سے بڑا راوی قرآن امام حفص رحمۃ اللہ علیہ ہے، لیکن محدثین اور ماہرین جرح وتعدیل نے ان پر نقد کیا ہے، جس سے بعض لوگوں نے ان کی قراءات پر شک کرنا شروع کر دیا ہے۔ جو کہ مذکورہ بالا اصول سے ناواقفی کا بین ثبوت ہے۔ اس مضمون میں شیخ ابو انس قیصر طبی نے مذکورہ بالا اصول کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ امام حفص بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ اپنے فن قراءات قرآن میں درجہ امامت پر فائز ہیں۔ محدثین کی جرح کا تعلق ان کے صدق وکذب یا نسیان سے نہیں ہے، بلکہ ان کی حدیث میں مہارت کے ساتھ ہے۔ جس کا فن قراءت پر کوئی اثر نہیں ہے۔ [ادارہ]

امام حفص بن سلیمان القاری رحمۃ اللہ علیہ کنیت ابو عمر البزاز ہے، نام سے بھی معروف ہیں اور کنیت سے بھی، آپ کوفہ میں سن ۹۰ھ میں پیدا ہوئے، آپ قراءت کے مشہور امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی کے پہلے خاوند سے بیٹے تھے۔ آپ امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ ہی کے گھر میں پرورش پائی۔ آپ نے اپنی ساری زندگی قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اسے پڑھانے میں گزار دی۔ ابتداء آپ نے اپنی جائے پیدائش اور نشو نما پانے والے شہر کوفہ سے کی، پھر بغداد اور مکہ وغیرہ میں قرآن کی تعلیم دیتے رہے۔ آپ بلاشبہ قراءت کے ماہر امام تھے۔ اور ضبط بھی کمال کا تھا۔ آپ کو امام عاصم بن ابی النجود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ آج تک یہی قراءت دیگر قراءات کی نسبت سب سے زیادہ اہل اسلام کے ہاں پڑھی اور تلاوت کی جاتی ہے، جو امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کے لیے یقیناً کسی فخر سے کم نہیں، بلکہ آپ کے لیے اعزاز عظیم ہے۔

ابو الیمن عبد الصمد بن عبد الوہاب بن عساکر (۶۱۸-۶۸۶ھ) نے کہا:

وهو حفص بن سليمان ويقال حفص بن ابى دادو الازدى الكوفى البزاز القارئ المعروف بحفص قارئ أهل الكوفة بعد عاصم بن أبى النجود وهو ابن امرأة عاصم كان ربيبه فى حجره وتلميذه فى القرأة والرواة عنه ربما سموه و ربما كنوه وكذلك أباه وربما فعلوا ذلك فى نسبه فاشتبه ذلك على من لا علم له من كثرة اختلافهم ذلك صحف بعضهم حفص بجعفر بن سليمان وامامته فى القراءة مشهورة...[اتحاف الزائد: 27]

---

[1] فاضل جامعہ محمدیہ، گوجرانوالہ

” اور وہ حفص بن سلیمان ہیں اور کبھی حفص بن ابی داؤد الازدی الکوفی البزاز بھی کہا جاتا ہے۔ حفص قاری کوفہ کے نام سے معروف ہیں، عاصم بن ابی النجود کے بعد اہل کوفہ کے سب سے بڑے قاری تھے ۔ امام عاصم کے ربیب، اور قرأت میں شاگرد ہیں، اور انہی سے روایت کرتے ہیں... بعض دفعہ ان کا نام لیا جاتا ہے، اور بعض اوقات کنیت کے ساتھ نام لیا جاتا ہے، اور کبھی کبھی ابن ابی داود کہہ کر پکارا جاتا ہے، بسا اوقات یہ معاملہ ان کے نسب میں ہوتا، کثرت اختلاف کی وجہ سے علم نہ رکھنے والوں پر یہ معاملہ مشتبہ ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے بعض لوگ حفص بن سلیمان اور جعفر بن سلیمان کو خلط ملط کر دیتے ہیں۔ حالانکہ آپ قرأت میں مشہور امام ہیں۔“

روایت حدیث میں ائمہ محدثین نے آپ پر جرح کی ہے، اس کا تعلق روایت حدیث سے ہے، اور روایت حدیث میں آپ کو وہ درک نہ تھا، جو محدثین کا خاصہ ہے۔ آپ قراءات قرآنیہ میں امامت کے درجہ پر فائز تھے۔ کسی بھی ثقہ محدث نے روایت حفص پر کلام نہیں کیا، اور نہ ہی قراءت میں آپ کی عدالت وضبط کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قراءت میں ان کی عدالت اور ضبط محدثین کے ہاں بھی مسلمہ ہے، ورنہ روایت حدیث کی طرح روایت قراءت میں بھی آپ پر جرح ضرور کی جاتی۔ گویا کہ قراءت کے باب میں آپ جمیع آئمہ وحفاظ قراءت کے نزدیک عادل وضابط ہیں۔ آپ کے معاصر ائمہ محدثین سے لے کے بعد کے زمانوں تک سبھی سلف صالحین اس روایت حفص پر اعتماد ویقین کرتے اور اس کی تلاوت کرتے ہیں۔ آج بھی اس قراءت کو پوری رغبت اور شوق سے پڑھا جاتا ہے تو یہ امت مسلمہ کا اس روایت حفص کی تلاوت اور نشر واشاعت کا اہتمام کرنا اس قدر شہرت حاصل کر چکا ہے، کہ الگ سے اس شہرت عامہ کی وجہ سے امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت کی ضرورت ہی نہیں کہ شہرت عامہ ہی عدالت کے لیے کافی ہے۔

اور ضبط کی بات کریں تو ان کی قراءت بیک وقت ضبط الکتاب اور رسم عثمانی کے موافق ومطابق ہے اور اعتراض سرے سے اس پر ہے ہی نہیں۔ آپ کی ساری زندگی قرآن پاک کے ساتھ پڑھنے پڑھانے میں گزری ہے۔ اور حفاظ وقرّاء جانتے ہیں کہ قرآن کریم کو بار بار ایک کمزور ذہن والا بچہ بھی پڑھے تو اس کا ضبط بھی مسلسل محنت اور یاد کرنے سے اس شعبہ میں دوسروں کی نسبت کتنا پختہ ہو جاتا ہے۔ اور آج اس روایت حفص کا رسم عثمانی اور ضبط الکتاب کے موافق ہونا اس پر دلیل ہے کہ آپ کا ضبط بھی درست تھا۔ اس ضبط وحفظ کے ثبوت کے لیے کسی خاص نص کی ضرورت نہیں ہے، ضبط الکتاب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مکمل ہو چکا تھا اور محفوظ تھا پھر وہی قرآن رسم عثمانی کی صورت میں متفقہ طور پر آج بھی محفوظ وموجود ہے، جس پر پوری امت مسلمہ متفق ہے۔ یہ بھی امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کے ضبط اور ان کی روایت کے محفوظ ودرست ہونے کی لاریب دلیل ہے۔

اب علماء ومحدثین کا کلام اس اعتبار سے بیان کیا جاتا ہے کہ جس میں ان کی شخصیت وصلاحیتوں اور قراءت کے اصح واثبت ہونے کا ذکر ہے۔

a قراءت کے مشہور امام قاری ایوب بن المتوکل رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۰ھ) نے کہا:

قراءة أبی عمر البزاز أثبت من قراءة أبی بکر بن عیاش.

ابو عمر البزاز کی قرأت ابو بکر بن عیاش سے اثبت واصح ہے۔ [تاریخ بغداد: ۸/۱۸۳ سندہ حسن لذاتہ] کے الفاظ ہیں:

أبو عمر البزاز أصح قراءة من أبی بکر بن عیاش .

”ابو عمر البزاز قرأت میں ابو بکر بن عیاش سے زیادہ صحیح ہیں۔“

ابو بکر بن عیاش کا اصل نام شعبہ ہے، اور یہ حدیث اور قراءات کے راوی وامام ہیں۔

b مشہور محدث امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ابو عمر البزاز صاحب القراءة... هو أصح قرأة من أبى بكر بن عياش... [الكامل لابن عدى:3/ 268]

"ابو عمر البزاز صاحبِ قرأت ہیں...وہ قرأت میں ابو بکر بن عیاش سے زیادہ صحیح ہیں۔"

كان حفص بن سليمان وأبو بكر بن عياش من أعلم الناس بقراءة و كان حفص أقرا أبي بكر... [الكامل لابن عدى: 3/ 268]

"لوگوں میں سب سے زیادہ قرأت کو جاننے والے حفص بن سلیمان اور ابو بکر بن عیاش ہیں اور حفص قراءت میں ابو بکر سے بھی فائق ہیں۔"

c اور امام علی بن مدینی نے امام عاصم سے اس کی قراءت کے روایت کرنے کو مسند قرار دیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

روى عن عاصم عامة القراءات مسنده. [تاريخ بغداد: 8/ 184]

"وہ عاصم سے عام طور پر مستند قراءات روایت کرتے ہیں۔"

d امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

وهو صاحب عاصم في القراءة ، وابن امرأته وكان ينزل معه دار واحدة، فقرأ عليه القرآن مرارا وكان المتقدمون يعدونه في الحفظ فوق أبي بكر بن عياش ويصفونه بضبط الحروف الذى قرأ به على عاصم.... [تاريخ بغداد: 8/ 182]

"اور وہ (حفص) قرأت میں عاصم کے صاحب ہیں اور ان کی بیوی کے بیٹے ہیں، اور ان کے ساتھ ایک ہی گھر میں ٹھہرے اور کئی دفعہ ان (عاصم) پر قرآن پڑھا۔ اور متقدمین ائمہ انہیں حفظ وضبط میں ابو بکر بن عیاش سے بہت فائق شمار کرتے ہیں اور عاصم نے جو قرأت پڑھی اس کا ضابط گردانتے ہیں۔"

e امام یوسف بن علی بن جبارہ ابو القاسم الھذلی الیشکری (المتوفی ۴۶۵ھ) نے فصل أما فضائل أهل مكة کے تحت امام حفص بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ یوں کیا ہے:

ومنهم أبى عمر حفص بن سليمان الغاضرى ربيب عاصم كان يتدارس مع أخته القرآن قرأ على عاصم جميعا قال ابو بكر لحفص: أين قرأت على عاصم؟ قال: بحيث لا تدرى توفى عاصم في حجر امى وربما قال : بين الباب والستر او بين الستر والفراش بالكوفة وهذا هو الصحيح و لحفص عشرسنين قال حفص لأقطعن أخر زمانى بالحرمين ولد بالكوفة و تعلم بها وعلم بمكةبعد أن علم بالكوفة سنين-

[الكامل فى القراءات العشر والأربعين الزئدة عليها :77]

"اور ان میں عاصم کے ربیب ابو عمر حفص بن سلیمان الغاضری بھی ہیں، اپنی بہن کے ساتھ قرآن سیکھا اور دونوں نے اکٹھے عاصم پر پڑھا۔ ابو بکر نے حفص سے پوچھا: آپ نے عاصم پر کہاں پڑھا؟ حفص نے کہا: چونکہ تم جانتے نہیں ہو کہ عاصم کی وفات میری ماں کے حجرے میں ہوئی.. یا کہا: دروازے اور پردے کے درمیان، یا پردے اور بستر کے درمیان اور یہ صحیح ہے اور حفص دس سال ان کے ساتھ رہے۔ حفص نے کہا کہ میرا آخری زمانہ حرم میں رہا، پیدائش و تعلیم کوفہ میں رہی، مکہ میں بھی پڑھایا، اور کئی سال کوفہ میں بھی تعلیم دیتے رہے۔"

f أسانید قراءۃ عاصم کے ذکر میں حفص عن عاصم کی سند ملاحظہ فرمائیں :

a وحدثنی الکسائی محمد بن یحی عن ابی الحارث عن ابی عمارۃ عن حفص عن عاصم.

b وحدثنی احمد بن علی الخزاز قال حدثنا ابو عمر هبیرۃ بن محمد التمار عن حفص بن سلیمان عن عاصم.

c وحدثنی أبو محمد الرقی عن أبی عمرالدوری عن أبی عمارۃ عن حفص عن عاصم.

d وأخبرنی محمد بن حماد بن ماهان الدباغ قال حدثنی أبو الربیع عن حفص عن عاصم.

e وحدثنا أبو بکر وهب بن عبدالله المروزی قال حدثنا الحسن بن المبارك الأنماطی ویعرف بابن الیتیم قال حدثنا ابو حفص عمرو بن الصباح بن صبیح قال رویت هذه القراءۃ عن أبی عمرالبزاز وهو حفص بن سلیمان بن المغیرۃ ویعرف بالاسدی قال قرأت علی عاصم بن ابی النجود وذکر ابو عمر أنه لم یخالف عاصما فی حرف من کتاب الله إلا فی قوله تعالی من ضعف"

مجھ سے محمد بن یحیی الکسائی نے بیان کیا، انہوں نے ابو حارث سے، انہوں نے ابو عمارہ سے، انہوں نے حفص سے اور انہوں نے عاصم سے..

اور مجھے احمد بن علی الخزاز نے بیان کیا کہا: مجھے ابو عمر ہبیرہ بن محمد التمار نے بیان کیا، انہوں نے حفص سے اور انہوں نے عاصم سے ..

اور مجھ سے ابو محمد الرقی نے بیان کیا، انہوں نے ابو عمر الدوری سے، وہ ابی عمارہ سے انہوں نے حفص سے اور انہوں نے عاصم سے ..

مجھے محمد بن حماد بن ماہان الدباغ نے بتلایا کہ ان سے ابو ربیع نے بیان کیا، انہوں نے حفص سے اور انہوں نے عاصم سے ..

اور مجھ سے ابو بکر وہب بن عبد اللہ المروزی نے بیان کیا، کہا: مجھ سے حسن بن مبارک انماطی المعروف بابنِ یتیم نے بیان کیا کہا: مجھ سے ابو حفص عمر بن صباح بن صبیح نے بیان کیا، کہا: میں نے یہ قرأت ابو عمر البزاز حفص بن سلیمان الاسدی سے روایت کی ہے اور حفص نے کہا: میں نے یہ عاصم بن ابی النجود پر پڑھی ہے--- اور ابو عمر نے ذکر کیا کہ حفص نے پورے قرآن میں صرف من ضعف کی قرأت میں عاصم کی مخالفت کی ہے۔

[السبعة فی القراءات للمجاهد: 95،96]

f حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

أخبرنا أبو المظفر وأبو القاسم قالا أنا أحمد بن إبراهيم نا أحمد بن الحسن قال قرأت علی أبی الحسن علي بن محمد المقرئی قال قراءت علي أبي الحسین بن زرعان الدقاق و منه تعلمت وعلیه تلقنت وکان رجلا صالحا قرأ فی مسجد ابی عمر علی جماعة من أصحاب أبی عمر منهم ابو حفص عمرو بن الصباح وغیره وهم قرءوا علي أبي عمر حفص بن سلیمان وقرأ حفص علی عاصم وقرأ عاصم علی ابی عبدالرحمن السلمی وقرأ ابو عبدالرحمن علی عثمان بن عفان و علی بن أبی طالب وزید بن ثابت قال حفص ما خالفت عاصما الا حرف واحدا وقال عاصم ما خالفت أبا عبد الرحمن فی شئ من القرآن.

[تاريخ دمشق: 25/ 231 (3008) ترجمة عاصم بن بهدلة]

" ہمیں ابو مظفر اور ابو قاسم نے بتلایا دونوں نے کہا: ہمیں احمد بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہمیں احمد بن حسن نے بیان کیا کہا: میں نے ابو حسن علی بن محمد المقری پر پڑھا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے ابو الحسین بن زرعان الدقاق پر پڑھا اور اسی سے سیکھا اور اسی پر تلقین کی اور وہ نیک شخص تھا، اس نے ابو عمر کی مسجد میں ان کے اصحاب کی ایک جماعت کے سامنے پڑھا جن میں ابو حفص عمر بن صباح و دیگر شامل تھے اور انہوں نے ابو عمر حفص بن سلیمان پر پڑھا اور حفص نے عاصم پر اور عاصم نے ابو عبد الرحمن السلمی پر اور ابو عبد الرحمن نے عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم پر پڑھا۔ حفص نے کہا کہ میں نے عاصم کی صرف ایک حرف میں مخالفت کی اور عاصم نے کہا کہ میں نے ابو عبد الرحمن سے پورے قرآن میں ہلکا سا بھی اختلاف نہیں کیا۔"

g علماء قراءت میں سے ابو ہشام الرفاعی نے کہا:

كان حفص أعلمهم بقراءة عاصم. [معرفة القراء الكبار: :85]

" حفص عاصم کی قرأت کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔"

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

وله كتاب جامع فى القراءات . [معرفة القراء الكبار:(47) :130]

" ان کی کتاب ہے، جو قراءات میں جامع ترین کتاب ہے۔"

h ابو الحسین بن المنادی (المتوفی: ۳۳۶ھ) نے کہا:

قرّاء على عاصم مرارا وكان الأولون يعدون فى الحفظ فوق أبى بكر بن عياش ويصفونه بضبط الحروف التى قرأ بها على عاصم أقرأ الناس دهرا وكانت القراءة التى أخذها عن عاصم ترتفع الى على رضى الله عنه. [معرفة القراء الكبار: ص:85]

" آپ نے عاصم پر کئی دفعہ پڑھا اور متقدمین آپ کو حفظ میں ابو بکر بن عیاش سے اوپر شمار کرتے ہیں۔ اور عاصم کی قرأت کا بہترین ضابط گردانتے ہیں، آپ اپنے زمانے کے بہترین قاری تھے اور آپ کی عاصم سے روایت کردہ قرأت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے۔"

i ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ الرومی الحموی (المتوفی: ۶۲۶ھ) نے کہا:

الامام القارئ راوى عاصم بن ابى النجود كان ربيب عاصم ابن زوجته فأخذعنه القراءة عرضا و تلقينا ، قال حفص قال لي عاصم: القراءة التى أقرأتك بها فهى التى قرأتها عرضا على أبي عبدالرحمن السلمى عن على والتى أقرأتها أبا بكر ابن عياش فهي التى كنت أعرضها علي زربن حبيش عن ابن مسعود.

" (آپ اس فن قراءت کے معروف اور ماہر فن) امام اور قاری ہیں، عاصم بن ابی النجود سے روایت کی، آپ عاصم کے ربیب یعنی بیوی کے بیٹے تھے پس آپ نے عاصم سے قرأت کا علم لیا (عرض و تلقین کے ساتھ)۔ حفص نے کہا کہ مجھ سے عاصم نے بیان کیا کہ یہ قرأت جو میں تمہیں پڑھا رہا ہوں، وہی قرأت ہے جو میں نے ابو عبد الرحمان السلمی اور انہوں نے علی رضی اللہ عنہ پر پڑھی۔ اور جو قرأت میں نے ابو بکر بن عیاش کو پڑھائی ہے یہ وہ ہے جو میں نے زر بن حبیش اور انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر پڑھی۔

پھر کہا:

ولد حفص سنةتسعين و نزل بغداد فأقرأ بها وأخذ عنه الناس قراءة عاصم تلاوة و جاور بمكة فأقرأ بها ايضا ،

قال: يحى بن معين : الرواية الصحيحة من قراءة عاصم رواية حفص وكان أعلمهم بقراءة عاصم و كان مرجحا على شعبة (يعني أبو بكر بن عياش) بضبط القراءة. توفي حفص بن سليمان سنة ثمانين و مائة . [معجم الأدباء:3/ 1180) 412]

”حفص ۹۰ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں سکونت اختیار کی اور لوگوں نے ان سے عاصم کی قرأت حاصل کی اور آپ نے مکہ کی ہمسائیگی بھی اختیار کی اور وہاں بھی یہ قرأت پڑھی۔

یحیٰ بن معین کہتے ہیں: عاصم کی قرأت کی صحیح ترین روایت حفص کی روایت ہے، اور حفص عاصم کی قرأت کو زیادہ جاننے والے ہیں اور آپ کی قرأت ضبط میں شعبہ (یعنی ابو بکر بن عیاش) سے زیادہ راجح ہے۔ حفص کی وفات ۱۸۰ھ میں ہوئی۔

j ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۸۳۳ھ) نے کہا:

وقرأ حفص كذلك على الإمام أبي بكر عاصم بن أبي النجود مولاهم إمام الكوفة وقارئها...

” اور اسی طرح حفص نے امام ابو بکر عاصم بن ابی النجود مولاھم کوفہ کے امام اور قاری سے بھی قرأت روایت کی۔“

سند کے آخر پر کہا :

"هذا اسناد لا مزيد علي حسنه و علوه و ثقة رجاله و فضلهم و تقدمهم في علم القراءة.

[مناقب الاسدى الغالب على بن ابى طالب لابن الجزرى :92]

” اور اس سند کے حُسن میں، عالی ہونے، رجال کی ثقاہت، فضل اور علمِ قرأت میں مقدم ہونے میں مزید کسی چیز کی ضروت نہیں۔“

مزید کہا:

وكان اعلم اصحاب عاصم بقراءة عاصم... [شرح الشاطبية النشر :11]

” اور حفص عاصم کے اصحاب میں سے عاصم کی قرأت کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔“

مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:

[القراءات العشر 1/ 156، غاية النهاية فى طبقات القراء(1158) 1/ 255،254]

k حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

فهذان الامامان اشتهرت عنهما قراءة عاصم. [جمال القراء :561]

” پس یہ دو امام ہیں جن سے عاصم کی قرأت مشہور ہوئی۔“

l محمد بن عبد العظیم الزرقانی (۱۳۶۷ھ) نے کہا:

كان ربيب عاصم تربى في حجره وقرأ عليه و تعلم منه كما يتعلم الصبي من معلمه فلا جرم كان أدق اتقانا من شعبة (يعنى ابن عياش بن سالم الاسدى)....

” آپ عاصم کے ربیب تھے، انہی کے گھر تربیت پائی اور ان پر قرآن پڑھا اور ان سے ایسے سیکھا جیسے بچہ استاد سے سیکھتا ہے، لہذا کوئی شک نہیں کہ آپ شعبہ یعنی ابن عیاش بن سالم الاسدی سے زیادہ اتقان رکھتے تھے۔“

مزید کہا: وفى عاصم و راوييه يقول صاحب الشاطبية :

وبالكوفة الغداء منهم ثلاثة أذاعوا فقد ضاعت شذى و قرنفلا
فأما أبو بكر و عاصم اسمه فشعبة راويه المبرد أفضلا
وذاك ابن عياش أبو بكر الرضا وحفص وبالاتقان كان مفضلا -

"المختصر کے امام حفص ضبط واتقان میں بلند مقام رکھتے ہیں ابو ابکر بن عیاش سے۔"

[مناھل العرفان فی علوم القرآن:١/ ٤٥٩]

m ابو القاسم بابن القاصع العزری البغدادی (المتوفی:٨٠١ھ) نے کہا:

قال ابن معين : هو أقرأ من أبى بكر ولهذا قال الشاطبى:
وبالاتقان كان مفضلا يعنى اتقان حرف عاصم رحمه الله -

[سراج القارئ المبتدى وتذكار المقرئ المنتهى: :12]

" ابن معین نے کہا کہ حفص ابو بکر سے بڑے قاری ہیں اور اسی لیے شاطبی نے کہا:
کہ امام عاصم کی قرأت کے اتقان میں حفص افضل وبلند ہیں۔"

n ابو حفص عمر بن قاسم النشار الشافعی المصری (المتوفی ٩٣٨ھ) نے کہا:

وتعلم القرآن من عاصم خمسا خمسا كما يتعلمه الصبي من المعلم و كان عالما عاملا أصحاب عاصم بقراءة عاصم و كان ربيب عاصم عن زوجت.

" اور آپ نے عاصم سے پانچ پانچ آیات کر کے قرآن سیکھا، جیسے بچہ استاد سے سیکھتا ہے اور آپ عالم با عمل تھے، عاصم کے اصحاب میں سے عاصم کی قراءت کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے اور عاصم کے ربیب یعنی بیوی کے صاحبزادے تھے۔" [المکرر فی تواتر من القراءات السبع وتحرر:٢٣]

o حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

ثبت في القراءة. [الكاشف: 1146]

" قرأت میں ثبت ہیں۔"

صاحب عاصم ثبت فى القراءة والحروف. [المغنى فى الضعفاء: 1615]

" عاصم کے صاحب، قرأت اور حروف میں ثبت ہیں۔"

"المقرئ الامام صاحب عاصم.... قال أبو عمرو الداني: قرأ عليه عرضا و سماعا (يعنى أخذ عنه القراءة) عمرو بن الصباح، وأخوه عبيد بن الصباح، و أبو شعيب القواس، وحمزة بن القاسم، و حسين بن محمد المروذي و خلف الحداد ثم سمى ابو عمرو الدانى) خلقا سواهم وروى عنه بكر بن بكار وأدم بن أبي أياس، واحمد بن عبده، هشام بن عمار، وعلى بن حجر وعمرو الناقد وهبيرة التمار وآخرون..."

" امام، قاری، عاصم کے صاحب... ابو عمر الدانی نے کہا کہ حفص سے عمرو بن صباح، اس کے بھائی عبید بن صباح، ابو شعیب قواس، حمزہ بن قاسم، حسین بن محمد المروزی اور خلف حداد نے قرأت حاصل کی اور ان کے علاوہ بہت سارے نام لیے.. اور آپ سے بکر بن بکار، آدم بن ابی ایاس، احمد بن عبدہ، ہشام بن عمار، علی بن حجر، عمرو الناقد، ھبیرہ التمار اور دیگر بہت سوں نے روایت کی۔"

پھر حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

قلت أما في القراءة فثقة ثبت ضابطا لها بخلاف حاله في الحديث.

[معرفة القراء الكبار: 84-85]

"میں کہتا ہوں کہ جہاں تک قرأت کا تعلق ہے تو حفص ثقہ و ثبت اور ضابط ہیں جبکہ حدیث میں ایسا نہیں ہے۔"

و اقرأ الناس مدة و كان ثبتا فى القراءة واهيا فى الحديث لانه كان لا يتقن الحديث و يتقن القرآن و يجوده و الا فهو فى نفسه صادقا. [ميزان الاعتدال :(2121) 1/ 558]

" آپ طویل عرصے تک لوگوں میں سب سے بڑے قاری اور پڑھانے والے تھے، قرأت میں ثبت اور حدیث میں ناقابلِ اعتماد ہیں. اور یہ اس لیے کہ آپ قرأت میں متقن اور مجود تھے، جبکہ حدیث میں آپ کو اتقان حاصل نہ تھا، ورنہ اپنی ذات میں آپ صادق تھے۔"

الحاصل کہ امام حفص بن سلیمان القاری الاسدی امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت میں اثبت واصح بھی ہیں، اور اس سے روایت میں مشہور بھی ہیں۔ مزید ان تصریحات سے ثابت ہوا کہ بلا خلاف شہرت عامہ کے ساتھ اس روایت حفص کو تلقی بالقبول بھی حاصل ہے۔

آخر پر معاصرین سے علامہ عبد العزیز بن عبد الفتاح القاری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام پیش خدمت ہے:

أما في القراءة فيعدونها مقدما على أبي بكر بن عياش شعبة وهو الراوي الآخر عن عاصم فهو أكثر حفظا و اتقانا ولذلك اشتهرت روايته و تلقاها الأئمة بالقبول يقول الحافظ الذهبی (يعنى في معرفة القراء الكبار) وكان الأولون يعدونه فى الحفظ فوق أبي بكر بن عياش ويصفونه بضبط الحروف التى قرأبها على عاصم.... وليس ذلك بغريب فقد كان ربيب عاصم فلازمه و أتقن قراءته .... وتكلم المحدثون في حديث حفص من جهة ضبطه للحديث ، و ذلك لا يؤثر فى قراءته ، فانه كان متخصصا بالقراءةمتقنا لها ولم يكن شأنه فى الحديث.... توفى حفص رحمه الله و جزاه عن القرآن و أهله أحسن الجزاء سنة 180 هـــ.

[قوائد التجويد:30،29]

" آپ بلاریب روایت قراءت میں عادل، ضابط، ثقہ، ثبت اور حجت ہیں۔ روایت حدیث میں ان پر ائمہ جہابذہ کا کلام کرنا روایت قراءت میں ہرگز مضر نہیں ہے جیسا کہ تفصیل بیان کر دی گئی ہے۔"

اللہ تعالیٰ امام حفص بن سلیمان ان کے شیخ امام عاصم بن ابی النجود رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر سلف صالحین پر بے حد و حساب مرتبہ اپنی رحمت کا نزول فرمائیں اور ان سبھی سے راضی ہوں۔

مولانا ابوانس قیصر طیبی[1]
مترجم: حافظ علی معاذ[2]

امام حمزہ الکوفی رحمۃ اللہ علیہ، جرح وتعدیل کی میزان میں

نام ونسب اور کنیت

ابو عمارہ حمزہ بن حبیب بن عمارہ بن اسماعیل الزیات تمیمی کوفی۔

ابن جنید نے کہا: میں نے امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

حمزة بن حبيب ثقة. [سؤلات ابن الجنيد :(387) ص:366]

"حمزہ الزیات ثقہ ہیں۔"

اور ابن طہمان (١٠١) کی روایت میں ہے کہ یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حمزة الزيات ليس به بأس ثقة.

"حمزہ الزیات میں کوئی عیب نہیں، وہ ثقہ ہیں۔"

امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے یحیی بن معین سے امام حمزہ الزیات کے بارے پوچھا تو آپ نے کہا: ثقہ ہیں۔

[تاريخ ابن معين ، برواية الدارمي:(289)]

امام دوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا:

"حمزة الزيات ثقة ۔" [تاریخ ابن معین-بروایۃ الدوری:٢٧٢٨،٢٤٨ ١٦١٢۔ الجرح والتعدیل:٣/ ٢١٠]

امام احمد ابن ابی خیثمہ نے حمزہ الزیات کی بابت امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

حدثنا عبدالرحمن أنا ابن أبي خيثمة فيما كتب إلى قال سمعت يحيى بن معين يقول: حمزةالزيات ثقة.

امام الدانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی سند سے امام احمد بن ابی خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

[جامع البیان فی القراءات السبع:٣٤٨]

a جب کوئی امام ایک سے زائد علوم وفنون میں مہارت رکھنے والے راوی کی مطلقا توثیق کرے تو وہ ان جمیع جہات وعلوم میں راوی کی تعدیل وتوثیق شمار ہو گی، اور اسے ان تمام جہات پر محمول کریں گے کہ یہ راوی ان ائمہ کے نزدیک ان تمام علوم میں عادل، ضابط اور ثقہ ہے۔

امام الجرح والتعدیل یحیی بن معین جیسے ناقد امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کو ثقہ کہہ رہے ہیں اور ان کے پانچ معروف شاگرد اس توثیق کو نقل وروایت کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ امام عثمان الدارمی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس فن کے بھی امام ہیں، اور بعض جگہ امام یحیی سے اختلاف بھی کر جاتے ہیں، امام حمزہ الزیات کے متعلق کوئی اختلاف نہیں کیا۔ جلیل القدر ثقہ امام عباس

---

[1] فاضل جامعہ محمدیہ، گوجرانوالہ
[2] فاضل کلیۃ القرآن الکریم، پھول نگر

الدوری، اور امام ابن ابی خیثمہ رحمۃ اللہ علیہ و دیگر ثقات بھی امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ سے کلمہ ثقہ جزم سے نقل کر رہے ہیں، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ امام حمزہ الزیات رحمۃ اللہ علیہ حدیث و قراءت میں ثقہ وضابط ہیں۔

b قراءت کے ثقہ، حافظ و ماہر فن امام عثمان الدانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قراءت کی معروف کتاب (جامع البیان) میں باسند صحیح امام ابن معین سے امام حمزہ الزیات کی توثیق نقل کی ہے، جس سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک آپ حدیث کے ساتھ قراءت میں بھی ثقہ ہیں۔

امام ابن شاہین نے بھی انھیں [الثقات:۲۷۶] میں ذکر کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حمزة الزيات ثقة فی الحديث ولكنی أكره قراءته.

حمزہ الزیات حدیث میں ثقہ ہیں، لیکن مجھے ان کی قراءت پسند نہیں ہے۔[العلل و معرفة الرجال بروية المروزی وغیرہ:(۱۸۶)، الجرح والتعدیل:۳/ ۲۱۰]

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا جزم کے ساتھ آپ کو حدیث میں ثقہ کہنا دلیل ہے کہ ان کے نزدیک آپ ثقہ وضابط ہیں۔ اس کلمہ میں عدالت وضبط دونوں شامل ہوتے ہیں کہ راوی کا ضبط وحفظ محفوظ ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ بعض جگہ ثقہ کے بعض اوہام قوی ادلہ و قرائن سے ثابت ہو جائیں، لیکن اس سے اس راوی کی ثقاہت وضبط پر زیادہ اثر نہیں پڑھتا، جیسے کبار حفاظ سے بعض اخطاء واوہام وارد ہوئے ہیں، مگر ان کی ثقاہت وعدالت پر کچھ فرق نہیں، سوائے اس کے کہ وہ امام شعبہ، امام سفیان ثوری، امام مالک رحمہم اللہ وغیرہ جیسے کبار حفاظ میں شامل نہیں ہیں۔

میرے مطالعہ و تحقیق کے مطابق عظیم محدث وناقد ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے بعض اوقات راوی کا مرتبہ قائم کرنے میں سہو واقع ہوا ہے، اور ایسا ہونا بعید از قیاس نہیں ہے۔ ان کی کتب "تھذیب التھذیب" و "تقریب التھذیب" اور دیگر کتب تراجم کے مطالعہ وائمہ کی تصریحات سے یہ معلوم ہوا ہے۔ آپ کبھی صرف ابن حبان کے "یخطیٔ" کہہ دینے سے بھی ثقہ راوی کو صدوق کہہ دیتے ہیں، حالانکہ ابن حبان سے قبل کبار ائمہ فن نے ایسا نہیں کہا ہوتا۔ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کی حالت یہ ہے کہ وہ بعض اوقات کسی راوی کو "کثیر الخطاء" تک کہہ دیتے ہیں، جبکہ کبار ائمہ نقاد اس کے متعلق ایسا نہیں کہتے۔ اور تحقیق سے اس راوی کا "کثیر الخطاء" ہونا ثابت بھی نہیں ہو پاتا، بعض دفعہ کسی راوی پر حکم لگاتے ہوئے دیگر ائمہ کے اقوال توثیق ان کے پیش نظر نہیں ہوتے، جیسے حمزہ الزیات پر حکم لگاتے وقت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، امام یعقوب الفسوی رحمۃ اللہ علیہ، امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ان کے پیش نظر نہیں تھا۔

میرا مقصد ان ائمہ ناقدین کی اہانت اور ان سے تعصبانہ اختلاف قطعاً نہیں، کہاں ہم جیسے طالب علم اور کہاں وہ حدیث ورجال کے ائمہ فن اور ان کا علمی مقام! اللہ تعالیٰ ان سبھی سے راضی ہو۔ بس میں دیگر محققین کی طرح محض اپنے اجتہاد کی بنیاد پر اپنی علمی رائے بیان کرنا ہے، جو غلط بھی ہو سکتی ہے۔ صائب ہونے کی صورت میں دوہرا اجر اور مخطئ ہونے کی صورت میں ایک اجر تو ہے، ان شاء اللہ۔ اور [الطبقات الکبری:۶/ ۳۵۶] میں ہے:

وكان صاحب قراءة القرآن وصاحب فرائض.... وكان حمزة رجلا صالحا وكانت عنده أحاديث وكان صدوقا صاحب سنة.

" امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ علوم قراءت اور فرائض کے جاننے والے ہیں، نیک وپارسا، سچے، حدیث کو روایت اور سنت سے محبت کرنے والے ہیں۔"

وقال الإمام المعتدل العجلي: اور معتدل امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

ثقة، رجل صالح. [الثقات للعجلي:332] "آپ ثقہ اور صالح آدمی ہیں۔"

اور[المعرفة والتاريخ للفسوي:3/ 180] میں ہے :

حدثنا حمزة الزيات وكان رجلا صالحا ثقة.

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كان من القراء المتقدمين فى حفظ القرآن وهو قليل الحديث ثقة. [المنتخب من ذيل المذيل:140]

" آپ کا شمار متقدمین قراء میں ہوتا ہے، آپ نے کم احادیث کو روایت کیا اور آپ ثقہ ہیں۔ "

تنبیہ

کسی شخص کے قلیل الروایہ ہونے کا تعلق اس کے حافظے یا رتبے سے نہیں ہوتا۔ قلیل الروایہ راوی ثقہ، صدوق، ضعیف، منکر الروایۃ اور لیس بشيء وغیرہ بھی ہو سکتا ہے۔ قلیل الحدیث راوی ضعیف ومنکر الروایہ اور وہمی بھی ہو سکتا ہے، تو وہ ثقہ وحافظ ہو سکتا ہے۔

لہٰذا جس قلیل الحدیث راوی کو ائمہ ناقدین ثقہ کہیں وہ ثقہ ہی ہے، کیونکہ قلیل الحدیث ہونا نہ عیب ہے، نہ ثقہ ہونے کے منافی ہے۔ راوی کی عدالت وضبط کا ثابت ہونا ائمہ نقاد کی تصریحات وروایات کی جانچ، پرکھ سے معلوم ہو جاتا ہے۔ جب راوی کی عدالت وضبط پر کلام ثابت نہیں ہو، یا کبار ناقدین کے بالمقابل کم مرتبہ ماہر خفیف جرح کرے، تو وہاں کبار نقاد کا ہی اعتبار کریں گے یا اسے معمولی ضبط میں کمی والے راوی کی طرح محض اسی روایت میں ضعیف کہیں گے جس روایت میں وہم وخطاء قرائن سے ثابت ہو، باقی میں وہ ثقہ ہی قرار پائے گا، کیونکہ نقاد ائمہ کی حدیث میں جزم سے کلمہ ثقہ سے توثیق کرنا بھی قرینہ قویہ ہے اس کے ثقہ ہونے پر۔ امام الساجی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف فیہ راوی ازدی کی پیروی میں جس نے کئی ثقہ رواۃ پر ائمہ کبار کے برعکس بلاوجہ یا حد سے زیادہ سخت جرح کی ہے، امام حمزہ الزیات رحمۃ اللہ علیہ کو سیئ الحفظ کہا ہے، پھر اس کی بنیاد پر حافظ ابن حجر نے انہیں (صدوق، ربما وھم) کہا ہے۔

اور تقریب کے کئی سال بعد فتح الباری میں خود امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ازدی کی جرح اور اس پر الساجی کے پیروی کرنے کو رد کیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ تقریب کے بعد والا ہی موقف صائب ومحتاط ہے۔ امام الساجی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے وہ بھی جب ازدی اور یہ دونوں ایک جیسی جرح کر رہے ہوں، اسی طرح ازدی کا تعاقب بھی حافظ ذہبی نے بعض جگہوں پر کیا ہے، جس کا ماحاصل یہی ہے کہ ازدی جرح میں متعنت ومتشدد، راہ صواب سے ہٹے ہوئے اور ناقدین ائمہ فن کے برعکس رائے پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے اگر معاملہ یہی ہے تو پھر امام ابن حجر نے حمزہ الزی کے متعلق رائے کیوں نہیں بدلی اور کیوں اس رائے کی وجہ سے "صدوق ربما وھم" کہا؟، تو عرض ہے کہ ھدی الساری اور فتح الباری میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی بتایا ہے کہ امام الساجی رحمۃ اللہ علیہ ثقات پر بلا مستند جرح کر دیتے ہیں، حتی کہ صحیحین کے رواۃ پر بھی۔ لہٰذا ان کی جرح کو مطلقاً اور ہر جگہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ تقریب وفتح الباری کے حکم میں واضح فرق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کو تقریب پر مراجعت کا موقع نہیں ملا، ورنہ الساجی کے بارے اس قدر وضاحت کرنے کے بعد وہ کیسے ان پر مطلقا اعتماد کر سکتے تھے؟۔ معلوم ہوتا ہے کہ فتح الباری پر کام کرتے وقت آپ نے امام

الساجی رحمۃ اللہ علیہ اور تقریب کے کئی رواۃ پر دوبارہ سے دیکھ کر تقریب سے بہتر موقف بیان کیا ہے ،چاہے تقریب وفتح الباری کا موازنہ کر کے دیکھ لیں۔رہا 'الزیات' کا معاملہ کہ ان کے بارے رائے کیوں نہیں بدلی تو اس کا جواب یہی ہے کہ انہیں تقریب کی مراجعت کا موقع نہیں ملا، جیسے دیگر رواۃ پر نظر ثانی کا انہیں موقع نہیں ملا، پھر جب ابن حجر نے ہی بعض رواۃ کے ترجمہ میں ازدی اور ان کی پیروی کرنے والے امام الساجی کے قول کو رد کر کے دیگر ائمہ کے موقف کے مطابق راوی کو ثقہ کہا ہے، تو اس سے یہ اصول واضح ہوا کہ امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رواۃ کے ترجمہ میں ازدی اور ان کی پیروی کرنے والے امام الساجی رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر دیگر ائمہ ناقدین کے قول کو ترجیح وفوقیت ہو گی۔اگر ایسا نہ بھی ہو، تب بھی کبار ائمہ نقاد وجہابذہ میں سے امام احمد، امام یحیٰی بن معین، امام یعقوب الفسوی، امام عجلی رحمۃ اللہ علیہ کو ہی ترجیح ہو گی۔اس کے علاوہ امام طبری، امام ابن حبان، یاقوت الحموی وغیرہ جزم کے ساتھ امام حمزہ الزیات کو ثقہ کہہ رہے ہیں۔رہا مسئلہ ربما وھم کا، تو وہ تقریب میں ثقہ راوی پر بھی بولا گیا ہے، جو معمولی ضبط میں کمی کی طرف اشارہ ہے۔جبکہ ادھر تو وہ بھی قبول نہیں، کیونکہ یہ واضح ہے کہ اس میں امام الساجی نے ازدی کی متابعت کی ہے۔

یہ اضافہ میں نے امام الساجی کے بارے فتح الباری میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف کلام کیے جانے کے سبب ہی بیان کیا ہے۔اور یہ طے شدہ بات ہے کہ ماقبل ومابعد کی کتاب میں فرق معلوم ہو جائے تو مابعد والا کلام ہی اختیار کیا جائے گا، نیز ہم نے دیگر ائمہ نقاد کی صریح توثیق کو پیش نظر رکھا ہے، جن ائمہ کی توثیق ابن حجر کے پیش نظر نہیں تھی۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

وكان من علماء أهل زمانه بالقراءات وكان من خيار عباد الله عبادة وفضلا وورعا ونسكا.

[الثقات لابن حبان:(7484)6/ 228]

" ان کا شمار اپنے زمانے کے عالم قراء میں ہوتا ہے، عبادت، ورع اور نسک میں اللہ کے چنیدہ بندوں میں سے تھے۔"

اور مزید فرماتے ہیں:

وكان من قراء القرآن والمتورعين فی السر والاعلان.[مشاهير علماء الأمصار:(1341)]

" آپ کا شمار قرآن کے قراء میں سے ہے اور آپ خلوت وجلوت میں تقوی وپاکیزگی اختیار کرنے والے تھے۔"

امام احمد بن علی بن محمد بن ابراہیم ابو ابن منجویہ رحمۃ اللہ علیہ (م:۴۲۸ھ:) نے کہا:

كان من علماء أهل زمانة بالقراءا ت ، وكان من خيار عباد الله عبادة وفضلا وورعا ونسكا، مات سنة ست وخمسين ومائة. [رجال صحيح مسلم :1/ 147(292)]

" ان کا شمار اپنے زمانے کے عالم قراء میں ہوتا ہے، آپ عبادت وفضل ورع ونسک میں اللہ کے چنیدہ بندوں میں سے تھے۔۱۵۶ہجری میں فوت ہوئے۔"

امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حمزة بن حبيب الزيات أبو عمارة المقريء كوفی روى عن الأعمش ومنصور والشيباني، وغيرهم.

[المؤتلف والمختلف:2/ 1056،الإكمال لابن ماكولا:4/ 6]

"حمزہ بن حبیب الزیات ابو عمارہ المقریٔ کوفی نے اعمش منصور اور شیبانی وغیرہ سے روایت کی ہے۔"

یاقوت الحموی امام حمزہ الزیات رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق رقم طراز ہیں:

وهو الإمام الحبر شيخ القراء وأحد السبعة الأئمة ولد سنة ثمانين [في خلافة عبد الملك بن مروان] ، وأدرك الصحابة بالسن فيحتمل أن يكون رأى بعضهم. أخذ القراءة عرضا عن الأعمش والإمام جعفر بن محمد الصادق وابن أبي ليلى وحمران بن أعين. وروى عن الحكم وعدي بن ثابت وحبيب بن أبي ثابت وطلحة بن مطرف.

وأخذ القراءة عنه إبراهيم بن أدهم وسفيان الثوري وشريك بن عبد الله وعلي بن حمزة الكسائي وغيرهم. وروى عنه يحيى بن آدم وحسين الجعفي وخلق.

وإليه المنتهى في الصدق والورع والتقوى، وإليه صارت الامامة في القراءة بعد عاصم والأعمش.

وكان إماما حجة ثقة ثبتا رضيا، قيما بكتاب الله، بصيرا بالفرائض، خبيرا بالعربية، حافظا للحديث، عابدا زاهدا خاشعا قانتا لله ورعا عديم النظير.

اور وہ (امام حمزہ) آئمہ سبعہ میں سے ایک امام الحبر، عالم اور شیخ القراء ہیں۔ آپ کی ولادت خلیفہ عبد الملک بن مروان کے دور خلافت میں ۸۰ ہجری کو ہوئی۔ آپ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا زمانہ پایا، اور یہ گمان یہی ہے کہ آپ نے کچھ صحابہ کو دیکھا بھی ہو۔

قراءت میں آپ کے اساتذہ میں سے امام اعمش، امام جعفر بن محمد الصادق، ابن ابی لیلی، حمران بن اعین ہیں۔

آپ نے حکم ،عدی بن ثابت، حبیب بن ابی ثابت اور طلحہ بن مطرف سے بھی قرأت روایت کیں۔ اور آپ سے قراءت کا حاصل کرنے والوں میں ابراہیم بن ادھم، امام سفیان ثوری، شریک بن عبد اللہ اور امام علی بن حمزہ کسائی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ شامل ہیں۔

آپ سے قرأت روایت کرنے والوں میں یحیٰ بن آدم، حسین الجعفی اور جم غفیر شامل ہیں۔ مزید آپ کے اوصاف حمیدہ بیان کرتے ہوئے ترقیم فرماتے ہیں : " آپ پر سچائی تقوی وپرہیز گاری کی انتہا تھی۔ عاصم واعمش کے بعد قرأت کی قیادت انہیں کی طرف منتقل ہوگئی تھی۔ آپ مستند، حجہ، امام، ثقہ، ثبت، راضی برضائے الٰہی، قائم بکتاب اللہ، ماہر علم فرائض، عالم عربیت، حافظ حدیث، عابد، زاہد اور خاشع تھے۔ ان خصوصیات کی بنا پر یہ ایک عدیم النظیر اور فقید المثال شخص تھے۔" [معجم الأدباء:۳/ ۱۲۱۹]

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بارے فرماتے ہیں :ليس به بأس. [معجم الأدباء :3/ 1220]

اور علامہ یاقوت الحموی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

وأما ما ذكر عن أحمد بن حنبل وأبي بكر ابن عياش ويزيد بن هارون وعبد الرحمن بن مهدي وعبد الله بن إدريس وحماد بن زيد من كراهتهم لقراءة حمزة لما فيها من المد المفرط والسكت واعتبار الهمزة في الوقف والامالة ونحو ذلك من التكلف فإن حمزة أيضا كان يكره ذلك وينهى عنه، وروي أنه كان يقول لمن يفرط في المد والهمز: لا تفعل، أما علمت أن ما فوق البياض فهو برص، وما فوق الجعودة فهو قطط، وما فوق القراءة فهو ليس بقراءة. وبعد فقد انعقد الإجماع على تلقي قراءة حمزة بالقبول، و الانكار على من تكلم فيها.

"امام احمد بن حنبل، ابو بکر عیاش، یزید بن ہارون، عبد الرحمن بن مہدی، عبد اللہ بن ادریس اور حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہم کے متعلق جو یہ روایت مشہور ہے کہ انہوں نے امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی قرأت کو ناپسند کیا ہے کیوں کہ اس میں ہمزہ اور مد کی اغلاط

ہیں جو تکلف کی سبیل سے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس تکلف کو تو خود امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کوئی بھی ناپسند کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے: کیا تم نہیں جانتے کہ سفید رنگ حد سے بڑھ جائے تو برص ہو جاتا ہے۔ زلفوں میں معمولی سے زیادہ خم پیدا ہو جائے تو وہ قطط (الجھاؤ) کہلاتا ہے، اسی طرح قرآت میں افراط و تفریط سے کام لیا جائے یعنی حد قواعد سے باہر ہو جائے تو وہ قراءت باقی نہیں رہتی (بل کہ لحن) ہے۔ اس کے بعد امام حمزہ کی قرآت کے اخذ و قبول پر اہل علم کا اجماع ہو گیا۔ لہٰذا اس پر کسی قسم کی تنقید درست نہیں ہے۔"

اس بارے میں دیکھیے امام ابو بکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب 'السبعۃ فی القراءات'

حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

وكان صاحب قرآن وفرائض، صدوقا صاحب سنة.[المنتظم لابن الجوزي:8/ 188-رقم الترجمة:842]

"آپ علوم قرآن و فرائض پر دسترس رکھنے والے سچے اور متبع سنت تھے۔"

قراءت کے معروف ثقہ امام ابو بکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

وكان حمزة إمام أهل الكوفة في عصره أخذ القراءة عنه سفيان الثوري وقرأ عليه جلة أهل الكوفة شريك بن عبد الله وأبو الأحوص سلام بن سليم ويوسف بن أسباط وعثمان بن زائدة ومحمد بن فضل وحسين الجعفي وشعيب بن حرب وجرير بن عبد الحميد وعلي بن حمزة الكسائي وأبو إسحق الفزاري ويحيى بن اليمان وغيرهم.[السبعة في القراءات:74]

" اور حمزہ اپنے زمانے میں اہل کوفہ کے قراءت کے زبردست ماہر فن امام تھے۔ آپ سے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے قراءت لی اور اہل کوفہ کے اجل و اعلیٰ جماعت مثلاً شریک بن عبد اللہ، ابو الاحوص سلام بن سلیم، یوسف بن اسباط، عثمان بن زائدہ، محمد بن فضل، حسین الجعفی، شعیب بن حرب، جریر بن عبد الحمید، علی بن حمزہ الکسائی، ابو اسحاق فزاری اور یحییٰ بن یمان رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ نے آپ پر قراءت کو پڑھا۔"

أخبرنا عبد العزيز بن جعفر المقرئ، قال: نا عبد الواحد بن عمر، قال: نا علي بن محمد النخعي قال: نا محمد بن علي بن عفان قال: سمعت عبد الله(الصواب عبيدالله)بن موسى يقول: سمعت سفيان الثوري يقول: غلب حمزة الناس على القرآن والفرائض. قال عبيدالله: ما رأيت أقرأ من حمزة قرأ على الأئمة.

" جلیل القدر امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

غلب حمزة الناس على القرآن والفرائض.

" امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ قرآن اور فرائض میں تمام لوگوں پر فائق تھے۔"

اور ثقہ راوی عبید اللہ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

ما رأيت أقرأ من حمزة قرأ على الأئمة. [جامع البيان في القراءات السبع للداني:(344):208]

"میں نے امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ ائمہ پر قراءت پیش کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔"

حدثني ابن أبي الدنيا قال حدثنا الطيب بن إسماعيل عن شعيب بن حرب قال سمعت حمزة يقول ما قرأت حرفا قط إلا بأثر وكان حمزة متبعا لآثار من أدرك من أئمة القراء عالما بالقراءة ومذاهبها.[السبعة في القراءات: 75،جامع البيان في القراءات السبعة:346، وسنده صحيح]

" شعیب بن حرب کہتے ہیں میں نے حمزہ کو سنا وہ اپنے بارے فرما رہے تھے کہ میں نے کبھی ایک حرف بھی ایسا نہیں پڑھا

جو کسی نہ کسی اثر (یعنی کسی صحابی کے قول یا تقریر سے) سے ثابت نہ ہو۔ پھر شعیب بن حرب فرماتے ہیں کہ حمزہ آثار کی پیری کرنے والے آئمہ قراءت کے امام اور قراءت کے علوم میں دسترس رکھنے والے تھے۔

وحدثني ابن أبي الدنيا قال قال محمد بن الهيثم حدثني إبراهيم بن الأزرق قال كان حمزة يقرأ في الصلاة كما يقرأ لا يدع شيئا من قراءته نذكر المد والهمز والإدغام.

[السبعة فى القراءات : ص:77،جامع البيان فى القراءات السبعة:(351)سنده جيد]

"ابراہیم بن ازرق امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی قرأت کے بارے فرماتے ہیں کہ آپ جب نماز میں قراءت کرتے تو کوئی بھی چیز جس کی قرأت کی جانی چاہیے، جیسے مد، ہمزہ، ادغام وغیرہ نہیں چھوڑتے تھے۔"

أخبرنا عبد العزيز بن جعفر، قال: نا عبد الواحد بن عمر، قال: حدثنا أحمد بن الحسن، قال: نا جعفر الطيالسي، قال: حدثنا يحيى بن معين قال: سمعت محمد بن فضيل يقول: ما أحسب أن الله عز وجل يدفع البلاء عن أهل الكوفة إلا بحمزة.[جامع البيان فى القراءات السبعة: (354)]

" امام یحیی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے محمد بن فضیل کو کہتے ہوئے سنا میرا گمان ہے کہ اہل کوفہ سے اللہ عزوجل نے بلاء وتکلیف کو نہیں ٹالا مگر حمزہ کی وجہ سے (مراد قرآن وخیر کا ملنا یا اور کچھ بھی ہو سکتا) ہے۔"

وكان إمام الناس في القراءة بالكوفة بعد عاصم والأعمش، وكان ثقة كبيرا حجة مجودا فرضيا نحويا حافظا للحديث، ورعا زاهدا خاشعا ناسكا، مات سنة مائة وست وخمسين، رحمه الله تعالى. [شرح طيبة النشر :11]

" کوفہ میں عاصم اور اعمش کے بعد قراءت میں امام الناس تھے، ثقہ، کبیر حجت، مجود، فرائض کے ماہر، نحوی اور حافظ حدیث تھے۔"

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں:

الإمام، القدوة، شيخ القراءة.... وكان إماما قيما لكتاب الله، قانتا لله ثخين الورع، ،رفيع الذكر، عالما بالحديث والفرائض، أصله فارسى. [سير أعلام النبلاء :7/ 90]

"آپ امام، قدوہ، شیخ القراء، کتاب اللہ کے مخلص ومستعد خادم، حدیث وفرائض کے عالم، عابد، زاہد اور خشوع وخضوع میں بے مثل تھے، اصلاً فارسی تھے۔"

مزید فرماتے ہیں:

وحديثه لا ينحط عن رتبة الحسن .... ظهر له نحو من ثمانين حديثا، وكان من الأئمة العاملين. [سير أعلام النبلاء :7/ 92]

" حمزہ کی حدیث درجہ حسن سے کم تر نہیں، ان سے تقریباً اسّی (۸۰) احادیث خوب ظاہر ومعروف ہوئی ہیں، آپ کا شمار ان آئمہ میں ہوتا ہے جو (اپنے علم پر) عمل پیرا ہونے والے تھے۔"

میں کہتا ہوں کہ آپ کا مقام اس سے بلند ہے۔ آپ کبار نقاد کی توثیق کے مطابق ثقہ فی الحدیث ہیں اور قراءت میں ثقہ، حجہ، ثبت ہیں۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی بیان ہے:

الإمام العلم.... أحد السبعة القراء، مولى آل عكرمة بن ربعي. كان عديم النظير في وقته علما وعملا، قيما بكتاب الله، رأسا في الورع. [تاريخ الإسلام:4/ 41]

" آپ علم کے امام، آئمہ سبعہ میں سے ایک امام، کتاب اللہ کے مستعد خادم، زہد وورع اختیار کرنے والے اور اپنے

زمانے کی علم وعمل کے لحاظ سے بے مثال شخصیت کے مالک تھے۔"

ساجی نے آپ کے متعلق کہا: صدوق سيئ الحفظ. [سير أعلام النبلاء :7/ 92]

"آپ صدوق اور حافظے کے کم زور تھے"

غالب امکان ہے کہ امام ساجی کا یہ کلام ازدی کی پیروی میں ہے۔ دوسرا آپ بلا مستند بھی ثقات پر جرح کر دیتے ہیں، یہ بھی اسی قبیل سے ہے۔ اسود بن سالم کہتے ہیں:

سألت الكسائي عن الهمز والإدغام: ألكم فيه إمام؟ قال: نعم، حمزة، كان يهمز ويكسر، وهو إمام من أئمة المسلمين، وسيد القراء والزهاد، لو رأيته لقرت عينك به من نسكه.

[تاريخ الإسلام :4/ 41]

"میں نے کسائی سے پوچھا: کیا تحقیق وادغام کی بابت آپ کا کوئی مقتدا بھی ہے؟ فرمایاہاں! حمزہ تحقیق واماله کرتے، تھے اور وہ ایسے امام ہیں کہ اگر تم ان کو دیکھ لیتے تو ان کی عبادت گزاری سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔"

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

وقد كره قراءة حمزة: ابن إدريس الأودي، وأحمد بن حنبل، وجماعة؛ لفرط المد والإمالة والسكت على الساكن قبل الهمز، وغير ذلك، حتى أن بعضهم رأى إعادة الصلاة إذا كانت بقراءة حمزة، وهذا غلو، والذي استقر عليه الاتفاق وانعقد الإجماع على ثبوت قراءته وصحتها، وإن كان غيرها أفصح منها إذ القراءات الثابتة فيها الفصيح والأفصح، وبالجملة إذا رأيت الإمام في المحراب لهجا بالقراءات وتتبع غريبها، فاعلم أنه فارغ من الخشوع، محب للشهرة والظهور، نسأل الله السلامة في الدين. قيل: إن حمزة - رحمه الله - مات بحلوان سنة ست وخمسين ومائة على الصحيح، وكان أيضا رأسا في الفرائض. [تاريخ الإسلام :4/ 41]

"قراءۃ حمزہ میں سکتہ، امالہ، غلو مد اور متعدد اختلافات کی وجہ سے علماء کے ایک گروہ نے جن میں ابن ادریس الاودی اور احمد بن حنبل بھی شامل ہیں اس سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے. یہاں تک کہ بعض نے یہ کہہ دیا کہ اگر کوئی حمزہ کی قراءت میں نماز پڑھے تو وہ نماز کو دہرائے جب کہ یہ غلو ہے لیکن بالآخر آج اس قراءت کی صحت و قبولیت پر اتفاق اور اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ اگرچہ اس کے علاوہ دوسری قراءت اس سے زیادہ فصیح ہو۔ جبکہ اس میں فصیح اور افصح قراءات بھی ثابت ہوں اور آپ امام کو محراب میں (یعنی امامت کرواتے ہوئے) ایسی قراءت پڑھتے دیکھیں جو آپ کو اجنبی لگے تو سمجھ جائیں وہ امام خشوع سے فارغ شہرت کا دلدادہ ہے۔"

تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: [معرفة القراء الكبار: 67 -71، العبر فی خبر من غبر: 1/ 174]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

صدوق زاهد ربما وهم. [تقريب التهذيب: (1518)]

"صدوق، زاہد تھے، البتہ کبھی کبھار وہم ہو جاتا تھا۔"

میں کہتا ہوں ایک جماعت نے حدیث و قراءت میں آپ کی توثیق کی ہے رہی ساجی کی جرح کی بات تو اسے قلت وہم پر محمول کیا جائے اور وہ قادح نہیں ہے (جبکہ اصل بات اوپر ذکر کر دی گئی ہے) پس امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار کبار آئمہ قراءات میں ہوتا ہے اور وہ ثقہ، ثبت، متقن، حافظ اور قرآن و فرائض میں دسترس رکھنے والے ہیں۔ یعنی آپ علی الراجح روایت حدیث میں ثقہ ہیں اور قراءات میں ان کا مقام ثقہ، حجہ، ثبت ہے باقی کلمات چند سطور اوپر بیان ہو چکے۔

عبد اللہ بن صالح بن محمد العبید
ترجمہ و تلخیص: شفیق الرحمن دراوی[1]

قراءتِ امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات کی حقیقت

اللہ کا شکر ہے کہ آج اللہ کے بندوں کی محنت سے علم قراءات دن بدن ترقی کر رہا اور چار سو پھیل رہا ہے، اس کے باوجود کچھ لوگ قرآن مجید کی متنوع قراءات کا انکار کرتے ہیں، یا ان میں شکوک و شبہات کا اظہار کرتے ہیں۔ عام طور پر یہ لوگ ان دلائل سے استدلال کرتے ہیں، جو امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت کے حوالے سے بعض اسلاف سے منقول ہیں۔ فضیلۃ الشیخ عبد اللہ بن صالح بن محمد العبید نے اس پر اسپیشل ایک رسالہ تحریر کیا ہے، جس میں ان تمام دلائل کا تارپول بکھیر دیا ہے، اور ان کی حقیقت واضح کر دی۔ اور یہ ثابت کیا ہے کہ امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت دوسری قراءات کی طرح متواتر ہے۔ اور اسلاف کے اقوال کے پس منظر بھی واضح کر دیے ہیں۔ رشد نے اس رسالہ کی اہم مباحث کا ترجمہ و تلخیص کروا کر اپنے قائین کی خدمت پیش کی ہے۔[ادارہ]

امام حمزہ الزیات رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کے معروف قراء عشرہ میں سے ایک ہیں، ان کا مکمل نام: حمزہ بن حبیب بن عمارہ التیمی الکوفی ہے۔ سنہ ۸۰ ہجری میں کوفہ کے اندر پیدا ہوئے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بھی اسی سال اور اسی شہر میں ہوئی۔ تیل کا کاروبار کرتے تھے، کوفہ سے خریدتے اور حلوان کی منڈی میں لے جا کر بیچا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے انہیں الزیات کہا جاتا ہے۔

ان کے ہم عصر علماء و آئمہ نے ان کی بے حد تعریف فرمائی ہے، مثلاً: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (دونوں کوفہ کے رہنے والے اور ہم عصر ہیں) ان کے متعلق فرماتے ہیں: حمزہ قراءت قرآن اور علم وراثت میں تمام لوگوں سے فائق تھے۔[تہذیب التہذیب: ۲۸/۳، ۲۷؛ معرفۃ القراء الکبار: ۱/۱۱۴، ۱۱۳]

امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" (حمزہ) قراءت قرآن اور علم وراثت میں امام تھے۔ بلکہ مجھے خبر ملی ہے کہ امام سفیان ثوری نے انہیں کہا تھا: اے ابو عمارہ!: قراءت اور وراثت میں ہم آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ وہ نیک اور صالح آدمی تھے، ان کے پاس حدیث کا بھی ذخیرہ تھا، وہ روایت میں صدوق اور عامل بالسنۃ تھے۔" [الطبقات: ۶/۳۸۰]

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی نیکی اور تقویٰ کے حوالے سے محمد بن فضیل کا قول نقل کیا ہے:

ما أحسب أن الله يدفع البلاء عن أهل الكوفة إلا بحمزة. [المصباح :2/ 589]

امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ (امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہیں) جب امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کو آتا دیکھتے تو کہتے:

وبشر المخبتين

"متواضع لوگوں کو خوشخبری سنا دیں۔"

---

[1] استاذ جامعہ لاہور الاسلامیہ

اور کبھی شاگردوں کو متوجہ کرتے ہوئے فرماتے:

هذا حبر القرآن . [المصباح :2/589؛ صفة الصفوة :3/156]

”یہ قرآن کا عالم ہے۔“

امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کے ورع کا یہ عالم تھا کہ حسین جعفی کہتے ہیں کہ امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کو پیاس لگتی، تو کسی شاگرد سے پانی نہ منگواتے، کہیں یہ قرآن پڑھانے کی اجرت میں شمار نہ کیا جائے۔[جمال القراء:۲/۴۴]

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”(حمزہ) اپنے زمانے کے علمائے قراءت میں سے تھے، عبادت، فضل، ورع اور ارکان اسلام کی ادائیگی میں اللہ کے بہترین بندوں میں سے تھے۔“

امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ نے تابعین اور تبع تابعین سے قراءت سیکھی ہے، اور ان کی قراءت کا ایک ایک لفظ سند کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ آپ نے اپنے شاگرد شعیب سے فرمایا:

با أبا صالح! ألزم هذه القراءة ، فما منها حرف إلا و لو شئت رويت لك فيه حديثا.

[جمال القراء :2/ 440]

”اے ابو صالح! اس قراءت کو لازم پکڑ لو، میں چاہوں تو اس کے ایک ایک حرف کی حدیث بیان کر سکتا ہوں۔“

امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ اس کی گواہی دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

ماقرء حرفا الا بأثر. [جمال القراء: 2/ 440]

”وہ کوئی ایک حرف بھی ایسا نہیں پڑھتے، جو سند کے ساتھ ثابت نہ ہو۔“

ابراہیم بن الحافظ عبداللہ بن ابی شیبہ جو امام کوفہ تھے، فرماتے ہیں: میں نے اپنے باپ (عبداللہ بن ابی شیبہ) اور اپنے چچا (عثمان بن ابی شیبہ) سے سنا، وہ فرماتے تھے:

” حمزہ کی قراءت ہمیں سب سے زیادہ محبوب اور ہمارے نزدیک سب سے زیادہ ثابت شدہ ہے، کیونکہ ہم نے سلیم بن عیسیٰ کو فرماتے سنا: میں نے حمزہ سے قراءت پڑھی ان کے استاذ اعمش کی زندگی میں، اور حمزہ نے اعمش سے قراءت سیکھی ان کے استاذ یحییٰ بن وثاب کی زندگی میں، اور یحییٰ اپنے استاذ علقمہ سے روز ایک آیت پڑھتے تھے۔ اور علقمہ نے عبداللہ سے قراءت لی ہے، اور عبداللہ نے اسے اپنے پاس بیٹھایا اور زندگی بھر پڑھاتے رہے، اور وہ فرمایا کرتے تھے، جو میں پڑھتا ہوں، وہی علقمہ پڑھتا ہے۔“

[المبسوط :62]

امام السخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”لوگوں نے حمزہ کو اس لیے قراءت میں امام مانا کہ وہ اس کی قراءت کو صحیح سمجھتے تھے، اور وہ اس کی قراءت محقق آئمہ سے حاصل کردہ تھی، تابعین و تبع تابعین جن کی اقتدا کرتے تھے۔“ [جمال القراء : 2/471]

کسی عالم نے بھی ان کی عدالت، اور دین داری پر کوئی سخت جرح نہیں کی، بلکہ سب نے ان کی عبادت، زھد، ورع اور نقل و ادا میں دقت، اور ضبط کی تعریف کی ہے۔ آپ ۱۵۶ ہجری میں جہان فانی سے خالق حقیقی سے جا ملے۔

امام حمزہ کی قراءت پر اعتراضات

امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت پر چند ایک اعتراضات ہوئے ہیں، جنھیں بعض لوگوں نے ہوا بنایا ہوا ہے، اور ان کی بنیاد پر

وہ قراءت حمزہ کو پسند نہیں کرتے، اور بعض لوگ تو ان کی اعتراضات پر ساری قراءات ہی کا انکار کر دیتے ہیں، حالانکہ ان اعتراضات میں سے کوئی ایک اعتراض ایسا نہیں، جس کی بنیاد پر امام حمزہ کی قراءت کا انکار کیا جاسکے۔ آیئے! اعتراضات اور ان کی حیثیت ملاحظہ فرمائیں:

عام طور پر امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت پر چار اعتراضات کیے جاتے ہیں:

پہلا اعتراض: امام حمزہ الزیات رحمۃ اللہ علیہ پر بعض محدثین نے کلام کیا ہے۔ مثلاً

ازدی اور ساجی کہتے ہیں: محدثین نے قراءت حمزہ کے متعلق برا کلام کیا ہے، حالانکہ وہ حدیث میں صدوق ہے، اگرچہ متقن نہیں ہیں۔[التہذیب:۲۸/۳؛المیزان:۶۰۵/۱]

ساجی کہتے ہیں: صدوق ہے، پر اس کا حافظہ خراب تھا۔[مسئوالات الآجري أبا داؤد السجستاني، ص:۱۶۴]

مجھے حمزہ کی بابت زیادہ سے زیادہ اس جرح کا علم ہوا ہے۔ ان دونوں سے قبل میں نے کسی کو حمزہ کے ضبط پر کلام کرتے نہیں دیکھا۔ اس لیے یہ جرح قابل اعتبار نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بعض محدثین نے روایت حدیث کے باب میں امام حمزہ پر کلام کیا ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ فن قراءت کے امام ہیں، فن حدیث کے امام نہیں ہیں، یعنی انہیں فن حدیث میں وہ مہارت حاصل نہیں، جس کا تقاضا یہ فن کرتا ہے۔ باقی رہی فن قراءت میں ان کی مہارت، تو اس میں آج تک کسی نے ان پر کلام نہیں کیا۔ بلکہ بعض محدثین وضاحت کی ہے کہ حمزہ الزیات فن قراءت میں امام ہیں۔ لہٰذا مذکورہ بالا غیر مفصل اور حدیث کے باب میں کی گئی جرح قراءت میں ان کی مہارت کے منافی نہیں ہے۔

ساجی اور ازدی وغیرہ سے متقدم کبار ائمہ کی ایک جماعت نے حمزہ کی توثیق بیان کی ہے۔ ان آئمہ کی شان یہ ہے کہ اگر وہ تنہا کسی کی توثیق بیان کر دیں تو وہ معتبر ہوتی ہے، جب ان کی تعداد اور جلالت شان بھی زیادہ ہو (تو کیوں نہیں مانی جائے گی؟)۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ساجی اور ازدی نے خود امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کو "صدوق" کہہ کر ان کی تعدیل کی ہے۔ ضبط کے حوالے سے دونوں نے کہا ہے کہ حمزہ "متقن" نہیں۔ صرف ساجی نے کہا ہے کہ "حمزہ کا حافظہ خراب تھا۔"

یہ معروف بات ہے کہ یہ دونوں حضرات جرح میں مبالغہ سے کام لیتے تھے۔ بعض رواۃ کے بارے میں ان حضرات کے کلام کی بابت دیکھیے:[التقریب: 5 01؛ التہذیب:1/ 207،272؛ التقریب: 38، 39، 98، 93]

انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ حمزہ کو اوھام پیش آتے تھے، البتہ وہ بھی نادر اور کم تھے۔ اس بنا پر اکثر محققین حضرات نے ان دونوں حضرات کی بیان کردہ جرح کو زیادہ درخور اعتناء نہیں سمجھا۔ بلکہ حافظ ذہبی ان دونوں پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: حمزہ کی حدیث حسن کے درجے سے نیچے کی نہیں ہے۔[النبلاء: ۹۲/۷]

مزید وہ کہتے ہیں: حمزہ امام، حجت، کتاب اللہ کو قائم کرنے والے، حافظِ حدیث، فرائض اور عربیت کے جاننے والے، اللہ سے ڈرنے والے، اس کے فرمانبردار، بے حد متقی اور بے مثال آدمی تھے۔ [معرفۃ القراء: ۱۱۲/۱]

رہا حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا حمزہ کی حدیث لا کر کہنا: "اس حدیث میں حمزہ ضعیف ہے۔"[تفسیر ابن کثیر: ۴۰۷/۳، دار الفکر]، یہ قول محل نظر ہے، کیونکہ امام احمد، ابن معین، ابن شاہین اور عجلی نے حمزہ کو 'ثقہ' کہا ہے، دیگر ائمہ نے بھی

حمزہ کی تعریف کی ہے۔ کسی بھی معتبر امام نے اس پر جرح نہیں کی۔ لہٰذا تحقیق یہ ہے کہ حمزہ ثقہ ہے۔

باقی رہا حمزہ کے بارے میں یہ قول کہ انھیں وہم پیش آتا تھا۔ تو وہ نادر تھا، جو ان کے ضبط کے معاملے میں ہرگز مؤثر نہیں، جس طرح دوسرے ثقات ہیں (کہ معمولی وہم ان کے ضبط میں اثر انداز یا شمار نہیں ہوتا)۔ اسی بنا پر ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس امر پر تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”حمزہ صدوق اور زاہد ہے۔ ہاں کبھی کبھی وہم ہو جاتا تھا۔“ [التقریب: 099]

حمزہ کے بارے غیر متقن اور سوءِ حفظ کا دعویٰ، تو حمزہ کے معاصر ائمہ جیسے اعمش، ثوری، شعیب بن حرب وغیرہ میں سے کسی نے بھی نہیں کیا۔ بلکہ اس شان کے کسی دوسرے امام نے بھی ایسا نہیں کہا ہے کہ جن کی طرف اس باب میں رجوع کیا جاتا ہے، جیسے امام احمد، ابن معین اور نسائی رحمہم اللہ وغیر، بلکہ جن ائمہ نے حمزہ کی قراءت پر نقد کیا ہے انھوں نے بھی حمزہ کے ضبط پر نقد نہیں کیا۔ جن ائمہ نے ضعفاء کی بابت کتب تالیف کی ہیں انھوں نے بھی حمزہ کو ضعفاء میں ذکر نہیں کیا، جیسے بخاری، نسائی، ابن حبان، ابن عدی اور عقیلی وغیرہ۔

اور ذہبی نے ”المیزان“ میں جو ذکر کیا ہے، وہ صرف ان کی تائید میں ذکر کیا ہے، جیسا کہ ان کی ان ائمہ کا ذکر کرنے کی بابت عادت ہے جن کے بارے ناحق کلام کیا گیا ہوتا ہے۔

لہٰذا حمزہ کی بابت سوءِ حفظ کا دعویٰ غیر صحیح (اور بلا دلیل) ہے۔ اور رہا انھیں وہم لاحق ہونے کا معاملہ تو مالک اور شعبہ وغیرہ جیسے ائمہ حفاظ نے ان کی بابت یہ دعویٰ تسلیم نہیں کیا۔ اسی لیے ائمہ حدیث جیسے امام مسلم اور اصحاب سنن نے حمزہ کی حدیث روایت کی ہے۔ [مسلم،ص: 011؛ معرفة القراء: 009/0]

یہ ساری تو نقل حدیث کے بارے میں ہے، باقی رہا نقل قرآن کے باب میں تو اس میں حمزہ امام، حجت اور ثقہ ہیں، جیسا کہ بحث کے شروع میں گزرا۔ ہے۔ اسی بنا پر مکی بن ابی طالب کہتے ہیں: حمزہ کی امامت سب پر عیاں اور ظاہر ہے اور ان کا ثقہ ہونا مشہور، اور ان کی سند مستقیم ہے۔[التبصرہ: ۲۴۰]

دوسرا اعتراض: قراءت حمزہ پر بالعموم اور اصول کی بابت بالخصوص کلام:

احمد بن سنان القطان کہتے ہیں:

الف: یزید بن ہارون حمزہ کی قراءت کو سخت ناپسند کرتے تھے۔

ب: میں نے عبد الرحمن بن مہدی کو یہ کہتے سنا ہے کہ اگر مجھے حمزہ کی قراءت پڑھنے والے پر قدرت ہوتی تو میں اس کے پیٹ اور پیٹھ پر دردناک سزا جاری کرتا۔ ان سے پوچھا گیا: اے ابو سعید! تمھیں کس وجہ سے وہ ناپسند ہے؟ بولے: ایوب بن متوکل آئیں گے، تم لوگ ان سے پوچھ لینا۔

ساجی بیان کرتے ہیں:

”ابو بکر بن عیاش قراءت حمزہ کو بدعت قرار دیتے تھے۔“

امام احمد اور عبد اللہ بن ادریس کے بارے میں آتا ہے کہ یہ دونوں حضرات حمزہ کی قراءت کو ناپسند کرتے تھے۔

[العلل: 0۸6؛ خلق افعال العباد: 013؛ طبقات الحنابلة: 0۸04، 047، 299]

سلیمان بن ابو شیخ کہتے ہیں:

"یزید بن ہارون نے ابو شعثاء کو پیغام بھیجا کہ ہماری مسجد میں حمزہ کی قراءت نہ کرنا۔" [حوالہ گزشتہ]

ابو ثور کہتے ہیں: جب تک کسی میں تین باتیں نہ پائی جائیں، وہ صاحبِ سنت نہیں ہو سکتا:

ایک یہ کہ وہ اس بات کا قائل ہو کہ قرآن مخلوق نہیں ہے۔

دوسرے یہ کہ وہ اس بات کا قائل ہو کہ ایمان قول اور عمل دونوں کا نام ہے اور یہ کہ ایمان گھٹتا بھی ہے اور بڑھتا بھی ہے۔

تیسرے یہ کہ وہ حمزہ کی قراءت ترک کر دے۔[العلو للعلی الغفار: 182]

ابن درید کہتے ہیں: میری تمنا ہے کہ کوفہ سے حمزہ کی قراءت کو نکال دیا جائے۔

[المعرفة و التاريخ: 2،049، التهذيب: 8،23، الميزان: 0،615، النبلاء: 3،478]

حماد بن زید کہتے ہیں: اگر کسی نے میری نماز میں امامت کی اور اس نے نماز میں حمزہ کی قراءت کر دی تو میں اپنی نماز کو ضرور دہراؤں گا۔[حوالہ گزشتہ]

سفیان بن عیینہ اور ابن مہدی سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔[حوالہ گزشتہ]

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اس پر حاشیہ رقم کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ حمزہ کی قراءت میں مد مفرط (بے حد لمبی مد) سکتہ اور وقف میں ھمزہ کا تغیر اور امالہ وغیرہ ہے۔[المیزان: ۱/۶۰۵]

امام ابو محمد بن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ قراء عشرہ میں سے حمزہ اور کسائی کے علاوہ کسی کی قراءت کو ناپسند نہیں کرتے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں کی قراءت میں امالہ، ادغام، تکلف اور لمبی مد ہے۔

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مد میں تسہیل بھی منقول ہے اور یہ کہ نماز میں زیادتِ مد جائز ہے۔

اثرم کہتے ہیں: میں نے ابو عبد اللہ (احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) سے پوچھا: اگر امام نماز میں حمزہ کی قراءت کر رہا ہو، تو کیا اس کے پیچھے میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا: اس سے نماز کا عدمِ جواز تو ثابت نہیں ہوتا، البتہ مجھے حمزہ کی قراءت پسند نہیں۔

[المغنی: ۲/۱۶۵]

شیخ الاسلام ابن ابی عمر فرماتے ہیں:

"...... اور اس لیے بھی کہ حمزہ کی قراءت ادغامِ فاحش کو متضمن ہے۔ اس میں ادغام کر کے کتاب اللہ کے متعدد حروف ضائع کر دیئے جاتے ہیں، جس سے آدمی کی دس نیکیاں کم ہو جاتی ہیں۔" [الشرح الکبیر: 2/470]

جواب

امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت پر اصول میں اعتراضات کا خلاصہ چھ باتیں ہیں۔

۱. سکت (اس کی تعریف آگے حاشیہ میں آ رہی ہے)
۲. مد میں افراط
۳. امالۂ شدیدہ
۴. ادغام فاحش
۵. حالت وقف میں ہمزہ میں تغیر، اور

٦.   تکلف

اس سے پہلے کہ ہم ان اعتراضات کا جواب دیں، چند اہم مقدمات قارئین کی نذر کیے جاتے ہیں:

پہلا مقدمہ

کسی بھی قول یا مذہب کو کسی شخص کی طرف منسوب کرنا تب ہی درست ہوتا ہے، جبکہ وہ نسبت ثبوت اخبار کے طریقوں میں سے کسی طریقہ سے ثابت ہو، جیسے خود اس سے اس قول یا مذہب کا سماع کرنا، یا کسی ثقہ اور ضابط کا اس سے اس قول یا مذہب کا نقل کرنا، اس قول یا مذہب کی بابت کسی تحریر کا اس سے ثابت ہونا وغیرہ۔

دوسرا مقدمہ

کسی ثقہ کی بعض مرویات میں غلطی کی ارتکاب، اس کی سب مرویات کو باطل نہیں کر دیتا، جیسا کہ دوسرے کی مرویات کو بھی باطل نہیں کرتا۔

تیسرا مقدمہ

جب ائمہ مقتدا میں سے کسی کی خطا ثابت ہو جائے تو بھی وہ اپنے اجتہاد میں ماجور من اللہ ٹھہرے گا۔ البتہ اس کا وہ قول تسلیم نہیں کیا جائے گا جس میں اجتہادی خطا ہوئی ہے، اور نہ اس کی اتباع کی جائے گی۔ کیونکہ غلطی میں کسی کی اقتداء نہیں کی جاتی۔ جس طرح کسی امام کے قول کو اللہ کے کلام جیسا باور نہیں کیا جاتا، چاہے لوگوں کے دلوں میں اس امام کی کتنی ہی قدر و منزلت کیوں نہ ہو، کیونکہ اللہ ہی اللہ ہے۔

چوتھا مقدمہ

ہر فن کی بابت اس فن کے ماہرین سے ہی پوچھا جاتا ہے جنھوں نے اپنی زندگیاں اس فن کے حصول میں صرف کر دیں۔ اور اس باب میں ان لوگوں کی نکیر یا انکار کا کوئی اعتبار نہ ہو گا جو اس فن کے ماہرین نہیں، الا یہ کہ کوئی امر علوم میں مشترک ہو، یا ان اہل اختصاص اور ماہرین کی رائے کتاب و سنت کی نصوص کے خلاف ہوں۔ البتہ کتاب و سنت کے علوم سے جہالت اور عدم علم، مقام انزاع اور وقت اختلاف میں کسی پر حجت نہیں ہو گی۔

پانچواں مقدمہ

قراءات کا معنی اور لفظ بسا اوقات علماء تک پر مخفی رہ جاتا ہے، چہ جائیکہ کہ طلبا ہوں اور عوام کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ لہٰذا جب کوئی بات بات پیش آجائے تو اس فن کے متخصصین اور راسخین سے پوچھا جائے، تکذیب و انکار کی روش اختیار نہیں کی جائے گی۔

لہٰذا اس بنا پر جب کوئی اشکال پیش آجاتا تھا تو حمزہ اعمش سے پوچھ لیا کرتے تھے۔ امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے ایک دفعہ اس آیت کے بارے میں جناب اعمش سے پوچھا کہ آپ کا اس قراءت کے بارے کیا خیال ہے:

﴿وَلَا تُقْتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقْتِلُوكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قَتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ۭ كَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ﴾

[البقرة: 191-192]

”اور مسجد حرام کے پاس ان سے نہ لڑو، یہاں تک کہ وہ اس میں تم سے لڑیں، پھر اگر وہ تم سے لڑیں تو انھیں قتل کرو، ایسے ہی کافروں کی جزا ہے۔ پھر اگر وہ باز آجائیں تو بے شک اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔“

میں نے پوچھا کہ جب کافر ان کے آدمی مار دیں گے تو پھر وہ انھیں (مقتول ہونے کے بعد) کیونکر قتل کریں گے؟ تو اعمش نے جواب دیا کہ جب عربوں کا کوئی ایک آدمی مارا جاتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ قُتِلْنَا (ہم سب ہی مارے گئے)۔ اور جب ان میں سے کسی ایک کو ضرب لگائی جاتی تھی تو وہ کہتے تھے ضُرِبْنَا (ہم سب ہی کو ضرب لگائی گئی ہے)۔

[تفسیر ابن جریر: ۲/ ۱۹۳]

یہ عاصم کے سوا کوفیوں کی قراءت ہے۔

چھٹا مقدمہ

یہ بات بھی جان رکھیے کہ جن لوگوں نے حمزہ کی قراءت میں کلام کیا ہے، وہ سب کبار ائمہ ہیں، لیکن ان سب نے نہ تو حمزہ سے قراءت پڑھی ہے اور نہ ان کی قراءت میں مناقشہ کیا ہے۔ سوائے ابن ادریس کے، انھوں نے حمزہ کی قراءت سیکھی اور پھر اس پر کلام کیا۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ غرض ان کلام کرنے والوں نے یا تو ان بعض کو سنا جنھوں نے حمزہ کی قراءت پڑھی یا آگے ان کے کسی شاگرد سے قراءت سنی۔ جب کہ جن کا ہم نے ذکر کیا ہے کہ انھوں نے حمزہ سے قراءت پڑھی۔ وہ بھی کبار ائمہ میں سے ہیں جیسے ثوری، وکیع، ابو اسحاق فزاری اور شعیب بن حرب۔ اور انھوں نے حمزہ پر کوئی نقد نہیں کیا۔

جب آپ پر کوئی امر مشتبہ ہو جائے اور ائمہ کے کلام میں تعارض نظر آئے، تب ان باتوں کے سوا چارہ نہیں:

a جس شخص کے دین کے بارے میں کلام کیا جارہا ہے اس کے بارے خوب تحقیق و تدقیق سے کام لیا جائے۔
b اس کے نقل و ضبط اور صدق کے بارے بھی خوب تحقیق و تدقیق کی جائے۔
c اس کی قراءت کی صحت اور شذوذ کے بارے بھی خوب تحقیق کی جائے۔ اور ہم نے ان تما امور میں بحث کی ہے۔
d قرائن کو دیکھنا ہے، جیسے

الف: جن ائمہ نے حمزہ پر نقد کیا ہے ان میں سے کسی نے بھی حمزہ سے قراءت پڑھی نہیں، اور جن کبار ائمہ اسلام نے حمزہ سے قراءت پڑھی ہے، انھوں نے سرے سے حمزہ پر کوئی نقد کیا ہی نہیں۔

ب: حمزہ کی قراءت کو قبول کرنے اور اس پر نقد کرنے والوں میں باہم تقابل کیجیے۔

ج: حمزہ کی قراءت میں اختلاف کیا گیا ہے، اس سب کے باوجود اس قراءت کے مقبول اور صحیح ہونے پر اجماع ہے۔ اس صورت میں قراءت حمزہ پر نقد محض ایک تاریخی حکایت کی حیثیت رکھتا ہے۔

د: نقد کرنے والے اکثر حضرات وہ ہیں جنھوں نے حمزہ کے شاگروں سے اس قراءت کو سنا، البتہ جن ائمہ نے بلاواسطہ حمزہ سے قراءت کو پڑھا ہے اور حمزہ سے ہی اس قراءت کو مضبوط کیا ہے۔ وہ اس میں خطا کی نفی کرتے ہیں، جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

ساتواں مقدمہ

یہ بات ناممکن ہے کہ ائمہ دین ایسی کسی چیز پر اجماع کرلیں جس میں بعض قراءاتِ متواترہ کے بارے طعن ہو۔ پھر آپ دیکھتے ہیں کہ جمہور ائمہ ان کی موافقت نہیں کر رہے، تو ضرور ان کا مقصد کوئی دوسری بات ہو گی، نفس قراءت نہیں۔

جب یہ بات ایسے ہی ہے تو بلاشبہ یہ لوگ کلام اللہ کا دفاع کرنے والے ہیں۔ اور جن قراء نے کلام اللہ میں خطا کی ہے، ان پر واجب ہے کہ وہ اللہ سے ڈریں اور اہل اللہ اور راسخین فی العلم سے اپنی اس خطا کی تصحیح کروائیں۔

آٹھواں مقدمہ

قراءت سنت متبعہ ہے جسے پچھلا پہلے سے لیتا ہے، اس میں رائے اور قیاس کا کوئی دخل نہیں۔

چنانچہ اہل ایمان کو خوش ہونا چاہئے، مخلصین کے قلوب مانوس ہوں اور وہ اس بات پر فخر کریں کہ رب تعالیٰ کی عنایت سے قرآن مجید محفوظ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ﴾ [فصلت: 42]

”اس پر جھوٹ کا دخل نہ آگے سے ہو سکتا ہے اور نہ پیچھے سے۔ (اور) دانا (اور) خوبیوں والے (اللہ) کی اتاری ہوئی (کتاب) ہے۔“

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وما لقياس فى القراءة مدخل فدونك ما فيه الرضاء متكفلا

[الشاطبية: 29]

”قراءت میں قیاس کا کوئی دخل ہی نہیں، لہٰذا تو اسی پر ٹھہر جا جس پر رب راضی ہے، یہی تجھے کافی ہے۔“

اور جب خود حمزہ نے اپنے شیخ اعمش کے سامنے ان کی بعض قراءات پر اعتراض کرتے ہوئے کہا: لوگ دو حرفوں کی بابت آپ پر اعتراض رکھتے ہیں۔ پوچھا: حرف کون سے؟ کہا: ایک "الأرحام" [النساء:۱] اور دوسرا "بِمُصْرِخِيِّ" [ابراہیم:۲۲]، دوسری روایت کے مطابق: مکر السيئ [فاطر:۴۳][2] اور بِمُصْرِخِيِّ ہے۔

تو امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: اس میں نحویوں کے کلام کی گنجائش نہیں، میں نے یہ حروف ابن وثاب پر، انھوں نے زر پر، انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر اور انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یوں ہی پڑھا ہے۔ [الکامل، ق ۱۴؛ المعجم الاوسط للطبرانی: ۷۶/۲]

پس جس نے حمزہ پر رد کیا تو اس نے دراصل اس پر رد کیا جس سے اس نے پڑھا ہے، بلکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رد کیا، اور یہی بات اس کے گناہ عظیم جہل مبین ہونے کے لیے کافی ہے۔“ [التذکرۃ لابن غلبون: ۴۹/۱]

اور ایک صحیح روایت میں خود حمزہ سے منقول ہے کہ، میں نے ایک حرف بھی ماثور ہونے کے بغیر نہیں پڑھا۔“

[السبعة، ص: 75؛ معرفة القراء: 0/600]

---

[2] مراد یہ ہے کہ تخفیف کی غرض سے حالت وصل میں اس کو سکون کے ساتھ پڑھنا۔

نواں مقدمہ

بعض قراءات پر بعض بنیادی اعتراضات نئی بات نہیں ، بلکہ دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بعض کبار صحابہ کی طرف سے بھی ایسے اعتراضات ہوتے رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کے ساتھ قصہ تو آپ نے سنا ہی ہو گا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا قرآن سنا تو ان پر اعتراض کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی قراءات کا اختلاف وقوع پذیر ہوا، جس کے نتیجہ میں ساری امت ایک مصحف پر جمع ہو گئی۔ یہ واقعہ بہت مشہور ہے۔ یہ دونوں واقعات کتب صحاح میں مروی ہیں۔

دسواں مقدمہ

علامہ ابن مفلح کہتے ہیں: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ایک قول مروی ہے جو بتلاتا ہے کہ انھوں نے (حمزہ کی قراءت سے) کراہت سے رجوع کر لیا تھا۔ [الفروع: 0/422]

یعنی امام صاحب پر ظاہر ہوا کہ میں نے قراءت حمزہ پر جو اعتراض کیا ہے، وہ عیب بعض راویوں کا ہے، اصل قراءت حمزہ میں نہیں ہے، تو انھوں نے اپنی بات سے رجوع کر لیا۔

جیسا کہ ابو حمدون القری کہتے ہیں: میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: آپ کو حمزہ کی قراءت سے کیا بات ناپسند ہے؟ فرمایا: امالہ اور ادغام۔ میں نے کہا: بسم اللہ الرحمن الرحیم کہ اس میں الف اور لام کہاں ہے [3]؟ تو فرمایا:

اگر یہ قراءت اسی طرح ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ [طبقات الحنابلۃ: 0/099]

عبد الرحمن قطب کہتے ہیں:

"میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: میں نے ایک آدمی کے پیچھے نماز پڑھی اس نے نماز میں حمزہ کی قراءت کی تو میں نے بعد میں نماز کا اعادہ کر لیا۔ فرمایا: "تمھیں ایسا کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔" [طبقات الحنابلۃ: 0/213]

رہی وہ روایت جس کی طرف ابن مفلح نے اشارہ کیا ہے، تو اسے ہم نے محمد بن ہیثم القری سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: آپ کو حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت میں سے کیا ناپسند ہے؟ فرمایا: امالہ اور ادغام۔ میں نے انھیں کہا کہ: ہمیں خلف بن تمیم نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں حمزہ پر قراءت کر رہا تھا کہ اس دوران سفیان ثوری وہاں سے گزرے تو وہ بھی ان کے پاس بیٹھ گئے اور ان سے ایک مسئلہ پوچھنے لگے۔ انھوں نے کہا: اے ابو عمارہ! قرآن اور فرائض کو تو ہم نے آپ کے سپرد کر دیا ہے۔ یہ بات سن کر امام احمد بولے: تم لوگ اہل قرآن ہو، تم لوگ اس کو زیادہ جانتے ہو۔

یہ روایت بتلاتی ہے کہ حمزہ کی بعض قراءات مضبوط سند سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ تک نہیں پہنچی تھیں۔ اور یہ کوئی عیب کی بات نہیں۔ کیونکہ ہر شخص پر کوئی نہ کوئی سنت مخفی رہ جاتی ہے۔ مذکورہ گفتگو میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ورع اور انصاف ملاحظہ فرمائیں۔

---

[3] "اس میں الف اور لام کہاں ہے؟" سے مراد ہے کہ الرحمن اور الرحیم میں الف اور لام دونوں کو نہیں پڑھا جاتا۔ کیونکہ وصل میں ادغام نے یہ دونوں تلفظ سے ختم کر دیئے ہیں۔ دراصل ابو حمدون کی مراد امام احمد کے سامنے اس بات کو واضح کرنا تھا کہ حمزہ کے ادغام کا باب ایک ہی ہے۔ اس میں منکر اور متفق کا کوئی فرق نہیں۔

گیارہواں مقدمہ

یہ بات بھی ملحوظ رکھیے کہ بسااوقات ایک عالم کسی متواتر شرعی امر پر انکار کر دیتا ہے بالخصوص متقدمین علماء میں سے، تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ابھی علوم میں استقرار پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور بسا اوقات ایک عالم کے نزدیک وہ تواتر سے ثابت نہیں ہوتا جو دوسرے عالم پر ثابت ہوا ہوتا ہے۔

بسااوقات اس کی وجہ علمی زمانے کا بعد بھی ہوتا ہے۔ غرض کسی عالم کے انکار کے متعدد اسباب ہو سکتے ہیں۔ جیسے ابو عمرو بن العلاء نے ولا يعذب کی قراءت پر انکار کر دیا تھا، جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ اور جیسے ابن سیرین نے إن كل نفس لما عليها حافظ میں لما کے میم کو مشدد پڑھنے پر انکار کر دیا تھا۔ ابن عون کہتے ہیں: میں نے ابن سیرین پر إن كل نفس لما عليها حافظ کی قراءت کی تو انھوں نے اس پر انکار کرتے ہوئے کہا: سبحان الله، سبحان الله۔

[تفسير ابن جرير: 042/81]

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ پر انکار کیا تھا جیسا کہ گزر چکا ہے۔

"المسائل" میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک حمزہ کی قراءت اس طرح ثابت نہ تھی جس طرح دوسری قراءت ثابت تھی۔ آپ کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں:

والد صاحب سے پوچھا گیا: آپ کے نزدیک کون سی قراءت پسندیدہ ہے؟ فرمایا: اہل مدینہ کی قراءت، اس کے بعد عاصم کی قراءت۔ عرض کیا گیا کہ کیا اعمش حمزہ کی طرح ہیں؟ تو فرمایا: قراءت میں مجھے اعمش حمزہ سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہیں۔

[مسائل الامام احمد، براوية ابن عبدالله: 38/0]

جب ان روایات کو ابن الھیثم کی بیان کردہ روایت کے ساتھ جمع کیا جاتا ہے تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اول اول امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حمزہ کی قراءت اس طرح ثابت نہ تھی، جس طرح دوسرے لوگوں کی قراءت ثابت تھی۔ کیونکہ کوئی بھی عالم اجماع کے طور پر اعمش کی قراءت کو حمزہ کی قراءت پر مقدم نہ کرتا تھا۔ پھر جب امام صاحب کے نزدیک حمزہ کی قراءت ثابت ہوگئی تو انھوں نے اپنے کراہت والے قول سے رجوع کر لیا، جیسا کہ ظاہر ہے۔

جب قراءات کی کثرت و وسعت کی بنا پر اس کی کوئی صورت جناب فاروق اعظم رضی اللہ سے مخفی رہ سکتا ہے تو کسی بھی دوسرے سے قراءات کی کسی صورت کا مخفی رہ جانا بدرجۂ اولی ممکن ہے۔

اسلاف کے مقالات و آثار کا تتبع کرنے والا جانتا ہے کہ بسا اوقات کوئی شخص ایسی بات کا بھی انکار کر دیتا ہے جو دوسروں کے نزدیک تواتر کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔ پس تواتر کی دو قسمیں ٹھہریں: عام اور خاص۔

عام تواتر، جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور گزشتہ پیغمبروں کی نبوت کا ثبوت، اور خاص تواتر جیسے قراءات عشرہ کا ثبوت۔

پس قراء حضرات کے نزدیک بعض باتیں متواتر ہیں جبکہ دوسروں کے نزدیک وہ متواتر نہیں ہیں۔ اسی طرح فقہاء کے ہاں متعدد ایسے مسائل ہیں جو ان تک ان کے ائمہ سے متواتر پہنچے ہیں جبکہ انہیں قراء نہیں جانتے، اور محدثین کے ہاں بعض احادیث متواتر ہیں جن کو دوسرے فقہا نے سنا ہی نہیں ہوتا۔ یا ان کے نزدیک وہ صرف ظنی احادیث ہوتی ہیں۔ اسی طرح نحویوں اور لغویوں کا بھی حال ہے کہ ان کے ہاں بعض مسائل قطعی ہوتے ہیں جو دوسرے ماہرین لغت

کے نزدیک قطعی نہیں ہوتے۔

پس ایسے معاملات میں حکم ان کا معتبر ہوتا ہے جو جانتے ہیں، نا کہ ان کا جو نہیں جانتے۔ اور جو نہیں جانتے، انھیں کہا جائے گا کہ آپ اہل علم واختصاص سے پوچھیے، کیونکہ جب لوگوں میں اختلاف ہو جاتا ہے تو اس کو عالم کی طرف پھیرا جاتا ہے۔ محققین کی ایک جماعت نے اس طرح اشارہ کیا ہے۔ جیساکہ ایک علامہ ابن تیمیہ نے۔ [مجموع الفتاویٰ: ۱۸/ ۷۰۔ ۸۰] اور علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے [النبلاء: ۱۰/ ۱۶۱] میں یہ بات ذکر کی ہے۔

اصول میں چھ اعتراضات کے جوابات

۱۔ اَلسَّکتُ[4]:

یہ دو امر میں دائر ہے:

☆ یا تو اس کو خود حمزہ نے اپنی طرف سے ایجاد کیا ہے۔

☆ یا پھر حمزہ نے بھی اس کو قراء سے نقل کیا ہے۔

رہی پہلی بات، تو وہ تین وجوہات کی بنا پر رد ہے:

پہلی بات تو یہ ہے کہ حمزہ کا خوف وخشیت اور تقویٰ وورع انھیں ایسی بات سے روکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حمزہ اس باب میں متفرد نہیں ہے، بلکہ ائمہ ادا کی ایک جماعت نے اس بارے ان کی موافقت کی ہے، جن میں ابن ذکوان ہیں جو ابن عامر سے روایت کرتے ہیں، اور حفص میں جو عاصم سے روایت کرتے ہیں، اور ادریس جو باقی کے قراء عشرہ سے روایت کرتے ہیں۔ [النشر: ۱/ ۴۲۳]

تیسری بات یہ ہے کہ حمزہ نے جہاں سے اس کو لیا ہے، اس کی اسانید بیان کر دی ہیں، مزید ان کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ انھوں نے سند کے بغیر ایک حرف بھی قراءت نہیں کیا، جیساکہ گزرا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اصحاب حمزہ پر جب کوئی اعتراض کیا جاتا تھا تو وہ اس کی سند بتلا دیا کرتے تھے۔ سلیم بن عیسیٰ حنفی کہتے ہیں: حمزہ میرے پاس آئے۔ میں اس وقت بیٹھا رو رہا تھا، انھوں نے مجھ سے پوچھا: اے سلیم! کیوں رو رہے ہو؟ میں نے کہا: یہ نحوی آپ کی اس قراءت پر عتاب کرتے ہیں: الأرحام اور بمصرفي ۔ تو فرمانے لگے: اے سلیم! میں نے اعمش سے پڑھا، اور اعمش نے یحییٰ بن وثاب سے پڑھا، یحییٰ نے زر بن جیش سے پڑھا، زر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پڑھا، اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا، اور انھوں نے جبرئیل سے اور انھوں نے اللہ تعالیٰ سے پڑھا۔ بھلا نحویوں کے پاس بھی ایسی اسناد ہے؟ [الکامل، ق: ۸۱]

[4] سکتہ کا معنی ہے آواز کو تھوڑی دیر کے لیے قطع کر دینا ہے جس کا دورانیہ وقفہ سے کم ہوتا ہے البتہ اس میں سانس نہیں ٹوٹنے دیا جاتا، جیسے الأرض کے ہمزہ میں سکتہ کرنا۔ دیکھیں: [النشر: ۱/ ۲۴۰] اور اس کی حکمت یہ ہے کہ ہمزہ کو ظاہر کیا جائے تاکہ اس کے خفاء کا ڈر ختم ہو جائے۔

۲۔ مد میں افراط

سلف وخلف جمہور ائمہ اداکا عمل اس پر ہے کہ ایک مد کو تین الف کی مقدار سے زیادہ نہ کیا جائے یعنی چھ حرکات۔ اور حمزہ سے صحیح سند کے ساتھ آج تک یہ ثابت نہیں کہ انھوں نے مد کو اس مقدار سے بڑھا کر پڑھا ہو، بلکہ حمزہ سے اور ان دیگر ائمہ سے جن کا مذہب مد میں اشباع [5] ہے، یہ بات صراحۃً منصوص ہے، اور ان حضرات سے مد کی اداء جو مستفیض ہے، وہ یہ ہے کہ مد کو تین الف کی مقدار سے زیادہ نہ کیا جائے۔ [النشر: 0؍ 823]

مد میں تطویل کا منکر: یا تو وہ اس مد کا منکر ہے جو حمزہ کے حوالے سے بیان کی جاتی ہے، یا پھر اس مد کا منکر ہے جو بیان کردہ مد سے زیادہ طویل ہے۔

جس نے ہماری بیان کردہ مد کا انکار کیا ہے تو اس نے برا کیا اور ظلم و زیادتی سے کام لیا، کیونکہ مد کو بھر کر پڑھنا اور اس کی مقدار نص سے منقول اور اس کی ادا کا طریقہ اسلاف سے ماثور چلا آتا ہے کہ انھوں نے اپنے اساتذہ سے لے کر نبی کریم ﷺ تک اس مد کو اسی طرح ادا کرنے کے طریقہ لیا ہے۔

پھر یہ کہ مد کو اتنی مقدار کے ساتھ ادا کرنے میں حمزہ متفرد نہیں ہیں بلکہ ائمہ کی ایک جماعت سے صحیح روایت کے ساتھ وارد ہے۔ ان میں ایک ورش ہیں جو ازرق کے طریق سے اور ابن ذکوان ہیں جو نقاش کے طریق سے مد کو اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ [النشر: 0؍ 883[

اور جس نے ان ائمہ سے مذکورہ مقدار سے زائد مد کو روایت کیا ہے تو وہ شاذ ہے اور ائمہ ادا کے نزدیک اس کی طرف رجوع نہیں کیا جائے گا۔] النشر: 0؍ 823[

امام ابو عمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ان ائمہ میں سے کسی کا بھی وہ مذہب نہیں ہے کہ جس میں دوسرے پر ایسا اسراف کرے کہ جس سے وہ لغت کے معروضات اور قراءت کی تعلیمات سے نکل جائے۔ بلکہ سب ایک دوسرے کے قریب قریب روایت کرتے ہیں۔ اور آمنے سامنے ہونے سے اس کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے اور حکایت اس کی کیفیت بیان کر دیتی ہے۔ [جامع البیان: ق 33]

امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ”مد کی یہی وہ مقدار ہے جس پر ہمارے قدیم و جدید ائمہ محققین کی رائے پختہ ہو چکی ہے۔“ [النشر: ۱/ ۳۳۳]

علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ نے تو خاص مد میں ترک افراط کی بابت حمزہ کے مذہب پر ائمہ کا اجماع روایت کیا ہے۔
[جامع البیان: ق 31]

علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں: سفیان ثوری حمزہ کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا: اے ابو عمارہ! یہ ہمزہ، مد اور قطع شدید [6] کیا ہے؟

تو حمزہ نے کہا: اے ابو عبداللہ: یہ طالب علم کی مشق (کے لیے) ہے۔ بولے: آپ نے ٹھیک کہا۔

---

[5] یعنی مکمل کرنا۔

[6] قطع شدید سے مراد سکتہ ہے (جس کی تعریف گزشتہ میں حاشیہ میں بیان کر دی گئی ہے)۔

امام ابو عمرو رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: امام نافع رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت ہے جو ہماری بات کی تائید کرتی ہے اور اس بات کے درست ہونے کو بتلاتی ہے کہ یہ مبتدی طلباء کی مشق کے لیے ہے۔[جامع البیان:ق ۸۰]

ثوری کا حمزہ کی تصدیق کرنے میں اس بات کا احتمال ہے کہ شاید حمزہ مد میں شروع مقدار سے تجاوز کر رہے تھے۔ کیونکہ تعلیم میں وہ امور بھی جائز ہوتے ہیں جو دوسرے مواقع میں جائز نہیں ہوتے۔ جیسا کہ اہل علم کے ہاں یہ قاعدہ (معروف اور مسلم) ہے۔ اور اس میں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ شاید حمزہ مد کی اس مقدار سے تجاوز کر رہے تھے جو اہل کوفہ کے ہاں مشہور تھی، اور وہ مد کا چار حرکات کے برابر ہونا ہے۔ اس بات کی تائید خود ان سے مروی ایک روایت کرتی ہے۔

محقق ابن جزری کہتے ہیں: استاذ بسا اوقات تحقیق، تجوید، مد اور تفکیک میں مبالغہ کر جاتا ہے۔ تا کہ مقصود اور جائز مقدار پر دسترس حاصل کر سکے۔ پھر باسند سلیم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حمزہ سے کہتے ہوئے سنا: میں بچے پر مد کو اس لیے زیادہ لمبا کرتا ہوں تا کہ وہ معنی کو ادا کرلے۔ (یعنی مد نکالنے پر مہارت حاصل کرلے)۔ اور ہم نے حمزہ سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ ایک آدمی اپنی قراءت میں مد کرنے لگا تو حمزہ نے انھیں ایسا کرنے سے منع کر دیا اور کہا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ جب سپیدی حد سے تجاوز کر جائے تو وہ برص بن جاتی ہے۔ اور جو جب بال زیادہ گھنگریالے ہو جائیں تو ان میں الجھنیں پڑ جاتی ہیں۔ اور جو قراءت سے اوپر ہو تو وہ قراءت نہیں ہوتی۔

امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں کہتا ہوں: پس پہلے نے حق ادا نہیں کیا، پس وہ مد کو بڑھائے تا کہ اسے پورا کرے، اور رہا دوسرا کہ جب اس نے حق سے تجاوز کیا تو اس پر رد کیا جائے گا تا کہ وہ سیدھا چلے۔ پس نہ تو افراط ہو اور نہ تفریط۔

[النشر: 829/1]

جو شخص حد جواز سے تجاوز پر انکار کرتا ہے، تو وہ سچا ہے، کیونکہ یہ ایک تو افراط ہے، دوسرے یہ مشروع پر زیادتی ہے۔ حمزہ اور دیگر حضرات سے صحیح ثابت نہیں ہے کہ حد مشروع سے مد میں تجاویز کیا جائے۔ بلکہ حمزہ تو زیادتی کرنے والے پر نکیر کیا کرتے تھے جیسا کہ آپ نے گزشتہ صفحات میں جان لیا ہے۔ ایک آدمی نے حمزہ کے پاس آکر کہا: اے ابو عمارہ! میں نے آپ کے اصحاب میں سے ایک کو دیکھا کہ اس نے ہمزہ ادا کرتے وقت اتنا جھٹکا دیا کہ اس کا بٹن ٹوٹ گیا۔ حمزہ بولے: میں نے اسے ایسا کرنے کا حکم بالکل بھی نہیں دیا۔ [النبلاء: 90/9]

اس روایت سے ثابت ہوا کہ حمزہ اپنی قراءت دوسرے قراء کی روایت سے بالکل باہر نہیں نکلے۔ رہا آپ کے بعض شاگردوں کا منقول رویہ تو بلاشبہ آپ اس کے فعل سے بری ہیں۔

امام ابو بکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے باسند روایت بیان کی ہے کہ حمزہ فرماتے ہیں: ہر تحقیق کی ایک انتہا ہے جس تک پہنچا جاتا ہے، پھر اس انتہا اور حد کے بعد یہ قبیح ہو جاتی ہے۔ جیسے سفیدی کی ایک حد ہے جس پر پہنچا جاتا ہے، سفیدی اپنی حد سے آگے بڑھ جائے تو برص بن جاتی ہے۔ گھنگریالے پن کی ایک انتہا ہے، جب گھنگریالا پن اس سے بڑھ جائے تو بالوں میں الجھنیں پڑ جاتی ہیں۔ [السبعۃ: 33]

۳۔ امالۂ شدیدہ [⁷]

نقل قرآن میں اصل طریقہ یہ ہے کہ اسے مشافہۃً اور سیکھ کر لیا جائے، اور یہ تلقی عالم اور ماہر سے ہو گی۔ اور میں نے آپ کے سامنے بیان کر دیا ہے کہ اس باب میں حمزہ امام تھے۔

حمزہ سے جو چیزیں لی گئی ہیں، ان میں سے ایک امالۂ کبری ہے۔ اور جو امالۂ کبری پر نکیر کرتا ہے، وہ دو حال سے خالی نہیں:

اول: اس امالۂ کبری کا انکار جسے حمزہ نے امالۂ شدیدہ سے تعبیر کیا ہے۔

دوم: امالہ میں مبالغہ پر انکار یہاں تک کہ وہ الف کی بجائے یا بن جائے۔

امالۂ کبری: فتحہ کو کسرہ کی طرف اور الف کو یا کی طرف زیادہ جھکانے کا نام ہے، کا انکار تین وجوہات کی بنا پر مردود ہے، جو یہ ہیں:

اولاً: یہ امالہ عرب کے ان قبائل سے منقول ہے جو ان کے ہاں معروف ہیں، جیسے اہل نجد میں سے بنی تمیم، بنی اسد اور بنی قیس۔ [الکتاب: ۴/ ۱۱۷؛ ضیاء السالک: ۶/ ۲۹۹، الکامل: ق ۸۰، الاتحاف: ۸۴]

یہ امالہ (لغت عرب میں) نزول قرآن سے پہلے بھی تھا۔ اسی لیے یہ امالہ آج تک اسی طرح تر و تازہ اور زندہ ہے۔ اور ہم آج بھی اپنے بعض عرب بھائیوں کو یہ امالہ کرتے ہوئے سنتے ہیں۔ شاید آپ نے شام کے بعض علاقوں میں بعض الفات میں، اور لبنان میں جملہ الفات میں امالہ سنا ہو گا۔ اسی طرح مصر کے بعض دیہاتوں اور بستیوں میں ھاء تانیث جیسے "جنة" میں بھی آپ نے امالہ سنا ہو گا۔ لہٰذا اس لغت میں معترض کا جاہل ہونا وہ علم نہیں کہ جس کے ذریعے اعتراض کیا جائے۔

ثانیاً: امالہ کرنے میں صرف حمزہ ہی متفرد نہیں بلکہ اوروں نے بھی حمزہ کی موافقت میں امالہ کیا ہے، بلکہ ہر قاری سے امالہ کرنا مروی ہے چاہے وہ امالہ کم تھا یا زیادہ، سوائے ابن کثیر اور ابو جعفر کے۔

ثالثاً: امالہ روایت اور قراءت دونوں اعتبار سے صحیح ہے۔ امالہ کی کیفیت مشافہت صحیحہ متصلہ سے منقول ہے، جو صاحب تنزیل ﷺ تک متصل ہے، اور اس میں عربی زبان کی تقویت، تصحیح اور عزت افزائی ہے۔ تا کہ یہ کتاب جہاں کتاب ہدایت و نجات ہے، وہیں ایک ایسا دیوان بھی ٹھہرے جو کلام عرب کے اصول، لغات اور لہجات کو جامع ہو۔ اور اس میں اس عظیم لغت کی حفاظت کا جو سامان ہے، وہ کسی پر مخفی نہیں۔

اور رہا دوسرا حال، تو وہ دو وجوہ سے مردود ہے:

پہلی وجہ: حمزہ نے امالہ میں الف کو یائے محض نہیں بنایا، حاشا وہ ایسا کر بھی نہیں سکتے کیونکہ وہ ایک ماہر امام ہیں۔ ہمارے اور حمزہ کے درمیان بارہ صدیاں بیت چکی ہیں، اور ہم نے حمزہ کی یہ قراءت مختلف بلاد کے شیوخ ادا سے

[⁷] امالہ: فتحہ کے کسرہ کی طرف اور الف کے یا کی طرف جھکنے کو کہتے ہیں۔ امالہ کو کبری، اضجاع اور بطح بھی کہا جاتا ہے۔ مطلق بولنے کے وقت یہی مراد ہوتا ہے۔ کبھی یہ دو لفظوں یعنی فتح اور امالۂ کبری کے درمیان ہوتا ہے، تب اسے تقلیل کہا جاتا ہے اور امالۂ صغری اور بین بین بھی کہا جاتا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں: [شرح الشاطبية لا بن الناظم: 83، الاتحاف: 93]۔

حاصل کی ہے۔ اور اتنی صدیوں کا فاصلہ ہونے کے باوجود ہم نے امالہ میں الف کو محض یاء بنتے نہیں دیکھا۔ یہ جملہ شیوخ گویا کہ ایک ہی نور سے پھوٹنے والی کرنیں ہیں۔

پھر یہ کہ الف کو یاء زیادہ قریب لانے میں اور اسے محض یاء بنا ڈالنے میں بہر حال فرق ہے۔ ہم نے طلباء کو دیکھا ہے کہ وہ ان دونوں باتوں میں فرق کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ تو وہ ائمہ اس میں فرق کو کیونکر ملحوظ نہ رکھتے ہوں گے جن کی طرف ادا میں مرجع ہیں۔

دوسری وجہ: اس بات کا بھی احتمال ہے کہ حمزہ سے قراءت لینے والے بعض لوگوں نے یہاں امالہ میں الف کو یا بنا ڈالا ہو۔ راوی کی غلطی حجت نہیں ہوتی کہ اس کی بنا پر کلام اللہ کی صحیح بات کو رد کرنے کا جواز ہاتھ آجائے۔

قرآن کا تفخیم کے ساتھ نازل ہونے کا دعویٰ

رہا یہ دعویٰ کہ قرآن تفخیم (امالہ کے عکس کی کیفیت) کے ساتھ نازل ہوا ہے، اس بنا پر امالہ کرنا صحیح نہ ہو گا۔ تو بلاشبہ یہ نہایت فاسد دعویٰ ہے، کیونکہ قرآن مجید سب کا سب اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

دوسری بات کہ امام ابو القاسم ھذلی نے اپنی کتاب ''الکامل'' میں اس اعتراض اور دعویٰ کا بڑی شرح وبسط اور ناقابل تردید دلائل کے ساتھ رد کیا ہے۔ [الکامل: ق ۸۰] ہم طوالت کے خوف سے اس بحث کو یہاں سے قلم انداز کرتے ہیں۔

رہا حافظ ذھبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول: کہ یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں: میں نے علی بن مدینی کو سنا کہ وہ حمزہ کی قراءت کی مذمت کرتے ہوئے کہہ رہے تھے: قرآن لغت قریش پر اترا ہے۔ اس پر بشر بن موسیٰ نے ان سے کہا:

ہمیں نوفل نے بیان کیا۔ اتنا ہی کہا تھا کہ ابن المدینی بولے: نوفل ثقہ ہے۔ (آگے بشر کہتے ہیں) نوفل کہتے ہیں: میں نے عبد اللہ بن ادریس کو سنا کہ وہ حمزہ سے کہہ رہے تھے: اللہ سے ڈرو کہ تو ایسا آدمی ہے جو عبادت گزار ہے۔ اور یہ قراءت نہ تو عبد اللہ کی ہے اور نہ کسی اور کی۔ اس پر حمزہ بولے: میں تو اس کو محراب میں پڑھنے سے بچتا ہوں۔ میں نے پوچھا: وہ کیوں؟ تو بولے: اس لیے کہ یہ میری قوم کی قراءت نہیں۔ میں نے کہا: پھر آپ کریں گے کیا؟ بولے: اگر میں اپنے سفر لوٹا تو اس کو ضرور ترک کر دوں گا۔

پھر ابن ادریس نے کہا: جو حمزہ کی قراءت کرتا ہے میں اسے صاحب سنت کہنا جائز نہیں سمجھتا۔

میں (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں: ابن ادریس کا حمزہ کی قراءت سے روکنا مشہور ہے اللہ اسے معاف کرے، حالانکہ مسلمانوں نے حمزہ کی قراءت اور اس کے حرف کو قبول کیا ہے اور آج حمزہ کی قراءت پر امت کا اجماع ہے۔

[سیر اعلام النبلاء: 47/9]

یہاں چند باتوں کی طرف متنبہ ہونا ضروری ہے:

e حمزہ کا یہ قول کہ ''یہ قوم کی قراءت نہیں'' یعنی اصحاب حدیث کی یہ قراءت نہیں۔

f ابن المدینی کا یہ قول کہ: ''قرآن تو لغت قریش پر اترا ہے۔'' اگر اس جملہ سے مراد غالب قرآن ہے تو یہ جملہ صحیح ہے۔ اور اگر اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن میں لغت قریش کے خلاف کچھ وارد ہی نہیں ہوا، تو یہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن میں ایسی متعدد باتیں ہیں جو لغت قریش میں نہیں پائی جاتیں۔ جیسے: امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ ما هذا بشراً میں بشرا پر نصب ہے۔ اور لغت قریش 'ما' کو عاملہ مانتی ہے۔ اس بنا پر

بشرا کو مرفوع ہونا چاہیے۔ لیکن یہ قراءت بعض دوسرے عرب کی لغت پر ہے جو 'ما' کو غیر عاملہ مانتے ہیں اور اس کی مفردات اور مرکبات میں بیسیوں مثالیں ہیں، جن کو کتاب اللہ کے ماہرین بخوبی جانتے ہیں۔

g ابن ادریس کا قول کہ: "یہ قراءت نہ تو عبد اللہ کی ہے اور نہ کسی اور کی۔" بے شک گزشتہ اور آئندہ جملہ ائمہ قراء کے نزدیک یہ قول 'نافی' ہے۔ اور جس نے امالہ کو نقل کیا ہے اس کا قول مثبت ہے۔ اور جو کسی بات کا اثبات کرتا ہے، اس کے پاس نفی کرنے والے کی بہ نسبت زیادہ علم ہوتا ہے۔

h حمزہ کا قول کہ "میں پرہیز کرتا ہوں........" یہ حمزہ کا تقویٰ وورع ہے کیونکہ ایک دانا اور حکمت والا عالم جب دیکھتا ہے کہ کسی سنت کو لینے سے لوگ نفرت کر رہے ہیں تو وہ اس کو ترک کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس میں تالیف قلب کے ساتھ ساتھ وحدتِ کلمہ بھی ہے۔

i ابن ادریس کا قول کہ "میں جائز نہیں سمجھتا......" اس قول کا باعث حسب اجتہاد، کتاب اللہ میں خطا اور بدعت میں پڑنے سے بچانے کا جذبہ تھا۔ اور بلاشبہ ابن ادریس ائمہ سنت میں سے تھے۔ لیکن جب ابن ادریس اور ائمہ قرآن کے قول میں تعارض پیش آجائے تو ائمہ قرآن کا قول مقدم کیا جائے گا۔ کیونکہ وہ کتاب اللہ اور اس کے نقل کرنے کے ماہر ہیں، اور انھوں نے قرآن کے حصول اور ضبط کرنے میں اپنی زندگیاں کھپا دی ہیں۔ حمزہ کے عہد سے لے کر آج تک جملہ بلاد مسلمین میں حمزہ کی قراءت کی بقا سے بڑھ کر کتاب اللہ کی حفاظت کرنے والا اور کوئی دوسرا امر نہیں۔ یہ آج تک محفوظ چلی آرہی ہے اور اس کا سماع بھی متصل ہے۔ جبکہ ابن ادریس کے قول کا خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ اکثر علماء تک اس کے قول سے ناواقف ہیں، چہ جائیکہ عوام۔ تب دونوں باتوں میں سے کون سی بات زیادہ حق پر قائم ہے؟

j حمزہ کا محراب میں اس کی قراءت سے بچنا۔ کیونکہ آپ کسی ایسے شخص کو کتاب اللہ کے بارے تشویش میں پڑنے سے بچانا چاہتے تھے جو آپ کی قراءت سے واقف نہیں تھا، نا کہ اس لیے کہ آپ نماز میں اس کی قراءت سے بچنا چاہتے تھے۔ کیونکہ جیسا کہ ہم نے روایت کیا ہے کہ حمزہ سے ثابت ہے کہ وہ نماز میں اس کی قراءت کیا کرتے تھے۔ اور آپ اپنی قراءت کی کسی چیز کو بھی جیسے مد، ہمزہ اور ادغام وغیرہ کو ترک نہیں کرتے تھے۔

[السبعة : 77؛ معرفة القراء الكبار: 004/0]

۴۔ ادغام فاحش

ادغام کسی لفظ کے دو حرفوں کو ایک مشدد حرف بنانا ہے۔ [النشر: 224/0]

ادغام کا سبب: دو حرفوں کا یکساں ہونا، یا دونوں کے متقارب ہونا اور یا دونوں کا باہم متجانس (ایک جنس سے) ہونا ہے۔ یاد رہے کہ دو متباعد حروف میں (جیسے غ اور ق) ادغام نہیں ہوتا، سوائے کسی نادر صورت کے اور نادر کا کوئی حکم نہیں ہوتا۔

ادغام کی وجہ: طلبِ تخفیف ہے۔ یعنی حصولِ تخفیف کے لیے ادغام کیا جاتا ہے، کیونکہ متکلم کے لیے ادغام بہ نسبت دونوں حروف کے اظہار کے اخف ہے۔

جب آپ کو ادغام کی حقیقت معلوم ہوگئی ہے تو جان لیجئے کہ حمزہ نے جہاں بھی ادغام کیا ہے کسی حرف کو کلام عرب سے ہرگز خارج نہیں کیا، بس اتنی سی بات ہے کہ بسا اوقات حمزہ کا ادغام کلام عرب میں مشہور نہیں ہوتا۔ اور قراءت

سنت متبعہ ہے، اس کے صحیح ہونے کے لیے یہ لازم نہیں کہ سارا عرب یا اکثر عرب اسے (ادغام کی صورت میں) بولتا ہو۔ اگر مجھے طوالت کا خوف نہ ہوتا تو میں حمزہ کے جملہ ادغامات کو شواہد کے ساتھ یہاں ذکر کرتا۔ البتہ قارئین کرام کو چاہیے کہ کسی بھی مدغم لفظ کے لیے کتب عربیت یا توجیہ قراءات کی طرف رجوع کریں۔

[الكتاب لسيبويه: 445/4؛ الكشف: 044/0]

رہا حمزہ کے ادغام کو فاحش کا نام دینا تو یہ چھ وجوہ سے مردود ہے:

۱. حمزہ کے جمیع ادغام کلام عرب سے خارج نہیں، بلکہ خود کلام عرب میں ایسے متعدد ادغامات ہیں جن کو نہ حمزہ نے پڑھا ہے اور نہ اوروں نے ۔ [الکتاب لسیبویہ: ۴/۴۶۰ و ما بعد ھا، باب الادغام؛ شرح المفصل: ۱۰/۱۲۱، ۱۳۷، ۱۴۰، ۱۴۶] کیونکہ ان کے عربیت میں ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ قرآن میں سے بھی ہوں۔ کیونکہ قراءات تو سنت متبعہ ہے۔

۲. ادغام کرنے میں صرف حمزہ متفرد نہیں ہیں، بلکہ دیگر قراء بھی ان کے شریک ہیں۔ لہٰذا حمزہ کی قراءت میں ایک بھی مدغم حرف ایسا نہیں کہ جس کا متابع نہ ہو، کم ہو یا زیادہ۔

۳. ہمیں اس کی مطلق حاجت نہیں کہ ہم حمزہ کی قراءت کو اس وقت تک قبول نہ کریں گے جب تک کہ دوسرے قراء سے ہمیں اس کا متابع نہ ملے۔ کیونکہ ہم گزشتہ صفحات میں حمزہ کا صدق، امانت، ضبط اور امامت بیان کر چکے ہیں۔ اور ایک جماعت سے حمزہ کی قراءت منقول ہے۔

۴. حمزہ نے جتنے بھی ادغام کیے ہیں، سب متعدد طرق سے حمزہ سے ثابت اور مروی ہیں، دوسرے ان کی اسناد بھی صحت کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک ثابت ہے۔ تب یہاں ادغام میں فاحش ہونا کہاں سے در آیا؟۔

۵. یہ دعویٰ کہ ”ادغام کرنے سے کتاب اللہ کے متعدد حروف ختم ہو جاتے ہیں، اور اس کے بدلے دس دس نیکیاں ختم ہوتی جاتی ہیں۔“ ایک عجیب و غریب دعویٰ ہے۔ کیونکہ ادغام جیسا کہ تم جانتے ہو، یہ دو حرفوں کو ایک مشدد حرف بنا کہ پڑھنے کا نام ہے۔ کیونکہ ادغام میں پہلا حرف ساکن اور دوسرا متحرک ہوتا ہے۔ مثلاً جب تم لقد جاءك میں دال کو اظہار کے ساتھ پڑھتے ہو، یا لقد جاءك میں دال کو ادغام کر کے پڑھتے ہو، تو اس جملہ سے ایک حرف بھی کم نہیں ہوا، دونوں جملوں میں حروف کی تعداد سات ہی رہتی ہے، کیونکہ مشدد کلمہ لغت و شرع دونوں میں دو حروف کا ہم وزن ہوتا ہے۔[۸]

۶. حمزہ کی قراءت میں ادغام فاحش کے پائے جانے کے مدعی سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ کسی ایک حرف میں ایسا دکھادے۔ وہ ہرگز ایسا ادغام نہ پائے گا، حمزہ کی قراءت میں، نہ دوسرے ائمہ عشرہ کی قراءت میں ۔[۹]

---

[۸] یہاں سے بعض متاخرین کی بیان کردہ تعریفِ ادغام کی خطا بھی واضح ہو گئی کہ ”ادغام یہ پہلے حرف کو دوسرے حرف میں داخل کرنے کا نام ہے۔“ یہ تعریف ناقص ہے۔

[۹] ان وجوہات ستہ کے ذریعہ اس اعتراض کا جواب دیا جاتا ہے جس کو ائمہ کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے جیسے علامہ بہوتی وغیرہ نے (شرح منتھی الارادات: ۱/۱۹۳؛ کشاف القناع: ۱/۳۴۵ اور مطالب اولی النھی فی شرح غایۃ المنتھی: ۱/۴۴۰) میں روایت ہے کہ امام احمد ابو عمرو کے ادغام کو مکروہ جانتے تھے۔ دراصل امام صاحب کے نزدیک ادغام کی وجہ ثابت نہ تھی، وگرنہ امام احمد سے صحیح مروی ہے کہ انھوں نے ابو عمرو کی قراءت کو قوی کہا اور وہ اپنے اکثر طرق میں متعدد ادغامات پر مشتمل ہے۔

۵۔وقف میں ہمزہ کی تغییر

ہمزہ نطق میں سب سے ثقیل اور مخرج میں سب سے بعید حرف ہے، اس لیے عربوں نے ہمزہ کی تخفیف میں مختلف صورتیں اختیار کی ہیں، جیسے نقل، تسہیل، ابدال، ادغام، حذف وغیرہ۔ انھوں نے تخفیف کی ان صورتوں میں وقف اور وصل دونوں کو اختیار کیا۔

یہ ایک وسیع تر باب ہے جس میں عربوں کے متعدد مذاہب ہیں:

یہاں میں صرف امام ابن الجزری کا پختہ کلام نقل کروں گا جس سے مسئلے کی وضاحت بھی ہو جائے گی اور جو حالت وقف میں ہمزہ کی تغییر کا منکر ہے اس کا رد بھی ہو جائے گا۔

ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمزہ کی تخفیف نہ تو منکر ہے اور نہ عجیب، کوئی بھی قاری ایسا نہیں جس سے ہمزہ میں تخفیف وارد نہ ہو، عموماً ہو یا خصوصاً۔ علمائے عربیت نے اس بارے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ انھوں نے ہمزہ کی تخفیف کی دو قسمیں بنائی ہیں، ایک واجب، دوسری جائز۔ دونوں طریقوں سے قراءت وارد ہے، اور اس کی روایت بھی صحیح ہے۔ یہ محال ہے کہ قراءت میں ایسی بات درست ٹھہرے جو عربیت میں جائز نہ ہو۔ بلکہ بعض اوقات ایک بات عربیت میں تو جائز ہوتی ہے لیکن قراءت میں اس کی گنجائش نہیں ہوتی۔ کیونکہ قراءت سنت متبعہ ہے، جسے دوسرا پہلے سے لیتا ہے۔

جو بات قراءت میں صحیح اور عربیت میں شائع ہے، وہ ہمزہ میں تخفیف کرنا ہے، چاہے اصل میں وہ محقق ہو۔ کیونکہ وقف قاری اور متکلم کے لیے محلِ استراحت ہے۔ اس بنا پر وقف میں حرکات اور تنوین حذف کر دی جاتی ہیں، منصوبات کی تنوین بدل دی جاتی ہے اور وقف میں روم، اشمام، نقل اور تضعیف جائز ہے۔ پھر حالت وقف ہمزہ ان سب امور کا بہ نسبت دوسرے کلمات کے زیادہ مستحق اور زیادہ لائق ہے۔

وقف میں ہمزہ میں تسہیل کرنے کے باب میں حمران بن اعین، طلحہ بن مصرف، جعفر صادق، اعمش نے حمزہ کی موافقت کی ہے۔ دو میں سے ایک وجہ میں۔ سلام الطویل البصری وغیرہ نے بھی موافقت کی ہے، اور تسہیل متطرف میں ہشام بن عمار نے۔ دو میں سے ایک صورت میں موافقت کی ہے۔ اور منصوب منوّن میں ابو سلیمان نے قالون سے روایت کرتے ہوئے حمزہ کی موافقت کی ہے۔

پھر حالت وقف میں مغیر ہمزہ کی جمیع انواع ذکر کی ہیں، جن کی روایت آتی ہے اور جن کی روایت نہیں بھی آتی۔

[النشر: 0م429، 481]

اس کا جواب چار صورتوں میں ہے:

پہلا جواب

تکلف کی مقدار اور صفات کو کون طے کرے گا، خود صاحب علم یا کوئی دوسرا؟۔ جس کے پاس علم ہو، یا وہ جو علم سے تہی دامن ہو؟، کیونکہ۔۔!

قرآنی علوم سے ناواقف شخص کسی عالم کی تلاوت سنتا ہے، تو وہ اس پر تکلف کی تہمت لگا دیتا ہے۔ کبھی تجوید سے تہی دامن شخص ایسے آدمی کی تلاوت پر تکلف کا الزام لگا دے گا جس کے پاس پورا قرآن ہے۔

کبھی تجوید میں مبتدی اور ناپختہ شخص دوسرے کی تلاوت پر تکلف کی تہمت لگا دے گا۔ کبھی یہ کسی بڑے عالم، اور پختہ قاری کی تلاوت سنتا ہے، تو اس پر تکلف کا الزام لگا دیتا ہے۔

لہٰذا ہمارا سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا پانچوں لوگوں میں سے تکلف کا اندازہ کون مقرر کرے گا، ادا اور اتقان کا وزن کون کرے گا؟

کیا کوئی ایسا عالم جو پختہ اور صاحب فن ہو، جس نے اس فن میں اختصاص پیدا کرنے کے لیے ساری زندگی لگا دی ہو یا آدھا متعلم کہ جس نے شاید کبھی کسی کی تلاوت کی درستی بھی نہ کرائی ہو؟

کیونکہ بسا اوقات بعض غیور طالب علم کسی پر تکلف اور تنطع کا الزام لگا دیتے ہیں حالانکہ جس امر پر اس نے تنقید کی ہوتی ہے، وہ اس کے مبادیات سے بھی نابلند ہوتا ہے۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ نقد کرنے والے سے جب درست بات معلوم کی جاتی ہے تو وہ ایسا جواب دیتا ہے جو پہلے کبھی کسی کو سوجھا بھی نہیں ہوتا۔

قرآن کریم کی اس آیت میں اسی بات کو بیان کیا گیا ہے:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾ [الاسراء: 83]

”اور جس چیز کا تجھے علم نہیں، اس کے پیچھے نہ پڑ، کان اور آنکھ اور دل ان سب (جوارح) سے ضرور بازپرس ہو گی۔“

دوسرا جواب

حمزہ کی قراءت میں تکلف کا دعویٰ متناقض ہے۔ ایک طرف ہمارا حمزہ کی عدالت، صدق، ضبط اور ثقاہت پر اتفاق ہے، تو پھر وہ تکلف کا مرتکب کیونکر ہو سکتا ہے؟ پھر (ضبط وعدالت کے باوجود) ان کی قراءت کیسے رد کی جا سکتی ہے؟۔

یہ بات دو حال سے خالی نہیں:

ا. یا تو حمزہ ثقہ ہیں، تو اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ حمزہ کی نقل کی صحت کو تسلیم کیا جائے۔

۲. یا وہ غیر ثقہ ہیں، تب نقل قراءت میں ان کا نااہل ہونا ثابت ہو گا۔

تیسرا جواب

اس دعویٰ سے دیگر قراء عشرہ کی قراءت کا ابطال بھی لازم آئے گا جن کے بارے کسی نے کلام نہیں کیا۔ کیونکہ اپنی جمیع منقولات میں حمزہ منفرد نہیں ہیں، جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔

چوتھا جواب

جب بعض ناقلین کی جانب سے حمزہ کے بارے تکلف اور افراط کو نقل کیا گیا ہے تو مناسب ہے کہ حمزہ پر حکم لگانے سے پہلے ان ناقلین کا حال، ثقاہت اور ضبط بھی معلوم کر لیا جائے۔

اسی لیے شعیب بن حرب کہتے ہیں: میں پہلے حمزہ کی قراءت کرنے والوں پر ملامت کرتا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے حمزہ کے پاس جا کر ان سے قراءت پڑھی۔ جب شعیب نے حمزہ کو دیکھا اور ان کی قراءت سنی تو ان سے خوش ہو گئے اور ان کی قراءت قبول کر لی۔ بعد میں یہی شعیب اصحاب الحدیث کو کہا کرتے تھے: مجھ سے حدیث کے بارے میں تو پوچھ لیا کرو، البتہ موتی کے بارے میں نہ پوچھا کرو؟ لوگوں نے پوچھا: یہ موتی کیا ہے؟ کہا: حمزہ کی قراءت۔ [جمال القراء:

رُشد جون 2019ء

۴۷۳/۲]

ابن الجزری کہتے ہیں: عبد اللہ بن ادریس اور احمد بن حنبل کا حمزہ کی قراءت کو ناپسند کرنے کا قول، دراصل یہ اس شخص کی قراءت پر محمول ہے جس سے ان دونوں بزرگوں نے قراءت سنی۔ جو حمزہ سے نقل کر رہا تھا۔ روایات میں بڑی آفت یہ راوی ہی ہیں۔ [غاية النهاية: 0/ 268]

ابن مجاہد کا یہ قول روایت کیا گیا ہے کہ مجھے علی بن حسن نے بیان کیا، کہ محمد بن ہیثم کہتے ہیں: حمزہ کی قراءت کو برا کہنے والوں کے پاس دلیل یہ ہے کہ عبد اللہ بن ادریس نے اس قراءت میں طعن کیا تھا۔ لیکن اس طعن کا سبب یہ تھا کہ سلیم سے قراءت پڑھنے والے ایک آدمی نے ابن ادریس کی مجلس میں قراءت کی۔ ابن ادریس نے سنا کہ وہ ہمزہ اور مد وغیرہ میں افراط اور مکروہ تکلف کر رہا تھا، تب ابن ادریس نے اسے ناپسند کیا اور اس میں طعن کیا تھا۔

محمد [۱۰] کہتے ہیں: یہ طریق ہمارے نزدیک مکروہ اور مذموم ہے۔ اور حمزہ اس کو مکروہ جانتے تھے اور اس سے روکتے تھے۔ اور حمزہ کے اصحاب میں سے قراءت کے ماہرین بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

ان دونوں اماموں نے جو سنا، وہ دو باتوں پر دلالت کرتا ہے:

۱. اگر کسی غیر ثقہ اور غیر ضابط نے حمزہ کی قراءت نقل کی ہے تو یہ امر مخفی نہیں کہ وہ حمزہ کی قراءت میں موثر نہیں۔ اور ان دونوں اماموں نے کتاب عزیز کی نصیحت کرنے میں امت کی خیر خواہی کی۔

۲. بسا اوقات ایک ناقل ثقہ ہونے کے باوجود غلط بھی ہو سکتا ہے، اور ثقہ کی غلطی مروی عنہ اور اصل مروی میں نقص کا باعث نہیں بنتی۔ جیسے ایک حافظ حدیث نبی کریم ﷺ کے کلام میں لفظ کا اضافہ کر دے تو یہ زیادتی خبر کو باطل نہیں کرتا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے جملہ مرویات باطل قرار نہیں دی جاسکتیں۔

امام ابو الکرم شہر زوری کہتے ہیں: حمزہ کی قراءت منقول اور مروی ہے اور سلف نے اس کو ادا کیا ہے، حمزہ نے ایک حرف بھی کسی اثر کے بغیر قراءت نہیں کیا۔

ایک قوم نے حمزہ سے روایت کیا ہے، اور وہ ایک ایسی بات لائے ہیں جس کی قراءت جائز نہیں۔ جیسے مد مفرط، ہولناک چیخیں اور دل دہلا دینے والی آوازیں (کہ جو قراءت کے نام سے نکالی جاتی ہیں) ہم نے ان کو اپنے شیوخ سے نہیں پڑھا، بلکہ ہم نے حمزہ سے وہ مد پڑھی ہے جس کی مقدار تین الف کے برابر ہے۔ یہ حمزہ سے منقول مد ہے۔

ہمیں ابو محمد میر خینی خطیب نے بطور اذن کے بیان کیا، کہ ہمیں ابو حفص کتانی نے بیان کیا، ہمیں ابو بکر بن مجاہد نے بیان کیا: حمزہ بن حبیب ان باتوں سے بے حد دور ہیں جو لوگ ان کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ حمزہ تو افراط سے روکتے تھے، اور ایسا روی اختیار نہ کرنے کا حکم دیتے تھے۔

عباس بن محمد الدوری نے ہم سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن صالح عجلی نے ہمیں بتایا:

میرے بڑے بھائی نے حمزہ سے قراءت پڑھی، وہ مد کیا کرتے تھے۔ تو انھیں حمزہ نے کہا: ایسا نہ کرو، کیا تم نہیں جانتے کہ بال زیادہ گھنگریالے ہوں تو لچھے دار بن جاتے ہیں۔ سفیدی زیادہ ہو جائے تو برص بن جاتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی چیز قراءت سے زیادہ ہو تو وہ قراءت نہیں رہتی۔

---

[۱۰] یہ محمد بن عیسیٰ حنفی، امام حمزہ کے شاگرد ہیں۔

جان لیجئے! کہ جن لوگوں نے حمزہ سے مد مفرط، بھیانک آوازیں اور دلدوز چیخیں روایت کی ہیں، توان کے زمانے کے فقہاو محدثین جو پسندیدہ ائمہ تھے نے ان لوگوں پر انکار کیا ہے، حتی کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”میں حمزہ کی قراءت ناپسند کرتا ہوں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حمزہ کی قراءت کے نام پر جو لوگ بیان کرتے ہیں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ جبکہ حمزہ ان لوگوں کے اس بات اور اس انتساب سے بری ہیں جیسا کہ اس طائفہ کے سردار امام ابو بکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔“ [المصباح: 4؍0495]

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: علماء کی ایک جماعت نے حمزہ کی قراءت کو ناپسند کیا ہے کیونکہ اس میں سکت، مد میں افراط، اتباع رسم [11]، اضجاع (یعنی امالہ) اور دیگر متعدد باتیں ہیں۔ لیکن پھر آج حمزہ کی قراءت کے قبول پر اجماع قائم ہو گیا، اور بعض کے خود حمزہ قائل نہ تھے۔ [النبلاء: 9؍90]

ذہبی کہتے ہیں: اخیر میں اجماع منعقد ہو گیا تھا کہ قراءتِ حمزہ کو قبول کیا جائے اور اس پر کلام کرنے والے پر انکار کیا جائے، حالانکہ صدر اول میں بعض اسلاف نے قراءت حمزہ پر کلام بھی کیا ہے۔ [المیزان: 0؍615]

تیسرا اعتراض:

امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت کے بعض فرشی کلمات پر کئے گئے ہیں۔

متعدد اہل عربیت نے حمزہ کے منقول حروف پر اعتراض کیا ہے۔ ان قابل اعتراض حروف کا استقصاء اور شمار طویل ہے۔ لیکن ہم یہاں صرف ایک مثال کا تذکرہ کافی سمجھتے ہیں جو دیگر پر تنبیہ کرتی ہے۔

سورۂ نساء کی پہلی آیت: ﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ﴾ [النساء: 0]

”اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں سے بھی۔“

یہاں حمزہ نے الْاَرْحَامَ کو زیر کے ساتھ "الأرحامِ" پڑھا ہے۔

میں نے یہ آیت دو وجوہ سے منتخب کی ہے:

ایک، اس لیے کہ اس مقام پر امام حمزہ باقی قراء عشرہ سے سے متفرد ہیں۔

[النشر: 2؍247؛ غایة الاختصار: 2؍459]

دوسرا، اس لیے کہ اہل عربیت نے بطور خاص اس مقام پر بہت زیادہ کلام کیا ہے [12]۔

ابو اسحاق زجاج کہتے ہیں: ”الارحام“ میں زیر پڑھنا عربیت میں بھی غلط ہے۔ اور امرِ دین میں بھی ایک عظیم خطا ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”اپنے آباء واجداد کے نام کی قسمیں نہ کھاؤ۔“

[ابو داؤد (4/ 75) سنن النسائی: 8/ 028، مسند ابی یعلی: 0/ 484]

تو پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ آدمی اللہ کے نام کی بھی قسم کھائے اور رشتہ داروں کے نام کی بھی (جو غیر اللہ ہیں)۔ دوسرا رہا لغت کا معاملہ، تو اہل نحو کا اجماع ہے کہ کسی بھی اسم ظاہر کا ضمیر پر عطف ڈالنا برا ہے۔ سوائے ایک

---

[11] اتباع رسم سے مراد حالت وقف میں ہمزہ میں تبدیلی کرنا ہے۔

[12] تفصیل کے لیے دیکھیں: [الانصاف: ۲/ ۴۶۳، الحجۃ لابی علی الفارسی: ۳/ ۱۲۱، اعراب القرآن: ۱/ ۴۳۱۔ مشکل اعراب القرآن: ۱/ ۱۸۷، تفسیر الطبری: ۴/ ۱۵۲، تفسیر القرطبی: ۵/ ۲]

صورت کے کہ جب حرف جر کا بھی اعادہ ہو (جبکہ یہاں 'بہ' پر تو حرف جر ہے جو ضمیر ہے، اور اگر الارحام کو بھی اس پر عطف ڈال کر مجرور پڑھا جائے تو عمدہ یہ ہے کہ یہاں حرف جر کا اعادہ کیا جائے۔ جبکہ یہاں الارحام پر حرف جر کا اعادہ نہیں)۔ لہٰذا نحویوں کے نزدیک مررت به و زید کی مثال بری ہے سوائے اس صورت کے کہ یہاں حرف جر کا اعادہ کر کے 'مررت به وبزید پڑھا جائے۔[معانی القرآن للزجاج: 2/ 6]

تیسرے اعتراض کا جواب

فرشی کلمات کے باب میں کلام اللہ پر اعتراض کرنا انتہائی خطرناک ہے، حالانکہ انہیں آئمہ ادا کے ہاں تلقی بالقبول حاصل ہے۔ ما انزل اللہ کو رد کرنے کے لیے یہ بڑا وسیع میدان ہے، اس میں نیک نیت بھی داخل ہوتے ہیں، اور بد نیت بھی۔ بعض اہل عرب نے اہل بدعت اور باطل مذاہب کے لیے یہ دروازہ کھول دیا ہے، تاکہ وہ دفاع قرآن کے نام پر اس دروازے سے گزر جائیں، لہٰذا انہوں نے سنت سیئہ کی بناڈالی ۔

میں نے ان لوگوں کے نقد واعتراضات میں جب غور کیا تو دیکھا کہ بنیادی طور پر پانچ اعتراضات [۱۳] ہیں:

a جن حروف میں بعض قراء منفرد ہیں، ان کے ناقدین کا گمان ہے کہ ان کے یہ اختیار خود ساختہ ہیں۔

b معترضین کا یہ وہم کہ قرآن کا ہر حرف لامحالہ فصاحت کے اعلیٰ ترین درجہ پر ہوگا۔

c اس حرف کے ناقل سے غلطی یا وہم کا احتمال ہو سکتا ہے جیسا کہ بعض نے مکر السيِّئ میں حالت وصل میں سکون کرنے کے باب میں امام حمزہ کو خطاوار، اور "مصرخی" کے مجرور قرار دینے میں انہیں وہم کا شکار گردانا ہے۔[تفسیر قرطبی: ۳۵۹/۱۴]

d لغات عرب اور عربوں کے لہجات پر احاطہ نہ ہونا۔ چنانچہ جب ایک حرف مشہور کلام عرب کے خلاف وارد ہوتا ہے اور کوئی نحوی اس کی توجیہ سے واقف نہیں ہوتا تو وہ بے دریغ اس کو غلط اور غیر فصیح قرار دے دیتا ہے، اور بلا سوچے سمجھے اس کا انکار کر دیتا ہے۔

e آثار واسانید سے اور اخلاف قراء نے اسلاف سے جو نقل کیا ہے اس سے قلت معرفت۔

جب یہ بات واضح ہو گئی۔ تو (جان لو کہ) علماء بالخصوص قراء، مفسرین، اور ائمہ عربیت میں سے مقتداء علماء ان حروف کو ان کے مواقع تصانیف سے تلاش کرنے کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔

اس مقام پر ابو حیان کہتے ہیں: بصری علماء جو اس طرف گئے ہیں کہ جب ضمیر مجرور پر عطف ڈالا جائے تو حرف جر کا اعادہ لازم ہے، اور اس کی انھوں نے جو علت بیان کی ہے وہ غیر صحیح ہے، اس باب میں کوفیوں کا مذہب صحیح ہے۔ اور جس نے اس میں لحن پائے جانے کا دعویٰ کیا ہے یا اس نے حمزہ کو غلط کہا ہے، وہ جھوٹ کہتا ہے۔ اشعار عرب میں یہ بات کثرت کے ساتھ پائی جاتی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی صورت میں حرف جر کا اعادہ غیر ضروری ہے۔" اور ہم بصری نحویوں کے قول کے بھی پرستار نہیں اور نہ ان کے مخالفین کے پرستار ہیں۔ کتنے ہی ایسے حکم ہیں جو کلام عرب سے

---

[۱۳] تفصیل کے لیے دیکھیں: الانصاف للانباری: ۴۳۶/۲؛ الحجۃ لابی علی الفارسی: ۱۲۱/۳؛ الخصائص: ۷۳/۱؛ المنصف: ۳۱۱/۱؛ التصریح علی التوضیح۔ مع حاشیۃ العلیمی: ۵۷/۲، ۶۰؛ شرح الرضی للشافیۃ: ۴۵/۱، ۲۹۲/۳؛ اعراب القرآن: ۳۶۸/۱؛ شرح المفصل: ۸۳/۲، ۱۱۸/۹؛ الحجۃ: ۷۸، ۱۵۱، ۱۸۲، ۳۷۳ (یہ کتاب ابن خالویہ کی طرف منسوب ہے) اور تاویل مشکل القرآن، ص: ۵۸۔ ۶۴

کوفیوں کے نقل سے ثابت ہیں پر بصریوں سے ان کو نقل نہیں کیا، اور کتنے ہی حکم ہیں جو بصریوں کے نقل سے ثابت ہیں ،ان کو کوفیوں نے نقل نہیں کیا۔

اور اس کو وہی جان سکتا ہے جسے عربیت میں تبحر علمی حاصل ہو، نا کہ وہ اصحاب کنانیس (یعنی خانقاہوں والے) جو مختلف علوم کو شیوخ سے سیکھے بغیر محض کتابوں سے پڑھ کر ان میں لگے ہوئے ہیں۔[البحر المحیط: 8،053]

ابن جزری کہتے ہیں: اس قراءت سے انکار کی گنجائش کیونکر نکل سکتی ہے جو نبی کریم ﷺ سے متواتر، مستفیض ہو سوائے چند ادنی درجہ کے لوگوں کے جن کا کوئی اعتبار نہیں، (کیونکہ) انھیں آثار و قراءات کی کچھ معرفت نہیں ہے۔ اپنے قیاسات پر جمود کا شکار اور اس ظن میں مبتلا ہیں کہ انھوں نے عرب کی جملہ افصح و فصیح لغات کا احاطہ کر لیا ہے۔ ان کی حالت یہ ہے کہ اگر کسی ایسی قراءت متواترہ کے بارے میں پوچھا جائے جس کو وہ قیاس ظاہر سے نہ پہچانتا ہو تو وہ اس کا انکار کر دے گا۔ اور اس کے شاذ ہونے کا یقین کر لے گا۔ حتی کہ بعض لوگوں نے ارشاد باری تعالیٰ: ﴿مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا﴾ [یوسف: 00] میں اس بات کا یقین کیا ہے کہ اس میں پایا جانے والا ادغام جس پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تمام مسلمانوں کا اجماع ہے، وہ لحن ہے، اور یہ ادغام عربوں کے نزدیک ناجائز ہے، کیونکہ اس میں مذکورہ فعل لا تأمن مرفوع ہے، جس کے ساکن کرنے کی کوئی وجہ نہیں، جب تک اسے اگلے نون میں مدغم نہ کر دیا جائے۔

یہ لوگ اللہ سے بھی حیا نہیں کرتے کہ انہوں نے قیاس کو اصل اور قرآن کو فرع بنا ڈالا ہے۔ بلاشبہ لغت واعراب کے مقتداء ائمہ علماء ایسے قیاس سے بری ہیں۔

یہ لوگ ہر حرف کی توجیہ کرنے میں مبالغہ کرتے ہیں، اور اسے نہ ماننے والوں پر انکار کرتے ہیں، حتی کہ لغت و نحو کے امام ابو عبد اللہ محمد بن مالک اپنی منظومہ الکافیة الشافية کی الفصل بین المتضا یفَیْنِ میں کہتے ہیں:

وعمدتيى قراءة ابن عامر　　　فكم بها من عاضد و ناصر

”میرا اعتماد ابن عامر کی قراءت پر ہے کہ جس کے کتنے ہی مخالف بھی ہیں اور مددگار بھی۔“

امام ابو نصر شیرازی نے اپنی تفسیر میں ارشاد باری تعالیٰ والأرحام کے موقع پر زجاج کا کلام نقل کیا ہے جس میں انہوں نے کسرہ والی قراءت کو ضعیف قرار دیا ہے، پھر کہتے ہیں: ایسا کلام ائمہ دین کے نزدیک مردود ہے، کیونکہ ائمہ قراء نے جو قراءات پڑھی ہیں وہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں، لہٰذا جو ان قراءتوں کا رد کرے گا دراصل وہ نبی کریم ﷺ کا (معاذ اللہ) رد کرے گا، اور اس قراءت کو (معاذ اللہ) برا جانے گا جو نبی کریم ﷺ نے پڑھی تھی۔ اور یہ انتہائی پرہیز کا مقام ہے، یہاں ائمہ لغت و نحو کی تقلید نہیں کی جائے گی۔ شاید ان کی مراد یہ ہو کہ یہ فصیح اور صحیح ہے، چاہے اس کا غیر اس سے زیادہ فصیح ہو، کیونکہ ہم اس بات کا دعویٰ نہیں کرتے قراءات میں جو کچھ ہے وہ فصاحت کے سب سے اونچے درجات پر ہے۔

امام حافظ ابو عمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی 'جامع' میں ابو عمرو کی قراءت بارئکم اور یأمرکم مع الاسکان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ائمہ قراءت حروف قرآن میں لغت کے سب سے زیادہ شائع و مشہور قول پر اور عربیت کے سب عمدہ قول پر عمل نہیں کرتے، بلکہ اس باب میں وہ اس پر عمل کرتے ہیں جو اثر سے زیادہ ثابت اور نقل میں زیادہ صحیح ہو۔ لہٰذا جب کوئی روایت ان کے ہاں ثابت ہو جاتی ہے تو اسے لغوی قیاس اور لغت میں شائع ہونے سے اسے رد نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ قراءت سنت متبعہ ہے، جس کو قبول کرنا

اور اس کی طرف رجوع کرنا لازم ہے۔۔۔

اس کے بعد ابن جزری اس پر رد کرتے ہیں جو کہتا ہے کہ جن حروف میں بعض قراء منفرد ہیں وہ قلت رواۃ پر محمول ہیں، چنانچہ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

اللہ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں، بلکہ یہ سب اس شخص کی جہالت کی کثرت پر محمول ہے جو قراءات کی وجوہ کو جانتا ہے، نہ اسے ان شواہد صحیحہ کا علم ہے جن پر ان حروف کی تخریج ہے۔ کیونکہ یہ حروف ثابت بھی ہیں اور مستفاض (و متواتر) بھی ہیں، اور ان حروف کے رواۃ ائمہ ثقات ہیں۔ اور اگر یہ حروف ان رواۃ کے قلت ضبط پر محمول ہیں، تو اے کاش کہ مجھے اس بات کا علم ہو جاتا کہ کیا یہ دین اہلِ دین پر اس قدر بے قیمت ہو گیا کہ صدر اول میں جو شخص مرضی آئے اور اپنے قلت ضبط سے ان قراءات میں جو چاہے داخل کر دے جو ان میں سے ہو بھی نہیں۔ پھر اس سے سنا بھی جائے اور اس سے لیا بھی جائے۔ اور اس کے حرف کو نمازوں میں پڑھا بھی جانے لگے۔ ائمہ اس کے حرف کو اپنی کتابوں میں تحریر بھی کریں، اور اس کی قراءات بھی کریں، اور وہ پھیلے بھی۔ اور مسلسل ہمارے اس زمانے تک ایسا ہی ہوتا چلا آئے۔ اور ائمہ دین میں سے اس کی قراءت کو کوئی منع بھی نہ کرے۔ حالانکہ اس بات پر اجماع بھی منعقد ہو چکا ہے کہ جس نے بھی اپنی طرف سے قرآن میں ایک حرف یا حرکت کا اضافہ کیا یا کوئی کمی کی، اور پھر اس پر مصر بھی رہا تو وہ کافر ہے۔

ابو شامہ کہتے ہیں: اس شخص کا قول ہرگز قابل التفات نہیں جو یہ سمجھتا ہے کہ قراء کے کلام میں خلاف عربیت کوئی بات نہیں پائی جاتی، کیونکہ وہ نفی کرنے والا ہے، اور جو ان قراءات کی سند بیان کرتا ہے وہ اثبات کرنے والا ہے۔ اور اس بات پر اجماع ہے کہ اثبات نفی پر راجح ہوتا ہے۔

اور اگر اس گمان رکھنے والے کو کلام عرب سے دلیل دی جائے کہ انھوں نے اس کو اپنی نثر میں استعمال کیا ہے تو اپنے قول سے رجوع کر لیتا ہے، تو کیا وجہ ہے کہ جب قراءت سند کے ساتھ تابعین سے اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نقل کرتے ہیں، تو اس کا اعتبار کیوں نہیں کرتا؟ [منجد المقرئین : 64]

رہا ابو اسحاق زجاج کا اس بات کو دلیل بنانا کہ قراءتِ حفص پر اس آیت کا مفاد یہ ہو گا کہ غیر اللہ کے نام کی قسم اٹھانا جائز ہے۔ حالانکہ اس کی ممانعت آئی ہے، تو ابن الانباری اور فخر الدین رازی دونوں زجاج کے اس قول پر رد کرتے ہوئے کہتے ہیں اس بات کا (یعنی زجاج کی بات کا) یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ یہ ان کے اس فعل کی حکایت ہے جو وہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے، کیونکہ اہل جاہلیت کہا کرتے تھے:۔ ”میں تم سے اللہ اور رحم (رشتہ داری) کے واسطے سے سوال کرتا ہوں۔“ اور ان کے ماضی کے فعل کی حکایت اس نہی کے منافی نہیں جو انھیں مستقبل میں کی گئی۔

[تفسیر الرازی:۹/ ۱۶۴؛ زاد المسیر:۲/ ۳]

اور محققین کی ایک جماعت نے جن میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں، یہ جواب دیا ہے کہ: یہ تسبب کے باب سے ہے نا کہ قسم اٹھانے کے باب سے۔ [اقتضاء الصراط المستقیم : 420]

اس مسئلہ کی تحقیقِ مزید کے لیے دیکھیں: [روح المعانی: ۴/ ۱۸۵، اور عکبری کی املاء ما مَنَّ به الرحمن، ص:۱۶۵، اعراب القرآن: ۱/ ۴۳۲]

باقی رہا زجاج کا دعوائے اجماع، تو یہ کسی دانا آدمی پر مخفی نہیں ہے۔ زجاج کا رد کرنے کے لیے یہی کافی ہے کہ اسلاف قراء نے اس قراءت کو عربیت کی تدوین سے قبل پڑھا ہے۔ اور یہ امام جعفر صادق نے اس قراءت کو صحیح کہا ہے۔ اللہ ان پر رحم فرمائے اور ان سے راضی ہو۔

اگر یہ کہا جائے کہ اس منع کی تعلیل بیان کی گئی ہے، تو مازنی کہتے ہیں: چونکہ معطوف اور معطوف علیہ دونوں حکم میں شریک ہوتے ہیں، اس لیے دونوں ایک دوسرے کی جگہ بھی آسکتے ہیں لہٰذا جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَكَ کہنا جائز نہیں، ایسے ہی مَرَرْتُ بكَ وَ زَیْدٍ کہنا بھی جائز نہیں۔ [معانی القرآن: 2،6]

تو ابو حیان اس کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں: مازنی کی تعلیل خود محل اعتراض ہے وہ یوں کہ رأیتك و زیدا کہنا جائز ہے، لیکن رأیت زیدا وك کہنا جائز نہیں۔ تو اب قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ رأیتك وزیدا کہنا بھی ناجائز ہو، (جبکہ یہ جائز ہے)۔ [البحر المحیط: 8،053، حجة القراء ات : 091؛ شرح المفصل: 3،58]

نظم ونثر میں شواہد کی بنا پر عطف کے وقت ضمیر مجرور پر حرف جار کو دوبارہ نہ لانے کو محققین عرب نے درست قرار دیا ہے۔

چنانچہ ابن مالک بصریوں پر رد کرتے ہوئے اپنے 'الفیۃ' میں لکھتے ہیں:

وعود خافض لدى عطف على ضمير خفض لازما قد جعلا

"اور ضمیر مجرور پر عطف ڈالتے وقت حرف جار کے اعادہ کو لازم قرار دیا گیا۔"

وليس عندى لازما إذا قداتى في النشر و النظم الصحيح مثبتا

"جبکہ میری نزدیک صحیح وثابت یہ ہے کہ نظم یا نثر میں ایسی صورت پیش آئے تو حرف جر کا اعادہ لازم نہیں۔"

[التصریح علی التوضیح: ۲/۱۵۱؛ ضیاء السالک: ۳/۲۱۲]

ائمہ لغت میں سے بعض نے اس شخص کے رد پر کمر باندھ لی جنھوں نے اس قراءت کو ضعیف کیا۔ البتہ انھوں نے اس تردید میں ایک دوسری صورت اختیار کی ہے۔ اگرچہ ان کی توجیہ قابل غور ہے لیکن رد کرنے میں وہ بالکل درست ہیں۔

چنانچہ علامہ ابن یعیش کہتے ہیں:

"ابو العباس محمد بن یزید [14] نے اس قراءت کو رد کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ قراءت جائز نہیں ہے"۔ ابو العباس کا یہ قول ناپسندیدہ ہے کیونکہ اس قراءت کو ایک ثقہ امام نے روایت کیا ہے۔ اور ثقہ کی نقل کو رد کرنے کا کوئی جواز نہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ یہ قراءت قراء سبعہ کے علاوہ حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، قاسم، ابراہیم نخعی، اعمش، حسن بصری، قتادہ اور مجاہد سمیت قراء کی ایک جماعت نے پڑھی اور نقل کی ہے۔

جب روایت صحیح سند سے ثابت ہو تو اس کو رد کرنے کا کوئی جواز نہیں رہ جاتا۔

ضمیر مجرور پر عطف کے علاوہ بھی دو صورتیں ہیں:

پہلی وجہ: یہ واؤ قسمیہ، جاہلیت میں لوگ ذی رحم رشتوں کی قسم اٹھایا کرتے تھے۔ اور ان کی تعظیم کرتے تھے۔ اور قرآن زمانۂ جاہلیت میں استعمال کے مقتضیٰ کے مطابق اترا ہے۔ اس اعتبار سے اگلی آیت ﴿إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ جواب قسم ٹھہرے گا۔

دوسری وجہ: یہ مان لیا جائے کہ الأرحام سے پہلے با تھی، گویا یہ وبالأرحام تھا۔ پھر پہلی با کے ہونے کی بنا پر

[14] یہ نحو کے امام مبرد ہیں، دیکھیں مبرد کی کتاب الکامل: ۲/۵۴

دوسری با کو حذف کر دیا گیا۔ جیسا کہ اس طرح کے جملوں میں دوسری با کو حذف کر دیا جاتا ہے، جیسا کہ:

بمن تمر أمر کہ یہ **اصل میں** بمن تمر أمر به تھا، اور علی من تنزل أنزل یہ **اصل میں** علی من تنزل أنزل علیه تھا، تو دوسرے 'علی' کو پہلے 'علی' کی وجہ سے حذف کر دیا گیا۔ کیونکہ نصب کی جگہ میں بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ اور کلام عرب میں حرف جر کا حذف کثرت کے ساتھ آتا ہے۔[تفصیل کے لیے دیکھیں: شرح المفصل: ۷۸/۳]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جو نحوی گمان رکھتا ہے کہ ضمیر مجرور پر حرف جر کے اعادہ کے بغیر عطف جائز نہیں، تو اس نے یہ قول اس لیے کہا ہے، کہ اس نے عربوں کے غالب کلام میں ایسے مواقع پر حرف جار کا اعادہ ہی دیکھا ہے۔ وگرنہ کلام عرب کے نظم و نثر میں اس نے حرف جار کے اعادہ کے بغیر بھی عطف سن رکھا ہوتا ہے، جیسا کہ سیبویہ نے یہ مثال بیان کی ہے:" ما فيها غيره و فرسه" اور یہاں اس کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ شعر میں بھی اس کی مثل کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ [اقتضاء الصراط المستقیم: ۴۰۸]

اور رہی جر والی قراءت کا معنی تو وہ یہ ہے: فاتقوا الله الذى تساءلون به و بالأرحام (یعنی اس اللہ سے ڈرو جس کے نام کو تم حاجت بر آری کا ذریعہ بناتے ہو، اور ان رشتوں سے بھی جو رحم والے ہیں۔) کیونکہ جاہلیت میں عرب رحم (قرابتداری) کی بے حد تعظیم کرنے کے سبب اس کی قسم بھی اٹھایا کرتے تھے۔ اور یہ ان کی خبر دینا ہے۔

[تفسیر ابن کثیر: 2؍079؛ البحر المحیط: 8؍057؛ ابراز المعانی: 0؍400]

جیسا کہ ایک جماعت کا یہی قول ہے۔ یہاں غیر اللہ کے حلف کا جواز بیان کرنا مقصود نہیں ہے۔ کیونکہ غیر اللہ کی قسم کی ممانعت نصوص میں معروف و مستفیض ہیں۔ واللہ اعلم۔

علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ بمصرخی پر بعض اہل عربیت کا اعتراض نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:" مبرد سے منقول ہے کہ 'الارحام' میں جر والی قراءت ناجائز ہے۔"

علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ

"درست بات یہ ہے کہ حمزہ امام ہے، جس کی جلالت و مرتبت پر اجماع ہے اور اس کی روایت کی صحت معقود ہے۔ مبرد نے یہ کہہ کر کہ "اگر یہ بات حمزہ سے صحیح ثابت ہے" امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ پر عیب جوئی کی ہے۔ کیونکہ حمزہ کی قراءت صحابہ و تابعین کی ایک جماعت سے منقول ہے، جن میں حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم، حسن، مجاہد، قتادہ، ابراہیم نخعی اور اعمش رحمۃ اللہ علیہم کے نام آتے ہیں۔ اور قراءت سنت متبوعہ ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے توقیفاً لیا جاتا ہے۔ لہٰذا کسی کے لیے قراءت کی صرف وہی صورت جائز ہے جو اس نے مشائخ سے سنی ہو، یہاں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں، اور حمزہ کی قراءت متواتر ہے۔ اور یہ کلام عرب کے موافق بھی ہے۔ اور عربوں کے اشعار و نوادر میں اس کی مثال بہت زیادہ ملتی ہے۔ اسی بنا پر اس مسئلہ میں ابن مالک نے حمزہ کی قراءت کو معتمد علیہ مانا ہے۔ اور کوفیوں کے قول کے موافق ضمیر مجرور پر بغیر حرف جر کے اعادہ کے عطف کے جواز کو اختیار کیا ہے۔

[البحر المحیط الزرکشی: 0؍470؛ البرهان للزرکشی: 0؍822]

چوتھا اعتراض:

قراءت حمزہ وغیرہ میں بعض حروف غیر متواتر بھی ہیں۔

اس بات پر بعض ائمہ نے انکار کیا ہے جیسا کہ گزرا۔ اور یہی بات ابن نجار نے "شرح الکوکب" میں کہی ہے:

"...... بعض قراء ہمزہ میں تسہیل کرتے ہیں اور بعض اس کو الف سے بدل دیتے ہیں، تو ہمزہ کی یہ کیفیت متواتر نہیں ہے۔ اسی بنا پر

امام احمد رحمۃ اللہ اور سلف کی ایک جماعت نے قراءت حمزہ کو پسند نہیں کیا، کیونکہ اس میں طول مد، امالہ اور ادغام ہے۔ جب امت کسی کام کے کرنے پر اجماع کرلے تو اس کا فعل مکروہ نہیں ہوتا۔ کیا کوئی عاقل آدمی یہ تصور کرسکتا ہے کہ جس صفت کو نبی کریم ﷺ نے ادا کیا ہو اور وہ تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچی ہو، کیا کوئی مسلمان اس کو مکروہ جانے گا؟ اسی سے ہمیں معلوم ہوا کہ یہ صفات متواتر نہیں ہیں۔" [شرح الكوكب المنير: 212]

میں کہتا ہوں: اصول اور فرش میں یہ تفریق ابن نجار سے پہلے بھی ذکر کی گئی ہے جیسا کہ ابن حاجب وغیرہ کے کلام میں آجائے گی۔ لیکن میں نے ابن نجار کا کلام اس لیے ذکر کیا ہے کیونکہ وہ دوسروں سے زیادہ مفصل ہے۔

جواب: رہا علامہ ابن نجار کا ذکر کردہ اعتراض، تو اسے پڑھ کر رونا آتا ہے۔ یہ متأخر عالم ہیں، ان سے پہلے ہی اجماع قائم ہوچکا تھا۔ قاصی اور دانی نے اس اجماع کا ذکر کیا ہے۔ ابن نجار اگر محققین قراء کی طرف مراجعت کرتے تو ان پر درست صورت عیاں ہوجاتی۔

ابن نجار کے قول کے پانچ جوابات ہیں:

پہلا جواب: ان یہ دعویٰ کہ ہمزہ کی تغییر آحاد (یعنی متواتر نہیں) ہے، ان کا یہ قول نیا ہے، اسلاف میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا، اور ائمہ قراء میں سے نہ ان سے پہلے کسی نے یہ بات کہی ہے، نہ ان کے بعد۔ درست بات یہ ہے کہ ہمزہ کی تغییر پر اجماع ہے۔ کوئی شخص ائمہ قراءات میں سے کسی ایک سے بھی تغییر ہمزہ کے غیر متواتر ہونے کے حوالے سے ایک لفظ ثابت نہیں کرسکتا۔ جس نے بھی اس کے خلاف کہا ہے، وہ نہ قراءات کو جانتا ہے اور نہ ہی وہ یہ جانتا ہے کہ قراءات ہم تک کیسے منقول ہوکر پہنچی ہیں۔

دوسرا جواب: یہ ہے کہ اگر ہمزہ میں تغییر وسطِ کلمہ میں کی گئی ہے تو یہ اکثر قراء کا مذہب ہے، جیسے نافع، ابن کثیر، ابو جعفر اور ابو عمرو وغیرہ۔ تو پھر یہ موقف آحاد کیسے ہوسکتا ہے؟۔ اور اگر یہ تغییر آخرِ کلمہ میں واقع ہوئی ہے تو اس میں بھی اسلاف کی ایک جماعت نے حمزہ کی موافقت کی ہے۔ اور ائمہ اسلاف کی قراءت متواتر و مستفیض ہے، جیسا کہ پہلے گزرا ہے۔ تب بھی یہ احاد کیسے ٹھہری؟

تیسرا جواب: قراءات کی بعض وجوہ میں تواتر اور بعض میں آحاد کا دعویٰ ایسا دعویٰ جو صرف بعض معتزلہ اور بعض متاخرین جیسے ابن حاجب وغیرہ سے سنا گیا ہے، جو ساتویں صدی ہجری کے لوگ تھے۔ اور یہ بعض متاخرین کے اس دعویٰ جیسا ہے کہ قراءات سبعہ سے اوپر کی قراءتیں شاذ ہیں [15]۔ یہ دعویٰ دنیا کے عجائب میں سے ہے۔ اور اس سے اس بات کی تاکید ہوتی ہے کہ اصول اور عربیت کے بعض علماء کو اس بات کا وہم ہوا ہے کہ ساری یا بعض قراءتیں آحاد کے طریق سے آئی ہیں۔

میں نے ایک دوسرے مقام [16] پر اس قول کا فاسد ہونا واضح کیا ہے، اگرچہ بعض متاخرین و معاصرین علماء نے اس قول کی تائید کی ہے۔

---

[15] علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجموع الفتاویٰ: ۱۲/ ۵۶۹ میں ان لوگوں پر رد کیا ہے۔ اور ابن حاجب کے کلام کے لیے دیکھیں: مختصر المنتهى: ۲/ ۲۱، اور دوسروں کے کلام کی بابت دیکھیے علامہ زرکشی کی البحر المحیط: ۲/ ۲۱۲

[16] تفصیل کے لیے دیکھیں میری کتاب: المدخل الی علوم القرآن عند اہل السنۃ والجماعۃ

اسلاف سے منقول جملہ آثار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ انھوں نے آحاد کی قراءات قبول نہیں کی، وگرنہ اسلاف "والذکروالانثی" والی قراءت کو بھی قبول کر لیتے جو صحیح بخاری وغیرہ میں آئی ہے۔ اسی لیے محمد بن صالح کہتے ہیں: میں نے ایک آدمی کو سنا جو ابو عمرو بن العلاء سے یہ کہہ رہا تھا:

تم لا يعذب عذابه أحد ولا يوثق وثاقه أحد کو کیسے پڑھتے ہو؟ ، وہ بولے میں لا یُعَذِّبُ کو ذال کے کسر کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ وہ آدمی بولا: بھلا تم ایسا کیسے پڑھ سکتے، جبکہ نبی کریم ﷺ سے لا یُعَذَّبُ ذال کے فتح کے ساتھ منقول ہے!۔ اس پر ابو عمرو بولے: اگر میں کسی آدمی کو سنوں جو یہ کہتا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے تو میں اس بات کو اس سے نہیں لیتا۔ اور تم جانتے ہو کہ وہ کیوں؟ کیونکہ میں واحد شاذ کو متہم گردانتا ہوں، جب اس کا قول عامۃ الناس سے مروی کے خلاف ہو۔

ابو عمرو کے علاوہ دیگر اسلاف کا بھی یہی قول ہے۔ ذرا دیکھیے تو سہی کہ اسلاف ائمہ قراء آحاد کا قول کیسے رد کر دیتے تھے، حالانکہ وہ صحابی بھی ہوتا تھا، اور خاص قراءات میں اس کی نقل کو شمار نہیں کرتے، کیونکہ اسلاف کے نزدیک قراءات کی قرآنیت صرف تواتر سے ہی ثابت ہوتی ہے، بخلاف سنت کے کہ اہل سنت اس کو قبول بھی کرتے ہیں اور عمل میں بھی لے آتے ہیں، چاہے وہ آحاد سے ہی مروی ہو۔ جیسا کہ آثار وروایات کا تتبع و تحقیق کرنے والا ہر شخص جانتا ہے، نا کہ وہ جو آثار سے جاہل ہو، اور اصول میں بھی مختصرات پر اعتماد کرتا ہو۔

چوتھا جواب: ابن نجار کا استنباط امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے انکار سے ہے، کہ بعض وجوہ قراءات صحیح نہیں ہیں۔ یہ عجیب استنباط ہے، کیونکہ اگر قراءت کی کوئی صورت فی نفسہ خطا اور منکر ہے، جیسا کہ گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے، تو اس کو حمزہ نے قراءت نہیں کیا، اور نہ ائمہ ادا میں سے کسی نے قراءت کیا ہے، جیسا کہ گزرا۔

اور اگر وہ قراءت آج تک بلاد مسلمین میں پڑھی جاتی ہے تو اس پر انکار کرنے والا خطا کا مرتکب ٹھہرے گا۔ جیسا کہ اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ علمائے قراءت اور کتاب اللہ کے ماہرین کا کہنا ہے کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ائمہ نے قراءت کی جس صورت پر انکار کیا ہے، وہ حمزہ کی قراءت ہی نہیں، بلکہ وہ ناپختہ اور ناقص محققین کی اپنی قراءت اور اس میں ان کا غلو ہے۔

پانچواں جواب: ائمہ میں سے کسی ایک کے انکار سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ نقل فی نفسہ غیر متواتر ہے، چہ جائیکہ اس کی صحت کا انکار بھی لازم آئے۔ بلاشبہ متعدد ائمہ نے متعدد ایسی باتوں کا انکار بھی کیا ہے جو ان کے نزدیک ثابت نہیں یا ان کے نزدیک ان میں تواتر ثابت نہیں۔ لیکن مسلمانوں کا آج تک اس پر عمل چلا آ رہا ہے۔

تنبیہ: امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے [تاویل مشکل القرآن :۵۸۔۶۴] میں طویل کلام نقل کیا ہے، اور اس میں کسی ایک کی طرف سے بھی حمزہ پر طعن نقل نہیں کیا، اور عکبری نے حمزہ کے رد میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔

میں نے یہاں عکبری کے سب دلائل کا جواب دے دیا ہے مزید تطویل کی ضرورت نہیں۔ اللہ ہمیں اور اسے معاف کرے۔

خلاصہ بحث

a ادائے قراءت میں حمزہ امام ہیں، صدق، ورع، تقویٰ اور اتقان میں ان پر انتہاء ہے۔ آپ نے ساٹھ برس تک کتاب اللہ کی خدمت کی، اور اس دوران جن لوگوں کو بھی آپ نے قرآن کے زیور سے آراستہ فرمایا، ان سے رائی برابر بھی نفع نہ اٹھایا، اور تو اور کسی سے کبھی ایک گھونٹ پانی بھی نہ مانگا۔

b آپ حدیث میں بھی ثقہ ہیں۔

c آپ کی قراءت حضرات تابعین و تبع تابعین کی ایک جماعت سے ہے، اور ان کی نبی کریم ﷺ تک اسانید کے ساتھ ثابت ہے۔ امت کا آپ کی قراءت کی صحت پر اجماع ہے۔ پس جس نے حمزہ کی قراءت میں سے کسی بات کا رد کیا تو دراصل اس نے (معاذ اللہ) نبی کریم ﷺ کا رد کیا۔

d وہ اعتراضات جن میں حمزہ کی قراءت پر نقد کیا گیا ہے، میں نے ان سب اعتراضات کے تفصیلی جوابات دے دیئے ہیں۔ چنانچہ

بعض معترفین نے حمزہ پر انکار کیا تو ہمارے متعدد ائمہ نے ایسے شخص پر انکار کیا۔

بعض اعتراضات کا منشا حمزہ کی قراءت سے عدم علم تھا۔

بعض کا اعتراض اس بنا پر تھا کہ اس کے نزدیک حمزہ کی قراءت اس طرح ثابت نہیں کہ جس سے حجت قائم ہوتی ہو۔

بلاشبہ یہ معترض معذور ہے، کیونکہ حمزہ مجتہدین میں سے ہیں۔ اور نزاع کے موقع پر کسی کے بھی نزدیک عدم علم حجت نہیں۔

باقی رہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، تو انھوں نے اپنے قول سے رجوع فرمالیا تھا۔ مزید ان کے اس قول سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے: ”تم اہل قرآن ہو، اور قرآن کو تم لوگ زیادہ جانتے ہو۔“

بلاشبہ یہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا ورع اور تقویٰ ہے اور اس میں کوئی تعجب نہیں، کیونکہ وہ اہل سنت کے امام ہیں۔

e بعض علماء عربیت کا ان حروف پر اعتراض جن کو امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔ ہم نے مفصل بیان کر دیا ہے کہ اس اعتراض کی کوئی وجہ نہیں۔ اور یہ کہ جو حمزہ نے نقل کیا ہے وہ معترضین کے نقل کردہ اعتراض سے بدرجہا قوی ہے۔

f قراءت سنت متبوعہ ہے، جس کو ہر پچھلا، پہلے سے حاصل کرتا آیا ہے۔ لہٰذا اس باب میں عربیت کے کسی شائع و ذرائع قول کو، یا لغت کے کسی زیادہ اچھے قول کو نہ لیا جائے گا۔ بلکہ ”اصل“ قراءت ہے اور قواعد اصطلاحیہ اس کے ”تابع“ ہیں، کیونکہ قراءت اللہ کا کلام ہے۔

g درست بات یہ ہے کہ کسی قول کو کسی شخص کی طرف منسوب کرتے وقت اس کی خوب چھان بین اور تحقیق کر لی جائے، بالخصوص ائمہ مقتدا کی طرف کسی بات کو منسوب کرتے وقت بے حد حزم و احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

h جب ائمہ متبوعین سے کسی خطا کا سرزد ہو جانا ثابت ہو جائے تو اس بات میں ان کی متابعت، پیروی اور تقلید جائز نہ ہوگی۔ کیونکہ غلط بات میں کسی کی بھی اقتداء جائز نہیں۔

i کسی فنی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے، تو رفع اختلاف کے لیے اسی فن کے ماہرین کی طرف رجوع کیا جائے۔

j علماء پر ہر زمانہ میں اور ہر خطہ میں اعتراضات ہوتے چلے آئے ہیں اور جب تک لوگوں میں جہالت باقی رہے گی یہ اعتراضات ہوتے رہیں گے۔ اس لیے حاملین علم پر لازم ہے کہ رسالت کے جس علم سے وہ آراستہ ہیں اس کے واجب و مقتضیٰ کو قائم کرتے رہیں، اور لوگوں کو اس کے قریب لاتے رہیں اور پھر اس راہ میں پیش آنے والے مصائب وشدائے پر صبر کریں، کیونکہ

﴿إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ﴾ ”نیک انجام تو تقویٰ والوں کا ہی ہوتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کا دوست، والی اور مددگار ہے، وہ ان کا نگہبان ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور قرآن کریم

امام ابن رشیق کہتے ہیں:

”مجھ سے استادِ گرامی ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ کہا کہ میں بسا اوقات ایک آیت کیلیے سو کے قریب تفاسیر کا مطالعہ کرتا ہوں، پھر اللہ سے صحیح فہم کا سوال کرتا ہوں اور کہتا ہوں: اے آدم و ابراہیم (علیہما السلام) کو سکھانے والے، مجھے بھی سکھلا دے!“ .

[الجامع لسيرة شيخ الإسلام ابن تيمية : 283]

ایک اور شاگرد ابن الوردی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

”میں نے ایک رمضان ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے تراویح پڑھی، آپ کی تلاوت میں ایسا خشوع اور نماز میں ایسی اثر پذیری تھی کہ دل لے ڈوبتی تھی...“ [تاریخ ابن الوردی : ۲۷۲/۲]

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ہمارے استاد ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ نوح کی تفسیر میں سال سے زیادہ عرصہ لگا دیا۔ آپ ایسا سمندر تھے جسے کوئی چیز گدلا نہیں کرتی تھی۔“ [تاریخ الاسلام:۲۲۶/۳۰]

اس سب کے باوجود ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ آخری عمر میں فرمایا کرتے تھے:

”میں شرمسار ہوں کہ میں نے اپنے وقت کا بیشتر حصہ قرآن مجید پر تدبر کی بجائے دیگر علوم پر صرف کر دیا!!“

[العقود الدرية من مناقب شيخ الإسلام ابن تيمية : 47]

مولانا ابو انس قیصر الطیبی
ترجمہ: سید حسنات الحسن[1]

امام علی الکسائی رحمۃ اللہ علیہ ، جرح وتعدیل کی میزان میں

نام: علی بن حمزہ بن عبد اللہ الاسدی الکوفی۔
کنیت: ابو الحسن
لقب: الکسائی

آپ کے کسائی نام کی وجہ تسمیہ کی بابت سب سے صحیح اور مشہور بات وہی ہے جو انہیں سے بیان کی گئی ہے جب ان سے اس کی وجہ تسمیہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا:

"اس لیے کہ میں نے کساء (چادر) میں احرام باندھا تھا۔" [تاریخ بغداد: ۱۳/ ۳۴۵]

علمی زندگی

امام کسائی (علی بن حمزہ الکسائی الکوفی) رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال کی عمر تک بکریاں چراتے رہے۔ ایک روز جا رہے تھے کہ دیکھا کہ ایک ماں اپنے بچہ کو حفظ قرآن کی کلاس میں جانے کا کہہ دے رہی ہے، لیکن لڑکا جانے پر تیار نہیں۔ اس عورت نے اپنے لڑکے کو ترغیب دیتے ہوئے کہا:

"پیارے بیٹے! قرآن کی کلاس میں جا کر بیٹھو؛ تاکہ تم اہل علم بن جاؤ، اور بڑے ہو تو اس چرواہے کی طرح نہ بنو۔"

امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ عورت کی یہ بات سن کر چونک گئے، اور دل میں کہا: جہالت میں میری مثال دی جاتی ہے؟ اسی وقت گئے، بکریاں فروخت کر دیں، اور علم حاصل کرنے نکل پڑے۔

آپ ابتداء میں کوفہ میں رہے، وہاں اپنے دور کے کوفہ کے قراء سے بالمشافہہ قرآن کریم حفظ کیا۔ ان قراء میں سب سے زیادہ مشہور حمزہ زیات ہیں، جیسا کہ امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: أحد أئمة القراء من أهل الكوفة، استوطن بغداد، وكان يعلم بها الرشيد، ثم الأمين من بعده، وكان قد قرأ على حمزة الزيات، فأقرا ببغداد زمانا بقراءة حمزة، ثم اختار لنفسه قراءة فأقرأ بها الناس، وقرأ عليه بها خلق كثير ببغداد وبالرقة وغيرهما من البلاد، وحفظت عنه - [تاريخ بغداد(13/ 345):6243]

"(امام کسائی) کوفہ کے ائمہ قراء میں سے ایک ہیں، بغداد میں رہائش اختیار کی، وہاں رشید اور اس کے بعد امین کو تعلیم دیتے رہے، حمزہ زیات پر قراءت کی، ایک دور تک بغداد میں حمزہ کی قراءت کے ساتھ پڑھاتے رہے پھر انہوں نے اپنے لیے ایک قراءت پسند کی، پھر اسی کے ساتھ لوگوں کو پڑھاتے رہے۔"

[1] فاضل جامعہ محمدیہ، گوجرانوالہ

ان پر بغداد، رقہ اور دیگر شہروں میں بہت زیادہ لوگوں نے قراءت کی اور میں نے (بھی) ان سے حفظ کیا۔

خلف بن ہشام نے کہا:

قرأ الكسائي على حمزة القرآن أربع مرات. [معرفة القراء الكبار:74]

" امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ نے امام حمزہ زیات رحمۃ اللہ علیہ پر چار مرتبہ (قرآن کی) قراءت کی۔"

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

وقرأ القرآن وجوده على حمزة الزيات وعيسى بن عمر الهمداني ونقل أبو عمرو الداني وغيره أن الكسائي قرأ على محمد بن عبدالرحمن بن أبي ليلى ايضا. [معرفة القراء الكبار:73]

" آپ نے حمزہ زیات اور عیسی بن عمر الھمدانی پر قرآن پڑھا اور اسے پختہ کیا۔ ابو عمرو الدانی وغیرہ نے نقل کیا کہ کسائی نے محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی پر بھی قراءت کی ہے۔"

ابو المحاسن یوسف بن تغری نے کہا:

وقرأ القرآن على حمزة الزيات أربع مرات، واختار لنفسه قراءة صارت إحدى القراءات السبع.

[النجوم الزاهرة:2/ 130]

آپ نے حمزہ زیات پر چار مرتبہ قرآن پڑھا۔ آپ نے اپنے لیے ایک قراءت پسند کی ،جو سات (مشہور) قراءتوں میں سے ایک قرار پائی۔"

جن مصادر میں آپ کے حالات زندگی وارد ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے حفظ قرآن کے ساتھ کوئی اور علم وفقہ نہیں تھی، یہاں تک کہ علم نحو بڑھاپے میں سیکھا اور نحو سیکھنے کا سبب یہ بنا کہ آپ ایک قوم کے پاس اس حالت میں آئے کہ تھکے ہوئے تھے آپ نے قد عییت کہا۔ اس پر انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے پاس بیٹھ کر غلطی کر رہے ہیں۔ آپ نے کہا: میں نے کیسے غلطی کی؟

انہوں نے کہا: اگر آپ کا ارادہ انقطاع حیلہ تھا، تو آپ عییت کہیں، اگر تھکاوٹ مراد ہے تو آپ کو اعییت کہنا چاہئے۔

یہ آپ لیے ایک نیا کلمہ تھا، آپ جلدی سے اٹھے اور نحو سکھانے والے کے بارے پوچھا۔ لوگوں نے 'معاذ الھراء' کی طرف راہنمائی کی۔ آپ اس کے ساتھ وابستہ ہوگئے، اس کے پاس جو علم تھا، اسے حاصل کر لیا۔ پھر بصرہ کی طرف نکل کھڑے ہوے اور خلیل سے ملے اور اس کی علمی مجلس میں بیٹھنے لگے۔ [تاریخ بغداد:۱۳/ ۳۴۵ وغیرہ]

لغت کو اس کے مصادر سے تلاش کرنے میں انتھک محنت

امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ خلیل کی علمی مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی نے کہا:

"آپ اسد اور تمیم کو چھوڑ کر بصرہ آگئے ہیں حالانکہ انہیں کے پاس فصاحت ہے۔"

آپ نے خلیل سے پوچھا:" آپ نے یہ علم کہاں سے سیکھا؟۔"

خلیل نے کہا:"حجاز، نجد اور تہامہ کے دیہاتوں سے۔"

امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے نکلے اور دیہات کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔ وہاں کے لوگوں سے ان کی زبان پوچھتے ،اور جو وہ بیان کرتے اسے لکھتے جاتے۔ عرب سے ان کی لغت مدون اور یاد کرنے کے بعد بصرہ میں خلیل کی مجلس کی

طرف لوٹے ، مگر دیکھا کہ خلیل وفات پاچکے ہیں ان کی جگہ یونس بن حبیب بیٹھ چکے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان کئی مسائل بارے گفتگو ہوئی اور کئی مناظرے ہوئے، جن سے کسائی کا علم ظاہر ہوا۔ یونس نے آپ کے علمی مقام و مرتبہ کو تسلیم کیا اور اپنی جگہ آپ کو صدر مجلس بنادیا۔[تاریخ بغداد:۱۳/۳۴۵]

کچھ وقت کے بعد کسائی بغداد کی طرف منتقل ہوگئے، عباسی خلفاء سے ملے، اور خلفاء کے بیٹوں کو ادب سکھانے والے اساتذہ کی جماعت کا حصہ بن گے۔ اس عمل کے علاوہ آپ بغداد میں عام لوگوں کو قرآن کریم سکھاتے، نحو اور لغت کی تعلیم دیتے رہے۔ اس چیز نے امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ کیلیے نئی ترقی کے دروازے کھول دیئے۔

امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ حقیقی ورثاء یعنی اولاد کی نعمت سے محروم رہے، لیکن ان کے بہت زیادہ تلامذہ اور بلند پایہ کتب ہی اہل علم و فضل اور قراء کے ہاں معرفت اور شہرت کا باعث بنیں۔ امام ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

ولم يكن له زوجة ولا جارية . [وفيات الأعيان:3/ 295]

" آپ کی کوئی بھی بیوی اور لونڈی نہیں تھی۔"

میرے خیال کے مطابق ابن خلکان کی توضیح درست ہے۔

امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ کا قرآن پڑھانا

امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ مؤدب اور معلم معروف ہیں، لیکن آپ کی آفاق عالم میں جو شہرت ہوئی، وہ قرآن کریم پڑھانے کی وجہ سے حاصل ہوئی۔ آپ مشہور سات قراء میں سے ایک ہیں۔ بغداد، رقہ وغیرھما میں آپ پر بہت زیادہ لوگوں نے قراءت کی مصادر سے پتہ چلتا ہے کہ کسائی جب بغداد منتقل ہوئے تو ایک وقت تک حمزہ کی قراءت کے ساتھ پڑھاتے رہے، پھر انہوں نے اپنے لیے ایک قراءت پسند کرلی۔ بالآخر آپ کو کوفہ میں پڑھانے کی سربراہی مل گئی۔ امام ابو بکر ابن الانباری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اجتمعت للكسائى أمور لم تجتمع لغيره، فكان واحد الناس في القرآن، يكثرون عليه حتى لا يضبط الأخذ عليهم، فيجمعهم ويجلس على كرسي، ويتلو القرآن من أوله إلى آخره، وهم يستمعون حتى كان بعضهم ينقط المصاحف على قراءته، وآخرون يتبعون مقاطعه ومباديه، فيرسمونها في ألواحهم وكتبهم. [تاريخ بغداد:13، 345]

" امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ میں چند ایسے امور جمع ہوئے جو دوسروں میں نہیں تھے۔ آپ لوگوں میں واحد ہیں جن سے قرآن سیکھنے والے اتنے زیادہ ہیں کہ ان کے نام ضبط تحریر میں نہیں لائے جاسکتے۔ آپ کا طریقہ تعلیم یہ تھا کہ آپ انہیں جمع کرتے اور خود کرسی پر بیٹھ جاتے۔ ان کے سامنے شروع سے آخر تک قرآن کی تلاوت کرتے۔ لوگ سنتے ہوجاتے، بعض لوگ تو آپ کی قراءت کے مطابق اعراب (اور نقطے وغیرہ) لگاتے، اور بعض انتہاء و ابتداء میں آپ کی پیروی کرتے، اور انہیں اپنے رجسٹروں اور کتب پر رسم کرتے جاتے۔"

امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ

امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور کے قراءات، علوم القرآن، لغت اور نحو کے اکابر اہل علم سے تربیت پائی، اور ان سے فائدہ حاصل کیا۔ یہی چیز آپ کی علمی زندگی بنانے میں یادگار ثابت ہوئی۔ آپ نے جن اساتذہ سے علم حاصل کیا، ان کا

احاطہ کرنا تو مشکل ہے، البتہ ان میں سے چند اہم اور مشہور شخصیات کا ذکر کرنے پر ہم اکتفاء کرتے ہیں:

امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ نے جعفر صادق، سلیمان بن مہران الاعمش، زائدہ بن قدامہ، سلیمان بن ارقم، ابو الحسن سعید بن مسعدہ اخفش، خلیل بن احمد سے سماع کیا۔ اور حمزہ الزیات، عیسی بن عمر الھمدانی اور محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی پر قراءات کی اور قرآن کو پختہ کیا۔

امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ

عالم کے علم وفکر کو آنے والی نسلوں میں پھیلانے کے اعتبار سے ہی اس کے تلامذہ کی اہمیت سامنے آتی ہے۔ قابل دید سرگرمی اور اپنے مشائخ کے علوم کو نشر کرنے میں تلامذہ کی نتیجہ خیز محنت کی وجہ سے کتنے ہی علماء نمایاں ہوئے ہیں اور ان کا ذکر روشن ہوا۔ لیث بن سعد جیسے بے مثال عالم کا علم اور مذہب، مدون اور نشر کرنے والے تلامذہ کی کمی کی وجہ سے مٹ گیا۔ اس اعتبار سے ہم کسائی پر رشک کرتے ہیں، آپ کے تلامذہ اس قدر زیادہ ہیں کہ ضبط تحریر میں نہیں آسکتے۔

امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کی تعداد شمار سے باہر ہے، البتہ دو شاگرد ائمہ قراءات میں شمار ہوتے ہیں: ابو الحارث اللیث بن خالد البغدادی (متوفی ۲۴۰ھ) اور ابو عمرو حفص بن عمر الدوری (متوفی ۲۴۶ھ)۔ ان کے علاوہ معروف شاگرد یہ ہیں:

احمد بن حسن ، مقریء الشام ،اسحاق بن ابراهيم، اسحاق البغوى، خلف بن ہشام ابو محمد الاسدى، البغدادى، سريج بن يونس، صالح بن عاصم الناقط، على بن حازم ابوالحسن الاحمر اللحيانى، على بن المبارك ابو الحسن الاحمر المروزى، الفضل بن ابراهيم بن عبدالله ابو العباس النحوى، الكوفى، الامام ابو عبيد القاسم بن سلام البغدادى ،نصير بن يوسف، يحيى بن آدم، يحيى بن زياد الخوارزمى رحمهم الله -

غاية النهاية میں امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کی تعداد چالیس سے زیادہ ذکر کی گئی ہے۔

امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کے درخشاں پہلو

"امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ عالم کبیر ہونے کے ساتھ لطیفہ سنج اور خوش طبعی والے تھے۔ خلیفہ مامون کے ہاں آپ کا بلند مرتبہ تھا، لیکن آپ پر بادشاہ کے وقار اور ہیبت میں سے کوئی چیز بھی اثر انداز نہیں ہوئی۔ ابو عمرو دوری سے پوچھا گیا: جن چیزوں میں کسائی خوش طبعی کرتے تھے آپ نے انہیں کیسا پایا؟ کہنے لگے: آپ کی زبان پر سچائی کے علاوہ کچھ نہیں پایا۔"

[معرفة القراء الكبار: ص 74؛ جمال القراء للسخاوى: ص574 ؛ غاية النهاية:1ر 539]

کسائی فتوی دینے میں ورع سے کام لینے والے تھے، آپ کے فتوی میں پختگی، درستگی اور شدید احتیاط ہوتی تھی۔

امام فراء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں ایک دن کسائی سے ملا، میں نے دیکھا کہ روہانسا منہ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا: آپ کو کس چیز نے رلایا؟، میری طرف توجہ کرتے ہوئے کہنے لگے: یہ بادشاہ یحییٰ بن خالد (ہارون الرشید کا وزیر اعظم) میرے پاس آیا، اور ایک مسئلہ کے متعلق پوچھا ہے۔ اگر میں جواب دینے میں تاخیر کروں تو میرے ساتھ عیب لاحق کر دے گا اور اگر جلدی کروں تو لغزش سے محفوظ نہیں رہ سکوں گا۔ میں نے (کسائی کا) امتحان لیتے ہوئے آپ سے کہا: اے ابو الحسن! آپ پر کون اعتراض کرے گا؟، آپ جو چاہتے ہیں کہیں، آپ کسائی ہیں۔

تو انہوں نے اپنی زبان کو پکڑا اور کہا: اگر میں بلا علم کچھ کہوں تو اللہ اس (زبان) کو کاٹ دے۔

[تاریخ بغداد:13/ 345،نزهة الألباء فی طبقات الأدباء:63]

بادشاہ کی قرابت کسائی کے ورع پر اثر انداز نہیں ہوئی۔ ابو عمر دوری نے کہا ہے:

"بادشاہ کے ساتھ رہنے کیوجہ سے لباس کے علاوہ کسی چیز میں تبدیلی نہیں ہوئی۔ کوفہ کے بعض علماء نے دیکھا کہ آپ نے بڑے گریبان والا لباس پہنا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا: اے ابو الحسن! یہ کیا ہیئت ہے؟۔ فرمانے لگے:

" یہ بادشاہ کا ادب ہے، کوئی دنیاوی نقصان بھی نہیں، یہ بدعت میں داخل نہیں ہوتا اور سنت سے خارج بھی نہیں۔"

[تاریخ بغداد:۱۳/ ۳۴۵]

امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ ہارون الرشید کے بیٹے مامون الرشید اور امین کے معلم تھے۔ سلمہ کہتے ہیں:

" خلیفہ مہدی کے پاس ایک استاذ تھا، جو ان کے بیٹے ہارون الرشید کو تعلیم دیتا تھا۔ ایک دن خلیفہ مہدی نے اسے بلایا، جبکہ وہ مسواک کر رہا تھا۔ مہدی نے اس سے کہا کہ تو آپ کسی کو مسواک کرنے کا حکم دیں، تو کن الفاظ کے ساتھ حکم دیں گے۔ اس نے کہا:

اِسْتَكْ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ!.

" مسواک کریں، اے امیر المومنین!۔"

تو مہدی نے اناللہ۔۔۔ پڑھا۔ پھر حکم دیا کہ۔۔!

" (میرے بیٹے کے لیے) اس سے زیادہ فہم و فراست والا استاذ تلاش کرو۔"

انہوں نے کہا: کوفہ میں ایک آدمی ہے، جو قریب ہی کی بستی سے آیا ہے، اسے علی بن حمزہ کسائی کہتے ہیں۔ تو خلیفہ نے ان کی طرف لکھا کہ جلدی بغداد پہنچیں، تو وہ جلدی سے آئے اور بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے۔ تو بادشاہ نے کہا: اے علی بن حمزہ! انھوں نے کہا:

"لبيك يا أمير المؤمنين!" تو بادشاہ نے کہا: آپ مسواک کرنے کا حکم کیسے یعنی کن الفاظ میں دیں گے؟

انھوں نے کہا (میں کہوں گا):

سك يا أمير المؤمنين!. " اے امیر المؤمنین! مسواک کیجئے۔"

بادشاہ نے کہا: بہت اچھا، آپ نے بالکل درست کہا، اور انھیں دس ہزار درھم دینے کا حکم دیا۔"[2]

[نزهة الألباء فی طبقات الأدباء: 61]

ابن دورقی کہتے ہیں:

" خلیفہ ہارون الرشید کے پاس کسائی اور یزیدی (دونوں) جمع ہوئے۔ جہری نماز کا وقت ہوا تو لوگوں نے کسائی کو آگے کر

[2] دراصل پہلے والے استاذ نے جو لفظ (اِسْتَكْ) بولا تھا، وہ 'استاک' سے تھا۔ اس کا معنی بھی 'مسواک کر' ہے، بلکہ اس معنی میں یہی لفظ مشہور ہے، لیکن یہ (اِسْتَ + كْ) ' سے بھی بن سکتا ہے، جس کا معنی ہے" تیری پیٹھ۔" دوسرے لفظوں میں یہ ذو معنی لفظ بن جاتا ہے ، اور ذو معنی الفاظ استعمال کرنا خلاف ادب ہے۔ اس کے برعکس امام کسائی نے جو لفظ بولا ہے، اس کا بھی وہی معنی ہے، پہلے کی نسبت کم استعمال ہوتا ہے، لیکن ذو معنی نہیں ہے۔ اس لیے بادشاہ نے پہلے لفظ کو ناپسند اور دوسرے کو پسند کیا۔ بادشاہ نے استاذ کے فہم اور عقل مندی کا امتحان لیا۔ (ع۔ر۔ع)

دیا۔ آپ نے نماز پڑھائی، تو سورۃ الکافرون کی قراءت میں دہل گئے۔ (سلام پھیراتو) یزیدی نے کہا کوفہ کا قاری ہے اور سورۃ الکافرون کی قراءت میں ہی الجھ گیا (یعنی آپ دہل گئے ہیں)۔
اگلی جہری نماز کا وقت ہوا تو یزیدی کو آگے کیا، انہوں نے نماز پڑھائی اور سورۃ فاتحہ میں ہی دہل گئے۔ جب سلام پھیرا تو کہا: اپنی زبان کی حفاظت کر (ایسا کچھ) نہ کہہ، ورنہ مبتلا ہو جائے گا۔ یقیناً آزمائش بولنے کے سپرد کر دی گئی ہے۔"

[نزهة الألباء في طبقات الأدباء: 61،62]

ابن الانباری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:
امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ اور محمد بن الحسن سن ۱۸۲ ھجری میں اکٹھے فوت ہوئے۔ اور احمد بن کامل قاضی کہتے ہیں: امام کسائی سن ۱۸۹ ہجری میں فوت ہوئے، اور وہ ادب وفضل میں بلند مقام رکھتے تھے۔ خلیفہ الرشید نے دونوں کو "رنبویہ" میں اکٹھے دفن کیا، اور کہنے لگا: اليوم دفنت الفقه و اللغة. [نزهة الألباء في طبقات الأدباء: 63،64]
"آج میں نے فقہ اور لغت (کے ماہرین) کو دفن کیا ہے۔"

اہل علم کی طرف سے آپ کی مدح وثناء

اہل علم نے امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے جو کچھ فرمایا ہے، وہ بھی آپ کے بلند علمی مقام ومرتبہ کی گواہی اور شہادت ہیں۔ امام النحو فراء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھ سے ایک آدمی نے کہا: آپ کا کسائی کے ساتھ کیا اختلاف ہے؟ آپ بھی تو اس جیسے نحو میں (ماہر) ہیں۔ یہ بات سن کر میرے اندر خود پسندی آگئی۔ میں ان کے پاس آیا، اور برابر بیٹھ کر مناظرہ کرنے لگا۔ تو میں نے محسوس کیا کہ میں (آپ کے سامنے) گویا کوئی پرندہ ہوں، جو اپنی چونچ کے ساتھ سمندر سے پانی پی رہا ہو۔ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

من أراد أن يتبحر في النحو، فهو عيال على الكسائي.
"جو شخص نحو میں متبحر بننے کا ارادہ رکھتا ہے وہ کسائی کا محتاج ہے۔" [تاریخ بغداد: ۱۳/ ۳۴۵]

اسحاق الموصلی نے فن نحو میں آپ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:
ما رأيت أعلم بالنحو –قط– منه، ولا أحسن تفسيرا، ولا أحذق بالمسائل.
[معجم الأدباء: 4/ 1746]
"میں نے آپ سے زیادہ نحو کو جاننے والا کبھی نہیں دیکھا اور نہ اچھی تفسیر کرنے والا اور نہ ہی مسائل میں زیادہ مہارت رکھنے والا۔"

امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے دین اور اخلاق میں پاکیزگی کی گواہی ان الفاظ میں دی ہے:
كان عظيم القدر في دينه وفضله. [تاريخ بغداد: 13/ 345]
"آپ دین اور فضل میں عظیم القدر ہیں۔"

ابو الطیب لغوی نے "کتاب مراتب النحویین" میں امام ابو حاتم کا بیان نقل کیا ہے:
لم يكن لجميع الكوفيين عالم بالقرآن ولا كلام العرب، ولولا أن الكسائي دنا من الخلفاء فرفعوا ذكره لم يكن شيئا، وعلمه مختلط بلا حجج ولا علل إلا حكايات الأعراب مطروحة، لأنه كان يلقنهم ما يريد، وهو على ذلك أعلم الكوفيين بالعربية والقرآن، وهو قدوتهم وإليه يرجعون.

[معجم الأدباء: 4/ 1747، 1746]

" تمام کوفیوں کے لیے (کسائی سے بڑھ کر) قرآن اور کلام عرب کو جاننے والا کوئی نہیں تھا۔ اگر کسائی خلفاء کے قریب نہ ہوتے اور وہ آپ کا ذکر بلند نہ کرتے تو وہ کچھ نہی تھا۔ آپ کا علم بغیر حجتوں اور علل کے مختلط ہے الا کہ اعراب کی حکایات مطروح ہیں کیونکہ آپ جو چاہتے تھے انہیں سکھا دیتے تھے آپ اس بنیاد پر عربی اور قرآن کو کوفیوں میں سے سب سے زیادہ جاننے والے تھے آپ ان کے لیے قدوہ (نمونہ) ہیں، اور اس کی طرف وہ لوٹائے جائیں گے۔"

علماء ومحدثین کے ہاں آپ کا علمی مرتبہ اور توثیق

امام ابو منصور محمد بن احمد ازھری ھروی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب [تہذیب اللغۃ: ۱/ ۱۱] میں امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر دوسرے طبقہ میں کیا ہے۔ اور کہا کہ دوسرے طبقہ میں ان لوگوں کا تذکرہ ہے، جو ان لوگوں کے بعد آئے، جن کا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے۔ انہوں نے پہلے والوں سے بالخصوص اور عرب سے بالعموم اخذ کیا، انھوں نے روایت میں سچائی اور شاندار معرفت کو پہچانا۔ انہوں نے شعر اور تاریخ عرب کو یاد کیا۔ اور اہل کوفہ میں اس طبقہ سے تعلق رکھنے والے ابو الحسن علی بن حمزہ کسائی رحمۃ اللہ علیہ، اور اس سے اخذ کرنے والے زکریا یحییٰ بن زیاد الفراء نے نحو، قراءات، غریب الفاظ کی معرفت اور معانی کا علم اخذ کیا۔ [تھذب اللغۃ: ۱/ ۱۱]

اس توضیح سے معلوم ہوا کہ آپ چار علوم کے ماہر تھے:

۱۔ علم النحو ۲۔ علم القراءات ۳۔ علم الغریب ۴۔ علم العربیۃ

اور [تھذیب اللغۃ: ۱/ ۱۵] میں ہے:

ابو الفضل المنذری کہتے ہیں کہ مجھے ابو جعفر غسانی نے ابو عمر مقریؒ سے بیان کیا:

کسائی نے ابتدائی دور میں ہی حمزہ زیات پر قرآن کی قراءت کر لی تھی، آپ اس سے اختلاف بھی کر لیتے تھے، اعراب وعلل کے شوقین تھے۔ کوفہ کے بیرونی حصے میں قبائل کی طرف نکلے اور لغات و نوادرات کا سماع کیا، ان کی وضع قطع اپنا کر ان کے ساتھ ایک ماہ قیام کیا، پھر کوفہ لوٹے اور حمزہ کے پاس حاضر ہوئے، آپ پر دو چادریں تھیں، ایک کے ساتھ ازار باندھ لیا اور دوسری کو بطور رداء اوڑھ لیا۔ پھر اس کے سامنے گھٹنے کے ساتھ گھٹنا ملا کر سورت یوسف پڑھنا شروع کی، جب "الذئب" لفظ پر پہنچے تو ہمزہ نہ پڑھا۔ امام حمزہ نے 'ہمزہ' بولا تو کسائی نے کہا: " ہمزہ پڑھیں یا نہ پڑھیں (دونوں طرح درست ہے)" تو وہ خاموش ہو گئے۔ جب قراءت سے فارغ ہوئے تو آپ سے حمزہ نے کہا: میں تیری قراءت کو اس نوجوان کی قراءت کے مشابہ سمجھتا ہوں جو ہمارے پاس آیا ہے، اسے علی بن حمزہ کہتے ہیں۔

کسائی نے کہا وہ (نوجوان) میں ہوں۔

اس نے کہا: تو کہاں تھا؟ تو نے میرے بعد (قراءت میں) تبدیلی کر لی ہے۔

(امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ نے) کہا: میں دیہات میں گیا، تو میرے نفس میں کئی (کھٹکا پیدا کرنیوالی) چیزیں تھیں۔ میں نے عرب سے ان کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے میرے غم کو دور کر دیا۔ جب میں واپس آیا تو مجھے اچھا نہ لگا کہ آپ کو سلام کئے بغیر مسجد سے گزر جاؤں۔ ابو عمر نے کہا:

" پھر خلیفہ مہدی کے دور میں آپ بغداد آئے، مہدی نے اپنے گھر کے لیے قاری طلب کیا، جو رمضان میں وہاں

تراویح پڑھائے۔ اس کے سامنے کسائی کا ذکر ہوا، (تو انہیں مقرر کر دیا گیا، اور) کسائی نے وہاں نماز (تراویح) پڑھائی۔ پھر امیر المؤمنین کے بیٹے کے لئے انہیں مقرر کر دیا گیا، اور آپ کو دس ہزار درہم، کپڑے، گندم، گھر اور غیر عربی گھوڑا دینے کا حکم صادر فرمایا۔"

ابو جعفر نے کہا:

" امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ بنو اسد کے مولی تھے، جب رشید خراسان جانے لگے تو آپ کو بھی ساتھ لے لیا، رشید آپ کو زمیل سفر رکھتے تھے۔ جب ری مقام پر پہنچے تو آپ وفات پا گئے۔" [تھذیب اللغۃ: ۱/۱۵]

مزید لکھا ہے:

كان الإمام الكسائي إمام الناس فی عصره فی علم القراءة. [تهذيب اللغة: 1/ 16]

"امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ علم قراءت میں اپنے دور کے لوگوں کے امام تھے۔"

امام ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

" علی بن حمزہ نے امام حمزہ پر قراءت کی اور قراءات کی صورتوں کو دیکھا۔ عربی آپ کا عمل اور مشغلہ تھا۔ آپ نے حمزہ اور اس کے علاوہ کی قراءتوں کے درمیان ایک قراءت کو پسند کیا، جو ائمہ متقدمین میں سے کسی کی قراءت سے خارج نہیں تھی۔ آپ علم قراءت میں اپنے دور کے لوگوں کے امام تھے۔ لوگ آپ کی قراءت کو دوسروں پر ترجیح دیتے تھے۔" [جامع البيان فی القراءات السبعة لعثمان بن سعيد الدانی :(383) ص:217 سنده صحيح واللفظ له، السبعة فی القراءات لأبی بکر بن مجاهد :ص:78]

آپ بہت زیادہ فنون، صدق وعدالت میں اعلی مقام رکھتے ہیں۔ یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"ما رأيت بعيني هاتين أصدق لهجة من الكسائي."

[جامع البيان فی القراءات السبعة لعثمان بن سعيد الدانی:(387) ص: 219 - سنده صحيح]

"میں نے ان دونوں آنکھوں کے ساتھ کسائی سے سچی گفتگو والا کسی کو نہیں دیکھا۔"

امام اللغہ فراء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

وحدثني الكسائي وكان والله صدوقا.

[جامع البيان في القراءات السبعة:(391):220 - سنده صحيح]

"ہمیں امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، اور اللہ کی قسم وہ صدوق تھے۔"

اسحاق بن ابراہیم کہتے ہیں:

سمعت الكسائي وهو يقرأ على الناس القرآن مرتين وقال خلف كنت أحضر بين يدي الكسائي وهو يقرأ على الناس وينقطون مصاحفهم بقراءته عليهم.[السبعة فی القراءات:ص: 78 واللفظ له جامع البيان فی القراءات السبعة:(385)ص:218 - سنده صحيح]

" میں نے دو مرتبہ کسائی کو سنا آپ لوگوں کو قرآن پڑھاتے اور خلف نے کہا: میں کسائی کے سامنے حاضر ہوتا تھا آپ لوگوں پر قراءت کرتے اور لوگ (ان کی قراءت کے مطابق) اپنے مصاحف پر نقطے لگاتے تھے۔"

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب [جمال القراء: ۵۷۴] میں ہے

ثم إن الإمامة أفضت بعد حمزة إلى أبي الحسن علي بن حمزة الكسائي، فختم به قراء الأمصار، وأشرق به عصره واستنار، وأبى عليه الأئمة، واختاروه قدوة الأمة

" حمزہ کے بعد امامت ابوالحسن علي بن حمزة الكسائي کی طرف چلی گئی۔ آپ شہروں کے قاریوں کے لئے خاتم ہوئے۔ آپ کے ساتھ وہ دور چمکدار اور روشن ہو گیا۔ آپ پر ائمہ نے سر کو خم کیا اور آپ کو امت کا قدوہ (پیشوا، نمونہ) پسند کیا۔"

اور فراء نے کہا:

لم یر مثل الكسائي، ولا یری مثله أبدا، كنا نظن أنا إذا سألناه عن التفسير لا يجيب عنه ذاك الجواب الثاقب، فسألناه عنه فأقبل يرمينا بالشهبان، وكان الرشيد معجبا به، واختاره لنفسه، ولولده - ولا يختار الخليفة لنفسه إلا الأفضل. وكان الرشيد يقول: ما رأيت أفضل منه، ولا أورع، ولا أبصر بالقرآن والعربية. [جمال القراء للسخاوی :575،574]

" کسائی جیسا نہ دیکھا گیا ہے، نہ دیکھا جائے گا۔ ہم گمان کرتے تھے کہ جب ہم آپ سے تفسیر کے بارے سوال کریں گے تو آپ پختہ جواب نہیں دیں گے، ہم نے آپ سے اس بارے سوال کیا تو آپ نے ہم پر روشن تارے (دلائل) پھینکنے شروع کر دیے۔ خلیفہ ہارون الرشید آپ کو پسند کرتا تھا۔ اس نے آپ کو اپنے لیے اور اپنے بچوں کے لئے اختیار کر لیا تھا، حالانکہ خلیفہ اپنے لیے افضل کے علاوہ کسی کو پسند نہیں کرتا۔ ہارون الرشید کہا کرتا تھا: میں نے آپ سے بڑھ کر فضیلت والا، تقوی والا، عربی اور قرآن میں بصیرت رکھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔"

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

" آپ پر عربی، نحو، قرآن، حدیث اور فقہ کے ائمہ نے قراءت کی جن میں سے

أبو يوسف نصير بن يوسف النحوي، أبو عمر حفص بن عمر بن عبد العزيز الدوري، إبراهيم بن زاذان الخراسانی، سورة بن المبارك الدينوري، أبو الحارث الليث بن خالد المروزي، عصام بن الأشعث، اور آپ کو ابن أبي الأشعث بھی کہا جاتا ہے، أبو يزيد الخزاز الكوفي،أبو جعفرأحمد بن منصور النحوي ، أبو مسلمعبد الرحمن، وحميد بن الربيع الخزاز، محمد بن واصل النحوي ،أبو ذهل أحمد بن أبي ذهل، صالح بن عاصم الناقط ،أيوب بن المتوكل البصري، أحمد بن جبير الأنطاكی، أبو عبيد القاسم بن سلام بن مسكين الخراسانی، قتيبة بن مهران، أبو عيسى خلاد بن خالد المقرئ، أبو زكريا يحيى بن زياد الفراء، محمد بن عبد الله بن الرومي، أبو جعفر محمد بن سعدان النحويين، يحيى بن آدم العجلی، هشام بن معاوية النحويين، محمد بن سفيان الخزاز. أبو موسى هارون بن يزيد البغدادي. عبد الله بن بشير بن أحمد بن ذكوان، خلف بن هشام. عون بن الحكم، محمد بن جعفر، عبد الله بن موسى أبو عبد الرحمن، محمد بن عبد الله بن يزيد البجلي، أبو محمد هاشم بن عبد العزيز البربري، إسحاق بن إبراهيم بن أبي إسرائيل الخراسانی، أبو حيوة شريح بن يزيد الحضري، أبو موسى عيسى بن سليمان الشيزري، أبو محمد الطيب بن إسماعيل الذهلي آپ کا لقب ابوالحمدون ہے، أبو هشام محمد بن يزيد الرفاعي، زكريا بن وردان. حمدويه بن ميمون، عمر بن بكير، نوح بن أنس، عمر بن نعيم بن ميسرة الرازي، حمدون بن الحارث الخزاز، محمد بن المغيرة الأسدي، الفضل بن إبراهيم النحوي اور هارون بن يزيد الفارسي،

ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔ تمام کا شمار کیا گیا تو کل اڑتالیس (۴۸) ہیں، وہ وہ سب کے سب ائمہ اور پیشوا ہیں۔"

زینب جون 2019ء

[جمال القراء::۵۷۶،۵۷۵]

علامہ ابن الاعرابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

إلا أنه كان ضابطا قارئا عالما بالعربية صدوقا. [معجم الأدباء :4/ 1740]

"آپ ضابط، قاری، عربی کے عالم اور صدوق تھے۔"

یاقوت حموی نے کہا:

أحد الأئمة فى القراءة، والنحو، واللغة وأحد السبعة القراء المشهورين --- وروى الحديث وصنف الكتب. [معجم الأدباء :4/ 1738]

" آپ لغت، نحو اور قراءت کے ائمہ میں سے ایک ہیں۔ آپ سات مشہور قراء میں سے ہیں۔ آپ نے حدیث کی روایت کی اور کئی کتب تصنیف فرمائیں۔"

فضل بن محمد شعرانی (فن رجال کے ماہر ہیں) نے کہا:

كان للناس رؤسا، كان سفيان الثوري رأسا فى الحديث، وأبوحنيفة رأسا فى القياس، والكسائى رأسا فى القرآن. [الأنساب للسمعانى:1/ 308،309]

"لوگوں کے کئی سربراہ ہیں سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حدیث میں، ابو حنیفہ قیاس میں اور امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ قرآن کے بارے میں سربراہ ہیں۔"

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو مستقیم الحدیث قرار دیا ہے۔ [الثقات لابن حبان:۸/ ۴۵۸(۱۴۴۱۴)]

حافظ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

"امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ اہل کوفہ کے ائمہ قراء میں سے ایک ہیں۔" [المنتظم لابن الجوزي:۹/ ۱۶۸(۱۰۳۲)]

امام أبو محمد الدینوری رحمۃ اللہ علیہ (م:۲۷۶ھ) فرماتے ہیں:

الكسائي علي بن حمزة (189 هـ) - استقدمه الخلفاء العباسيون إلى بغداد ليعلم أبناءهم. وقدمه البرامكة ورفعوا شأنه. وقد ألف الكسائي كتبا عدة في: النحو، والقراءات، والنوادر. لم يصلنا منها إلا رسالة له في لحن العامة. [المعارف للدينوری: ص:41]

"عباسی خلفاء نے علی بن حمزہ کسائی کو اپنے بچوں کو تعلیم دلانے کی خاطر بغداد بلالیا۔ آپ برامکہ (ہارون الرشید کے وزراء) کے پاس آئے۔ انہوں نے آپ کو بہت عزت دی۔ کسائی نے نحو، قراءات اور نوادر کے بارے کئی کتب تصنیف کیں۔ ہم تک آپ کا ایک ہی رسالہ پہنچا ہے جو عامیوں کے لہجے، (لغت، زبان) کے حوالے سے ہے۔"

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن مہران اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں :

وكان عالما بالقرآن ووجوه القراءات والعربية واختلاف اللغات، رحمة الله عليه.

[المبسوت فى القراءات العشر :72]

" آپ اختلافِ لغات، عربی، وجوہِ قراءات اور قرآن کے عالم تھے۔ اللہ آپ پر رحمت فرمائے۔"

امام ابو جعفر المعروف ابن باذش نے کہا:

وكان صادق اللهجة، متسع العلم بالقرآن والعربية واللغة، وهو مادة نحويي الكوفة وعمدتهم. [الإقناع فى القراءات السبع :44]

آپ صاف گو، قرآن، عربی اور لغت کا وسیع علم رکھنے والے تھے۔ آپ کوفی نحویوں کے مدد گار اور معاون تھے۔"

اور[إبراز المعاني من حرز الأماني :7] میں ہے:

إمام نحاة الكوفة عنه أخذ القراء وغيرهم، وانتهت إليه الرياسة في القراءة بعد حمزة، وبلغ عند هارون الرشيد منزلة عظيمة: وكان الناس يأخذون عنه ألفاظه بقراءته عليهم، وينقطون مصاحفهم بقراءته-

وقال إسماعيل بن جعفر المدني، وهو من كبار أصحاب نافع: ما رأيت أقرأ لكتاب الله من الكسائي.

" آپ کوفی نحویوں کے امام تھے، آپ سے قراء نے اخذ کیا، حمزہ کے بعد قراءت میں سربراہی آپ پر مکمل ہوئی، آپ ہارون الرشید کے ہاں بلند مرتبے پر تھے، لوگ آپ سے قراءت آپ کے الفاظ کے سات اخذ کرتے تھے اور اپنے مصاحف پر آپ کی قراءت کے مطابق نقطے لگاتے تھے۔

اور اسماعیل بن جعفر المدنی نے کہا ہے: آپ کبار اصحاب نافع میں سے ہیں، میں نے کسائی سے بڑھ کر کتاب اللہ کا قاری نہیں دیکھا۔"

ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

وكان إمام الناس في القراءة في زمانه وأعلمهم بالقراءة. [النشر فی القراءات العشر:1/ 172]

" آپ اپنے دور کے لوگوں میں قراءت کے امام اور ان سب سے بڑھ کر قراءت کو جاننے والے تھے۔"

ابن السلار الشافعی نے کہا:

كان عالما بالعربية والقرآن والآثار. [طبقات القراء السبعة:ص:89]

" آپ عربی، قرآن اور آثار کے عالم تھے۔"

اور [شرح طیبۃ النشر لابن الجزری:۱۲] میں ہے:

كان إمام الناس في القراءة في زمانه وأعلمهم بالقراءات وبالنحو ولغة العرب، رحل إليه الخلق وكثر عليه الآخذون حتى كان يجمعهم في مجلس واحد ويجلس على كرسي ويتلو القرآن من أوله إلى آخره وهم يسمعون ويضبطون عنه حتى المقاطع والمبادئ؛ وكان ذا كرم وحشمة وجاه عريض، أدب الخليفتين الأمين والمأمون، مات سنة مائة وتسع وثمانين وبه تم القراء السبعة.

" آپ اپنے دور کے لوگوں میں قراءت کے امام تھے۔ ان میں سے سب سے زیادہ عربی لغت، نحو اور قراءات کو جاننے والے تھے۔ آپ کی طرف بہت زیادہ لوگوں نے سفر کیا، آپ سے لینے والے بہت زیادہ ہوگئے حتیٰ کہ آپ انہیں ایک ہی مجلس میں جمع کرتے اور آپ کرسی پر بیٹھ جاتے، شروع سے آخر تک قرآن کی تلاوت کرتے۔ لوگ سنتے ہوتے اور ضبط کرتے، حتیٰ کہ انتہاء وابتداء ((کی پیروی کرتے)) آپ بڑے جاہ وجلال، وقار اور فضیلت والے تھے۔ امین اور مامون دونوں خلیفوں کو ادب سکھایا۔ سن ۱۸۹ھ کو فوت ہوئے۔ آپ کے ساتھ ہی سات قراء مکمل ہوئے۔"

اور[تاريخ علماء النحويين للتنوخی:۱۹۳،۱۹۲،۱۹۱]میں ہے:

أحد القراءالسبعة أخذ علم النحو عن الرؤاسی-

قال أبو زيد:قدم الكسائی البصرة، يأخذ عن أبی عمرو وعيسى و يونس علما كثيرا صحيح. فقال الرشيد دفنا العلم في الری وله تصنيف فی القرآن وغيره وكان يرى الإمالة)

آپ سات قاریوں میں سے ایک ہیں۔ رؤاسی سے علم النحو حاصل کیا۔
ابو زید نے کہا: کسائی بصرہ آئے ابو عمرو، عیسی اور یونس سے بہت زیادہ اخذ کیا۔
رشید نے کہا: ہم نے ری میں علم کو دفن کیا آپ کی قرآن وغیرہ میں تصنیف ہے آپ امالت کی رائے رکھتے ہیں۔"
آبو البرکات کمال الدین الأنباری (م: ۵۷۷ھ) نے کہا:

أخذ عن أبي جعفر الرؤاسي، ومعاذ الهراء، وكان أحد أئمة القراء السبعة؛ وكان قد قرأ على حمزة الزيات وأقرأ بقراءته ببغدادقراءة، ثم اختار لنفسه قراءة فأقرأ بها الناس. وكان قد سمع من سليمان بن أرقم وأبي بكر بن عياش، وسفيان بن عيينة، وأخذ عنه أبو زكرياء يحيى بن زياد الفراء وأبو عبيدة القاسم بن سلام وجماعة. [اللباب فی تهذيب الأنساب:3/ 96]

"آپ نے ابو جعفر الرؤاسی، اور معاذ الہراء سے اخذ کیا ہے۔ آپ سات قاریوں میں سے ایک ہیں۔ آپ نے حمزہ زیات پر قراءت کی، بغداد میں اس کی قراءت کو برقرار رکھا۔ پھر اپنی لیے ایک قراءت پسند کی، اس کے ساتھ لوگوں کو پڑھایا، سلیمان بن ارقم، ابو بکر بن عیاش اور سفیان بن عیینہ سے سنا تھا۔ آپ سے ابو زکریا یحییٰ بن زیاد الفراء اور ابو عبیدۃ القاسم بن سلام اور ایک جماعت نے اخذ کیا۔"

ابن خلکان نے کہا:

أحد القراء السبعة كان إماما فی النحو واللغة والقراءات. [وفيات الأعيان:3/ 295]
" آپ (مشہور) سات قراء میں سے ایک تھے نحو، لغت اور قراءات میں امام تھے۔"

امام آبو محمد الیافعی رحمہ اللہ نے کہا:

كان إماما فی النحو واللغة والقراءات. [مرأة الجنان:1/ 324]
" آپ نحو، لغت اور قراءات میں امام ہیں۔"

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے کہا: " امام ابو الحسن علی بن حمزۃ الکسائی اسدی رحمہ اللہ (جو بنو اسد کے) مولی ہیں، کوفی، مقرئ، نحوی اور احد الاعلام ہیں۔ ۱۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ جعفر الصادق، الاعمش، زائدۃ، سلیمان بن ارقم سمیت ایک جماعت سے سماع کیا ہے۔ آپ نے حمزۃ الزیات اور عیسیٰ بن عمر الہمدانی پر قرآن کی قراءت اور اس کی پختگی کی۔ ابو عمرو الدانی رحمہ اللہ وغیرہ کہتے ہیں: بلاشبہ کسائی نے محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلی پر بھی قراءت کی ہے۔ آپ نے ایک قراءت کا انتخاب کیا ہے۔ بصرہ کی طرف سفر کیا اور خلیل بن احمد سے عربی سیکھی۔

محمد بن عیسیٰ الاصبہانی رحمہ اللہ نے کہا: ہم سے محمد بن سفیان نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ کسائی نے فرمایا:
" میں نے اہل کوفہ میں ابان بن تغلب، ابن ابی لیلیٰ، حجاج بن ارطارۃ، عیسیٰ بن عمر الہمدانی اور حمزۃ کو علم وفضل میں ممتاز پایا۔"

آپ نے ابو بکر بن عیاش وغیرہ سے بھی حروف حاصل کیے۔ آپ بستیوں کی طرف نکل گئے اور ایک طویل مدت تک غائب رہے۔ آپ نے نجد اور تہامہ میں لغات، غریب، اعراب میں سے بہت کچھ لکھا۔
[معرفة القراءالكبار:72،73]

آپ پر أبو عمر الدوري أبو الحارث الليث، نصير بن يوسف الرازي، قتيبة بن مهران الأصبهاني، أحمد بن أبي سريج النهشلي، أبو حمدون الطيب بن إسماعيل، عيسى بن سليمان الشيرزي،

أحمد بن جبير الأنطاكي، أبو عبد القاسم بن سلام، محمد بن سفيان اور ان کے بہت زیادہ لوگوں نے قراءت کی ہے۔

اور آپ سے يحيى الفراء، خلف البزار، محمد بن المغيرة، إسحاق بن أبي إسرائيل، محمد بن يزيد الرفاعي، يعقوب الدورقي، أحمد بن حنبل، محمد بن سعدان اور بہت زیادہ تعداد نے روایت کی۔ عربی اور قراءت کی امامت آپ پر مکمل ہوتی ہے۔ آپ قراء میں سے ہیں، قراءت آپ کا علم اور مشغلہ تھا۔ ہم کسی شخص کے پاس نہیں بیٹھے جو قراءت میں آپ سے بڑھ کر درست اور پختہ ہو۔"

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

شيخ القراءة والنحاة واختار لنفسه قراءة صارت إحدى القراءات السبع.

[تاريخ الإسلام:4/ 927]

" آپ قراءت اور نحو کے شیخ ہیں۔ آپ نے اپنے لیے قراءت کس انتخاب کیا، جو سات معروف قراءتوں میں سے ایک قرار پائی۔"

وفات

امام أبو بكر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

وتوفي برنبويه قرية من قرى الرى سنة تسع و ثمانين ومائة. [السبعة فى القراءات:ص:78، جامع البيان في القراءالسبع:(394):221]

" آپ ری کی بستیوں میں سے رنبویہ نامی بستی میں ۱۸۹ھ کو فوت ہوئے۔"

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

[التاريخ الكبير:6/ 268(2368)واللفظ له التاريخ الأوسط:2/ 246(2475)]

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

مات بالرى سنة تسع و ثمانين ومائة برنبويه قرية من قراها مع محمد بن الحسن الشيبانى فى يوم واحد. [الثقات لابن حبان:8/ 458]

" آپ ۱۸۹ھ کو ری کی ایک بستی رنبویہ میں ایک ہی دن محمد بن الحسن الشیبانی کے ساتھ فوت ہوئے۔"

قال ياقوت الحموى:

یاقوت حموی کے بقول آپ نے مندرجہ ذیل کتب تحریر فرمائیں:

كتاب معاني القرآن، كتاب مختصر في النحو، كتاب القراءات، كتاب العدد ،كتاب النوادر الكبير، كتاب النوادر الأوسط، كتاب النوادر الأصغر ،كتاب اختلاف العدد ،كتاب الهجاء، كتاب مقطوع القرآن وموصوله، كتاب المصادر، وكتاب الحروف، كتاب أشعار المعاياة وطرائقها، كتاب الهاءات المكني بها في القرآن.[معجم الأدباء :4/ 1752]

حاصل کلام:

امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ کبار ائمہ قراء میں سے ایک ہیں، عالم، حافظ، ثقۃ، ثبت، حجۃ، متقن، قراء اور مقرئین کے شیخ، علم قراءات، نحو، عربی وغیرہ میں مہارت رکھنے والے ہیں۔

ڈاکٹر محمد فیروزالدین شاہ کھگہ[1]

روایاتِ حفص اور ورش کا تقابل

(مستشرق ایڈرین براکٹ کی فکر کا اختصاصی جائزہ)

زیرِ نظر مقالہ مستشرق ایڈرین براکٹ (Adrian Brockett) کے مضمون The Value of the Hafs and Warsh Tramissions for the Textual History of the Quran کے اہم نکات کے مطالعاتی جائزہ پر مشتمل ہے، جس میں اس نے قراءتِ قرآنیہ کی تاریخ میں روایت حفص اور ورش کے کردار اور اہمیت سے بحث کی ہے۔ براکٹ نے سابقہ مستشرقین کی عمومی روش اور روایت سے کسی قدر ہٹتے ہوئے اگرچہ بعض جزئیات میں ان سے اختلاف کیا ہے، لیکن نتائج میں انہی کی پیروی کرتے ہوئے بعض مقامات پر ابہامات کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ اس مضمون میں وہ بظاہر کئی مقامات پر اس بات کو تو کافی شد و مد سے واضح بیان کرتا ہے کہ حفص اور ورش کی روایات کے مابین کوئی ایسا اختلاف نہیں جس سے معنی کا تضاد معلوم ہو، لیکن پس پردہ یہ تاثر بھی دینے کی کوشش کرتا ہے کہ قرآن مجید میں موجود قراءات کے اختلافات کی بنیاد عہدِ نبوی میں نہیں تھی بلکہ یہ بعد کی پیداوار ہے۔ ادارہ کی خصوصی دلچسپی اور خواہش پر ڈاکٹر محمد فیروزالدین شاہ، صدر شعبہ اسلامی و عربی علوم، جامعہ سرگودھا کے علمی تعاون سے ہم براکٹ کے اس مضمون کا ناقدانہ مطالعہ پیش کر رہے ہیں۔ [ادارہ]

اس مقالہ کا مصنف ایڈرین براکٹ (Adrian Brockett)، لیڈز یونیورسٹی، برطانیہ کے Department of Modern Arabic Studies میں اسلامی تہذیب و تمدن اور عربی زبان کا اُستاذ ہے، تحقیقی رجحان اور تخصص قرآن کریم کی مختلف قراءات و روایات کی جانب رہا ہے، چنانچہ اس نے قراءاتِ قرآنیہ کی تاریخ کی جستجو میں روایت حفص اور ورش کے مابین اختلافات کے مطالعہ کو ڈاکٹریٹ مقالے کا مستقل موضوع بنایا۔ یہ مقالہ سینٹ اینڈریوس یونیورسٹی، برطانیہ میں ۱۹۸۴ء میں پیش کیا گیا۔

علاوہ ازیں براکٹ نے غالباً پندرہویں صدی سے متعلق ہسپانوی زبان میں Fragment of Quran Codices کو Manuscript کے نام سے ایک اہم دستاویز کے طور پر ۱۹۸۴ء میں شائع کیا، اسی طرح The Spoken Arabic of Khaburah on the Oman Batina مضمون کو Journal of Semitic Studies میں ۱۹۸۵ء میں شائع کیا۔

یہ مقالہ Andrew Rippin (اینڈریو رپن) کی تدوین سے اس کی کتاب Approaches to the History of the Interpretation of the Qur'an میں آکسفورڈ، برطانیہ سے ۱۹۸۸ء میں شائع ہوا۔ اس مضمون کے مطالعہ سے قارئین کو علم ہو گا کہ اگرچہ مستشرقین مختلف اَوقات میں حالات کے تقاضوں کی بنا پر اپنی منصوبہ بندیاں اور

[1] صدر شعبہ اسلامی و عربی علوم، جامعہ سرگودھا۔

تعبیرات بدلتے رہتے ہیں، لیکن اَہداف و مقاصد کے اعتبار سے یکسانیت کبھی بھی متاثر نہیں ہونے پاتی، عام طور پر اپنے آپ کو غیر جانبدار ثابت کرنے کیلئے بطورِ تدبیر بعض اَوقات جزئیات میں تو اختلاف کر لیتے ہیں مگر نتائج میں سر مو فرق نہیں آنے دیتے۔

مسلمان اہل علم اور مستشرقین دونوں اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ بعض قراءاتِ قرآنیہ اپنی اصل کے اعتبار سے تفسیری روایات کے قبیل سے ہیں، نہ کہ باقاعدہ متن کی حیثیت رکھتی ہیں۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو عبید القاسم بن سلام (م ۲۲۴ھ) کی فضائل القرآن سے اس ضمن میں یہ اقتباس نقل کیا ہے:

الْـمَقْصِدُ مِنَ الْقِرَاءَةِ الشَّاذَّةِ تَفْسِيرُ الْقِرَاءَةِ الْمَشْهُورَةِ. [الاتقان فی علوم القرآن:۱/ 279]

لیکن یہ کس طرح سمجھا اور تسلیم کیا جائے، اس کیلئے شاید قرآنی مصاحف کا مطالعہ ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس کے مشاہدہ سے اس سوال کا جواب تلاش کیا جاسکتا ہے۔

اس ضمن میں یہ مقالہ بھی مطبوعہ صورت میں موجود دو قرآنی مصاحف کے درمیان موجود اختلافات کی نوعیت کو واضح کرتا ہے، ایک روایت کی ابتدا کوفہ اور دوسری کی مدینہ سے ہوئی، جبکہ ان کی نسبت عمومی طور پر بالترتیب دوسری صدی ہجری کے معروف قراء اور راویوں حفص (م ۱۸۰ھ) اور دوسرے ورش (م ۱۹۷ھ) کی جانب کی جاتی ہے۔ (واضح رہے کہ یہ ماہرین، قراءات کے اس نظام کے واضع یا مصنف نہیں سمجھے جاتے بلکہ اس فن میں درجہ استناد پر فائز شخصیات شمار ہوتی ہیں، جیسا کہ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۰۸ھ) نے تصریح کی ہے کہ ان ماہرین فن میں ہر ایک انفرادی حیثیت میں ایک پورے مکتبہ فکر کے نمائندہ ہیں اور کسی بھی طرح ان قراءات کے موجد یا مخترع نہیں ہیں۔) [تاریخ ابن خلدون: ۷/ ۸۲۷، بیروت ۱۳۸۶ء]

روایتِ حفص پر مشتمل قرآنی مصاحف مطبوعہ صورت میں ہر جگہ پائے جاتے ہیں، لیکن مغربی اور شمال مغربی افریقی ممالک میں اس کی بجائے روایتِ ورش رائج اور معروف عام ہے۔ اس لحاظ سے روایتِ حفص دنیا میں شائع شدہ مصاحفِ قرآنی میں اکثریتی طور پر پائی جاتی ہے، اس کے مقابلہ میں روایتِ ورش کے مطبوع نسخہ ہائے قرآنیہ نسبتاً کمیاب ہیں۔ (مغربی اور شمال مغربی افریقہ میں مدینہ کی قراءات یمن کے زیدیہ نے محفوظ کر رکھی تھیں اور وہ اس کو امام نافع کی طرف منسوب کرتے تھے، دیکھئے: R.B.Serjeant and R. Lewcock, eds., San'a', An Arabian Islamic City (London,1983), 316b

جہاں ورش کی نسبت قالون زیادہ معروف رہی اور صنعا کی جامع مسجد کی کھدائیوں کے دوران بھی اس کے آثار ملے اور وہی یمن میں شائع بھی ہوئے لیکن اصلی قرآن کی کاپیاں طبع نہ ہوئیں، ورش کے مطابق قرآن کی طباعت قاہرہ اور سعودی عرب میں جبکہ حفص کی تیونس میں ہوتی ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے:

A. Brockett, Studies in two Transmissions of the Qur'an, Ph.D. thesis (St Andrews University, 1984), 43-71).

اس امر سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ قرآن کی دوسری روایات بھی کہیں نہ کہیں موجود ہوسکتی ہیں، لیکن بظاہر وہ مطبوعہ شکل میں دستیاب نہیں ہیں۔ مثلاً بصرہ کے خلیل بن احمد الفراہیدی (م ۱۷۵ھ) اور سیبویہ (م ۱۸۰ھ) دونوں کے

پاس ایسی روایات پر مشتمل متون تھے جو کئی مقامات پر ورش اور حفص کی روایات سے مختلف تھے۔اسی طرح بصری طرزِ قراءت پر مشتمل ابو عمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مخطوطہ کی موجودگی سے متعلق بھی معلومات ملتی ہیں (N. Abbott, The Rise of the North Arabic Script (Chicago, 1939), 63.)اور یہ طرزِ روایت علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ (م۵۳۸ھ) کی تفسیر الکشاف کے بعض ایڈیشنوں میں صفحات کے بالائی اور اطرافی حصوں میں بطور حاشیہ تحریراً ملتی ہے، لیکن متعدد جلدوں پر مشتمل اس ضخیم تفسیری اَدب کو مسلمانوں کے ہاں باقاعدہ قرآنی مصحف کی حیثیت سے کبھی قابل غور نہیں سمجھا گیا۔

روایت حفص اور روایت ورش کے علاوہ دوسری روایات کے مطابق قرآنی مصاحف ممکن ہے کہ موجود ہوں لیکن بہر حال وہ عالمانہ تحقیق و معائنہ کیلئے دستیاب نہیں ہیں، (صحائف قرآنیہ ہی سے اس کے متن کا درست مطالعہ ہو سکتا ہے لیکن یہ مصاحف بہت کم ملتے ہیں، البتہ جو کچھ ہمیں اس حوالے سے مواد ملتا ہے مثلاً حسن بصری کا 'رسالۃ' اور سیبویہ کی 'الکتاب' سے، اس کو انتہائی حزم واحتیاط سے پرکھنا چاہیئے، کیونکہ اس کی بعض قراءات مصاحف میں بھی ملتی ہیں۔) اسی وجہ سے ان دونوں مصاحف کی اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے اور زیادہ قابل عمل امر بھی یہی ہے کہ انہی روایات کے اختلافات کو جمع کیا جائے جو کہ مطبوعہ صورت میں حقیقتاً موجود ہیں، اس طرح مجموعی طور پر اس ذریعہ سے ایک طرف تو قرآن کا تنقیدی جائزہ لینے میں مدد ملے گی اور اس سے بڑھ کر دوسری طرف اس سے قرآن کی اصلیت بھی آشکار ہو گی۔غرض یہ مقالہ اس مقصد کے حصول کیلئے اہم بنیادیں فراہم کرتا ہے۔برجسٹراسر (Bergstrasser) کی موت کے ساتھ اس کا اور آرتھر جیفری (Arthur Jefferi) کا نئے قرآنی متن کی تلاش کا منصوبہ (جس کے تحت انہوں نے کتابیں بھی لکھیں) اپنی موت مر گیا، لیکن اس کی ضرورت آج بھی محسوس کی جاتی ہے، دیکھئے Andrew Rippin, The Present Status of Tafsir Studies, M W 72 (1982),224.)

روایاتِ حفص اور ورش میں اصولی اختلافات

اگرچہ دونوں روایات میں بذاتِ خود کوئی اختلاف نہیں ہے۔(تفصیل کیلئے دیکھئے:Brockett, Studies, 45-62) لیکن جب ان کا باہم تقابل کیا جاتا ہے تو کئی اختلافات اُبھر کر سامنے آتے ہیں، خصوصاً ان دو نسخوں میں جن سے یہاں مدد لی گئی ہے۔تاہم یہ بات ملحوظِ نظر رہے کہ ان اختلافات میں سے کوئی بھی اختلاف اصل معنی و مفہوم پر اثر انداز نہیں ہوتا۔ان میں سے دو بڑے اختلاف ہمزۃ القطع اور اِمالہ کے ہیں۔

اسی طرح روایت ورش میں اتنے صوتی سکتات نہیں جتنے روایت حفص میں ہیں، البتہ بعض مقامات پر روایت ورش میں صوتی سکتہ ہے جب کہ روایت حفص میں اس کے بجائے 'ی' یا 'واو' ہے۔[Brockett, Studies, 115-17)

جہاں تک امالہ کا تعلق ہے تو وہ الف کو یا کی طرف اور ہمزہ کو اس کے حرکت کے مطابق حرفِ علت کی طرف جھکانے کا نام ہے۔[ایضا:۱۴۱، ۱۲۰، ۱، ۱۱۱]

مذکورہ روایات کے مابین دیگر اختلافات

روایت حفص اور روایت ورش میں اس کے علاوہ جو اختلافات پائے گئے ہیں اور تقابل کیلئے ہمارے پیش نظر

مصاحف میں درج ہیں، ان کو دو مختلف اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، پہلی قسم ان اختلافات پر مشتمل ہے جو کہ الفاظ کی ادائیگی اور ان کی صوتی کیفیت سے متعلق ہیں ،جب کہ دوسری قسم دونوں روایات میں موجود کتابت کے اختلافات سے متعلق ہیں۔(Graphic form کو رسم ،خط، کتاب، کتابت اور کتب وغیرہ جبکہ Vocal form کو ضبط، لفظ اور نطق بھی کہتے ہیں۔)[ایضا:۱۲۴،۳۳]

رسم یا کتابت سے متعلق اِختلافات

یہ حقیقت ہے کہ ان دونوں روایات میں کتابت کے معاملہ میں اختلاف کے مقابلے میں اتفاق کا پہلو زیادہ نمایاں ہے ،باوجود اس کے کہ بعض روایات میں رسم کا اختلاف دونوں روایتوں کے درمیان ملتا ہے، مثلاً لفظ'أین ما' اور 'أینما' میں، تاہم دونوں روایات میں یہ اختلافات ہو بہو محفوظ رہے ہیں، اسی طرح لفظ 'لعنت اللہ' تائے مطولہ اور تائے مربوطہ کے ساتھ دونوں صحائف میں اپنے اپنے مقامات پر موجود ہے۔ یہاں یہ بات واضح رہے کہ کتابت کے ان قرآنی اختلافات کی وجہ سے مسلمانوں کے دلوں میں ان روایات کے استناد واحترام میں کوئی کمی نہیں آئی ہے۔

صوت یا قراءات سے متعلق اختلافات

یہاں پر بھی الفاظ کی ادائیگی کے حوالے سے اگرچہ مطابقت کے پہلو بھی موجود ہیں تاہم اختلافی پہلو نمایاں ہیں۔ خاص طور پر ہمزہ سے پہلے حرفِ علت آنے کی صورت میں اس کو کھینچنا، اس اعتبار سے دونوں روایات میں اختلاف ہے۔ لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ اس نوعیت کے اختلافات کلام کے سیاق وسباق پر اَثر انداز نہیں ہوتے ہیں۔

[لبیب السعید، المصحف المرتل(The Recited Koran) پرنسٹن،۱۹۷۵ء]

اختلافاتِ رسم کے بارے میں مسلمانوں کا نقطہ نگاہ

مسلمانوں کے ہاں کتابت کے اختلافات کے حوالے سے وہی طرزِ عمل اپنایا گیا ہے جو کہ ان کے ہاں پورے قرآن کے حوالے سے موجود ہے۔اس کے برعکس بہت سے مستشرقین جو کہ قرآن کو محض ایک لکھی ہوئی تحریر تصور کرتے ہیں ان اختلافات کو دیکھ کر یہ سوچ سکتے ہیں کہ یہ اختلافات قرآن کی ابتدائی تاریخ کے احوال جاننے کیلئے ایک اہم سراغ ہیں، اس لیے کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک فیصلہ کُن مصحف تیار کروایا تھا تو پھر اس میں کتابت کے اتنے اختلافات کیوں ظاہر ہوئے ہیں؟ ان کو یہ سوال کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ البتہ مسلمانوں کے نزدیک جو کہ قرآن کو زبانی پڑھی جانے والی اور مصاحف میں لکھی ہوئی اللہ تعالیٰ کی کتاب سمجھتے ہیں، ان کیلئے یہ اختلافات اس سے زیادہ اہم نہیں ہے کہ یہ قرآن کی مختلف قراءات ہیں مثلاً حذف واثبات کے اختلافات یا ہمزہ کی ادائیگی میں تنوع کا مظاہرہ۔ اس بات کو مسلمان علماء ومحققین کی ذکر کردہ عبارات پیش کرکے مزید آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے جو انہوں نے ابتدائی پانچ سورتوں میں موجود کتابت کے تین اختلافات کے تحت ذکر کی ہیں :

ووصّی /اوصی کا اختلاف

جہاں ابن جزری رحمہ اللہ نے کئی صفحات لفظ 'بَارِئِکُمْ' [النشر:۲/۲۱۲] کی ادائیگی کے نذر کیے ہیں، وہاں انہوں نے مذکورہ کتابت کے اختلاف کو چند لائنوں میں نمٹایا ہے اور اس پر کسی قسم کے وضاحتی کلمات کا اضافہ نہیں کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں

:

”نافع، ابو جعفر اور ابن عامر نے واوصی پڑھا ہے جس طرح کہ مدنی اور شامی مصاحف میں لکھا ہوا تھا، اس کے علاوہ دوسرے قراء نے ووصی پڑھا ہے جیسا کہ ان کے مصاحف میں لکھا ہوا تھا۔“ [ایضا:۲۲۲]

اسی طرح امام فراء رحمۃ اللہ علیہ (م۲۰۷ھ) نے بھی بمشکل یہ کہا کہ اس اختلاف کی وجہ سے معنی کے اندر کوئی نقص یا تضاد پیدا نہیں ہوتا ہے، اور دونوں قراءات روایۃً اور کتابۃً ثابت ہیں۔ جبکہ مصحفِ مدینہ میں وأوصی ہے۔ دونوں صحیح ہیں اور عموماً سنی گئی ہیں۔

ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۱۰ھ) نے اس اختلاف کو لائقِ اعتناء نہ سمجھا اور اس بارے میں انہوں نے کسی بھی قسم کے خیالات کا اظہار نہیں کیا۔

ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (م۳۱۰ھ) نے بھی کتابت کے اختلاف کا ذکر کیے بغیر صرف اتنا کہا ہے کہ کئی پڑھنے والے وأوصیٰ پڑھتے ہیں جس سے معنی ہلکا سا بدل جاتا ہے لیکن مفہوم برقرار رہتا ہے۔ مسلمان علماء کی ایک لمبی فہرست میں صرف طبری رحمۃ اللہ علیہ اور دانی رحمۃ اللہ علیہ (م۴۴۴ھ) ہی ہیں جنہوں نے اس حوالے سے کچھ لکھا ہے، چنانچہ دانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ (م۲۲۴ھ) نے 'وأوصیٰ' مصحفِ عثمانی میں دیکھا ہے، آگے وہ اپنی بات کو اس عقلی دلیل کا سہارا دیتے ہوئے ختم کرتے ہیں کہ قرآنی مکتوب کبھی بھی زبانی اسناد سے جدا نہیں ہوا، چاہے یہ اس کے مستند ہونے کے حوالے سے ہو یا حقیقی ادائیگی کے قبیل سے ہو۔

وسارعوا / سارعوا کا اختلاف

ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ نے اس اختلاف کو بھی بعینہ اسی طرح بیان کیا جس طرح ماقبل میں کیا تھا۔ [ایضا:۲۴۲، ۲۲۰، ۱۲۲، ۲۵۴]

زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صرف اس کے ادائیگی کے حوالے سے بات کی ہے۔ [الکشاف عن حقائق التنزیل:۱/۴۶۳]

فراء جن کا طرزِ تفسیر دوسرے مفسرین سے نمایاں ہے، انہوں نے بھی اس مقام کو لائق توضیح نہ سمجھا اور نہ ہی ابو عبیدہ اور طبری نے اس پر کچھ بحث کرنا مناسب سمجھا۔

یَرْتَدَّ/ یَرْتَدِدْ کا اختلاف

اس اختلاف کو ابن جزری اور زمخشری نے بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے، لیکن یہ بات باعثِ تعجب ہے کہ انہوں نے یہاں پر بھی کتابت کے تضاد کو بیان نہیں کیا ہے۔

چنانچہ علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”یرتدّ اور یَرْتَدِدْ دونوں لکھے جاتے ہیں جبکہ مصحف امام میں لفظ یرتدد ہے۔“ [ایضا:۶۲۰]

ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ اس کو رسم اور کتابت کے تناقض کے پس منظر میں غور وفکر کی دعوت دینے کی بجائے لفظ دال کے ادغام اور عدمِ ادغام کو بطور مسئلہ قرار دیتے ہوئے بحث کرتے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

”ابو جعفر، نافع اور ابن عامر یَرْتَدِدْ پڑھتے ہیں، جس طرح یہ مدنی اور شامی مصاحف میں موجود تھا جبکہ باقی قراء اپنے مصاحف کے مطابق یرتدّ پڑھتے ہیں، جبکہ سورہ بقرہ [آیت: ۲۱۷] میں تمام قراء لفظ دال کے عدم ادغام کے ساتھ یَرْتَدِدْ پڑھتے ہیں، دو وجوہات کی بنا پر: اول یہ کہ ان مصاحف میں اسی طرح دیکھا گیا ہے، دوسری وجہ سورہ بقرہ کا طویل ہونا ہے۔ اس کی اور مثال سورہ انفال [آیت: ۱۳] بھی ہے، جہاں پر لفظ ﴿ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ﴾ کے

عدمِ ادغام میں تمام قراء متفق ہیں، اسی طرح سورہ حشر[آیت:۴] ، جہاں سب قراء لفظ﴿وَمَنْ يُّشَاقِّ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ کا ادغام کرنے میں متفق ہیں، اس اختلاف کی وجہ آیت کا سیاق ہو سکتا ہے جو کہ ہر دو مقامات پر اس لفظ کے طول و اختصار کا تقاضا کرتا ہے۔“

[النشر:۲/۲۵۵]

بہر حال ان دو مقامات کے علاوہ سورہ نساء[آیت:۱۱۵] میں بھی“ ومن یشاقق ” کا موجود ہونا جس کا تذکرہ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نشر میں نہیں کیا ہے ان کی اس رائے پر شکوک پیدا کر رہا ہے۔ یہاں زیادہ قابل غور بات یہ ہے کہ ان مثالوں میں کتابت کے اختلاف کے بارے میں انہوں نے کسی بھی قسم کی رائے کا اظہار نہیں کیا ہے۔

طبری رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۱۰ھ) نے اس کو محض صرف و نحو کا ایک خفیف سا اختلاف قرار دیتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اس قسم کا اختلاف قابل فہم اور عام ہے۔ [جامع البيان في تفسير آي القرآن:۱۰/۴۲۱]

جبکہ فرا اور ابو عبیدہ نے اس اختلاف کو ایک بار پھر قابل وضاحت نہیں سمجھا۔

سیبویہ اس اختلاف کا تذکرہ اپنی کتاب میں قائم کردہ ادغام کی فصل کے تحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

”حجاز کے لوگ غیر حروف علت کو علیحدہ پڑھتے ہیں چنانچہ وہ اردد اور تردد لکھتے ہیں اور اسی طریقہ کار کو قدیم عربی زبان میں اپنایا گیا تھا، جب کہ بنو تمیم ملا کر پڑھتے ہیں۔(چنانچہ وہ ردّ اور تردّ لکھتے ہیں۔)“[الکتاب ۱۳۶۱ھ:۲/۴۲۴]

یہاں پر بھی دانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ ابو عبید نے مصحف امام میں یَرْتَدِدْ ہی دیکھا ہے۔

[المقنع فی رسم مصاحف الأمصار:۱۱۰،۱۱۶،۱۱۸]

یہ بات قابل غور ہے کہ اگر اس بات کو تسلیم بھی کر لیا جائے کہ کتابت کے ان اختلافات کی وجہ سے مفہومِ قرآنی پر کوئی اثر نہیں پڑتا مگر سوال یہ رہ جاتا ہے کہ ان اختلافات کے ہوتے ہوئے قرآن مستند بھی رہا یا نہیں؟۔

[النشر:۱/۱۳، نیز دیکھئے: J.Burton,The Collection of the Quran,Cambridge,1977,P.149 and 206.]

معانی میں تغیر پیدا کرنے والے اختلافات کی حد بندی

واضح حقیقت یہی ہے کہ ان دو روایات میں موجود اختلافات چاہے وہ ادائیگی سے متعلق ہوں یا کتابت سے متعلق ہوں، معانی کی یکسانیت پر کوئی گہرا اثر نہیں ڈالتے۔(اس حوالے سے ہم Jones سے اختلاف رکھتے ہیں، جس نے اپنی کتاب "The Qur'an"میں یہ موقف اختیار کیا کہ حفص اور ورش کے اختلافات سے معانی کا تضاد واقع ہوتا ہے، واضح رہے کہ جونز کی کتاب کیمبرج سے ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی۔ دیکھئے :۱/۲۴۴)

بعض اختلافات تو وہ ہیں جو کہ معنی کو بالکل تبدیل نہیں کرتے ہیں اور کچھ اختلافات ایسے ہیں کہ ان سے سیاق آیت میں تبدیلی آتی ہے مگر وہ تبدیلی اتنی بڑی نہیں ہوتی ہے کہ وہ مسلمانوں کی تعلیمات سے متصادم ہو جائے۔ ہاں ایک اختلاف (۲/۱۸۴) ایسا ہے جو واقعی اسلامی تعلیمات سے متصادم ہے اور اس اختلاف کے ذریعے سے روایت حفص اور روایت ورش میں موجود اختلافات کی نوعیت اور حدود کو جانا جا سکتا ہے۔

اس بات کی وضاحت کہ کس طرح ان روایات میں موجود اختلافات کی نوعیت مختلف ہے، مندرجہ مثالوں سے سمجھا جا سکتا ہے:

a نُنْشِرُهَا اور نُنْشِزُهَا (۲/۲۵۹) کا اختلاف مادے کا ہے لیکن دونوں کا معنی ’اٹھانا‘ ہے۔

b اسی طرح تَقُوْلَنَّ اور یَقُوْلَنَّ (۲/۱۴۰) کا اختلاف براہِ راست یا بالواسطہ کلام نقل کرنے کی قبیل سے ہے۔ جو کہ مفہوم کی صحت پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

c وَاتَّخَذُوْا اور وَاتَّخِذُوْا (۲/۱۲۵) کا اختلاف بھی زمانہ اور وقت کا اختلاف ہے، جس سے سیاق کلام پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یہ اختلاف زیادہ سے زیادہ کسی بات کا حکم دینے یا زمانہ ماضی کی کسی بات کو بیان کرنے کے قبیل سے ہے۔

d یَخْدَعُوْنَ/یُخٰدِعُوْنَ (۲/۹) کا اختلاف محض اوزان فعل کا اختلاف ہے، سیاق کلام پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس سے محض یہ ظاہر ہوتا ہے کہ منافقین اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں یا دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

[ابن الجزری نے اس اختلافی روایت کو النشر فی القراءات العشر: ۲/۲۳۱ میں بغیر کسی تبصرہ کے نقل کیا ہے۔ اسی طرح دیکھیے ابو عبیدہ، مجاز القرآن: ۱۳۷۴ اور ۱۳۸۱ھ نیز طوسی کی التبیان فی تفسیر القرآن: ۱۳۷۵ھ: ۸]

e یَقُوْلُ اور یَقُوْلَ (۲/۲۱۴) کا اختلاف محض لفظ حتیٰ کے عامل ہونے یا نہ ہونے کے سبب واقع ہوا ہے۔

f آخری اختلاف وَکَفَّلَهَا اور وَکَفَلَهَا (۳/۳۷) کا ہے۔ یہاں اختلاف محض وزن فعل اور فاعل کا ہے۔ چنانچہ اس لفظ کو مشدد پڑھنے کی صورت میں معنی یہ ہے کہ زکریا نے زوجہ عمران کی کفالت کی، جبکہ تخفیف کی صورت میں معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے زکریا علیہ السلام کو عمران کی بیوی (عمران کی بیوی نہیں بلکہ اس کی بیٹی مریمؑ) کا کفیل بنایا۔ [الکشاف: ۱/۴۲۷]

یہاں بھی دونوں قراءات کے اختلاف سے مفہوم میں کوئی خاص فرق نظر نہیں آتا۔

جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے کہ سوائے ایک اختلاف کے (جو کہ آگے آرہا ہے) ان دو روایتوں میں موجود اختلافات مفہوم قرآنی پر اثر انداز نہیں ہوتے۔ اس اختلاف کے تذکرہ سے پہلے ہمیں کچھ حدود متعین کرنا ہوں گی جن کی بنیاد پر ہم اس اختلاف کے اثر اور وسعت کا اندازہ لگا سکیں۔ ہمیں مفسرین کے تفسیری نقطہ نظر سے ہٹ کر وسعت نظری کے ساتھ دوسرے علوم وفنون کے ماہرین کی آراء کو پرکھنا ہوگا، کیونکہ بنیادی طور پر تقریباً تمام اسلامی علوم کی بنیاد قرآنی مضامین ہیں۔

مفسرین کا کام رطب ویابس کو جمع کرنا تھا اگرچہ وہ قرآن سے متعلقہ تمام فنون سے بحث کرتے ہیں لیکن اتنی گہرائی میں نہیں جاتے ہیں جتنا اس فن کے ماہرین کا طریقہ کار ہے۔ قرآن کے جس مقام سے کسی علم کی طرف اشارہ ملتا ہے تو مفسرین حسب منشا اس کے متعلقات کو ذکر کر دیتے ہیں۔ مثلاً لغت یا عقائد کے اصولوں سے متعلق کسی بات کے لیے قرآن کے صرف اس حصہ پر زیادہ زور دیا جاتا ہے جو کہ اس مخصوص سمت میں بحث کا ذریعہ بنتا ہے۔ لہٰذا کسی لغوی یا عقیدہ سے متعلق قرآنی حصے کو اس فن کے ماہرین کی آرا کے تناظر میں دیکھنا مفسرین کے اقوال کے مقابلے میں زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہو سکتا ہے۔

اس حد کو سمجھنے کے بعد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک اختلاف جو کہ مفسرین کے ہاں حقیقی اثر رکھتا ہو اور معنی پر اثر انداز ہوتا ہو وہ قانونی مسئلہ بننے کے بجائے محض مفسرین کی قیاس آرائی بن جائے۔

فديةٌ طعام مسكينٍ اور فدية طعام مسٰكين کا اختلاف

چنانچہ سورۂ بقرہ (آیت: ۱۸۴) میں ﴿ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ﴾ اور ﴿ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ ﴾ دونوں طرح پڑھا جاتا ہے، ابو

جعفر، نافع اور ابن عامر جمع کے ساتھ جبکہ بقیہ دیگر قراء واحد کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اسی کی ایک اور نظیر سورۃ مائدہ (آیت: ۹۵) ہے، جہاں پر حالت احرام میں کسی شکار کو قتل کرنے سے متعلق ﴿أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ﴾ کے الفاظ آئے ہیں، اس جگہ تمام دس قراء نے لفظ مسکین کو صرف جمع کے ساتھ پڑھا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں مقامات میں تفاوت کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سورہ نساء میں ذکر کردہ کفارہ کسی زندگی کے تلف کرنے کے عوض دیا جاتا ہے اور زندگیوں میں تفاوت ہوتا ہے مثلاً ایک پرندے کی زندگی کی اہمیت واضح طور پر ایک بھیڑ کی زندگی سے کم ہے، مگر سورہ بقرۃ میں ذکر کردہ کفارہ دنوں کا عوض ہوتا ہے اور ایک دن دوسرے دن سے مخلوقاً مختلف نہیں ہوتا ہے۔ [النشر فی القراء ات العشر: ۲/۲۵۵]

فدیہ کو مسلم علماء نے دو حصوں میں منقسم کیا ہے ایک قضا اور دوسرا کفارہ، مقدّم الذکر میں فوت شدہ دنوں کا روزہ رکھنا ہوتا ہے جب کہ مؤخر الذکر ایک سزا ہے جو کہ ساٹھ مسلسل روزوں یا مسکینوں کو کھانا کھلانے پر مشتمل ہوتی ہے۔ قضا صرف اسی دن کی ہوتی ہے جس دن کا روزہ چھوٹتا ہے۔

لفظ مسکین کو چاہے جمع پڑھیں یا واحد دونوں صورتوں میں معنی ایک ہی مراد لیا گیا ہے، حالانکہ جمع اور واحد کے اختلاف کا تقاضہ یہ ہے کہ معنی میں اختلاف ہو۔

چنانچہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۰۴ھ) کی کتاب 'الام' سے اس مسئلہ کی مکمل وضاحت نہیں ملتی۔ ان سے جب سوال کیا گیا کہ اس شخص کو کیا کرنا چاہیے جو کہ بیمار ہونے کے بعد صحت یاب ہو گیا ہو اور اس کے ذمے روزے رہ گئے ہوں یا اس سے روزے چھوٹ گئے ہوں اور ان کی قضا سے پہلے ہی وہ مر جائے تو ان کا جواب یہ تھا کہ اس کے پسماندہ گان کو ہر فوت شدہ دن کے بدلے ایک من غلہ کی مقدار کسی فقیر کو دینا پڑے گی، یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ شافعی نے صرف جمع والی روایت کو لاگو کیا ہے۔ چنانچہ ان کے نزدیک لفظ مسکین کو واحد کے ساتھ پڑھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ چاہے جتنے بھی دن کا روزہ فوت ہو جائے ایک ہی مسکین کو کھانا کھلانا ضروری ہے۔ [کتاب الأم: ۲/۱۰۴]

اسی طرح فقہ مالکی میں بھی جمع والی روایت کا مفہوم یہ سمجھا گیا ہے کہ ایک من طعام کو ساٹھ مسکینوں میں تقسیم کرنا لازمی ہے۔ زیدیہ کے نزدیک اگرچہ اس حوالے سے کوئی اہم بات ذکر نہیں کی گئی ہے، تاہم ابن مرتضی (م ۳۱۰ھ) نے لفظ مسکین کو جمع کے ساتھ پڑھا ہے اور ساتھ میں ابو ہریرہ کی روایت نقل کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ہر فوت شدہ دن کے لیے ایک فقیر کو کھانا کھلایا جائے گا، انہوں نے بھی یہاں کسی قسم کے عدمِ مطابقت کو محسوس نہیں کیا۔

شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے احکام القرآن میں اس آیت کی تفسیر یوں بیان کی گئی ہے " وہ جو روزہ رکھنے کے قابل تھے، پھر ان میں روزہ رکھنے کی صلاحیت نہ رہی، ان پر فرض ہے کہ وہ ہر روزے کے بدلے ایک تنگدست آدمی کو کھانا کھلائیں۔ یہاں موضوع بحث یطیقونہ کو بنایا گیا ہے نہ کہ مسٰکین اور مسکین کی قراءات کو۔ بخاری بھی صرف یطیقونہ کو ہی زیر بحث لائے ہیں۔ [فتح الباری: ۹/۲۴۶]

ہماری اس گفتگو سے یہ بات واضح ہو گئی کہ فقہاء کے نزدیک مسکین اور مساکین کا اختلاف غیر اہم تھا اور تفسیری توجیہات زیادہ تر [الذین] کی ضمیر کی طرف مرکوز رہیں۔ چنانچہ اس حوالے سے کئی سوالات اٹھائے گئے، مثلاً [یطیقونہ] میں موجود 'ہ' ضمیر روزے کی طرف لوٹ رہی ہے یا فدیہ کی طرف؟ اور اس سوال پر مبنی یہ سوال کہ

الذین سے کون مراد ہیں؟ کیا وہ لوگ ہیں جو روزہ نہیں رکھ سکتے یا وہ ہیں جو کفارہ نہیں دے سکتے؟۔

[الکشاف: ۱/۳۵۵]

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ بنیادی تفسیری ماخذ میں بھی اس اختلاف پر بہت کم بات کی گئی ہے۔ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت میں موجود دوسرے الفاظ کی مکمل وضاحت کی ہے, لیکن اس اختلاف کے بارے میں کچھ نہیں لکھا، نہ ہی فراء نے تفسیر کرتے ہوئے اس اختلاف کو بیان کیا ہے۔ طبری جس نے اس آیت کی تفسیر میں کئی صفحات لکھے ہیں، اس اختلاف کو چند سطروں میں نمٹاتے ہیں۔ اپنے زمانے کے بحر العلوم سمجھے جانے والے رازی رحمۃ اللہ علیہ (م۶۰۶ھ) کی نظر میں بھی یہ اختلاف کچھ اہم نہیں تھا، یہی وجہ ہے کہ جہاں انہوں نے یطیقونہ کا تذکرہ دو صفحات میں کیا ہے وہاں اس اختلاف کی طرف ایک سطر میں اشارہ کیا ہے۔

تاہم طبری رحمۃ اللہ علیہ کا ان دو قراءات کو تسلیم کرتے ہوئے اسی آیت میں ایک اور اختلاف کا انکار کرنا اہمیت کا حامل ہے۔ چنانچہ طبری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لفظ مسکین، مساکین کا اختلاف مفہوم کی یکسانیت پر زیادہ اثر انداز نہیں ہوتا، اور اس سے فوت شدہ روزوں کے متعلق وضع کردہ قوانین پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگرچہ طبری رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کے مقابلے میں واحد کی قراءت کو ترجیح دی ہے، لیکن یہ محض عقلی بنیادوں پر قائم مفروضہ ہے جو کہ تسلی بخش نہیں ہے، لکھتے ہیں: ” واحد کا اطلاق جمع پر کیا جاسکتا ہے لیکن جمع کا واحد پر اطلاق باعث تامل ہے۔“ [جامع البیان فی تفسیر آی القرآن: ۳/۴۴۰،۴۳۸]

یہاں دیکھیں کہ انہوں نے جمع والی روایت کا انکار نہیں کیا ، اور نہ ہی اس بارے میں کوئی رائے قائم کی ہے کہ کونسی قراءت مقدم اور کونسی مؤخر ہے۔ ان کا مطمع نظر یہ نہیں ہے کہ کونسی قراءت اصلی ہے؟ بلکہ یہ ہے کہ کونسی قراءت زیادہ واضح ہے۔

اس اختلاف کے بیان سے ذرا پہلے طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت میں [یطیقونہ] کے بجائے [یُطَوَّقُوْنَه] کی قراءت کا انکار کیا ہے۔ لہٰذا ان کا یہ انکار ایک واضح اور روشن دلیل مہیا کرتا ہے کہ نص قرآنی غیر مرتب اور غیر مربوط ہے۔ یہ بات بھی ملحوظِ نظر رہے کہ اس قراءت سے ان لوگوں کی بات کو ترجیح حاصل ہوتی ہے جو کہ [الذین] سے وہ ضعیف العمر افراد مراد لیتے ہیں جو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

یہ اختلاف کہ جس نے طبری کو مشکلات سے دوچار کیا محض لفظ 'واو' یا 'یا' کا اختلاف نہیں تھا، کیونکہ انہوں نے بھی اس نوعیت کے اختلاف کا انکار نہیں کیا ، بلکہ اسے تسلیم کیا ہے۔ اس اختلاف کا اثر اتنا وسیع ہے کہ یہ نہ صرف روزوں سے متعلق وضع کردہ قوانین پر اثر انداز ہوتا ہے بلکہ علم نسخ کی رو سے بھی مطابقت نہیں رکھتا۔ تب ہی علامہ نے اس قراءت کا انکار کردیا۔ طبری کو اہل مذہب کے اس شوشے نے بھی متاثر نہیں کیا کہ قراءات قرآنیہ مستند ذرائع سے آئی ہیں ،باوجود اس کے کہ انہوں نے اس روایت کے پڑھنے سے متعلق ابن عباس، عکرمہ، سعید ابن جبیر، عائشہ رضی اللہ عنہم ،عطاء رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی روایات نقل کی ہیں، جبکہ معنی کی وضاحت کے لیے علی، طاؤس اور ضحاک کی روایات کو لیا ہے۔

طبری رحمۃ اللہ علیہ کے اس انکار سے نکلنے والی پیچیدگیوں کو کھنگالنے کی ضرورت نہیں ہے، بس اس روایت کے حوالے سے طبری کا نقل کردہ یہ پیرا ہی یہ سمجھنے کے لیے کافی ہے کہ درون خانہ کیا ہے !

”عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کلمے کو [اَلَّذِیْنَ یُطَوَّقُوْنَہٗ] پڑھا ہے، اور ساتھ میں یہ بھی وضاحت کی ہے کہ یہ منسوخ نہیں ہوا ہے۔ چنانچہ ضعیف العمر افراد کے لیے روزہ رکھنا ضروری نہیں ہے بلکہ ہر روزہ کے بدلے ایک فقیر کو کھانا کھلا دینا کافی ہے۔“ [ایضا:۳/۴۳۰]

خلاصہ بحث

مفسرین کا ان اختلافات کو بالتفصیل بیان نہ کرنا بلکہ بعض مقامات پر اصل اختلاف اور بعض پر اس کی تفصیل کو نظر انداز کر دینا اس بات کی دلیل ہے کہ نص قرآنی کا اختلاف تفسیری بنیادوں پر نہیں ہے۔

قرآن کی تاریخی حقیقت کو جاننے کے لیے روایت حفص اور روایت ورش کے مذکورہ تقابل سے مندرجہ ذیل دو بڑے نکات سامنے آئے ہیں:

a ان روایات میں موجود اختلاف کی نوعیت نے واضح کر دیا ہے کہ یہ دونوں روایات بنیادی طور پر ایک ہی نص ہیں۔ (ولیم میور نے بھی ایک صدی قبل بیان دیا تھا کہ مصحف عثمان نسل در نسل منتقل ہوتا ہوا ہمارے زمانے تک بغیر کسی تبدیلی کے پہنچا ہے اور اس قدر احتیاط سے محفوظ رہا ہے کہ اسلامی دنیا میں پھیلے قرآنی مصاحف میں کوئی ایک بھی اہمیت کا حامل اختلاف نہیں پایا گیا۔ غالبا دنیا میں متن قرآن کی طرح کا کوئی نمونہ تحریف و تغیر سے پاک موجود نہیں ہے، جو بارہ صدیوں سے اس طرح محفوظ و مامون ہو۔ دیکھئے: William Mure, "The Life of Mohamet" (London 1858) i,xiv-xv اسی طرح کا بیان دوبارہ سے پیش کرنے کی ضرورت ہے۔)

b قرآن کی حفاظت زبانی تحمل و ادا کے ذریعہ بھی کی گئی ہے۔

اس تقابل سے امکانی طور پر یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ قرآن کی دوسری روایات میں بھی اس نوعیت کے اختلافات موجود ہوں۔

زبانی روایت کا طریقہ مشرق میں رائج رہا ہے، (See, e.g., H.Gunkle, The Legends of Genesis,(Chicago,1907,98f.) خصوصاً قبائل عرب میں (See J.Pedersen, Israel,its Life and Culture(London 1926),127; H.A.R. Gibb, Modern Trends in Islam, (Chicago,1947), 5.) کیونکہ ان کی اکثریت لکھنا پڑھنا نہیں جانتی تھی اور مضبوط قوت حافظہ کی مالک تھی۔ تاہم اگر زبانی طریقہ روایت کے منفی پہلوؤں کو دیکھا جائے تو اس طریقہ روایت میں کسی لفظ کو غلط سننے، ایک لفظ کے دوسرے لفظ کے ساتھ مماثلت کی وجہ سے مغالطہ کا شکار ہونے، اسی طرح کسی داستان در داستان قصے کو بھول جانے یا اس میں تفسیری مواد کا اصل بن کر دخول، (E. Nielsen, Oral Tradition, (London,1961),37.) یا غلط تعبیر (P.Crone, Slaves on Horses,(Cambridge,1980),7.) جیسے امکانات کو رد نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح فن خطاطی کے ارتقاء سے قطع نظر کسی روایت سے متعلق کاتب کے سہو میں مبتلا ہونے، لفظ کو غلط لکھنے، اس کے تکرار یا عدم تیقظ کی بنا پر کسی لفظ کے نفس عبارت سے حذف ہونے جیسے امکانات کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بنابریں یہ بھی ہو سکتا ہے نفس مضمون سے کوئی پیرا غائب ہو جائے یا دوسرے ذرائع کے توسط سے اس میں کچھ داخل کر دیا جائے۔

چنانچہ اگر قرآن کو پہلی صدی ہجری میں صرف زبانی روایت کیا جاتا تو اس میں بھی اس نوعیت کی غلطیاں ہوتیں

جیسا کہ حدیث میں ہیں۔ اسی طرح اگر اس کو صرف تحریری طور پر نقل کیا جاتا تو اس میں اسی طرز کے اختلافات ہوتے جیسے کہ میثاقِ مدینہ کی روایات میں ہیں۔ لیکن قرآن کی یہ کیفیت نہیں ہے بلکہ قرآن کو ہر دو طرح سے نقل کیا گیا ہے اور ہر طریقے نے دوسرے کو محفوظ بنانے میں مدد بھی کی ہے۔ (E. Nielsen, Oral Tradition, (London,1961),pp34ff.See also Arthur Jeffery,The Quran as Scripture, (New York,1952),17.Cf. قرآن کی اسی زبانی روایت کا انکار الفونس منگانا نے کیا ہے۔ [Transmisssion of the Quran;MW7 (1917),223-32,402-14.] محمد ﷺ کی وفات کے بعد قرآن کا نامیاتی پہلو برقرار نہ رہا بلکہ اس میں جمود آ گیا۔ چنانچہ قرآن کی ایک ہی نص تھی جس میں نہ تو کسی چیز کو داخل کیا جاسکتا تھا اور نہ ہی اس سے کسی چیز کو خارج کیا جاسکتا تھا، حتی کہ منسوخ مواد کو بھی نہیں (Burton.,pp.239,162,188.)۔ یہی حالت اسلام کے اول خلیفہ کے وقت بھی رہی۔ چنانچہ ان مسلمان سکالرز کی کوششیں جنھوں نے مفروضاتی طور پر قرآن کی ایک اور نص (اوریجنل ورژن) بنانے کی کوشش کی ان کی یہ ورژن مسلمانوں کے اصل نص کے آدھے جوہر سے مطابقت نہیں رکھتی ہے۔

اعراب بندی و تشکیل صوت (Vocalization) کی ابتدا محض اس لیے نہیں ہوئی کہ غیر عرب نہیں جانتے تھے کہ قرآن کو کس طرح سے پڑھا جائے اور نہ ہی یہ زبانی طرزِ روایت کے قائم مقام ہے۔ اسی طرح نص قرآنی کی پائیداری میں بھی اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ یہ سارے ادبی نقطہ نظر ہیں۔ لیکن قرآن محض ادبی شاہکار نہ تھا کہ اس کی ہر طرح سے نوک پلک درست کی جاتی، بلکہ مسلمان علماء کے گفتگو کا زیادہ زور اس بات پر ہے کہ قرآن کے انفرادی اجزا کی تاریخی حد بندی کی جائے جس سے علم نسخ میں بحث ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتابت کے وہ اختلافات جن کا ما قبل میں ذکر ہوا ہے ان کے حوالے سے کوئی پریشانی محسوس نہیں کی گئی بلکہ بعض اختلافات سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے ہاں نص قرآنی کے الفاظ کے مقابلے میں اس کی روح (معانی و مفاہیم) کی اہمیت زیادہ تھی۔ یہ حقیقت کتب تفسیر سے زیادہ سمجھ میں آسکتی ہے۔

دوسری جانب اگر Vocalization (اعراب بندی و تشکیل صوت) کو دیکھا جائے تو عجم کے لیے قرآن پڑھنے میں دقت، اس کے پھیلنے کی بڑی وجہ ہوسکتی ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر چمڑے کے بجائے کاغذ کا استعمال شروع کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ اس بات کے کچھ ایسے تاریخی شواہد موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عراقی تہذیب و ثقافت سے ماخوذ ہے کیونکہ وہاں آباد نسطوری عیسائیوں میں Dot Vocalization کا نظام رائج تھا۔ اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ عجم سے آئی ہے نہ عرب سے۔ بالکل اس کے برابر ایک اور وجہ جو کہ Vocalization (اعراب بندی و تشکیل صوت) کے پھیلاؤ کا سبب بنی ہوگی وہ مسلمانوں کے ہاں قرآن کے الہامی کتاب ہونے کی وجہ سے عزت و عظمت ہے۔ چنانچہ ان وجوہات کی بنیاد پر ایک تحریک شروع ہوئی جس میں نص قرآنی کی خوبصورتی پر زور دیا گیا۔ لیکن اس کے الفاظ کی صحت و صفائی کو نظر انداز کیا جانے لگا اسی طرح استناد کے بجائے احترام کو ملحوظِ نظر رکھا جانے لگا۔ چنانچہ تسلسل کے ساتھ یہ خواہش رہی ہے کہ نص قرآنی کی زبانی روایت کی تکمیل کے لیے کتابت کو اس کے مطابق بنالیا جائے، اس طرح سے کتابت کی جمالی حیثیت میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا۔

ہماری اس گفتگو سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ ابتداءً یہ مسئلہ نہیں تھا کہ بعض اختلافات نص کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں جبکہ دوسرے بعض زبانی ادائیگی کے ساتھ، بلکہ ابتداءً سب کچھ ایک تھا۔

ضمیمہ وفوائد

c امام ورش رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ان کے اپنے بیان کردہ واقعات ملاحظہ ہوں، وہ فرماتے ہیں "میں امام نافع رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھنے کے لئے مصر سے نکلا، جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو مسجد نبوی شریف میں پہنچ کر دیکھا کہ طلباء کی کثرت کی وجہ سے کوئی شخص امام نافع رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا اور آپ بہت شفقت و لگن سے قرآن پڑھا رہے ہیں، میں کلاس کے پیچھے بیٹھ گیا اور ایک آدمی سے پوچھا: نافع کی نگاہ میں کون شخص زیادہ معزز ہے؟ اُس نے کہا کبیر جعفریّین اور میں آپ کو اُس کے ہاں لے چلتا ہوں، اُن کے ہاں پہنچ کر مُدعا عرض کیا کہ میں مصر سے صرف امام نافع رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھنے کے لئے آیا ہوں۔ اور آپ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ نافع کی نظر میں آپ کی قدر و منزلت ہے۔ اس لئے آپ میری سفارش کر دیجئے، فرمانے لگے 'نعم وکرامۃ' ٹھیک ہے بسر و چشم، انہوں نے اپنی چادر اُٹھائی اور نافع کے پاس پہنچ گئے، عرض کیا حضرت! یہ مصر سے آپ کے پاس صرف پڑھنے کے لئے آئے ہیں، حاجی و تاجر نہیں۔ نافع نے فرمایا: آپ دیکھ تو رہے ہیں کہ اولادِ مُہاجرین و انصار کی تعلیم کی وجہ سے میں کتنا عدیم الفرصت ہوں، جب زیادہ اصرار کیا تو رات کو مسجد نبوی شریف میں رہنے کی تاکید کی، صبح کی نماز سے قبل جب آپ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آئے تو پوچھا وہ مصری مسافر کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا جی! میں حاضر ہوں، اللہ آپ پر رحمت فرمائے۔ فرمایا: تم پڑھنے کے زیادہ مستحق ہو پڑھو، مجھے اللہ نے حسن صوت اور شد و مد کے ساتھ پڑھنے کی نعمت سے نوازا ہوا تھا۔ جب میں نے پڑھا تو پوری مسجد میری آواز سے گونج اُٹھی، 30 آیتیں پڑھ چکا، تو خاموش ہو جانے کا ارشاد فرمایا۔ حلقۂ طلباء میں سے ایک نوجوان نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے معلم خیر شیخ! اللہ آپ کو مزید عزت بخشے، ہم تو آپ کے ساتھ مدینہ میں ہی رہتے ہیں اور یہ ترک وطن کر کے آپ کے پاس پڑھنے کے لئے آئے ہیں۔ لہٰذا میں اپنے وقت میں سے 10 آیات کے بقدر انہیں ہبہ کرتا ہوں، پھر ایک شخص نے بھی 10 آیتوں کا وقت ہبہ کیا۔ اس پر مجھے امام نافع رحمۃ اللہ علیہ نے مزید بیس آیتیں پڑھنے کی اجازت دیدی۔ جب سب طلباء فارغ ہو گئے تو میں نے 50 آیتیں اور پڑھیں اور اس طرح تمام قرآن کئی مرتبہ آپ سے پڑھا۔ [معرفۃ القراء الکبار: ۹۲،۹۳/۱]

d قراءات چونکہ سماعی ہیں اور اس میں کسی کی اختراع یا قیاس کا کوئی دخل نہیں، جبکہ قراءات کی نسبت ائمہ کی طرف اس لئے بھی ہوتی ہے کہ انہوں نے انتہائی جانفشانی سے تتبع اور استقصاء کے بعد منقول قراءات کے قواعد منضبط کئے، مثال کے طور پر افادۂ قارئین کے لئے ذیل میں چند قواعد ورش کا ذکر کیا جاتا ہے:

قاعدہ: راء کے ماقبل اگر کسرہ متصل یا یاء ساکنہ ہو تو اس راء کو باریک پڑھتے ہیں جیسے: یبصرون، کثیراً

قاعدہ: اگر ہمزہ ساکنہ فائے کلمہ میں واقع ہو تو اس کو بمناسبت حرکت ماقبل حرف سے بدلتے ہیں، جیسے یؤمنون

قاعدہ: لام اگر حروف صاد، ضاد، طا، ظا کے بعد ہو تو پُر پڑھتے ہیں، جیسے: الصّلوۃ

قاعدہ: مدّ متصل و منفصل میں طول (پانچ الفی) کرتے ہیں۔

قاعدہ: ہمزہ قطعی متحرک سے پہلے حرف صحیح ساکن (یعنی غیر مدہ حروف) یا حرف لین ہو تو ہمزہ کی حرکت ما قبل کی طرف نقل کرتے ہیں اور ہمزہ کو تخفیفاً حذف کرتے ہیں، جیسے بالاٰخرة ، وإذا خلوا إلی

قاعدہ: مدّ بدل میں تین وجوہ، قصر، توسط، طول سے پڑھتے ہیں۔

قاعدہ: میم جمع کے بعد اگر ہمزہ قطعی ہو تو اس میم میں صلہ مع المد الطویل کرتے ہیں جیسے أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ **قاعدہ:** ذوات الراء میں صرف تقلیل (امالہ صغریٰ) کرتے ہیں جیسے بشرِیٰ، نَصَارِیٰ، اور ذوات الیاء میں فتحہ و تقلیل دونوں کرتے ہیں جیسے هُدیٰ

قاعدہ: اگر الف کے بعد رائے مکسورہ ہو تو الف میں تقلیل کرتے ہیں جیسے: أبصٰرهم، مِن دِیٰرهم، أصحب النّار

قاعدہ: حرف لین جس کے بعد ہمزہ ہو اس میں دو وجہ جائز ہیں، اوّل توسط پھر طول جیسے: شیَء

قاعدہ: لفظ کافرین اور الکافرین میں تمام قرآن میں تقلیل کرتے ہیں۔

قاعدہ: اگر لین اور بدل اس طرح جمع ہو جائیں کہ لین مقدم اور بدل موئخر ہو تو لین میں پہلے توسط کریں گے اور بدل میں مدود ثلاثہ (قصر، توسط، طول) پھر لین میں طول کریں گے اور بدل میں صرف طول، یہ چار وجہیں ہوئیں، اور اگر بدل مقدم ہو اور لین موئخر تو اوّل بدل میں قصر کریں گے اور لین میں توسط، پھر بدل میں توسط اور لین میں بھی توسط، پھر بدل میں طول اور لین میں توسط و طول، یہ چار وجہیں ہوئیں۔

قاعدہ: قصر اور تقلیل جمع نہیں ہوتی، اسی طرح توسط اور فتحہ جمع نہیں ہوتا۔

قاعدہ: ہمزتین مفتوحتین ایک کلمہ میں ہوں تو دو وجوہ۔ ہمزہ ثانیہ کی تسہیل محض اور ۲ ابدال ہمزہ ثانیہ بالالف کرتے ہیں، ابدال کی مثال جیسے : ءَأَنذرتہم وغیرہ

ہمزہ اُولیٰ مفتوح اور ثانیہ مکسور ایک کلمہ میں ہوں تو ہمزہ ثانیہ کی صرف تسہیل کرتے ہیں جیسے اَئِذَا

ہمزہ اولیٰ مفتوح اور ثانیہ مضموم جیسے: أَئُنبئکم تو ثانیہ کی صرف تسہیل کرتے ہیں۔

۳۔ متواترہ قراءاتِ قرآنیہ قطعی طور پر منقولی اور منزل من اللہ ہیں، ان تمام پر قرآن کا اطلاق ہوتا ہے ان میں انسانی قیاس، اجتہاد یا رائے کا کوئی دخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے امت پر سہولت کیلئے قرآن کریم کو متعدد قراءات پر نازل کیا تا کہ قرآن کریم کا پیغام ہر شخص تک پہنچ سکے۔ یہ قراءات سنتِ متبعہ ہیں جو آپ ﷺ سے صحابہ اور صحابہ سے ہم تک متواتر طریقہ سے پہنچی ہیں۔ ان قراءات میں اختلاف سے آیات کے مجموعی معنی و مقصود میں کوئی ایسی تبدیلی یا تضاد پیدا نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ایک قراءت کو دوسری کے ساتھ جمع کرنا ممکن نہ ہو یا ایک قراءت کے صحیح ہونے سے دوسری کی تغلیط لازم آتی ہو بلکہ اختلافِ قراءات سے متنوع اور عجیب و غریب معانی منکشف ہوتے ہیں جن کے مابین ضدیت اور مخالفت نہیں ہوتی کیونکہ ایسا کتاب اللہ میں محال ہے، جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ [النساء: 82]

اسلئے یہ ناممکن ہے کہ ایک قراءت میں امر اور دوسری میں نہی ہو یا اور کسی طرح کا تعارض ہو سکے۔ غرض یہ قراءات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہیں اور ہر قسم کی تحریفات سے پاک ہیں۔ اس کے برعکس مستشرقین و ملحدین نے مختلف قراءات کو نتیجہ قلم قرار دیتے ہوئے یہ نظریہ قائم کیا ہے کہ قراءات کا اختلاف درحقیقت سماعی نہیں بلکہ اس کی بنیادی وجہ مصاحفِ عثمانیہ کا نقط و حرکات سے خالی ہونا تھا، لہٰذا ہر شخص نے اپنے اجتہاد کے مطابق اس کو پڑھا اور بعد میں اسی کو 'قراءات' کا نام دے دیا گیا۔ اسی طرح انہوں نے قرآن کی قراءاتِ مختلفہ کو تحریف ثابت کرنے کیلئے بطور دلیل پیش کیا ہے۔ اس حوالہ سے ان کی فکر کا مآخذ بائبل کے مختلف versions ہیں، چونکہ اناجیل کے متعدد و مختلف نسخہ جات دنیا میں رائج ہیں اور ان کے مابین اختلافِ کثیر پایا جاتا ہے، بایں وجہ وہ قرآن کریم میں بھی اسی طرح کی صورتِ

حال کو ثابت کرنے کیلئے اس کی قراءات کو بائبل کے versions کی طرح قرآن کے مختلف versions قرار دیتے ہیں ۔ خصوصاً جارج سیل وغیرہ نے مصاحفِ عثمانیہ کے سات نسخوں کو، سات مختلف کتب versions سے تشبیہ دی ہے ،اس کے مطابق ان سات قرآنوں میں سے دو مدینہ، ایک کوفہ، ایک بصرہ اور ایک شام میں مستعمل رہا جبکہ ساتواں مشترکہ مصحف (common edition) تھا۔ اسی طرح گولڈزیہر اور آرتھر جیفری نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے قبل، مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس مستقل مصاحفِ قرآنیہ کی موجودگی کو ثابت کرنے کے بعد مصاحفِ عثمانیہ سے ان کا تقابل کرنے کی کوشش کی ہے جس سے وہ یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ مصاحفِ قدیمہ، مصاحفِ عثمانیہ سے قطعاً مختلف تھے۔ پھر اسی بنیاد پر متواتر قراءات اور طرق کے تقابل کو اپنا موضوع بنایا، ان اختلافات کو قرآن کریم میں تحریف کی سب سے بڑی دلیل کے طور پر پیش کیا۔ مستشرقین کے مذکورہ نظریات کے باطل ہونے کو مسلم محققین نے متعدد دلائل وشواہد کے ذریعہ واضح کیا ہے، لیکن اب کچھ مغربی اہل علم بھی اپنے پیش رو مستشرقین کی غلطی کو خود اپنی تحریروں میں پیش کر رہے ہیں، جس سے مسلم اہل علم کی تحقیقی میدان میں کامیابی ثابت ہوتی ہے۔

ooooooooooooooooooooooooooooo

قیامت کی سختیوں میں قرآن سفارشی ہوگا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم قرآن پڑھو اس لئے کہ قرآن قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا“:

”قیامت کے دن قرآن اور قرآن والے جو اس پر عمل کرتے تھے، ان کو لایا جائے گا۔ تو سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران پیش پیش ہوں گی اور اپنے پڑھنے والوں کے لیے بحث کریں گی۔“

[مسلم]

حافظ صلاح الدین یوسف[1]

کیا قرآن حفظ کرنا بدعت ہے؟

(غامدی گروہ کا ایک اور فتنہ انگیز شوشہ)

ماہنامہ ' اشراق' کے شمارہ جون ۲۰۱۹ء میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ مضمون نگار کا تعلق اس گروہ سے ہے جو مسلمات اسلامیہ کا منکر ہے، مثلاً جسمانی معراج، حد رجم، حضرت مسیح کے دوبارہ نزول، ظہور مہدی اور دیگر مسلمات اسلامی کا منکر ہے۔ مردوں کی خطابت و امامت عورت بھی کر سکتی ہے، وغیرہ کا قائل ہے۔ اس کی تفصیل راقم کی کتاب " فکر فراہی اور اس کے گمراہ کن اثرات" (ناشر المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر کراچی، مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ، لاہور) سے مل سکتی ہے۔ علاوہ ازیں ہر مسئلے میں شکوک و شبہات پیدا کرنا بھی اس گروہ کا خاص شعار ہے۔ اس کے لیے یہ لوگ تلبیس کاری کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ یہ وہ گروہ ہے جو غامدی، اصلاح اور فراہی کہلاتا ہے، اور متفق علیہ احادیث کا منکر ہے۔

تلبیس کاری ایک خاص فن ہے جس میں حق و باطل کی آمیزش کی جاتی ہے، کیونکہ خالص باطل کو پیش کرنا بھی مشکل ہے اور اس کو منوانا بھی مشکل۔ باطل کے ساتھ کچھ کچھ حق کی آمیزش ہوتی ہے، تو ایک جرعہ تلخ بھی قند شیریں کی طرح خوش گوار معلوم ہونے لگتا ہے۔

اس مضمون میں بھی اسی فن کاری سے تلبیسی کام لیا گیا ہے۔ مثلاً اس مضمون میں کہا گیا ہے کہ ابلاغ کے لیے حفظ ضروری نہیں ہے۔ یہ بات بلاشبہ صحیح ہے کہ ابلاغ کے لیے حفظ ضروری نہیں، بلکہ اس کے معنی و مفہوم کو سمجھنا ضروری ہے۔ لیکن کیا اس حقیقت سے انکار کیا جاسکتا ہے کہ مبلغ اگر حافظ بھی ہو تو اس کو ابلاغ میں بہت زیادہ سہولت رہتی ہے، پھر حفظ کی اہمیت سے انکار کیوں کر ممکن ہے؟۔ علاوہ ازیں اس سے ابلاغ کا کام زیادہ مؤثر طریقے سے کیا جاسکتا ہے۔ پھر اس کو غیر ضروری کس طرح کہا جاسکتا ہے؟۔

دوسری بات حفظ کی اہمیت کو گھٹانے کے لیے یہ کہی گئی ہے کہ حفظ کے بجائے اس کا سمجھنا زیادہ ضروری ہے۔ یہ بات بھی درست ہے کہ معنی و مفہوم کا سمجھنا نہایت ضروری ہے، لیکن اس سے کون انکار کرتا ہے؟ جو حفظ کرتے یا کرواتے ہیں، وہ اس کے منکر تو نہیں، بلکہ اس کے مقر ہیں۔

تیسری بات یہ کہی گئی ہے کہ وعید کا تعلق بھول جانے سے نہیں، عمل سے ہے۔ یہ بات بھی درست ہے کہ وعید کا تعلق حفظ کر کے بھول جانے سے نہیں، بلکہ عمل نہ کرنے سے ہے، لیکن اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ یہ رسم ہی صحیح نہیں ہے؟۔ حفظ کرانے سے مقصود ہی قرآن پر عمل کرنے کی ترغیب دینا ہے نہ کہ کچھ اور۔ اگر کوئی بچہ حفظ کر کے بے عمل بن جاتا ہے تو اس کی وجہ تو عام معاشرتی بے راہ روی ہے جس کی لپیٹ میں بعض حفاظ بھی آجاتے ہیں، جیسے دنیاوی تعلیم حاصل کرنے والے بعض بچے بھی کچھ حاصل نہیں کر پاتے اور ان کو کسب معاش کے لیے کوئی چھوٹا موٹا کام

[1] محقق، مفسر، سابق مشیر وفاقی شرعی عدالت، پاکستان

کر کے گزارہ کرنا پڑتا ہے۔ کیا اس سے یہ مطلب اخذ کرنا صحیح ہو گا کہ تعلیمی ادارے بھی فضول اور بچوں کا قیمتی وقت ضائع کرتے ہیں۔؟

مضمون میں حفظ قرآن کے معجزے ہونے کا بھی انکار کیا گیا ہے، یہ بات بالکل غلط ہے۔ قرآن مجید کا حفظ کرنا، یقیناً ایک معجزہ ہے۔ اس معجزے کا انکار کرنے والے کوئی اور کتاب لفظ بہ لفظ یاد کر کے دکھادیں۔ کوئی مائی کا لعل ایسا ہے تو وہ میدان میں آئے اور نمونہ دکھائے۔

ایک بات یہ کہی گئی ہے کہ جو بچے حفظ کرتے ہیں، وہ دوسرے بچوں سے پیچھے رہ جاتے ہیں، جس سے ان کو دنیوی نقصان ہوتا ہے۔ حافظ قرآن کے دنیا کی دوڑ میں پیچھے رہ جانے کا نعرہ بھی انہی لوگوں کا ہے جو دنیا ہی کے حریص اور طالب ہیں۔ ایک مومن کا مقصد زندگی ہی حصول آخرت ہے اور یہی ہونا چاہئے۔ صرف دنیا کی دوڑ میں مگن رہنا، مومن کا نہ شیوہ ہے اور نہ ہی ہونا چاہئے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ اس سے دین کا کوئی مفاد وابستہ نہیں، یا یہ بدعت ہے، ایک نہایت شوخ چشمانہ جسارت ہے۔ جس کا ارتکاب یہی گروہ کر سکتا ہے جس کا مقصد ہی ہر ناجائز کام کو جائز کرنا اور جائز اور مستحب امور کو غیر ضروری قرار دینا ہے ۔زیر نظر مضمون میں اسی انتشار اور فساد فکر و نظر کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ اعاذنا الله منها وهداهم الله تعالىٰ

بہر حال نماز تراویح میں قرآن مجید سننا سنانا اور رسم حفظ قرآن، اگرچہ شریعت کی طرف سے لازم نہیں ہے، دونوں ترغیبی عمل اور نوافل کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا خصوصی تقرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔

علاوہ ازیں اسلامی معاشرے کی یہ دونوں رسمیں اس لحاظ سے نہایت مستحسن ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا جو وعدہ فرمایا ہے، قرآنی حفاظت کے اس کوَنی نظام میں حفاظ کرام اور ان کے والدین کو بھی شریک ہونے کی سعادت سے بہرہ ور فرما کر دین و دنیا کی سعادتوں سے حظ وافر حاصل کرنے کا موقع فراہم فرمایا ہے۔ اسی طرح دینی اداروں اور ان کے معاونین کو بھی۔ جعلنا الله منهم۔

یہ اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم اور دین اسلام کی حفاظت کا تکوینی انتظام ہی ہے، کہ معاشرے میں حفاظ کرام اور علمائے عظام کی وہ قدر و منزلت نہیں جو ہونی چاہئے۔ اس کے باوجود دینی تعلیم اور حفظ و تجوید و قراءات کے ادارے قائم ہیں اور ہو رہے ہیں۔ ان میں پڑھنے والے بچے بھی ہیں، پڑھانے والے اساتذہ بھی نان جویں پر پڑھا رہے ہیں، وہ والدین بھی ہیں جو اپنی اولادوں کو اپنا عصائے پیری بنانے کے بجائے دین اور قرآن مجید کے لیے وقف کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان اداروں کو ایسے معاونین بھی عطا کر رہا ہے، جو دینی مدارس اور حفظ قرآن و تجوید کے مراکز کی تعمیر اور ان کے چلانے کے لیے ان سے حسبة لله تعاون کرتے ہیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن کریم کی حفاظت اور دین اسلام کی ترویج کا تکوینی انتظام فرمایا ہے۔ " اشراق" کے سر پھرے مضمون نگار جیسے لوگوں کی ہرزہ سرائی، اللہ تعالیٰ کے اس تکوینی نظام میں خلل انداز نہیں ہو سکتی۔ ان درویشان خدا مست کی مثال علامہ اقبال کے شعر کی مصداق ہے:

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیے ہیں انداز خسروانہ

کیوں؟ اس لیے کہ

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

حفظ قرآن کی ترغیب میں چند اہم احادیث:

a «من قام رمضان إيمانا ، واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه»[صحيح بخاری :2009]

اس سے رمضان کے قیام اللیل، یعنی تراویح کی فضیلت واضح ہے۔ہاں جس کو اس فضیلت کے حصول کی ضرورت نہیں ہے، وہ اس کو اگر اہمیت دینے کے لیے تیار نہیں ہے، تو اس کی مرضی۔ تاہم ہر مسلمان اس کے حصول کا خواہش مند ہے اور خواہش مند ہونا چاہئے۔

b اور دوسری حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«يقال لصاحب القرآن: اقرأ وارتق، ورتل كما كنت ترتل في الدنيا فإن منزلك عند آخر آية تقرؤها» [سنن أبي داؤد :1464]

” روز قیامت حافظ قرآن کو کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور منزلیں چڑھتا جا۔ اور اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر پڑھ، جیسا کہ ترتیل کے ساتھ تو دنیا میں پڑھتا تھا، اور جہاں تو قرآن ختم کرے گا وہی تیرا مقام ہو گا۔“

c نبی کریم ﷺ کی نظر میں حافظ قرآن کا جو مقام و مرتبہ تھا، وہ آپ کے اقوال و اعمال سے ظاہر ہے۔ جب جنگ احد کے شہداء کی تدفین کا مرحلہ آیا تو فرمایا کہ جو حفاظ کرام ہیں، ان کو پہلے دفن کیا جائے۔

[صحیح بخاری:۱۳۴۷]

d ایک صحابی کی غربت کے پیش نظر اس کا حق مہر ہی قرآن مجید یاد کروانا رکھا گیا۔ وہ غریب تھے، تو ان کو فرمایا کہ تجھے جتنا قرآن یاد ہے، وہ اپنی بیوی کو یاد کروا دینا، یہی تیرا حق مہر ہو گا۔[صحیح بخاری:۵۱۴۹]

ان تمام روایات سے حفظ قرآن کی فضیلت واضح ہے۔

* * * * * *

جنتی عورت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

” جو عورت پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہے، ماہ رمضان کے روزے رکھتی ہے، اپنی عصمت کی حفاظت کرتی ہے، اور اپنے شوہر کی اطاعت کرتی ہے، اسے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے چاہے داخل ہو جاؤ۔“

[مسند احمد:۱۶۶۱]

ڈاکٹر محمد اکرم ندوی

کیا قرآن کریم روایتِ حفص پر ہے؟

میرے ایک شاگرد نے سوال کیا ہے کہ محترم جناب جاوید احمد غامدی صاحب کا خیال ہے کہ قرآن کریم حفص کی قراءت پر ہے، یہ بات میں نے ان سے براہ راست سنی ہے، اور انہوں نے یہ تحریر بھی کیا ہے، چنانچہ اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں:

"... قرآن صرف وہی ہے جو مصحف میں ثبت ہے، اور جسے مغرب کے چند علاقوں کو چھوڑ کر پوری دنیا میں امت مسلمہ کی عظیم اکثریت اس وقت تلاوت کر رہی ہے، یہ تلاوت جس قراءت کے مطابق کی جاتی ہے اس کے سوا کوئی دوسری قراءت نہ قرآن ہے، اور نہ اسے قرآن کی حیثیت سے پیش کیا جا سکتا ہے۔"

مزید لکھتے ہیں:

"نبی ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ کی قراءت یہی تھی، آپ کے بعد خلفائے راشدین اور تمام صحابۂ مہاجرین وانصار اسی کے مطابق قرآن کی تلاوت کرتے تھے، اس معاملے میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہ تھا، بعد میں یہی قراءت 'قراءت عامہ' کہلائی۔"

مزید لکھتے ہیں: "چنانچہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے سے لے کر آج تک مسلمانوں کا قولی تواتر صرف اسی قراءت کو حاصل ہے، اہل عرب کے لہجے کی فنی نزاکتیں اس میں حفص کی روایت سے اخذ کی جاتی ہیں، علماء اسی بنا پر اسے 'قراءت حفص' کہتے ہیں، لہٰذا خیال کیا جاتا ہے کہ دوسری قراءتوں کی طرح یہ بھی ان کا اختیار ہے، دراں حالیکہ یہ 'قراءت عامہ' ہے۔" [مقدمۂ میزان]

سوال:

کیا حفص کے علاوہ دوسری قراءتیں قرآن نہیں؟ اور کیا حفص کی قراءت ہمیشہ قراءت عامہ رہی ہے؟

جواب:

محولہ بالا تحریر میں بہت سے دعوے بلا دلیل کئے گئے ہیں، ان سب پر تفصیلی گفتگو طویل ہو جائے گی، قراءات اور سبعہ احرف پر میں نے اپنے دروس میں بار بار تفصیلی گفتگو کی ہے، ان کا اعادہ سائل کی غرض سے ہمیں دور کر دے گا، اس میں شک نہیں کہ یہ موضوعات اہم ہیں، اور ان کی اہمیت کے پیش نظر کسی وقت ان پر اردو میں لکھوں گا۔ ان شاء اللہ

یہاں صرف اس پر گفتگو کرنی ہے کہ کیا واقعتاً قراءت حفص ہی قرآن ہے، اور اس کے علاوہ کوئی دوسری قراءت قرآن نہیں؟ اور کیا واقعتاً صرف یہی قراءت عامہ ہے؟

جواب سے پہلے یہ عرض کر دوں کہ ماہرین فن کی اصطلاح میں قراءت امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، اور امام حفص رحمۃ اللہ علیہ ان کے ایک راوی ہیں، اسی لئے کہا جاتا ہے: قراءت عاصم بروایت حفص، تفسیر، اور قراءت کی کتابوں میں یہ قراءت

عاصم ہی کی طرف منسوب ہے۔

سوال کی پہلی شق ہے کہ کیا قراءت حفص ہی قرآن ہے؟ اس شق پر زیادہ وقت نہیں لگاؤں گا، دوسری شق کے جواب میں اس دعوی کی کمزوری واضح ہو جائے گی، یہاں صرف اس قدر عرض ہے کہ یہ دعوی قراءتوں کے اختلاف کی حقیقت سے ناواقفیت پر مبنی ہے، اس طرح کی باتیں بہت سے جاہل عیسائی اور دوسرے غیر مسلم کرتے ہیں، مذکورہ بالا تحریر میں مغرب کے جن چند علاقوں کو مستثنی کیا گیا ہے کیا وہاں کے مسلمان قرآن نہیں پڑھ رہے ہیں؟ کیا اسلامی تاریخ کے زریں ادوار میں رائج مختلف قراءتیں قرآن نہیں؟، کاش مثالوں سے واضح کیا جاتا کہ مغرب کی قراءت میں وہ کون سا فرق ہے جو اسے قرآن سے خارج کر دیتا ہے؟

اب ہم سوال کی دوسری شق کی طرف آتے ہیں، یہ دعوی کہ حفص کی قراءت ہی قراءت عامہ ہے، یہ تاریخ سے شدید ناواقفیت ہے۔ ہم پہلے عصر حاضر کی قراءتوں پر نگاہ ڈالتے ہیں، پھر قراءت کی تاریخ کا جائزہ لیتے ہیں:

امام نافع رحمۃ اللہ علیہ مدینہ کے مشہور قاری ہیں، ان کی قراءت ان کے دو شاگردوں ورش اور قالون کے واسطے سے مشہور ہوئی، ورش کی روایت الجزائر، مغرب اقصی، موریتانیا، سنیغال، نیجر، مالی اور نائیجیریا وغیرہ میں عام ہے، یہی قراءت مصر، لیبیا، چاڈ اور تونس کے بعض علاقوں میں پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے، جبکہ قالون کی روایت لیبیا اور تونس کے اکثر حصہ میں عام ہے۔

سودان، صومال، اور چاڈ، نائیجیریا اور وسطی افریقہ کے اکثر علاقوں میں امام ابو عمرو البصری کی قراءت بروایت الدوری عام ہے۔

باقی دنیا میں امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت بروایت حفص عام ہے۔

اور شاید اسی عموم کو دیکھتے ہوئے یہ دعوی کر دیا گیا ہے کہ حفص کی قراءت ہی قراءت عامہ ہے، جبکہ امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت بہت بعد میں عثمانیوں کے دور میں پھیلی ہے، اس سے پہلے صدیوں تک یہ روایت نادر رہی ہے، شاید آخر کی دو صدیوں میں ترکوں کے اثر سے اس کا رواج بڑھا ہے۔

امام ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی تحقیق کے مطابق سنہ ۳۰۰ھ تک مدینہ میں نافع کی قراءت، مکہ میں ابن کثیر کی قراءت، شام میں امام ابن عامر رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت، بصرہ میں امام ابو عمرو اور امام یعقوب رحمۃ اللہ علیہم کی قراءت، اور کوفہ میں امام عاصم ، امام حمزہ اور امام اعمش رحمۃ اللہ علیہم کی قراءت رائج رہی ہے، اس عہد میں امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت امام حفص رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے نہیں بلکہ امام شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے زیادہ مقبول تھی۔

بعد کی صدیوں میں مختلف قراءتیں ایک دوسرے کی جگہ لیتی رہیں، لیکن ان میں حفص کا نام کہیں نہیں، مصر مغرب، اور افریقہ کے ممالک میں ورش اور قالون کی روایت مقبول ہوئی، اور ابو عمرو کی قراءت بروایت الدوری حجاز، یمن، شام، عراق، سودان، اور مصر اور افریقہ کے بعض حصوں میں بہت بعد تک رائج رہی ہے۔ قراءت کے مشہور امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۳۳ ہجری نے اپنے عہد کے متعلق لکھا ہے کہ اس وقت شام، حجاز، یمن اور مصر میں امام ابو عمرو رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت عام ہے۔

امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کے عہد تک امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت بروایت حفص رائج نہیں تھی، ان کے بعد نویں اور

دسویں صدی ہجری میں ترکوں میں اس کارواج شروع ہوا، اور چونکہ قاضیوں اور ائمہ وغیرہ کی تقرری زیادہ تر خلافت کے احکام کے تحت ہوتی تھی، اس لئے ترکی کے باہر بھی اس کارواج ہونے لگا، پہلے حجاز میں اس کا اثر ظاہر ہوا، اس کے بعد دوسرے علاقوں یمن اور شام میں یہ روایت آخری سو سالوں میں پھیلی ہے۔

آپ خلافت عثمانیہ سے پہلے کی تفسیر کی کتابیں دیکھیں، یہ حفص عن عاصم کی قراءت پر مبنی نہیں ہیں، زمخشری اور واحدی کی تفسیریں امام ابو عمرو رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت پر ہیں، میرے استاد ماہر تفسیر (مولانا فراہی کے سکول کے نمائندہ) مولانا شہباز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تفسیر کی کتابوں میں حفص کی روایت کا پتہ ہی نہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ متقدمین کے یہاں اس کارواج نہیں تھا۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حفص کی روایت قراءت عامہ ہے، انہیں یقیناً یہ جان کر صدمہ ہوگا کہ یہ روایت آخر کی دو صدیوں میں اتنی پھیلی ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ مشہور قراء کی قراءتیں سب قراءت عامہ ہیں اور سب قرآن ہیں، اور اس قراءت عامہ میں اس طرح کے اختلاف کی گنجائش ہے، اسی لئے علماء نے ان قراءتوں کی کبھی مخالفت نہیں کی، بلکہ ان کی روایتیں کرتے رہے ہیں۔

حوالہ کے لیے دیکھیں:

[ابن مجاہد کی السبعة، زمخشری کی الكشاف، امام ذہبی کی سير اعلام النبلاء، ابن الجزری کی طبقات القراء، ابن عاشور کی التنوير والتحرير اور ابو خالد السلمی اور دوسرے معاصرین کی تحریریں]

*****

قرآن دل کی سختی کو نرمی میں بدل دیتا ہے

قرأ مالك بن دينار - رحمه الله - قوله تعالى : } لو أنزلنا هذا القرآن على جبل لرأيته خاشعا متصدعا من خشية الله { ثم قال : أقسم لكم لا يؤمن عبد بهذا القرآن الا صدع قلبه -
[حلية الأولياء]

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ جب قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی:

(لو أنزلنا هذا القرآن على جبل لرأيته خاشعا متصدعا من خشية الله)

"اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کر دیتے تھے، تو آپ دیکھتے کہ وہ اللہ کی خشیت سے پھٹ جاتا۔"

تو فرمانے لگے:

"میں تمہیں قسم دے کر کہتا ہوں، کوئی شخص قرآن پر ایمان نہیں لاتا، مگر اس کے دل کی سختی ٹوٹ کر نرمی میں بدل جاتی ہے۔"

ڈاکٹر عمران اسلم[۱]

کیا قرآن کی صرف ایک قراءت درست ہے؟

مجھے یاد ہے دوران تعلیم ہمارے ایک استاد نے، جن کا تعلق جنوبی پنجاب سے تھا، ہمیں ایک سرائیکی لفظ ’ڈِا ڈِا‘ (جسے ہم اپنی زبان میں ’دادا‘ بولتے ہیں) سرائیکی تلفظ کے ساتھ بولنے کا چیلنج دیا تھا، جسے ہم لوگ کوشش کے باوجود درست تلفظ کے ساتھ نہیں بول پائے تھے۔برسوں پرانی یہ بات تب یاد آئی جب غامدی صاحب کے قریبی شاگرد حسن الیاس صاحب کی یوٹیوب پر وہ ویڈیوز دیکھیں جس میں انھوں نے وراثت کے موضوع پر غامدی صاحب کا موقف قدرے تفصیل سے بیان کیا ہے۔

سورۃ نساء کی آیت ۱۲ اور ۱۷۶ میں اللہ تعالیٰ نے مختلف ورثاء کے حصے بیان کیے ہیں۔آیت ۱۲ میں بھی بہن کے حصہ کا تذکرہ ہے اور ۱۷۶ میں بھی۔علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ آیت ۱۲ میں اُخت سے ماں شریک یعنی اخیافی بہن مراد ہے، کیونکہ حقیقی بہنوں کا حصہ آیت ۱۷۶ میں بیان ہوا ہے۔اس بات کی تائید ایک دوسری قراءت سے بھی ہوتی ہے، جس میں أخت من أم کا اضافہ ہے۔حسن الیاس صاحب نے اس ضمن میں غامدی صاحب کا موقف بیان کرتے ہوئے ایک قراءت کے علاوہ باقی تمام قراءات کا سختی سے رد کیا ہے۔ان کے بقول قراءات قرآنیہ کو ماننے کا مطلب ہے کہ قرآن کے ایک سے زیادہ ورژن موجود ہیں۔وہ کہتے ہیں:

> ”پوری امت کے پاس ایک قرآن موجود ہے، جو مراکش سے لے کے انڈونیشیا تک پڑھا پڑھایا جاتا ہے۔ چھاپا جاتا، یاد کیا جاتا ہے۔“

موصوف نے جو دعویٰ کیا ہے کہ مراکش سے ملائیشیا تک ایک ہی قراءت (یعنی روایت حفص) پڑھی جاتی ہے تو ان کو چاہیے ذرا مراکش کے لوگوں کی تلاوت سننے کی زحمت فرمائیں وہاں کے بے شمار لوگ روایت ورش پڑھتے ہیں اور کوشش کے باوجود ’روایت حفص‘ میں تلاوت کرنا ان کے لیے خاصا مشکل ہے۔غامدی صاحب اور حسن صاحب اس وقت امریکہ میں ہیں، جہاں شمالی افریقہ کے بھی ہزاروں مسلمان موجود ہوں گے، ذرا ان سے تلاوت قرآن سن کے دیکھیں اور انھیں ’ہماری قراءت‘ کے مطابق تلاوت کی تلقین کریں۔اگر آپ کو یہ لگتا ہے کہ قرآن صرف وہ ہے جس کو پوری امت پڑھتی ہے، تو اس وقت امت میں چار روایات: حفص، ورش، قالون اور دوری پڑھی جا رہی ہیں۔دنیا کے تقریباً چالیس ممالک میں روایت ورش پڑھی جا رہی ہے۔ایک سے زائد قراءات قرآنیہ کو قولی تواتر بھی حاصل ہے اور عملی بھی۔دنیا کے کروڑوں

---

[۱] رکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

مسلمان صدیوں سے مختلف قراءات میں قرآن پڑھتے پڑھاتے چلے آ رہے ہیں۔ فرض کیجئے اگر یہ روایات نہ بھی پڑھی جا رہی ہوتیں، پھر بھی ان قراءات کو درست سمجھنا ضروری ہوتا، کیونکہ اہل علم متفق ہیں کہ عشرہ ائمہ کی قراءات قطعی و یقینی سند سے رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔ لہٰذا یہ سب قراءات امت کے اجماع سے ثابت ہوئی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ جس قراءت کو آپ 'ہماری قراءت' کہہ رہے ہیں۔ وہ آپ تک پہنچنے کا ذریعہ کیا ہے؟ جن ذرائع سے روایت حفص (جسے غامدی صاحب قراءت عامہ کا نام دیتے ہیں) آپ تک پہنچی ہے، بالکل انھی ذرائع سے دیگر قراءات ہم تک پہنچی ہیں۔ یہ قراءات صحابہ و تابعین سے تواتر کے ساتھ منقول ہیں اور رسم عثمانی کے حدود کے اندر ہیں۔ کیا کروڑوں کی تعداد میں یہ مسلمان غیر قرآن کو قرآن سمجھے بیٹھے ہیں؟

اگر ایک سے زیادہ قراءات غامدی صاحب اور حسن الیاس صاحب کو قرآن کے ایک سے زیادہ ورژن معلوم پڑتے ہیں تو اطلاعاً عرض ہے کہ خود روایتِ حفص میں بھی قرآنِ مجید کے کئی الفاظ کی دو دو قراءتیں درست ہیں۔ جیسے:

سورۃ الطور کی آیت نمبر ۳۷ میں ہے: ﴿ أَمْ عِندَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ﴾ میں لفظ الْمُصَيْطِرُونَ کو الْمُسَيْطِرُونَ بھی پڑھا جاتا ہے۔ روایت حفص میں 'ص' اور 'س' دونوں طرح منقول ہے۔

سورۃ الروم کی آیت نمبر ۵۴ میں ﴿خَلَقَكُمْ مِنْ ضُعْفٍ﴾ میں لفظ ضُعْف کی ض کو زبر اور پیش دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ تو کیا اس کو بھی موصوف اس آیت کا دوسرا ورژن قرار دیں گے؟

اگر انگلش کے لفظ Schedule کو 'شیڈول' یا 'سکیجوئل' پڑھنے سے انگلش کو کچھ فرق نہیں پڑتا ہے تو ثابت شدہ متواتر قراءات میں سے کسی کے بھی مطابق پڑھنے سے قرآن بھی قرآن ہی رہتا ہے اور یہ وہ سہولت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عطاء فرمائی ہے۔ اگر پنجابی اور اردو بولنے والوں کو دادا کے بجائے 'ڈاڈا' بولنے کا پابند کیا جائے گا تو یہ ان کے ساتھ زیادتی ہو گی۔

♣♣♣♣♣♣♣♣♣

ماہر قرآن۔۔۔!

حافظ ذہبی رحمہ اللہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کے تعارف میں لکھتے ہیں:

"کسی نے امام سفیان ثوری کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ہیں، اور ایک درخت سے دوسرے درخت پر اڑتے پھرتے ہیں، ان سے پوچھا گیا: آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟۔ فرمایا: میں معزز پاکباز فرشتوں کے ساتھ ہوں۔ پوچھا گیا: آپ نے کس عمل کو سب سے افضل پایا ہے؟، فرمایا: تلاوت قرآن۔"

[حلیۃ الاولیاء: ۹/۳۷۷]

ڈاکٹر تنویر اقبال [1]

رشد قراءات نمبرز پر منکرینِ حدیث کی بوکھلاہٹ

جامعہ لاہورالاسلامیہ کے کلیۃ القرآن نے اپنے مجلہ رشد کے قراءات پر خصوصی نمبرز نکالنے کا پروگرام بنایا، جو اردو زبان میں قراءات قرآنیہ کے حوالے سے تاریخ کا سب سے بڑا پروجیکٹ تھا، جس میں پہلا نمبر ۷۲۰ صفحات، دوسرا ۹۳۶ اور تیسرا ۱۰۴۰ صفحات پر مشتمل ضخیم نمبرز نکالے، جس سے پہلی مرتبہ اردو دان طبقہ کو قراءات کی بنیادوں، ان کے دلائل اور تفصیلات کا علم ہوا، وہیں منکرین قراءات کے دعووں کی قلعی کھل گئی، تو وہ حواس باختہ ہوگئے۔ انہوں نے رشد کے خلاف اپنے مجلات میں بھی لکھا، اور کتابیں بھی تحریر کیں۔ انہی میں کراچی کے ایک شخص محمد صدیق احمد جو فوج سے کیپٹن ریٹائر ہیں نے ” القرآن الحکیم کی قرآءتی تحریف “ کے نام سے ایک کتاب تحریر کی۔ ہمارے دوست ڈاکٹر تنویر اقبال صاحب کے ہاتھ یہ کتاب لگی، تو انہوں نے اس مضمون میں مذکورہ کتاب اور اس کے مصنف کی حقیقت قارئین رشد کے لیے واضح کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر دے۔[ادارہ]

عرصہ ہوا کہ میرے ایک دوست نے مجھے ایک کتاب دی، جس کا نام ’القرآن الحکیم کی قرآءتی تحریف‘ ہے اور اس کے مؤلف کوئی فوج کے ریٹائر کپتان ہیں، جیسا کہ اس پر مؤلف کیپٹن (ر) محمد صدیق احمد کراچی لکھا ہوا ہے، اور ساتھ ہی لکھا ہوا ہے کہ ” دشمنان قرآن ایک قرآن کے بیس (۲۰) قرآن چھپوا رہے ہیں، اس لیے امت مسلمہ کو اس عجمی مجوسی سازش کا تدارک کرنا چاہئے “۔

کتاب کی اشاعت اول ۲۰۱۸ء/۱۴۳۸ھ اور صفحات ۴۴۶ ہیں، کتاب کے عنوان سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ کتاب کے مؤلف امت مسلمہ میں رائج مختلف قراءات قرآنیہ کا انکار کرتے ہوئے انہیں تحریف قرار دے رہے ہیں، یا دوسرے لفظوں میں روایت حفص کے علاوہ دوسری تمام قراءاتی روایات کا انکار کرتے ہوئے انہیں مجوسی و عجمی سازش قرار دے رہے ہیں۔ اور اس طرح ان قراءات و کتابی شکل میں جمع کرنے والے تمام مؤمنین کو عجمی مجوسی قرار دے رہے ہیں اور ان قراءات کو قبول کرنے والی تمام امت مسلمہ کو اس سازش کا شکار قرار دے رہے ہیں، اور صرف روایت حفص کو ماننے والوں کو مسلم قرار دے رہے ہیں۔

کتاب کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ کتاب میں اٹھائے گئے اعتراضات تو سارے کے سارے وہی ہیں جو اس سے قبل چند سالوں سے منکرین حدیث اٹھاتے آئے ہیں، اور اہل علم ان تمام سوالات کے پہلے سے ہی دندان شکن جوابات کتب ورسائل میں شائع کروا چکے ہیں۔

یاد رہے منکرین حدیث کے ان تمام سوالات کی بنیاد خود عجمی مستشرقین، غیر مسلم، ہندو، عیسائی، یہودی اور مجوسی فراہم کرتے آئے ہیں، اور مؤلف صاحب انہی بنیادوں پر اپنی اس کتاب کی عمارت کھڑی کر کے عجمی، مجوسی سازش کے

[1] فاضل تجوید و قراءات، جامعہ محمدیہ، لوکوورکشاب، لاہور

تدارک کی کوشش کر رہے ہیں۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد　　　　جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

حوالہ جات اور تنقید کرنے کے لیے رشد کے مضامین کے لمبے لمبے اقتباسات درج کر کے خواہ مخواہ کتاب کو طوالت دی گئی ہے، حالانکہ اس مقصد کے لیے حوالہ درج کر کے محض مرکزی خیال پیش کرنا ہی کافی ہوتا ہے۔

بعض جگہ پر سخت جملے اور نامناسب زبان استعمال کی گئی ہے، جس سے کتاب کے حسن میں کمی واقع ہوئی ہے۔ اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ مؤلف کا قراء کرام سے بالخصوص مدنی خاندان سے کوئی ذاتی عناد ہے، جس کی وجہ سے وہ ایسی بازاری قسم کے جملے رقم فرما گئے ہیں۔

کتاب کے شروع میں ہی ایک چیلنج کیا گیا ہے، جس کا جواب نہایت ضروری ہے۔ اگرچہ یہ چیلنج نئے انداز سے اٹھائے گئے ہیں، مگر اعتراضات سب پرانے ہیں، نیا کچھ بھی پیش نہیں کیا گیا۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا وہ معجزہ ہے جو تا قیامت منکرین کے لیے ایک کھلا چیلنج ہے کہ تم اس طرح کی ایک بھی سورۃ بنا کر نہیں لاسکتے، چاہے تم تمام بجز اللہ تعالیٰ کے ایک دوسرے کی مدد ہی کیوں نہ کرنے کے لیے جمع ہو جاؤ۔ یہ چیلنج منکرین کے لیے خاص، اور تمام انسانوں کے لیے عام کلام الٰہی کے ہونے یا نہ ہونے کی دلیل ٹھہرا۔

﴿وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰي عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَاۗءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۲۳﴾ [البقرة:23]

اور یہیں پر بس نہیں کیا، بلکہ اس چیلنج کے نتائج سے بھی آگاہ کر دیا۔

﴿فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِىْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ښ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ﴾ [البقرة:24]

کہ تم ایسا ہرگز نہیں کر پاؤ گے، اب یہ چیلنج اور اس کے نتائج ڈیڑھ ہزار سال سے سب کے سامنے ہیں۔ اگر کسی نے کوشش بھی کی تو مضحکہ خیز ثابت ہوئی اور اس میں کیسے کیسے کلام پیش کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس کو درج کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔ لیکن اس بیانیہ سے ایک نتیجہ اخذ کرنے کے لیے اتنا ضرور عرض کروں گا کہ اس طرح کی کوشش جھوٹے مدعیان نبوت نے بھی کی، اور کچھ نے قرآن آیات میں کانٹ چھانٹ اور مکسنگ کر کے پیش کرنے کی بے ہودہ کوششیں بھی کیں، لیکن اہل علم نے انہیں رد کر دیا، اور اس کے عیب سب پر عیاں و آشکار ہوئے۔

اب مجھے یہ بتایا جائے کہ اگر قرآنی آیات میں تحریف کو مسترد کر دیا گیا اور اس میں عیوب کو ظاہر بھی کیا گیا تو پھر وہ قراءات قرآن جس کا موصوف نے انکار کیا ہے اور اسے عجمی سازش قرار دیا ہے، وہ کیونکہ امت میں مقبول ہوئیں، اور اللہ کے گھر کعبہ میں نمازوں میں ان کی قراءت کی جا رہی ہے۔

اب منکرین قراءات کے ذمہ اس سوال کا جواب دینا ہے کہ اللہ کے کلام کی مثال تو پیش کرنے سے زمانہ عاجز آگیا، تو اللہ کے گھر میں تلاوت ہونے والی قراءات غیر منزل من اللہ کس حساب سے ٹھہرائی جا رہی ہیں۔ کیا وہ اللہ کے دعویٰ ولن تفعلوا کو جھٹلانا چاہ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام نہ صرف نازل کیا، بلکہ قیامت تک اس کی حفاظت کا ذمہ بھی لیا ہے۔

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝۹﴾

جب اللہ تعالیٰ نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ اس کی حفاظت کا انتظام خود اس کے ذمہ ہے۔ غیر مسلم نے بارہا اس کلام کو ناپید کرنے کی کوشش کی، مگر ناکام ونامراد ٹھہرے، کیونکہ اس کی حفاظت اس ذات نے کی ہے، جو اس کائنات کا اکیلا اور تنہا مالک اور کسی کا محتاج نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کلام کی ہر قراءات کو بھی اللہ نے آج تک اپنی حفاظت میں رکھا، نہ اس کی کوئی ہارڈ کاپی نہ سافٹ کاپی، نہ آڈیو، نہ ویڈیو، کسی کی بھی محتاجی نہیں۔ محض امت میں سینہ بسینہ ایک ایک حرف ایک ایک قراءات منتقل ہوتی آرہی ہے۔

موصوف نے شروع میں ایک چیلنج بھی کیا ہے: نص قرآنی پیش کرو کہ قرآن سات، دس یا بیس قراءات میں نازل کیا گیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ قراءات ایک ہو یا سات، دس یا بیس، ان کا محفوظ رہنا اور سینہ بسینہ منتقل ہونا ہی بہت بڑا ثبوت ہے۔ باقی رہ گئی اعتراض والی بات کہ میں نہ مانوں، تو موصوف اگر روایت حفص کی کسی آیت کا انکار کر دیں تو کون اس حماقت و جہالت پر اپنی ہنسی روک سکے گا (جیسا کہ کسی نے جہالت کی بنا پر ایک دو آیات حذف کر کے قرآن بھی چھپوایا، لیکن امت نے فوراً اسے مسترد کر دیا، کہ نامکمل ہے)

میں اپنے اس مضمون میں کسی روایت کا حوالہ دینا اس لیے مناسب نہیں سمجھتا کہ منکرین قراءات دراصل پہلے منکرین حدیث ہیں، بس یہ ان کے اوچھے ہتھکنڈے ہیں جو کبھی ضعیف اور موضوع روایات کا سہارا لے کر ذخیرہ احادیث کو مشکوک ٹھہرانے کی کوشش کرتے ہیں، اور کبھی اپنی مرضی کا مطلب و مفہوم کشید کر کے انکار حدیث کی فرضی و ہوائی عمارت تعمیر کر دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ محض طوالت پیدا کرنے اور کتاب کی ضخامت بڑھانے کے لیے اہل علم کے افکار و خیالات کو بطور حوالہ پیش کرتے ہوئے دوسری کتب کے صفحات کے صفحات درج کرتے چلے گئے ہیں، حالانکہ بات صرف دو جملوں میں بھی بیان کر سکتے تھے، کہ سبعہ احرف کی تفسیر و ترجمہ میں اہل علم متفق نہیں ہیں۔ اور انہیں سیدھا سا جواب مل جاتا کہ جناب خبر یہ حدیث کے حل پر اہل علم کے متفق یا غیر متفق ہونے سے کچھ فرق نہیں پڑتا، کہ وہ تو محض ایک خبر ہے کہ قرآن سبعہ اَحرف پر نازل کیا گیا۔ اور ہر اہل علم نے اپنے اپنے ذہن کے مطابق اسے حل کرنے کی کوشش کی، لیکن ان کے اختلاف سے خبر پر کوئی فرق نہیں پڑتا، جیسا کہ آج بعض قرآنی آیات کے مفہوم کو سائنس کے قوانین یا ایجادات سے تطبیق دینے کی بعض مفسرین نے کوششیں کی ہیں، لیکن ایسی کوششیں کرنے والے مختلف الخیال ہونے کی وجہ سے غیر متفق نظر آتے ہیں۔ تو ان کے غیر متفق ہونے کی وجہ سے قرآنی آیات کا انکار تو نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح قرآن مجید میں بعض متشابہات قسم کی آیات ہیں، جس کے مفہوم پر اہل علم متفق نہیں، تو ان کے بارے موصوف کیا کہیں گے؟۔ حروف مقطعات کا ترجمہ و تفسیر دور کی بات نام نہاد اہل قرآن کے سارے منکرین مل کر بھی یہ بنانے میں متفق نہیں کہ آخر یہ حروف قرآن میں کیوں ہیں؟۔

میں موصوف کے چیلنج کے جواب میں ایک یہ بھی چیلنج کرتا ہوں کہ تمام منکرین حدیث اور منکرین قرآن (قراءات) حروف مقطعات بارے متفقہ طور پر بتادیں کہ یہ حروف قرآن میں نازل کرنے کا مقصد کیا ہے؟۔ قرآن کی دس بیس قراءات کا ثبوت قرآن سے مانگنے والے پر اس چیلنج کا جواب ادھار رہے گا قیامت تک:

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝١١١﴾

اوپر تمام گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ سبعہ احرف جیسی حدیث کے مفہوم پر اہل علم کا متفق نہ ہونے سے اس خبر کی صداقت پر کچھ حرج واقع نہیں ہوتا ہے، جیسے کسی کی ڈیتھ ہو جانے اور مختلف ڈاکٹرز اس کی موت کی وجہ مختلف بتائیں، تو ان ماہرین کے غیر متفق ہونے سے نہ ہی مردہ زندہ ہو گا اور نہ اس کی موت کا انکار کیا جا سکے گا۔

آج تک جن لوگوں نے بھی کلام اللہ کے مقابلے میں کچھ گھڑنے کی کوشش کی، اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمیشہ ذلیل وخوار کر کے رکھ دیا۔

﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝٤٤ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝٤٥ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝٤٦ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ۝٤٧﴾ [الحاقة: 44-47]

دیکھیں کتنی بڑی وعید ہے کہ اگر یہ رسول ﷺ بھی اپنی طرف سے گھڑ کر کچھ باتیں۔۔ کچھ باتیں۔۔۔ کچھ باتیں ہماری طرف منسوب کر دیتے تو ہم ان کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے، پھر اس کی رگ دل کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی بھی ہمیں روکنے والا نہ ہوتا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسول تک کو ایک لفظ بھی اپنی طرف سے گھڑ کر شامل کرنے پہ اتنی سخت وعید دے رہا ہے، اور کہاں مختلف قراءات کی نماز پنجگانہ میں اللہ کے گھر میں تلاوت کی جارہی ہے۔ اور لوگ شروع اسلام سے ان کی تواتر سے تلاوت کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور موصوف ان کا انکار کرنے میں ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اور افسوس تو یہ ہے کہ ان کے انکار میں تحریف قرآن کی تہمت لگاتے ہوئے غیر مسلم اور مستشرقین کی کتب سے اقتباسات لے کر اپنی فضول کتاب کا پیٹ بھر رہے ہیں۔

میں موصوف کو یہ بھی چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اگر ان قراءات کے منکر ہیں تو بتائیں کہ ان لوگوں پر اللہ کی وعید کیوں پوری نہیں ہو رہی؟۔ بیت اللہ میں پانچ وقت نمازوں میں ان کی تلاوت جاری ہے، مگر وہ ان پر عذاب نازل کرنے کی بجائے ان کو حفاظت کا سامان مہیا کیے ہوئے ہے، اور یہ قراءات پوری دنیا میں سنی جارہی ہیں، جبکہ جن لوگوں نے کلام اللہ میں ملاوٹ کی مذموم کوششیں کی (مرزا ملعون وغیرہ) ان کا انجام بہت برا ہوا، تاریخ گواہ ہے۔

افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہے کہ موصوف ان قراءات کا منزل مِنَ اللہ ہونے کا قرآن سے ثبوت مانگ رہے ہیں، حالانکہ ان قراءات کے منزل من اللہ ہونے کا وہی ثبوت ہے جو روایت حفص کے منزل من اللہ ہونے کا ہے، ورنہ روایت حفص کی بھی کوئی ماسٹر کاپی موصوف پیش نہیں کر سکتے، جو رسول اللہ ﷺ لکھوا کے چھوڑ گئے ہوں۔

مجھے منکرین حدیث پر بہت حیرانی ہوتی ہے کہ جن روایات یا احادیث کی کتب بھی عجمی سازش قرار دیتے ہیں۔ اپنے حق میں دلائل کے لیے انہی کے حوالے بھی دیتے ہیں۔ ہے نا عجیب بات کہ جسے تم جھوٹ اور فریب کہتے ہو، پھر اسے اپنے حق میں کیوں پیش کرتے ہو۔ اگر میں ان کی اس روش کے ثبوت لکھنے بیٹھوں تو بہت وقت ضائع ہو گا۔ اہل علم کے سامنے ایسی ان گنت مثالیں موجود ہیں۔ اور نہ صرف مثالیں موجود ہیں، بلکہ اہل حق نے ان کے دندان شکن جواب بھی دیئے ہیں، مگر انہیں شرم ہی نہیں آتی، بے شرمی اور ڈھٹائی سے وہی باتیں بار بار دھرائے جاتے ہیں۔ اور نئے نئے نام نہاد محققین سامنے آرہے ہیں، اور ادھر ادھر کی فضولیات کو جمع کر کے نئی شکل اور نئے الفاظ میں پیش کر کے " پرانا جال

شکاری نئے'' ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی اس کتاب اور کلام میں کسی بھی باطل کی آمیزش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، کہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بھی اپنے کلام میں واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔

﴿لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ﴾

نہیں آسکتا باطل اس کے پاس اس کے آگے سے اور نہ اس کے پیچھے سے، نازل کردہ ہے بڑے حکمت والے قابل تعریف کی طرف سے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ خود گارنٹی دے رہا ہے کہ اس میں کسی بھی باطل کی آمیزش ممکن ہی نہیں۔

اب یہ نہ تو حدیث یا روایت ہے کہ موصوف اس کا انکار کر دیں کہ جناب یہ تو لوگوں نے خود گھڑ لی ہے یا ان کی زبان میں کہ یہ عجمی مجوسی سازش ہے۔ یہاں تو قرآن کی آیت ہے۔ اور اس کا انتخاب بھی س روایت قرآنیہ سے کیا گیا ہے، موصوف فقط اسی کو قرآن کا درجہ دیتے اور منزل من اللہ ہونا مانتے ہیں۔ میرا موصوف سے سوال ہے کہ کیا آپ اس آیت کریمہ کے منکر ہیں، یا پھر دوسروں کو تلبیس کا الزام لگاتے ہوئے اور خود تلبیس کرتے ہیں، اور اس دعویٰ الٰہی کو چھپاتے ہیں یا معنوی تحریف کرتے ہوئے کوئی دوسرے معانی و مفہوم نکالتے ہیں۔ اور قرآن بدلنے کا اور تحریف کرنے کا الزام دوسروں پر دھرتے ہیں۔

خود قتل کر کے اوروں سے پوچھتے ہیں، یہ ماجرا کیا ہوا؟

دراصل ان منکرین حدیث کا مقصد اور پلان ہی یہ ہے کہ کسی نہ کسی ذخیرہ احادیث کو سازش قرار دیتے ہوئے کلی طور پر مسترد کر دیا جائے اور اس کی زد میں آنے والے تمام مفسرین و محدثین اور فقہائے کرام کی دینی خدمات اور لٹریچر کو یکسر فضول قرار دیتے ہوئے نئی تحقیق اور زمانے سے ہم آہنگی کا ڈھنڈورا پیٹتے ہوئے من مانی تفسیر و تراجم پیش کئے جائیں، اور اپنی مرضی کا برائے نام اسلامی معاشرہ تشکیل دیا جائے، جس میں نام تو اسلام کا ہو، لیکن مغرب کی کلی تقلید کی جائے۔ یہ لوگ بے چارے عقل سے عاری مغرب کی ترقی سے متاثر ہیں۔ اور احساس کمتری کا شکار ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ اسلام کی عائد کردہ پابندیاں ترک کر کے ایک آزاد اور لبرل قسم کا معاشرہ تشکیل دے کر دین کی اصل خدمت ہوگی۔ میں ان کی طرح یہاں انہیں یہودی یا عیسائی ایجنٹ کہنے کی قطعاً جرأت نہیں کروں گا، کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی یہ سوچ اور ایسے نظریات احساس کمتری کے نتیجے میں پیدا ہوئے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ہمارے اسلاف نے ان پابندیوں کو خود سے قبول کرتے ہوئے ایک جامد اسلامی معاشرہ تشکیل دیا ہے۔ حالانکہ مغرب کی ترقی کی وجہ تو ہے ہی اسلامی قوانین کو اپنے معاشرے میں لاگو کرنا۔ نہوں نے صرف مادیت کو ہی فوقیت دی، اور روحانیت کو ترک کر دیا، جس کی وجہ سے وہاں معاشرہ بظاہر اتنی ترقی کے باوجود ذہنی انتشار اور بے سکونی کا شکار ہے، اور اللہ تعالیٰ کا کلام سچا ہے، اور نصیحت بہترین اور حق ہے کہ

﴿لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ﴾

[آل عمران: 197]

''کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو دھوکہ نہ دے۔ یہ تھوڑا سا فائدہ ہے، پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا

ہے۔"

اپنے مضمون تبصرہ وتنقید میں اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے اب میں براہ راست کتاب میں زیر بحث لائی گئی باتوں سے جو نتیجہ اخذ کیا اور موصوف کو جن خیالات کا حامل پایا ان کا مختصر ذکر کرتا ہوں۔

صحیح احادیث کا انکار

پوری کتاب میں مصنف بغیر کسی اصول وضابطہ کے صحیح ومستند روایات کا نکار کرتے چلے آرہے ہیں، بلکہ تضحیک کرتے ہوئے تمام محدثین اور آئمہ کرام کو عجمی سازش کا شاخسانہ قرار دے رہے ہیں۔ اور امت کو منکرین حدیث بنانے کی اپنی مذموم سعی میں لگے ہوئے ہیں۔ اس کے لیے موصوف نے ایک انتہائی علمی حدیث سبعہ اُحرف کو زیر بحث لاکر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ سارا ذخیرہ احادیث ہی اس قسم کی روایات پر مشتمل یا اس طرح کی غیر عقلی ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول ہے۔ (موصوف کے خیال میں) حالانکہ یہ حدیث خبر یہ ہے، کہ جس میں صرف کسی کام کی خبر دی جاتی ہے، نوعیت بیان نہیں ہوتی۔ اور اس انکار حدیث کے بعد اپنے اور اپنے اکابرین جو کہ چند سالوں سے پیدا ہوئے ہیں (غالباً سر سید احمد خان سے پہلے ان کی پیدائش نہ ہوئی تھی) کی جانب سے کی گئی قرآن کی من مانی تفسیر وتشریح کو لوگوں پر ٹھونسنا چاہتے ہیں۔ اور اپنی اس عجمی سازش (کہ ان کی بنیاد عجمی افراد اور مستشرقین ہیں) کو عین اسلام اور حقیقی اسلام کو عجمی سازش قرار دے رہے ہیں۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد جو چاہے آپ ' کی عقل ' کرشمہ ساز کرے

سبیل المؤمنین سے انحراف

جیسا کہ پہلے وضاحت کر دی گئی ہے کہ موصوف آج تک کے تمام محدثین، مفسرین، فقہائے کرام اور وہ تمام لوگ جنھوں نے اپنی عمریں اسلام کی اشاعت کے لیے کھپادیں۔ ان سب کو یکسر عجمی سازش اور منافقین قرار دے رہے ہیں، جبکہ تمام عالم اسلام اس تمام مذکورہ جماعت کو ہی سبیل المؤمنین قرار دیتا ہے، اور ہمیں اسی سبیل المؤمنین کو فالو کرنے کا حکم ہے۔

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ [النساء: 115]

اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے، اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ کریم نے واضح طور پر سبیل المؤمنین کا ذکر کیا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا سبیل المؤمنین سے مراد صرف وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آپ ﷺ سے فیض یافتہ ہوتے رہے؟۔ اگر وہ ایسا کہیں، تو پھر اس کے بعد مزید سوالات پیدا ہوتے ہیں:

۱۔ اس سبیل المؤمنین کی ہسٹری کہاں محفوظ ہے، جن کی ہم اتباع کر سکیں؟۔

۲۔ آج سبیل المؤمنین کا وجود ختم ہو گیا ہے یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اَجمعین کے بعد یہ سبیل المؤمنین گم گئی تھی اور بقول محقق خود ساختہ کے تمام عجمی سازش کا شکار ہو گئے؟۔ فقہ، تفسیر، حدیث وغیرہ کے ذریعے دین کو بدل دیا گیا

، تو پھر سبیل المؤمنین کی اتباع کیسے ہو گی؟ پھر تو اس آیت کریمہ کا مقصد بہت محدود زمانے تک محدود ہو کر رہ گیا۔ اگر ایسا ہے تو پھر محقق صاحب کو اس سبیل المؤمنین کی نشاندھی کرنا چاہئے تھی جو نبی کریم ﷺ کے بعد سے اب تک متواتر چلی آرہی ہے، تاکہ اس کی اتباع کر کے حکم خداوندی اور منشائے الٰہی کو پورا کیا جاسکے۔ یا پھر اس سبیل المؤمنین کی ہسٹری، ان کے شب وروز کے معمولات، ان کی دینی خدمات وغیرہ سب کا ریکارڈ ہونا چاہئے، جسے دیکھ کر سبیل المؤمنین کے نقوش کا تعین کر کے اسے اپنایا جاسکے، لیکن موصوف تو احادیث جو کہ آثار سبیل المؤمنین کا مستند ریکارڈ ہے کے بارے میں پہلے ہی تشکیک کا شکار ہیں، بلکہ انکاری ہیں، تو ان کے پاس کیا بچتا ہے کہ جسے سبیل المؤمنین گردانتے ہوئے اتباع کر سکیں؟ یا پھر ان لوگوں کو وحی یا الہام ہوتا ہے جو یہ منشائے الٰہی اور سبیل المؤمنین کو جان جاتے ہیں۔ اور پھر ان کو بھی اپنے حق میں قرآن سے ہی دلیل پیش کرنا ہو گی اور وہ بھی واضح، کیونکہ یہ تفسیر کے بھی قائل نہیں (یہ علیحدہ بات ہے کہ دوسروں کی تفسیر کے قائل نہیں، لیکن اپنی تفسیر بنا بنا کر دوسروں پر ٹھونسے چلے جاتے ہیں)

لہٰذا یہ سبیل المؤمنین سے بھی انحراف کیے ہوئے ہیں۔ اور اپنی خود ساختہ ڈھائی قلندروں کی ٹیم کو ہی سبیل المؤمنین ثابت کرنے کی بلکہ دوسروں پر ٹھونسنے کی کوشش میں ہیں۔

معجزات رسول اللہ ﷺ کا انکار

موصوف کتابہ کے صفحہ ۱۶۳ استہزائیہ انداز میں کچھ اس طرح انکار کرتے ہیں کہ " پھر تو سب کو ایمان، یہ معجزہ دیکھ کر ہی لے آنا چاہئے تھا، مگر ایسا نہیں ہوا، نیز یہ کہ قرآن تو کہتا ہے کہ رسول کو کوئی معجزہ نہیں دیا گیا۔

اب میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کہ (اختصار ختم ہو جائے گا) رسول اللہ ﷺ کو کون کون سے معجزات دیئے گئے، جن کا ذکر قرآن میں بھی موجود ہے۔ میں صرف موصوف کو ایک سوال بلکہ چیلنج کرتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے معجزات میں سے سب سے بڑا معجزہ خود قرآن ہے، اور یہ ایسا معجزہ ہے، جس کی مثل پیش کرنے سے تمام مخلوق مل کر بھی عاجز ہے۔ اور جہاں سب عاجز آجائیں اور اللہ بھی دعویٰ کر دے کہ تم ایسا کر ہی نہیں سکتے، تو پھر موصوف خود ہی اللہ کی مثل ایک ہی آیت بنا کر اس زندہ معجزہ کو جو رسول اللہ ﷺ کو دیا گیا، غلط ثابت کر دیں۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝١١١﴾

معنوی تحریف

موصوف کی کتاب معنوی تحریف کا بدترین شاہ کار ہے۔ اگر کسی نے معنوی تحریف کو سمجھنا ہو تو پھر اس کتاب کا مطالعہ سے کامل تعلیم حاصل کر سکتا ہے، کہ معنوی تحریف کس طرح کی جاتی ہے۔ دوسروں کے اقتباسات درج کر کے ان کے منہ میں اپنے معانی و مفہوم ڈالنا موصوف پر ختم ہے۔ اور یہ مضموم حرکت محض مختلف مضامین کے اقتباسات تک ہی محدود نہیں، بلکہ یہ ظلم احادیث کے بعد قرآنی آیات پر بھی روا رکھا گیا ہے، جیسا کہ ابھی اوپر ہی بیان کیا ہے کہ موصوف قرآنی آیات کا ہی حوالہ دے کر معجزات نبوی کا انکار کر رہے ہیں، حالانکہ جس الکتاب سے یہ ثابت کرنے کی مضموم کوشش کر رہے ہیں، وہ خود ایک زندہ معجزہ ہے۔

لیکن موصوف قرآنی آیات سے ہی معنوی تحریف کے مرتکب ہوتے ہوئے۔ مذکورہ بالا آیات

(۲۷/۱۲/۳۵/۶ وغیرہ) کا حوالہ دیتے ہوئے خود ساختہ مفہوم کشید کرتے ہوئے امت مسلمہ کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو معجزات ہی نہیں دیئے گئے۔

ایک شخص کی معنوی تحریف کی گندی جسارت سے جہاں اللہ کا کلام محفوظ نہیں وہاں عام اہل علم کی کتب و مضامین کے قتباسات کی کیا حیثیت ہے کہ وہ اس قلمی دستبرد سے محفوظ رہ سکے ہوں۔

غیر علمی انداز تحریر

اہل علم کا یہ شیوہ نہیں کہ وہ علمی خیانت جیسی مضموم حرکت کریں، علمی اختلاف کرتے ہوئے ذاتیات پر اتر آئیں، یا علمی مباحث میں اختلاف رائے رکھنے والے کے متعلق غیر مہذب اور بازاری زبان استعمال کریں۔ اس کے ثبوت میں میں صرف موصوف کی ایک جگہ سے تحریر نقل کرنا مناسب سمجھوں گا، اور فیصلہ قارئین پر چھوڑوں گا کہ وہ موصوف کی علمی حیثیت کے بعد ان کی ذہنی صحت کا اندازہ بھی اس تحریر سے خود لگالیں، اور مزید موصوف کی کتاب میں جابجا خود دیکھ لیں۔

موصوف اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۲۱ کے شروع میں ہی ' انتہائی مہذب' زبان استعمال کرنے کا ثبوت کچھ اس طرح دے رہے ہیں:

" اور لاہور والوں کے تو مزے ہی ہو جائیں گے، وہ رشدیوں کے ہاں ماڈل ٹاؤن جا کر ملاجی سے درخواست کیا کریں گے، کہ حضرت ہم آپ کی ہمشیرہ عزیزہ صاحبزادی محترمہ سے کچھ وقت کے لئے باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ پھر کیا ملاجی ڈنڈا لے کر اس کے پیچھے بھاگا کریں گے، یا عارضی نکاح نامہ مختصر مدت معینہ کے لئے تیار کروا کر۔۔۔

اتنی گندی زبان اور اپنے اندر جو تھا نکال باہر پیش کرنے کے بعد بھی موصوف کو ابکائیاں آرہی ہیں۔ صحیح کہتے ہیں کہ جب آدمی قے کرتا ہے تو اندر جو ہوتا ہے وہی باہر آتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی شخص گفتگو کرتا ہے، تو اس کے دماغ میں جو علم یا خیالات ہوتے ہیں، وہی منظر شہود پر ظہور پزیر ہوتے ہیں۔

اور یہ ان کی گفتگو کا محض ایک نمونہ ہے جو موصوف نے یہاں پر استعمال کیا ہے، ورنہ کتاب میں جابجا اہل علم، محدثین، مقرین، آئمہ کرام، فقہاو عظام بلکہ دبے لفظوں میں اصحاب رسول اللہ ﷺ کو بھی نہیں چھوڑا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ معاشرہ کے خوف سے وقتاً فوقتاً نعوذ باللہ کا لاحقہ استعمال کرتے رہے ہیں۔

غیر متعلقہ قیاس و اجتہاد

موصوف چونکہ اپنے تئیں ایک محقق و مجتہد کے درجہ پر فائز ہیں، اپنے لیے اجتہاد سے استفادہ کو روا سمجھتے ہیں، مگر دوسروں کے لئے قیاس و اجتہاد کو شجر ممنوعہ قرار دیتے ہیں، اللہ جانے یہ اختیار ان کو کس نے دیا، یا کس آیت قرآنی کی معنوی تحریف کرتے ہوئے خود ہی حاصل کر لیا ہے؟۔ کتاب کے شروع میں ہی چند قرانی آیات جلی حروف میں لکھنے کے بعد ترجمہ کرتے ہوئے بریکٹ میں اپنی اجتہادی کلاکاریا اور فلفشاریاں کرتے ہوئے ذرا بھی شرم محسوس نہیں کی۔ حالانکہ پوری کتاب میں دوسروں کے لئے اسے مسلسل حرام قرار دیتے ہیں۔ قیاس و اجتہاد تو دور کی بات، کسی کو اپنے خیالات ظاہر کرنے پر بھی معترض ہیں۔ اور کسی بات پر اہل علم کے مختلف الرائے ہونے کو اصل قضیہ کے انکار کی دلیل

کے طور پر پیش کرنے کا وطیرہ جابجا پوری کتاب میں نظر آتا ہے۔ یہ موصوف کا ذاتی خیال ہے، جسے وہ اجتہاد کے طور پر دوسروں پر نافذ العمل سمجھتے ہیں، کہ روایت حفص کو قبول کر لو اور باقی روایات کا انکار کر دو۔

میرا تمام منکرین بلخصوص محقق موصوف سے سوال ہے کہ روایت حفص جس کے بر عکس تم دوسری تمام روایات کے منکر ہو کر منکرین حدیث سے منکرین قرآن بھی ہوتے جارہے ہو۔ یہ ان آئمہ اکرام جنہیں تم عجمی وموالی وغیر عربی کہ رہے ہو، انہی سے یہ قراءات تم تک پہنچی ہے۔ اگر اس کے علاوہ کوئی اور ذریعہ تمہارے پاس ثابت ہے، تو اسکا سلسلہ سند ہی پیش کر دو، یہ میرا ایک اور چیلنج ہے۔

تمہارے سمیت تمام منکرین قرآن قیامت تک کوئی دوسری سند پیش نہیں کر سکو گے، جن میں یہ ہستیاں موجود نہ ھوں جن کو تم مجوسی، عجمی اور نہ جانے کیا کیا بکے جارہے ہو۔

﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝١١١﴾

جس سلسلے اور جس طریقہ سے روایت حفص ہم تک پہنچی ہے، اسی طریق سے باقی روایات قرآنیہ بھی ہم تک منتقل ہوئی ہیں۔ اب ایک کا اقرار اور بقیہ کا انکار کس منطق سے ہے؟، آپ ہی بیان فرمادیں۔

غیروں پر کرم اپنوں پر ستم

کتاب کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تمام دشمنان اسلام اور مستشرقین کے بارے تو موصوف نرم گوشہ رکھتے ہیں، لیکن اہل اسلام کے بارے انتہائی متشدد رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ بس اختصار کی خاطر صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں

صفحہ ۴۰ پر ایک مصری نژاد صوفی زادہ امریکی، ڈاکٹر رشاد خلیفہ کہ روداد بیان کرتے لکھتے ہیں کہ اس نے سورۃ التوبہ کی آخری دو آیات بیانگ دہل نکال کر قرآن کی تمام آیات ۶۲۳۴ آیات بنا کر پیش کیں۔

اس خبیث کو ایک مسلمان نے ۱۹۹۰ء میں ایک صبح قتل کر دیا۔

موصوف اپنی کتاب میں اس خبیث کے بارے لکھ رہے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ایک عبقری تھا۔

اور اس کو قتل کرنے والے کے بارے میں لکھ رہے ہیں کہ کسی من چلے، متشدد مسلمان نے اسے ۱۹۹۰ میں صبح قتل کر دیا۔

آگے چل کر موصوف ہمیشہ دشمنان اسلام مستشرقین کا نام بڑی محبت اور ادب سے لیتے نظر آئیں گے اور محدثین، مفسرین اور دین اسلام کی اشاعت وترویج میں اپنی زندگیاں کھپا دینے والوں کو عجمی، مجوسی، فارسی النسل، ملا اور نہ جانے کیا القابات دیتے نظر آئیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ موصوف لوگوں سے ڈرتے ہیں ورنہ گالیاں بھی ضرور دیتے۔ کیونکہ اپنی لیکچر زبان کا مظاہرہ تو رشد کے اکثر لکھاریوں کے بارے کر چکے ہیں۔

فضول سوالات

کتاب کے مطالعہ سے ایک چیز تو مجھے سب سے نمایا نظر آئی، وہ موصوف کا بے صبر اپن اور جلد بازی ہے۔ ہر ایک دو اقتباسی سطروں کے ساتھ کسی گیسی غبارے کی طرح اچھلتے ہوئے چھوٹا سا سوال داغ دیتے ہیں، مثلاً سبعہ احرف کی

بحث و تنقید میں یہ چھوٹے چھوٹے سوالات:

یہ اجازت و سہولت غیر عرب کو کیوں نہیں دی گئی ؟۔ صفحہ نمبر: ۱۴۳

قراءات پر امت کا اجماع ہے اور تلقی بلقبول بھی ہے، کیا ہر صریح کذب بیانی نہیں۔ صفحہ نمبر: ۱۱۲

امت کی اکثریت تو قراءات ہی سے ناواقف ہے کہ یہ کس بلا کا نام ہے ؟۔ صفحہ نمبر: ۱۱۳

سبعہ احرف پر نزول کہاں ہوا؟۔ صفحہ نمبر: ۱۵۱

آج کہاں ہے وہ مصحف ؟ اس کا حوالہ اور ثبوت کہاں ہے ؟۔ صفحہ نمبر: ۱۵۲

بغیر نقاط و اعراب کے یہ الفاظ کس طرح لکھے گئے تھے ؟۔ صفحہ نمبر: ۱۵۲

یہ علامے کتنی صدیوں بعد پیدا ہوئے ؟۔ صفحہ نمبر: ۱۵۳

عرضہ اخیرہ والی بات اور وہ بھی دو مرتبہ کیونکر درست ہو سکتی ہے ؟۔ صفحہ نمبر: ۱۵۳

معذرت کے ساتھ صرف اختصار کی خاطر موصوف کی چند تحاریر درج کی ہیں، جو کہ پنجابی محاورے: "آٹا گندھ دی ہلدی کیوں ایں ؟" کی مصداق ہیں۔ اختصار مقصود نہ ہوتا، تو ان کے ہر سوال پر کئی سوالات کئے جا سکتے ہیں، جس کے لئے علیحدہ سے ایک کتاب لکھنے کی ضرورت ہے۔ ویسے بھی موصوف کا اپنا تو کوئی نظریہ ہے ہی نہیں، نہ خود کی تحقیق ہے ۔بس جن کے روحانی مقلد ہیں، انہیں کی جوٹھ کو چاندی کے ورق لگا لگا کر کھائے جا رہے ہیں۔

قرآن حکیم سے لاعلمی

مجھے حیرانگی ہے کہ موصوف قراءات قرآنی کا انکار کرتے ہوئے اپنے تئیں الکتاب، القرآن کا دفاع کر رہے ہیں، اور بے چارے قرآن جس میں ایک روایت کا موصوف اقرار کرتے ہیں، اسے بھی صحیح طرح سے نہیں جانتے۔ کاش کہ وہ بجائے اہل علم پر اعتراض کرنے کے خود روایت حفص کو ہی غور سے پڑھتے، اور اس کے اسلوب پر تدبر کرتے کہ جس سبعہ احرف کا وہ انکار کر رہے ہیں، اور پوری کتاب میں مختلف اہل علم کی ذاتی رائے یا خیالات کا مذاق اڑا رہے ہیں، وہ تمام امثلہ تو باقاعدہ روایت حفص میں بھی نظر آتی ہیں۔

اور موصوف کی قران سے جہالت کا ایک ثبوت اختصاراً پیش خدمت ہے۔ موصوف صفحہ نمبر ۱۵۸ پر رقم طراز بلکہ مدعی ہیں کہ الہام کا لفظ قران کریم میں استعمال نہیں ہوا یہ عجمی ایجاد ہے۔ حالانکہ آخری چند سورتیں پڑھنے والا بچہ بھی جانتا ہے کہ سورۃ الشمس میں ہے:

﴿فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۝٨﴾

اب مجھے نہیں معلوم کہ اس آیت کی کیا معنوی تحریف کرتے ہوئے لفظ الہام کا انکار کر رہے ہیں ؟۔ یا چاہتے ہیں کہ قرآن میں یہ لفظ (ال ہ ام) پانچ لفظوں میں لکھا ہوا نظر آئے، تو یہ انتہائی مضحکہ خیز بات ہو گی۔

اس طرح ہم انتہائی اختصار کے ساتھ سبعہ احرف پر اٹھائے گئے اعتراضات و سوالات کے تناظر میں دیگر روایات کے انکار کو موصوف کی کم علمی سمجھتے ہوئے روایت حفص سے ہی کچھ مثالیں پیش کرتے ہیں۔ اور یہ وہ مثالیں ہیں جن کی بنا پر موصوف دوسری رویات و قراءات پر معترض ہیں۔ میں چند مثالیں پیش کرنے سے پہلے یہ چیلنج کرنا مناسب سمجھوں

گا کہ موصوف ان آیات کا قیامت تک نہ تو انکار کر سکتے ہیں نہ معقول وجہ بیان کر سکتے ہیں، جو روایت حفص میں تو جائز ہو، اور دوسری قراءات میں ناجائز۔

موصوف وحی کی مختلف صورتوں کے منکر ہیں اور صفحہ نمبر:۱۹۰ پر رقم طراز ہیں کہ " اللہ تعالیٰ نے نہیں بتائی ہیں۔" یہ بھی موصوف کی قرآن سے لاعلمی پر دلیل ہے۔

﴿ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝۵۱ ﴾ [الشوریٰ :51]

میں موصوف کو دعوت فکر و تدبر دوں گا کہ ظاہری آنکھیں اور دل کے بند دریچے کھول کر ان آیات کا مطالعہ کریں، اور ایمان کی تجدید کریں، کہ بحث سے زیادہ اہم اپنے ایمان کی حفاظت ہے، جو قرآن میں واقع آیات کے انکار سے جاتا دکھائی دے رہا ہے، یا پھر اس آیت کی بھی معنوی تحریف (جو کہ منکرین کا وطیرہ ہے) کرتے ہوئے اپنی مرضی کا کوئی مطلب و مفہوم کشیدہ کریں گے۔ اب میں قرآن حکیم سے مزید حوالہ جات دے کر وقت ضائع نہیں کروں گا، کہ جن سے وحی کے یہ تینوں طریقے واضح نظر آرہے ہیں۔ اس کے لئے میں موصوف کو صرف القرآن کا صاف دل سے محض مطالعہ کرنے کا مشورہ دوں گا۔

موصوف صفحہ نمبر ۱۹۸ پر لکھتے ہیں کہ اب کوئی کیا پہنچانے تو پہچانے کیا کہ کونسا لہجہ یا قراءات مدنی ہے، مکی ہے، مصری ہے، یا پانی پتی ہے۔

اب یہ موصوف کی جہالت ہے کہ انداز تلاوت اور قراءات قرآنیہ کو خلط ملط کر رہے ہیں۔ یہ موصوف کی جہالت ہے یا بھانڈپنا اور اندر کی مراثیت کہ اس طرح کی مضحکہ خیز بات اعتراضاً لکھ گئے ہیں کہ یہ پانی پتی قراء کا منفرد لہجہ تھا، جو پانی پتی قراءات کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے لہجہ و قراءات کا فرق ملحوظ خاطر رہے کہ لاہور کے رشدی قراء کے لہجہ میں کوئی انفرادیت نہ آسکی، ورنہ لاہوری قراءت بھی مشہور ہو جاتی۔

اب یا تو موصوف کے اندر کا بھانڈ نکال باہر پھینکا جائے یا پھر عقل کے چند لقمے کھلائے جائیں، کہ جناب لہجات یعنی مقامات اور قراءات یعنی روایات میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ لہجات یعنی پڑھنے کا خاص انداز، ایک خاص طرز۔ ااس کا القرآن کی قراءات سے کوئی تعلق نہیں۔ موصوف کا بھی تو اپنا کوئی پڑھنے کا لہجہ ہو گا ہی پڑھنے کا۔ اگر موصوف کو القرآن پڑھنے کی کبھی فرصت مل جاتی ہو، کیونکہ موصوف کا سارا وقت تو قران کے انکار کے دلائل اکٹھے کرنے میں ہی گزرتا ہو گا۔ اگر کچھ وقت بچتا ہو گا، تو وہ حدیث کا انکار اور قرآن کی معنوی تحریف کرنے میں گزرتا ہو گا۔

صفحہ نمبر ۲۰۲ پر بھی اپنی قرآن سے لاعلمی اور جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے ایک عجیب و غریب مطالبہ کرتے ہیں: " وہ قراءات النبی کہاں ریکاڈ ہیں ؟، وہ ریکاڈنگ کہاں ملے گی ؟۔ میں کہتا ہوں کی وہ ریکاڈنگ وہیں ملے گی، جہاں روایت حفص (جس کے مصنف بظاہر انکاری نہیں) کی ریکارڈنگ ملے گی۔ مؤلف کا یہ سوال دراصل کفار اور مستشرقین کے منہ کی بات ہے، جو انہوں نے ان کے منہ کا لقمہ لے کر چبائے بغیر قراءات قرآنیہ پر الٹی کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اتنی بھی عقل استعمال نہیں کی کہ یہ سوال آج کل کے کفار کی جانب سے اٹھایا جانے والا سوال قرآن حکیم کی ہر قراءات بشمول روایت حفص پر چسپاں ہوتا ہے۔ جس کا جواب اہل علم نے باقاعدہ قراءات کی اسناد کی صورت میں دیا ہے، جو تواتر

کے ساتھ نبی کریم ﷺ تک پہنچتی ہیں۔

سبعہ احرف اور روایت حفص

تمام کتابوں کی بنیاد محض ایک حدیث جو سبعہ احرف کے نام سے مشہور و معرف ہے پر قائم کی گئی ہے۔ اور اس حدیث کی وضاحت و تشریح کے بارے اہل علم کی مختلف رائے کو بنیاد بنا کر پہلے تو اس حدیث کا انکار کرتے ہیں، پھر اس کی بناء پر تمام محدثین اور کتب حدیث کا انکار کرتے ہیں۔ پھر تمام مفسرین وفقہائے امت کا انکار کرتے ہیں، اور ان کا انکار پھر یہاں تک بڑھتا ہے کہ قراءات قرآنیہ کے انکار کے ساتھ ساتھ حدیث سبعہ احرف پر تنقید کے سلسلے میں لاعلمی اور جہالت کی بناء پر جس روایت کا دفاع کرتے بظاہر نظر آتے ہیں، اس کا بھی انکار کر بیٹھتے ہیں۔ مثلاً بجائے سند روایت کے ، ریکارڈنگ طلب کرتے ہیں، کہ اگر ریکارڈنگ نہیں تو انکار۔۔۔ اب کوئی ان سے پوچھے کہ ریکارڈنگ تو کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھوایا ہوا ایک بھی نسخہ ماسٹر کاپی کی شکل میں کہیں دستیاب نہیں ہے۔ بلکہ اللہ نے اس قرآن کی حفاظت کے لئے حفاظ کرام کے سینوں کو ہی پسند فرمایا، اور مناسب جانا۔ تمام قراءات تلقی کے طریق سے ہی تواتر کے ساتھ امت میں مقبول عام ہیں۔ لیکن ان منکرین قران و حدیث بلکہ منکرین اسلام کو کیا خبر کہ اللہ نے جس طریقہ کو حفاظت قران کے لیے پسند فرمایا وہی سب سے بہتر ہے۔

﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ﴾

تیرے رب کا کلام سچائی اور عدل کے ساتھ مکمل ہو گیا۔ اب اسکے کلام کو کوئی تبدیل کرنے والا نہیں۔

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝﴾

ہم نے ہی اس قران کو نازل کیا ہے، اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں۔

یعنی ﴿وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝﴾ کی بنا پر ﴿لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ﴾ ان میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہو سکتی۔

اب موصوف بتائیں اتنی واضح اور زبردست حفاظت اور دعویٰ کے بعد بھی یہ عقیدہ رکھا جاسکتا ہے، کہ امت میں جو کلمات قرآنیہ سبعہ احرف کی شکل میں تواتر کے ساتھ اور استاد در استاذ شروع سے تلاوت ہوتے آرہے ہیں، وہ عجمی سازش کی وجہ سے ہیں۔ اور منافقین نے اللہ کی حفاظت کے اس دعویٰ کے باوجود اس کے الفاظ میں تبدیلی کر دی، نہیں قطعا نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے دعویٰ کو جھٹلانے والی بات ہے۔ اور حفاظت والی قرآنی آیت کے انکار پر دال ہے کہ یہ عقیدہ بنالیا جائے کہ قران کے الفاظ میں کسی بھی شخص نے اپنی طرف سے تبدیلی کر دی ہے، اور امت نے اسے قبول بھی کر لیا اور نماز پنجگانہ میں اسکی تلاش بھی شروع کر دی، اور اللہ تعالیٰ کی ذات جو غالب اور حکمت والا ہے، بس دیکھتا رہ گیا۔ اس کی حفاظت کے دعویٰ کی لوگوں نے دھجیاں اڑا کر رکھ دیں، اور پھر اللہ کا عذاب بھی ایسے لوگوں پر نازل نہ ہوا، بلکہ اللہ نے ان کے سینوں میں پھر بھی اپنے کلام کو حفاظت کی خاطر جگہ دیئے رکھی۔

میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ ان منکرین قرآن وحدیث میں ایک بھی فرد قرآن کا حافظ نظر نہیں آئے گا۔ اگر کسی بدبخت نے مرتد ہو کر سبیل المومنین کو ترک اور سلف صالحین کی راہ چھوڑ دی، ان سے ملے ہوئے دین (قران وحدیث) کو چھوڑ کر خود ساختہ مذہب (انکار قرآن و حدیث) اختیار کر لیا ہے، تو اللہ نے ان کے سینوں سے اپنے کلام کو بھی چھین لیا ہے، کہ جن لوگوں کے دلوں میں کج روی اور کوڑھ پیدا ہو جائے، اور اللہ کے ولیوں کے لیے ان کے

سینوں میں حسد و بغض کی آگ سلگنے لگے، وہاں اللہ کا کلام کیونکر رہ سکتا ہے۔

چونکہ مؤلف کے اٹھائے گئے اعتراضات محض نقالی ہے، یعنی مؤلف کی اپنی کوئی سوچ ہی نہیں اور نہ ہی خود عقل سے کام لیا ہے، بلکہ اپنے قلب و ذہن کو منکرین قران وحدیث اور مستشرقین کے افکار وخیالات کی اماج گاہ بنا رکھا ہے۔ اور ان بے ہودہ اعتراضات کا مسکن و مدلل جواب بارہا اہل علم بڑی شرح وبسط کے ساتھ دے چکے ہیں۔ لیکن جب انسان کی عقل ماری جائے تو یرقان زدہ کی طرح انکو ہر چیز زرد نظر آتی ہے، اور حق بات زبان پر آنے سے پہلے ہی زبان کو لقوہ مار جاتا ہے۔ اور ان لوگوں کے مصداق ہو جاتے ہیں جن کے دلوں پر ان کی سرکشی کے سبب اللہ تعالیٰ نے مہر ثبت کر دی ہوتی ہے، کہ یہ حق کی طرف لوٹنے والے ہی نہیں ہیں۔

آخر میں چند آیات روایت حفص سے پیش کر کے اپنا مضمون ختم کرتا ہوں کہ قراءات قرآنیہ اور صحیح حدیث سبعہ احرف کا انکار کرنے سے پہلے ان آیات پر ضرور غور کر لیں۔ بلکہ مشورہ ہے کہ پہلے کسی اہل علم کے پاس بیٹھ کر قرآن کو پڑھیں، اور اس میں پائی جانے والی علمی دولت، فہم و فراست اور حکمت و دانائی کو اپنے دل و دماغ میں جگہ دیں، تاکہ ان کے دل و ماغ میں حق آجانے سے باطل بھاگ جائے، جیسا کہ اللہ کا وعدہ ہے۔

﴿جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝۸۱﴾

سبعہ احرف فی القران

روایت حفص سے چند آیات کا انتخاب

a ﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۷۳﴾ [البقرۃ:173]

﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۱۵﴾ [النحل:115]

الفاظ آگے پیچھے، کچھ کمی پیشی سے۔

b ﴿ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝۱۶﴾ [الصفت: 16]

﴿ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ۝۵۳﴾ [الصفت: 53]

ایک ہی سورت میں قدرے فرق کے ساتھ۔

c ﴿اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۷۰﴾ [الشعراء: 70]

﴿اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ۝۸۵﴾ [الصفت: 85]

d ﴿الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝۹﴾ [الاسراء:9]

﴿الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝۲﴾ [الکھف: 2]

e ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۲۵﴾ [الانشقاق: 25]

﴿اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۶﴾ [التین: 6]

f ﴿وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۹﴾ [المؤمنون:9]

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ﴾ [المعارج:34]

g ﴿وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ﴾

[البقرة:49]

﴿وَ اِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ﴾

[الأعراف:141]

h ﴿فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا﴾ [البقرة:60]

﴿فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا﴾ [الاعراف :161]

i ﴿لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ﴾ [المؤمنون :83]

﴿لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ﴾ [النمل: 68]

j ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ﴾ [المائدة:69]

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئِيْنَ﴾ [الحج :17] تلك عشرة كاملة

میرا خیال ہے کہ موصوف روایت حفص پر ملنے والا ہوم ورک پہلے حل کرلیں، اس کے بعد مزید بھی پیش کئے جاسکتے ہیں، لہٰذا پہلے یہ ہوم ورک کرلیں، پھر اس کے بعد سبعہ احرف پر خامہ فرسائی کریں۔

میرا یہ کھلا چیلنج ہے کہ وہ صحابہ کے دور کی کسی بھی ماسٹر کاپی سے قراءات کا اختلاف اکیلی روایت حفص میں قیامت تک حل نہ کرسکیں گے۔

بہت سی پوشیدہ باتیں ہیں جو میرے مضمون کا حصہ نہیں کہ موصوف کے کیا کیا عقائد ہیں اور یہ کس طرح علمی الٹا سفر کرکے منکر حدیث سے منکر قرآن ہوگئے۔

آخر میں ان کے لیے مخلصانہ مشورہ ہے کہ پہلے کسی عالم دین سے بیٹھ کر قرآن جسے یہ مانتے ہیں پڑھیں، اسی پر غورو فکر اور تدبر کریں، بعد میں علم حدیث اور دوسری قراءات کی طرف توجہ کریں، کیونکہ ان کو اگر قرآن سے اتنی ہی محبت ہے اور اتنا ہی درد ہے، تو خود پہلے قرآن کا گہرائی سے مطالعہ کریں، بعد میں دوسروں کو نصیحت کریں۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن وسنت کی معرفت عطا فرمائے اور سبیل المؤمنین سے جوڑے رکھے، اور ان باطل اور ملحدانہ روایات اور دجالی فتنوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

ڈاکٹر پروفیسر محی الدین ہاشمی[1]

قراءت کانفرنس کے اغراض و مقاصد

محترم پروفیسر ڈاکٹر ضیاء القیوم صاحب وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی
مہمان خصوصی ڈاکٹر قبلہ ایاز صاحب چیئرمین اسلامی نظریہ کونسل۔
مہمانان اعزاز قاری احمد میاں تھانوی صاحب
اور ڈاکٹر فتح الرحمن قریشی صاحب
اساتذہ اکرام، خواتین و عظام
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شعبہ فکر اسلامی کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے زیر اہتمام علم القراءات کے عنوان سے اس دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس میں، میں آپ سب کو خوش آمدید کہتا ہوں اور تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ ہماری دعوت پر یہاں تشریف لائے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی: خیرکم من تعلم القران وعلمه کی رو سے ایسے لوگ معاشرے کا بہترین حصہ ہیں جو قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے میں مصروف عمل رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ عالیہ میں ہماری اس حاضری کو قبول فرمائے، اور ہمیں بھی ان میں شامل فرمائے۔

قرآن حکیم انسانیت کے لیے سرچشمۂ ہدایت، مصدرِ شریعت اور تمام اسلامی علوم کا ماخذ ہے۔ یہ دنیا کی واحد الہامی کتاب ہے جو اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہے۔ آج بنی نوع انسان کا کوئی بھی فرد جو الہامی ہدایت کا متلاشی ہو، اس کے لئے اس کتاب عظیم کے علاوہ کوئی دوسری کتاب موجود نہیں جو اسے حق کا راستہ دکھا سکے۔ اسلامی تاریخ میں جو سب سے اہم تحقیقی کام ہوا وہ تدوین قرآن کا تھا، جس میں تحقیق کے اعلیٰ ترین معیار کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسے کتابی شکل میں مدون کیا گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن حکیم کی حفاظت کا ذمہ خود لیا، اور پھر اپنی کتاب کی حفاظت کا ایسا حیرت انگیز انتظام کیا کہ نہ صرف اس کے الفاظ کو محفوظ کیا گیا، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس کے رسوم، اس کے لہجے اور اس کی زبان عربی کی حفاظت کا بھی اہتمام کیا، پھر نبی آخر الزماں ﷺ کی سیرت جو قرآن مجید کی عملی تفسیر ہے، کی حفاظت بھی ایسے ہوئی کہ اس کی نظیر انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ یوں نا صرف قرآنی متن کی حفاظت کا اہتمام کیا گیا، بلکہ سیرت اور سنت کی حفاظت سے قرآن حکیم کے مطالب اور معانی بھی محفوظ ہوگئے۔ قرآن کا یہ اعجاز ہے کہ وہ جس عربی زبان میں نازل ہوا، آج اتنی صدیاں گزرنے کے بعد بھی اسی طرح ایک زندہ اور صدابہار زبان ہے۔ حالانکہ لسانیات کی تاریخ بتاتی ہے کہ

---

[1] ڈین کلیہ عربیۃ الاسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد

تین چار سو سال گزرنے کے بعد زبانیں یا تو بالکل ختم ہو جاتی ہیں ، یا ان کی ہیت اس قدر تبدیل ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی اصلیت کھو بیٹھتی ہیں۔ مگر یہ بھی قرآنی عجاز ہے کہ اسلامی تاریخ میں امت محمدیہ ﷺ کے بہترین دماغ عربی زبان کی حفاظت اور ترویج میں مصروف رہے، جس کی برکت سے آج بھی عربی زبان اس اصلی ہیت پر باقی ہے، جس پر وہ نزول قرآن کے وقت تھی۔ اسی طرح جس ماحول میں قرآن حکیم آیا، اور جس سیاق وسباق سے یا کونٹکسٹ میں مختلف آیات کا نزول ہوا، جسے علوم القرآن کے ماہرین شان نزول کہتے ہیں۔ زمانہ نزول کے اس ماحول کی بھی مکمل حفاظت ہوئی۔ آج جو احادیث نبویہ ﷺ کا ذخیرہ ہمارے پاس موجود ہے، وہ زمانہ نزول کے پورے ماحول کی منظر کشی کے لیے کافی ہے۔

پھر وہ خواتین وحضرات جو قرآن حکیم کے اولین مخاطب تھے اور جن کے ذریعے قرآن وسنت کا ذخیرہ ہم تک پہنچا، ان کا پورا بائیوڈیٹا اسماء الرجال کے ماہرین نے مرتب کر دیا ہے۔ آج چھ لاکھ کے قریب رواتِ حدیث کا مکمل ڈیٹا ہمارے پاس موجود ہے، اور یہ ایک ایسا معرکۃ الاراء تاریخی ورثہ ہے، جس کی کوئی نظیر انسانی تاریخ میں نہیں ملتی، اور جس کا بھر ملا اعتراف غیر مسلم محققین بھی کرتے ہیں۔

شعبۂ فکر اسلامی ، تاریخ اسلامی کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ قرآن مجید کے علوم و معارف کو اعلیٰ تحقیق کا موضوع بنایا جائے۔ اسی کے پیش نظر ' علم القراءات : تاریخی مباحث اور عصری تحقیقات ' کے عنوان سے دوروزہ بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد کیا جارہا ہے۔ جس میں قرآن کریم کے ماہرین اور متخصصین کو اس فن کی متنوع جہات پر مقالہ جات لکھنے کی دعوت دی گئی ہے، علم القراءات پر اس بین الاقوامی کانفرنس کا تعلق قرآن مجید کے متن کی تدوین، اس کی کتابت، اسکے تلفظ، اس کے لہجے اور اسالیب کے متعلق ہے ، آپ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ وہی میادین ہیں جو مستشرقین کی توجہ کا خصوصی مرکز رہے۔ اور انہوں نے جن مباحث کو اٹھاتے ہوئے متن قرآن کی حفاظت کے متعلق شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی، ان میں سے بیشتر کا تعلق اسی شعبہ سے ہے۔ مسلم محققین نے اگرچہ اس شعبہ میں اعلیٰ علمی تحقیقات کی ہیں، مگر یہ شعبہ ابھی بھی تشنۂ تحقیق ہے۔ شعبۂ فکر اسلامی نے موضوع کی اہمیت کے پیش نظر اس علم کے ماہرین و متخصصین کو دعوت دی ہے ، کہ وہ اپنی علمی گزارشات میں پیش کریں تاکہ محققین کے لیے تحقیق کے نئے گوشے سامنے آئیں۔

⌂⌂⌂⌂⌂⌂⌂⌂⌂

علم کی اہمیت

معتمر بن سلیمان نے لکھا:

یا بنی اشتر الکتب و الکتب العلم فان العلم یبقی و الدنانیر تذھب

"اے پیارے بیٹے! کتابیں خریدو اور علم کو لکھو۔ بلاشبہ علم باقی رہے گا، روپیہ پیسہ ختم ہو جائے گا"

ڈاکٹر عبد القیوم[1]

علم القراءات پر بین الاقوامی کانفرنس کی اہمیت

قرآن مجید دین اسلام کی بنیادی دستاویز ہے۔ یہ وہ صحیفہ ہے جو رسول اکرم ﷺ کا زندہ معجزہ ہے اور قیامت تک کے لیے انسانوں کی ہدایت ور ہنمائی کا ضامن ہے۔ قرآن مجید کی اعجازی شان کئی پہلوؤں سے ہمارے سامنے آتی ہے۔ ایک تو اس کی فصاحت و بلاغت اور پر شکوہ نثر ہے؛ پھر اس کے مضامین کی جامعیت اور اسلوب بیان ہے جو دنیا کی کسی دوسری کتاب میں نظر نہیں آتا۔ قرآن مجید کے اعجاز ہی کا ایک پہلو یہ ہے کہ یہ علوم و معارف کا سرچشمہ ہے اور اس سے بے شمار علوم کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ انہی علوم میں سے ایک عظیم الشان علم، علم القراءات کے نام سے جانا جاتا ہے۔

علم القراءات بنیادی طور پر قرآن مجید کے متن اور الفاظ سے بحث کرتا ہے اور اس میں پھر بہت سے ذیلی علوم شامل ہیں جن میں قرآن مجید کو لکھنے کے مختلف طریقوں اور پڑھنے کے لہجوں کو ڈسکس کیا جاتا ہے۔ قراءات کا بنیادی تصور یہ ہے کہ ایک ہی متن کو مختلف لہجوں اور اَسالیب میں پڑھا جاسکتا ہے اور یہ بھی قرآن مجید کی معجزانہ شان ہے کیوں کہ اس کے متن میں اتنی لچک موجود ہے کہ مختلف لہجوں اور بولیوں والے بھی بغیر کسی مشقت کے اس کی تلاوت آسانی سے کر سکتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ نزولِ قرآن کے وقت جتنے عرب قبائل موجود تھے ان میں مختلف لہجے بولے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب لہجوں کی رعایت رکھتے ہوئے ایسا متن نازل فرمایا ہے کہ اسے مختلف اسالیب سے پڑھا جاسکتا ہے۔ اسی لیے حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ”قرآن مجید سات حرفوں پر نازل کیا گیا۔“ قراءات اور اس سے متعلقہ علوم کی پوری عمارت اسی حدیث پر کھڑی ہے۔

قراءات کے متنوع اور مختلف اَسالیب کو سمجھنے کے لیے ہم اپنے ملک میں بولی جانے والی ایک ہی زبان کے مختلف لہجوں کو سامنے رکھ سکتے ہیں، مثلاً پنجابی کا لفظ کتھے (کدھر) دیکھ لیجیے کہ اسے سنٹرل پنجاب میں کاف کے زیر کے ساتھ بولا جاتا ہے اور پوٹھوہار میں کاف کے پیش اور تھ پر زبر کے ساتھ بولا جاتا ہے۔ قرآنی الفاظ کے تلفظ کی بھی یہی کیفیت ہے جیسے مُوسیٰ کو بعض دوسری قراءتوں میں موسے بھی پڑھا جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے اس سے مفہوم میں کسی خرابی کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ یہ مختصر سا ایک خاکہ تھا، باقی مفصل اور تحقیقی مقالات تو کانفرنس کے علمی سیشنز میں پیش کیے جائیں گے جس کے لیے بین الاقوامی اور ملکی مقررین تشریف لا چکے ہیں۔

میرے لیے قراءات کا تصور ہمیشہ سے موسیقیت اور ترنم سے وابستہ رہا ہے اور یہ بات پورے یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ خوب صورت لہجے اور اچھی آواز سے قرآن مجید کی تلاوت سنی جائے تو اس سے بہتر موسیقیت کہیں اور محسوس نہیں ہو سکتی۔ اس کا ردھم اور زیر و بم انسان کو مسحور کر دیتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ کانفرنس میں ہمیں جہاں علمی اور فنی تحقیقی مقالہ جات سے مستفید ہونے کا موقع ملے گا، وہیں ہم خوب صورت تلاوتوں سے بھی لطف اندوز ہو سکیں گے۔

---

[1] وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

اب اس کانفرنس کی اہمیت کے حوالے سے چند باتیں پیش کرنا چاہوں گا:

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جیسا کہ ڈین کلیہ علوم اسلامیہ نے بتلایا کہ یہ پاکستان بھر میں اپنی نوعیت کی پہلی کانفرنس ہے اور کسی بھی یونی ورسٹی یا ادارے میں ایسی کانفرنس منعقد نہیں ہوئی، جس میں صرف علم قراءات ہی پر تحقیقی مقالات پیش کیے گئے ہوں۔ اس اعتبار سے یہ ڈاکٹر محی الدین ہاشمی اور ان کی پوری ٹیم کا یہ قابل تحسین اقدام ہے کہ انھوں نے یہ پہلا قدم اٹھایا اور اس اہم علمی موضوع پر یہ منفرد پروگرام منعقد کیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کانفرنس سے یہ موضوع علمی و تحقیقی حلقوں میں زیر بحث آئے گا اور قرآن مجید کی خدمت کا ایک نیا باب رقم ہو گا۔ ان شاء اللہ

اس کے علاوہ مختلف مستشرقین (Orientalists) نے اس سلسلے میں جو اعتراضات یا تنقیدیں کی ہیں، ان کا علمی جواب بھی سامنے آسکے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کی دنیا جو مکالمے پر یقین رکھتی ہے، یہ موضوع مغرب کے اہل علم سے ہمارے مکالمے کی ایک اہم بنیاد ثابت ہو سکتا ہے۔ اس سے ہم قرآن مجید کی سچائی دنیا کے سامنے لا سکتے ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ آج کی ہر پل بدلتی جدید دنیا میں یہ کانفرنس روشنی کا ایک مینار ثابت ہو گی۔ اور نئی نسل کو خدا کی آخری کتاب سے اپنا تعلق جوڑنے کے لیے ایک قابل فخر بنیاد میسر آسکے گی۔ ان شاء اللہ

میں تمام معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے اس کانفرنس کے تمام شرکاء اور منتظمین کی مخلصانہ کاوشوں کے لیے خدا سے اجر عظیم کی دعا کرتا ہوں۔ بے حد شکریہ

Ω Ω Ω Ω Ω

ہمارے اسلاف

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کے وقت یہ عالم ہوتا کہ اِدھر اُدھر کتابیں پڑھی ہوتی تھیں اور وہ ان کے مطالعہ میں ایسے مصروف ہوتے تھے کہ انہیں دنیا و مافیہا کی کوئی خبر نہیں ہوتی تھی۔ ان کی اہلیہ نے جب ایک دن ان کے مطالعہ کا انہماک دیکھا تو کہنے لگیں:

واللہ لهذه الكتب أشد عليّ ثلاث ضرائر

”مجھے اللہ کی قسم یہ تمہاری کتابیں مجھ پر تین سوکنوں سے زیادہ بھاری ہیں۔“

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

طلبت الأدب ثلاثين سنة، وطلبت العلم عشرين سنة.

[غاية النهاية في طبقات القراء لابن الجزري: باب العين:1/ 446]

”میں نے تیس برس ادب سیکھا اور بیس سال علم حاصل کیا۔“

ڈاکٹر قبلہ ایاز[1]

علم القراءات پر ایک منفرد کانفرنس

اسلامی تہذیب و ثقافت کا دامن بڑا وسیع ہے اور بے شمار علوم و فنون کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ دینی علوم میں تفسیر، حدیث، فقہ، سیرت، تاریخ، عقائد اور پھر ان سے متعلقہ علوم و افکار کا ایک جہان ہے جس کی کوئی مثال ہمیں دوسری تہذیب اور مذہب میں نہیں ملتی۔ علوم اسلامیہ میں سب سے جلیل القدر علوم وہ ہیں جن کا تعلق قرآن مجید سے ہے کیوں کہ یہی کتاب دین و شریعت کی اصل و اساس ہے۔ قرآن مجید سے براہ راست جو علوم منسلک ہیں ان میں قراءات کا علم سرِفہرست ہے۔ یہ علم ایک طرف بڑا ٹیکنیکل قسم کا ہے تو دوسری طرف بڑا دلچسپ بھی ہے۔ ہمارے یہاں مختلف مصری قاریوں کی تلاوتیں بڑے شوق سے سنی جاتی ہیں اور محافل قراءات کی روایت یہاں بڑی پرانی ہے۔ عالم اسلام کے مایہ ناز قاری شیخ عبدالباسط مرحوم بھی یہاں تشریف لا چکے ہیں اور پچھلے دس پندرہ برس سے تو ہر سال دسیوں قراء کرام تشریف لاتے ہیں اور مختلف شہروں میں محافل قراءات میں قرآن مجید کی تلاوت سے اہل ایمان کے قلوب واذہان کو روشن کرتے ہیں۔ یہ تمام قراء مختلف قراءتوں میں قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ اس اعتبار سے لوگ کچھ نہ کچھ اس سے مانوس ضرور ہیں لیکن یہ سارا سلسلہ عوامی محافل کا ہے۔ علمی اور فنی مباحث دینی مدارس میں بھی چند ہی مقامات تک محدود ہیں اور جدید تعلیمی و تحقیقی اداروں میں اس فن پر بحث و تحقیق نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس اعتبار سے محترم ڈاکٹر محی الدین ہاشمی کا یہ اقدام بہت ہی تحسین کے قابل ہے کہ انھوں نے پاکستان میں پہلی مرتبہ اس موضوع کو ایک عظیم الشان دانش گاہ کے پلیٹ فارم سے اہل علم وفکر کے سامنے پیش کیا۔

ہمارے یہاں اس فن کے حوالے سے زیادہ گہری معلومات نہیں پائی جاتیں جس کی وجہ سے بعض دانش ورانہ حلقوں میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ شاید یہ فن صرف قاریوں ہی کے حلقے میں محدود ہے حالاں کہ ایسا نہیں ہے کیوں کہ اس وقت کم از کم چار مختلف قراءات اسلامی دنیا کے مختلف گوشوں میں پڑھی جارہی ہیں اور اسی کے مطابق مصاحف بھی شائع کیے جاتے ہیں جن میں اس قراءت کی رعایت کے اعتبار سے تنوع بھی موجود ہے۔ ان ممالک میں مراکش، لیبیا اور تیونس قابل ذکر ہیں۔ اور یہ تنوع کسی بھی طرح سے قرآن مجید کی محفوظیت کے منافی نہیں ہے کیوں کہ یہ تضاد پر مبنی نہیں ہے اور نہ ہی اس میں الفاظ کی ایسی تبدیلی ہے کہ متن بالکل ہی بدل جائے بل کہ یہ صرف لہجوں اور بولیوں کا اختلاف ہے جیسا کہ دنیا کی تقریباً ہر زندہ زبان میں موجود ہے۔ آپ انگریزی کو لیجیے تو امریکا اور برطانیہ کے لہجوں میں فرق موجود ہے اور ایک ہی لفظ کو مختلف طریقے سے پڑھا جاتا ہے لیکن معنیٰ بالکل یک ساں ہے جیسے شیڈول اور سکیجوئیل۔ اسی طرح کی بہت سی دوسری مثالیں بھی موجود ہیں۔ قرآن مجید کی مختلف قراءات کی نوعیت بھی قریب قریب یہی ہے۔

پھر یہ بات بھی بڑی اہم ہے کہ کسی بھی قراءت کے ثبوت کے لیے تواتر کی شرط کا پایا جانا لازم ہے ورنہ اسے مستند

[1] چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

قراءات نہیں مانا جاسکتا۔ اس وقت جتنی بھی قراءات پڑھی جارہی ہیں سبھی متواتر ہیں اور جناب رسول کریم ﷺ سے قطعی طور پر ثابت ہیں۔ اس لیے قرآن مجید کے متن کی حفاظت کا خدائی وعدہ اپنی جگہ بالکل برحق ہے کہ اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل ممکن نہیں ہے۔

مختلف ممالک میں قراءات کا فن بہت سے نئے تجربات سے بھی گزرا ہے اور اس وقت مصر اور دیگر ملکوں میں مختلف لہجوں میں قرآن پڑھا جارہا ہے جنھیں مقامات کا نام دیا گیا ہے۔ بعض انھیں موسیقی کی مختلف دھنوں سے بھی ملاتے ہیں۔ ماہرین کو رہ نمائی کرنی چاہیے کہ اس سلسلے میں فن کے ضابطے کیا ہیں اور ان مقامات کی کس حد تک گنجائش ہے۔ امید ہے کانفرنس میں یہ موضوع زیر بحث آئے گا۔

بہر حال یہ کاوش بڑی اہم ہے اور میری تجویز ہے کہ اب مختلف یونی ورسٹیز میں مسند قراءات (قراءات چیئر) کا قیام عمل میں لایا جانا چاہیے تاکہ اس پر تحقیق کی راہیں ہموار ہوں اور اس فن کو فروغ ملے۔ یہ کانفرنس اس سلسلے میں ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے جس کے لیے منتظمین بجا طور پر تحسین و ستائش کے سزاوار ہیں۔

قرآن پڑھ کر مانگنے والا

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله عنهما أَنَّهُ مَرَّ عَلَى قَارِئٍ يَقْرَأُ، ثُمَّ سَأَلَ فَاسْتَرْجَعَ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلْيَسْأَلِ اللهَ بِهِ، فَإِنَّهُ سَيَجِيءُ أَقْوَامٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ يَسْأَلُونَ بِهِ النَّاسَ. [سنن الترمذي : 2917]

”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک قاری قرآن کے پاس سے گزرے جو قرآن پڑھتا ہے، پھر مانگتا ہے۔ انہوں نے إِنَّا لله وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھا اور فرمایا: میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو قرآن پڑھے، اسے قرآن کے وسیلہ سے صرف اللہ تعالیٰ ہی سے سوال کرنا چاہئے کیونکہ عنقریب کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے اور اس کے عوض لوگوں سے سوال کرتے پھریں گے۔“

ڈاکٹر پیر نور الحق قادری[1]

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں

علم القراءات کانفرنس؛ احسن قدم

میرے لیے بے حد مسرت کی بات ہے کہ مجھے ایک کانفرنس میں شرکت کا موقع مل رہا ہے جو پاکستان کی کسی بھی یونی ورسٹی میں اپنی نوعیت کی پہلی کانفرنس ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ علم القراءات کے عنوان پر ایسی کوئی کانفرنس اس سے پہلے منعقد نہیں ہوئی۔ اس پر میں کانفرنس کی انتظامیہ اور پوری ٹیم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

علومِ اسلامیہ سے اپنی وابستگی اور تعلق کی بنا پر مجھے اندازہ ہے کہ قراءات کا علم بڑا تکنیکی اور فنی نوعیت کا ہے اور ایک مشکل علم ہے۔ علم و فن کے ایسے گوشوں کو بحث و تحقیق کا موضوع بنانا بہت ہی قابلِ تحسین ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ علم القراءات جیسا علم صرف اور صرف مسلمانوں کی میراث ہے۔ آپ دوسرے مذاہب یا تہذیبوں کو دیکھ لیجیے، ان کے ہاں ایسا کوئی علم نظر نہیں آئے گا، کہ کسی الہامی کتاب کے متن کو مختلف لہجوں یا اسالیب میں پڑھا جاتا ہے اور اس کے باقاعدہ اصول وضوابط بھی ہوں۔ یہ صرف قرآن مجید کی خصوصیت ہے کہ اس کے پڑھنے کے مختلف طریقے ہیں۔ اور ہر طریقہ مخصوص ضابطوں کا پابند ہے۔ اس میں کسی عالم یا مفکر کی ذاتی سمجھ بوجھ سے کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ اسی سے حفاظت قرآن کا وعدہ بھی پورا ہوتا ہوا نظر آتا ہے، کہ آج چودہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی قرآن مجید میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہو سکی۔

علمائے اسلام نے ہمیشہ سے قرآن مجید کو اپنی علمی و تحقیقی کاوشوں کا مرکز و محور بنایا ہے۔ آپ سب لوگ علم و تحقیق سے وابستہ ہیں، آپ اس اَمر سے آگاہ ہوں گے کہ صرف پاکستان کے قیام کے بعد یہاں قرآن مجید کی ایک ہزار تفسیریں لکھی گئی ہیں۔ کیا دنیا کی کسی بھی مذہبی کتاب کی اتنی تفسیریں موجود ہیں؟ یقیناً اس کا جواب نفی میں ہے۔ علم القراءات پر بھی اہل فن کی سیکڑوں کتابیں اس علم کی اہمیت اور عظمت کا واضح ثبوت ہیں۔

قراءات پر یہاں بیش قیمت مقالات پڑھے گئے جن میں یقیناً اس علم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہو گی۔ جہاں تک میں اس فن کو سمجھ سکا ہوں، یہ دراصل قرآنی ٹیکسٹ کو مختلف لہجوں میں پڑھنے کا علم ہے۔ اور یہ چیز کوئی نامانوس نہیں ہے بلکہ ہر زبان میں مختلف لہجے ہوتے ہیں، پنجابی ہو یا پشتو یا کوئی بھی دوسری زبان، اس میں ایک سے زیادہ لہجے یا بولیاں ہوتی ہیں۔ اور ایک ہی لفظ کو مختلف انداز سے بولا جاتا ہے جبکہ معنی اور مفہوم ایک ہی رہتا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کے زمانۂ نزول میں عرب کے مختلف قبیلے تھے جن کا تلفظ اور لہجہ دوسروں سے مختلف تھا، اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کو ایسی معجزانہ زبان میں نازل کیا، کہ ایک ہی لفظ کو لوگ مختلف طریقوں سے پڑھ سکتے تھے۔ اس کا مقصد ان

[1] وفاقی وزیر مذہبی امور پاکستان

کے لیے آسانی اور سہولت پیدا کرنا تھا کہ کوئی بھی اس کی تلاوت میں مشکل محسوس نہ کرے۔ یہ یقینا قرآن مجید کا بہت بڑا معجزہ ہے۔ آج بھی یہ مختلف لہجے دنیا میں پڑھے جارہے ہیں، جنھیں قراءات کا علم کہا جاتا ہے۔

اس نکتے کو سمجھ لیا جائے تو پھر مستشرقین یا ان سے متاثر مفکرین کا یہ اعتراض بے وزن ہو جاتا ہے کہ قراءات کا علم شاید قرآن کی محفوظیت کے منافی ہے۔ اس لیے گولڈ زیہر یا آرتھر جیفری اور دیگر مستشرقین اور انہی کے اعتراضات سے متاثر ہو کر بعض جدید مفکرین کا یہ کہنا بے جا ہے کہ اگر مختلف قراءات کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر قرآن کا متن مشکوک ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآنی متن کی تحریر وکتابت ہو یا قراءات، دونوں چیزیں وحی پر مبنی ہیں اور ان میں انسانی فکر واجتہاد کا کوئی دخل نہیں ہے۔ مجھے امید ہے کہ ایسے اشکالات کا جواب مقالوں میں لازمی آیا ہو گا۔

مختلف قراءات کا تصور مسلمانوں کے لیے کبھی اجنبی نہیں رہا کہ محافل قراءات میں مصری قراء کی تلاوتیں مختلف قراءات کے مطابق ہوتی ہیں اور جنھیں پوری دنیا میں پورے ذوق وشوق سے سنا جاتا ہے۔ اور کبھی کسی عالم یا دوسرے مسلمان کے ذہن میں اس سے قرآن مجید کی حقانیت پر شک وشبہہ کا تاثر نہیں اُبھرتا۔ پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ سوڈان، لیبیا، تیونس اور مراکش وغیرہ میں مختلف قراءات رائج ہیں، اور وہ اسی طرح انھیں پڑھتے ہیں جیسے ہم اپنی قراءت حفص کی تلاوت کرتے ہیں۔

بہ ہر حال یہ ایک بڑا احسن اقدام ہے کہ علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی کی فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز نے اس علم پر ایک بھرپور کانفرنس کا انعقاد کیا، علمی حلقوں میں اس علم کی اہمیت کو اجاگر کیا، اور تحقیق وجستجو کے نئے موضوعات متعارف کرائے۔ اس پر جناب شیخ الجامعہ اور پوری ٹیم مبارک باد کے مستحق ہیں۔ بے حد شکریہ

خوش بخت انسان کی علامات

امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آدمی کے خوش بخت ہونے کی علامات یہ ہیں:

- نیک عمل کرنے میں آسانی.
- تمام کاموں میں سنت کی موافقت.
- نیک لوگوں کی صحبت.
- اپنے بھائیوں کے ساتھ اچھا اخلاق.
- مخلوق سے خیر خواہی.
- مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کی فکر.
- اپنے وقت کا بہت خیال رکھنا. [الاِعتصام: ۲/۱۵۲]

مفتی شکیل احمد[1]

دو روزہ بین الاقوامی علم القراءات کانفرنس اسلام آباد

'ذوق ' انسانی زندگی کا حسن ہے، حسنِ ذوق قدرت کا حسین عطیہ ہے، اور اختلاف ذوق اس کا سنگھار ہے۔

گلہائے رنگارنگ سے ہے زینت چمن   اے ذوق! اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

یہی اختلاف ارتقاء کا زینہ، فکر و فن کی ترقی کا ضامن اور انسان کی خوابیدہ صلاحیتوں کو جلا بخشنے کے لئے مہمیز ہے۔

ڈاکٹر محی الدین ہاشمی حفظہ اللہ جب سے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے کلیہ عربی و علوم اسلامیہ کے ڈین منتخب ہوئے ہیں، آپ کے زیر نگرانی، شعبہ جات نے ارتقاء کی منزلیں طے کرنا شروع کر دی ہیں۔ 'شعبہ سیرۃ' نے سیرت پہ دو بین الاقوامی کانفرنسز کا انعقاد کیا، اس شعبہ نے 'سیرۃ اسٹڈیز' پہ دو معیاری ریسرچ جنرل شائع کیے، ڈاکٹر صاحب نے جدید موضوعات پہ، ۱۰۰ 'خطبات اسلام آباد' کرانے کا عزم کر رکھا ہے، اس کے ابتدائی تقریبا ۱۰ خطبات، ہو چکے ہیں۔ یقینا یہ اس صدی کا عظیم کارنامہ اور تحقیقی دستاویز ہو گی۔ انہی زرین کاوشوں کا تسلسل علم القراءات پہ دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس ہے، جو 'علم القراءات، تاریخی مباحث اور عصری تحقیقات ' کے عنوان سے معنون تھی، ۲۸ فروری، اور یکم مارچ، بروز جمعرات، جمعہ علامہ اقبال یونیورسٹی اسلام آباد میں منعقد ہوئی۔

اپنے عنوان کے اعتبار سے پاکستان یا شاید عالمی سطح پہ پہلی کانفرنس ہے، جو اس قدر بھرپور اور مکمل تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوئی۔ ۶۰ مقالات موصول ہوئے، ۷۴ معیاری قرار پائے، ۴۰ کے قریب کانفرنس میں پڑھے گئے۔

کانفرنس کے جملہ مقالات کو چھ بنیادی اور جلی عنوانات کے تحت سمیٹا گیا:

علم القراءات: تعارف و تاریخ، قراءات: ثبوت و حجیت

علم القراءات: محتویات و مشتملات

علم القراءات: اثرات و افادیت

ائمہ و مشاہیر: خدمت و ترویج فن

اختلاف القراءات: شبہات و اعتراضات

پھر ان جلی عنوانات کے تحت مندرجہ ذیل موضوعات پر، پر مغز مقالات لکھے گئے: تدوین و تاریخ قراءات، قراءتِ متواترہ، مشہورہ و شاذہ، نزول سبعہ احرف، ثبوتِ قراءات، تلفیق قراءات، علم التجوید، علم رسم، علم الفواصل، علم الضبط، علم الوقف والابتداء، علم القراءات کے بنیادی مصادر، علم القراءات کے تفسیر، حدیث، فقہ، لغت عربی گرائمر پر اثرات، مدونین علم القراءات، محدثینِ قراء، مفسرین قراء، فقہاء قراء، ماہرین لغت قراء، برصغیر

---

[1] اسلام آباد

مفتی شکیل احمد[1]

دو روزہ بین الاقوامی علم القراءات کانفرنس اسلام آباد

'ذوق' انسانی زندگی کا حسن ہے، حسنِ ذوق قدرت کا حسین عطیہ ہے، اور اختلاف ذوق اس کا سنگھار ہے۔

گلہائے رنگارنگ سے ہے زینت چمن　　　اے ذوق! اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

یہی اختلاف ارتقاء کا زینہ، فکر و فن کی ترقی کا ضامن اور انسان کی خوابیدہ صلاحیتوں کو جلا بخشنے کے لئے مہمیز ہے۔

ڈاکٹر محی الدین ہاشمی حفظہ اللہ جب سے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے کلیہ عربی و علوم اسلامیہ کے ڈین منتخب ہوئے ہیں، آپ کے زیر نگرانی، شعبہ جات نے ارتقاء کی منزلیں طے کرنا شروع کر دی ہیں۔ 'شعبہ سیرہ' نے سیرت پہ دو بین الاقوامی کانفرنسز کا انعقاد کیا، اس شعبہ نے 'سیرۃ اسٹڈیز' پہ دو معیاری ریسرچ جنرل شائع کیے، ڈاکٹر صاحب نے جدید موضوعات پہ، ۱۰۰ 'خطبات اسلام آباد' کرانے کا عزم کر رکھا ہے، اس کے ابتدائی تقریباً ۱۰ خطبات، ہو چکے ہیں۔ یقیناً یہ اس صدی کا عظیم کارنامہ اور تحقیقی دستاویز ہو گی۔ انہی زرین کاوشوں کا تسلسل علم القراءات پہ دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس ہے، جو 'علم القراءات، تاریخی مباحث اور عصری تحقیقات' کے عنوان سے معنون تھی، ۲۸ فروری، اور یکم مارچ، بروز جمعرات، جمعہ علامہ اقبال یونیورسٹی اسلام آباد میں منعقد ہوئی۔

اپنے عنوان کے اعتبار سے پاکستان یا شاید عالمی سطح پہ پہلی کانفرنس ہے، جو اس قدر بھرپور اور مکمل تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوئی۔ ۶۰ مقالات موصول ہوئے، ۴۷ معیاری قرار پائے، ۴۰ کے قریب کانفرنس میں پڑھے گئے۔

کانفرنس کے جملہ مقالات کو چھ بنیادی اور جلی عنوانات کے تحت سمیٹا گیا:

علم القراءات: تعارف و تاریخ، قراءات: ثبوت و حجیت

علم القراءات: محتویات و مشتملات

علم القراءات: اثرات و افادیت

ائمہ و مشاہیر: خدمت و ترویج فن

اختلاف القراءات: شبہات و اعتراضات

پھر ان جلی عنوانات کے تحت مندرجہ ذیل موضوعات پر، پر مغز مقالات لکھے گئے: تدوین و تاریخ قراءات، قراءاتِ متواترہ، مشہورہ و شاذہ، نزول سبعہ احرف، ثبوتِ قراءات، تلفیق قراءات، علم التجوید، علم رسم، علم الفواصل، علم الضبط، علم الوقف والابتداء، علم القراءات کے بنیادی مصادر، علم القراءات کے تفسیر، حدیث، فقہ، لغت عربی گرائمر پر اثرات، مدونین علم القراءات، محدثینِ قراء، مفسرین قراء، فقہاء قراء، ماہرین لغت قراء، برصغیر

[1] اسلام آباد

پاک وہند کے مشاہیر قراء وخطاطین قرآن، اختلاف قراءات پر مستشرقین اور مسلم مفکرین کے اعتراضات وشبہات۔
ملکی حالات کی وجہ سے غیر ملکی مقالہ نگار حضرات تشریف نہ لاسکے۔کانفرنس کے پہلے دن صبح اور بعد از نماز ظہر دودو متوازی،اور کل چار سیشن ہوئے،افتتاحی اجلاس سے صدر جامعہ ڈاکٹر ضیاء القیوم صاحب نے عمدہ اور اساسی خطاب کیا۔مغرب کے بعد محفل حسن قراءت ہوئی، قاری احمد دوامر ،انڈونیشیا،شیخ ڈاکٹریون محمودی انڈونیشیا،ڈاکٹر قاری احمد میاں تھانوی، قاری محمد ادریس عاصم، قاری کرامت علی نعیمی، قاری عبد السلام سعیدی ودیگر قراء نے اپنی خوبصورت آوازوانداز سے سماں باندھ دیا۔

دوسرے دن ایک ہی میگا سیشن ہوا،علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ حدیث کے صدر اور ہر دلعزیز استاذ،ڈاکٹر علی اصغر چشتی صاحب نے صدارت کی۔کانفرنس کے اختتام پرڈاکٹر قاری تاج افسر نے کہا:

”قرآن کریم کی خدمت کے مختلف پہلو ہیں،اور ایک اساسی پہلو قراءات کا ہے،عرب کے بعض قبائل ح کی جگہ ع اورس کی جگہ ت پڑھتے تھے، حتی حین کو عتی عین اور والناس کو والنات، پڑھتے تھے،رسول اکرم ﷺ نے ابتداء میں اس کی اجازت دی،پھر یہ اجازت اٹھالی گئی،قران کریم کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تفسیری جملے لکھتے تھے، مصحف عثمانی کی تیاری کے وقت،ان جملوں کو الگ کر دیا گیا،یہ تفسیری جملے اور منسوخ عربی لہجات قراءتِ شاذہ کہلائے، یعنی ما شذ عن المصحف العثمانی فھو شاذ۔ڈاکٹر سعید الرحمن،(بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی ملتان) نے بڑی خوبصورت بات کہی:اختلاف قراءات میں،اختلاف،تناقض،تعارض اور تضاد کا لفظ استعمال کرنے کی بجائے قراءت کا تنوع/روائٹی استعمال کرنا مناسب ہے۔انہوں نے اس بات پہ زور دیا کہ رموز/اوقاف توقیفی نہیں،اجتہادی ہیں،ان میں بعض ضروری اصلاحات ہوسکتی ہیں۔“

ڈاکٹر علی اصغر چشتی صاحب نے بڑے نپے تلے الفاظ میں صدارتی کلمات ارشاد فرماتے ہوئے کہا:

”اللہ تعالی کے فضل اورانتخاب سے ہم اس کام میں مصروف ہیں،ہمارا معاشرے سے تعلق مضبوط ہو،اور ہماراوجود اس کے لئے مفید ہو،اور یہ علوم معاشرے میں پھیلانے میں ہم کردار ادا کریں۔آج سے ۸ یا ۱۰ سال قبل ایک سروے ہوا،اسکے مطابق پاکستان کے ایک فیصد لوگ بھی ناظرہ قرآن کریم ٹھیک نہیں پڑھ سکتے۔“

نماز جمعہ کے بعد ڈاکٹر معین الدین ہاشمی،چیئرمین شعبہ ’سیرۃ اسٹڈیز ‘نے بڑی جامع سفارشات پیش کیں، مہمان خصوصی ڈاکٹر نور الحق قادری،وفاقی وزیر برائے مذہبی امور نے اپنی تقریر میں کہا:اس محفل میں شرکت سعادت ہے۔ یونیورسٹی نے منفرد کام کیاہے،یہ یونیورسٹی علامہ محمد اقبال کی طرف منسوب ہے،جن کا قرآن کریم سے گہرا تعلق تھا۔

یہ دودن کی مختصر سی حسین محفل،یقیناً فیکلٹی کے اساتذہ کرام،ڈاکٹر حافظ سجاد،ڈاکٹر عبد الحمید عباسی حفظہ اللہ، بالخصوص ڈاکٹر معین الدین ہاشمی حفظہ اللہ، ڈاکٹر طاہر اسلام عسکری حفظہ اللہ،ڈاکٹر ظفر اقبال حفظہ اللہ، محمد یوسف یعقوب حفظہ اللہ اور دیگر کئی نامعلوم افراد کے رتجگوں اور جانگسل محنتوں کی رہین منت ہے۔

یہ حسن اتفاق ہے کہ ماہ فروری کی ابتداء ایک فقہی کانفرنس (مفطرات صوم،جدید طبی تحقیقات کی روشنی میں،منعقدہ ۲ فروری، جامعہ عثمانیہ پشاور) سے ہوئی اورانتہاء علم القراءات کی کانفرنس پر ہوئی۔

جامعہ اسلامیہ کامران بلاک لاہور سے ڈاکٹر رشید احمد تھانوی حفظہ اللہ نے،جامعہ کے شعبہ قراءت وتجوید کے اساتذہ اور طلبہ سمیت شرکت کرکے محفل کو پررونق بنادیا۔اللہ تعالی اس کانفرنس کوشرف قبولیت سے نوازیں۔ آمین

ارشاد احمد ارشد[1]

تدوین مصحف ؛ کب اور کیسے ہوئی ؟

(انٹرویو: ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ)

نزول قرآن میں ترتیب تلاوت کی بجائے ترتیب واقعات کو ملحوظ رکھا گیا تھا۔ اس کے علاوہ معاشرتی ارتقاء کے سبب آیات میں نسخ بھی ہوتا رہتا تھا۔ اس لیے رسالت مآب ﷺ کی حیات میں اسے ایک مصحف میں لکھنا ممکن نہیں تھا۔ بعد میں حضرت ابو بکر صدیق نے اسے ایک مصحف کی شکل میں تحریر کرایا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگوں کے انفرادی سطح پر تیار کیے گئے مصاحف جو نامکمل، اغلاط سے پر اور قراءات شاذہ پر مشتمل تھے کو ختم کر کے ایک معیاری مصحف تیار کیا گیا۔ بعد کے علماء کرام نے امت کی سہولت اور ضرورت کے پیش نظر کئی خدمات انجام دیں، اس کی مکمل داستان اختصار کے ساتھ پاکستان کے معروف استاذ قراءات ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ کی زبانی بیان کی گئی ہے۔ [ادارہ]

س: ڈاکٹر صاحب! آپ یہ بتائیں کہ قرآن مجید کے مسلمانوں پر کیا حقوق ہیں؟

ج: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب ہے۔ اس کتاب اور دنیا کی دیگر کتب میں وہی فرق ہے جو اللہ اور اس کے بندے کے درمیان ہے، جس کا تصور بھی انسانی عقل کے لیے محال ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات علیم وخبیر ہے، قرآن مجید اللہ کے علم وخبر پر مشتمل ہے۔ جس طرح ذات باری تعالیٰ اعلیٰ ہے، اسی طرح اس کی کتاب بھی بالا ہے۔ قرآن مجید انسانوں کے لیے کتاب ہدایت ہے اور ابدی کامیابی کا زینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب کے مسلمانوں پر حقوق ہیں۔ لہذا کتاب اللہ کا ایک حق یہ ہے کہ اسے خوبصورت آواز کے ساتھ پڑھا جائے۔ دوسرا حق یہ ہے کہ اسے سمجھا جائے اور اس پر دل وجان سے عمل کیا جائے۔ تیسرا حق یہ ہے کہ اسے آگے پھیلایا جائے اور دنیا میں اس کا نفاذ کیا جائے ۔ جس طرح قرآن مجید کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا باعث ثواب ونجات ہے، ایسے ہی اس کتاب مقدس کو ٹھہر ٹھہر کر خوبصورت آواز کے ساتھ پڑھنا بھی باعث ثواب ہے۔

س : تدوین قرآن مجید کے بارے میں بتائیں:

ج : تدوین قرآن مجید کا کام عہد نبوی ﷺ میں ہی شروع ہو چکا تھا۔ مکہ میں وحی لکھنے کا کام خلفائے راشدین سمیت متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سپرد تھا۔ مدینہ میں ان کے علاوہ حضرت زید بن ثابت، حضرت معاویہ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم وغیرہ بھی اس اہم کام پر بارگاہ نبوی ﷺ کی طرف سے مامور کیے گئے تھے۔ عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے تو سارا قرآن مجید جمع کیا تھا اور رات بھر پڑھتے رہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے انہیں ایک ماہ کے اندر قرآن مجید ختم کرنے کا حکم دیا۔ قرآن مجید میں بھی کئی جگہ اس امر کی شہادت موجود ہے کہ یہ منبع رشد وہدایت کتاب کی صورت میں یکجا جمع ہے۔ اللہ نے سورۃ البقرہ کے شروع میں بھی کہہ دیا ہے کہ اس کتاب کے اللہ

---

[1] کالم نگار: ہفت روزہ ندائے ملت لاہور

کی طرف سے ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔سورۃ واقعہ میں بھی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ

”یہ قرآن عزت والا ہے محفوظ کتاب میں لکھا ہوا ہے اس کو پاک لوگ ہاتھ لگاتے ہیں۔“

بہر حال یہ امر اچھی طرح واضح ہو گیا ہے کہ تدوین قرآن کا کام عہد نبوی ﷺ میں سرکاری طور پر شروع ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے اور وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ یمامہ لڑی گئی، جس میں حفاظ قرآن کی ایک کثیر تعداد شہید ہوئی۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دور رس نگاہوں نے فوراً بھانپ لیا کہ اگر دوسرے معرکوں میں اسی طرح کثرت سے حفاظ شہید ہونے لگے تو قرآن مجید کی حفاظت مخدوش ہو جائے گی۔ انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ معاملہ رکھا۔ بحث و تمحیص کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا کر ہدایت کر دی کہ قرآن مجید کی حفاظت کا انتظام کیا جائے۔ یہ بات میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ پورے کا پورا قرآن مجید آپ ﷺ کے حکم سے پہلے سے لکھا ہوا موجود تھا۔ لیکن دقت یہ تھی کہ مختلف حصے مختلف اشیاء پر لکھے ہوئے تھے۔ مثلاً کھجور کی چھال، بڑی بڑی ہڈیوں اور پتھر کے ٹکڑوں پر۔ لہذا مختلف چیزوں پر لکھے ہوئے قرآن مجید کو عہد نبوی کی ترتیب کے مطابق یکجا کرنے فیصلہ کیا گیا اور ترتیب وہی رکھی گئی جو عہد نبوی میں تھی۔ یہ پہلا نسخہ تھا جو اوراق پر کتابی شکل میں لکھا گیا۔ یہ نسخہ قرآن خلیفہ وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس رکھ دیا گیا۔ ان کے بعد اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحویل میں دے دیا گیا اور ان کی وفات کے بعد ان کی صاحبزادی ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کی حفاظت میں رہا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا تو اسلام کی سرحدیں مزید دور دور تک پھیل گئیں۔ عجمی اور غیر عربی لوگ کثرت سے اسلام میں داخل ہونے لگے۔ رسول اللہ ﷺ کے راز دار صحابی حضرت حذیفہ بن یمان آذر بائیجان کو فتح کرنے والے لشکر میں شامل تھے، انھوں نے دیکھا کہ مختلف علاقوں سے آنے والے مسلمانوں میں قرآن مجید کی تلاوت کے الفاظ کے سلسلے میں اختلاف پایا جاتا ہے، اور وہ ایک دوسرے کی صریح تغلیط کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے واپسی پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تمام حالات سے آگاہ کرتے ہوئے مشورہ دیا کہ بروقت معاملات پر قابو پا لیا جائے اور اس کا صرف یہی حل ہے کہ سرکاری طور ایک نسخہ شائع کر دیا جائے، جو اختلاف کے سلسلے میں معیار کا کام دے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کا اجلاس طلب کیا اور حالات سے آگاہ کیا اور آخر کار فیصلہ یہی ٹھہرا کہ سرکاری معیاری نسخے کی اشاعت ناگزیر ہے۔ اس کے بعد ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ والا نسخہ منگوایا گیا اور اس کی کئی نقلیں پورے عالم اسلام میں تقسیم کروا دی گئیں۔ سرکاری معیاری نسخے کی تیاری و مراجعت کے کام کے لیے جس کمیٹی کی تشکیل کی گئی اس کے انچارج حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے۔ باقی ممبران میں عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، سعید بن عاص رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمٰن بن ہشام رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ اس سلسلے میں اہم بات یہ ہے کہ قرآن مجید کو قریش کے رسم الخط میں رقم کیا گیا، جس میں وہ سات عربی لہجات شامل تھے، جو نزول قرآن کے وقت عرب کے مختلف قبائل کی رعایت میں باقاعدہ اللہ کی طرف سے نازل کئے گئے تھے۔ البتہ نص قرآنی کے سلسلے میں صحابہ کے مختلف مصاحف کا جو اختلاف پایا جاتا تھا اس کو اس معیاری سرکاری نسخے کے ساتھ ختم کر دیا گیا۔

س: حفاظت قرآن مجید کمیٹی کا انچارج حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کیوں مقرر کیا گیا؟

ج: اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں قرآن مجید لکھا کرتے تھے۔ امام

قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو دوسرے اکابر صحابہ کی نسبت زیادہ قرآن یاد تھا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں سارا قرآن زبانی یاد کر لیا تھا۔ نیز حضرت زید رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور جبرئیل امین علیہ السلام کے ساتھ آخری دورہ قرآن میں بھی شریک تھے۔ یہ وہ شرف تھا جو آپ کے اس کمیٹی کا انچارج بننے کا سبب بنا۔

س: رسم عثمانی کے بارے میں بتائیں کہ اس سے کیا مراد ہے؟

ج: سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جس طرز کتابت پر قرآن مجید کو لکھوایا گیا تھا اسے رسم عثمانی کہا جاتا ہے۔ اس بات کو آپ یوں سمجھ لیں کہ جس طرح آج ہم اردو زبان بغیر زبر، زیر اور پیش کے لکھتے ہیں اسی طرح عربی زبان بھی بغیر زبر، زیر اور پیش کے لکھی جاتی تھی بلکہ نقطے بھی نہیں ہوتے تھے۔ بات یہ تھی کہ اس وقت عربی زبان بولنے میں بہت متمدن اور ادب و لطافت کے بام عروج پر پہنچی ہوئی تھی لیکن لکھنے میں متمدن نہ تھی۔ وجہ یہ تھی کہ عرب تحریر کی بجائے تقریر اور یادداشت پر زیادہ اعتماد رکھتے تھے۔ عربوں کے اس وقت کے انداز تحریر کو سمجھنے کے لیے آپ "بسم اللہ الرحمن الرحیم"، لکھیں اور پھر اس میں سے زبر زیر پیش اور نقطے ختم کر دیں باقی جو بچے سمجھ لیں وہ رسم عثمانی کا انداز تحریر تھا۔ رسم کا مطلب ہے کسی لفظ کے لکھنے کا بنیادی طریقہ۔ اس کے بعد وہ لوگ جو عربی نہیں جانتے تھے جب کثرت سے اسلام میں داخل ہونے لگے تو زبر زیر پیش اور نقطے نہ ہونے کی وجہ سے قرآن مجید غلط پڑھتے تھے، جس سے آیات کے معنی و مفہوم بدل جاتے تھے۔ یہ صورت حال دیکھ کر مشہور تابعی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تلمیذ امام ابوالاسود الدؤلی تڑپ اٹھے۔ انھوں نے اپنے دو شاگردوں یحییٰ بن یعمر العدوانی اور نصر بن عاصم اللیثی کے ساتھ مل کر قرآن مجید کے اعراب لگائے۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ شروع میں قرآن مجید کے جو اعراب لگائے گئے وہ موجودہ طرز کے نہ تھے۔ اس وقت حرکات (زبر، زیر، پیش) نقطوں کی شکل میں لگائے جاتے تھے، مثلاً جہاں زبر کی ضرورت ہوتی وہاں حرف کے اوپر ایک نقطہ لگا دیا جاتا، جہاں زیر کی ضرورت ہوتی وہاں نیچے نقطہ لگا دیا جاتا اور پیش کی حرکت ظاہر کرنے کے لیے تھوڑا سا آگے کر کے ایک نقطہ لگا دیا جاتا۔ یہ طریقہ کتابت باقاعدہ آج بھی علم رسم عثمانی کی قدیم کتابوں میں موجود ہے۔ اس کے بعد حجاج بن یوسف کے دور میں جب باقاعدہ الگ سے نقطے لگانے کا کام ہوا، تو مسئلہ یہ درپیش ہوا کہ ایک ایک آیت پر دو دو قسم کے نطقے لگ گئے، یعنی اعراب کے نقطے اور حروف کے نقطے۔ لہذا نحو کے مشہور امام خلیل بن احمد الفراہیدی نے اعراب کے نقطوں کو حرکات کی شکل دی اور حروف کے نقطوں کو اسی حالت میں رہنے دیا، جس میں وہ آج موجود ہیں۔ اعراب کا کام اموی حکمران عبد الملک بن مروان کے زمانہ میں بصرہ کے گورنر زیاد بن سمیہ نے کروایا تھا۔ جبکہ رکوعات، منازل اور سیپاروں کی تقسیم کا کام بعد کے ادوار میں ہوا۔

س: قرآن مجید کے بہت سے قدیم قلمی نسخے ایسے دیکھنے میں آئے ہیں، جن میں مختلف رنگ استعمال کئے گئے ہیں، اس میں کیا حکمت ہے؟

ج: ایک کلر سکیم وہ ہے جو آج کے دور میں بہت زیادہ استعمال ہو رہی ہے۔ اس کلر سکیم کا مقصد قرآن مجید کو زیادہ سے زیادہ صحیح پڑھنے کا اہتمام کیا جائے۔ اس مقصد کی خاطر آج پوری دنیا میں مختلف کلر سے مزین تجویدی قرآن مجید تیار کئے جا رہے ہیں۔ مثلاً جہاں " غنہ " کرنا ہوتا ہے، وہاں ایک کلر دے دیا گیا ہے، جہاں " قلقلہ " ہوتا ہے، اسے الگ کلر سے نمایاں کر دیا جاتا ہے، "ر" کو موٹا کر کے پڑھنا ہے یا باریک پڑھنا ہے اس کی وضاحت الگ الگ کلر سے کر دی جاتی

ہے۔ یہ قرآن مجید لوگوں کو گھر بیٹھے تجوید کے اصول سکھانے کے لیے تیار کیے گئے ہیں۔ قرآن مجید پر کلر بندی کا یہ کام موجودہ دور میں شروع ہوا ہے۔ اس کے بالمقابل کلر بندی کا ایک کام وہ ہے جو آج سے سینکڑوں سال پہلے ہوا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور کا قرآن مجید جس کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے، اس میں کلر بندی کا کچھ بھی تصور نہ تھا، بلکہ وہ سیاہ روشنائی سے لکھا گیا تھا۔ اس کے بعد جب ابو الاسود الدؤلی رحمۃ اللہ علیہ سے قرآن مجید پر نقطوں کی صورت میں اعراب لگانے کے لیے کہا گیا، پہلے تو وہ اس کام کے لیے آمادہ نہ ہوئے۔ جب آمادہ ہو گئے تو کہنے لگے کتابت قرآن مجید کا جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہوا، اور جو کام ہم نے اعراب کی صورت میں بعد میں کرنا ہے، دونوں میں بہر حال فرق ہونا چاہیے۔ لہٰذا انھوں نے (نقطوں کی صورت میں) جو اعراب لگایا، اسے سرخ رنگ کے ذریعے واضح کیا۔ عربی زبان میں ہمزہ دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک ہمزہ وصلی، اور دوسرا ہمزہ قطعی ہوتا ہے۔ ہمزہ قطعی کے لیے زرد رنگ اور ہمزہ وصلی کے لیے سبز رنگ استعمال کیا گیا۔ گویا یہ پہلا موقع تھا جب قرآن مجید کی کتابت کے لیے تین طرح کی کلر بندی کی گئی۔ یہ سلسلہ بارہویں صدی عیسوی تک چلتا رہا، یعنی قرآن مجید کی کتابت کے لیے سیاہ، لال، زرد اور سبز رنگ استعمال ہوتے رہے۔ اس کے بعد پرنٹنگ پریس کا دور شروع ہوا۔ ابتدا میں پرنٹنگ پریس پر طباعت کے لیے صرف کالا رنگ استعمال ہوتا تھا۔ لہٰذا جب قرآن مجید کی طباعت پرنٹنگ پریس پر شروع ہوئی تو ایک بار پھر صرف کالا رنگ استعمال ہونے لگا۔ کنگ فہد قرآن کمپلیکس سعودی عرب کے ذمہ داران کوشش کر رہے ہیں کہ ایک ایسا قرآن مجید بھی چھاپا جائے جو کلر بندی میں امام ابو الاسود الدؤلی رحمۃ اللہ علیہ کے نسخے کے عین مطابق ہو۔ ہمارے ادارے جامعہ لاہور الاسلامیہ کے ریسرچ سنٹر مجلس التحقیق الاسلامی نے اس کے مطابق ایک نسخہ تیار کر کے کویت کی وزارت اوقاف کو دے دیا ہے، جو اسے عنقریب شائع کر دیں گے۔ ادارے میں یہ کام رئیس الجامعہ محترم ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ اور کبار مشائخ قراءات محترم قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ، محترم قاری محمد یحییٰ رسولنگری حفظہ اللہ اور محترم قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ وغیرہ کے زیر اشراف قراء کرام کی ایک کمیٹی نے مکمل کیا ہے۔ کمیٹی کے ارکان میرے علاوہ برادر اکبر ڈاکٹر حافظ انس نضر، قاری محمد مصطفی راسخ، قاری محمد فیاض اور دیگر اساتذہ کلیۃ القرآن بھی شریک ہیں۔

س: یہ فرمائیں کہ مصحف عثمانی کا کوئی اصلی نسخہ دنیا میں کسی جگہ موجود ہے؟

ج: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کے سات نسخے تیار کروائے تھے۔ کتب تاریخ میں جو چیزیں ملتی ہیں ان کے مطابق کہا جاتا ہے کہ ان سات نسخوں میں سے کچھ تو حوادث زمانہ کے ہاتھوں شہید ہو گئے تھے اور کچھ ابھی تک موجود ہیں، جیسے استنبول کے عجائب گھر اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی لائبریری میں ایک ایک نسخہ موجود ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان دونوں جگہوں پر مصحف عثمانی کے اصلی نسخے موجود ہیں۔ قرآن مجید کی کتابت کا جو اسلوب اس دور میں مروج تھا یہ نسخے واقعی اسی اسلوب پر لکھے ہوئے ہیں، یعنی بغیر اعراب اور نقاط کے۔ اس لیے ممکن ہے یہ واقعی اصلی مصحف عثمانی ہوں اور یہ بھی امکان ہے کہ اصل نسخوں سے بعد میں جو کتابت کر کے نسخے تیار کئے گئے تھے، وہ ہوں۔

س: رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں وحی قرآن مجید کی کتابت، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں تدوین قرآن مجید اور حجاج بن یوسف کے دور میں اعراب اور نقاط کے کام سے معلوم ہوتا ہے کہ ریاست مدینہ میں قرآن مجید کی کتابت و طباعت سرکاری طور پر ہوتی رہی ہے؟

ج: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور تک بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس اپنے اپنے ذاتی نسخے موجود تھے۔ یہ اس لیے کہ اس وقت علم کا معیار بہت بلند تھا۔ اس بات کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں سات نسخے سرکاری سطح پر تیار کیے گئے تھے، جبکہ لوگوں کے پاس جو ذاتی نسخے موجود تھے، وہ حفظ ماتقدم کے طور پر تلف کر دیے گئے تھے، اور لوگوں کو پابند کر دیا گیا تھا کہ وہ سرکاری نسخوں سے اپنے نئے نسخے تیار کر لیں۔ سرکاری نسخوں سے قرآن مجید کی کاپیاں کرنے کا کام وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا رہا۔ کاتب قرآن مجید لکھتے اور حکومت کی طرف سے مقرر علماء کی تصدیق شدہ مہر کے ساتھ عوام الناس تک پہنچتے۔ آج بھی یہ سلسلہ اسی طرح چل رہا ہے۔ اس وقت کچھ ممالک ایسے ہیں جہاں سرکاری سطح پر ہی قرآن مجید کی طباعت بڑے اہتمام سے ہوتی ہے جیسے سعودی عرب اور کویت وغیرہ، اور مصر میں جامعہ الازہر کے تحت ایک ادارہ ہے جو قرآن مجید کی طباعت واشاعت کے کام کی نگرانی کرتا ہے۔ پاکستان میں اگرچہ قرآن مجید کی طباعت واشاعت کا کام سرکاری سطح پر نہیں ہوتا اور نہ ہی ہمارے ہاں قرآن مجید کی طباعت کا وہ معیار ہے جو سعودی عرب یا کویت وغیرہ میں ہے۔ اس کے باوجود حکومت نے قرآن مجید کی پروف ریڈنگ اور تصدیق کا عمل لازمی قرار دے رکھا ہے۔ پروف ریڈنگ کی تصدیق شدہ مہر کے بغیر پاکستان میں بھی کوئی بھی قرآن مجید نہیں چھاپ سکتا۔ بلکہ اب تو پنجاب قرآن بورڈ کے قیام کے بعد قرآن مجید کی طباعت واشاعت کے قوانین مزید سخت کر دیئے گئے ہیں، جو ایک مستحسن عمل ہے۔

س: کیا دنیا میں موجود مختلف اسلامی ممالک قرآن مجید کی طباعت واشاعت کی ذمہ داری پوری کر رہے ہیں؟

ج: سعودی عرب، شام، مصر اور کویت وغیرہ میں قرآن مجید کی طباعت کا کام حکومتی سطح پر بہت ہی اعلیٰ معیار کا ہو رہا ہے۔ اس لیے ان ملکوں کے بارے میں یقینی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ وہاں قرآن مجید کی طباعت کا کام بہت ہی معیاری ہے، البتہ باقی ممالک کی صورت حال ایسی نہیں ہے۔ دراصل قران مجید کی طباعت میں زیادہ خرابی پرنٹنگ پریس کے آنے، خلافت کے خاتمے اور اسلامی دنیا پر استعمار کے قبضے کے بعد آئی ہے۔ کیونکہ اس وقت قرآن مجید کی طباعت واشاعت پر چیک اینڈ بیلنس کا کوئی ادارہ موجود نہ تھا۔ ابتدا میں پرنٹنگ پریس کی چھپائی کا معیار بھی ناقص تھا اور پرنٹنگ پریس دھڑا دھڑ قرآن مجید چھاپ رہے تھے۔ یہ ناگفتہ بہ صورت حال طویل عرصہ تک رہی۔ البتہ اب حالات کافی بہتر ہیں۔ جدید ترین پرنٹنگ پریس آچکے ہیں، جس کی وجہ سے قرآن مجید کی طباعت کا معیار بہت بہتر ہو چکا ہے۔

س: کیا قرآن مجید کو دنیا سے ختم کرنے کی سازشیں بھی کی گئی ہیں؟

ج: قرآن مجید کے خلاف سازشوں کا سلسلہ اس کے نزول کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ سازشیں بڑھتی رہی ہیں اور ان کی نوعیت بھی بدلتی رہی ہے۔ روس میں کیمونسٹ حکمران قرآن مجید کا نام ونشان مٹا دینا چاہتے تھے۔ انہوں نے پورے ملک میں قرآن مجید کی طباعت اور تعلیم پر پابندی لگا دی، اور قرآن مجید اپنے پاس رکھنا جرم قرار دے دیا، لیکن اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ کیمونسٹ روس کا اپنا وجود دنیا کے نقشے سے غائب ہو گیا اور قرآن مجید آج بھی دنیا پر پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کے خلاف جو سازشیں کی گئیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ مستشرقین نے ایک دفعہ پوری دنیا سے قرآن مجید کے مختلف طبعات کے ۴۰، ۵۰ ہزار کے قریب نسخے ایک بلڈنگ میں اکٹھے کیے، تاکہ وہ ان میں باہم فرق تلاش کریں اور مسلمانوں کو گمراہ کر سکیں۔ وہ ان نسخوں میں فرق اور

تضادات تلاش کر کے تشکیک پیدا کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ بلڈنگ (جسے قرآن محل کہا جاتا تھا) اچانک جنگ عظیم دوم میں بمباری کی زد میں آگئی، اور جل کر راکھ ہوگئی اور ان کا یہ مذموم منصوبہ خاک میں مل گیا۔

س: قرآن مجید میں تشکیک پیدا کرنے کے لیے کیا کیا سازشیں کی گئی ہیں؟

ج: قرآن مجید میں تشکیک پیدا کرنے کے لیے بہت سی سازشیں کی گئیں۔ قرآن مجید کے نام پر ایسے ایڈیشن شائع کیے گئے جو اصل قرآن سے مختلف تھے۔ جس طرح چند سال پہلے امریکیوں نے "الفرقان المبین" کے نام سے قرآن مجید چھاپا۔ اس نسخہ میں انہوں نے بہت سی تبدیلیاں کی تھیں۔ ان کا خیال تھا کہ ہمارا تیار کردہ نقلی قرآن شائد اصلی قرآن کی جگہ لے لے گا۔ امریکیوں کی یہ سازش بری طرح ناکام ہوگئی۔ اس لیے قرآن مجید کی حفاظت کا اصل ذریعہ 'صدری' یعنی اس کتاب عظیم کا سینوں میں محفوظ ہونا ہے۔ آپ دیکھیں مسلمانوں کے چھ چھ سال کے بچوں کے سینوں میں پورے کا پورا قرآن مجید محفوظ ہے۔ یہ اعزاز دنیا کی کسی دوسری کتاب کو حاصل نہیں ہے۔ جو کتاب مقدس کروڑوں بچوں، بچیوں، جوانوں اور بزرگوں کے سینوں میں محفوظ ہو، اسے بھلا کیوں کر ختم کیا جاسکتا ہے؟ اور اس کتاب کو دنیا سے کیسے ختم کیا جاسکتا ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالی نے لے رکھی ہے!!۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝۹﴾ [سورۃ الحجر:۹]

"بے شک ہم نے اس ذکر (قرآن) کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

س: مستشرقین نے قرآن مجید پر جو کام کیا ہے آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟

ج: اس وقت دنیا مشرق و مغرب دو حصوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ مغرب کے جو علماء یا سکالر مشرقی علوم پر کام کرتے ہیں انہیں مستشرقین کہا جاتا ہے۔ اور مشرق کے علما یا سکالر جو مغربی علوم پر کام کرتے ہیں انہیں مستغربین کہا جاتا ہے۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک کو عصر حاضر کا بہت بڑا مستغرب کہا جاسکتا ہے۔ اب آتے ہیں آپ کے سوال کی طرف۔ مستشرقین نے قرآن مجید پر جو سب سے بڑا کام کیا اس کے چند پہلو اہم ہیں۔ ایک پہلو مصحف عثمانی کے حوالے سے ہے۔ مستشرق کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف میں اعراب نہیں تھے، لہذا لوگ اپنے اپنے انداز کے ساتھ انہیں پڑھتے رہے۔ حالانکہ اصل بات جس کا ذکر میں نے پہلے بھی کیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جو سات نسخے تیار کر کے مختلف علاقوں کی طرف بھیجے تھے، ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک قاری اور معلم بھی بھیجا تھا، جو باقاعدہ لوگوں کو اعراب کے ساتھ قرآن مجید کی تعلیم دیتا تھا۔ اس لیے استاد، معلم اور قراء کرام کی موجودگی میں اپنی مرضی سے قرآن مجید پڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ مستشرقین کا یہ اعتراض بے معنی ہے۔

س: پرنٹنگ پریس آنے کے بعد قران مجید کی طباعت کے معیار کو بہتر بنانے کی کوششوں کے بارے میں بتائیں:

ج: پرنٹنگ پریس آنے کے بعد قرآن مجید کی طباعت کو بہتر بنانے کی سب سے پہلی کوشش کا اعزاز مصر کو حاصل ہے۔ مصر کے مشہور بادشاہ ملک فواد الاول نے حکومتی نگرانی میں پورے فنی اہتمام اور خوبصورتی کے ساتھ قرآن مجید کی طباعت کا کام شروع کروایا۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے جو نسخہ تیار کروایا اس کا نام 'مصحف امیری' ہے۔ یہ نسخہ مصر کے بڑے بڑے علماء اور قراء کرام کی زیر نگرانی تیار ہوا تھا۔ یہ نسخہ اب بھی موجود ہے۔ اس کے بعد قرآن مجید کی

طباعت کا سب سے بڑا کام سعودی عرب میں ہوا ہے۔ یہ کام بھی مصری علماء کی نگرانی میں ہوا ہے۔ آج سے تقریباً چالیس برس پہلے مدینہ یونیورسٹی میں قرآن کالج قائم کیا گیا۔ اس کالج میں دنیا بھر کے قرآنی علوم کے ماہرین جمع کیے گئے، جن میں اکثریت مصری علماء کی تھی۔ ان ماہرین نے مصحف امیری کو سامنے رکھ کر موجودہ 'مصحف مدینہ' تیار کیا۔ اس وقت یہ مصحف مدینہ کنگ فہد قرآن کمپلیکس سے چھپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم ہو رہا ہے۔ ایک اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اس وقت بھارت اور پاکستان کے علاوہ پوری دنیا میں جہاں بھی قرآن مجید چھپ رہا ہے وہ مصحف مدینہ کے مطابق ہے ، یہاں تک کہ ایران اور شام میں بھی یہی مصحف ہے۔

س: آپ کا ادارہ خدمت قرآن مجید کے سلسلہ میں کیا کام کر رہا ہے؟

ج : مدینہ یونیورسٹی کے قرآن کالج سے پاکستانی فضلاء پڑھ کر جب اپنے وطن پاکستان واپس آئے تو اس وقت پاکستان میں سب سے پہلا قرآن کالج ہمارے ادارہ ' جامعہ لاہور الاسلامیہ '۹۱۔ بابر بلاک نیو گارڈن ٹاون، لاہور میں ۱۹۹۱ء میں کھولا گیا۔ اس قرآن کالج کے بانی رئیس الجامعہ ڈاکٹر حافظ عبدالرحمن مدنی حفظہ اللہ اور قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ فاضل مدینہ یونیورسٹی ہیں۔ 'قرآن کالج' کی بنیاد رکھتے وقت اس کے تعلیمی نظام کو بہتر بنانے کے لیے ملک کے جید علما اور قراء کرام کا ایک بورڈ بھی تشکیل دیا گیا تھا، جس میں استاذ القراء قاری محمد ادریس العاصم صاحب، استاد القراء قاری محمد یحییٰ رسولنگری حفظہ اللہ، شیخ القراء قاری محمد عزیز حفظہ اللہ، استاد القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ، حافظ عبدالغفار مدنی حفظہ اللہ اور شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالستار حماد حفظہ اللہ وغیرہ شامل تھے۔ اس وقت پاکستان کے مختلف شہروں میں ' قرآن کالج ' کی پانچ برانچز کام کر رہی ہیں، جن میں آٹھ سالہ نصاب کی تکمیل کے ساتھ قرآن وعلوم قرآن کے ماہرین تیار کیے جاتے ہیں۔ اس کا نصاب 'مدینہ یونیورسٹی' اور ' جامعہ ازہر' کے نصاب کے مطابق ہے۔ "جامعہ لاہور الاسلامیہ" میں قائم "قرآن کالج" کی مین برانچ سے اب تک ۱۶، ۱۷ بیچ فارغ ہو چکے ہیں۔ ہر بیچ میں تیس سے چالیس قراء کرام تھے ، جو معاشرے میں قرآنی علوم کی ترویج واشاعت کا کام کر رہے ہیں۔ دیگر برانچز سے جاری ہونے والا فیض کا وسیع سلسلہ اس کے علاوہ ہے۔

ان فضلاء علوم القرآن کا ایک اہم کام پنجاب قرآن بورڈ کا تیار کردہ قرآن مجید کا مثالی نسخہ ہے، جو طباعت ونشر قرآن وسنت کے عالمی ادارے دار السلام کے تعاون سے عرصہ تین سال قبل شائع کیا گیا ہے۔ دوسرا اہم کارنامہ امام ابو الاسود الدؤلی کے نسخے کے مطابق کلر بندی والا مصحف ہے، جس پر کویت کی وزارۃ الاوقاف کے تعاون سے کام مکمل ہو چکا ہے، جو عنقریب کویت حکومت کی طرف سے زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ جائے گا۔ تیسرا اہم کام قرآن پاک کے سات معروف لہجات (جنہیں فنی زبان میں قراءات سبعہ وعشرہ کہتے ہیں) کے تعارف کے لیے اردو زبان میں چار ہزار صفحات پر مشتمل ایک عظیم الشان ضخیم انسائیکلوپیڈیا تیار کیا گیا ہے، جس کی تین جلدیں تاحال زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ چکی ہیں، جبکہ چوتھی ، پانچویں اور چھٹی جلد اشاعت کے مراحل میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ادارے کو تا قیامت قائم ودائم رکھے اور اس کے فیض کا سلسلہ وسیع سے وسیع ہوتا جائے۔ آمین

ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی[1]
مولانا عبدالرحمٰن عزیز[2]

آپا رضیہ مدنی صاحبہ؛حیات وخدمات

(سرپرست کلیۃ القرآن الکریم للبنات، جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور)

جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور کے رئیس ڈاکٹر حافظ عبدالرحمن مدنی حفظہ اللہ کی اہلیہ آپا رضیہ مدنی صاحبہ گھریلو ذمہ داریوں کو بخوبی نبھانے کے ساتھ ساتھ اور پردے کی سخت ترین پابندی کرنے کے باوجود خواتین کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے ایک اہم مقام رکھتی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ قارئین رشد کے لیے آپ کے احوال زیست پیش کئے جائیں، تاکہ دین کا کام کرنے والوں کے لیے بالعموم اور خواتین میں کام کرنے والوں کے لیے خصوصاً ایک منہج اور مشعل راہ ہو۔[ادارہ]

س: سب سے پہلے اپنا خاندانی پس منظر بیان کریں۔

آپا جی: میرا کیلانی خاندان سے تعلق ہے، یہ ایک علمی خاندان ہے۔ اس خاندان کے لوگ جہاں بھی رہتے ہیں، مساجد یا مدارس کے ساتھ ضرور منسلک ہوتے ہیں۔ میرے دادا کو بہت تھوڑی عمر ملی، البتہ ان کے بھائی عبدالحی صاحب نے لمبی عمر پائی۔ ہم نے اپنے دادا کو نہیں دیکھا، لیکن حافظ عبدالحی کو دیکھا ہے، وہ حافظ قرآن تھے۔ ان کے گھر کے ساتھ ان کی مسجد بھی تھی۔ انہوں نے خدمت قرآن کے حوالے سے ایک کتاب (مراۃ القرآن) لکھی، جو قرآن کی ڈکشنری ہے۔ ان کے بیٹے مولانا عبدالسلام کیلانی ماشاء اللہ عالم دین تھے، انہوں نے بھی دین کی بہت خدمات سرانجام دی ہیں۔

مولانا سلیمان کیلانی میرے حقیقی تایا تھے۔ انہوں نے (مشکوۃ شریف، بلوغ المرام) کی شروح لکھیں۔ ان کے علاوہ بھی کئی کتب احادیث کے تراجم اور شرحیں لکھیں۔ دوسرے تایا حافظ ادریس کیلانی تھے۔ وہ بھی ایک مسجد کے ساتھ منسلک تھے۔ اردو میں مختصر کتب احادیث کی اشاعت کے سلسلہ 'تفہیم السنہ' کے مؤلف مولانا اقبال کیلانی صاحب انہی کے صاحبزادے ہیں۔ مولانا اقبال کیلانی صاحب کا کام آج ساری دنیا میں معروف ہے، وہ اللہ کے فضل وکرم سے آج بھی یہ کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان کی کتب کی اشاعت اور پاکستان میں ان کی مارکیٹنگ ان کے والد گرامی حافظ ادریس ہی کرتے تھے۔ ان کی خاص بات یہ ہے کہ انہوں نے ساٹھ (۶۰) سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا تھا، یہ دونوں بھائی میرے والد صاحب سے بڑے تھے۔

میرے والد صاحب مولانا عبدالرحمن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ بچپن سے ہی قرآن کا شوق رکھتے تھے، بڑے ہو کر انھوں نے خاندانی پیشہ خوش نویسی اختیار کیا۔ وہ ساری عمر قرآن مجید کی کتابت ہی کرتے رہے۔ اپنے میدان میں الحمدللہ ان کا معیار

---

[1] مدیر کلیۃ القرآن الکریم، جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور

[2] فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد، رکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور

بہت بلند تھا، معروف اشاعتی ادارے فیروز سنز کے لئے انہوں نے کئی قرآن مجید کتابت کئے، اسی طرح تاج کمپنی کے لیے بھی قرآن مجید کی خطاطی کی۔ آخر میں انہوں نے اس قرآن کی کتابت کی، جسے سعودی عرب کے سرکاری ادارے مجمع ملک فہد مدینہ منورہ نے اشاعت کے لیے منتخب کیا۔ اس کی خاص بات یہ ہے کہ اس کی مدنی سورتیں (مسجد نبوی) میں صفہ پر بیٹھ کر لکھیں، اور مکی سورتیں (بیت اللہ) میں مکبرہ کے قریب بیٹھ کر لکھیں۔ اس کو اللہ تعالی نے اتنا اعزاز بخشا ہے کہ آج دنیا میں سب سے زیادہ یہی قرآن مجید چھپتا ہے۔ اس کے علاوہ والد گرامی نے (مترادفات القرآن) لکھی۔ یہ اپنے موضوع پر پچھلے چودہ سو (۱۴۰۰) سالوں میں اپنی طرز کی وحد کتاب ہے۔ اس موضوع پر مولانا راغب اصبہانی کی کتاب موجود ہے۔ لیکن اس کا دائرہ کار یا اس کی وسعت اتنی نہیں، جتنی وسعت (مترادفات القرآن) کی ہے۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر عربی، اردو یا دنیا کی کسی بھی دوسری زبان میں لکھی جانے والی پہلی اور وسیع کتاب ہے۔ اس کے بعد (تیسیر القرآن) کے نام سے چار جلدوں میں تفسیر قرآن لکھی۔ اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے بڑی عزت اور شہرت دی ہے۔ آج ہم جہاں بھی جاتے ہیں تیسیر القرآن کی صورت میں ہمارا تعارف پہلے سے وہاں موجود ہوتا ہے۔ آج سے کوئی بیس سال پہلے کی بات ہے، میں (انگلینڈ) گئی تو وہاں سامنے یہ کتاب رکھی ہوئی تھی۔ میں نے دل میں کہا اللہ کی کتنی کرم نوازی ہے کہ میرے یہاں پہنچنے سے پہلے میرا تعارف یہاں موجود ہے۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ خانہ کعبہ اور مسجد نبوی سمیت عرب ممالک میں جو پاک وہند کے لوگ رہائش پذیر ہیں، سب اسی قرآن سے تلاوت کرتے ہیں، جو والد صاحب کے ہاتھوں کا لکھا ہوا ہے۔ یہ ہے وہ خاندان جس میں میری پیدائش اور تربیت ہوئی ہے۔ میری والدہ ماجدہ نے بچیوں کے لیے گھر میں ہی مدرسہ کھولا ہوا تھا۔ انھوں نے اپنے بچوں کو قرآن خود حفظ کروایا تھا۔ میں نے بچپن میں قرآن مجید لفظاً لفظاً اور درساً درساً تو اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھا۔ مگر پڑھے ہوئے کا ٹیسٹ اباجی لیا کرتے تھے۔ میں نے اس مدرسہ میں نہ صرف پڑھا ہے، بلکہ پڑھاتی بھی رہی ہوں۔ ہماری تربیت اس انداز میں ہوئی کہ ہم اباجی کو اٹھتے بیٹھتے قرآن لکھتے ہوئے دیکھتے تھے۔ کچن میں جاتے تو امی جان بچیوں کو قرآن پڑھا رہی ہوتی تھیں، کھانا پکا رہی ہوتیں اور ساتھ بچوں کا سبق سن رہی ہوتیں۔ وہی مدرسہ آج "تدریس القرآن والحدیث" کے نام سے لاہور میں موجود ہے۔

س: آپ کی والدہ صاحبہ بھی قرآن کی حافظہ تھیں؟

آپا جی: میری والدہ ماجدہ بھی حافظہ تھیں، اور انھوں نے شادی کے بعد اپنے شوق سے قرآن حفظ کیا تھا۔ دراصل میرے نانا جوانی میں ہی فوت ہوگئے تھے، تو میری والدہ کی شادی چھوٹی عمر میں ہی ہوگئی تھی۔ وہ جب سسرال میں آئیں تو ادھر بھی دینی ماحول تھا۔ انہوں نے بڑے عجیب طریقہ سے قرآن حفظ کیا، جب انکے پہلے بیٹے ڈاکٹر حبیب الرحمن پیدا ہوئے، اس وقت امی جان کی عمر ۱۵ سال تھی، وہ روزانہ دور کوع یاد کرلیتیں، پھر بیٹے کو سامنے جائے نماز پر لٹا لیتیں اور وہ دو رکوع پانچوں نمازوں میں بار بار پڑھتی رہتیں۔ اس طرح انہوں نے اکیلے قرآن مجید حفظ کیا تھا، کوئی حفظ کروانے والا استاذ نہیں تھا۔ آپ کو علم ہے کہ اس دور میں یعنی آج سے کوئی سو سال پہلے علم و تعلم کی اتنی سہولتیں موجود نہیں تھیں، اس لیے انھیں اپنی ذاتی کوشش سے قرآن مجید حفظ کرنا پڑا۔

س: کیا آپ نے بھی قرآن مجید حفظ کیا ہے؟

آپا جی: میں نے قرآن مجید حفظ نہیں کیا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ والدہ صاحبہ گھریلو کاموں میں زیادہ مصروف رہتی

تھیں، ہم آٹھ بہن بھائی تھے۔ انھوں نے اپنے پہلے چار بچوں کو حفظ نہیں کروایا کیونکہ اس وقت وہ خود حفظ کر رہی تھیں۔ جب وہ اپنے حفظ سے فارغ ہو گئیں، اور ہم ان کا ساتھ دینے کے قابل بھی ہو گئے تو انہوں نے بعد والے چار بچوں کو حفظ کروایا۔ بیٹوں کو انہوں نے خود محنت کرنے کے ساتھ ساتھ مسجد میں بھی بھیجا ، لیکن بیٹیوں کو ایک ایک لفظ انھوں نے خود حفظ کروایا۔ پھر گھر میں انہوں نے حفظ کا مدرسہ بھی کھول لیا۔

ان کا طریقہ یہ تھا کہ جب بھی بیٹیوں یا نواسیوں میں سے کوئی بچہ حفظ کرتا، تو اسے سونے کا لاکٹ دیا کرتی تھیں۔ تب سونا اتنا مہنگا نہیں تھا، جیسے آج کل کے دور میں ہے۔ بہر حال سونا سونا ہی ہوتا ہے۔ جب امی جان فوت ہوئی تھیں تو جو رقم وہ چھوڑ کر گئی تھیں، اس کے متعلق ان کی وصیت یہ تھی کہ میری اولاد میں جو پوتا ، پوتی یا نواسہ، نواسی حفظ کرے، اس رقم میں سے اسے انعام دیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارا خاندان حافظوں کا خاندان ہے۔ الحمد لله علی ذلك

س: اس کے علاوہ آپ کی تعلیم کیا ہے؟

آپا جی: میری والدہ صاحبہ نے ناظرہ قرآن پاک ۵ سال کی عمر میں مکمل کروا دیا۔ اس وقت دیسی گھی میں بنی ہوئی بڑی خستہ خطائیاں ہوتی تھیں، جو عام طور پر اس طرح کے خوشی کے موقع پر بانٹی جاتی تھیں۔ مجھے آج بھی یاد ہے کہ جب میرا ناظرہ قرآن مکمل ہوا، تو میرے بڑے بھائی مجھے کندھوں پر بیٹھا کر لے گئے تھے، اور ہم نے یہ خستہ خطائیاں اپنے عزیزوں کے گھروں میں تقسیم کیں تھیں۔

اس کے بعد میں نے والدہ صاحبہ سے قرآن کا ترجمہ پڑھا۔ سات سال کی عمر میں ترجمہ پڑھنا شروع کیا، اور دس سال کی عمر میں مکمل کر لیا۔ معنی و مفہوم کا کوئی زیادہ پتا نہیں چلتا تھا۔ بس والدہ صاحبہ پڑھاتیں اور میں پڑھتی تھی۔

میرے سکول کا نام مدرستہ البنات تھا، اس میں اسکول کی تعلیم کے ساتھ ساتھ چھٹی سے لیکر دسویں جماعت تک قرآن مجید با ترجمہ پڑھایا جاتا تھا۔ آپا جی نور جہاں ہماری استاد تھیں ، ان سے قرآن کا مکمل ترجمہ ایک دفعہ پھر مکمل کیا۔ اس وقت اتنی سمجھ نہیں ہوتی تھی، بس آپ اس طرح سمجھیں کہ قرآن مجید کا ترجمہ بخوبی آتا تھا۔

میٹرک کے دوران ہی میں نے مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ سے مشکوٰۃ پڑھی۔ اس طرح کہ میری بڑی باجی جو کہ مجھ سے چار سال بڑی ہیں، وہ اسوقت بی اے کر چکی تھیں۔ ہم دونوں بہنیں اپنے گھر وسن پورہ سے مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر شیش محل جایا کرتی تھیں اور حدیث کا سبق لینے کے بعد واپس آجاتیں۔

ہمیں دیکھا دیکھی امی جان کو حدیث پڑھنے کا شوق اٹھا۔ جیسے میں نے آپ کو بتایا ہے کہ انھوں نے حفظ قرآن بھی اپنے شوق سے کیا تھا، اسی طرح اب انھوں نے حدیث پڑھنی شروع کر دی۔ وہ اس طرح کہ باجی مدرسہ کی کلاس میں حدیث پڑھاتی تھیں، امی جان، میری خالہ اور مزید تین لوگ باقاعدگی سے اس کلاس میں بیٹھتے۔ اس طرح امی جان نے اپنی بیٹی سے سبقاً سبقاً احادیث پڑھیں۔

میں حدیث پڑھنے کے ساتھ ساتھ اپنے مدرسے میں قرآن کی کلاس بھی لیتی تھی۔

س: آپ اپنی عصری تعلیم کے حوالے سے بتائیں؟

آپا جی: ہم نے ابتدائی تعلیم گھر میں امی جان سے ہی حاصل کی۔ انھوں نے ہم پر بہت محنت کی۔ امی جان نے چوتھی کلاس تک ہمیں گھر میں پڑھایا، پانچویں جماعت میں ہمیں مدرستہ البنات میں داخل کروا دیا۔ جماعت پنجم سے میٹرک

تک میں نے اسی سکول میں پڑھا۔ ۱۹۶۵ء میں میٹرک کیا، اور سکول میں فسٹ پوزیشن لی۔ ہم چاروں بہنیں اسی سکول سے پڑھی ہیں۔ سکول ہمارے گھر سے تقریباً آدھ گھنٹہ کے فاصلے پر تھا، ہم پیدل جاتی تھیں۔ ساری بہنیں ہی میٹرک میں فسٹ آئیں۔ وہاں کے آفس میں آج بھی ہم سب کے نام بورڈ پر لکھے ہیں۔ اس کے بعد میں نے لاہور کالج میں داخل لے لیا۔ ۱۹۶۷ء میں جب کالج کا سالانہ کانووکیشن ہوا تو مجھے بھی اس میں پرائز ملنا تھا۔ اس کانووکیشن کی خاص بات یہ تھی کہ اس میں جنرل موسیٰ صاحب مہمان خصوصی تھے، یہ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے ہیرو تھے، اور اس وقت گورنر تھے۔ انعام لینے کے لیے طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ طالب علم مہمان خصوصی سے ہاتھ ملاتا ہے، اس کے بعد وہ آپ کو انعام دیتا ہے۔ جب مجھے انعام دینے کے لیے اسٹیج پر بلایا گیا، اور انہوں نے مجھ سے ہاتھ ملانا چاہا تو میں نے زبان سے بھی کہا نہیں، اور سر بھی ہلا کر انکار کر دیا، تو انہیں اپنا بڑھایا ہوا ہاتھ مجبوراً پیچھے ہٹانا پڑا۔ پورا ہال یہ سب دیکھ رہا تھا۔ گورنر کا جاہ وجلال اور ایک بچی کی یہ جرأت، بعد میں سب نے میری مخالفت کی، سب کا کہنا تھا کہ وہ مجاہد ہیں، اور آپ کے باپ کے برابر ہیں، ہاتھ ملا لیتیں تو کیا فرق پڑتا؟ میں نے انہیں ایک ہی جواب دیا کہ ہماری شریعت غیر محرم سے ہاتھ ملانے کی اجازت نہیں دیتی۔

اس کے بعد بی۔ اے میں بھی میں نے اپنے گروپ میں ٹاپ کیا تھا۔ اللہ کے فضل سے مجھے تمام سبجیکٹس میں سکالر شپ مل رہا تھا، میں نے شروع سے لیکر آخر تک سکالر شپ پر ہی پڑھا ہے۔ درمیان میں ہی شادی کا مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ بی اے کا امتحان ۱۸ اگست ۱۹۶۹ء کو تھا، جبکہ ۱۹ اپریل ۱۹۶۹ء کو میری شادی ہو گئی۔ شادی کے بعد بھی میں کالج جاتی رہی، کچھ چھٹیاں کر لیں، کچھ دن کالج چلی گئی۔ شادی کے چار ماہ بعد میرا امتحان تھا، اللہ کے فضل سے میں نے اب بھی کالج میں اپنے گروپ میں ٹاپ کیا۔ ماسٹر ڈگری کے لیے مجھے سکالر شپ کی آفر ہوئی، مدنی صاحب نے بھی مجھے کہا کہ آپ اگر چاہتی ہیں تو آگے داخلہ لے لیں، لیکن میں نے گھر داری کی ذمہ داریوں کو سامنے رکھتے ہوئے آگے پڑھنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

س: آپ کا گھرانہ خالص علمی اور دینی تھا، شادی کے بعد آپ نے سسرالی گھرانے کو اس حوالے سے کیسا پایا؟

آپا جی: ہمارے گھر میں علم کا شوق تھا، اور قرآن سے خاص اُنس اور تعلق تھا۔ ادھر سسرال میں مدنی صاحب بھی بہت زیادہ علمی اور قرآن سے محبت کرنے والے تھے۔ بلکہ ان کے ہاں علمی ذوق شاید ہمارے اپنے گھرانے سے بھی زیادہ تھا۔ لیکن یہاں خواتین میں وہ ماحول نہیں تھا، جو ہم نے اپنے گھر میں دیکھا تھا۔ ایک بات کنفرم ہے کہ اگر آپ نے اولاد کو دین دار بنانا ہے، تو اس کے لیے ضروری ہے کہ گھر کی خواتین دیندار ہوں۔ اور دعوت کا کام کر رہی ہوں۔ جب تک خواتین ساتھ نہ دیں، تنہا مرد کی کوششوں سے اولاد دین دار نہیں ہو سکتی۔

س: آپ کی شادی کس بنیاد پر ہوئی تھی؟ خاندانی تعلقات کی بنا پر یا دین داری کے سبب؟

آپا جی: ہماری شادی خاندانی بنیاد پر نہیں ہوئی، کیونکہ ہماری آپس میں کوئی رشتے داری نہیں تھی، یہ خالص دین اور علم کی بنیاد پر ہوئی تھی۔ اس لیے اللہ نے اسے بڑا ہی بابرکت بنایا۔

س: آپ کے کتنے بچے ہیں اور کیا کیا کر رہے ہیں؟

آپا جی: ماشاء اللہ میرے دس بچے ہیں، سب حافظ قرآن ہیں۔ چار بیٹے ہیں، اور چاروں دین کے عالم اور پی ایچ ڈی ڈاکٹر ہیں، اور چھ (۶) بیٹیوں میں سے بھی تین ڈاکٹر ہیں، دو نے ایم فل، اور ایک نے ماسٹر کیا ہوا ہے۔

پہلے نمبر پرڈاکٹر حافظ حسین اظہر ہیں،وہ اس وقت uvas یونیورسٹی میں سوشل سائنس کے شعبہ میں اسسٹنٹ پروفیسر کی حیثیت سے کام کررہے ہیں۔

دوسرے نمبر پرڈاکٹر حافظ حسن مدنی ہیں،وہ پنجاب یونیورسٹی میں اسلامیات کے شعبہ میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں۔

تیسرے نمبر پرڈاکٹر حافظ انس نضر ہیں،وہ لاہوریونیورسٹی میں اسلامیات کے شعبہ میں ایسوسی ایٹ پروفیسر کے طور پر مصروف عمل ہیں۔

اورڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد سے منسلک ہیں۔

بیٹیوں میں پہلے نمبر پر حافظہ آسیہ مدنی ہیں،وہ دبئی میں ہوتی ہیں۔دبئی جانے کی وجہ یہ تھی کہ دبئی کے ایک معروف سکول کو کوالیفائڈ اور باصلاحیت استاذ کی ضرورت تھی،اور حافظہ آسیہ ماشاء اللہ انگلش،عربی اور اسلامیات میں ماسٹر ڈگری کے ساتھ ساتھ حافظہ اور بہترین قاریہ بھی تھیں۔اس لیے ان کا انتخاب کرلیا گیا۔آج الحمدللہ وہ ایسے اسکولوں میں کام کرتی ہیں جو اسلامی حوالے سے کام کررہے ہیں۔

دوسرے نمبر پر عائشہ مدنی ہیں،یہ گورنمنٹ کالج F.7 اسلام آباد میں اسلامیات کے ڈیپارٹمنٹ میں ہیں۔ حالانکہ عائشہ مدنی کے پاس اور (B.S.C home economic)اور(M.A English) کی ڈگری بھی موجود تھی،لیکن انہوں نے شہادۃ العالمیہ کی بنیاد پر شعبہ اسلامیات میں جاب کی۔اب وہ اسلامیات میں P.H.D کرچکی ہیں۔

تیسرے نمبر پرڈاکٹر مریم مدنی ہیں،انہوں نے حدیث میں(P.H.D) کی ہوئی ہے۔یہ اس وقت (Garrison college Lahore) لاہور میں پڑھارہی ہیں،ان کا شعبہ بھی اسلامیات ہے۔

چوتھے نمبر پرڈاکٹر ہاجرہ مدنی ہیں،یہ بھی اسلامیات کے شعبہ میں پڑھارہی ہیں۔

پانچویں نمبر پر حافظہ فاطمہ مدنی ہے،یہ ہمارے اسلامک انسٹیٹیوٹ علامہ اقبال ٹاؤن برانچ کی انچارج ہیں۔

چھٹے نمبر پر حافظہ خدیجہ مدنی ہیں،یہ ہمارے اسلامی اسکول سسٹم کی پرنسپل ہیں۔

الحمد للہ تمام بیٹے اور بیٹیاں ایک ہی لائن میں کام کررہے ہیں۔یعنی تعلیم،اور اسلامیات کے شعبہ میں۔

س:ہر ماں اپنے بچوں کے بارے میں بڑے بڑے خواب دیکھتی ہے،آپ نے اپنے بچوں کے متعلق کیا خواب دیکھے؟ اور پھر وہ شرمندہ تعبیر ہوئے یا نہیں؟

آپا جی: جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ چھوٹی عمر میں ہی میری شادی ہوگئی تھی،بی۔اے کا امتحان میں نے شادی کے بعد دیا تھا۔اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت بھی جلد عطا فرمادی۔اپنی اولاد کے متعلق خواب اسی طرح کے دیکھے تھے ،جس طرح کے ماحول میں،میں نے آنکھ کھولی تھی،اور اپنے گھر میں دیکھا تھا،اور شادی کے بعد بھی یہی ماحول میسر آیا تھا ۔ہمارے ذہن میں ایک ہی بات تھی کہ اللہ کرے ہمارے بچوں کا بھی اسی لائن سے تعلق ہوجائے،اور وہ خواب اللہ تعالیٰ نے بڑے اچھے معنوں میں پورے کردیے۔الحمد للہ علی ذلک

س:کبھی زندگی میں کسی شخص کو آپ نے دیکھا ہو،پھر خواہش کی ہو کہ میرا بیٹا اس جیسا ہو؟یعنی آپ کے سامنے اپنے بچوں کے لیے کوئی آئیڈیل شخصیت تھی؟

آپا جی: میرے دل میں ایک خواہش ضرور پیدا ہوتی تھی کاش کہ میرا کوئی بیٹا امام کعبہ بن جائے اور مجھے اللہ سے امید

بھی ہے، کیونکہ میں نے بیت اللہ میں ایک خواب دیکھا تھا۔ آج سے کوئی دس سال پہلے کی بات ہے، کہ میں بیت اللہ میں ظہر کی نماز پڑھ کر لیٹی ہوئی تھی، کہ میں نے خواب دیکھا کہ کوئی جماعت کروا رہا تھا، مجھے کسی کی آواز آئی کہ یہ جماعت حمزہ صاحب کروا رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اللہ میرا یہ خواب ضرور پورا کرے گا۔ لیکن کب پورا ہو گا؟، یہ اللہ جانتا ہے۔

س: آپ نے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے کونسا طریقہ اختیار کیا ہے؟

آپا جی: آپ نے بہت مشکل سوال کر دیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ بچوں کو دینی تعلیم دلوانا، اور ساتھ ساتھ زمانہ کے رجحانات سے بھی آشنا کروانا، خاصا مشکل کام ہے۔ آج کل جو بچے سکول پڑھ رہے ہوتے ہیں وہ دینی تعلیم حاصل نہیں کر پاتے، اور جو دین پڑھ رہے ہوتے ہیں وہ دنیاوی تعلیم سے نابلد رہ جاتے ہیں۔ ہم نے اپنے بچوں کی بنیاد تو دینی تعلیم پر ہی رکھی۔ سب سے پہلے ان کو اسی گھر میں حفظ کروایا، جس میں اب ہم بیٹھے ہوئے ہیں، کیونکہ مدرسہ کا آغاز یہیں سے ہوا تھا۔ بچوں کے پہلے نو، دس سال تو حفظ میں گزر گئے۔ اس کے بعد میں ایک استاد رکھتی تھی، جو ان کو تین چار مہینوں میں پرائمری کی تیاری کروا دیتا تھا، ساتھ میری محنت بھی شامل ہوتی تھی۔ امتحان دینے کے بعد یہ بچے چھٹی میں سکول چلے گئے، تقریبا سارے بچوں کے ساتھ ایسا ہی ہوا، پہلے بچوں نے مدرسہ میں حفظ کیا، پھر تین چار ماہ کی محنت سے پرائمری کر لیتے، اور انہیں چھٹی کلاس میں اسکول میں داخل کروا دیا جاتا۔ اب میرا اصل کام شروع ہوتا، کیونکہ بچوں کی بنیاد تو ہوتی نہیں تھی، اس لیے ان کے ساتھ مجھے مغز ماری کرنا پڑتی، پہلے دو تین ماہ مشکل سے گزرتے، اس کے بعد بچے اس طرح چل پڑتے کہ اسکول ٹاپ کرنے لگ جاتے۔ حسین اور حسن نے تو اسکول سے صرف مڈل کیا تھا، پھر یہ مدرسے کے حوالے ہو گئے، لیکن حمزہ اور انس نے میٹرک کیا، پھر مدرسے میں ڈال دیئے گئے۔ اس کے بعد انھوں نے سب کچھ مدرسے میں ہی پڑھا ہے۔ مدرسے کی تعلیم کے ساتھ ساتھ پرائیوٹ طور پر حسن اور حسین نے میٹرک کیا، اور حمزہ اور انس نے ایف۔ اے کیا۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ دونوں کو ایف۔ اے کی انگلش میں نے خود پڑھائی۔ اس کے بعد انھیں بی۔ اے خود کروایا، بلکہ ایم۔ اے تک مجھے خود ان کے ساتھ لگنا پڑتا تھا۔ اب تو مدرسہ میں عصری تعلیم کا سسٹم بھی سیٹ ہو گیا ہے، پہلے یہ سسٹم موجود نہیں تھا۔

س: ان کے حفظ کرنے میں آپ کا کیا کردار ہے؟

آپا جی: یہ ایک بڑا اہم سوال ہے۔ حفظ میں میرا کردار یہ تھا کہ میں اپنے بچوں کو ایک ایک لفظ خود یاد کرواتی تھی، قاری صاحب رکھے ہوتے تھے، وہ سبق اور منزل وغیرہ سنتے تھے، لیکن جس دن میں نے سبق نہیں یاد کرا کے بھیجا، اس دن قاری صاحب نے سبق نہیں دیا۔ میں صبح ناشتے سے پہلے ایک ایک کا سبق سنتی تھی، معمول یہ ہوا کرتا تھا کہ اسوقت تک ناشتہ نہیں ملتا تھا جب تک یہ سبق یاد نہیں کرتے تھے، سب لائن میں کھڑے ہوتے، میں کھانا بنا رہی ہوتی، جو سبق سنا دیتا اس کو ناشتہ مل جاتا۔ اسی طرح منزلیں بھی میں خود یاد کرواتی تھی۔ میں نے اپنے ہر بچے پر محنت کی ہے۔

اس کے علاوہ میں نے ایک معمول اور بھی بنا رکھا ہوا تھا، اور وہ یہ کہ جب انہوں نے دوپہر کو آنا ہوتا، تو ان کے آنے سے پہلے میں ہر ایک کے لیے الگ الگ ورق پر سات سات کھجوریں رکھ دیتی تھی۔ یہ آتے، کھجوریں کھاتے، اور سیدھے سونے کے کمرے میں جا کر لیٹ جاتے۔ میں ان کو سلانے کے لیے خود کہانی سناتی تھی، اور کہانی میں انبیاء علیہم السلام کے واقعات اور محمد ﷺ کی ساری سیرت سنا دی۔ کہانی سنتے سنتے پندرہ منٹ میں یہ سو جاتے، تو میں ان کے کمرے سے

باہر نکل آتی، اور ان کا کھانا تیار کرتی۔ یہ گیارہ بجے سے لیکر ایک بجے تک سوتے، پھر میں نے ان کو اٹھا کر کھانا کھلاتی، اور ظہر کی نماز سے پہلے پہلے انھیں قاری صاحب کے پاس بھیج دیتی تھی۔ میں ان کا ایک سیکنڈ بھی ضائع نہیں ہونے دیتی تھی۔ پھر عصر سے لیکر مغرب تک ان کا کھیلنے کا وقت ہوتا، اور مغرب کے بعد پھر پڑھائی شروع ہو جاتی۔

میں ایک بات جانتی ہوں کہ جب تک مائیں یہ ساری ڈیوٹی نہ دیں، بچے اکیلے حفظ نہیں کرسکتے، اور نہ ہی باپ یہ سارا کام کرسکتا ہے، کیونکہ ظاہر ہے مردوں کی ذمہ داریاں باہر کی ہوتی ہیں، اور مدنی صاحب کے تو باہر کے سفر بھی ہوتے تھے۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ وہ یہاں موجود ہی نہیں ہوتے تھے۔

س: آپ حافظہ نہیں تھیں، تو آپ حفظ کی استاذ کیونکر بن گئیں؟

آپاجی: میں نے بتایا کہ ہم بڑے چار بہن بھائی حافظ نہیں ہیں، لیکن اپنے بچوں کی خاطر محنت تو کرنی پڑتی ہے۔ ان کو سبق یاد کروانا، منزلیں یاد کروانا، انکا اگلا اور پچھلا سبق دیکھنا، یہ سب میری ذمہ داری تھی۔ پھر بڑی بات یہ ہے کہ مدرسہ اسی گھر میں تھا، جب قاری صاحب سے ان کو سزا ملتی، تو ان کے رونے کی آوازیں گھر میں آتی تھی، میں بھی سنتی تھی۔ ماں ہونے کے ناطے یہ بڑا مشکل کام ہے۔ پھر یہ میرے پاس آکر شکایت بھی لگاتے تھے کہ آج قاری صاحب نے بہت مارا ہے، تو میں ان کو حوصلہ دیتی، تم قرآن حفظ کر رہے ہو، یہ کوئی چھوٹا کام نہیں ہے۔ میں ان کے سبق، سبقی اور منزل سنتی، جس سے ان کے حفظ کے ساتھ ساتھ مجھے اتنا قرآن یاد ہو گیا کہ جب یہ تراویح میں قرآن سناتے تو میں ان کی غلطی نہیں چھوڑتی تھی۔ جب یہ تراویح میں قرآن سناتے، تو پھر مجھے زیادہ محنت کرنی پڑتی۔ حسن صاحب نے سب سے پہلے یاد کیا تھا، رمضان آیا تو ہم نے گھر میں تراویح کا انتظام کر لیا، نماز پڑھنے کے لیے آس پاس کی عورتیں آجاتی تھیں۔ پہلی دفعہ تراویح میں قرآن پڑھنا نہایت مشکل ہے۔ تراویح سے پہلے میں کم از کم دو دفعہ ان کا سپارہ سنتی، پھر یہ مصلے پر سناتے تھے۔ اس طرح ہر بچے کا قرآن تراویح میں پہلی مرتبہ میں گھر میں سنتی تھی۔

س: آپ کے بچوں نے کتنے عرصے میں قرآن حفظ کر لیا تھا؟

آپاجی: کسی نے اڑھائی، کسی نے تین، اور کسی نے ساڑھے تین سال بھی لگائے، اپنے اپنے مزاج کے مطابق اور جیسے جیسے قاری صاحب ملتے تھے۔

س: آپ نے اپنے بچوں کو دنیاداری کی طرف لے جانے کے لیے کبھی سوچا؟

آپاجی: کبھی نہیں، بلکہ کبھی ایسا خیال ہی نہیں آیا، حالانکہ میں ایسے خاندان میں رہتی تھی جو بڑا مالدار تھا، ان کے چچا، تایا سب کاروباری تھے، اور ظاہر بات ہے کہ جب مال زیادہ ہو تو انسان میں اس طرح کے شوق بھی پیدا ہوتے ہیں، لیکن الحمدللہ میں نے کبھی یہ دعا نہیں کی کہ اللہ ان کو مال دینا۔ دنیاداری کا شوق نہ مجھے ہے اور نہ ان میں پیدا ہونے دیا ہے۔ گھر میں صفائی ستھرائی کا انتظام تھا، صاف ستھرے کپڑے اور صاف ستھرا کھانا ہوتا تھا، لیکن جہاں تک دنیاداری کا تعلق ہے، وہ ہمارے گھر میں نہیں تھی، الحمدللہ۔

س: آپ کے بچوں نے دینی اور عصری تعلیم اکٹھی حاصل کی ہے، آپ نے اسے کیسے مینج (manage) کیا؟

آپاجی: مینج (manage) کرنے کا طریقہ تو میں نے آپ کو بتادیا ہے کہ یہ دینی تعلیم تو مدرسے سے حاصل کر رہے ہوتے تھے۔ جب میٹرک کے امتحانات آتے تو انکے نصاب کی میں نے پہلے سے ہی پلاننگ کی ہوتی تھی۔ چار ماہ پہلے سے

ہی ان کے سلیبس کو تقسیم کر لیتی تھی۔ میں انھیں کہتی کہ ہر روز آپ نے مجھے انگلش، جغرافیہ وغیرہ کے مضمون سنانے ہیں، اور حساب کی اتنی مشقیں حل کر کے مجھے دکھانی ہیں۔ آپ یوں سمجھ لیں کہ سارا سال ہمارے گھر میں سکول کھلا رہتا تھا۔ اس کا طریقہ کار یہ تھا کہ صبح فجر کے بعد ان کی گھنٹہ کی کلاس ہوتی تھی، جس میں، میں انھیں ترجمہ قرآن پڑھاتی تھی۔ جب ترجمہ مکمل ہو گیا تو حدیث شروع کر دی۔ ہم مشکوٰۃ شریف پڑھتے تھے۔ جب مدرسے میں ان کی تعلیم شروع ہو گئی، تو میں اس طرف سے بے فکری ہو گئی، لیکن جب ان کا امتحان آتا تھا، تو میں اس کی مکمل تیاری کرواتی تھی۔ انس صاحب جب مدینہ یونیورسٹی چلے گئے، سالانہ چھٹیوں پر واپس آتے، تو ہم پہلے سے امتحانات کے فارم وغیرہ فل کر کے اور فیسیں وغیرہ دے کر جمع کروا دیتے تھے۔ یہ آتے اور امتحان دے کر واپس چلے جاتے۔ اس طرح اس نے اسلامیات میں ایم۔ اے کر لیا۔

حسین اور انس کو ایف اے کے بعد بی۔ کام بھی کروایا۔ یہ صبح مدرسے میں پڑھتے تھے اور شام کو بی۔ کام کی ریگولر کلاسز میں شامل ہوتے تھے۔

س: کیا مدنی صاحب اپنی مصروفیات میں سے ٹائم نکال کر بچوں کی تعلیم میں آپ کا تعاون کرتے تھے یا یہ ساری ذمہ داری آپ پر تھی؟

آپا جی: صحیح بات یہی ہے کہ وہ زیادہ تر اپنے بیرونی اسفار اور کاموں میں مصروف تھے۔

س: کیا آپ نے کبھی اکتا کر یہ نہیں کہا کہ یہ سارا کام آپ نے مجھ پر ڈالا ہوا ہے؟

آپا جی: بات یہ ہے کہ میں ان کو دیکھتی تھی وہ اپنے کام میں بہت زیادہ مشغول ہوتے تھے۔ انھیں یہ بھی علم نہیں ہوتا تھا کہ فلاں بچہ نویں کلاس میں پڑھ رہا ہے یا چھٹی میں۔ جب یہ تراویح میں قرآن سناتے تھے، تو ان کے والد صاحب رمضان میں اکثر باہر کے سفر پر ہوتے تھے، تو تکمیل قرآن والے دن میں ان کے تایا یا چچا کو بلا لیتی تھی، اور تکمیل قرآن کی خوشی میں انھیں شامل کر لیتی تھی۔ اللہ کا شکر ہے سسرال والوں کے ساتھ میرے تعلقات ہمیشہ بڑے اچھے رہے۔

س: جس طرح آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ بچوں کو کچھ انعامات دیتی تھی، کیا آپ نے بھی کوئی ایسا سلسلہ اپنے گھر میں شروع کیا ہوا تھا؟

آپا جی: جی بالکل، جب ان لوگوں کا پارہ ختم ہوتا تھا تو ان کو بھی انعام ملتا تھا۔ میں ان کو اس دور میں پانچ روپے دیتی تھی، اس دور کے پانچ روپے آپ سمجھ لیجیے آج کل کے تقریباً پانچ سو روپے بنتے ہیں۔ میں آپ کو مزے کی بات بتاؤں کہ میں ان کے ساتھ ملکر کھیلتی بھی تھی۔ اسی طرح میں ان کی دوست بھی تھی، استاد بھی اور ماں بھی۔

س: آپ کے بچے بڑے بلند مقام تک پہنچے ہیں، ماشاء اللہ۔ تو اب آپ کے ساتھ ان کا تعلق کیسا ہے؟، معاملات میں آپ سے رہنمائی لیتے ہیں یا نہیں؟

آپا جی: اللہ کا شکر ہے اب بھی تمام بچے اسی طرح میرے ساتھ اٹیچ ہیں، جس طرح بچپن میں تھے۔ اب بھی اپنے معاملات میں مجھ سے مشورہ کرتے ہیں۔ اگر مائیں اپنے بچوں کو وقت دیں، تو بچے ماؤں کے ساتھ اٹیچ ہو جاتے ہیں۔ جو بچے نوکروں کے ہاتھوں پلے ہوتے ہیں، یا بڑے ہو کر ٹیوٹر اور قاری صاحب سے پڑھے ہوتے ہیں، وہ اپنی ماوں کے ساتھ زیادہ اٹیچ نہیں ہو پاتے۔ میرے بچوں نے چونکہ پڑھا بھی مجھ سے تھا، کھایا پیا بھی میرے ساتھ تھا، اور باتیں بھی مجھ سے

کیں، کہانیاں مجھ سے سنی تھیں، میرا سارا وقت انہی کے لیے تھا، اس لیے وہ مجھ سے بہت زیادہ اٹیچ تھے، اور ہیں۔ شادیوں کے بعد بھی اپنے گھروں کے متعلق میرے ساتھ ہی مشورہ کرتے ہیں۔ اب تو ماشاء اللہ کچھ کے بچے بھی جوان ہوگئے ہیں۔ حسین نے اپنے دو بچوں کی شادی بھی کرلی ہے۔ اب تھوڑا سا ان کے معاملات سے ہم خود ہی پیچھے ہوگئے ہیں، کہ اب اپنے معاملات وہ خود سنبھال سکتے ہیں۔ ورنہ وہ تو اب بھی ہر معاملے میں مجھ سے ہی بات کرتے ہیں الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ تمام والدین کے لیے ان کی اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔

س: بچوں کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے ماؤں کو آپ کیا مشورہ دیں گی؟

آپا جی: ماؤں کو میں ایک ہی مشورہ دوں گی، کہ اپنی اولادوں کو دین پڑھائیں، دین پڑھانے سے ہی اولاد ماں باپ کی خدمت گزار بنتی ہے۔ اگر آپ بچوں کو دنیاداری پڑھائیں گے، تو وہ دنیاداروں کی طرح آپ سے سلوک کرے گی۔ دین پڑھاؤ گے تو اولاد کو علم ہوگا کہ والدین کا اللہ نے کیا مقام رکھا ہے، والدین اولاد کی جنت اور دوزخ ہیں۔ دنیاوی تعلیم تو ایسی تربیت نہیں کرتی۔

میں ماؤں کو دوسرا مشورہ یہ دوں گی کہ خدا کے لیے اپنی اولادوں کو وقت دیں، جب آپ اپنی اولاد کو وقت دیتے ہیں، تو آپ سمجھ لیجیے کہ آپ اپنے مستقبل کے لیے سرمایہ کاری کر رہے ہوتے ہیں، اس سے بچے آپ سے اتنا اٹیچ ہو جائیں گے کہ آپ کو اپنے ہر معاملے میں اپنے ساتھ رکھنے کی کوشش کرینگے۔ اگر والدین بچوں کو وقت کم دیں گے، تو یقینی بات ہے کہ کل کو اولاد بھی نہیں پوچھے گی کہ آپ کس حالت میں ہیں۔ اگر آج ماں باپ کے پاس اولاد کے لئے وقت نہیں ہے، تو کل اولاد کے پاس آپ کے لئے بھی بالکل وقت نہیں ہوگا۔ آپ آج ان کے مسائل میں شامل ہوں گے تو کل اولاد آپ کے مسائل میں شامل ہوگی۔

س: جامعہ رحمانیہ ایک نامور اور بلند پایہ ادارہ ہے، حضرت مدنی صاحب نے جب اس کی بنیاد رکھی، اس حوالے سے آپ کچھ بتائیں۔ خصوصاً اس میں آپ کا کیا کردار ہے؟

آپا جی: بس سمجھ لیجیے یہ ہمارے خون پسینے کی کمائی ہے۔ جامعہ رحمانیہ خواہ وہ مدنی صاحب کا تھا یا میرا، وہ ہماری ہی کمائی ہے۔ اس میں ان کا کردار فرنٹ پہ ہے، لیکن اس کی بنیادوں میں میرا بھی خون شامل ہے۔ ہر موقع پر کوئی بھی معاملہ ہوتا مثلاً اس کی تعمیر کا معاملہ ہو، یا طلباء کا معاملہ ہو، یا ان کے کھانے پکانے کا معاملہ ہو، الغرض کسی بھی قسم کا معاملہ ہوتا، میں ہر موقع پر ان کے ساتھ شامل تھی، شروع میں جب ادارہ چھوٹا تھا، میں خود کھانا پکایا کرتی تھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہم سے یہ کام لیا ہے۔

س: مدنی صاحب نے کلیۃ القرآن کی بنیاد رکھی، جو اب اللہ کے فضل سے ایک تحریک کی شکل اختیار کر چکا ہے، اسے آپ کس نظر سے دیکھتی ہیں؟

آپا جی: کلیۃ القرآن کی ابتدا کیسے ہوئی، میں آپ کو اس کی ابتدا کے متعلق بتاتی ہوں۔ ہم لوگ حج پر گئے تھے۔ تو ہم مدینہ منورہ میں قاری ابراہیم صاحب کے گھر گئے۔ اس وقت ان کے تین بچے تھے۔ ہم نے انہیں کہا کہ آپ ہمارے پاس لاہور آجائیے، اور ہمارے ادارے میں آکر کلیۃ القرآن شروع کریں۔ انہوں نے مدنی صاحب کی بات قبول کرلی، اور وہاں سے فارغ ہونے کے بعد وہ ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ اور کلیۃ القرآن کا آغاز ہوگیا۔

کلیۃ القرآن کو اللہ تعالیٰ نے اتنی مقبولیت بخشی کہ یہاں کے فارغ شدہ طلباء جب یہاں تراویح اور قیام اللیل میں تلاوت کرتے، تو مردوں سے زیادہ عورتیں حاضر ہوتیں۔ اور یہ خواتین زیادہ تر وہ ہوتی تھیں جو ہمارے حلقہ درس میں شامل ہوتی تھیں، وہ قیام اللیل میں شرکت کے لیے بڑی دور دور سے آیا کرتی تھیں، یہاں تک کہ عورتوں کے لیے باہر ٹینٹ لگانے پڑتے تھے۔ مردوں کے لیے باہر ٹینٹ لگانے کی ضرورت پیش نہیں آتی، لیکن ہر طاق رات میں قیام اللیل کے لیے خواتین کے لیے اسپیشل ٹینٹ لگتے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے کلیۃ القرآن کو ہماری آنکھوں کے سامنے ترقی عطا کی۔ اور اس کے ذریعے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کیں۔

س: کیا مدنی صاحب اپنے معاملات کے متعلق آپ سے ڈسکس کرتے ہیں؟

آپا جی: جی بالکل مجھے ان کے سارے پروگراموں کا پتا ہوتا تھا، یہ ممکن ہی نہیں تھا کہ وہ گھر سے جائیں، اور مجھے پتا نہ ہو کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ اصل بات ہے کہ دین کے معاملے میں ہم دونوں بالکل یکسو تھے، اور یکسو ہیں، اس معاملے میں ۱۹ اور ۲۰ کے زوایہ کا بھی فرق نہیں ہوتا تھا۔

س: کوئی ایسا معاملہ جس میں انہوں نے آپ سے رائے لی ہو، اور آپ کے مشورے کے مطابق کام ہوا ہو۔

آپا جی: اصل بات یہ ہے کہ مدنی صاحب کے جو کام مردوں سے متعلق ہوتے تھے، ظاہر ہے اس میں تو وہ مجھ سے مشورہ نہیں لیتے، لیکن بہت سے ایسے مواقع بھی آتے ہیں کہ جب مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین بھی ہوتی ہیں، مثلاً ریاض میں شیخ لقمان سلفی صاحب اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے، ان کی بیوی کے ساتھ میرے تعلقات ہیں۔ اسی طرح ضیاء الرحمن اعظمی صاحب کی بیوی کے ساتھ میرے تعلقات ہیں۔ اب جہاں پہ عورتوں کے معاملات آتے، تو ظاہر ہے وہ سارے میں نے ہی نمٹانے ہوتے تھے، بلکہ مدنی صاحب نے میری رائے کے مطابق کیا چلنا ہوتا، بلکہ چلنا ہی مجھے ہوتا تھا۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ خواتین ہمارے ہاں تین تین ہفتے تک مہمان ٹھہرتیں ، ظاہر ہے وہ سارے معاملات مجھ سے ہی متعلق ہوتے تھے۔

س: لاہور کے مہنگے ترین علاقے میں جامعہ بنانے کا خیال آپ کو کیسے آیا، یہاں پر تو محض زمین کی قیمت ہی کروڑوں میں ہے۔ یہاں جامعہ بنانا اور پھر اس کے اخراجات پورے کرنا نہایت مشکل ہے؟۔

آپا جی: اللہ تعالیٰ ہی ہر کام کے لیے حالات بناتا ہے، کوئی کام اس کی کرم نوازی کے بغیر انجام نہیں پاتا۔ ہوا یوں کہ جب مدنی صاحب سعودی عرب میں تعلیم پوری کرنے کے بعد واپس آئے، تو مسجد قدس چوک دالگراں میں کام شروع کر دیا۔ یہ سعودی عرب میں جانے سے پہلے بھی وہیں پڑھاتے تھے، بلکہ ان کے والد محترم بھی وہیں تدریس کرتے تھے۔ وہاں پر ان کے تایا جی حضرت عبد اللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ پڑھاتے تھے، اور یہ وہاں پر مدرس کے ساتھ ساتھ منتظم اعلیٰ بھی تھے۔ ایک بات پر وہاں ان کا جھگڑا ہو گیا، تو وہاں کے بچوں کو لیکر گارڈن ٹاؤن آ گئے ۔ چھتیس (۳۶) بچے تھے، جو ان کے ساتھ آئے تھے، تب میری شادی ہو چکی تھی۔ گارڈن ٹاؤن میں ان کے والد صاحب کی آٹھ کنال زمین تھی، جس پر کپڑے کی فیکٹری تھی ۔ یہ جگہ قذافی اسٹیڈیم کے سامنے مین روڈ سے تھوڑا ساہٹ کر تھی، وہاں پر بسوں کا اڈا تھا، اور اس کے بالکل پیچھے ہماری جگہ تھی۔ آہستہ آہستہ طالب علموں کی تعداد کافی زیادہ ہو گئی، پھر ہم بھی وہاں پر شفٹ ہو گئے ۔ ابتداء میں وہ علاقہ گارڈن ٹاؤن کے احمد بلاک کا حصہ تھا، ہماری یہ جگہ کچی تھی، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ

ہمیں پتا تھا کہ اس جگہ کو احمد بلاک میں شامل ہو جانا ہے۔ اگر ہم اسے پکا بھی کر لیں تو ہماری یہ محنت ضائع جائے گی۔ اب ہوا یہ کہ مدنی صاحب بیرونی دورے پر تھے، پیچھے سے احمد بلاک والوں نے حکومت سے اجازت لے کر ہماری جگہ پر بلڈوزر پھیر دیا، میں ان دنوں ماڈل ٹاون آئی ہوئی تھی، جب مدنی صاحب کو پیغام ملا کہ آپ کی جگہ پر بلڈوزر پھیر دیا گیا ہے، آپ جلدی واپس آئیں، اور کچھ ایکشن لیں۔ مدنی صاحب اپنے استاذ شیخ عبد العزیز بن باز (مفتی اعظم سعودی عرب) سے ملے، اور انہیں ساری صورتحال بتائی، انھوں نے صدر پاکستان جنرل ضیا الحق کے نام تار لکھ دیا، تو ان کے آرڈر سے اس آٹھ کنال جگہ کے بدلے میں ہمیں یہاں جگہ مل گئی، جو تقریباً پانچ کنال سے کچھ کم ہے۔ اس طرح یہ جگہ ہماری وراثتی زمین کے بدلے میں ہمیں ملی تھی۔ لیکن یہ جگہ بالکل فری نہیں ملی، بلکہ ہم نے اس کے لئے کچھ رقم ادا کی تھی۔

س: آپ عورتوں کی تعلیم کو کس نظر سے دیکھتی ہیں، آپ کی نظر میں اس کی کیا اہمیت ہے؟

آپا جی: بات یہ ہے کہ اگر آپ ایک مرد کو پڑھاتے ہیں تو ایک مرد ہی پڑھتا ہے، لیکن آپ نے ایک عورت کو پڑھایا تو گویا آپ نے پورے خاندان کو پڑھا دیا۔ اس لیے عورت کی تعلیم و تربیت مرد سے زیادہ ضروری ہے، کیونکہ عورت کی گود بچے کی پہلی درس گاہ ہے۔ جو ماں نے اسے پڑھا دیا، وہ ساری عمر اس کے ذہن سے نہیں نکلتا۔ اس لیے میں سمجھتی ہوں کہ عورتوں کی تعلیم و تربیت مرد سے زیادہ ہونی چاہیے۔

س: عورت کی دنیاوی تعلیم کی کیا ضرورت ہے؟

آپا جی: عورت کی دنیاوی تعلیم کی بھی ضرورت ہے، کیونکہ جس دنیا میں ہم نے رہنا ہے، اس کے رجحانات کا بھی تو انسان کو پتا ہونا چاہئے۔ ویسے بھی آپ اپنے بچوں کو اس سے بالکل غافل رکھ کر دین کا کام کریں گے، تو وہ پائیدار نہیں ہو گا۔ آپ کو ماحول کا علم ہونا چاہئے، جس میں آپ نے کام کرنا ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو غیر ملکی زبانیں سیکھنے کا حکم دیا تھا۔

باقی رہی خواتین کی تعلیم کی بات حدیث میں آتا ہے کہ خواتین صحابیات نے رسول اللہ ﷺ سے گذارش کی تھی کہ ہمارے لیے درس کا کوئی دن مقرر کریں، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی دینی تعلیم کے لیے خاص طور پر ایک دن بھی مقرر کر دیا تھا۔

س: اس میں دنیاوی تعلیم سیکھنے کا ذکر کہاں ہے؟

آپا جی: آپ یہ بات نہ کریں، اس وقت دینی اور دنیاوی میں فرق تھا ہی نہیں، یہ فرق تو آج آیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے شفا بنت عبد اللہ کو کہا تھا، کہ وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو لکھنا پڑھنا سیکھا دیں۔ کیونکہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا پڑھنا لکھنا نہیں جانتی تھیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اس کے علاوہ شفا بنت عبد اللہ کو کہا تھا کہ سیدہ عائشہ کو جانور کاٹنے کا دم سیکھا دو، اور ان کو یہ بھی کہا تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخار کا دم بھی سکھا دو۔ رفیدہ رضی اللہ عنہا طبیبہ تھیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کا خیمہ 'مسجد نبوی' میں لگوا دیا تھا۔ انہوں نے ہی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا علاج کیا تھا۔ لہٰذا ان دنوں میں یہ تقسیم نہیں تھی۔ اگر آپ خالص دنیوی علوم و فنون کی مثالیں تلاش کرنا چاہیں تو آپ کو مل جائیں گی۔

س: آپ نے خواتین کی تعلیم و تربیت کا کام کب اور کیسے شروع کیا؟

آپاجی: میں نے اپنی بچیوں کو بھی قرآن حفظ کروایا ہے، الحمدللہ۔ اس دور میں عورتوں کی تراویح کا تصور بھی نہیں ہوتا تھا، میں نے اپنے گھر میں تراویح کا انتظام کیا، لوگوں کے گھروں میں جاتی، اور انھیں تراویح کی ترغیب دیتی۔ اس دور میں مجھے ایک ایک بچی پر خود محنت کرنی پڑتی تھی۔ پہلے دو سال گھر میں خود سنتی، پھر ان کو لوگوں کے ہاں گھروں میں بھیجتی۔ لڑکوں کے قرآن سنانے کا انتظام مساجد میں ہوجاتا تھا، اور لڑکیوں کا انتظام لوگوں کے گھروں میں کرنا پڑتا تھا۔ میری یہ محنت آہستہ آہستہ ایک تحریک کی صورت اختیار کر گئی۔ اب الحمدللہ لوگ ہم سے خود رابطہ کرتے ہیں کہ ہمارے گھر میں تراویح پڑھانے کے لیے بندہ دیں۔ اس وقت گنگارام ہسپتال، شیخ زید ہسپتال میں ہماری ہی طرف سے خواتین کی تراویح کا انتظام ہوتا ہے، جس میں بعض اوقات تعداد تین سو طالبات تک ہوتی تھی۔

باقی رہا دوسری خواتین کی تعلیم وتربیت کا معاملہ، تو یہ میں پہلے بتا چکی ہوں کہ شادی سے پہلے میں والدہ کے گھر میں بنائے ہوئے مدرسہ میں پڑھاتی تھی، مشکوٰۃ اور تفسیر قرآن وغیرہ کی کلاسز لیتی تھی۔ لہٰذا شادی کے بعد والدہ ماجدہ کی طرف سے مجھ پر مسلسل دباؤ رہتا تھا، کہ تم دین کا کام نہیں کر رہی ہو، کب تک بچوں کی وجہ سے دین کا کام چھوڑ کے بیٹھی رہو گی۔ لہٰذا ۱۹۸۳ء میں جب میری چھوٹی بیٹی تین سال کی ہوگئی، تو میں نے خواتین کو پڑھانے کا کام شروع کیا۔ پہلے پہل ہفتہ میں ایک دن گھنٹہ دو گھنٹے کی کلاس ہوا کرتی تھی۔ تقریباً سات آٹھ سال تک یوں ہی کام چلتا رہا۔ اس کلاس میں قرآن کا ترجمہ تفسیر پڑھایا کرتی تھی، میں نے ناظرہ کبھی نہیں پڑھایا۔ میں شروع سے ہی ترجمہ اور تفسیر پڑھاتی تھی۔ جب میری سب سے چھوٹی بیٹی نے میٹرک کر لیا، اور میں بچوں کی تعلیم سے کچھ فارغ ہوگئی، تو میں نے ۹۶ء میں اپنا مدرسہ شروع کر دیا، اس کا نام میں نے " اسلامک انسٹیٹیوٹ " رکھا تھا۔ اس کی صورت کچھ اس طرح تھی کہ گرمیوں کی چھٹیوں میں طالبات میرے پاس پڑھنے کے لیے آجاتی تھیں۔ ہفتے میں جو ایک دن کلاس ہوتی تھی۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں وہ کلاس زیادہ دن ہونے لگتی۔ ۱۹۹۵ء میں میرے پاس ۴۵ طالبات آگئیں۔ نیچے والا کمرا مکمل بھر گیا، تو ہم نے کلاس اوپر والے بڑے ہال میں منتقل کر دی۔ جب تعلیمی سلسلہ بڑھا، تو چونکہ میں گھریلو ذمہ داریوں کی وجہ سے دو گھنٹے سے زیادہ ٹائم نہیں دے سکتی تھی، لہٰذا میں نے اپنے ساتھ اساتذہ رکھ لیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ یہ ایک ادارہ بنتا چلا گیا۔

س: جو بچیاں گرمیوں کی چھٹیوں میں آپ کے پاس آئی تھیں ان کو آپ کیا پڑھاتی تھیں؟

آپاجی: ان کو میں قرآن مجید کا ترجمہ، تفسیر اور حدیث شریف کی تعلیم دیتی تھی ۔

س: اس ادارے سے ہٹ کر بھی آپ نے خواتین کی تعلیم کے لیے کوئی کام کیا ہے؟

آپاجی: جی الحمدللہ، میں نے اس سے ہٹ کر بھی بہت کام کیا ہے۔ ۱۹۹۲ء میں جمعیت اہلحدیث نے مدنی صاحب کو مدیر تعلیم مقرر کر دیا۔ تو مدنی صاحب نے میری ڈیوٹی لگائی کہ تم خواتین کو منظم کرو، اس سلسلے میں ہم نے پورے ملک میں کام کیا، تمام اہلحدیث خواتین مدارس کو منظم کرنا شروع کر دیا۔ اس سلسلے میں مجھے پورے ملک کے دورے کرنا پڑے۔ کراچی سے لیکر ایبٹ آباد اور اسلام آباد تک ہر جگہ سے لوگ میرے پاس آتے تھے۔ اوپر والا ہال جہاں پر آپ آج کل نماز پڑھتے ہیں، یہاں پر اجلاس ہوتے تھے، لائبریری میں ان لوگوں کا کھانا ہوتا تھا۔ ہم نے اس سلسلے میں بڑا کام کیا۔ ایک کام یہ کیا کہ ہم نے خواتین کا الگ بورڈ بنانے کی طرح ڈالی ، جو خواتین کا امتحان لے اور اسناد جاری کرے۔ میرے پاس پڑھے لکھے لوگوں کی ٹیم تھی، میری ساری بہنیں پڑھی لکھی تھیں، میری باجی ثریا بتول سمن آباد کالج میں

اسلامیات ڈیپارٹمنٹ کی ہیڈ تھیں۔ اور چھوٹی بہن فوزیہ امی جی والا مدرسہ چلا رہی تھی،اور کالج میں لیکچرار بھی تھی۔ہم سمجھتے تھے کہ ہم یہ کام کر سکتے ہیں، تین سال تک ہم نے اس ٹارگٹ پہ کام کیا۔ ہم چاہتے تھے کہ عورتوں کا بورڈ الگ ہو،اور مردوں کا الگ ہو، کیونکہ عورتوں کا دائرہ کار مردوں سے الگ ہوتا ہے۔ اس لیے مردوں کے مضامین اور عورتوں کے مضامین میں فرق ہونا چاہئے۔ ہم نے ملک بھر کے اہلحدیث خواتین مدارس کو بہت حد تک آرگنائز کر لیا تھا ۔ہم نے عورتوں کا الگ سلیبس بنایا اور ملک بھر کے خواتین مدارس سے اس کو پاس بھی کروالیا تھا، لیکن جس نقطے پر آکر یہ کام رکا وہ نقطہ یہ تھا، کہ وفاق المدارس السلفیہ والوں نے اس تصور کو ماننے سے انکار کر دیا۔ وہ کہنے لگے کہ یہ اختیار ہم آپ کو نہیں دے سکتے۔ اس سلسلے میں میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گی، کیونکہ اس تحریک کو ناکام بنانے والوں میں کئی معززین کے نام آتے ہیں۔ جب مجھے پتا چلا کہ یہ لوگ ہمیں آگے نہیں چلنے دیں گے پھر ہم نے یہ پروجیکٹ چھوڑ دیا۔

س:اب آپ کے پاس کتنے ادارے ہیں؟

آپاجی: اس وقت میرے پاس آٹھ ادارے ہیں، خواتین کی اسلامک انسٹیٹیوٹ کی پانچ برانچیں ہیں۔ ان میں سے ایک برانچ گارڈن ٹاون میں ہے، یہ مین برانچ اور ہیڈ آفس ہے۔ دوسری برانچ واپڈا ٹاون میں، تیسری برانچ فیصل ٹاون میں، چوتھی سبزہ زار میں، اور پانچویں برانچ علامہ اقبال ٹاون میں ہے۔ یہ پانچ برانچیں ہیں۔ برانچز کا مطلب ہے کہ جن میں صبح آٹھ سے لیکر دو بجے تک تعلیم و تدرس ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ستر (۷۰) کے قریب سینٹر ہیں۔ سینٹر سے مراد وہ جگہ ہے جہاں روزانہ دو گھنٹے یا ایک گھنٹہ کی کلاس ہوتی ہے۔ ان سب میں ترجمۂ قرآن، تفسیر، قرآن کی دوہرائی، اور حدیث کی کلاسز ہوتی ہیں۔ حدیث میں ہم " اللؤلؤ والمرجان " کتاب پڑھاتے ہیں۔ اسلامک انسٹیوٹ کے علاوہ ہمارے تین سکول ہیں، ایک ٹاون شپ میں ہے، دوسرا اٹھو کر نیاز بیگ میں اور ہمارا تیسرا اسکول شیخوپورہ میں کام کر رہا ہے۔ انسٹیوٹ کی برانچز، سینٹرز اور اسکولز میں ایک ہی نظام چلتا ہے، ایک ہی جگہ ان سب کے پیپر بنتے ہیں ، ایک ہی جگہ چیک ہوتے ہیں، اور ایک ہی جگہ سے رزلٹ تیار ہو کر جاتا ہے، تا کہ ان کا سٹینڈرز ایک ہو۔

س: آپ اتنے سارے اداروں کو کنٹرول کیسے کرتی ہیں؟

آپاجی: ہر جگہ پہ ان اداروں کا اپنا عملہ موجود ہے، ہر جگہ ان کی الگ انچارج موجود ہے، ان کے نیچے آٹھ دس اساتذہ موجود ہیں، پہلے میں ہر ہفتے ایک دن ہر برانچ میں جاتی تھی، لیکن اب میں صرف سپر وائزر ہوں۔ تمام اداروں کی انچارجز اتنی تربیت یافتہ ہوگئی ہیں کہ وہ اپنے معاملات خود چلا لیتی ہیں۔ ہم اساتذہ کے لیے سارا سال ریفریشر کورسز کا اہتمام کرتے ہیں، اس کے لیے انہیں لازماً مہینہ میں ایک دفعہ ہیڈ آفس آنا ہوتا ہے۔ اس کلاس میں ہم ان کی ٹریننگ کرتے ہیں۔ آج ہی ہماری کلاس تھی، اس میں ہمارا موضوع تھا سیاست اور خواتین، یعنی عورتیں سیاست میں کہاں تک آسکتی ہیں۔ اور اگر عورتوں نے سیاست میں آنا ہے، وہ کن پہلوؤں کو اختیار کریں گی اور کن کو چھوڑیں گی۔ پچھلی دفعہ ہمارا موضوع ازواج مطہرات تھا ، یعنی ان کے نکاح میں حکمتیں کیا تھیں، ان کی مشکلات کیا تھیں، اور ان کے مسائل کیا تھے۔ اس طرح ہماری تمام اساتذہ کی ٹریننگ ہوتی رہتی ہے۔ یہ کلاس تین گھنٹے کی ہوتی ہے۔

س:جب آپ قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر پڑھاتی ہیں تو آپ کے سامنے کون سی تفسیر ہوتی ہے؟

آپاجی: بہت ساری تفسیریں میرے سامنے ہوتی ہیں ۔ جب میں نے پڑھانا شروع کیا تھا، تو میں چھ تفسیروں کو دیکھتی

تھی۔ یہ ۳۵ سال پہلے کی بات ہے۔اب تو اللہ کا شکر ہے ساری تفسیروں کا پتا ہوتا ہے، کہ فلاں تفسیر میں کیا لکھا ہے، اور کس مسئلہ میں کس کا کیا مؤقف ہے۔

س: اب آپ ان اداروں کی صرف نگرانی کرتی ہیں، یا بچیوں کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے بھی کوئی خدمت انجام دیتی ہیں؟

آپا جی: ہر ادارے میں میری ایک کلاس ضرور چل رہی ہوتی ہے۔ بعض اداروں میں مہینے میں دو کلاسز ہوتی ہیں، بعض اداروں میں چار کلاسز، اس طرح میں ان کی تعلیم میں ڈائریکٹ شریک ہو جاتی ہوں، اور اس کے ساتھ میری نگرانی بھی ہو جاتی ہے۔ مجھے علم ہوتا ہے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ دوسری بات، میں وہاں کی ٹیچرز کی کلاس لیتی ہوں۔ آپ سمجھ لیں کہ اس طرح بچیوں کی تعلیم وتربیت بالکل ہماری نگرانی میں ہو رہی ہوتی ہے۔

س: آپ لوگوں نے جامعہ رحمانیہ میں کلیۃ القرآن کھولا ہے، جو اب ایک تحریک بن چکا ہے، آپ نے خواتین کو تجوید وقراءات سکھانے کے حوالے سے کیا کام کیا ہے؟

آپا جی: آج کل ہم اپنی بچیوں کو قراءات پڑھانے کی کوشش تو کرتے ہیں لیکن سبعہ قرات کے سلسلے میں کوئی باقاعدہ قدم نہیں بڑھا سکے۔ پچھلے چار سال سے ہم نے 'کلیۃ القرآن للبنات' کھول لیا ہے، اس میں بچیوں کے لیے بھی وہی نصاب جاری کیا جو ۱۹۹۱ء میں جامعہ لاہور الاسلامیہ کے کلیۃ القرآن میں شروع کیا تھا۔ اس میں چھ سالہ کورس ہے، درس نظامی کے نصاب کے ساتھ دو سال میں تجوید اور چار سال میں قراءات سبعہ عشرہ کا پورا نصاب پڑھایا جا رہا ہے۔ اس کے ساتھ علوم القرآن میں علم رسم عثمانی، علم عدد الآئی اور علم الوقف پڑھائے جا رہے ہیں۔

اس سے پہلے اگرچہ پھول نگر میں یہ کام چل رہا ہے، لیکن ان کے ہاں تجوید و قراءات کے شاٹ کورسز ہوتے ہیں، کوئی کورس چار ماہ، کوئی چھ ماہ اور کوئی ایک سال پر مشتمل ہے۔ اسی طرز پر الھدیٰ انٹرنیشنل نے بھی ایک سال کا کورس شروع کیا ہے، لیکن تجوید و قراءات کا مستقل چھ سالہ نصاب پورے پاکستان میں اس کی مثال موجود نہیں ہے۔ مرکز البیت العتیق میں یہ پہلا کلیۃ القرآن للبنات ہے، جس میں پورا چھ سالہ سلیبس شروع کیا ہے۔ رشد کے قراءات نمبر میں اس پر ایک تعارفی مضمون بھی شائع ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ دو، اڑھائی سال پہلے تجوید و قراءات کی تعلیم کے لیے بچیوں کی آن لائن کلاسز کا آغاز کر دیا گیا تھا، جس میں اس وقت چالیس کے قریب آن لائن کلاسز چل رہی ہیں۔ اس کی نگرانی بھی میں کرتی ہوں۔ قراءاتِ عشرہ کبریٰ پہلی دفعہ، خواتین میں اس ادارے کے تحت پورے پاکستان میں آٹھ ماہ سے پڑھائی جا رہی ہے۔ ہمارے پاس اٹھارہ طالبات ہیں جو پڑھ رہی ہیں، قرآن پاک کے آٹھ پارے مکمل ہو گے ہیں۔ پورا قرآن مکمل کرنا ہے، ان کو ایک سال مزید لگے گا، یہ اٹھارہ طالبات اپنا کورس مکمل کریں گی۔ اسی طرح قراءات عشرہ صغریٰ جو بیس قرات شاطبیۃ اور درۃ کے طریق سے ہیں، اس وقت اس کی دو کلاسز چل رہی ہیں۔ ایک کلاس میں پندرہ طالبات ہیں، اور دوسری کلاس میں طالبات کی تعداد چھیالیس ہے۔ اسی طرح "شاطبیہ" کی الگ آن لائن کلاس چل رہی ہے۔ اس کے علاوہ عشرہ کبریٰ کی بنیادی کتاب طیبۃ النشر کی بھی آن لائن کلاس چل رہی ہے، اس میں بیس طالبات موجود ہیں۔ تجوید کے اوپر لیول ون، لیول ٹو، لیول تھری، لیول فور، چھ چھ مہینے پر مشتمل دو سالہ تجوید کورس بھی کروایا جاتا ہے۔ لیول فور میں جا کر پورا قرآن مجید حدر کے ساتھ سنا جاتا ہے۔ اس وقت الحمدللہ تین بیچ چل رہے ہیں،

ایک بیج کے بیس پارے۔ اور دوسرے بیج کے انیس یا اٹھارہ پارے ہو گئے ہیں، لیول ون اور ٹو میں تو کافی کلاسز چل رہی ہیں۔ آن لائن پڑھانے والے اساتذہ کلیۃ القرآن سے ہی ہیں۔ جس میں عشرہ کبریٰ اور صغریٰ میں قاری محمد فیاض صاحب، قاری خالد فاروق صاحب، قاری مصطفےٰ راسخ صاحب، قاری عبد الرحیم صاحب، عثمان بشیر صاحب اور قاری راشد شوکت بطور استاذ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اسی طرح ہر مختلف روایت پر مختلف گروپس ہیں، جیسے روایت قالون، ورش، دوری، بصری، اور روایت سوسی، آن لائن پڑھائی جارہی ہے، یہ قاری اظہر نذیر صاحب پڑھا رہے ہیں۔ کلاس عشرہ کبریٰ میں اٹھارہ طالبات، اور وہ تمام کی تمام اساتذہ بھی ہیں۔ اس طرح اب ہمارے پاس بیس کے قریب اساتذہ ہیں، جو باقاعدہ کلاسیں لیتے ہیں، اس وقت ہمارے ساتھ کوئی ہزار کے قریب خواتین شامل ہیں۔ ان مستقل کلاسز کے علاوہ الحمدللہ دورے بھی ہوتے رہتے ہیں۔ پچھلے دنوں قراءات میں عالم اسلام کی معروف شخصیت شیخ عبد العزیز منصور پاکستان تشریف لائے ہوئے تھے۔ انھوں نے جامعہ لاہور الاسلامیہ میں پانچ روزہ دورہ کروایا۔ الحمدللہ کلیۃ القرآن للبنات چھ سالہ نصاب کے ساتھ لائیو بھی چل رہا ہے۔ اور اسی طرح آن لائن کلاسز ایک بڑا وسیع پروگرام ہے، اور یہ پروگرام میں چلا رہی ہوں۔

س: آپ نے کبھی تصنیف و تالیف میں بھی توجہ دی ہے؟

آپا جی: یہ ایسا میدان ہے کہ اس میں آپ کو تقریر بھی کرنی پڑتی ہے، اور درس بھی دینا ہوتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ درس کسی ایک کتاب سے تو نہیں دیا جاتا، دس کتابوں سے آپ کو مواد لینا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بہت بڑی سہولت دی ہوئی ہے، کہ میرے پاس بہت بڑی لائبریری ہے۔ میں اپنے اداروں کی اساتذہ کو بعض موضوعات پر لیکچر بھی دیتی ہوں، مثلاً خاتمہ بالخیر کیسے ہوگا؟، گناہوں کے اثرات کیا ہیں؟۔ قیامت کے موضوع پر، جہنم کے موضوع پر، جنت کے موضوع پر، الزواج کے موضوع پر، الزواج میں آپ دیکھیں کتنا کچھ آجاتا ہے، میاں بیوی کے حقوق، نکاح کی شرائط، طلاق کے مسائل وغیرہ۔ ظاہر ہے دروس کی تیاری کے لیے لکھنا بھی پڑتا ہے، اس وقت تک میری دو کتابیں چھپ چکی ہیں۔ (I want to go to Janna) میں جنت جانا چاہتا ہوں۔ یہ بچوں کے لیے ہے، اور ایک میری کتاب (الزواج) شادی کے مسائل پر۔ اس کے علاوہ اولاد کی تربیت پر میں نے ایک کتاب لکھی ہے۔ ان شاءاللہ عنقریب وہ بھی چھپ جائے گی۔ اولاد کی تربیت پر بھی میں اکثر لیکچر دیتی رہتی ہوں۔ حدیث کی کتاب اللؤلؤ والمرجان کو میں کوئی پچیس (۲۵) دفعہ پڑھا چکی ہوں۔

س: آپ اپنے اساتذہ کے حوالے سے کچھ بتائیے۔

آپا جی: یہ تو میں نے آپ کو بتایا ہے کہ بنیادی طور پر میرے استاد میرے والدین ہی تھے۔ بچپن میں میں نے امی سے پڑھا، کچھ والد ماجد سے بھی پڑھا۔ پھر میں نے حافظ ثناء اللہ مدنی صاحب سے حدیث پڑھی، اس کا انداز یہ ہوتا تھا کہ میں دو یا تین ابواب کی تیاری کر لیتی تھی، جو مسائل مجھے سمجھ نہیں آتے تھے، وہ مجھے حافظ ثناء اللہ مدنی صاحب سمجھا دیتے تھے۔ عقیدہ کے لیے مدنی صاحب نے حافظ عبد الرشید اظہر صاحب کی ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی، وہ ہماری پندرہ سولہ اساتذہ کی کلاس لیتے تھے، یہ ۱۹۸۵ کی بات ہے۔

س: کیا ڈاکٹر حافظ عبد الرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ اس وقت جامعہ رحمانیہ میں پڑھاتے تھے؟

آپا جی: نہیں پڑھاتے تو نہیں تھے، لیکن مدنی صاحب نے ہمارے لیے ان سے ٹائم لیا ہوا تھا۔ وہ اپنے گھر سے خصوصاً ہمیں پڑھانے آتے تھے۔

س: آپ تدریس اور تقریر کے علاوہ اشاعت اسلام کے لیے کسی دوسرے میدان میں بھی کام کر رہی ہیں، جس طرح میڈیا پر آنا یا سیاست وغیرہ میں حصہ لینا؟

آپا جی: جی ہاں! میرے آس پاس جتنے جلسے ہوتے ہیں، اکثر جگہ مجھے مدعو کیا جاتا ہے، اور الحمدللہ میں نے بھی کبھی انکار نہیں کیا۔ اس وقت بھی تین جلسے ہیں اگلے چند دنوں میں ، جن میں مجھے خواتین سے خطاب کرنا ہے۔ اس کے علاوہ میں سوشل میڈیا پر بھی حصہ لیتی ہوں۔ سوشل میڈیا پر سب سے پہلے میں نے دورہ قرآن ریکارڈ کروایا تھا، وہ یوٹیوب پر پڑا ہے۔ یہ آج سے پانچ سال پہلے ریکارڈ ہوا تھا، سب نے میری مخالفت کی، لیکن میں نے یہ کام کیا ہے۔ اسوقت میری عمر ۶۵ سال تھی، تو میں نے کہا میں اس عمر سے نکل آئی ہوں۔ اس کے بعد میں نے اللؤلؤ والمرجان کو بھی یوٹیوب پر دے دیا۔ پچھلے سال میں نے دورہ حدیث کروایا تھا، وہ بھی یوٹیوب پر اپ لوڈ کر دیا۔ اسی طرح گذشتہ سال میں نے سلسلہ احادیث الصحیحہ کا دورہ کروایا تھا، وہ بھی یوٹیوب پر موجود ہے، لیکن نصف تھا، باقی نصف اس سال کروانا ہے۔ اس کے علاوہ اسلامک انسٹیٹیوٹ میں میرے کافی لیکچر آتے رہتے ہیں۔ وہ ہمارے اداروں کی ایپ پر موجود ہیں۔

ایک دفعہ میں نے بلدیاتی الیکشن میں بھی حصہ لیا تھا، اس میں بھی اصل مقصد دین ہی تھا۔ یہ وہ دور تھا جب مشرف نے قانون بنا دیا تھا کہ یونین کونسلز میں 33٪ حصہ عورتوں کا ہو گا۔ اس وقت ہماری یونین کونسل میں ایک ایسی خاتون آ رہی تھی، جس کے متعلق تمام ماڈل ٹاؤن والے پریشان تھے، اس کارڈ کرنے کے لیے دیندار طبقے نے مجھے کھڑا کر دیا۔ اس الیکشن میں میرا صرف اتنا حصہ تھا، کہ میں نے امیدوار کے فارم پر دستخط کیے تھے۔ اس کے علاوہ میں نے کوئی مہم نہیں چلائی ۔ میں نے جس مقصد کے لیے حصہ لیا تھا، اللہ نے اسے پورا کر دیا تھا۔ میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہو گئی تھی ، تو میں نے پانچ سال بڑی عزت کے ساتھ، اور مردوں کے ساتھ حجاب کے ساتھ کام کیا۔ مرد میری پوری عزت کرتے تھے، میرے ساتھ چھ اور عورتیں بھی تھیں۔ میں نے چھ کی چھ کو اپنے ساتھ کلاسز میں گھسیٹ لیا، وہ سب میرے درس میں آتی تھیں ، حالانکہ وہ لوگ بے پردہ اور دوسرے ماحول سے آئے ہوئے تھے ۔ میں جب بھی انہیں اپنے درس میں بلاتی تھی، وہ ضرور آتی تھیں۔ پھر میں نے سوچا کہ میرا وقت ان کاموں سے کہیں زیادہ قیمتی ہے، اب میں ادھر نہیں آؤں گی۔

س: آپ کی باتوں سے معلوم ہوا کہ آپ کی نظر میں عورتیں شرعی حدود میں رہ کر تمام میدانوں میں کام کر سکتی ہیں؟

آپا جی: جی بالکل کر سکتی ہے۔

س: آخری سوال ہے اس سفر میں اپنے یادگار لمحے کے متعلق بتائیے۔

آپا جی: اس سفر میں یادگار لمحات تو بہت ہیں، آپ نے چونکہ ایک لمحہ پوچھا ہے، اس لیے میں آپ کو ایک یادگار لمحہ بتاتی ہوں۔ سب سے یادگار لمحہ وہ تھا جب میرے پہلے بچے نے قرآن حفظ کیا تھا۔ وہ لمحہ ایسا تھا جو مجھے کبھی بھی نہیں بھولتا۔ میں کہتی تھی اے اللہ تو نے مجھے اتنا کچھ دے دیا ہے، اب میں تجھ سے اور کچھ نہیں مانگتی۔

قاری محمد طارق بالا کوٹی

امام مکی بن ابی طالب القیسی رحمۃ اللہ علیہ

نام و نسب

علمی حلقوں میں آپ مکی ابن ابی طالب کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ پورا نام اس طرح ہے، ابو محمد مکی ابن ابی طالب حموش (یا حیوش یا حیوس) بن محمد مختار القیسی المقری۔

آپ کے نام کے ساتھ چار نسبتیں مستعمل ہیں۔ اول المغربی، دوم القیسی، سوم القیروانی، چہارم الاندلسی۔

پیدائش و وفات

دیار مغرب کے ایک شہر قیروان کے قبیلہ قیس میں آپ ۷ شعبان ۳۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ اور وفات اندلس کے مشہور شہر قرطبہ میں ۲ محرم ۴۳۷ھ میں ہوئی۔ اس طرح آپ المغربی، القیسی، القیروانی، الاندلسی کی نسبتوں سے مشہور ہوئے۔

تعلیم و استفادہ

مرکز علم و ادب قیروان میں علوم و فنون کا فیض عام تھا، تشنگان علوم دور دراز سے اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے یہاں آتے تھے، علامہ مکی نے قبیلہ قیس کے ایک معزز دولت مند گھرانے اور علمی ماحول میں آنکھ کھولی تھی، جس میں دین و دنیا دونوں کے حسنات و برکات موجود تھے، تعلیمی ترتیب کے مطابق آپ نے اولاً قرآن کریم حفظ کیا۔ اس کے بعد تفسیر، حدیث، فقہ و فتاویٰ، نحو و صرف، ادب و لغت، نقد و بلاغت اور منطق و فلسفہ کی تعلیم قیروان ہی میں حاصل کی۔

کتب تاریخ و تراجم کے مطالعہ کے بعد اس میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ تیسری، چوتھی اور پانچویں صدی ہجری حقیقتاً علمی صدیاں کہلانے کی بجا طور پر مستحق تھی، پورا عالم اسلام گویا دار العلوم تھا۔

بقول مؤرخ شہیر قاضی اطہر صاحب مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ عالمی شاہراہوں پر علوم قرآنی اور حدیث کے طلبہ کے قافلے رواں دواں تھے۔ جن کے گھسے ہوئے جوتے، پھٹے ہوئے کپڑے، گرد و غبار میں اٹے ہوئے چہرے، ہوا سے بکھرے ہوئے بال، بھوک پیاس کے مارے ہوئے جسم تحصیل علم میں وارفتگی و دیوانگی کی خبر دے رہے تھے۔

مقرئین و محدثین کے اس مقدس کاروان علم میں امام مکی ابن ابی طالب قیسی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے، آپ نے تحصیل علم کے لیے مصر، حجاز، شام اور اندلس کے متعدد اسفار کیے۔ تقریباً پچیس سال آپ کے اسفار میں گزرے۔ اور ہر جگہ کے مشہور و معروف اساتذہ فن سے تعلیم حاصل کی۔

اساتذہ و شیوخ

آپ نے قیروان میں جن ارباب علم و فضل سے تحصیل علم کیا ان میں سب سے جلیل القدر استاذ الحافظ ابو الحسن

القابسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۴۰ھ) ہیں، علامہ مکی رحمۃ اللہ نے آپ سے علم قراءات اور حدیث میں استفادہ کیا، دوسرے استاذ محمد ابن ابی زید رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ دیارِ مغرب میں مالکی مسلک کی ریاست آپ پر منتہی ہوتی ہے، آپ کو مالک اصغر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

حصول علم کے لیے مصر کا سفر

قیروان سے نکل کر پہلے آپ نے مصر کا سفر کیا، اس وقت آپ کی عمر تیرہ سال تھی۔ یہاں آپ نے جن شیوخ سے اکتساب فیض کیا، ان میں خاص طور پر امام ابو الطیب عبد المنعم بن عبید اللہ بن غلبون المقری رحمۃ اللہ علیہ ہیں، علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۴۴) امام ابن غلبون رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں:

کان حافظا للقراء ضابطا، ذا عفاف و نسك وفضل وحسن تصنيف.

حافظ قراءات، ضابط، عفیف، صاحب علم و فضل اور جید التصانیف تھے۔

نیر امام ابو الطیب کے صاحبزادے اور نامور امام قراءات ابو الحسن طاہر ابن غلبون رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۹۹ھ) سے بھی فن قراءات میں زبردست استفادہ کیا، اسی طرح اپنے زمانے کے سید العلماء عظیم نحوی اور مفسر امام ابو بکر محمد بن علی الاذقوی (م ۳۹۹ھ) سے بھی استفادہ کیا اور امام عبد العزیز بن علی بن احمد بن محمد بن اسحاق بن الفرج بو عدی المصری المعروف بابن الامام مقری محدث رحمۃ اللہ علیہ (م ۳۸۰ھ) سے بھی علم قراءات میں استفادہ کیا۔ علامہ مکی رحمۃ اللہ علیہ مصر میں مجموعی طور پر دس سال مقیم رہے۔

حجاز کا سفر

مصر سے آپ نے حجاز کا رخ کیا، یہاں مکہ میں آپ کے اساتذہ میں سب سے اہم شخصیت امام ابو الحسن احمد بن ابراہیم العقبی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۰۵ھ) ہیں، آپ اپنے وقت میں اہل حجاز کے لیے مدار سند تھے، ان کے علاوہ اور جن ارباب فضل و کمال سے آپ کو شرف تلمذ رہا ان میں امام ابو الطاہر محمد بن محمد بن جبریل العجیفی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو القاسم السقطی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو الحسن بن زریق البغدادی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو بکر بن احمد بن ابراہیم المروزی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو العباس السوسی رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔

مشرق میں دوران سفر آپ نے جن محدثین اور فقہاء سے شرف ملاقات حاصل کیا ان میں امام ابو الفضل احمد بن عمر الہروی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو العباس احمد بن محمد بن زکریا البری رحمۃ اللہ علیہ، امام عبد الرحمٰن بن علی العباس ابو الحسن المطوعی رحمۃ اللہ علیہ، صدقۃ بن احمد الرقی رحمۃ اللہ علیہ، امام ابن فارس رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حضرات، شیوخ کبار ہیں۔

حجاز میں آپ نے چار سال گزارے اس دوران میں آپ نے مسلسل چار حج بھی کیے۔

اندلس کا سفر

حجاز کے باکمالان علم و فن کے علمی خزانوں سے اپنا کشکول بھر لینے کے بعد آپ نے معمورۂ علم، مردم خیز شہر اندلس کا سفر کیا۔ یہاں آپ نے امام یونس بن عبد اللہ القاضی رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض کیا۔ یہ نہایت ذہین، ثابت، کہنہ مشق خطیب اور بہت سی اہم صفات اور خصوصیات کے مالک تھے۔

اندلس علامہ مکی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی سفر کی انتہاء تھی، یہاں پہنچ کر آپ نے عصاء اسفار رکھ دیا اور عمر کا بقیہ حصہ اندلس

ہی کے شہر قرطبہ میں رہ کر جامع قرطبہ میں قراءت کی تعلیم و تدریس میں گزار دیا۔ جس کی مدت تقریباً چوالیس سال ہے یعنی ۳۹۳ھ سے وفات ۴۳۷ھ تک۔

معاصرین

علامہ مکی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر حضرات بجائے خود بڑے درجہ کے مشائخ ہیں اور مستقل تذکرہ کے مالک ہیں، یہاں اختصاراً اہم ترین معاصرین میں صرف چار حضرات کا نام درج کیے جاتے ہیں۔ تفصیل کے لیے کتب تراجم دیکھی جائیں:

a امام اصبغ بن راشد بن اصبغ اللخمی رحمۃ اللہ علیہ، آپ نے علامہ مکی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ امام ابن ابی زید رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو الحسن القابسی رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ پڑھی۔ (م تقریباً ۴۴۰ھ)

b الامام المقری المفسر ابو العباس احمد بن عمار بن ابی العباس المہدوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب الہدایہ فی السبعہ، سن وفات کے بارے میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ بعد ۴۳۰ھ لکھتے ہیں۔

c صاحب کتاب العنوان فی السبعہ والاکتفاء، امام اسماعیل بن خلف بن سعید (یا ابن سعد) بن عمران الانصاری السر قسطی الاندلسی الاصل ثم المصری الادیب المقری النحوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۵۵ھ)۔

d صاحب کتاب الروضہ امام احمد بن محمد بن عبد اللہ بن لب بن یحییٰ بن محمد قرلمان الاستاذ ابو عمر الطلمنکی المعافری الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۲۹ھ)۔

معاصرین میں آپ کا مقام

علامہ مکی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اپنے عہد کے ممتاز علماء میں ہوتا تھا۔ علم تفسیر اور قراءات میں اس وقت آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا ،خاص طور پر علم قراءات میں۔ آپ کی تصانیف اس پر شاہد و عادل ہیں، آپ کے معاصرین آپ کی علمی بصیرت اور علومِ قرآنی کی خدمات کے معترف تھے۔

تلامذہ

آپ کے تلامذہ اور مستفیدین کی تعداد اتنی بڑی ہے کہ اس کا احصاء اور شمار ممکن نہیں، ایک خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔ یہاں صرف چند مشاہیر کے نام لکھے جاتے ہیں:

ابو الولید الباجی رحمۃ اللہ علیہ، ابو محمد عبد الرحمٰن بن عتاب رحمۃ اللہ علیہ، آپ کے بیٹے امام محمد بن مکی رحمۃ اللہ علیہ اور رئیس قرطبہ امام ابو الولید محمد بن جہود رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے بہت سے حضرات۔

عادات و اخلاق اور مسلک و عقیدہ

آپ کے شاگرد امام احمد بن مہدی المقری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”علامہ مکی رحمۃ اللہ علیہ کو علوم قرآنی اور عربیت میں تبحر حاصل تھا۔ بڑے ہی نیکوکار، اعلیٰ درجہ کے مجوّد اور معانی قراءات کے بڑے عالم تھے۔“ [غایۃ النہایۃ:۳۰۹/۲]

الرعایہ کے مقدمہ نگار احمد حسن فرحات رقم طراز ہیں:

إنه كان من أهل التبحر فی علوم القرآن والعربية ،حسن الفهم والخلق، جيد الدين والعقل، دينا،

فاضلا، تقیاً، صواما، متواضعا، عالماً، قواماً، مستجاب الدعواۃ، ادیباً، نحویا، فقیھا متفنناً، امام القرآن فی وقتہ وخاتمۃ ائمۃ القرآن بالاندلس.

مسلکاً آپ مالکی تھے، مگر متعصب بالکل نہیں تھے۔ آپ نے اپنے مسلک کی تشریح وتوضیح میں بھی چند کتابیں لکھی ہیں۔ آپ معتزلہ اور مرجئہ جیسے باطل فرقوں کے سخت مخالف تھے۔

آثار وتصانیف

امام مکی رحمۃ اللہ علیہ کو کثرت تصانیف اور اس کے اندر تفنن میں شہرت حاصل ہے،ڈاکٹر محی الدین رمضان کے بیان کے مطابق آپ کی تصنیفات اور تالیفات سو کی تعداد میں ہیں، آپ کی تصانیف کا بیشتر حصہ تفسیر، قراءات، دیگر علوم قرآنیہ اور عربیت سے متعلق ہیں۔

اختصاصی فن

آپ کی تصانیف اگرچہ تفسیر وحدیث، فقہ وفتاویٰ، فلسفہ وکلام، تجوید وقراءات، ناسخ ومنسوخ، نحو وصرف، نظم واعجاز اور اعراب ورسم الخط جیسے موضوعات پر ہیں، جن سے آپ کی وسعت علمی، فکری بلندی اور اعلیٰ تحقیقی مزاج کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے، مگر ساتھ ہی یہ واضح رہے کہ آپ کا دور دیگر علوم وفنون کے ساتھ قراءات قرآن میں عام دلچسپی اور شغف کا تھا۔ چنانچہ سب سے زیادہ لگاؤ اور تعلق آپ کو اس عظیم الشان فن کے ساتھ تھا۔

آپ نے علم قراءات، قیروان کے علاوہ مصر، حجاز اور اندلس کے جہابذۂ علم اور مشائخ کبار سے حاصل کیا تھا،یہی وجہ تھی کہ اس علم میں مہارت تامہ اور کمال حاصل ہونے کے باعث آپ کو ' المقری' (معلم قراءات)کا خطاب ملا، یہ خطاب اس زمانہ میں امام فن اور رئیس اعظم ہی کو ملا کرتا تھا۔

علم قراءات کے ساتھ خصوصی اعتناء اور اختصاصی تعلق ہی کی بات تھی کہ آپ نے قراءات، وقوف اور اس کے متعلقات پر تقریباً چھتیس کتابیں تصنیف کیں۔ان میں اگرچہ اکثر کتابیں مختصر ہیں مگر 'بقامت کہتر بقیمت بہتر' کی مصداق ہیں۔

امام مکی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اکثر معدوم یا غیر مطبوعہ ہیں۔اب تک کی معلومات کی روشنی میں جتنی کتابیں زیور تحقیق سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آچکی ہیں ان کی فہرست ڈاکٹر اجمل اصلاحی کے شکریہ کے ساتھ تاریخی ترتیب سے پیش کی جا رہی ہیں:

a الأبانۃ عن معانی القرءات: تحقیق عبد الفتاح اسماعیل شلبی،مکتبۃ النہضۃ قاہرۃ1960ء۔دوبارہ ڈاکٹر محی الدین رمضان کی تحقیق سے دار المامون للتراب دمشق نے ۱۹۷۹ء میں شائع کی۔

b شرح کلا وبلی ونعم والوقف علی کل واحدۃ منھم في کتاب اللہ عزوجل: تحقیق حسین نصار، مجلہ کلیۃ الشرعیۃ بغداد ۱۹۷۶ء، دوبارہ ڈاکٹر فرحات کی تحقیق سے دار المامون للتراب دمشق نے شائع کی۔اس کا اردو ترجمہ قراءات اکیڈمی لاہور سے طبع ہوا ہے۔

c الرعایہ التجوید القراء وتحقیق لفظ التلاوۃ: تحقیق احمد حسن فرحات، دار الکتب العربیۃ دمشق ۱۹۷۲ء

۔طبع دوم، دار عمار، عمان ۱۹۸۴ء۔

d الکشف عن وجوه القراءات السبع وعللها وحججها: تحقیق ڈاکٹر محی الدین رمضان، مجمع اللغۃ العربیۃ دمشق ۱۹۷۴ء، طبع دو، مؤسسة الرسالة بیروت ۱۹۸۱ء۔

e مشکل إعراب القرآن: تحقیق یاسین محمد السواس مجمع اللغۃ العربیۃ دمشق ۱۹۷۴ء، دوسرا ایڈیشن زیادہ محققانہ حاتم صالح الضامن کی تحقیق سے وزارۃ الاعلام بغداد نے ۱۹۷۵ء میں شائع کیا۔

f الإیضاح لنا سخ القرآن ومنسوخه: تحقیق ڈاکٹر احمد حسن فرحات جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض ۱۹۷۶ء۔

g إختصار القول في الوقف على كلا و بلا ونعم: (۲) کی تحقیق خود مصنف عِشْلِیہ کے قلم سے ہے۔ تحقیق احمد حسن فرحات ۱۹۸۰ء میں مجلہ عالم الکتب ریاض ج ۱، شمارہ ۲ میں چھپی۔ دوسرا ایڈیشن کتابی صورت میں ۱۹۸۲ء میں مکتبہ الخافقین دمشق سے شائع ہوا۔

h الیاءات المشددات في القرآن وكلام العرب: تحقیق ڈاکٹر احمد حسن فرحات مکتبۃ الخافقین دمشق ۱۹۸۲ء۔

i تمکین المد في اتی و امن وادم: تحقیق ڈاکٹر فرحات، دارالارقم کویت ۱۹۸۴ء۔

j التبصرة في القراءة السبع: تحقیق محمد غوث الندوی الدار السلفیہ بمبئی ۱۹۸۴ء، دوسرا ایڈیشن زیادہ معیاری ڈاکٹر محی الدین رمضان کی تحقیق سے مہد المخطوطات کویت نے ۱۹۸۵ء میں شائع کیا۔

k کتاب هجاء المصاحف

l تفسیر المشکل من غریب القرآن۔ اس کتاب کے تین مختلف ایڈیشن تین الگ الگ محققین کی تحقیق سے چھپ چکے ہیں۔ اس کی تحقیق کرنے والے مندرجہ ذیل علماء ہیں:

m ڈاکٹر محی الدین رمضان دار الفرقان ریاض ۱۹۸۵ء۔

n علی حسین البواب، مکتبۃ المعارف ریاض ۱۹۸۵ء۔

o ہدی الطویل المرعشلی دار الشائر الاسلامیہ بیروت ۱۹۸۸ء۔

مذکورہ بالا کتابوں میں ۳، ۴، ۵، ۶ اور ۱۰ ضخیم ہیں، باقی مختصر رسائل ہیں۔ علم قراءات میں امام ابن ابی طالب عِشْلِیہ کی سب سے اہم کتاب الکشف ہے۔ یہ کتاب دراصل التبصرۃ فی السبعۃ کی شرح ہے۔ اور یہی اس اہم کتاب کا اولین ماخذ و مصدر رہے۔ خود علامہ عِشْلِیہ نے بار بار اس کا تذکرہ فرمایا ہے، الکشف کے مقدمہ میں رقم فرماتے ہیں:

> ”میں نے ۳۹۱ھ میں ایک مختصر کتاب قراء سبعہ کے اختلافات کے متعلق بنام کتاب التبصرۃ تالیف کی تھی، طلبہ کے لیے تسہیل و تخفیف کی غرض سے حجج اور علل نحوی قیاسات فی القراءات واللغۃ سے صرف نظر کر لیا تھا، مگر اس کے آغاز میں ایک تفصیلی کتاب کی تالیف کا وعدہ بھی کیا تھا۔ جس کا تذکرہ مذکورہ کتاب التبصرہ میں بھی کر دیا گیا تھا.... الخ“ [ص: ۳، ۴، کتاب الکشف المذکور]

یہ اپنے نام کی طرح اسم با مسمی ہے۔ بلا مبالغہ اظہارِ علل اور قراءت کی توجیہ و بیان میں ایک بے مثال اور منفرد کتاب ہے، دو ضخیم جلدوں میں اسے ایڈٹ کر کے ڈاکٹر محی الدین رمضان نے مؤسسۃ الرسالۃ بیروت سے شائع کروا کر شائقین

فن قراءت پر احسان عظیم کیا ہے۔ فجزاہ اللہ خیر الجزاء

وفات

علامہ مکی رحمۃ اللہ علیہ نے امراء اور حکام کی خواہش اور اصرار کے باوجود کبھی سرکاری مناصب کی طرف رخ نہیں کیا۔ آپ نے دنیوی شہرت اور عزت کی بجائے اخروی عزت و سرخروئی کو ہمیشہ ترجیح دی اور پوری زندگی قرآنی علوم وتعلیمات کی ترویج و اشاعت میں صرف کردی۔ اسی بناء پر عوام وخواص کے قلوب آپ کی محبت و عزت اور عظمت و احترام کے جذبات سے معمور تھے۔

۲ محرم الحرام ۴۳۷ھ کو قرطبہ (اندلس) میں آپ اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئے۔ آپ کے انتقال کے بعد ایک بڑی تعداد نے جنازے میں شرکت کی۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ رحمۃ واسعۃ ومغفرۃ کاملۃ.

[معرفۃ القراء الکبار: ۱/۳۹۴، ۳۹۶؛ غایۃ النہایۃ: ۲/۳۰۹، ۳۱۰؛ معجم حفاظ القرآن: ۲/۴۰۶، ۴۰۹]

* * * *

قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہئے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ الله رضي الله عنهما قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ الله صلى الله عليه وآله وسلم، وَنَحْنُ نَقْرَاءُ الْقُرآنَ وَفِينَا الْأَعْرَابِيُّ وَالْأَعْجَمِيُّ، فَقَال: اقْرَؤُا فَكُلٌّ حَسَنٌ، وَسَيَجِيءُ أَقْوَامٌ يُقِيمُونَهُ كَمَا يُقَامُ الْقِدْحُ، يَتَعَجَّلُونَهُ وَلَا يَتَأَجَّلُونَهُ. [أبو داود وأحمد وابن أبي شيبة]

”حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف تشریف لائے اور ہم قرآن پڑھ رہے تھے، ہم میں اعرابی اور عجمی بھی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پڑھو! (تم) سب اچھا (پڑھتے) ہو، عنقریب کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو اسے تیر کی طرح سیدھا چلائیں گے، وہ پڑھنے میں بہت جلدی کریں گے اور توقّف کے لئے بالکل نہیں ٹھہریں گے۔“

قاری صہیب احمد میر محمدی[1]

امام محمد بن یوسف جزری رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب

آپ کا لقب شمس الدین اور کنیت ابو الخیر ہے۔ آپ کا، آپ کے والد، دادا اور پر دادا کا نام محمد تھا، سلسلہ نسب کچھ یوں ہے۔ قدوۃ المجھودین ، شیخ القراء والمحدثین، شمس الدین ابو الخیر محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزری الشافعی، آپ زیادہ تر ابن الجزری کی عرفیت سے مشہور ہیں جو کہ جزیرہ ابن عمر سے نسبت رکھنے کے باعث ملی۔ جزیرہ ابن عمر مشرق وسطی حدود شام میں موصل شہر کے شمال میں، جبل جودی کے قریب (جبل جودی جہاں نوح علیہ السلام کی کشتی آکر ٹھہری تھی) ایک علاقہ ہے، جس کو نہر دجلہ ہلال کی طرح احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس جزیرہ کو آباد کرنے والے عبد العزیز بن عمر بر تعیدی تھے۔ اسی لیے اس کو 'جزیرہ ابن عمر' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ چونکہ ابن جزری کے آباؤ اجداد اس جزیرہ کے رہنے والے تھے۔ لہذا اسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے ابن جزری کہا جاتا ہے۔ الجزری کے علاوہ آپ کو "الشافعی" بھی کہتے ہیں۔ قاری رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب [العطایا الوھبیة:16] میں فرماتے ہیں کہ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں:

a ابن الجزری شافعی المذھب تھے۔

b نسب کی رو سے شافعی تھے یعنی آپ امام محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع (۱۵۰ و ۲۰۴ ہجری) کی اولاد میں سے ہیں۔

قاری محمد سلیمان اپنی کتاب [فوائد مرضیة] میں لکھتے ہیں:" ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ بنو شافع کے قبیلہ سے تھے۔ لیکن یہ بات درست نہیں، بلکہ صحیح یہی ہے کہ یہ مذہبی انتساب ہے۔ چنانچہ ابن الجزری کے صاحبزادے نے بھی اس کی تصریح کی ہے:

> "ابن الجزری جلیل القدر علماء شافعیہ میں سے ہوئے ہیں۔ قیاس یہ چاہتا تھا کہ نسبت کو ملا کر مقلد کو شافع الشافعی کہا جاتا، لیکن اختصار کے پیش نظر ایک نسبت کو حذف کر دیتے ہیں۔"

ولادت باسعادت

آپ کے والد محترم کی شادی کو چالیس برس گذر چکے تھے لیکن وہ اولاد کی نعمت سے ہنوز محروم تھے۔ ایک مرتبہ وہ حج بیت اللہ کی غرض سے سر زمین حجاز پر موجود تھے۔ جب اللہ تبارک و تعالیٰ کے گھر پر نگاہ پڑی تو ان کا دل بھر آیا۔ انہوں نے خانہ کعبہ کا طواف بڑی دلسوزی سے کیا۔ پھر وہ چاہ زم زم پر گئے۔ آب زم زم پینے کے بعد انہوں نے ہاتھ اٹھا لیے۔ ان کی دیرینہ دلی تمنا لفظوں میں ڈھل کر لبوں تک آگئی اور پوری رقت سے دُعا کی:

[1] مدیر کلیة القرآن الکریم پھول نگر، فاضل جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور

"اے میرے رب مجھے نیک وصالح اولاد عطا فرما۔"

حج کے تمام مناسک سے فارغ ہو کر وہ اپنے ملک واپس پہنچ گئے۔ چند ماہ بعد رمضان المبارک کے مقدس مہینہ سایہ فگن ہوا۔ برکتوں اور سعادتوں سے معمور اسی ماہ مبارک کی ۲۵ تاریخ ۷۵۱ ہجری بروز ہفتہ نماز تراویح کے بعد (یعنی 26 ویں کی رات، نومبر ۱۳۵۰ء کو) دمشق کے ایک محلہ میں ایک بچہ نے جنم لیا۔ یہ بچہ اسی غمزدہ شخص کی دعاؤں کا نتیجہ تھا، جو اپنی شادی کے بعد سے ۴۰ برس تک اولاد کی نعمت کا منتظر تھا۔ اس وقت کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ محمد کے گھر پیدا ہونے والا بچہ کتنا بڑا قاری، عالم، فقیہ اور محدث بنے گا۔ آج دنیا اس کو ابن الجزری کے نام سے جانتی ہے۔

تعلیم

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی تعلیم اسی شہر میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ۱۲ برس کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر سال نماز تراویح میں قرآن سناتے تھے۔

ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ شافعیہ کی پانچ مشہور کتابوں میں سے فقیہ ابو اسحاق ابراہیم شیرازی (م:۴۷۶ھ) کی کتاب "التنبیہ" کو بھی حفظ کیا۔

ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ قرآن کریم کی مختلف قرآءات کے ماہر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے (۷۶۸ھ) میں قرآن مجید کی سات مشہور قراءات کا علم حاصل کیا۔ اس غرض سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابو عمرو عثمان الدانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۴۴۴ھ) کی مشہور کتاب 'التیسیر' اور ابو محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ الشاطبی (م:۵۹۰ھ) کی حرز الامانی ووجہ التہانی جو کہ 'شاطبیہ' کے نام سے مشہور ہے، شیخ تقی الدین عبدالرحمن بغدادی سے پڑھیں۔ ساتوں قراءتوں کی مشق احمد بن الحسین الکغری (م ۷۷۴ھ) کی مدد سے مکمل کی۔ نیز شیخ القراء محمد بن احمد اللیسان (م ۷۷۶ھ) سے فنی کتب کا علم بھی سیکھا اور قرآءات بھی پڑھیں۔

اس کے بعد ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کی چودہ قراءتوں کی طرف مائل ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ عبدالوہاب بن یوسف اور شیخ احمد بن رجب بغدادی (م ۷۷۵ھ) کی مدد سے الگ الگ 14 قراءتوں کی مشق کی اور ان سے اسناد حاصل کیں۔

یہ وہ زمانہ تھا جب دمشق علم وفنون کا گہوارہ تھا۔ لیکن ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ حصول علم کے شوق میں دیگر مقامات کی طرف سفر کی خواہش بھی رکھتے تھے۔ چنانچہ (۷۶۸ھ) کو آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن سے روانہ ہوئے۔ پہلے فریضہ حج ادا کیا۔ اس کے بعد مکہ، مدینہ، قاہرہ، اسکندریہ، بعلبک اور دیگر شہروں میں نامور اساتذہ کی شاگردی اختیار کی۔

شیوخ

ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً چالیس مشائخ سے کسب فیض کیا۔ چنانچہ فقہ کا علم جمال الدین عبدالرحیم الاسنوی (م ۷۷۲ھ)، عمر بن رسلان (م ۸۰۵ھ) اور ابو البقاء عبدالوہاب سبکی (م ۷۷۱ھ) جیسے قابل فقہاء کرام سے حاصل کیا۔ اصول فقہ اور معانی وبیان کی تعلیم علامہ عبداللہ بن سعد الدین (م ۷۸۲ھ) اور دیگر اہل علم سے پائی۔

حدیث کا درس لینے کے لیے ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابو الثناء محمد بن خلیفہ (م ۷۶۷ھ) بہاؤ الدین

عبد اللہ (م۷۹۴ھ)، شہاب الدین احمد حنبلی (م۷۷۷ھ) ، شمس الدین محمد محب المقدسی (م۷۸۹ھ) اور ابن کثیر الدمشقی رحمۃ اللہ علیہم جیسے نامور حفاظ حدیث کے آگے زانوئے تلمذ تہ کیا۔

اس کے علاوہ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے فخر الدین البخاری (۶۹۰ھ) ، حافظ شرف الدین عبد المومن الدمیاطی (۷۰۵ھ) اور شیخ شہاب الدین احمد الابر قوی (۷۰۱ھ) کے نامور اساتذہ سے بھی احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت کی۔

حافظ الحدیث عمر بن حسن المراغی (م۷۷۸ھ) سے سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی کی سماعت کی۔ جبکہ شیخ صلاح الدین حنبلی (م۷۸۰ھ) سے طبرانی کی 'المعجم الکبیر' اور 'مسند احمد' پڑھیں۔ علاوہ ازیں آپ کے شیوخ کی کافی تعداد ہے، جن میں ابن عبد الکریم حنبلی اور بہادر الدین مامینی وغیرھما کا تذکرہ ملتا ہے۔ شیخ کبری زادہ فرماتے ہیں:

سمع الحدیث من جماعة

تعلیم و تعلم کے دوران پیش آمدہ حالات

ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کو فن قراءت سے خاص دلچسپی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس فن میں کمال حاصل کیا۔ آپ کے بعض اساتذہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مشورہ دیا کہ علم قراءت بہت محنت چاہتا ہے۔ اسی لیے اس سے فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد کم ہے۔ آپ کو دیگر علوم سے بھی لگاؤ رکھنا چاہیے۔ چنانچہ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ فرمائی اور باقاعدہ اسناد کے ساتھ ایک لاکھ احادیث حفظ کرلیں۔

ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ صغر سنی میں ہی متعدد علوم کی تکمیل فرما چکے تھے۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی غیر معمولی ذہانت، حافظہ اور علم سے گہری دلچسپی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ بہت متاثر تھے۔ اب اساتذہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو درس و تدریس، افتاء اور تحدیث (حدیث روایت کرنا) کی اجازت مرحمت فرمائی۔ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أذن له غير واحد بالافتاء والتدريس والاقراء.

"یعنی بہت سے مشائخ نے آپ کو افتاء درس و تدریس اور قراءت پڑھانے کی اجازت سے نوازا۔"

چنانچہ (774ھ) کو حضرت عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے، (778ھ) کو ضیاء الدین القری رحمۃ اللہ علیہ اور (۷۸۵ھ) کو شیخ الاسلام البلقینی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن الجزری کو درس دینے اور فتویٰ جاری کرنے کی اجازت عنایت فرمائی۔

ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے چند برس تک دمشق کی جامع (مسجد) بنی امیہ میں قراءت کی تعلیم دی۔ اس غرض سے وہ قبہ نسرین (جگہ کا نام) کے نیچے اپنی نشست رکھا کرتے تھے۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دارالعلوم عادلیہ کا شیخ القراء مقرر کر دیا گیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے 'دارالحدیث اشرفیہ' میں شیخ القراء کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابن السلاء کی وفات کے بعد تربة ام الصالح کے شیخ القراء بنادیے گئے۔ یہاں آکر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دار القراء کے نام سے ایک مدرسہ بھی قائم کیا۔ (بعض اسے دار القرآن کہتے ہیں جو صحیح نہیں)

یہ وہ زمانہ تھا جب سرزمین مصر پر ملک الظاہر سیف الدین برقوق نے اپنی حکومت قائم کرلی تھی۔ برقوق ایک دیندار، نیک دل، بہادر، اولوالعزم اور علم دوست حکمران تھے۔ انہوں نے ۷۸۴ھ کے اواخر (یعنی ۱۳۸۳ء کے اوائل) میں مصر کا اقتدار سنبھالا تھا۔ انہوں نے ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کو 'جامع توتہ' کا خطیب مقرر کر دیا۔ (۷۹۵ھ 1393/ء) میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بیت المقدس کی الجامعة الصلاحية میں امور تعلیم کا ناظم مقرر کیا گیا۔ (۷۹۷ھ) کو ایک اور اہم ذمہ

داری آپ رحمۃ اللہ علیہ کی منتظر تھی۔ شام کے امیر التمش نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شام کا قاضی مقرر کر دیا۔ تاہم یہ ذمہ داری ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کے لیے بہت کٹھن ثابت ہوئی۔ او قاف کے حسابات تسلی بخش نہ ہونے کی وجہ سے امیر شام آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ناخوش ہوگئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر سختیاں کی گئیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مال ومتاع سب کچھ ضبط کر لیا گیا۔

ان نامساعد حالات میں ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کو انتہائی صدمہ سے دوچار ہونا پڑا۔ وہ عثمانی سلطنت کے حکمران بایزید اول کے پاس ان کے دارالحکومت برسہ (بروصہ) چلے گئے۔ بایزید جو کہ یلدرم (بجلی) کے لقب سے مشہور تھے، ایک بہادر اور علم پرور حکمران تھے۔ انہوں نے ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کی بہت عزت افزائی کی۔ بڑے احترام سے اپنے پاس ٹھہرایا اور جب تک وہ حکمران رہے انہوں نے ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کو برسہ (بروصہ) سے کہیں اور جانے نہ دیا۔

بروسہ (بروصہ) میں ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے درس حدیث اور درس قراءت کا سلسلہ شروع کر دیا۔ بڑی تعداد میں لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم سے کسب فیض کیا۔ خود عثمانی سلطنت کے بایزید یلدرم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دس قراءتوں کی تحصیل کی۔ لیکن اس کے بعد بدقسمتی سے امیر تیمور اور اس کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔

بایزید اول بلقان کے محاذ پر عیسائیوں کے خلاف جہاد میں مصروف تھے، لیکن اپنے حلیفوں کے ترغیب دلانے پر انہوں نے اناطولیہ (موجودہ ایشیائی ترکی) پر چڑھائی کر دی اور اس طرح امیر تیمور کے کچھ علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے جواب میں امیر تیمور نے سخت کاروائی کی۔ بالآخر ۱۹ ذی الحج (۸۰۴ھ) کو انقرہ کے مضافات میں بڑی خونریز جنگ ہوئی۔ جس میں بایزید کے فوجیوں نے شکست کھائی۔ بایزید گرفتار ہوگئے اور امیر تیمور نے ان کے ساتھ بہت احترام کا سلوک کیا۔ لیکن بایزید قید کی حالت میں ۱۴ شعبان (۸۰۵ھ) کو اس جہان فانی سے کوچ کر گئے (بعض مورخین کہتے ہیں کہ ان کی موت دمے کے مرض سے ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے خود کشی کی تھی)۔ بہرکیف یہ بات طے شدہ ہے کہ بایزید جیسے بہادر سپہ سالا کو اپنی شکست کا غیر معمولی صدمہ پہنچا تھا۔

امیر تیمور کے عثمانی سلطنت کے دار الحکومت برسہ (بروصہ) پر قبضہ کر لینے کے بعد وہاں کی علمی شخصیات نے کہیں اور منتقل ہونے کا ارادہ کر لیا، جن میں ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حراست میں لے کر امیر تیمور کے پاس حاضر کیا گیا۔ امیر تیمور علماء و فقہاء کی بہت عزت کرتے تھے۔ جب وہ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کے بے پناہ علم سے واقف ہوئے تو انہوں نے ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی محافل و مجالس میں شریک کرنا شروع کر دیا۔ پھر جب امیر تیمور واپس ماوراء النہر آئے تو ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنے ساتھ لے آئے۔

امیر تیمور ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ سے اس حد تک متاثر ہوئے کہ جب امیر تیمور سمرقند پہنچے تو ایک شاندار دعوت کا انتظام کیا۔ اس دعوت میں مملکت کے سرکردہ علماء امراء اور فقراء نے شرکت کی۔ تیموری دعوتوں میں صفیں ہمیشہ حلقوں کی شکل میں بنائی جاتی تھیں۔ علماء و فضلاء کو دائیں جانب اور امراء کو بائیں جانب بٹھایا جاتا تھا۔ اس دعوت میں مشہور عالم، فقیہ، فلسفی اور ماہر لسانیات سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ بھی مدعو تھے۔ انہوں نے مختلف موضوعات پر تقریباً ۵۰ کتابیں تصنیف کی تھیں۔ جو فقہ، علم بلاغت، منطق اور صرف و نحو کے متعلق تھیں۔ امیر تیمور نے سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کو ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے جگہ دی۔ مہمانوں میں سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کو ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کے عقب میں جگہ دی، حالانکہ سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ تو محفل میں سب سے آگے جگہ پانے کے حقدار

ہیں؟۔ امیر تیمور نے بلا توقف جواب دیا:

"میں بھلا ایسے شخص کو آگے جگہ کیوں نہ دوں جو کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم ہو اور جب اسے کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی اشکال درپیش ہو تو اسے حل کر لیتا ہو۔"

اس واقعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امیر تیمور ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کی کس قدر توقیر کرتے تھے، یہی وجہ تھی کہ تیمور نے اپنی زندگی کے آخری سانس تک ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے سے جدا نہیں ہونے دیا۔

امیر تیمور کی ہدایت پر ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ ماوراء النہر کے علاقہ کش اور پھر ثمر قند میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔ آخر (۸۰۷ھ) میں امیر تیمور کا انتقال ہو گیا جس کے بعد ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ خراسان چلے گئے۔ پھر وہاں سے ہرات، یزد اور اصفہان ہوتے ہوئے رمضان المبارک ۸۰۸ھ) کو شیراز پہنچے۔

وہاں کچھ عرصہ درس دیتے رہے۔ پھر شیراز کے حاکم پیر محمد نے ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کو چیف جسٹس (قاضی القضاۃ) مقرر کر دیا۔ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ یہ عہدہ قبول کرنے کو تیار نہیں تھے۔ لیکن حاکم کے اصرار کرنے پر یہ عہدہ قبول کر لیا اور خاصہ طویل عرصہ یہ فریضہ سر انجام دیتے رہے۔ شیراز میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قراءات کی تعلیم دی، اور حدیث کی ایک درس گاہ قائم کی۔ جہاں سات یا دس قراءتوں کی تکمیل کے بعد طلباء کو اسناد جاری کی جاتی تھیں۔ "شیراز" کے باشندوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت فیض حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے اس علاقہ میں علم قراءات اور حدیث کو بہت فروغ ملا۔

اشاعت علم کا یہ سلسلہ (۸۲۲ھ) تک جاری ہوا۔ اس کے بعد حاکم شیراز بعض وجوہ کی بناء پر برگشتہ ہو گئے۔ اور ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے تعلقات میں پہلی جیسی گرم جوشی نہ رہی۔ (۸۲۲ھ) میں ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے حج بیت اللہ کا ارادہ فرمایا اور بصرہ کے راستے سرزمین حجاز روانہ ہو گئے۔ راستے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قافلے کو راہزنوں نے لوٹ لیا۔ جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مال و متاع نام کی کوئی چیز نہ بچی۔

چنانچہ ان نامساعد حالات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سال فریضہ حج بھی ادا نہ کر سکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ کے قریب قدیم بندر گاہ (ینبع) میں قیام فرمایا۔ (ربیع الاول 823ھ) میں آپ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ پہنچے، وہاں درس حدیث دیا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ اسی سال حج کا فریضہ ادا فرمایا۔ پھر اپنی ازواج کے ساتھ بلاد عجم کی سیاحت کیلئے روانہ ہو گئے۔ دمشق سے ہوتے ہوئے قاہرہ پہنچے۔ یہاں اس وقت سلطان الاشرف حاکم تھے۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بہت عزت و احترام کا سلوک کیا۔ قاہرہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ تقریباً دو ہفتے تک رہے۔

قاہرہ میں آپ کی آمد کی خبر پھیلتے ہی قاری حضرات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ پر پہنچ گئے اور زبردست ہجوم ہو گیا۔ ہر فرد آپ رحمۃ اللہ علیہ سے علم قراءات سیکھنے کا خواہاں تھا۔ قراء کا اتنا بڑا ازدحام تھا کہ ہر شخص کے لیے فرداً فرداً قراءات کرنا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مجمع کے سامنے (جن میں شارح بخاری حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے جو کہ ابھی جوان تھے) ایک آیت قرآنی کی تلاوت فرماتے اور پھر تمام قاری حضرات مل کر اس کو دھراتے تھے۔

قاہرہ میں آپ نے درس حدیث دیا اور مسند احمد و مسند شافعی کی تعلیم بھی دی۔ وہاں سے آپ براستہ یمن (Yemen) کے راستے ایک مرتبہ پھر حج کی ادائیگی کے لیے روانہ ہوئے۔ یمن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الحصن والحصین" کا بہت شہرہ تھا۔ حتی کہ اہلیان یمن اس کا حوالہ دینا پسند کرتے تھے۔ جب آپ یمن پہنچے تو وہاں بھی بڑی تعداد

میں مداح اور عقیدت مند جمع ہو گئے۔ جن لوگوں نے پہلے "الحصن الحصین" کی سماعت آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کی تھی، اکثر انتقال کر چکے تھے۔ اب ان کے بیٹوں اور پوتوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کتاب کی سماعت کی۔

وہاں سے آپ نے کوچ کیا، اور مکہ تشریف لے گئے، وہاں چند دن رہے، حج کیا، اور سمندر کے راستے دوبارہ یمن میں تشریف لے گئے۔ عدن کو جانے والی شاہراہ پر واقع شہر زبید کی "مسجد الاشاعرہ" میں بھی حدیث کا درس دیا اور زبید کے علماء کرام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کی اجازت لی۔ یمن کے حاکم ملک المنصور بھی علم سے گہری دلچسپی رکھتے تھے، اسے پتہ چلا تو حاضر خدمت ہوا، اور صحیح مسلم سنائی اور حدیث کی روایت کی اجازت حاصل کی۔ نیز انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں متعدد تحائف پیش کیے اور مکہ مکرمہ تک سفر کا اعلیٰ انتظام کیا۔ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ (ربیع الاول 828ھ) کو مکہ مکرمہ پہنچے۔ جہاں مسجد الحرام میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسند احمد کا درس دینا شروع کیا۔

آپ رحمہ اللہ نے اپنی عمر کے آخری ایام "شیراز" گزارے، وہاں کے محلہ "اسکافین" میں آپ کی قیام گاہ تھی۔

ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ دو واسطوں سے امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۹۰ھ) اندلس کے صوبہ "بلنیہ" کے شہر شاطبہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان تمام علوم کے ماہر تھے۔ جن کا تعلق قرآن مجید کی قراءت اور تفسیر سے ہے۔

ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے علم میں بھی کامل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک لاکھ حدیث اپنی اسناد کے ساتھ حفظ تھیں۔

محدث طاؤسی لکھتے ہیں کہ

"وہ اعلیٰ روایت، حفظ احادیث، جرح و تعدیل، قدیم اور بعد کے روایوں کی معرفت میں یکتا تھے۔ وہ صحیح البخاری، صحیح المسلم اور سنن نسائی، ابن ماجہ، مسند دارمی، مسند امام شافعی اور موطا امام مالک سے روایت کرتے تھے۔

تصنیفات

ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ فن قراءات اور حدیث کے علاوہ دیگر کئی علوم مثلاً تاریخ، طبقات رجال، نحو اور اصول فقہ میں بھی کمال رکھتے تھے۔ آپ کو شعر و سخن سے بھی دلچسپی تھی۔ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی قراءت سے متعلق فن تجوید (یعنی حروف کو ان کے مخارج سے صحیح طور پر ادا کر کے پڑھنا یا حروف کا تلفظ کرنا) کے اصول اور قواعد کو اشعار کی شکل میں مرتب کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآءات متواترہ کے اختلاف کو بھی شعروں کا لباس پہنایا، تاکہ یاد کرنے میں آسانی رہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ۱۸ برس کی عمر میں علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کے انداز کی ایک نظم لکھی جو دس قراء توں کے موضوع پر مشتمل تھی اور اس نظم کا نام "الھدایۃ فی تتمۃ العشر" رکھا۔ اس نظم کا وزن و قافیہ وہی ہے جو علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور نظم "شاطبیہ" میں استعمال ہوا۔ شاطبیہ کا قافیہ حرف 'ل' ہے۔ اصول شعر کے ماہرین کے مطابق شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کے انداز پر لکھنا نہایت مشکل کام ہے۔

ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے "مقدمۃ الجزریۃ" کے نام پر ایک کتاب لکھی اور طیبۃ النشر میں سات اور دس قراء توں کے اختلاف کو ایک ہزار اشعار کی صورت میں نظم کیا۔ نیز اصول حدیث میں بھی ایک نظم لکھی۔ علاوہ ازیں آپ رحمۃ اللہ علیہ

نے محبت رسول ﷺ میں بھی متعدد اشعار کہے۔ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ، زبان و ادب میں بھی کمال رکھتے تھے۔ وہ نہایت فصیح زبان بولتے اور لکھتے تھے۔

ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ زبان کی فصاحت کے ساتھ ساتھ خوبصورت چہرہ اور وجیہ شخصیت کے مالک تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحت بھی بہت اچھی تھی، (۸۲۴ھ) کو جب آپ رحمۃ اللہ علیہ قاہرہ پہنچے تو آپ کی عمر تقریباً ۷۳ برس تھی۔ اس وقت گو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سماعت میں قدرے فرق آ گیا تھا، لیکن بصارت اس عمر میں بھی بالکل ٹھیک تھی۔ اس وقت بھی آپ باریک خط میں لکھا کرتے تھے، جس طرح جوانی کے زمانے میں لکھتے تھے۔

امام ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے درس و تدریس کی بے پناہ مصروفیات کے باوجود تصنیف و تالیف کے لیے وقت نکالا اور ۷۷ سے زائد کتابیں لکھیں، ان کتابوں میں سے چند درج ذیل ہیں:

تجوید و قراءات کے موضوع پر

a النشر فی القرآء ات العشر قراءت کے دس مختلف انداز پر نہایت مشہور کتاب ہے۔ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب صرف ۹ ماہ کے مختصر عرصہ میں تصنیف کی۔ پہلی بار یہ کتاب دمشق سے (۱۳۴۵ھ / ۱۹۲۶ء) میں شائع ہوئی۔ مراد آباد سے قاری عبداللہ نے توضیح النشر کے نام سے اس کا ترجمہ بھی طبع کیا ہے۔

b تجبیر التیسیر فی القرآء ات العشر علامہ عثمان بن سعید الدانی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی سات قراءات کے متعلق ایک کتاب التیسیر لکھی تھی۔ یہ کتاب سبعہ قرآءات میں سب سے زیادہ قابل اعتماد اور مقبول کتاب ہے۔ علامہ دانی رحمۃ اللہ علیہ جو قرطبہ کے رہنے والے تھے اور فقہ مالکیہ کے ماہر اور فن قراءت کے امام تھے۔ انہوں نے ۱۲۰ کتابیں لکھیں جن میں سے ۱۱۸ کتابیں فن قراءت سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ شہرت "التیسیر" کو ملی ہے۔ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب پر تبصرہ لکھا اور مزید تین قراءتوں کا اضافہ کر کے اس کا نام "تحبیر التیسیر" رکھا۔

c طیبة النشر فی قرآءات العشر یہ قرآن مجید کی دس قراءتوں کے بارے ایک ہزار اشعار کی ایک نظم ہے۔ یہ نظم ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے شعبان (۷۹۹ھ / ۱۳۹۶) میں مکمل کی۔ یہ کتاب (۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ء) میں ہندوستان سے شائع ہوئی، اس کا اردو ترجمہ قاری عبداللہ نے کیا جو مراد آباد سے شائع ہوا۔

d الدرة المضیة فی قرآء ات الائمة الثلاثة المرضیة یہ بحر طویل میں 241 اشعار کا عظیم مجموعہ ہے۔ جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے (۸۲۳ھ / ۱۴۲۰ء) میں مکمل فرمایا۔ یہ دراصل علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب 'شاطبیہ' کی منظوم تکمیل ہے، جو قراءتوں کے دس مختلف انداز کے موضوع پر ہے۔ یہ کتاب قاہرہ سے (۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۸ء) میں شائع ہوئی۔

e غایة المهرة فی الزیادة علی العشرة یہ کتاب بارہ انداز کی قراءتوں کے موضوع پر ایک عظیم نظم ہے۔

f منجد المقرئین و مرشد الطالبین اس کتاب میں حافظ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابو شامہ کی کتاب المرشد الوجیز فی علوم القرآن العزیز کا جواب دیا ہے، اور اس کی تردید کی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں یہ ثابت

فرمایاہے کہ دس قراءتوں کا سلسلہ متواتر قائم ہے،اور اس کے راوی ہر زمانے میں کثرت سے موجود رہے ہیں۔یہ کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے۔

g المقدمة الجزرية فن تجوید پر ایک منظوم رسالہ ہے،جو ۱۰۹ اشعار پر مشتمل ہے۔یہ رسالہ مصر اور تبریز سے شائع ہو چکاہے اور اکثر مدارس تجوید میں شامل نصاب ہے۔

h التمهيد فی علم التجويد تلاوت کلام پاک پر یہ رسالہ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے (۷۶۹ھ) میں مکمل کیا۔

i مختصر طبقات القرآء المسمى بغاية النهاية ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی موضوع پر جو کتابیں تالیف کیں ان میں یہ مختصر ترین ہے۔

j الهداية إلى معالم الرواية تلاوت کلام حکیم پر ۱۳۰۷ اشعار کی ایک نظم ہے۔

k اصول القرآءات قرآءات کے اصول پر ایک مختصر کتاب ہے۔

l اعانة المهرة فی زيادة العشرة یہ دس قراءتوں کے بعد کی قراءتوں کے بارے میں ایک کتاب ہے۔

m الغاز فن قراءت کے اختلافات کو منظوم کلام میں بیان کیاہے۔

n تقريب النشر یہ النشر کی تلخیص ہے۔

o شرح طيبة النشر یہ 'طيبة النشر' کی شرح اور مختصر حواشی پر مشتمل کتاب ہے۔

p العقد الثمين یہ کتاب الغاز کی غیر منظوم شرح ہے۔

q القرآءات الشاذة یہ شاطبیہ کے انداز میں قراءتوں کے موضوع پر ایک عظیم رسالہ ہے۔غالباًیہ وہی کتاب ہے جس میں قرآن مجید کی قراءت کے ۴۰ مشکل مسائل پر بحر طویل میں ایک نظم کہی گئی۔ان کے علاوہ فن قراءت میں یہ کتب بھی متداول ہیں۔

(18)اتحاف المهرة في تمتة العشرة (19) الاعلام في احكام الادغام (20) الاهتلاء الى معرفة الوقف والابتلاء (21) تحفه الاخوان في الخلف بين الشاطبية والعنوان (22) التذكار في رواية ابان بن يزيد العطار (23)التقييد في الخلف بين الشاطبية والتجريد (24) التوجيهات في اصول القرآءات (25) جامع الاسانيد في القرآءات (26) رسالة في الوقف على الهمزة لحمزه وهشام(27) الفوائد المجمعة في زوائد الكتب الاربعة (28) المقدمة في ما على قاري القرآن يعلمه (29) نهاية البهدر فيما زاد علي العشرة (30) (هداية البررة في تتمة العشرة (31) هداية المهرة في ذكر الائمة العشرة المشتهرة (32) البيان في خط عثمان ۔

علوم حدیث پر

1۔' مقدمہ علم الحدیث' اصطلاحات حدیث پر ایک کتاب ہے۔

2۔عقد لآلی فی الاحاديث المسلسلة العوالی اس کتاب کو ابن الجزری نے شیراز میں (۸۰۸ھ) مکمل فرمایا۔

3۔ التوضيح فی شرح المصابيح ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے مشہور محدث حسین بن مسعود الغراء البغوی رحمۃ اللہ علیہ

(م۵۱۰یا۵۱۶ھ) کی کتاب مصابیح السنة کی شرح التوضیح فی شرح المصابیح کے عنوان سے لکھی۔ یہ کتاب ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے نویں صدی ہجری کے اوائل میں اس وقت تصنیف کی جب امیر تیمور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ساتھ ماوراء النہر لے گئے تھے۔ یہ شرح تین جلدوں میں ہے۔

4۔ الاربعین اس کتاب میں نہایت صحیح، جامع اور مختصر ۴۰ احادیث کو یکجا کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ (۵) الاولویة في احاديث الاولية (۶) البداية في علوم الرواية (۷) تذكرة العلماء في اصول الحديث (۸) في الحصن الحصين (۹) الحصن الحصين. یہ دعاؤں میں پڑھنے کے لیے احادیث کا مجموعہ ہے۔ عبدالعلیم نوال نے اس کا ترجمہ کیا ہے جو کراچی سے شائع ہوا ہے۔ (۱۰) عدة الحصن الحصين (11) القصد الحمد في رجال مسند احمد (12) المسند الاحمد فيما يتعلق بمسند احمد (13) المصعد الحمد في ختم مسند احمد (14) مفتاح الحصن الحصين (15) الهداية الي معالم الرواية (16) كفاية الالمعي في آية (يَـٰٓأَرْضُ ٱبْلَعِى) سورہ ہود کی آیت (يَـٰٓأَرْضُ ٱبْلَعِى) کی تفسیر اور اس کی وجوہ اعجاز کے متعلق یہ کتاب ہے۔

تاریخ اور فضائل و مناقب نبوی کے بارے میں کتب

r المولد الكبير رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و اطوار پر ایک رسالہ ہے۔

s الجلال والتعظيم فى مقام إبراهيم اس کتاب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مقام ابراہیم علیہ السلام کے فضائل درج فرمائے ہیں۔

t ذات الشفاء فى سيرة النبى صلی اللہ علیہ وسلم والخلفاء یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سیرت پر ایک طویل نظم ہے۔ جس میں عثمانی حکمران بایزید بلدرم کے عہد حکومت اور قسطنطنیہ پر ترکوں کی طرف سے محاصرے تک کی تاریخ اسلام بیان کی گئی ہے۔ یہ کتاب ابن الجزری رحمة الله علیہ نے شیراز کے حاکم پیر محمد کی خواہش پر لکھی اور اسے ذی الحج (798ھ/۱۳۹۶ء) میں مکمل فرمایا۔

u الزهر الفائق نیکی اور پاکبازی کی تلقین کرنے والی ایک کتاب ہے۔

ان کے علاوہ یہ کتب بھی متداول ہیں۔

(5) سني المطالب في مناقب علي بن ابي طالب (6) تاريخ ابن الجوزي (7) التعريف بالمولد الشريف (8) ذيل طبقات القراء للذهبي (9) الرسالة البانية في حتي ابوي النبي صلي الله عليه وسلم (10) مختصر تاريخ الاسلام للذهبي (14) شيخة الجنيد بن احمد البلياني (15) نهاية الدرايات في اسماء رجال القرآءات

دیگر متفرق کتب

1۔ الاصابة فى الوازم الكعابة فن خطاطی پر ایک مختصر رسالہ ہے۔

2۔ ہیئت پر رجز میں ۱۵۲ اشعار۔ ان کے علاوہ یہ کتب بھی ملتی ہیں۔

(3) الابانة في العمرة من الجعرانة (4) احاسن المنن (5) الاعتراض المبدي لوهم التاج الكندي (6) التكريم في العمرة من التنعيم (7) تكملة ذيل التقييد لمعرفة رواة السنن والاسانيد (8)

الجوهرة في النحو (منظومة) (9) حاشية علي الايضاح في المعاني والبيان لجلال الديني القزويني (10) الذيل على مراة الزمان للنووي (11) الزهر الفائح في ذكر من تنزه عن الذنوب والقبائح (12) شرح الفية ابن مالك (13) شرح منهاج الاصول (14) عوالي القاضي ابننو (15) غاية المني في زيارة مني (16) فضائل القرآن (17) مختار النصيحة بالادلة الصحيحة (18) منظومة في الملك (19) منظومة في ا لغز (20) وظيفة مسنونة -

ان کی تصانیف صرف اسی قدر نہیں بلکہ ان کے علاوہ بھی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ کتنے عظیم مصنف اور علم میں متجر انسان تھے۔

ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ معاصرین کی نظر میں

علوم وفنون کی اس قدر مشغولیات کے باوجود آپ عبادت کا غیر معمولی اہتمام کرتے تھے۔ انہوں نے روز وشب کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ ایک حصہ قراءت و حدیث کی تعلیم دیتے۔ دوسرے حصہ میں تصنیف و تالیف میں مشغول رہتے اور تیسرے حصہ میں عبادت کرتے تھے۔ تمام عمر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی معمول رہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر ماہ پانچ روزے رکھتے تھے۔ سفر کی حالت میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شب بیداری اور تہجد کو ترک نہیں کیا۔

ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نہایت حلیم، ملنسار، نرم خو، اور شیریں کلام تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزاج میں انکسار اور فروتنی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جس سے بھی ملتے اخلاق سے اور حسن سلوک سے پیش آتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ خدا کے فضل سے صاحب حیثیت تھے۔ اہل علم اور اہل احتیاج کے ساتھ ہمیشہ فیاضی کا سلوک فرماتے تھے۔ خصوصاً اہل حجاز کے ساتھ احسان کا مظاہرہ کرتے تھے۔ علم قراءت میں خصوصاً آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دور سے لے کر آج تک کوئی آپ کا ہمسر نہیں ہوا۔

- حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انتهت اليه رياسة علم القرآءات فى العالم یعنی دنیا میں علم قراءات کی ریاست آپ رحمۃ اللہ علیہ پر منتہی ہے۔
- علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قد تفرد بعلم القرآءات في جميع الدنيا آپ علم قراءات میں ساری دنیا میں منفرد تھے۔"
- علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لا نظير له في القرآءات في الدنيا في زمانه وكان حافظاً للحديث یعنی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں دنیا میں علم قراءت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی نظیر نہیں تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حافظ الحدیث بھی تھے۔
- حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ فرنگی میں لکھتے ہیں: واز مجدد دين صدي هشتم زين الدين عراقي وشمس الدين جزري وسراج الدين بلقيني

"آٹھویں صدی کے مجددین میں سے زین الدین عراقی، شمس الدین جزری اور سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ تھے"۔

وفات

ابن الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے علم دوست تیموری حکمران شاہ رخ کے دور حکومت میں 5 ربیع الاول (۸۳۳ھ / دسمبر ۱۴۲۹ھ) کو شیراز میں اپنی قیام گاہ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پیچھے پانچ بیٹے اور تین صاحبزادیاں

چھوڑیں۔ سب سے بڑے بیٹے ابوالفتح محمد الجزری تھے، ان سے چھوٹے ابو بکر محمد الجزری اور ان کے بعد ابوالخیر محمد الجزری تھے۔ یہ تینوں بڑے جید محدث، قاری اور فقیہ تھے۔ دیگر دو صاحبزادے ابوالبقاء اور ابوالفضل بھی قاری اور محدث تھے۔ صاحبزادیوں کے نام فاطمہ، عائشہ، اور سلمہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صاحبزادیوں کو بھی حدیث اور قراءات کی تعلیم دی تھی۔ وہ بھی فن تجوید کی ماہرہ، بہترین قاریہ اور احادیث کی حافظ تھیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی اندوہناک خبر پھیلتے ہی ہر طرف صف ماتم بچھ گئی۔ ہزاروں عقیدت مندوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد فرماتے ہیں کہ جب جنازہ اٹھایا گیا تو اتنا ہجوم تھا کہ علماء کرام، حکومت کے اعلیٰ افسران، امراء و غرباء، عام افراد سب ہی جنازے کو کندھا دینے کے لیے ایک دوسرے پر ٹوٹتے تھے۔ ہر ایک کی کوشش تھی کہ کم از کم جنازہ کو ایک مرتبہ چھو ہی لوں۔

آپ نے ۸۲ برس عمر پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شیراز میں آپ کے مدرسہ دارالقراء میں سپرد خاک کیا گیا۔

تغمده الله برحمته وجزاه الله بالخيرات عنا وعن جميع المسلمين ،آمين

مراجع و مصادر

۱۔ خصوصی مقالہ ' ابن الجزری'، مولانا محمد عبدالعلیم چشتی

۲۔ بستان المحدثین، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی / مولانا عبدالسمیع

۳۔ جغرافیہ خلافت، مشرقی محمد عنایت اللہ / جی لی اسٹرینج

۴۔ ترکان عثمان، ڈاکٹر محمد صابر

۵۔ ملت اسلامیہ کی مختصر تاریخ، ثروت صولت

۶۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام

۷۔ دائرہ معارف اسلامیہ

۸۔ تاریخ سے ایک ورق۔ کلیم چغتائی

۹۔مقدمة الجزرية مع متن تحفة الاطفال لابن لاجزری

۱۰ ۔التمهيد فی علم التجويد لابن الجزری

۱۱۔ الجواهر النقية فی شرح المقدمة الجزرية قاری اظہار احمد تھانوی

۱۲۔العطايا الواهبية فی شرح المقدمة الجزرية قاری رحیم بخش پانی پتی

۱۳۔التحفة المرضية فی شرح المقدمة الجزرية مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری

محمد شفیق کوکب
زاہد حنیف

کبار پاکستانی مشائخِ قراءات کی لائبریریاں

الحمدللہ !ماہنامہ ’رشد‘ کا خصوصی ایڈیشن ’مضامین اشاریہ قراءات‘ کے حوالہ سے ایک نہایت جامع اشاریہ جون ۲۰۰۹ء میں شائع ہوا تھا، جو بعض ناگیر وجوہات سے مکمل شائع نہ کیا جاسکا تھا، اب اس شمارے میں اس کا بقیہ اور ضمیمہ اشاریہ شائع کیا جارہاہے۔ اس کے علاوہ کبار پاکستانی مشائخ قراءات (قاری محمد ادریس العاصم، قاری احمد میاں تھانوی، قاری محمد ابراہیم میر محمدی) کی لائبریوں سے استفادہ عام کے لیے کتب قراءات کی ایک جامع فہرست تیار کی گئی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ کلیۃ القرآن (محدث /رحمانیہ)لائبریری، جامعہ اشرفیہ لائبریری اور خدابخش لائبریری کی کتب قراءات کو حروف تہجی کے حساب سے مرتب کیا گیاہے اور اس کے ساتھ جس لائبریری میں کتاب موجود ہے اس کا نام تحریر کیا گیاہے بعض کے آخر میں متفرق لائبریری کا لفظ کیاہے اس سے مراد کوئی مخصوص لائبریری کا نام نہیں بلکہ وہ کتاب دیگر کئی مقام پر موجود ہے۔ حال ہی میں مصر، ترکی، عمان اور سعودی عرب سے جدید کتب یا قدیم کتب کے جدید ایڈیشن کثیر تعداد میں منگوائے گئے ہیں، اسی شمارے میں ان کی الگ فہرست دی جارہی ہے۔۔۔ ادارہ

نوٹ: اختصار کے پیش نظر قراء کرام اور لائبریریوں کا مکمل نام لکھنے کی بجائے مخفف استعمال کیا گیاہے، مثلاً:

۱. العاصم: استاذ القراء قاری محمد ادریس العاصم (المدرسۃ العالیۃ تجوید القرآن مسجد لسوڑے والی، شیر والا گیٹ، لاہور)
۲. میر محمدی: استاذ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی (کلیۃ القرآن الکریم، بونگہ بلوچاں، بھائی پھیرو)
۳. تھانوی: استاذ القراءڈاکٹر احمد میاں تھانوی (دار العلوم اسلامیہ، کامران بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور)
۴. اشرفیہ: جامعہ اشرفیہ، ۷۲ فیروز پور روڈ، لاہور
۵. خدابخش: خدابخش لائبریری
۶. محدث: مکتبہ رحمانیہ، ۹۹-زماڈل ٹاؤن، لاہور
۷. متفرق: متفرق مکتبات

(آ)

- آداب تلاوت مع طریقہ حفظ قرآن وحفظ قراء ات ، قاری رحیم بخش پانی پتی، ادارہ نشرواشاعت، ملتان، ص127 (محدث)
- آداب تلاوت وحفظ قرآن وحفظ قراء ات ، رحیم بخش، ملتان، ص 127 (متفرق)

- آداب حاملین قرآن، امام یحییٰ بن شرف الدین نووي،مکہ کتاب گھر، الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاھور، تاریخ اشاعت اکتوبر 1999ء، ص 120 (میر محمدی)
- آراء المستشرقین حول القرآن الکریم وتفسیره -دراسة و نقد/ عمر بن ابراهیم رضوان، دار طیبة للنشر والتوزیع، الریاض، الجزء الاوّل، ص480 (محدث)

(الف)

- ابتدائی قواعد قراء ات،محمدابراهیم نہری،1957ء، ص15 (متفرق)
- ابحات فی القراء ات،السالم محمد محمود احمد الجکینی الشنقیطی، مطابع الرشید، مدینة منورة،ص100 (میر محمدی)
- أبحاث فی القرآن نصرة القاری بالهاء الصریحة-جامع الاسلامیة،مدینة منورة، الطبعة الأولیٰ، 1414 ھـ، ص100 (میرمحمدی)
- ابراز المعانی من حرز الأمانی / عبدالرحمن بن اسماعیل بن ابراهیم، (تحقیق ابراهیم عطوة عوض(دارالکتب العلمیة، بیروت، ص762(تھانوی ، العاصم)
- ابراز المعانی من حرز الامانی فی القراء ات السبع للامام الشاطبی/ عبدالرحمن بن اسماعیل بن ابراهیم، مطبع مصطفی البأبی الحلبی، مصر، ص362،317 (محدث، العاصم)
- ابراز المعانی من حرز الأمانی فی القراء ات السبع للإمام الشاطبی/ عبدالرحمن بن إسماعیل بن ابراهیم، دارالکتب العلمیة، بیروت، ص762 (محدث، میر محمدی)
- ابراز المعانی من حرز الامانی وبهامشه ارشاد المرید وبهجة المرضیة- مصطفی البأبی الحلبی، مصر، 1359 ھـ، ص528 (تھانوی)
- ابراز المعانی من حرز الأمانی/ عبدالرحمن بن اسماعیل ابوشامة، (تحقیق محمود بن عبدالخالق)جامعة الاسلامیة، مدینة منورة، 1992ء (تھانوی)
- ابراز المعانی من حرزالأمانی / عبدالرحمن اسماعیل ابوشامة،(تحقیق ابراهیم عطوه عوض) مصطفی البأبی الحلبی،مصر، ص760 (تھانوی)
- ابلاغ النفح فی القراء ات السبع/ محمد ادریس العاصم، قراءت اکیڈمی،لاہور، ص400، (محدث ، میر محمدی، العاصم)
- ابوعلی الفارسی حیاته و مکانته أئمة التفسیر العربیة و آثار فی القراء ات والنحو، عبدالفتاح اسماعیل شبلی، دارالمطبوعات الحدیثیة، جدة ، طبعه ثالث، 1409 ھـ، ص732 (میرمحمدی)
- اتباع الأثر فی قراءة أبی جعفرمن طریقی الدرة والطیبة/ توفیق إبراهیم ضمرة، دار الصحابه بطنطا، ص 239 (محدث)

- اتحاف البردة بالمتون القرة / أبو الحسن الأعظمی، المکتبة الامدادیة، مکة مکرمة، ص 387 – (میر محمدی)
- اتحاف البررة بالمتون العشرة فی القراء ات والرسم والآی والتجوید/ (جمع و ترتیب علی محمد الضباع) مطبعة مصطفی البأبی الحلبی، بمصر 1953ء/ 1345 ھ، ص288 (تھانوی ،محدث ،العاصم)
- اتحاف السیرة بالمتون العشرة / علی محمد الضباع، مصطفی البأبی الحلبی، مصر، ص388 (تھانوی)
- اتحاف فضلاء البشر فی القراء ات الأربعة عشر/ شهاب الدین أحمد بن محمد بن عبدالغنی الدمیاطی، دارالکتب العلمیة ، بیروت 2006ء/ 1427 ھ، الطبعة الثالثة، ص 624(محدث، میر محمدی)
- اتحاف فضلاء البشر فی القراء ات الاربعة عشر/ شهاب الدین أحمدبن عبدالغنی الدمیاطی، عبدالحمید احمد حنفی، مصر، ص 456 (تھانوی ، میرمحمدی)
- اثر القراء ات القرآنیة فی الفهم اللغوی دراسة تطبیعیة فی سورة البقرة/ محمد سعود علی حسن عیسیٰ/ دارالسلام، الطبعة الأولی 2009ء/ 1430 ھ، ص 436 (محدث،العاصم)
- أثر القراء ات فی الفقه الاسلامی / عبدالرؤف محمد عبدالقوی صیری، أضواء السلف، ریاض، 1997ء، ص 427 (تھانوی)
- أحسن البیان شرح طرق الطیبة لروایة حفص بن سلیمان/ توفیق إبراهیم ضمرة، دارالصحابة بطنطا، ص144 (محدث)
- احسن التجوید، مبتدیوں کی تجوید/ مولاناقاری محمد اظهر حسن، میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی، ۲نومبر۱۹۳۶ء، ص۴۸ (میرمحمدی،خدابخش)
- أحکام التجوید/ اسماعیل، شعبان محمد،دارالنشر الکتب الاسلامیة، لاهور، ص107 (اشرفیة)
- أحکام التجوید/ الدکتور شعبان محمد اسماعیل، دارالانوار، اردن، الطبعة الأولیٰ، 1399 ھ، ص110 (تھانوی)
- أحکام قراءة القرآن الکریم / محمود خلیل مصری، دار البشائر الاسلامیة، بیروت، الطبعة الرابعة 1999ء/ 1420 ھ، ص375 (محدث)
- اختلاف قراءات اور قراء حضرات / تمنا عمادی پھلواروی، الرحمن پبلشنگ ٹرسٹ ناظم آباد، کراچی، ص ۱۹۲ (تھانوی)
- اختلاف قراء ات اور نظریہ تحریف قرآن / محمد فیروز الدین، شیخ زید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب، لاہور،

۲۰۰۶ء، ص۳۱۶ (محدث)

- اختیارات الامام أبی عبید القاسم بن سلام و منجه فی القراء ة / محمد بن موسیٰ بن حسین، دار و مکتبة الحامد للنشر، عمان، الطبعة الأولی 1998ء/ 1419 ھ، ص593 (محدث)
- أخلاق حملة القرآن / أبی بکر محمد بن الحسن،م360 ھ، مکتبة الدار، مدینة منورة، طبع أولیٰ 1408 ھ، ص187 (تہانوی ، میر محمدی)
- إرشاد الطالبین إلی ضبط الکتاب المبین/ محمد سالم محیسن، عبدالحمید حمد حنفی، مصر، ص51(میرمحمدی)
- إرشاد الطالبین إلی ضبط الکتاب المبین / محمد سالم محیسن ،مطبع دار محسن قاهرة، طبعة أولیٰ 2002ء، ص48 (محدث)
- إرشاد الطلبه إلی شواهد الطیبة/ علی سلیمان منصور پوری، دارالصحابة، مصر، ص303 (تھانوی)
- إرشاد القراء والکوفیین/ المخلاتی، صفحات 220 (میر محمدی)
- إرشاد المبتدی و تذکرة المنتهی فی القراء ات العشر/ أبی العز محمد بن الحسین بن بندار (تحقیق: عثمان محمود غزالی) دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی 2007ء/ 1428 ھ، ص 384 (محدث)
- إرشاد المبتدی و تذکرة المنتهی فی القراء ات العشر/ أبی العز محمد بن الحسین بن بندار (تحقیق عمر حمدان) جامعة اُم القریٰ، مکة مکرمة، ص691 (تھانوی، میر محمدی،العاصم)
- ارشادات الحیران لمعرفة أی القرآن/ ابراهیم عبدالله انصاری،م1380 ھ، قطر، ص517 (میرمحمدی)
- اسرار الاحرف السبعة التی نزل علیه ا القرآن/ ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد جزری 833 ھ، دارلصحابة، طنطا، ص33 (تہانوی)
- اسهل التجوید فی القرآن المجید/ قاری یحییٰ رسولنگری، مکتبہ عثمانیہ ساہیوال، ص۶۴ (میر محمدی)
- اسهل الموارد فی شرح عقیلة أتراب القصائد/ فتح محمد قاری پانی پتی، مطبع قراءت اکیڈمی ص۱۸۴ - (محدث)
- اشهر المصطلحات فی فن الاداء و علم القراء ات/ احمد محمود عبدالسمیع الحضیان، دارالکتب العلمیة، بیروت، 2001ء، طبعة أولیٰ، ص282 (تھانوی)
- اصوات القرآن الکریم/ جمع و تقدیم أبی سلیمان، طبع نامعلوم، ص108 (میر محمدی)
- اعجاز القراء ت القرآنیة/ العبری الاشوا، مکتبة وهبة،القاهرة، مصر، الطبعة الأولیٰ، ۱۹۴۹ھ ، ص302 (میرمحمدی)

- اعجاز القرآن فی تجوید القرآن/ محمدعنایت علی، ص16 (متفرق)
- اعجاز القرآن و اختلاف قراء ات/ تمناعمادی، مجیب الرحمن پبلشنگ ٹرسٹ، کراچی، طبع اوّل ۱۹۹۲ء، ص۲۹۲ (محدث)
- اعجاز القرآن / القاضی ابوبکر الباقلانی، شرکۃ مکتبۃ و مطبعۃ مصطفی البأبی الحلبی واولادہ، مصر، الطبعۃ الأولیٰ 1389 ھ، ص88 (تھانوی)
- اعجاز القرآن /ڈاکٹر خالد علوی، دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد، اشاعت ۲۰۰۴ء، ص۳۷ (تھانوی)
- اعراب القراء ات الشواذ / أبی البقاء العکبری، (تحقیق و دراسۃ محمد السید احمد غروز)عالم الکتب، بیروت، 1996ء (تھانوی ،العاصم)
- اعراب القراء ات السبع و عللھا/ محمد بن احمد بن نصر، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی 2006ء، ص560 (محدث)
- اعراب القراء ات السبع و عللھا/ أبی عبداللہ الحسین بن احمد بن خالویۃ،م 370ھ، الناشر مکتبۃ السخانجی، قاھرۃ، طبعۃ اوّل 1413 ھ، ص 1/ 2،424/ 673(تھانوی)
- اغاثۃ الملقو فی المواضعات الحروف / شیخ ابراھیم سعدتلمیذ الشیخ حسن الجریسی لکبیر، مکتبۃ القاھرۃ، مصر 1373 ھ، ص16 (تھانوی)
- الابانۃ عن معانی القراء ات / ڈاکٹور عبدالفتاح اسماعیل شلبی،مکتبۃ الفیصل،طبعۃ : 1985ء، ص173 (میرمحمدی)
- الاتقان فی علوم القرآن / شیخ الاسلام جلال الدین عبدالرحمن السیوطی، مکتبۃ مصطفی البأبی،مصر، الطبعۃ الثالثۃ 1951ء، الجزء الاوّل، ص208 (تھانوی)
- الاجابات الوضحات لسؤلات القراء ات/ احمد محمود عبدالسمیع، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، طبعۃ اولي، 1423ھ ، ص484 (میرمحمدی،محدث)
- الاحرف السبع / حسن ضیاء الدین عتر، دار البشائر، بیروت، 1988ء، ص399 (تھانوی ، میرمحمدی)
- الاحرف السبعۃ للقرآن / أبی عمرو عثمانی بن سعید الدانی،م444 ھ، مکتبۃ المنارۃ، مکۃ مکرمۃ، طبعۃ اوّلي 1408ھ ، ص80 (تھانوی ، میرمحمدی)
- الاختلاف بین القراء ات / احمد السبیلی،دار الجیل بیروت لبنان، ص512 (میر محمدی،العاصم)
- الاختیار فی القراء ات العشر / أبی محمد عبد اللہ بن علی الحنبلی، البغدادی، المعروف سبط الخیاط،م 541 ھ (تحقیق:عبدالعزیز ناصر)جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ

ریاض (العاصم)
- الاختیار فی القراء ات والرسم و الضبط/ محمد بالوالی، المملکة الغربیة، مراکش، 1997ء1418ھ، ص233 (محدث، تھانوی)
- الاداری شرح الدرۃ فی القراء ات الثلاث المتمة للقراء ات العشر/ اظہار احمد تھانوی، قراءت اکیڈمی، لاہور، ص۲۰۰ (محدث)
- الارجوزۃ المنیھة علی السماء القراء والرواۃ واصول القراءات و عقد الدیانات بالتجوید والدلات / حافظ أبی عمرو عثمان بن سعید الدانی (م444 ھ)، دارالمغنی، ریاض، ص346 (تھانوی)
- الارشاد الی أھمیۃ الاسناد/ عبدالرزاق بن علی، غراس للنشر والتوزیع والاغایة والاعلان، کویت، الطبعۃ الأولی 2008ء1428 ھ، ص96 (محدث)
- الارشادات الجلیة فی القراء ات السبع من طریق الشاطبیة/ محمد سالم محیسن، مکتبة الکلیات الازھریة، ازھر، ص519 (میرمحمدی)
- الاصوات اللغویة / د،ابراھیم انیس، مصر، ص287 (العاصم)
- الاضاءۃ فی بیان اصول القراۃ / علی محمد الضباع، دارالصحابة للتراث، قاھرۃ مصر، الطبعة الثانیة 1422 ھ، ص144 (تھانوی)
- الاعتماد فی نظائر الظا والضاد/ جمال الدین محمد بن مالک، م672 ھ، مؤسسة الرسالة، بیروت، طبعة ثانیة، 1404 ھ، ص99 (میرمحمدی، العاصم)
- الاعجاز والقراء ات / فتحی عبدالقادر زید، دارالعلوم للنشر والطباعة 1982ء/ 1402ھ، ص 69 (محدث، میر محمدی)
- الاعظم / الدکتور عبدالعزیز بن عبدالفتاح القاری، بیروت، لبنان، الطبعة الأولی، 1423 ھ، ص93 – (تھانوی)
- الافصاح / محمد سالم محیسن، دار الانوار، ص150 (العاصم)
- الافکاح عما زادته الدرۃ علی الشاطبیة/ محمد سالم محیسن، مکتبة القاھرۃ، مصر، الطبعة الأولیٰ، 389 ھ، ص150 (میرمحمدی)
- الافھام / محمد بن احمد داؤد ابن النجار، (دراسہ و تحقیق احمد میاں تھانوی) ادارہ تعلیم القرآن والسنۃ ۱۹۸۵ء، ص۱۴۰ (تھانوی)
- الاقوال الامدادیة علی مقدمة الجزریة/ محمد اسماعیل الکھندوی، المکتبة الامدادیة، لاھور، طبع أولیٰ، 1974ء:288 (اشرفیة، میر محمدی، محدث)
- الاکتفاء فی القراء ات السبع المشورۃ / أبی الطاہر اسماعیل بن خلف (تحقیق: حاتم صالح الضامن)

دار نبوی للدراسات والنشر والتوزیع، الطبعة الأولی2005ء1426 ھـ
(محدث)

- الامالة والتفخیم فی القراء ات القرآنیة/ الدکتور عبدالعزیز علی نصر، کویت، طبعة اوّلي 1422 ھـ، ص1/ 322 2/ 800 (میرمحمدی)
- الامام ابوعمر والدانی جامع البیان فی القراء ات السبع/ عبدالمهیمن طحان، مکتبة المنارة،مکة، ص112 (میرمحمدی)
- الامام المتولی و جهوده فی علم القراء ات / ابراهیم بن سعید بن حمد الدوسری، مکتبة الرشید، ریاض1999ء،طبعة أولیٰ، ص463 (تھانوی،میر محمدی،العاصم)
- الامانیة شرح شاطبیة / قاری اظہار احمد تھانوی، قراءت اکیڈمی، لاہور، ج۲ص۱۵۷ (تھانوی)
- الامتناع عن کتابة القرآن بالحروف اللاتینیة أو الأعجمیة بأدلة الکتاب والسنة والإجماع / صالح العود، دار ابن حزم بیروت لبنان، ص144 (محدث)
- الاهتداء فی الوقف والابتداء/ محمد ادریس العاصم، قراءت اکیڈمی، لاہور، ص۳۲۰ (میر محمدی)
- الایضاح شرح الامام الزبیدی علی متن الدرة للجزری (تحقیق عبدالرزاق موسیٰ)، الجامعة الاسلامیة، مدینة منورة، 1990ء، ص524 (تھانوی ،میر محمدی، محدث،العاصم)
- الایضاح فی شرح الدرة المفید/ عبدالفتاح القاضی، وارث اکیڈمی، ص۱۳۶ (تھانوی ،میر محمدی)
- الایضاح لمتن الدرة فی القراء ات الثلاث / عبدالفتاح القاضی،مکتبة المشهد الحسینی قاهرة، ص130 (میر محمدی)
- البحث والا استقراء فی تراجم القراء / محمد صادق صحاوی،مکتبةالکلیات الازهریة، قاهرة، ص95 (تھانوی)
- البدر الزاهرة/ عبدالفتاح القاضی، دارالکتاب العربی، بیروت، ص440، (میر محمدی)
- البدور الزاهرة فی القراء ات العشرة المتواترة/ ابوحفص سراج الدین عمبر بن زین الدین قاسم،ص 455 -(محدث)
- البدور الزاهرة فی القراء ات العشرة للتواتره من طریقی الشاطبیة والدرة/ عبدالفتاح عبدالغنی القاضی، دارالسلام وللنشر والتوزیع والترجمة مصر، الطبعة الاوّلي 2008ء/ 1429 ھـ، 1/ 512، 2/ 494 (محدث ، میرمحمدی)
- البرور الزاهرة فی القراء ات العشر المتواترة / سراج الدین عمر بن زین الدین انصاری ، عالم الکتب، بیروت، الطبعة الأولی 2000ء/ 1421 ھـ، جز ثانی ص472 (تھانوی ،محدث)

- البرور الزاهرۃ فی القراء ات العشر المتواترة / عبدالفتاح عبدالغنی قاضی، مکتبة الدار، مدینة منورة، 1983ء، ص285 (تھانوی)
- البدور الزاهرة ویلیه القراء ات الشاذة / عبدالفتاح القاضی، دارالکتاب العربی، بیروت، 1981ء ص357+95 (تھانوی)
- البرهان فی علوم القرآن/ بدر الدین محمد بن عبد الله الزرکشی، دار الباز، مکة المکرمة، ج 4 (العاصم)
- البرهان فی تجوید القرآن/ محمد الصادق القمحاوی، مکتبة القاهرة، مصر، ص61 (العاصم – میر محمدی)
- البهجة المرضیة شرح الدرة المرضیة / علی محمد الضباع (تحقیق ابراهیم عطوش عوض) مطصفی البأبی الحلبی مصر، ص95 (محدث)
- البیان فی تجوید القرآن / محمود امین طنطاوی، مکتبة القاهرة، مصر، ص 63 (تھانوی)
- البیان فی عدای القرآن/ أبی عمرو عثمانی بن سعید الدانی، م444 ھـ، مرکز المخطوطات والتراث والوثائق، کویت، الطبعة الأولیٰ، 1414 ھـ، ص378 (میرمحمدی)
- التبیان فی آداب حملة القرآن/ أبی زکریا یحییٰ بن شرف الدین النووی، م 263 ھـ، الرحیم اکیڈمی، کراچی، ص۱۱۰ (تھانوی)
- التبیان شرح خلاصم البیان/ قاری محمد ایوبت سورتی، قراءت اکیڈمی، لاہور، ص۲۴۰ (محدث)
- التبیان شرح خلاصة البیان اردو شرح محمد ایوب سواتی / ضیاء الدین احمد الہ آبادی، مکتبہ وحیدیہ، دیوبند، ص۲۲۲ (اشرفیہ)
- التبیان فی اعراب القرآن/ أبی البقاء عبد الله بن الحسین العبکری، ج2 (العاصم)
- التبیان فی آداب حملة القرآن/ محی الدین أبی زکریا دمشقی، م676 ھـ، مکتبة دارالعروبة، کویت، طبعة ثالث 1409ھ، ص220 (میرمحمدی)
- التبیان لبعض المباحث المتعلقة بالقرآن علی طریق الإتقان / طاهر الجزائری الدمشقی، م1338 ھـ، مکتب المطبوعات الاسلامیة، بیروت لبنان، ص360 (العاصم)
- التبیان لبعض المباحث المتعلقة بالقرآن علی طریق الإتقان/ طاهر الجزائری لدمشقی، مکتب المطبوعات الاسلامیة (العاصم)
- التیسیر فی القراء ات السبع/ أبی عمرو عثمانی بن سعید الدانی، م444 ھـ، جمعیة

المستشرقين الالمانية، استنبول، ص228 (تھانوی)

- التبیین فی احکام تلاوۃ الکتاب المبین/ عبداللطیف، دارالمعرفۃ، بیروت 1999ء، ص704 (تھانوی ، میرمحمدی،العاصم)
- التجرید فی الاتقان والتجوید/ احمد محمود عبدالسمیع الشافعی، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی2002ء/ 1424 ھ، ص 248 (محدث)
- التجوید المیسر/ أبی عاصم عبدالعزیز بن عبدالفتاح القاری، جامعۃ الاسلامیۃ، بالمدینۃ المنورۃ، الطبعۃ الأولی 1392 ھ، ص117 (تھانوی)
- التحدید فی صناعۃ الاتقان والتجوید/ أبی عمرو عثمانی بن سعید الدانی،م444 ھ،دار عمار ، ص48 (میر محمدی،محدث)
- التحفۃ الجمیلۃ شرح قصیدۃ العقیلۃ / علی اعظمی ابوالحسن قاری، قراءت اکیڈمی لاہور،ص۶۳ (محدث)
- التحفۃ المرضیۃ فی تحریر وجمع القراء ات السبع من طریق الشاطبیۃ / محمدابراھیم محمد سالم،دار الکتب العلمیۃ بیروت،طبعۃ أولی2006ء،ج2، ص 495،808 (محدث ،العاصم)
- التحفۃ المرضیۃ فی شرح مقدمۃ الجزریۃ/ محمد عاشق الھی،حیدر آبادپاکستان، ص240 (میرمحمدی)
- التحفۃ المرضیۃ فی شرح مقدمۃ الجزریۃ / قراءت اکیڈمی،لاہور،ص۲۵۵ (محدث)
- التحفۃ فی الروایت شعبۃ / نجم الصبیح تھانوی، قراءت اکیڈمی،لاہور،ص۲۸ (تھانوی)
- التذکرۃ البیان الامور المشتھرۃ فی قراء الامام نافع/ دکتور عمر سیدی محمد الأمین، مطبع الجامعۃ الاسلامیۃ، سعودی عرب، ص79 (میر محمدی)
- التذکرۃ فی القراء ات الثلاثۃ المتواترۃ و توجیہ من طریق الدرۃ/ محمد سالم محیسن، مکتبۃ القاھرۃ، الازھر، ص1/ 389 (میرمحمدی)
- التذکرۃ فی القراء ات الثمان / طاھر بن المنعم ابن غلبون،(تحقیق ایمن رشدی سوید) الجماعۃ الخیریۃ لتحفیظ القرآن الکریم، 1991ء، طبعۃ اوّلي (تھانوی)
- التذکرۃ فی القراء ات/ أبی الحسن طاھر عبدالمنعم ابن غلبون، (تحقیق سعید صالح زعمیہ)دارالکتب العلمیۃ ، طبعۃ اوّلي 2001ء ، ص568 (تھانوی ،محدث)
- التسھیل فی قواعد الترتیل/ أبی طاھر عبدالقیوم بن عبدالغفور السندی، المکتبۃ الامدادیۃ، ریاض، ص136 (میرمحمدی)

- التصریف والأعلام/ امام أبی القاسم عبد الرحمن بن عبد الله السهیلی، دار الباز، مكة المكرمة، ص159 (العاصم)
- التقریر العلمی عن مصحف المدینة النبویة / جامعة اسلامیة مدینة، ص67 (محدث)
- التمهید فی علم التجوید/ امام ابن الجزری 833 ھـ، مكتبة المعارف، الریاض، الطبعة الأولیٰ، 1405 ھـ، ص247 (میرمحمدی،العاصم)
- التنبیه المرتبة فی شرح المقدمة الجزریة/ محمد عاشق الٰہی، کتب خانہ مظہری، کراچی، ص۳۳۴ (میر محمدی)
- التوجیه اللغوی للقراء ات القرآنیة عنه القراء فی 'معانی القرآن '/ طهٰ صالح امین آغا، دارلمعرفة، بیروت، الطبعة الأولی 2007ء/ 1423 ھـ،ص366 (محدث)
- التیسیر فی القراء ات السبع/ أبی عمرو عثمانی بن سعید الدانی،م444 ھـ، ص22 (محدث)
- التیسیر فی القراء ات السبعة / أبی عمرو عثمانی بن سعید الدانی،م444 ه (تحقیق: خانم صالح الضامن)مكتبة الصحابة، الشارقة، الطبعة الأولی2008ء/ 1429 ھـ، ص591 (محدث)
- التیسیر/ أبی عمرو عثمانی بن سعید الدانی،م444 ه استقلال پریس مسلم مسجد،لاہور،۱۳۲۸ھ ص۱۶۷ (محدث)
- الثمر الیانع فی روایة الامام قالون عن نافع / محمد بن نبهان بن حسین مصری، مكتبة الرشیدریاض، طبعة اولي2006 ء، ص212 (محدث – العاصم)
- الجامع الكبیر فی علم التجوید / نبیل بن عبد الحمید بن علی، الفاروق الحدیثیة، قاهرة ، ص 951 (العاصم)
- الجامع التركیز لحفظ الكتاب العزیز / طاهر رحیمی، دارالقرآن، مدینة منورة، طبعة اولي 1422 ھـ، ص624 (تھانوی)
- الجسر المامون الی روایة قالون من طریقی الشاطبیة و لطیبة/ توفیق ابراهیم حمزة، دارعمار، عمان، الطبعة الأولی 2008ء/ 1427 ھـ، ص144 (محدث)
- الجعبری و منجه فی كنز المعانی فی شرح حرز الامانی ووجه التهانی/ احمدالیزیدی، (مع تحقیق نموذج من الكنز) المملكة الغریبة، مراكش، 1998ء 1419 ھـ، جز اوّل ص538 (محدث)
- الجمع الصوتی الاول للقرآن / ڈاکٹر لبیب السعید، دارالمعارف، قاہرہ، ص۴۱۶ (تھانوی)

- الجمع الصوتی الاوّل للقرآن أو المصحف المرتل عرض و دراسة لبواعث المشروع و مخطلاتة/ لبیب السعید، دارالمعارف، ص238 (محدث،میر محمدی)
- الجمع بالقراء ات المتواترة/ فتحی العبیدی، دارابن حزم، بیروت، الطبعة الأولی 2006ء 1427 ھ، ص431 (محدث)
- الجواهر الضیائیة شرح الشاطبیة / قاری محمد سلیمان دیوبندی، قراءت اکیڈمی لاہور، ص۳۳۵ (محدث،العاصم)
- الجواهر النقیة فی شرح المقدمة الجزریة/ قاری اظہاراحمد تھانوی، قراءت اکیڈمی، لاہور، ۱۹۷۴ء، ص۲۹۵ (تھانوی)
- الجواهر النقیة فی شرح المقدمة الجزریة/ اظہاراحمد تھانوی قاری، قراءت اکیڈمی لاہور، ص۲۹۵ (محدث)
- الجواهر فی قراء ة امام ابن عصر/ نجم الصبیح تھانوی، قراءت اکیڈمی، لاہور، ص۷۶ (تھانوی)
- الجواہر المکللة لمن رام الطرق المملکة فی القراء ات العشر/ محمد بن احمد العوفی، ص126 (میر محمدی)
- الحجة الوضاء فی إثبات الشبه بین الضاد والظاء/ محمود عبدالرحمن الیمیی، دارالکتب المصریة، الطبعة الأولی، 2004ء/ 1425 ھ، ص333 (محدث)
- الحجة فی القراء ات السبع / أبی عبد الله الحسین بن أحمد بن خالویة ، (تحقیق احمد فرید المزیدی) دارالکتب العلمیة، بیروت 1999ء، طبعة اولي، ص254 (تھانوی)
- = = دارالشروق، القاهرة، مصر، الطبعة الثالثة 1399 ھ، ص385 (میرمحمدی)
- الحجة فی علل القراء ات السبع/ أبی علی الحسن بن عبدالغفار الفارسی (تحقیق: عادل احمد عبدالموجود،کلی محمد معوض)، دارالکتب العلمیة، بیروت 2007ء1428 ھ، 1/ 2،539/ 579، 3/ 572، 4/ 620 (تھانوی ،محدث)
- = = (تحقیق علی نجدی ناصف) الھیة المصریة العامة، مصر، 1983ء (فوٹوکاپی) (تھانوی)
- الحجة للقراء السبعة/ أبی علی الحسن احمد بن عبدالغفار الفارسی ،م377 ھ، دارالمامون،جدة، طبعة اولي، 1404 ھ، 1/ 418، 2/ 465، 3/ 441(میرمحمدی)
- الحجة للقراء السبعة/ أبی علی الحسن احمد بن عبدالغفارفارسی،م377 ھ، دارالکتب العلمیة بیروت، طبعة اوّلي 1421ھ، 1/ 462 . 2/ 517.3/ 464. 4/ 437 (میر محمدی، تھانوی)

- الحواشی المفهمة فی شرح المقدمة/ الجزری 833 ہ / اظہار احمد تھانوی قاری، قراءت اکیڈمی لاہور،، ص۱۸۳ (محدث، میر محمدی)
- الخط العثمانی فی الرسم القرآنی / رحیم بخش، ادارہ نشر واشاعت ملتان، طبع دوم، ص۱۲۹ (محدث، میر محمدی، العاصم)
- الدر الفرید فی شرح قواعد التجوید / عبد الحق المحدث الدهلوی، مرکز احیاء التراث، ملتان، ص205 (العاصم)
- الدراری شرح الدرۃ/ قاری اظہار احمد تھانوی، قراءت اکیڈمی، لاہور، ص۲۰۰ (تھانوی، میر محمدی)
- الدرر فی قراءۃ امام ابوعمرو بصری / نجم الصبیح تھانوی، قراءت اکیڈمی، لاہور، ص۱۴۹ (تھانوی ، محدث)
- الدرة الفریدة فی شرح القصیدة الشاطبیة/ الهمدانی، ج3 (میر محمدی)
- الدرة المضیة شرح القرة المرضیة / محمد تقی الاسلام دہلوی، مکتبۃ القراءۃ لاہور، ص۱۶۰ (محدث)
- الدلیل إلی تعلیم کتاب الله الجلیل / حسان بنت ناصر الدین البانی، المکتبة الاسلامیة اردن، جز 3، ص229 (العاصم)
- الرائد فی تجوید القرآن/ محمد سالم محیسن، مطبع مصطفی مصر، ص76 (العاصم)
- الرسالة الغراء فی الاوجه المقدمة فی الاداء عن العشرة القراء / علی محمد توفیق النحاس، مکتبة الادب، طبعة اولی1991ء، ص119 (محدث)
- الرسالة للتقدیم وللتاخیر / ابن یالوشة ، ص63 (محدث)
- الرسم القرآنی / توفیق بن احمد العبقری، مکتبة اولاد الشیخ للتراث، طبعة الأولیٰ 2002ء ، ص157 (محدث)
- الرعایة لنحویة القراءة وتحقیق لفظ التلاوة/ مکی بن أبی طالب القیسی، دارالصحابة للتراث، 2002ء / 1422 ھ، ص143 (محدث)
- الرکزۃ فی قراءۃ امام حمزۃ/ نجم الصبیح تھانوی، قراءت اکیڈمی، لاہور، ص۳۶۳ (تھانوی)
- الروض الندی فی قراءة الامام الکسائی من طریق حرز الامانی ووجه التهانی المعروف بالشاطبیة/ ندیم بن فرج خطاب، مکتبة السنة، القاهرة، الطبعة الأولی 2006ء / 1427 ھ، ص981 (محدث)
- الریاش فی روایة الامام شعبة بن عیاش/ محمدنبهان بن حسین مصری، دارالتدمریة، الریاض، الطبعة الخامسة 2006ء/ 1427 ھ، ص85 (محدث ، میر محمدی)
- = = دارالمسلم، ریاض، سعودی عرب، الطبعة الأولیٰ، 1416 ھ، ص74 (میر محمدی)

- السلسبيل الشافى فى تجويد القرآن/ عثمان بن سليمان مراد،مكتبة دارالزمان، سعودية طبعة اولي، 1424 هـ، ص169 (میرمحمدی)
- الشاطبية شرح تشريح المعانى للشيخ محمود و بحاشية محمد عبدالمالک / ابو القاسم محمد بن فيره رعينى شاطبى م590 هـ، پاکستان بک سنٹر لاہور، ص۱۲۸ (تھانوی)
- الشامل فى القر اء ات العشر / ڈاکٹرعبدالقادر محمدمنصور،دار القلم سوريا،طبعة 2006ء ، ص799 (محدث)
- الشرح الجديد لاحكام التجويد/ ابراهيم عبدالرزاق سالم ابوعلى، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الثانية، 1420 هـ،ص88 (تھانوی)
- الشمعة المفية بنشر القراء ات السبع المرفية/ ابو سعد زين الدين منصور بن محمد، (تحقيق على سيد احمد) مكتبة الرشيد، رياض، 2003ء، طبعة أولىٰ،(تھانوی)
- الصحيح المسند من اسباب النزول / مقبل بن هادى الواعى،مطابع الهدف، ص881 (محدث)
- الصفاء فى قواعد القراء من طريقى الاحرز والدرة / أبى عبدالرحمن صبر ى،مكتبة اولاد الشيخ للتراث ، ص229 (محدث)
- الطراز فى شرح ضبط الخراز/ ابوعبدالله محمد بن عبدالله التنسى م 899 هـ، وزارة الشو ؤن الاسلامية والاوقاف، رياض2000ء، طبعة اوّل، ص587 (تھانوی،میر محمدی)
- = = (دراسة و تحقيق: احمد بن احمد بن معمر شرشال)،مجمع الملک فهد سعودية، ص585 (میر محمدی ،محدث)
- الطريق المأمون الى اصول رواية قالون من طريق الشاطبية عبدالفتاح سيد عجمى، عيسىٰ البأبى الحلبى مصر، ص147 (میر محمد)
- الطريق المنير الى قراءة ابن كثير برواية البزى وقنبل / توفيق ابراهيم ضمرة، دارالصحابة بطنطا، طبعة اولي 2008ء، ص176 (محدث)
- الظاء ات فى القرآن الكريم / أبى عمرو عثمانى بن سعيد الدانى، مكتبة المعارف، رياض، طبعة 1406 هـ، ص51 (تھانوی)
- العبير فى قراءة امام ابن كثير/ نجم الصبیح تھانوی، قراءات اکیڈمی،لاہور، ص۶۳ (تھانوی ، محدث)
- العجالة البديعة الغرر فى اسانيد الائمة الاربعة عشر/ شمس الدين محمد بن احمد المتولى الضرير، مكتبة اولا د الشيخ للتراث ، ص30 (محدث)
- العدد المعتبر من الاوجه بين السور/ عبدالرحيم بن الحسين بن عبدالرحمن، مكتبة اولاد

الشیخ للتراث، البیابان، ص ۶۱(محدث)

- العطایا الوھبیة شرح المقدمة الجزریة / قاری رحیم بخش ادارہ نشرواشاعت اسلامیہ، ملتان، ص ۱۰۴ (محدث)
- العطایا الوھبیة شرح مقدمة الجزریة / رحیم بخش پانی پتی، مکتبة قاسمیة، ملتان، ص 376 (تھانوی، میر محمدی، العاصم)
- الغایة فی القراء ات العشر/ حافظ أبی بکر احمد بن الحسین بن مھران (تحقیق: محمد غیاث الجنباز) شرکة العبیکان لطباعة والنشر، الریاض، لطبعة الأولی1985ء، ص375 (تھانوی ، محدث، میر محمدی)
- الفاصلة فی القرآن/ محمد الحسناوی، المکتب الاسلامی، بیروت، دارعمار، عمان، الطبعة الثانیة 1406 ھـ، ص432 (میرمحمدی)
- الفاظ القرآن / مولانا اشرف علی تھانوی، سجاد پبلشرز لاہور، ص۷۸ (العاصم)
- الفتح الربانی فی القراء ات السبعة من طریق حرزالامانی/ محمد البیوجی اشھیربأبی عیاشة الشافعی (تحقیق: عبدالعزیز بن ناصر) مکتبة الملك فھد الوطنیة، الریاض، الطبعة الأولی، 1417 ھـ، ص309 (محدث ، میر محمدی،العاصم)
- الفتح الرحمانی شرح کنز المعانی بتحریر حرز الامانی فی القراء ات / سلیمان بن حسین بن محمد الجمزوری (تحقیق: شریف ابوالعلاء العدوی) دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی 2002ء/ 1422 ھـ، ص176 (محدث)
- الفتح الرحمانی شرح کنز المعانی حرز الامانی/ عبدالرزاق سلیمان بن الجمزوری، بیت الحکمة،مدینة منورة، ص252 (تھانوی ، میرمحمدی،محدث)
- الفتح والامالة / أبی عمرو عثمانی بن سعید الدانی،م444 ہ(تحقیق ابوسعید عمر بن غراقة)دارالفکر، بیروت، طبعة أولیٰ 2002ء ، ص355 (تھانوی)
- الفرائد الحسان فی عد آی القرآن / عبد الفتاح القاضی، المکتبة المحمودیة اشجاریة، مصر، ص51 (العاصم)
- الفرائد المرتبة علی الفوائد المھذبة / نور الدین علی بن محمد الضباع المصری، مطبع مکتبة اولاد الشیخ للتراث ،ص52 (محدث)
- الفرقان فی قراء ات ام القرآن/ ناصر حسین نقشبندی ،1328 ء (متفرق)
- الفرقان/ لابن خطیب، دار الباز، مکة المکرمة، ص247 (العاصم)
- الفوائد البھیة شرح الدرة المضیة/ ابوالحسن علی اعظمی قاری، قراءت اکیڈمی لاہور، ص ۶۲ (محدث)

- الفوائد البهية شرح الدرة المضية/ ابوالحسن اعظمی، مکتبة صو ت القرآن، دیوبند، طباعت اوّل 1407 ھ، ص62 (میرمحمدی)
- الفوائد التجویدبة فی شرح المقدمة الجزرية/ عبد الرزاق بن علی بن ابراھیم موسیٰ، دار الضباء طنطاء، ص233 (العاصم)
- الفوائد الجلية فی القراء ات السبع/ جمعه محمد ابراهیم محمد عبدالله، ص 111 (میر محمدی)
- الفوائد الحسان فی مدآی القرآن / عبدالفتاح القاضی، م1403 ھ،مکتبة الدار، مدینة منورة،طبعة أولیٰ 1404ھ، ص75 (تھانوی)
- الفوائد السلفية علی المقدمة الجزرية/ شمس الدین محمد بن جزری شافعی، *قراءت اکیڈمی لاہور*، ص 88 (میر محمدی،محدث)
- الفوائد المفحة فی شرح الجزرية المقدمة/ محمد بن علی، تونس، طبعة رابعة، 1357 ھ ص76 (میرمحمدی،العاصم)
- القانع فی قراءة امام نافع/ *نجم الصبیح تھانوی، قراءت اکیڈمی،لاہور،ص۲۹۲* (تھانوی)
- القراء ات التلات المكملة للعشر الكبرى/ أبی جعفر و یعقوب الحضرمی و خلف العاشر، دارالصحابة التراث بطنطا، مصر، 2002ء/ 1422 ھ، ص664 (محدث)
- القراء ات الشاذة و توجیهه من لغة العرب / عبدالفتاح القاضی،داراحیاء الکتب العربية، لاهور، ص100 (تھانوی، محدث)
- القراء ات الشاذة و توجیهه النحوی/ محمود احمد العثیر، دارالفکر المعاصر، بیروت، 1999ء، ص628 (تھانوی، محدث)
- القراء ات العشر من الشاطبية والدرة/ محمودالحصری، مطابع شرکة اشمری، القاهرة، ص292 (محدث)
- القراءات القرآنية واثرها فی اختلاف الأحكام الفقهية / خیر الدین مسیب، دار ابن حزم، بیروت، ص267 (العاصم)
- القراء ات القرآنية واثرها فی الدراسات النحوية/ دكتور عبد العال سالم مكرم، مؤسسة الرسالة، بیروت، ص326 (العاصم)
- القراء ات القرآنية تاريخ وتعريف / عبدالوهاب الفضلی، دارالقلم، بیروت، ص150 (تھانوی.میر محمدی)
- القراء ات القرآنية، تاریخها،ثبوتها،حجيتها واحكامها /عبدالحليم بن محمد الهادی (تحقیق:مصطفی سعید)دار الغرب الاسلامی بیروت، ص318 (میر محمدی)

- القراء ات القرآنية و ملاحظات على منهج الدرس / دكتور عبدالله توفيق الصباغ، دارالقلم دبئی،ص 77 (میر محمدی)
- القراء ات القرآنية والاحاديث الشريفة فی كتاب اوضح المسالک لابن هشام/ دكتور على حسين التواب، دارالفرقان، عمان 1983ء،ص99 (میر محمدی)
- القراء ات المتواترة و أثرها فی الرسم القرآنی والاحكام الشرعية/ محمد الحبش، دارالفكر، بيروت، الطبعة الأولی 1999ء/ 1419 ھ، ص374 (تھانوی، محدث)
- القراء ات المتواترة التی انكر ابن جرير الطبری فی تفسیرہ والرد عليه/ محمد عارف عثمان موسیٰ،معهد القرآن رياض، ص486 (میر محمدی)
- القراء ات المرضية فی شرح الدرة المضية/ فتح محمد، نذیر پرنٹنگ پریس کراچی، ص۲۵۶(متفرق)
- القراء ات النحوية والتعريفية / خالد بن مسعود بن فارس العصيمی، دار ابن حزم، بيروت، ص813 (العاصم)
- القراء ات الواردۃ فی السننه و معه جزفيه قراء ات النبی/ أبی عمر حفص بن عمر الدوری، دارالسلام، قاهرۃ، ص190 (میر محمدی)
- القراء ات الوارق فی السنة و معه جزء فيه قراء ات النبی لأبی حفص بن عمر الدوری / احمد عيسیٰ المعصراوی، دارالسلام للنشر والتوزيع والترجمة، الطبعة الأولی 2006ء/ 1427 ھ، ص190 (محدث)
- القراء ات، أحكامها ومصدرها، د / سفيان محمداسماعيل، دار السلام مصر:152 (العاصم)
- القراء ات بافريقة / هند شلبی،دار الوهبية الكتاب، طبعة 1983ء، ص 134 (میر محمدی)
- القراء ات فی علوم/ دكتورسيد رزق الطويل،مكتبة الفيصل مكة، ص302 (میرمحمدی)
- القراء ات فی نظر المستشرقين والملحدين/ عبدالفتاح القاضی، دارالسلام، قاهرة، طبعه اولي 1426 ھ، ص174 (میرمحمدی)
- القراء ات و اثرها فی التفسير والاحكام / محمد سالم محيسن،مكتبة الكليات الازهرية، 1984ء (تھانوی)
- القراء ات و اثرها فی علوم العربية / محمد سالم محيسن،مكتبة الكليات الازهرية، 1984ء، 1/ 398، 2/ 646 (میر محمدی)
- القراء ات واثرها فی التفسير والاحكام / محمد بن عمر سالم، دارالهجرۃ، رياض، 1996ء، طبعة اوّل، ص1033 (تھانوی)

- القراء ات وكبار القراء فى دمشق/ دكتور محمد مطيع الحافظ، دار الفكر، بيروت، ص384 (العاصم)
- القراء ت احكامها مصدرها / الدكتور شعبان محمد اسماعيل، رابطة العالم الاسلامى، مكة المكرمة، السنة الثانية، 1402 ھ، ص881 (میر محمدی)
- القراء والقراء ت بالمغرب/ سعيد اعراب، دارالغرب الاسلامى، بيروت، لبنان، الطبعة الأولى1410 ھ، ص247 (میر محمدی)
- القراء ة المرضية فى شرح الدرة المضية / فتح محمد پانی پتی، دار العلوم، نانک واڑہ، کراچی ۱۹۶۰ء، ص۲۵۶ (تھانوی)
- القرآن محاولة لفهم المقرى/ مصطفى محمود، دار المعارف القاهرة، مصر، ص279 (العاصم)
- القراءة المرضية فى شرح الدرة المضية/ فتح محمد پانی پتی قاری، قراءات اکیڈمی، لاہور، ص۲۵۶ (محدث)
- القرآن والتحريف/ محمد بن عبدالرحمن السيف، دارالايمان، الاسكندرية، ص149 (میر محمدی)
- القرآن والقراء ات والاحرف السبعة/ عبدالغفور محمود مصطفى،دارالسلام للطباعة والنشر والتوزيع والترجمة، مصر،لطبعة الأولى 2008ء/ 1429 ھ،1/ 464. 2/ 431 (محدث)
- القرآن - تجويد و قراء ات/ شرح علامة القاصح على الشاطبية المسمى سراج المبتدى و تذكارالمقصدى المنتهى، المطبعة المبمنية، مصر، 1315 ھ، ص95 (اشرفية)
- القمر المنير فى قراءة الإمام المكى عبد الله بن كثير/ محمد نبهان بن حسين مصرى، دار طرق النجاة، بيروت، ص244 (العاصم)
- القواعد المقررة و الفوائد المحررة / محمد بن قاسم بن اسمعيل البقرى (م 1111)، (تحقيق:ڈاکٹر محمد امين ابرهيم المشهدانى) مكتبة الرشيد رياض،طبعة اولي 2005ء ، ص494 (محدث)
- القواعد والارشادات فى اصول القراء ات/ احمد بن عمر بن محمد الحموى (م 791ھ) (تحقيق:عبدالكريم بن محمد الحسين بكار)،دار القلم دمشق، ص80 (میر محمدی)
- القول السديد فى بيان حكم التجويد/ محمد بن على بن خلف الحسينى، مصطفى البأبى الحلبى واولاد، بمصر، ص8 (میر محمدی،العاصم)
- القول الوجيز فى فواصل الكتاب العزيز/ الشيخ الهام رضوان، مصر،ص 98(میر محمدی)

- الکافی فی القراء ات السبع/ أبی عبداللہ بن محمد بن شریح اندلسی،(تحقیق احمد محمود عبدالسمیع) دارالکتب العلمیۃ،بیروت 2000ء، طبعۃ أولیٰ، ص240 (تھانوی)
- الکامل فی القراء ات العشر والاربعین الزائدۃ علیھا/ یوسف بن علی بن محمد، مؤسسۃ سما للنشر والتوزیع، الطبعۃ الأولی2007ء/ 1428 ھـ، ص667 (محدث)
- الکتاب الأوسط فی علم القراء ات/ ابو محمدالحسن بن علی بن سعید المقری النعمانی ، دار الفکر، بیروت، ص92 (العاصم)
- الکتاب المبین/ محمد حسام اللہ شریفی، حرااکادمی بفرزون، کراچی،۱۹۹۸ء، ص۴۹۶ (تھانوی)
- الکتاب المختار فی معانی قراء ات اھل الامصار / أبی بکر احمد بن عبداللہ (تحقیق: عبدالعزیز بن حمید)،مکتبۃ الرشد، الریاض، الطبعۃ الأولی، 2007ء/ 1428 ھـ، الجزء الاوّل ص586 ، الجزء الثانی ص583 (محدث)
- الکتاب الموضح فی وجوہ القراء ات و عللھا/ امام نصر بن علی بن محمد- الجماعۃ الخیریۃ لتحفیظ القرآن، جدۃ، ج3 (میر محمدی،العاصم)
- الکشف عن وجوہ القراء ات السبع/ ابو محمد بن أبی طالب القیسی، (تحقیق محی الدین رمضان) مجمع اللغۃ العربیۃ، دمشق 1974ء، جزء الثانی،ص512 (تھانوی،میر محمدی،العاصم)
- الکفائی فی قراء ۃ امام الکسائی/ نجم الصبیح تھانوی، قراءت اکیڈمی،لاہور،ص۸۸ (تھانوی)
- الکفایۃ الکبری فی القراء ات العشر/ محمد بن الحسین بن نبدار(تحقیق: عثمان محمود غزاک) دارالکتب العلمیۃ،بیروت، الطبعۃ الأولی 2007ء/ 1428 ھـ، ص664 (محدث ،العاصم)
- الکلمات الحسان/ حسنین محمد علی مخلوف العدوی، مکتبۃ مصطفی مصر، ص132 (العاصم)
- الکنز فی القراء ات العشر/ عبداللہ بن عبدالمؤمن الواسقی،(م740 ھ)، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ص286 (تھانوی،میر محمدی، محدث)
- الکواکب الدریۃ فی نزول القرآن علی سبعۃ احرف / محمد بن علی بن خلف الحسینی، ص115 (محدث ، میر محمدی)
- الکواکب الدریۃ/ محمد الشھیربالحدید بن علی ابن خلف، (سبعۃ حروف) مصطفی البأبی الحلبی، مصر، ص68 (میر محمدی، تھانوی)
- الکواکب المنیر فی قراء ۃ ابن کثیر/ محمد سعودی ابراہیم، مطبعۃ المحمودیۃ، مصر، ص86 (العاصم)

- الکوکب الدری فی شرح طبیة ابن الجزری/ محمد الصادق قسمحاوی، مکتبةالکلیات الازهریة، الازهر، طبعة أولیٰ، ص622 (تھانوی، میر محمدی)
- الکوکب المنیر فی قراءاة ابن کثیر / محمود علی، مصر، ص24 (عاصم)
- اللائی الفریدة فی شرح الشاطبیة، سعودی عرب، ج2 (میر محمدی)
- اللؤلو المصفوف فی القراء ات السبعة فی طریق الشاطبیة/ ابن الجزری(م833ھ)،دار الصحابة بطنطا،ص556 (محدث)
- اللؤلو والمرجان فی خلاصة جمال القرآن/ سعید احمد، اشرفیہ لاہور، ص۲۹ (العاصم)
- اللؤلؤ المصفوف فی القراء ات السبع فی طریق الشاطبیة/ ابن الجزری ، دارالصحابة للتراث بطنطا، مصر، ص557 (محدث)
- اللؤلؤ والمرجان فی ما انزل علی سبعة احرف من القرآن / علی بن مطاوع، دارالکتب والسنة، برمنگھم، الطبعة الاولي، 2004ء/ 1424 ھ، ص256 (محدث)
- اللهجات العربیة فی القراء ات القرآنیة/ الدکتور عبده الراجحی، مکتبة المعارف، ریاض، طبعة اوّلي1420 ھ، ص312 (میرمحمدی)
- اللهجات العربیة/ ابراهیم محمد نجا، مطبعة السعادة، مصر، ص 126(میر محمدی)
- المبسوط فی القراء ات العشر/ ابوبکر احمد بن الحسین خلف الاصبهانی، (تحقیق سبیع حمزة حاکمی) مطبوعات مجمع اللغة العربیة، دمشق، ص616 (تھانوی، میر محمدی)
- المتقبس من اللهجات العربیة والقرآنیة/ دکتور محمد سالم محیسن، مکتبة ازهر قاهرة ، ص 184 (العاصم)
- المتون الاربعة(سبیل القربة،القول الموزون ،نهایة الشرف،ضیاء القلوب) / عبده علی یونس،دار الصحابة بطنطا، طبعة اول2007 ء ، ص112 (محدث)
- المتون العشرفی فن القرآن الکریم/ محمد محمد هلال الأبیاری(تحقیق:جمال الدین محمد شرف)، دار الصحابة للتراث بطنطا،ص159 (محدث)
- المحتسب فی تبیین وجوه شواذ القراء ات والایضاح عنها / أبی الفتح عثمان بن جنی، دارالکتب العلمیة،بیروت، الطبعة الأولی 1998ء / 1419 ھ 1/ 434. 2/ 454 (تھانوی، میر محمدی، محدث)
- المحرر الوجیز فی عد آی الکتاب العزیز / محمد المتولی، مکتبة المعارف، ریاض، ص407 (العاصم)
- المحرر الوجیز فی عدآی الکتابة العزیز شرح وتوجیة ارجوزة/ محمد المتولی/ عبد الرزاق علی ابراهیم موسی، مکتبة المعارف الریاض، طبعة اولي، 1988ء ، ص210

(العاصم)

- المحكم فی نقط المصاحف/ أبی عمرو عثمانی بن سعيد الدانی،م444 ه(تحقيق: محمد حسن محمد حسن اسماعيل)دارالکتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، 2004ء1425 هـ، ص149 (محدث، مير محمدی)
- = = مطبوعات مديدية، دمشق، ص304 (ميرمحمدی)
- المحكم فيما شذت امالته من حروف المعجم فی القرآن كريم/ محمد بن سيدی محمد الامين، وزارة التعليم، مدينة، طبعة اوّل 1422 هـ، ص288 (ميرمحمدی)
- المدخل الی علم الوقف والابتداء / قاری محمد ابراهيم مير محمدی، کلیۃ القرآن الکریم،لاہور، ص۲۵ (محدث ، مير محمدی)
- المدخل لدراسة القرآن والسنة والعلوم الإسلامية،الجز ء الثانی/ دكتور شعبان محمد اسماعيل، در الانصار قاهرة، ص494 (العاصم)
- المدخل لدراسة القرآن الكريم / محمد محمد ابوشهية، دارللواء للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الثالثة 1987ء/ 1407 هـ، ص496 (محدث ، مير محمدی)
- المزهر فی شرح الشاطبية والدرة/ محمد خالد منصوراحمد خالد شكری، دارعمار، اردن، طبعة اولي 1422 هـ، ص551 (تھانوی)
- المرأة النيرة فی حل الطيبة/ قاری رحیم بخش پانی پتی،ادارہ نشرواشاعت اسلامیہ،ملتان،ص۶۱۵ (محدث)
- المزهر فی شرح طيبة الشاطبية والدرة / خالدشكری وغيرهم، دار عمار عمان،طبعة دوم 2006ء ، ص551 (محدث)
- المستطاب فی التجويد المسمی هداية القراء / شهاب الدين احمد بن أبی بكرالقسطلانی (تحقيق: السيد يوسف احمد) دار الكتب العلمية، بيروت،طبعة اول 2008ء، ص368 (العاصم)
- المستنير فی القراء ات العشر/ احمد بن علی بن عبيدالله (تحقيق: عمار امين) دارالبحوث للدراسات للاسلامية و احياء التراث،دبئی، الطبعة الأولى 2005ء1426 هـ، 1/ 573. 2/ 767 (محدث ، تھانوی)
- المستنير فی تخريج القراء ات المتواترة من حيث اللغة الاعراب التفسير/ محمد سالم محيسن، مكتبة جمهورية، مصر، 1398 هـ، 1/ 446.2/ 360.3/ 355 (میر محمدی، تھانوی)
- المسلک المنهجی فی التجويد العلماء / عثمان بن الطيب الاندرأبی، رابطة العالمی الاسلامی، ص57 (تھانوی)

- المسیر المفید فی أحکام التجوید / زینب الشرقاوی، مکتبة المنار الاسلامیة، ص245 (العاصم)
- المصباح الزاهر فی القراء ات العشر البواهر/ مبارک بن الحسن (تحقیق: عبدالرحیم الطرهونی) دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی 2008ء / 1429 ھ، المجلد الاوّل ص438، جزء ثانی ص503 (محدث)
- المصحف الشریف من الجرید الی التجلیة/ حسن قاسم حبش البسیاتی، دارالقلم، بیروت، ص280 (میرمحمدی)
- المصحف القراء ات العشر المتواترة علی الوجه الراجحة المعتبرة/ ابوعبدالرحمن مشرف بن علی، دارابن الجوزی ، ص704 (میر محمدی)
- المعانی الجلیلة شرح العقیلة/ عبداللہ گنگوھی، دارالصحابة، طنطا (تھانوی)
- المعتسب فی تبیین وجوہ شواذ القراء ات والایضاح عنها/ عثمان بن جنی، دار سندکین، طبعة ثانیة 1406 ھ، ص 1/ 392 - 2/ 539 (تھانوی)
- المغنی فی توجیه القراءات العشر المتواترۃ/ محمد سالم محیسن، مطابع الرشید المرة ص430 (میرمحمدی)
- المفید فی شرح عمدة المجید فی النظم والتجوید/ علی حسین البواب، مکتبة المنار، اردن، ص174 (تھانوی)
- المقدمة الجزریة مع ترجمة الفارسیة المسماةاجوزة الجزریة / ابن الجزری ، افضل المطابع، ص40 (تھانوی)
- المقدمة الجزریةمع تحفة الاطفال / الشیخ سلمان الجزری، *السید اظہار احمد تھانوی، مدرسہ تجوید القرآن، لاہور، ص۱۶ (محدث، میر محمدی)*
- المقصد لتلخیص ما فی المرشد فی الوقف والابتداء / ابویحییٰ زکریا بن محمد، دارالمصحف، دمشق 1985 ء طبعہ ثانیہ، ص96 (تھانوی)
- المقنع فی التکبیر عن الختم من طریق التیسیر والحرز/ *قاری محمد ابراہیم میر محمدی، کلیۃ القرآن لاہور، ص۷۷ (محدث)*
- المقنع فی رسم المصاحف الامصار مع کتاب النقط/ أبی عمرو عثمانی بن سعید الدانی، مکتبة الکلیات الازهریة، قاهرة، ص151 (تھانوی)
- المقنع فی معرفة رسم مصاحف الامصار/ أبی عمرو عثمانی بن سعید الدانی، المکتبة الازهریة للتراث، القاهرة، طبع اوّل ۲۰۰۷ء/ ۱٤۲۸ ھ (محدث ، میر محمدی)

- المکتفی فی الوقف والابتداء/ أبی عمرو عثمانی بن سعید الدانی،مطبع دارعمار ، اردن،طبعة ثانیة 2007ء، ص268 (محدث)
- المکتفی فی الوقف والابتداء فی کتاب اللہ/أبی عمرو عثمانی بن سعید الدانی(تحقیق:یوسف عبدالرحمن) مؤسسة الرسالة، بیروت - الطبعة الأولی 1984ء/ 1404 ھـ، ص704 (تھانوی، محدث، میر محمدی، العاصم)
- المکرر فیماتواتر من القراء ت السبع و تحرر/ الامام أبی حفص عمر بن قاسم بن محمد المصری القاری، مطبعة مصطفی البأبی الحلبی واولاد، بمصر، 1354 ھـ، ص212 (میر محمدی)
- = = = (تحقیق احمد محمود عبدالسمیع)دارالکتب علمیة، بیروت 2001ء، ص727 (تھانوی، میر محمدی، محدث)
- المکرر فیما تواتر من القراء ات السبعة وتحرر/ ویلیه القول المعتبر فی الاوجه التی بین السور و بہامشه الکافی/ ابوحفص عمر بن قاسم بن محمد النشار، مصطفی البأبی الحلبی، مصر، ص212 (تھانوی، میر محمدی)
- الملخص المفید فی علم التجوید / محمد احمد معبد ،دار الفجر الاسلامیة مدینة منورة،ص240 (محدث)
- الملخص فی إعراب القرآن/ یحی بن علی بن محمدبن الحسن أبی زکریا (م 504 ھ) مطبع دارالحدیث قاھرة، ص287 (محدث)
- المنح الفکریة شرح مقدمة الجزریة/ ملاعلی بن سلطان محمد القاری، مصطفی البأبی الحلبی، مصر، طبع اخیرہ، 1367 ھـ، ص83 (میر محمدی، تھانوی)
- المنح الالھیة فی جمع القراء ات السبع من طریق الشاطبیة/ خالد بن محمد الحافظ لعلی دار الزمان، سعودی عرب،ج۲ (العاصم)
- المنح الفکریة شرح المقدمة الجزریة/ ملاعلی القاری، قراءت اکیڈمی، لاہور، ص۱۱۵ (محدث)
- المنطلقات التأسیسیة والفنیئة إلی النحو العربی/ ڈاکٹر عصیف دمشقی، بیروت، ص۲۰۳(عاصم)
- المھذب فی القراء ات العشر / محمد سالم محیسن،مکتبة الکلیات الازھریة مصر، ص490 (میرمحمدی،العاصم)
- المھدون و منھجة فی کتابه الموضح فی تعلیل وجوہ القراء ات/ الدکتور عبدالکریم بن محمد الحسن ببکار،دارالقلم، دمشق، 1410 ھـ، ص144 (میرمحمدی)
- المیسر فی القراء ات الاربع عشرة / محمد فھد فاروق، دارابن کثیر، دمشق، الطبعة الرابعة

2006ء/ 1427 ھـ، ص611 (محدث)

- النجوم الزاهرة/ صابر حسين محمد ابو سليمان، دار عالم الكتب الرياض، ص100 (العاصم)
- النجوم الطوالع على الدرراللوامع فى اهل مفسرا ء الامام نافع/ ابراهيم المارغنى، المكتبة العصرية، بيروت، الطبعة الأولى 2003ء/ 1423 ھـ، ص287 (محدث)
- النجوم الطوالع على الدرر اللوامع فى اصل مقرا الامام نافع/ الشيخ ابراهيم، ص339 (مير محمدى)
- النشر فى القراء ات العشر/ ابن الجزرى، (تصحيح على محمد الضباع)، دارالكتب العلمية، بيروت، 1/ 510. 2/ 475. (محدث، مير محمدى، تھانوی)
- = = (تحقيق: محمد سالم محيسن) مكتبة القاهرة مصر، ج۳ (مير محمدى)
- النظم الجامع لقراءۃ الامام نافع / عبدالفتاح القاضى، القرلنسادية، ص3 (تھانوی، محدث)
- النفحات العطارة فى جمع القراء ات العشر المتواترة/ محمد حسام ابراهيم، مطبعة اليمامة، حمص، طبع أولى، ص471 (محدث)
- النفحات القاسمية شرح القصيدة الشاطبية/ ابوالحسن اعظمى، مير محمد كتب خانه كراچى، ص 212 (مير محمدى)
- النفحة المسكينة فى ناحيل و جمع الدرة المفيد فى القراء ات الثلاث / أبى جعفر، يعقوب، خلف العاشر (تحقيق: محمد ابراهيم محمد سالم)، دارالبيان العربى، 2006ء، ص328 (محدث)
- النفخةالعنبرية شرح المقدمة الجزرية / ابوالحسن اعظمى، ديوبند، ص480 (میر محمدی)
- = = قراءت اکیڈمی لاہور، ص۴۷۹ (محدث)
- النهج الجديد فى فن التجويد / احمد محى الدين، مكتبة المعارف،بيروت، ص40(العاصم)
- الوافى فى شرح الشاطبية فى القراء ات السبع / عبدالفتاح قاضى(م1403 ه)، مكتبة دارالسلام قاهرة، طبعة خامسة2008ء، ص326 (محدث)
- الوافى فى شرح الشاطبية فى القراء ات السبع / عبدالفتاح قاضى،م1403 ھـ، مكتبة الدار،مدينة منورة، طبعة ثانية 1410 ھـ، ص400 (تھانوی، مير محمدى،محدث)
- الوافى فى كيفية ترتيل القرآن الكريم/أحمد محمود عبد السميع الشاف دار الكتب العلمية،ص240 (محدث، تھانوی)
- الوجيزة فى التجويد بنهج السائل والمجيب / فياض الرحمن العلوى، مكتبة القراءة، ماڈل ٹاؤن، لاہور، ص۵۲۱ (میر محمدی، محدث)

- الوقف اللازم فی القرآن الکریم/ دکتور محمود زین العابدین محمد، دار الفجر الاسلامیة ،مدینة منورة، ص223 (العاصم)
- الوقف والابتداء و صلتهما بالمعنی فی القرآن الکریم / عبدالکریم ابراهیم عوض صالح، دارالسلام للطباعة والنشر والتوزیع والترجمة، مصر، الطبعة الثانیة 2008ء/ 1429 ھ، ص398 (محدث ، میر محمدی،العاصم)
- الهادی شرح طبیة النشر فی القراء ات العشر / محمد سالم محیسن، دارالجیل، بیروت، طبعة أولیٰ 1417 ھ، ص1/ 432، 2/ 3،381/ 456 (تھانوی)
- الروضة فی القراء ات الاحدی عشرة/ أبی علی الحسن بن محمد بن ابراهیم (دراسة و تحقیق: مصطفی عدنان محمد سلمان) مکتبة العلوم والحکم، المدینة المنورة الطبعة الأولی 2004ء/ 1424 ھ، 1/ 516. 2/ 528. (تھانوی ،محدث)
- الآداب والمنهج الربانیة فی اصول الشاطبیة والدرة المضیة/ قدری بن محمد بن عبدالوهاب (مراجعة: عبدالعزیز فاضل العندی) وزارة الاوقاف والشؤن الاسلامیة، الکویت، الطبعة الأولی 2007ء/ 1427 ھ، ص592 (محدث)
- الإضاءة فی بیان اصول القراءة/ علی محمدالضباع، مطبع الحسینی، مصر، ص 174 (میر محمدی.محدث)
- الإهتداء فی الوقف والابتداء/ قاری محمد ادریس عاصم، قراءات اکیڈمی، لاہور، ص۳۲۰ (محدث)
- الإجابات الواضحات لسؤالات القراءات / احمد محمد عبدالسمیع الحضیان، دارالکتب العلمیة، بیروت، 2002ء، ص484 (تھانوی)
- اوراق تجوید/ محمد نثار علی، سلہٹ، ص۵۶ (متفرق)
- اوقاف العبارات قرآن مجید/ نظام الدین حسن،مطبع مجتبائی دهلی1904ء، ص63 (متفرق)
- ایضاح العشر شرح طیبة النشر / قاری ابوالحسن الاعظمی، قراءات اکیڈمی لاہور، ص۱۹۱(تھانوی)
- ایضاء الفرقان فی تسهیل قراء ات القر آن/ محمود حسین بن بهادر،حیدر آباد دکن ، 1314 ھ، ص62 (متفرق)
- ایضاء الکیل بشرح متن الذیل فی فن الضبط / عبدالرزاق بن علی بن ابراهیم موسیٰ مطبع غراس کویت، طبعة أولیٰ 2006ء، ص142 (محدث)
- أحسن الأثر فی ترجمة امام القراء والمقرئین بمصر / علی محمدالضباع، مطبع قطاع المساجد رعایة القرآن ،طبعة 2006ء،ص291 (محدث)
- أحلی دروسی فی روایة السوسی من قراء ات أبی عمرو البصری/ توفیق ابراهیم ضمرة

ازد . دارعمار، عمان، الطبعة الأولى 2007ء / 1428 ھ، ص345 (محدث)

- ألاجراء فی قواعد التجوید/ قاری نجم الصبیح تھانوی، قراءات اکیڈمی، لاہور، ص٩٦ (محدث)

(ب)

- تبیین الھناد/ محمد شفیع دیوبندی، میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، ص١٦ (میر محمدی)
- بدائع البرھان شرح عمدة العرفان/ امام مصطفی عبدالرحمن الازھری، ج 2 (میر محمدی)
- بدایةالمرید فی فن التجوید / سید بن مختار ابوشادی، داراعلام السلف ، طبع ثانیة 2008ء، ص286 (محدث)
- بدع القراء القدیمةوالمعاصرة/ بکر بن عبدالله ابو زید، دار الفاروق مکة، طبعة 1990ء ، ص62 (محدث)
- بشیر الیسر شرح فی ناظمة الزھر / عبدالفتاح القاضی، المکتبة المحمودیة التجاریة مصر، ص190 (محدث)
- بشیر الیسر شرح فی ناظمة الزھر / دار السلام قاھرة، طبع أولیٰ 2008ء، ص203 (محدث ، میرمحمدی، تھانوی)
- بعض الابانة لمعانی الجمانة ارجوزة عن الاحرف السبعة فی القرآن الکریم / محمد اسماعیل البیلی، الامارات المنحرة، ابوظھبی، الطبعة الأولى 2001ء/ 1422 ھ، ص59 (محدث)
- بغیة عباد الرحمن لتحقیق تجوید القرآن فی روایة حفص بن سلیمان من طریق الشاطبیة/ محمد بن شحادة القول، دار ابن القیم ،دمام، ص370 (العاصم)
- بیان السبب الموجب لاختلاف القراءات وکثرة الطرق والروایات/ أبی العباس احمد بن عمار(تحقیق:احمد بن فارس السلام)،دار ابن حزم بیروت، ص91(میرمحمدی)

(پ)

- پندنامہ /دیگر کتب، عطار فرید الدین، مطبع سعیدی (اشرفیہ)

(ت)

- تاریخ القرآن و غرائب رسمه و حکمه/ محمدطاھر عبدالقادر السکری، مصطفی البأبی الحلبی،مصر، طبع اوّل، 1372 ھ، ص255 (فوٹوکاپی)(میر محمدی)
- تاریخ القراء العشرة ورواتھم و تواتر قراء اتھم و منھج کل فی القراء ات/ عبدالفتاح

القاضی، مکتبة الحسینی، مصر، ص166 (میر محمدی، محدث، العاصم)

- تاریخ القرآن الکریم/ دکتور محمد سالم محیسن،الرابط العالم الاسلامی مکة المکرمة، ص163 (العاصم)
- تاریخ القرآن / حافظ محمد اسلم جیراج پوری، کتب خانه مرکز علم و ادب، آرام باغ کراچی، ص126 (العاصم)
- تاریخ تجوید وقراء ات/ نجم الصبیح تھانوی، قراءت اکیڈمی، ص۲۷۲ (محدث)
- تاریخ المصحف الشریف / عبدالفتاح القاضی،مطبع المشهد الحسنی قاهرة، ص168 (محدث ، میرمحمدی)
- تاریخ جمع القرآن وکتابته / محمد محمد ابو شهبة،دار اللواء ریاض، ص53 (محدث)
- تاریخ جمع القرآن وکتابته/ مکتبة القرآن لاهور، ص68 (میرمحمدی)
- تاریخ علم التجوید/ ابوعبدالقادر محمدطاهررحیمی، مدرسة قاسم العلوم، ملتان، ص48 (میرمحمدی،العاصم)
- تاریخ علم قراء ت تذکرة ائمة قراء ات/ طاهر رحیمی، قاسم العلوم، ملتان، ص32 (میرمحمدی،العاصم)
- تاریخ قرآن/ دکتور محمود رام، مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور، ص۵۷۵ (العاصم)
- تاریخ نزول قرآن/ امت اسلام عینی، ادارۂ بتول، فیروز پور روڈ، لاہور، ص۸۳ (تھانوی)
- تاملات حول تحریرات العلماء للقراء ات المتواترة/ عبدالرزاق بن علی بن ابراهیم موسیٰ . السعودیة، ص65 (تهانوی،محدث ، میر محمدی)
- تبیین الضاد/ حکیم رحیم الدین صاحب، میر محمد کتب خانه کراچی، ص92 (میر محمدی)
- تجدید القرآن فی حل جمال القرآن / حبیب الرحمن، جامعة صدیقیة، لاهور، 2005ء، ص48 (تھانوی)
- تجوید القرآن / اشرف علی تهانوی، بلالی پریس ساڈھورہ ۱۳۳۳ھ، ص۴۸ (متفرق)
- تجوید القرآن / عبدالکریم پاریکھ، اشاعت العلوم کراچی ۱۹۷۱ء، ص۹۶ (متفرق)
- تجوید القرآن / محمد خلیل الله،مکتبة اخترکراچی1966ء، ص196 (متفرق)
- تجوید القرآن 'سوال وجواب'/ اسماعیل السید هنداوی، الریاض سعودیة، ص186 (العاصم)
- تجوید القرآن فی حل جمال القرآن/ حبیب الرحمن، جامعہ صدیقیہ، توحید پارک، گلشن راوی، لاہور، ص۴۸ (میرمحمدی)

- تجوید القرآن مع رسالة تعلیم الوقف و یادگار حق القرآن/ محمد اشرف علی تھانوی، گنگوہ محمد یحییٰ تاجر کتب، ص۲۰ (اشرفیہ، تہانوی) تجوید القرآن / احقر بوالقاسم محمود احمد، مکتبة رشیدیة، غلہ منڈی، ساہیوال، پنجاب پاکستان، ۱۴۰۴ھ، ص۸۶ (تھانوی)
- تجوید المبتدی المعروف فیوض مکیة/ قاری محمد اسماعیل صادق، قراءات اکیڈمی، لاہور، ص۱۶۸ (محدث)
- تجوید کی کتاب / شاہ محمد عثمان، حکمت منزل بمبئی ۱۹۲۶ء، ص۹۶ (متفرق)
- تجوید مبتدی / حافظ غلام محمد بوڈمانوی، مدرسۃ نور الاسلام بوڈہان، سورہ انڈیا، ص۴۸ (العاصم)
- تحبیر التیسیر فی قراء ات الائمة العشرة/ امام ابن الجزری 338 ھ، دارلکتب العلمیة بیروت 1983ء، طبع أولیٰ، ص288 (تھانوی ، میر محمدی،العاصم)
- تحریرات طیبةالنشر علی ماجاء فن عمدة العرفان/ ازمیری، دارالصحابة للتراث، بطنطا، الطبعة الثانیة2004ء/ 1425 ھ، ص519 (تھانوی، محدث)
- تحفة المھجودین فتحة للبنات والنبین/ قاری سید عبد العزیز گردیزی، جامعہ المسلمات، دارالتجوید والقراء ات، کراچی، ص۱۶۰ (تھانوی)
- تحفة رحمانی فی تجوید قرآنی / حافظ و قاری عبد الرحمن رحمانی، مدرسہ رحمانیہ تجوید القرآن نزد بنگلہ انہار، کہروڑپکا، طباعت ۱۴۰۳ھ، ص۱۷۲ (تھانوی)
- تحفة الاخوان فی بیان احکام تجوید القرآن/ فضیلة الشیخ حسن ابراھیم الشاعر،بالمدینة المنورة، 1398 ھ، ص40 (تھانوی ، میر محمدی)
- تحفة الاخوان فی تجوید القرآن/ قاری ادریس العاصم، قراءات اکیڈمی، لاہور، ص۷۸ (میر محمدی)
- تحفة الاطفال والغمان فی تجوید القرآن/ سلیمان الجزوری، مصطفی البأبی الحلبی، مصر، ص8 (میرمحمدی.العاصم)
- تحفة الاقفال بشرح تحفة الاطفال/ الشیخ سلیمان الجمزوزی، مطبع مصطفی، مصر، ص23 (میر محمدی)
- تحفة القاری/ محمد ابراھیم میرمحمدی، ۹۱ بابر بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور، ص۶۴ (میر محمدی)
- تحفة القراء لطالب التجوید والعلماء / قاری محمد یحییٰ رسولنگری، اسلامی اکادمی، لاہور، ص۲۲۴ (محدث، میر محمدی)
- تحفة رحمانی فی تجوید قرآنی/ قاری عبد الرحمن، مکتبہ القراء، لاہور، ص۱۷۲ (العاصم)
- تحقیق الباروی فی فسادِ کلام الباری / قاری محمد رمضان نجم الباروی، سنی تنظیم القراء، پاکستان، غلام محمد آباد، فیصل آباد، اشاعت اوّل، جولائی 1993ء، ص68 (تھانوی)

- تحقیق المسئلة فی عدم جهر البسملة/ سید حفیظ الدین احمد، محلہ کشن گنج، دہلی، ص۱۵(العاصم)
- تخریج القراء ات القرآنیة والاحادیث الشریفة فی کتاب الوضح المسالک لابن هشام/ علی حسین البواب، دارالفرقان، اردن، طبعة اوّل 1402 ھ، ص99 (میرمحمدی)
- تدریب الطلبة علی تحریرات الطیبة فی القراء ات العشر من طریق طیبة النشر/ عبدالرزاق بن علی، غراس للنشر والتوزیع، الکویت، الطبعة الأولی، 2008ء1428 ھ، ص103 (تھانوی، محدث)
- تذکرہ قاریان ہند/ بسم اللہ بیگ، منیر محمد کتب خانہ کراچی، ص740 (متفرق)
- تذکرة القراء/ فیوض الرحمن قاری، حرا بک ڈپو، راولپنڈی، ص۱۲۹ (تھانوی)
- تذکرة القراء/ محمد الیاس الاعظمی، قراءت اکیڈمی لاہور، ص۲۳۱ (محدث)
- ترتیل القرآن / آنسة رضیة سلطانة قاریة، قراءات اکیڈمی، لاہور، ص۱۱۱ (محدث)
- ترجمة القول المفید فی علم التجوید/ (مترجم: یاور حسین عمری گوپاموی) (متفرق)
- ترجمة اشعار مقدمة الجزری (اظہار احمد تھانوی) مدرسہ تجوید القرآن، لاہور، ص۱۱ (محدث)
- تسہیل الابتداء فی الوقف والابتداء / قاری محمد ابراہیم میر محمدی، ص۳۰۔ (محدث)
- تسهیل البیان فی رسم خط القرآن / ابوالحسن اعظمی، مکتبة صوت القرآن، دیوبند، الهند، طباعت 1405 ھ، ص192 (تھانوی)
- تسهیل البیان فی رسم نظم القرآن / محمد نظر النقوی الامروهوی، قراءت اکیڈمی لاہور، ص۱۳۲(محدث ،العاصم)
- تسهیل التجوید فی حل تیسیر التجوید / حبیب الرحمن، جامعة صدیقیة، لاهور، ص78 (تھانوی)
- تسہیل الفرقان / غلام دین توحیدی، جامعہ مسجد ترکھانانوالی گوندلانوالہ گوجرانوالہ، ص۳۰(العاصم)
- تسہیل القواعد/ قاری فتح محمد پانی پتی، قراءات اکیڈمی، لاہور، ص۹۵ (محدث)
- تقریب الدرة / ایهاب احمد فکری، المکتبة الاسلامیة قاهرة، ص295 (محدث)
- تقریب المعانی فی شرح حرزالامانی فی القراء ات السبع / ابوالفرج خالد بن العلمی مکتبة دار الزمان، مدینة منورة، طبع رابع 1421 ھ، ص475 (تھانوی)
- تقریب النشر فی القراء ات العشر / ابن الجزری (تحقیق: علی عبدالقدوس) داراحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولی 2000ء/ 1421 ھ، ص398 (تھانوی، محدث)
- = = = (تحقیق: ابراهیم عطوة عروض) مطبع مصطفی مصر، الطبعةالأولی 1961ء/ 1381 ھ، ص200 (محدث، میر محمدی)

- تقريب النفع و تيسير الجمع بين القراء ات السبع و معه اعلام اهل القرآن بأسانيد شيخنا المقرى المكى بن كبيران/ سيد نبيل بن هاشم بن عبدالله الضمرى، دارالبشائر الاسلامية، بيروت، الطبعة الأولى 2004ء1425 هـ،
- الجزء الاوّل ص400، جزء ثانی ص248 (محدث ،عاصم)
- تكثير النفع فى القراء ات السبع/ محمد شريف، قراء ت لاهور، ص224 (متفرق)
- تكميل الاجر فى القراء ات العشر/ قارى رحيم پانی پتی، ادارة نشرواشاعت اسلاميات، ملتان، ص288 (تھانوی، محدث)
- تلخيص الفوائد و تقريب المتباعد/ أبى البقا على بن عثمان بن صابون القاصح، مطلع مصطفى البأبى الحلبى، مصر، ص108 (میر محمدی)
- تلخيص المعانى المعروف به شرح الشاطبية/ محمد تقی الاسلام دہلوی، مکتبۃ القراءۃ لاہور ۲۰۰۱ء، ص۵۴۴ (تھانوی)
- تنشيط الطبع فى احراء السبع/ مولانا اشرف علی تھانوی، راشد کمپنی دیوبند، ص۱۱۱ (متفرق)
- = = قراءات اکیڈمی، لاہور، ص۲۸۴ (محدث)
- = = (مترجم قاری رحیم پانی پتی) اشرف المطابع، ۱۹۲۰ء، ص۶۸ (تھانوی، میر محمدی)
- = =(مترجم اظہار احمد تھانوی، قراءت اکیڈمی، لاہور، ص۱۹۰ (العاصم)
- تنوير القلوب فى قراءة يعقوب بروايتى وريس و روح / توفيق ابراهيم ضمرة، دار الصحابة بطنطا، ص200 (محدث)
- تنوير المراث شرح فياء القراث / ضیاء الدین احمد قاری، قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، ص۱۴۸ (العاصم)
- تنوير ترجمه التيسير/ امام الدانى (مترجم: مولانا رحیم بخش) مع ترجمة الوجوه المسفرة / محمد بن احمد المعروف المتولی (مترجم: قاری فتح محمد پانی پتی) قراءت اکیڈمی، لاہور، ص۳۹۲ (تھانوی، محدث، میر محمدی، العاصم)
- تنوير ترجمة التيسير/ امام الدانى، (مترجم قاری رحیم پانی پتی) قراءت اکیڈمی، لاہور، ص۳۹۲ (تھانوی، میر محمدی)
- تنوير شرح تيسير/ امام الدانى، ص376 (میر محمدی)
- تنبيه الغافلين وارشاد الجاهلين / على بن محمد النورى ابو الحسن الصفاقسى ، دار الصحابة بطنطا، ص160 (محدث)
- توضيح العشر شرح طيبة النشر/ امام ابن الجزری، کتب خانہ فخریہ، دہلی، ص۳۸۴ (تھانوی)
- توضيح المرام فى وقف حمزة وهشام/ قاری اظہار احمد تھانوی، قراءات اکیڈمی، لاہور، ص۴۲ (محدث)

- توضیح المعالم لطرق حفص عن عاصم/ علی بن محمد توفیق النحاس، دارالصحابة طنطناء، ص96 (میر محمدی)
- تیسیر البیان فی تجوید القران/ محمود رشیدی،ماس للانتاج التعلیمی،ص60 (محدث)
- تیسیر التجوید/ قاری عبدالخالق، مدرسة تجوید القرآن، سهارنپور:80 (میرمحمدی)
- = = موتی بازارلاہور،ص۵۹ (میر محمدی)
- تیسیر القاری / نور الحق دہلوی(مترجم: قلندر حسن)،بنگلور۱۸۷۷ء (میر محمدی)
- تیسیرالرحمن فی تجوید القرآن / سعاد عبدالحمید، مطبع دار ابن الجوی قاهرة، ص351 (محدث)

(ج)

- جامع البیان فی القراء ات السبع المشورة/ امام الدانی،دارالکتب العلمیة، بیروت، طبع اوّل 2005ء،ج2، ص808 (محدث ، میر محمدی،العاصم)
- جامع البیان فی معرفة رسم القرآن/ علی اسماعیل السید هنداوی، دارالفرقان، الریاض، ص 358، فوٹوکاپی(میر محمدی، محدث)
- جامع المنافع فی قراءۃ الامام نافع/ بشیر احمد صدیق، الناشر محسن بشیر صدیق مدینة منورة، طعبة اول1421 ھ، الجزء الأول ،ص186 (العاصم)
- جامع الوقف مع معرفة الوقوف/ حافظ قاری محب الدین احمد، مکتبۃ القراء متصل مدرسہ عالیہ دارالقراء، ماڈل ٹاؤن،لاہور،ص۸۰ (تھانوی،میر محمدی)
- = = مکتبۃ القراءات،لاہور،ص۶۴ (محدث)
- جبیرة الجراحات فی حجیة القراءات/ صہیب احمد میر محمدی، مکتبۃ بیت السلام،ریاض،طبعہ اوّل ۱۴۲۲ ھ،ص۱۰۸ (تھانوی،میر محمدی، محدث)
- جدید تجویدی قاعدۃ / قاری طارق جاوید،انجمن انوار العلوم،،لاہور،مارچ ۲۰۰۳ء،ص۶۷ (تھانوی)
- جزء القرء ات مع ترجمة جزری، مطبع انصاری دہلی (متفرق)
- جمال القراء وکمال الاقراء / علی بن محمد بن عبد الصمد ، مکتبة التراث مکة، 1/ 740، 2/ 415 (میر محمدی)
- جمال القراء وکمال الاقراء (دراسة تحقیق: عبدالحق عبدالدایم سیف الفاسی) مؤسسة الکتب الثقافیة، بیروت، الطبعة الأولی،1/ 487 و 2/ 522 (محدث ، میر محمدی)
- جمال القرآن / محمد اشرف علی تھانوی،دارالقراء،لاہور،ص۴۴ (تھانوی)
- جمال القرآن مع حاشیة زینة الفرقان/ اشرف علی تھانوی، محمد یاسین عبدہ،سعید ایم ایچ کمپنی،

کراچی، ۱۹۸۳ء ص ۳۲ (محدث، تھانوی، میر محمدی)

- = = فاروقی کتب خانہ، ملتان، ص 32 (محدث، میر محمدی)
- جمال القرآن مع شرح کمال الفرقان/ محمد اشرف علی تھانوی، محمد طاہر رحیمی) ادارہ نشرواشاعت اسلامیات، ملتان، ص ۶۳۲ (تھانوی)
- = = مکتبہ مدینہ، لاہور، طبع چہارم، ص ۲۹۲ (محدث)
- = = ادارہ کتب طاہریہ، ملتان، ص ۲۹۲ (محدث)
- جمال القرآن مع حاشیة إیضاح البیان/ مولانا اشرف علی تھانوی، قاری محمد شریف) مکتبۃ القراءات، لاہور، ص ۹۶ (محدث)
- جمال القرآن مع حاشیة لتھسیل الفرقان/ مولانا محمد اشرف علی تھانوی، مکتبہ رشیدیہ، ساہیوال، ص ۴۶ (میر محمدی)
- جمع القرآن / تمنا عمادی، الرحمن پبلشنگ ٹرسٹ کراچی، ص ۴۲۴ (العاصم)
- جمع القرآن دراستة تحلیلیة عرویاتة / اکرم عبد خلیفة الایسمی، دارالکتب العلمیة، بیروت، طبع اول 2006ء/ 1427 ھ، ص 344 (محدث)
- جوامع النشر فی اجراء العشر / محمد تقی الدین دہلوی، جامعہ صدیقہ، لاہور، ص ۸۸ (تھانوی)
- جھد المقل / دکتور سالم قدوری الحمد، دار عمار للنشر التوزیع، عمان، طبع اوّل 1422 ھ، ص 368 (تھانوی، محدث)

- (ح)

- حجة القراء ت/ أبی زرعة عبدالرحمن بن محمد بن زنجلة، موسسة الرسالة، بیروت، الطبعة الأولیٰ، 1394 ھ، ص 814 (میر محمدی)
- = = (تحقیق سعید الافغانی) = طبع ثالث 1982ء، ص 814 (اشرفیہ، تھانوی، العاصم)
- = = طبعة الرابعة 1984ء، ص 815 (تھانوی)
- حدیث الاحرف السبعة/ دکتور عبدالعزیز بن عبدالفتاح القاری، دارالنشر، ریاض، ص 197 (میر محمدی)
- حرز الامانی ووجه التهانی فی القراء ات السبع / ابو القاسم محمد بن فهرة شاطبی (ضبط و صححه:علی محمد الضباع) مطبع مصطفی البأبی الحلبی، بمصر، 1937ء/ 1355 ھ، ص 111 (تھانوی، محدث)
- = (تعلیق لجنة القراء فی الجامعة الفرقانیة) قراءت اکیڈمی، لاہور، ص ۱۲۸ (تھانوی، میر محمدی)

- حروف مقطعات کے اشارات وکنایات / رحیم بخش، لاہور، ص۹۸ (متفرق)
- حسن الاخبار فی محاسن السبعة الاخیار/ عبدالوہاب بن وہبان الحنفی(م ۷۶۸ھ)، دار ابن حزم بیروت، طبعہ اول ۲۰۰۴ء، ص ۵۳۰ (محدث)
- حسن القرآن فی تجوید القرآن / محمود حسن، مدرسہ احمدیہ دہلی ۱۹۳۲ء، ص ۳۳ (متفرق)
- حسن القرآن / حافظ محمد ابراہیم علی گڑھی، حیدر آباد، سندھ، اپریل ۱۹۵۷ء، ص ۶۷ (تھانوی)
- حسن المقال فی القراء ات الثلاث/ قاری محمد ادریس العاصم، قراءات اکیڈمی، لاہور، ص ۳۰۴ (میر محمدی)
- حق التلاوة/ حسين شيخ عثمان، مكتبة الرسالة الحديثة، عمان، ص 147 (میر محمدی)
- = = مكتبة المنار، اردن، ص 179 (میر محمدی)
- حقيقة التجويد فی ترتيل القرآن المجيد/ محمد صدیق خراسانی، مکتبہ احمدیہ، علیگڑھ، ص ۲۷ (تھانوی)
- حل المشكلات و توضيح التحريرات فی القراء ات/ محمد عبدالرحمن الخليجی، مدرسة محمدعلی الضاعية بالاسكندرية، الطبعة الثانیہ 1939ء/ 1358 ھ، ص 127 (میر محمدی، محدث)
- حلاوة الايمان بتلاوة القرآن / محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، دفتر الہادی میانہ پور، سیالکوٹ، ص ۶۴ (العاصم)
- حلية التلاوة فی تجويد القرآن/ رحاب محمد مفيد شقيقی، مطبع مكتبة روائع المملكة سعودية، طبعة ثانية 2008ء ، ص 428 (محدث)
- حيات شيخ التجويد والقرآن/ قاری محمد اسماعیل، المکتبۃ الامدادیۃ، شاہ عالم، سرکلر روڈ، لاہور، 2001ء، ص ۳۰۹ (میر محمدی)

(خ)

- خلاصة اعظم التجويد فی وجوب علم التجويد/ سلامت اللہ، مطبع اختر دکن حیدر آباد 1382ھ، ص 40 (متفرق)
- خلاصة البيان فی تجويد القرآن/ محمدعنايت الله، سيدالطابع سهارنپور 1334 ھ، ص 35 (متفرق)
- خلاصة البيان فی تجويد القرآن/ قاری ضياء الدين احمد، ادارہ اسلاميات، انارکلی، لاهور 1997ء، ص 318 (میر محمدی، العاصم)
- خلاصة التجويد/ قاری اظہار احمد تھانوی، قراءات اکیڈمی، لاہور، ص ۵۵ (متفرق)
- خلاصة التجويد (مفتاح التجويد)/ مظفر بیگ ابراہیمیہ دیوبند ۱۳۴۲ ھ، ص ۴۲ (متفرق)
- خلاصة التجويد/ سخی محمد، چکوال 1986ء ، ص 124 (متفرق)

- خلاصة التجوید/ محمد منیر علی، مطبع ابراہیمیہ حیدر آباد دکن ۱۳۴۸ ھ، ص۹۰ (متفرق)
- خلاصة تجوید احمدیة/ محمد احمد،مطبع ابوالعلائی حیدر آباد دکن1320 ھ، ص24 (متفرق)
- خلاصة فوائد مکیة/ عبدالرحمن الدیروی قاری، نفیس لائبریری، اشرفیہ لاہور، ص۳۲ (العاصم)

(د)

- درر العقلیة فی شرح متن العقیلة / عبدالرحمن الہ آبادی، مطبع انوار احمدی، ص۹۰ (خدابخش)
- دروس فی ترتیل القران الکریم / فائز عبدالقادر، وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیة، قطر، ص135 (محدث)
- دروس مهمة فی شرح الدقائق المحکمة / سید الاشین ابوالفرج، دار الزمان مدینة، ج2، ص232 (العاصم)
- درة الفرید فی نظم القرآن المجید +حقیقة التجوید/ محمد صدیق الخراسانی+عبدالحق بن سیف الدین الدہلوی، المطبعۃ الاحمدیہ، علی گڑھ(دوکتب یک جلد) (اشرفیہ)
- درة القاری للفرق بین الضاد والظاء فی القرآن الکریم / عزالدین عبدالرزاق بن رزق الله (م 661ھ)، مطبع مکتبة الملک فهد الوطنیة،طبعة ثانیة 1429ھ ،ص63(محدث)
- دفاع قراءات/ محمد طاهر رحیمی، ادارہ کتب طاہریہ، ملتان، ص۹۱۰ (محدث،میر محمدی)
- دفاع من القراء ات المتواترة/ دکتور حبیب السعید، دارالمعارف، 1119 کورنیشن النیل، القاهرة، مصر، رمضان 1398 ھ، ص158 (تھانوی)
- دفاعاً عن القراء ات تمکین المد/ مکی بن أبی طالب القیسی (م 355ھ) (تحقیق:احمد حسن فرحات)دار ارقم کویت، ص61 (میر محمدی)
- دلیل الحیران شرح مورد الضمآن فی رسم وضبط القرآن / ابن عاشر شرحان ابراهیم بن احمد المارغنی التونسی، (تحقیق:محمد صادق قمحاوی(م 1402ھ)
مکتبة الکلیات الازهریة، ص461 (محدث)
- دلیل القاری علی کلام الباری/ ابوالوفا محمود، المطبعة الاعظمیة، حیدرآباد، طبع أولیٰ، ص80 (اشرفیة)

(ر)

- رسالة اثبات وقف لازم/ محمد علی خان(1315ھ) (متفرق)
- رسالة الملام العباد بحقیقة النطق بالضاد، دارالصحابة بطنطا، طبعة 1426 ھ، ص21 (میرمحمدی)

- رسالة تجوید القرآن/ ابو الحسن قربی (1337 ہ) ،ص 25(متفرق)
- رسالة تجوید(منظوم)/ جعفر علی،دھلی 1464 ھ، ص64(متفرق)
- رسالة تجوید/ عبدالعزیز خان عزیز ،پریس آگرہ (متفرق)
- رسالة تجوید/ ناظم حسین عمری گوپاموی ،ص 32 (متفرق)
- رسالة فی الکلمات الممالة لورش و بیان اصوله من طریق الحرز/ عبدالرزاق بن علی بن ابراهیم، دارالضیاء، طنطاء، الطبعة الأولی 2003ء/ 1423 ھ، ص152 (محدث)
- رسالة فی علوم التجوید/ حامدابراهیم احمد الدروی، المطبعة السلفیة،القاهرة، ص 48 (میر محمدی)
- رسالة قراءات منظوم/ مولوی ابوالحسن رحمانی پریس مدراس ،1278 ھ،ص460 (متفرق)
- رسائل اربعة / ابوالحسن اعظمی قاری، قراءت اکیڈمی لاہور، ص۱۲۶ (محدث)
- رسم المصحف دراسة لغویة تاریخیة/ غانم قدوری الحمد، بغداد، طبعة اوّلي 1402 ہ ص822 (میرمحمدی)
- رسم المصحف العثمانی / عبدالفتح اسماعیل شبیلی، دارلشروف، جدة، سعودی عرب، الطبعة الثانیة، 1403 ھ، ص151 (تھانوی ، میرمحمدی،العاصم)
- = = مطبع دار المنارة جدة، ص158 (محدث)
- رسم المصحف والا احتجاج به فی القراء ات/ عبدالفتاح اسماعیل شبلی، مکتبة نهضة، مصر، ص149 (میرمحمدی)
- رسم المصحف وضبطه/ شعبان محمد اسماعیل ڈاکٹر، دار السلام مکہ، ص۱۲۰ (میر محمدی)
- رسم عثمانی اور اس کی شرعی حیثیت / سمیع اللہ فراز، شیخ زاید اسلامک سنٹر پنجاب یونیورسٹی، ص۴۳۶(محدث)
- رفع التفاد عن احکام العناد+ تحذیر الانام / مولانا محمد قاسم+ منشی محمد شفیع ، کتب خانہ اعزازیہ، دیوبند،۶۱+۶۱ (اشرفیہ)
- رموز القرآن / عبدالحمید حنفی رامپوری، مکتبہ محمدیہ نزد مدرسہ خیر المدارس ملتان، ص۲۴ (العاصم)
- روح تجوید القرآن/ محمد صدیق افغانی، المطبعة الخیریة، میرٹھ، ص۱۲۸ (اشرفیہ)
- روضات الجنات فی ما انفرد به ثلاثة الدرة من القراء ات/ محمود علی، قاهرة، ص68 (العاصم)
- روضح المعالم فی قراءۃ الامام عاصم / بشیراحمد صدیقی، مدینة منورة، ص94 (تھانوی،اشرفیہ)
- رہنمائے تجوید / قاری محمد سلیمان، ناشران قرآن لمیٹڈ، لاہور، ص۴۰ (محدث)

- رہنمائے تجوید / قاری محمد سعید اسعد، آسان تجوید ٹریننگ فاؤنڈیشن، لاہور، ص۶۸ (تھانوی، محدث)
- رہنمائے قراءات / سید سردار علی شاہ سکہ رسندہ، ۱۹۲۹ء، ص۳۱ (متفرق)

(ز)

- زاد السائر إلى قراءة ابن عامر بروايتى هشام وابن ذكوان من طريقى الشاطبية والدرۃ/ توفيق ابراهيم ضمرة،دار الصحابة بطنطا، ص191 (محدث)
- زبدة العرفان فى وجوه القرآن/ حامد بن عبدالفتاح، مخطوطه و قف المدرسة بشير آغا رباط، ص83، (فوٹوکاپی) (تھانوی)
- زبدة العرفان/ عبدالفتاح پالوی، مطبع حلال انقرہ، ص268 (میر محمدی)
- زينت القارى / کرامت علی، مظہر آرٹ پریس، ۱۲۸۵ھ، ص۷۵ (متفرق)
- زينت القارى/ مجید الدین، مطبع اکبری آگرہ ۱۲۶۴ ھ، ص۷۵ (متفرق)
- زينت القرآن/ قاری محمد شریف، مدرسہ تجوید القرآن، لاہور، ص۸۴ (اشرفیہ)
- زينة المصحف/ محمد ادریس عاصم، قراءات اکیڈمی لاہور، ص۲۱۰ (محدث، العاصم)

(س)

- سبعة قراء ات / قاری محمد غلام رسول، دار العلوم گیلانیہ فیصل آباد، ص۱۳۶ (محدث)
- سبيل الرشاد فى تحقيق تلفظ الضاد / قاری محمد شریف، مکتبۃ القراءۃ، لاہور، ۱۹۶۸ء، ص۱۸۴ (تھانوی، میر محمدی، العاصم)
- سجاوندى/ ابو جعفر بن طبقون، مطبع محمدی، پشاور، ص۲۰۰ (فوٹوکاپی) (تھانوی)
- سراج الغايات فى عدد الآيات / فتح محمد، قراءات اکیڈمی لاہور، ص۱۰۰ (میر محمدی، محدث)
- سراج القارى المبتدى شرح منظومة حرز الامانى و بذيله مختصر بلوغ الامنية و بالهامش غيث النفع فى القراء ات السبع، مطبع مصطفى البأبى الحلبى،مصر، طبعة ثالثة، ص420 (تھانوی)
- سراج القارى المبتدى وتذكار المقرى المنتهى/ أبى القاسم على بن عثمان، مصطفى البأبى مصر، ص420 (میر محمدی)
- سراج القارى المنيري و تذكار المقرئ المنتهى شرح منظومة حرزالامانى ووجه التهانى أبى محمدبن أبى القاسم الرعيتى، دارالفكر، مصر، 1981ء / 1410 ھ، ص420 (تھانوی، محدث، میر محمدی)
- سراج القارى/ سعید احمد،مطبع حنفی،ص 24 (متفرق)
- سراج القراء ات/ پیر محمد، نامی پریس لکھنو ۱۳۰۶ھ، ص۱۱۸ (متفرق)

- سعادۃ الدارین فی بیان و عدآی معجز القرآن / محمد بن علی خلف الحسینی، مصر، ص95 (میرمحمدی)
- سلسلة علم القرآن والتجوید هیئة الرحمن الرحیم فی کیفیة الوقوف علی الکلمات فی القرآن الکریم / الیاس بن احمد حسین بن سلیمان برماوی، مکتبة دار الزمان مدینة منورة، ص128 (عاصم)
- سمیر الطالبین فی رسم و ضبط الکتاب المبین/ علی محمد الضباح،مطبع مکتبة المشهد الحسینی قاهرة، طبعة أولیٰ، ص189 (محدث ، تھانوی ، میر محمدی)
- سنن القراء ومنهاج المجودین/ عبدالعزیز بن عبدالفتاح ،مکتبة الدار، ص242 (محدث ،العاصم)
- سہل قواعد تجوید / حکیم اللہ حسینی، مکتبہ نشاۃ ثانیہ حیدر آباد دکن ۱۶۵ء، ص۶۰ (متفرق)

(ش)

- شارح الوقف فی حل جامع الوقف/ حبیب الرحمن، جامعة صدیقیة، لاھور، 2004ء، ص40 (تھانوی)
- شجرۃ سبع القرا ء ات/ ابومحمد محی الاسلام ،مطبع مجتبائی حیدر دھلی1347 ھ،ص 33 (متفرق)
- شجرۃ الاساتذة فی آسانید القراء ات العشر المتواترة / اظہار احمد تھانوی(تکمیل وترتیب: محمد ادریس العاصم) قراءات اکیڈمی،لاہور، ص۳۲۷ (تہانوی، محدث، میر محمدی)
- شجرة سبعة قراء ات / ابو محمد محی الاسلام عثمانی، مطبع مجتبائی، دھلی، ص31 (تھانوی،خدابخش)
- شرح جزری التقدمة الشریفیة فی شرح المقدمة الجزریة/ قاری محمد شریف، مکتبہ القراء ات،لاہور،ص۴۰۷ (محدث)
- شرح اتحاف البریمة بتحریرات الشاطبیة المسمی مختصر بلوغ الامنیة / نور الدین علی محمد الضباع، دار اضواء السلف، الریاض، الطبعة الأولی 2007ء/ 1428 ھ، ص303 (محدث)
- شرح احادیث حروف سبعہ اور تاریخ قراءت متواترہ / ڈاکٹر مفتی عبد الواحد، دارالافتاء، جامعہ مدینہ، کریم پارک، لاہور، ذیعقدہ ۱۴۲۱ ھ، ص۴۳ (تھانوی، میر محمدی)
- شرح افضل الدار علی عقیلة اتراب القصائد فی علم الرسم العثمانی/ عبدالرحمن بن بشیر خان الہ آبادی، قراءت اکیڈمی، لاہور، ص۹۶ (تھانوی، میر محمدی)

- شرح افضل الدرر/ عبدالرحمن بشیر المکی قاری، قراءت اکیڈمی لاہور،، ص۹۶ (محدث، العاصم)
- شرح الامام الزبیدی/ عثمان بن عمر بن أبی بکر، مکتبة العصریة، بیروت، ص579 (میر محمدی)
- شرح التحریرات علی متن الشاطبیة/ محمد بن عبد الشعبانی،دارالصحابة بطنطا، ص104 (محدث)
- شرح الامام السمنودی علی متن الدرة المتمة للقراء ات العشر/ ابن الجزری (تحقیق:عبدالرزاق بن علی بن ابراهیم موسیٰ)دار الضیاء بطنطا،ص255 (محدث)
- = = مکتبة محمد علی صبیح الازهر، ص147 (محدث)
- شرح التسهیل المسمی تمهید القواعد بشرح تسهیل الفوائد / محب الدین محمد بن یوسف بن احمد، دارالسلام لطباعة والنشر والتوزیع والترجمة، الطبعة الاوّل 2007ء/ 1428 ھ، جزء الحادی ص366 (محدث)
- شرح الدرة المضیة فی القراء ات الثلاث المرویة / امام محمد بن محمد بن محمد أبی القاسم النوبری (تحقیق: عبدالرافع بن رضوان بن علی) الجامعة الاسلامیة بالمدینة المنورة 1411 ھ، 1/ 357. 2/ 501. (تھانوی، میر محمدی، محدث)
- شرح الدرر اللوامع فی اصل مقراء الإمام نافع/ أبی عبد الله محمد بن عبد الملک، (العاصم)
- شرح الشاطبیة/ علی محمد الضباع، مکتبة محمدعلی صبیح ، القاهرة، ص219 (تھانوی، میر محمدی)
- شرح الشاطبیة/ قاری اظہار احمد تھانوی، قراءت اکیڈمی لاہور، ۲۰۰۵ء، ص۶۷۷ (تھانوی، میر محمدی، العاصم)
- شرح الشاطبیة/ ابواسحاق ابرا هیم الجعبیری، ج2 (میر محمدی)
- شرح الشاطبیة/ امام جلال الدین سیوطی، مؤسسة قرطبة اندلس، ص455 (العاصم)
- شرح العلامة المخلاتی المسمی بالقول الوجیز فی فواصل الکتاب العزیز/ رضوان بن محمد سلیمان المکنی، (تحقیق: عبدالرزاق بن علی) وازة الاعلام، مدینة منورة، 1992ء، ص425 (تھانوی)
- شرح الفاسی علی الشاطبیة المسمی باللآلی الفریدة فی شرح القصیدة/ أبی عبدالله محمد بن الحسن بن محمد الفاسی (تحقیق:عبدالرزاق بن علی بن ابراهیم موسیٰ) مکتبة الرشد، الریاض، الطبعة الاوّل 2005ء/ 1426 ھ، الجزء الاوّل،ص591 ، جز ثالث ص687

(محدث)

- شرح القاری المبتدی و تذکار المقری المنتھی / أبی القاسم علی بن عثمان بن محمد بن احمد، مکتبة مصطفی البأبی الحلبی، مصر، طبعة ثالثة 1373 ھ، ص420 (تھانوی)
- شرح القصیدةالشاطبیة/ ابو القاسم محمد بن فیره رعینی شاطبی (م590 ھ)، ص2111، (فوٹوکاپی قلمی نسخہ) (تھانوی)
- شرح المقدمة الجزریة فی علم التجوید/ زکریا انصاری، مکتبة الغزالی، دمشق، الطبعة الثالثة 1991ء/ 1411 ھ، ص160 (محدث، العاصم)
- شرح النظم الجامع لقراءة الامام نافع / عبدالفتاح القاضی، دارالسلام، الطبعة الأولی 2007ء/ 1428 ھ، ص284 (محدث)
- شرح تلخیص الفوائد وتقریب المتباعد / علی بن عثمان بن محمدبن القاصح أبی البقاء، مطبع مصطفی البأبی مصر، طبعة اولي،ص108 (محدث، تھانوی، میر محمدی)
- شرح تنقیح فتح الکریم/ احمد عبدالعزیز الزیات/ (یاسر ابراھیم)وزارة الاوقاف ، ص255 (میر محمدی،محدث)
- شرح جزری ھندی/ امام ابن الجزری، (مترجم علی جونپوری) راشد کمپنی، دیوبند، ص80 (تھانوی،العاصم)
- شرح سبعة قراء ات / ابو محمد محی الاسلام پانی پتی 1930ء،ص30(متفرق)
- = =میر محمد کتب خانه، آرام باغ،کراچی، 1347 ھ، ص324 (میرمحمدی)
- = = ادارہ اسلامیات لاہور، ۱۹۹۵ء، ص۲۸۴ (محدث، میر محمدی، تھانوی)
- شرح سبعة قراء ات مع اضافة شجرة قراءات سبعة، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۱۹۹۵ء (تھانوی)
- شرح شاطبیة النشر فی القراء ات العشر/ امام الجزری ۸۳۳ ھ، (تحقیق علی محمد الضباع) قراءت اکیڈمی، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص۴۳۸ (تھانوی)
- شرح شعلة علی الشاطبیة المسمی کنز المعانی شرح حرز الامانی/ أبی عبدالله محمد بن احمد الموصلی، دارالکتب العلمیة، بیروت الطبعة الأولی 2001ء/ 1422 ھ، ص408 (تھانوی، محدث، میر محمدی)
- شرح طبیة النشر فی القراء ات العشر/ شھاب الدین أبی بکراحمد بن محمد(م853 ھ) دارالصحابة بطنطا، 1426 ھ، ص432 (میرمحمدی)
- شرح طبیة النشر فی القراء ات العشر/ محمدبن محمد النویری(م 853 ھ) (تحقیق: مجدی محمد سرور سعد) دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی2003ء/ 1424 ھ، 1/ 636. 2/ 671. (تھانوی، محدث، میر محمدی، العاصم)

- شرح فوائد مكية / محمد ادریس عاصم، قراءات اکیڈمی، لاہور، ص ۴۷۲ (محدث، میر محمدی)
- شرح منحة مولى البر فيما زاده النشرللقراء العشر على الشاطبية والدرة/ عبدالفتاح القاضى، ص135 (محدث)
- شرح قصيدة الامام أبى القاسم الشاطبى /أبى بكر السيوطى، دارالعاصمة للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الأولى 2007ء/ 1428 هـ، ص568(محدث)
- شرح قواعد البقرى فى اصول القراء السبعة/ سلطان بن ناصر الجبورى(م138 ه)، دارالكتب العلمية، بيروت، ص83 (ميرمحمدى)
- شرح كتاب التيسير للدانى المسمى الدرالنشير والعذب النمير/ عبدالواحد بن محمد المالكى، دارالكتب العلمية، بيروت، طبعةأولىٰ 2002ء ، ص712 (تھانوی)
- شرح كلاو بلى و نعم والوقف على كل واحدة / أبى محمد مكى بن أبى طالب دارالمامون التراث، بيروت، طبعة اولي 1404 هـ، ص120 (ميرمحمدى)
- شرح مختصر قواعد التحرير لطيبة النشر/ محمد بن محمد جابر المصرى، داراحياء الكتب العربية،مصر، ص86 (تھانوی، میر محمدی)
- شرح منحة حولى البر/ عبد الفتاح القاضى، قاهرة، ص68 (العاصم)
- شرح هندى جزرى/ محمد اسحاق صديقى، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند، ص۸۸ (متفرق)
- = = / محمد عبدالمجيد ،كانپور،ص96 (متفرق)
- شفاء الصدور بذكر قراءات الائمة السبعة البدور/ أبى عبيد رضوان، المخللاتى، صٍ227 (مير محمدى)
- شواذ فى القرآن/ لابن خالوية، مجمعة المشتشرقين الامانية، مصر،ص228(العاصم)

(ص)

- صريح النص فى الكلمات المختلف فيها عن حفص/ على محمد الضباع،مصطفى البأبى الحلبى مصر، ص48 (تھانوی، العاصم)
- صفحات فى علوم القراء ات/ أبى طاهرعبدالقيوم السندى، جامعة اُم القرىٰ، مكة مكرمة، طبعة اوّلي 1415 هـ، ص439(تھانوی، میر محمدی)

(ض)

- ضياء القراء ات / ضیاء الدین احمد، مطبع احمدی، لکھنو ۱۳۲۹ ھ، ص ۱۶ (اشرفیہ)
- = = شاہد بک ڈپو سہارنپور، ص ۳۲ (متفرق)
- ضياء القرآءت مع سراج القرآء ت و تحفة المبتدى/ قارى محمد ضياء الدين صديقى ، قرا

ءات اکیڈمی، لاہور، ص ۶۲ (محدث)

- = = میر محمد کتب خانہ کراچی، ص ۳۲ (میر محمدی)
- = = کتب خانہ عزیزیہ دیوبند، ص ۳۷۶ (متفرق)

(ط)

- طيبة النشر فى القراء ات العشر/ امام ابن الجزری، (تحقيق على محمد الضباع) مطبع مصطفى البأبى الحلبى، مصر، طبعة اوّلي 1369 ھ / 1950ء، ص 128
(تھانوی، محدث)
- = = = مکتبہ دار الهدی مدینہ منورہ، طبعہ ثالث 1426ھ، ص ۱۲۸ (تھانوی. محدث)
- = = کتب خانہ فخریہ امروہی، انڈیا، ص ۳۲ (محدث)
- = = دار الصحابہ، بطنطا، ص ۱۲۸ (میر محمدی)
- = = مطبع الحسینی، مصر، ص ۸۷۱ (میر محمدی)
- طلائع البشر فى توجيه القراء ات العشر/ محمد صادق قمحاوى، عالم الكتب، بيروت، الطبعة الأولى 2003ء/ 1424 ھ، ص 200 (میر محمدی، محدث، العاصم)

(ع)

- عذار القرآن/ قاری محمد اسماعیل پانی پتی، قراءت اکیڈمی لاہور، ص ۲۵۲ (میر محمدی، محدث)
- عشرة مسنون فى القراءات العشرة من الشاطبية/ محمد محمد هلالى، مكتبة الضياء بطنطا، طبعة اولي 1333ھ، ص 176 (میر محمدی)
- علم التجوید/ قاری غلام رسول، جامعہ تجوید القرآن، نورانی جامع مسجد، صدر بازار، لاہور کینٹ، ۱۳۸۷ ص ۵۸ (میر محمدی)
- علم القراء ات / نبيل بن محمد ابراهيم آل اسماعيل، الرياض، الطبعة الثانية، 1423 ھ ص 498 (تھانوی، میر محمدی)
- علم تجوید اور اس کی اہمیت و ضرورت / میر اسد علی، بیت القراءات کراچی ۱۹۸۰ء، ص ۴۸ (متفرق)
- علم قراءات اور قراء سبعۃ / مولانا قاری ابو الحسن اعظمی، ادارہ اسلامیات، انار کلی لاہور، طبع اوّل، ۱۴۱۰ھ / ۱۹۸۹ء، ص ۱۸۳ (تھانوی، خدابخش، محدث، میر محمدی)
- علوم السادة النجباء / اشرف محمد فوادطلعت، مكتبة السنة، قاهرة، ص 118 (تھانوی)
- علوم القرآن/ ڈاکٹر صبحی صالح، کشمیر بک ڈپو، چنیوٹ بازار، فیصل آباد، اگست ۱۹۸۶ء، ص ۴۸۸ (میر محمدی)
- عمدة البيان فى تجويد القرآن/ صابر حسن محمد ابو سليمان، دار عالم الكتب، رياض،

ص360 (العاصم)

- عمدة الخلان فی ایضاح زبدة العرفان / محمد الامین آفندی زاده،ص472 (تھانوی،میر محمدی)
- عمدة المبانی فی اصلاح عدة من أبیات حرز الأمانی / قاری فتح محمد پانی پتی، کراچی، ص۱۲۰ (محدث)
- = = ٹیکنیکل پرنٹرز، کراچی، ص۱۲۰ (تھانوی، میر محمدی، العاصم)
- عمدة العرفان فی تحریر أوجه القرآن / مصطفی بن عبدالرحمن الازھری، مکتبة الجندی، مصری، ص194 (تھانوی)
- عنایات رحمانی شرح الشاطبیة / فتح محمد پانی پتی، قراءات اکیڈمی، لاہور، ۳/م، ص۵۴۱، ۵۷۴ (تھانوی، میر محمدی، محدث)
- = = ٹیکنیکل پرنٹرز، کراچی، ص۵۶۵ (تھانوی، خدابخش)

(غ)

- غایة المرید فی علم التجوید / عطیة قابل نصر، قاهرة، ص303 (العاصم)
- غایة المسترة / الیاس بن احمد حسین بن سلیمان البراوی،مکتبة دارالمطبوعات الحدیثة، جدہ سعودی عرب، ص85 (تھانوی)
- غایة النهایة فی طبقات القراء/ امام ابن الجزری ، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی 1932ء/ 1351 ھـ،1/ 622. 2/ 634 (محدث ، میر محمدی، تہانوی)
- غایة الإختصار فی قراء ات العشرة أئمة الأمصار/ أبی العلاء لحسن بن احمد بن الحسن الهمدانی العطار، ج2 (العاصم)
- غایة رضائی فی قراء ة الکسائی / توفیق ابراهیم ضمرة، دار الصحابة بطنطا، ص335 (محدث)
- غایة سروری فی روایة الدوری من قراءة أبی عمرو البصری / توفیق ابراهیم ضمرة، دار الصحابة بطنطا، طبعة اولي2008ء ص255 (محدث)
- غیث النفع فی القراء ات السبع / علی النوری بن محمد، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی 2004ء/ 1425 ھـ، ص688 (تھانوی، محدث، میر محمدی، العاصم)

(ف)

- فتح الرحمن فی تیسیر طرق حفص بن سلیمان / ابوعبدالرحمن رضا بن علی بن درویش السیوطی، مؤسسة قرطبة، الطبعة الثانیة 1424 ھـ، ص188 (تہانوی)

- فتح المعطی وغنیة المقری شرح مقدمة ورش المصری/ محمد بن احمد الشهیر، مطبع مکتبة الازهریة ،ص119 (محدث)
- فتح المقفلات فی القراءات العشر/ المخلاتی، ج2 (میر محمدی)
- فتح الملکة المتعال بشرح تحفة الاطفال/ الشیخ محمد المیمی الاحمدی، مطبع محمدعلی صبیح میدان الازهر، بمصر، ص9 (میرمحمدی)
- فتح الوصید فی شرح القصید/ أبی الحسن علی بن محمد السخاوی، مکتبة الرشد، الریاض، طبع اوّل2002ء/ 1423 ھ. 4 مجلدات، ص 1408، (محدث)
- فتح الوصید فی شرح القصید/ أبی الحسن علی بن محمد السخاوی، دارالصحابة، بطنطا،طبعة اولي 1425 ھ، 1/ 2،491/ 416 (تھانوی،میر محمدی)
- فرحة الابرار فی قراءة خلف البزار من طریقی الدرة والطیبة/ توفیق ابراھیم ضمرة، دارعمار، عمان، الطبعة الأولی 2007ء/ 1428 ھ، ص201 (محدث)
- فریدة الدھر فی جمع وتاصیل القراءات العشر / محمد ابراھیم محمد سالم،دار البیان الغربی قاھرة، طبعة اولي2003ء ج 4 (محدث ،العاصم)
- فضائل حفظ القرآن / مولانا محمد امداداللہ انور، دارالمعارف، عنایت پور تحصیل جلال پور پیروالہ، ملتان،طباعت اوّل ۱۴۱۴ھ، ص۲۰۷ (تھانوی)
- فن الاشراف / الدکتور یحییٰ بن عبدالرزاق الغوثانی، دارالغوثانی، جدۃ، سعودی عرب، الطبعة الأولیٰ 1421 ھ ص334 (تھانوی)
- فنون الافتان فی عجائب علوم القرآن/ أبی الفرج عبدالرحمن علی بن الجوزی، مکتبة ابن سینا، قاھرة، ص288 (میرمحمدی)
- = =دارابشائر الاسلامیة، بیروت،طبع أولیٰ 1407 ھ، ص566(تھانوی)
- فوائد ولطائف القراء من کتاب غایة النهایة فی طبقات القراء / لابن الجزری، دارعمار، ص72 (محدث)
- فوائد المرضیة شرح اردو مقدمة الجرزیة / محمد سلیمان،دیوبند،ص ۷۶ (میر محمدی)
- = = /کتب خانہ امدادیہ دیوبند یوپی، انڈیا،ص۸۷۶ (العاصم)
- = = قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، ص۱۱۷ (العاصم)
- = = قراءات اکیڈمی، لاہور، ص۱۳۱ (محدث)
- فوائد مکیہ / عبدالرحمن مکی، مطبع علیمی، لاہور، ص۲۴ (تھانوی)
- = = اصح المطابع، لکھنو، ص۳۲ (خدابخش)
- = = مکتبہ شرکت علمیہ ملتان، ص۳۲ (میر محمدی)

- = = قدیمی کتب خانہ، کراچی، ص۴۷ (میر محمدی)
- فوائد مکیہ مع حاشیہ تعلیقات مالکیہ / قاری عبدالمالک، عبدالرحمن مکی، اظہار احمد تھانوی، لاہور، ص۸۰ (تھانوی)
- فوائدمکیۃ مع حاشیہ لمعات شمسیہ / قاری عبدالرحمن مکی، نوری بک ڈپو، لاہور، ص۱۷۴ (محدث، میر محمدی، العاصم)
- فوائدمکیۃ معرفۃ الرسوم ہندی شرح جزری / عزیز الرحمن پانیری، بلوچستان بک ڈپو، مسجد روڈ، کوئٹہ، ص۱۳۶ (میر محمدی)
- فوائد و لطائف القراء من كتاب غاية النهاية فى طبقات القراء / امام ابن الجزری 833 ھ، دارعمار، عمان، 2009ء، ص82 (میر محمدی)
- فہم قرآن / مولانا سعید احمد اکبر آبادی، ادارہ اسلامیات، انارکلی، لاہور، طباعت اوّل، ۱۹۸۲ء، ص۲۰۰ (تھانوی)
- فى الدراسات القرآنية واللغوية الأمالة فى القراء ات واللهجات العربية / عبدالفتاح اسماعيل، دارالشروق، جدہ 1983ء، ص۵۲۴ (تھانوی، میر محمدی)
- فى القراء ات المتواترة/ محمد الحبش، دارالكلم الطيب، دمشق، طبعة أولىٰ، ص307، (تھانوی)
- فى رحاب القرآن الكريم / دكتور محمد سالم محيسن، الناشر مكتبة الكليات الازهرية، القاهرة، ص527 (العاصم)
- فى علوم القراء ات مدخل ودراسة و تحقيق/ الدكتور رزق الطويل، الفيصل مكة مكرمة، ص320 (میر محمدی، العاصم)
- فيض الرحيم فى قراء ات القرآن الكريم القراء ات السبع / سعيد محمد، عالم الكتب، ص694 (عاصم)

(ق)

- قاری بنانے والی کتاب / عبداللہ کانپور، ص۲۴۱ (متفرق)
- قاعدة بغدادية ومعه الامثلة القرآنية/ أبى فوزان حامد بن عبدالحميد، مدار الوطن للنشر، الطبعة التاسعة 2007ء/ 1428 ھ، ص97 (محدث)
- قراءۃ حضرت امام نافع بہ روایت سیدنا قالون / قاری رحیم بخش، ادارہ نشرواشاعت اسلامیہ، ملتان، ص۶۷ (محدث)
- قراءۃ امام ابن کثیر بروایتین بزی وقنبل / قاری رحیم بخش پانی پتی، ادارہ نشرواشاعت اسلامیہ، ملتان، ص۹۲ (محدث)
- قراءۃ امام عاصم بروایت ابو بکر شعبة بن عياش / قاری رحیم بخش پانی پتی، ادارہ نشرواشاعت اسلامیہ،

ملتان، ص۴۰ (محدث)

- قراء ات القراء المعروفين بروايات الرواة المشهورين/ احمد بن عمر اندرأبی، مؤسسة الرسالة، بیروت، طبعة ثانية، 1405 ھ، ص268 (میرمحمدی،عاصم)
- قراء ات القراة المعروضين بروايات الرواة المشهورين / احمد بن أبی عمر اندرأبی ، (تحقیق احمد نصیف) مؤسسة الرسالة، بيروت، طبعة أولیٰ1985ء، ص222 (تھانوی)
- قراء ات المصطفیٰ / ناظم ظہور الحسن ،1346 ھ، ص 16 (متفرق)
- قراء ات النبی!/ أبی عمر حفص بن عمر الدوری (تحقیق:حکمت بشير ياسين) مكتبة انوار مدينة منورة، ص133 (میر محمدی)
- قراء ات النبیﷺ/ أبی عمر حفص بن عمر الدوری (تحقیق: معراج الاسلام ضیاء) مؤسسة صور للكتابة والطباعة پشاور، الطبعة الأولى 1993ء/ 1414 ھ، ص133 (محدث)
- قراء ات تعلیم طفلان / عبدالحق بدایونی ،شاہ جہانی پریس بھوپال ۱۳۹۱ھ، ص۱۷ (متفرق)
- قراءات حضرت امام ابن عامر / قاری رحیم بخش، ادارہ نشرواشاعت ملتان، ص۱۰۳ (متفرق)
- قراءات حضرت امام ابن کثیر / قاری رحیم بخش، ادارہ نشرواشاعت ملتان، ص۱۹ (متفرق)
- قراءات حضرت امام ابوعمرو بصری / قاری رحیم بخش، ادارہ نشرواشاعت ملتان، ص۱۴۴ (متفرق)
- قراءات حضرت امام حمزہ کوفی / قاری رحیم بخش پانی پتی، ادارہ نشرواشاعت اسلامیات، ملتان، ص۳۷۲ (تھانوی)
- قراء ة امام حمزة کوفی بروایتین امام خلف،امام خلاد / قاری رحیم بخش پانی پتی، ادارہ نشرواشاعت اسلامیہ، ملتان، ص۳۷۶ (محدث)
- قراءات حضرت امام عاصم / قاری رحیم بخش، ادارہ نشرواشاعت ملتان، ص۳۹ (متفرق)
- قراءات حضرت امام کسائی / قاری رحیم بخش، ادارہ نشرواشاعت ملتان، ص۹۸ (متفرق)
- قراءات حضرت امام نافع / قاری رحیم بخش، ادارہ نشرواشاعت ملتان، ص۷۵ (متفرق)
- قراءة حضرت امام نافع بروایت قالون / رحیم بخش پانی پتی، ادارہ نشرواشاعت، ملتان، ص۷۹ (اشرفیہ، تھانوی)
- قراء ة امام ابن عامر شامی بروایتین امام ہشام ،امام ابن ذکوان / قاری رحیم بخش پانی پتی، ادارہ نشر واشاعت اسلامیہ، ملتان، ص۱۰۴ (محدث)
- قراءة امام ابوعمر وبصری بروایتین موسی ودوری / قاری رحیم بخش پانی پتی، ادارہ نشرواشاعت اسلامیہ، ملتان، ص۱۵۸ (محدث)

- قراءۃ حضرت امام ابن کثیر مکی / قاری رحیم بخش پانی پتی، ادارہ نشر واشاعت اسلامیات، ملتان، ص ۹۲ (تھانوی)
- قراءۃ حضرت امام ابو عمرو بصری / قاری رحیم بخش پانی پتی، ادارہ نشر واشاعت اسلامیات، ملتان، ص ۱۵۸ (تھانوی، اشرفیہ)
- قراءۃ حضرت امام عاصم / ادارہ نشر واشاعت اسلامیات، ملتان، ص ۹۳ (تھانوی)
- قراءات شاذہ / ابو الحسن اعظمی، قراءت اکیڈمی لاہور، ص ۶۳ (محدث)
- قراءات شاذہ شرعی حیثیت اور تفسیر و فقہ پر اثرات / محمد اسلم صدیق، شیخ زید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، طبع اوّل ۲۰۰۶ء ص ۴۲۴ (محدث)
- قراءات قرآن اور قبرستان / عبد الرشید، ص ۱۵۰ (متفرق)
- قراءات کا پہلا رسالہ / محمود حسن، شمس الاسلام پریس حیدر آباد دکن، ص ۱۵ (متفرق)
- قراءات کا دوسرا رسالہ / محمود حسن، شمس الاسلام پریس حیدر آباد دکن، ص ۲۴ (متفرق)
- قراءات النبی ﷺ / الامام أبي عمر حفص بن عمر الدوری، مؤسسۃ صبواء، پشاور، طبع الاوّل ۱۴۱۴ھ، ص ۱۳۳ (تھانوی)
- قراءت ثلاثہ / قاری رحیم بخش، ادارہ نشر واشاعت ملتان، ص ۱۵۸ (متفرق)
- قراءۃالامام نافع عندالمغاربة من رواية أبی سعيد ورش / عبدالهادی حمينو منشورات وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلاميةالمملكة المغربية،مراكش، 2003ء / 1424 ھ، جزء اوّل ص414، جزء ثانی ص533 (محدث)
- قراءۃ الكسائی من القراء ات العشر المتواتر ويليه ادغام القراء / السيرافی +احمد محمد عبدالسميع، دارالكتب العلمية، بيروت،2002ء، ص 216 (تھانوی)
- قراءۃ حمزۃ وردما اعترض به عليها / عبدالله بن صالح بن محمد العبيد، مطبع دراالبشائر الاسلامية بيروت،طبعة أولیٰ 2006ء ،ص 88 (محدث)
- قرآنی معلومات اور تحقیق/ أبی عمرو عثمانی بن سعيد الدانی (مترجم:پروفيسر عبدالرزاق)، دار الاشاعت كراچی، ص160 (محدث)
- قرآنی تجوید و قراء ات/ ابوالخير شمس الدين محمد بن محمدجزری (المقدمة الجزرية مع تحفة الاطفال) (مترجم: ابوالاثر محمد اشرف، لاهور) مدرسة دارالقراء 1977ء، ص 87 (اشرفية)
- قرآنی معلومات اور تحقیق اُردو ترجمہ المقنع / أبی عمرو عثمانی بن سعید الدانی (مترجم: عبد الرزاق) دار الاشاعت، کراچی ۲۰۰۱ء، ص ۱۶۰ (محدث)
- قرآنی تجوید قراءات (ہدایۃ الصبیان الی کلام الرحمن) / ابو نصر محمد اعظم، حیدر آباد دکن، مدرسہ نظامیہ، ص ۲۴ (اشرفیہ)
- قصیدۃ رائیۃ شرح اسہل الموارد / فتح محمد پانی پتی قاری، لیتھو پریس کراچی، ص ۱۸۳

(میر محمدی، محدث)

- قلائد الفکر فی توجیه القراء ت العشر/ قاسم احمد الدجوی، مکتبة محمدعلی صبیح الازهر، مصر، الطبعة الثانیة، ص160 (میرمحمدی)
- قواعد التجوید بالاسلوب الجدید/ اسماعیل امر تسری قاری، مکتبہ مدینہ، لاہور، ۱۹۹۸ء، ص۱۵۱ (اشرفیہ)
- قواعد التجوید علی روایة حفص عن عاصم بن أبی النجود / عبدالعزیز بن عبدالفتاح، مؤسسة الرسالة، بیروت، الطبعة الأولی 2002ء/ 1422 ھ، ص133، (محدث)
- قواعد التجوید فی ذکر المجید / شیخ احمد، مطبع شگوفہ گلزار احمد لکھنو ۱۳۰۰ھ، ص۷۴ (متفرق)
- قواعد التحریر / محمد بن محمد جابر المصری، مکتبة الجندی، مصر، ص62 (تھانوی)
- قواعد الترتیل المیسرة/ فتحی الخولی، رابطة العالم الاسلامی، مکة المکرمة، ص29 (محدث)
- قواعد التلاوۃ وعلم التجوید / فرج توفیق، دار الرسالة، بغداد، ص211 (العاصم)
- = = وزارة التعلیم، بغداد، ص120 (العاصم)
- قواعد علم تجوید بروایتة حفص / قاری خدابخش بصری، جامع مسجد رشیدپارک، سکیم موڑ لاہور، ستمبر ۱۹۹۷ء، ص۲۰۷ (میر محمدی)
- قواعد هجاء القرآن / محمد شریف، مکتبہ القراء ات ماڈل ٹاؤن لاہور ۱۹۷۸ء، ص۲۳۸ (العاصم، محدث، میر محمدی)
- قواعد تجوید، مکتبہ سورتی بمبئی (متفرق)
- قوله تعالی ورتل القرآن ترتیلا: امام ابو جعفر بن طبقون سجاوندی، مطبع محمدی، لاھور، ص200 (العاصم)

(ك)

- کاتبان فی القراءات العشر/ علی محمد الضباع (تحقیق: ابراهیم عطوة عوض)، مطبع مصطفی الحلبی مصر، طبعة أولی 1974ء ص 336 (محدث)
- کاتبان وحی / محمد طاہر رحیمی، مسجد سراجاں، حسین آگاہی، ملتان، ص۱۰۳ (تھانوی)
- کاشف العسر شرح ناظمة الزهر / فتح محمد پانی پتی مولانا، دار العلوم نانک واڑہ کراچی، ۱۳۹۱ھ، ص۴۱۰ (محدث، تھانوی، میر محمدی، العاصم)
- کتاب فهام فی شرح باب وقف حمزة و هشام/ شمس الدین، دارالصحابة، طنطا، ص19 (تھانوی)
- کتاب ارشاد الجلیل فی حکم جمع القراء ات / محمد بن سعودی، مصر، ص48 (میر محمدی، محدث)

- كتاب اصول الضبط وكيفيته على جهة الإختصار / أبى داؤد سليمان بن نجاح، (دراسة و تحقيق: احمد بن احمد بن معمر شرشال)،مجمع الملك فهد سعودية، ص303 (محدث)
- كتاب الاستكمال / المقرى عبدالمنعم بن عبدالله(م389 ھ)، جامعة اسلامية، مدينة منورة، طبعة اوّلي 1412 ھ، ص691 (تھانوی)
- كتاب الاشارات فى السبع القراء ات / عبداللہ بابر، قومی ہجرہ کونسل، اسلام آباد، طبع اوّل ۱۹۸۴ء / ۱۴۰۴ ھ، ص ۱۹۲ (تھانوی، محدث)
- كتاب الاقناع فى القراء ات السبع/ أبى جعفر احمد ب على بن احمد خلف الانصارى (تحقيق:الدكتور عبدالمجيد قطامش) دار الفكر مشق، طبعة اولي 1403 ھ، 1/ 592 ، 2/ 958 (محدث، العاصم، تھانوی، محدث، میر محمدی)
- كتاب الآيات البينات فى حكم جمع القراء ت/ خليل الجناينى،مطبع المعاهد مصر، طبعة اوّل، 1344 ھ، ص253 (محدث)فوٹوکاپی(میر محمدی)
- كتاب البحور الزاخرة فى شواهد البدور الزاهرة/ عبدالفتاح القاضى، للنشر والتوزيع، مصر، ص871 (مير محمدى)
- كتاب البقرة فى القراء ات السبعة / أبى محمد مكى بن أبى طالب (تحقيق: محمد غوث الندوى) الدار السلفية، الهند، الطبعة الثانية 1982ء/ 1402 ھ، ص405 (محدث)
- كتاب البهجة المرضية فى شرح الدرة المضبة/ الشيخ على بن محمد الضباع، ص186 (مير محمدى)
- كتاب التبصرة فى القراء ات السبع/ ابو محمد بن أبى المكى، (تحقيق محمد غوث الندوى) دار السلفية، بمبئى 1982ء، طبعة ثانية ص758(تھانوی، میر محمدی، محدث)
- كتاب التجويد بسوال والجواب / القاری سعید احمد، قراءات اکیڈمی لاہور، ص ۹۵ (میر محمدی)
- كتاب التجويد / عبدالخالق، عائشہ بوانی اکیڈمی کراچی، ص ۳۲ (متفرق)
- كتاب التذكرة فى القراء ات / أبى الحسن طاهربن عبدالمنعم بن غلبون،م399 ھ، مدينة النصر، قاهرة، طبعة اولي 1410 ھ، ص 308 (تھانوی)
- كتاب التيسير فى القراء ات السبع/ أبى عمرو عثمانى بن سعيد الدانى، ص228 (محدث)
- كتاب السبعة فى القراء ات/ ابن مجاهد، (تحقيق شعرفى ضعيف) دارالمعارف، مصر 1980ء، طبعة ثانية، ص786 (تھانوی، العاصم)

- کتاب العقد الفرید فی فن التجوید/ علی بن احمد جیرۃ الشافعی، المطبعة الجمالیة، مصر، ص76 (میرمحمدی)
- کتاب الفتح الرحمانی بشرح کنز المعانی/ سلیمان افندی، ص16 (میر محمدی)
- کتاب القطع والأتناف / أبی جعفر النحاس (تحقیق: احمد خطاب العمر) وزارۃ الاوقاف احیاء التراث الاسلامی، عراق، الطبعة الأولی 1978ء، ص940 (محدث، تھانوی، میر محمدی)
- کتاب القول المبین المستقر بشرح فحة مولی البر فی مازاده کتاب النشر فی القراء ات العشر/ محمود ھلالی (مخطوط)، ص 266 (محدث)
- کتاب الکشف عن وجوہ القراء ات السبع و عللها و حججها / أبی محمد مکی بن أبی طالب،م355 ھـ،مؤسسة الرسالة، بیروت، طبع ثانیة 1401 ھـ، ص 1/ 509، 2/ 540 (تھانوی،میر محمدی، محدث)
- کتاب التمهید فی علم التجوید / ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمدجزری 833 ھ ص86 (العاصم)
- کتاب المرشد الوجیز الی علوم متعلق بالکتاب العزیز/ شهاب الدین عبدالرحمن اسماعیل(م665 ھ)، دارصادر، بیروت، ص288(میر محمدی، تھانوی)
- کتاب المصاحف/ أبی بکر عبدالله بن سلیمان بن الاشعث (دراسته وتحقیق: ابوأسامة سلیم الهلالی)مکتبة غراس، طبعة 2006ء،ص902 (میر محمدی)
- = = (دراستة و تحقیق: محب الدین عبدالسبحان)، دار البشائر الاسلامیة، بیروت، الطبعة الأولی 1995ء، الطبعة الثانیة 2002ء، المجلد الاوّل، ص487 (محدث)
- = = دارالکتب العلمیة،بیروت، لبنان، الطبعة الأولیٰ، 1405 ھـ، ص257 (میر محمدی)
- = = (تحقیق الدکتور اثر جعفری) المطبعة الرحمانیة، مصر، طبعة اوّل 1355 ھـ، ص243 (میرمحمدی)
- کتاب المصاحف/ الدکتور محب الدین عبدالسبحان واعظ، دارہ الشؤن الاسلامیة، دولة قطر، الطبعة الأولیٰ، 1416 ھـ، 1/ 534. 2/ 1199. (میرمحمدی)
- کتاب الوسیلة الی کشف العقیلة / علم الدین أبی الحسن علی بن محمد السخاوی (دراسة و تحقیق: محمدادریس الطاهری) طبعة ثانیة 2003ء، مکتبة الرشیدی . ریاض، ص553 (محدث)
- کتاب الوضح فی وجوہ القراءات و عللها/ نصر بن علی محمد أبی عبدالله،م565 ھـ، الجماعة الخیریة، جدة، طبعة اولي ، 1414 ھـ، ج3، ص1573 (میرمحمدی)

- كتاب اموال القبط و كيفية على جهة الاختصار / داوؤد سليمان،م496 هـ، ص1401 (تھانوی)
- كتاب انشراح الصدور فى تجويدكلام الغفور/ سرور المحلى، مصر، طبعة اولي 1303 هـ، ص79 (میرمحمدی)
- كتاب ايضاح الوقف والابتداء فى كتاب عزوجل / أبى بكر محمد بن قاسم بشار الانهارى (م٣٢٨ ه) ، دمشق، جلد 2، ص1199 (میرمحمدی)
- كتاب ايقاظ الاعلام لوجوب اتباع رسم المصحف عثمان بن عفان/ محمد حبيب الله، مكتبة المعرفة ، حمص، ص70 (میرمحمدی)
- كتاب تاريخ المصحف العثمانى فى طاشقند/ اسماعيل مخدوم، معارف الادارة الدنية، الطاشقند، 1391 هـ، ص51 (فوٹوکاپی) (تھانوی)
- كتاب تحبير التيسير فى القراء ات العشر / شمس الدين محمد بن محمد على يوسف ، دارالفرقان، اردن، طبعه 1421 هـ، ص 648 (تھانوی)
- كتاب تحصل الهمزتين / امام أبى الصبع السمانى الاشبلى، ص0 (العاصم)
- كتاب جميلة ارباب المرصد فى شرح عقيلة اتراب، ص751 (تھانوی)
- كتاب مشكل اعراب القرآن/ مكى بن أبى طالب القيسى، دار المامون للتراث، دمشق، ج ٢ (العاصم)
- كتاب معانى القراء ات/ أبى منصور محمد بن احمد الاز ہرى،(تحقيق:احمد فريد المزيدى) دارالكتب العلمية بيروت، ص632 (میر محمدی،العاصم)
- كتابان فى القراء ات/ ارشاد المريد الى مقصود القصيد/ البهجة المرضية/ الشيخ على محمد الضباع . مطبعة مصطفى، مصر،ص336(میر محمدی،العاصم، محدث)
- كتابتة القرآن الكريم/ صالح على القود، وزارة الشؤون الاسلامية والاوقاف والدعوة والارشاد المملكة العربية السعودية، 1416 هـ، ص144 (میرمحمدی)
- كتابة المصحف الشريف وطباعتة / محمدسالم بن شديد العوفى، مطبع مجمع الملك فهد سعودية، ص171 (محدث)
- كشف الضياء فى تاريخ القراءة والقراء/ صابر حسن محمد ابو سليمان،دار عالم الكتب، الرياض، ص203 (العاصم)
- كشف النظر ترجمة و شرح كتاب النشر/ ابوالخير شمس الدين محمد بن محمدجزرى ۸۳۳ھ، (مترجم محمد طاہر رحیمی) ادارہ کتب طاہریہ،ملتان، ۱۹۸۴ء، ۳مجلد ۳ (تھانوی ،میر محمدی، محدث)
- كفاية القارى/ محمد هاشم بن عبد الغفور، المكتبة الامدادية مكة المكرمة، ص207

(العاصم)

- كفاية المريد من احكام التجويد/ محمد نجيب خياطة، جمعية التعليم الشرعى بحلب، ص 112 (مير محمدى)
- كلام صفوة القراء فى فضائل و آداب تلاوة القرآن/ فارس حسين حجازى، دارالعلم، جدہ، طبعة اولي، 1403 ھ، ص 180 (میرمحمدی،العاصم)
- کلید قراء ات / خلیل احمد لکھنوی، بشریٰ بکڈپو، مدراس ۱۹۳۳ء، ص ۵۴ (متفرق)
- كنز المعانى فى شرح حرز الامانى ووجه التهانى/ ابراهيم بن عمر الجعبرى، المملكة المغربية، مراكش، 1998ء/ 1419 ھ 1/ 315. 2/ 285. (محدث ، میرمحمدی)
- كنوز الفرقان / احمد عيسى البصرى، مكتبة امام البخارى، مصر،ج5 (العاصم)
- كيف تجود القرآن وترتله ترتيلا/ محمد عبد العزيز اله آبادى، مكتبة الامتعا، القاهرة، ص62 (العاصم)
- كيف تقرأ القرآن كما أنزله الرحمن/ محمود رافت بن حسن زلط، ابن تيمية،قاهرة، ص ۳۱۳ (العاصم)
- كيف نتأدب مع المصحف كتابة قراءة تعلما إستماعا، دار الاعتصام، قاهرة، ص238 (العاصم)
- كيف يتلى القرآن فى احكام تلاوة القرآن/ عامر بن السيد عثمان، دار زيدون، بيروت، طبعة اولي 1406 ھ، ص95 (میرمحمدی)

(ل)

- لحن القراء ة / ابوعبدالرحمن جمال بن ابراهيم القرس، الدار العالمية ،ص 144 (محدث)
- لطائف الاشارات لفنون القراء ات/ شهاب الدين عسقلانى(م851 ه)، قاهرہ، 1392 ھ، ص344 (تھانوی،میر محمدی)

(م)

- مباحث فى حجية القراء ات و اقسامها المقبولة والمردودة/ كلية القرآن بونگہ، ص۸۷ ، (میر محمدی)
- متاع الفضلاء بتراجم القراء / الياس بن احمد حسين بن سليمان البرماوى، دارالندوة العالمية، مدينة منورة، طبعة اولي 1421 ھ، ص 1/ 375 ، 2/ 418 (تھانوی)
- متشابہات القرآن/ رحیم بخش پانی پتی، جامعہ خیر المدارس، ملتان، ص ۲۲۰ (میر محمدی)

- متن الدرة المضية فی القراء ات الثلاث المنحة للعشرة/ امام ابن الجزری 833 ھـ، محمد علی صبیح، مصر، ص32 (تھانوی،میر محمدی)
- متن الشاطبیة المسمی حرز الامانی ووجه التهانی فی القراء ات السبع/ ابو القاسم محمد بن فیره رعینی شاطبی(م590 ھ)، مکتبة دارالهدیٰ، المدینة المنورة، الطبعة الرابعة 2005ء، ص102 (محدث)
- متن رسالة قالون فیما خالف خبر ورش / محمود سعود/ علی محمد الضباع، دارالصحابة بطنطا، القاهرة، ص16 (محدث)
- مجلہ الجامعہ السلفیہ بنارس(قصیدہ أبی مزاہم خاقانی) بنارس، انڈیا (تھانوی)
- مجلة کلیة القرآن الکریم والدراسات ،جامعة اسلامیة، مدینة منورة، 1402ھـ، ص374 (تھانوی)
- مجمع البحرین فی القصید تین/ الشاطبی،(راجعه محمد طاهر رحیمی) ادارہ نشر واشاعت اسلامیات، ملتان، ص96 (تھانوی)
- مجموعہ بست رسائل قراءات / محمد عنایت احمد کاکوروی، مصطفائی پریس لاہور ۱۳۰۳ ھ، ص۱۰۸ (متفرق)
- مجموعہ رسائل قراءات / محمد حافظ خان، فوی پریس لکھنو، ص۱۴۵ (العاصم)
- مجموعہ رسائل / قاری ابوالحسن علی اعظمی، قراءات اکیڈمی، لاہور، ص۱۰۰ (محدث)
- مجموعہ زینت القاری، دیگر کتب / محمد عنایت احمد، منشی نولکشور، لکھنو، ۱۹۲۶ء (اشرفیہ)
- مجموعہ نادرہ (تجوید القرآن، یادگار حق القرآن، تعلیم الوقف)/ قاری اظہار احمد تھانوی، قراء ات اکیڈمی، لاہور، ص۷۰ (محدث)
- مجموعہ نادرہ / قاری اظہار احمد تھانوی، قراءات اکیڈمی، لاہور، ص۷۲ (تھانوی)
- مجموعۃ القراءات / محمد فتح، حیدری بمبئی ۱۹۹۲ء (متفرق)
- مجموعة سبعة متون/ الشیخ سعید بن سعد بن نهیان المضری، مطبعة مصطفی البأبی الحلبی ، بمصر 1355 ھ، ص40 (تھانوی)
- مجموعة فی القراء ات مشتملة علی متن الشاطبیة ومتن الدرة وقصیدة الطیبة/ الشاطبی، دارالکتب العلمیة الکبریٰ، بیروت، ص238 (تھانوی)
- محافل قراءات / مفتی جمیل احمد تھانوی، جامعۃ دارالعلوم الاسلامیہ، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور، فروری ۱۹۶۶ء، ص۴۰ (تھانوی)
- مختصر التبیین لهجاء التنزیل/ أبی داؤد سلیمان بن نجاح (م496 ہ)،(دراسة و تحقیق: احمد بن احمد بن معمر شرشال) مجمع الملک فهد سعودیة،مجلدات 5، ص1513،

(محدث)
- = = وزارۃ الشؤن الاسلامیة والاوقاف،ریاض، 2000ء (تھانوی)
- مختصر التجوید/ قادر بخش پانی پتی، مطبع مصطفائی دہلی ۱۲۴۲ ھ، ص ۲۲ (متفرق)
- مختصر فی شواذ القرآن/ عنی بنشرہ، دارالھجرۃ، ص228 (میرمحمدی)
- مختصر فی مذھب القراء السبعة بالأمصار/ امام الدانی، دار الکتب العلمیة، بیروت،ص 294 (العاصم)
- مختصر مفید فی ذکر التجوید(منظوم) / قاری حافظ إبراهیم،1606ھ، ص47 (میر محمدی)
- مرشد الخلان إلی معرفة عد آی القرآن/ عبدالرزاق علی ابراهیم موسیٰ، مکتبة العصریة، بیروت، طبعة اوّلي 1409 ھ، ص254 (تھانوی.میر محمدی)
- مرشدالاعزۃ الی شرح رسالة حمزۃ/ محمود حافظ برانق، محمدسلیمان صالح، مکتبة تاج، بطنطا،طبعة اولي 1384 ھ، ص82 (میرمحمدی)
- مسائل التجوید / قاری حافظ محمد احمد، مکتبۃ الحسن، حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور، اشاعت ۲۰۰۴ء، ص۸۰ (تھانوی)
- مشتبة النسبة فی ضبط اسماء وانساب الرواۃ المتشابھة فی الخط المختلفة فی النقط سعید عبد الغنی بن سعید الازدی، دارالکتب العلمیة، بیروت، ص45 (العاصم)
- مصحف القراء ات العشر المتواترۃ علی الاوجه الراجحة المعتبرۃ/ ابوعبدالرحمن شرف بن علی الحمراتی، دارابن الجوزی للنشر والتوزیع، السعودیة، الطبعة الأولی، 1429ء ، ص704 (محدث ، میر محمدی)
- مصحف دارالصحابة لاحکام الوقف والابتداء من خلال کتاب المقصد لتلخیص ما فی المرشد/ أبی زکریا الانصاری (تحقیق: جمال الدین محمد شرف) دارالصحابة للتراث بطنطا، مصر، الطبعة الأولی 2006ء/ 1427 ھ، ص606 (محدث)
- معارف التجوید مع رسم القرآن المجید / معید القرآن کراچی،ص280 (العاصم)
- معارف التجوید/ محمد حبیب اللہ، ،کراچی، اکتوبر 1967ء، ص278 (میر محمدی)
- معالم الیسر شرح ناظمة الز ہر فی علم الفواصل / امام الشاطبی، عبدالفتاح القاضی، محمود ابراهیم دعسیس، الجامع الأزھر، مصر،ص221 (میر محمدی)
- معانی القرآن للأخفش الأوسط/ ابو الحسن سعید بن مسعدۃ المجالشی البصری (تحقیق: دکتور فائز فارس) مطبع العصریة کویت، طبعة اولي 1400ھ،ص268 (العاصم)
- معجم الدراسات القرآنیة/ دکتورۃ ابتسام مرھون، جامعة بغداد، طبع 1984ء،ص 638

(میر محمدی)

- معجم القراء ات القرآنية/ احمد مختار عمر، انتشارات اسوة، ایران، 1991ء (تھانوی ،میر محمدی)
- معجم القراء ات/ عبدالطيف، دار سعيد الدين، دمشق، 2000ء (تھانوی)
- معجم مصطلحات علم القراء ات القرآنية وما يتعلق به/ عبدالعلى اطسؤن، دارالسلام، الطبعة الأولى 2007ء/ 1428ھ، ص414، (محدث)
- معجم مصنفات القرآن الكريم/ دكتور على شواخ اسحاق، دارالرفاعی، ریاض،ج 4 (میر محمدی،العاصم)
- معرفة التجويد / ابن ضياء محب الدين،مطبع مجيد كانپور،ص12 (متفرق)
- معرفة القراء الكبار على الطبقات والامصار/ امام الذهبی(م683ھ)، دار عالم الكتب رياض، طبعة 2003ء،ج4، ص1920 (محدث،العاصم)
- = = مؤسسة الرسالة، بيروت، طبع اوّل 1404ھ، ص509 (میر محمدی)
- معرفة الوقوف / احمد میاں تھانوی، دارالعلوم الاسلامیہ کامران بلاک لاہور، ص۹۲ (میر محمدی، تھانوی ،العاصم)
- معلم الاداء فی الوقف والابتداء/ محمد تقی الاسلام، مکتبۃ القراء ات،لاہور،ص۴۰۸، (میر محمدی، محدث)
- معلم التجويد للمتعلم المستقيد / قاری محمد شریف، مکتبہ القراء، لاہور، طبع چہارم، ۱۹۷۰ء/ ۱۳۸۹ھ، ص۲۱۶ (محدث،اشرافیہ،میر محمدی)
- معلم القرآن المعروف بہ حبیبی قاعدہ حصہ اول / قاری محمد حبیب اللہ، جمعیت تعلیم القرآن، مسجد عالمگیر روڈ، کراچی، ۱۴۔اکتوبر ۱۹۷۱ء، ص۴۸ (تھانوی)
- معلم القرآن / مظہر احمد ادہمی، حسنین والا گوہر ۱۱۷۶۔بی، پیر الٰہی بخش کالونی، کراچی، ص۱۱۰ (تھانوی)
- معين التجويد / رضا حسن، میر محمد کتب خانہ کراچی، ص۲۴ (متفرق)
- معين الحفاظ المعروف متشابہات القرآن معلومات /ادریس عاصم قاری، قراءت اکیڈمی لاہور، ص۱۳۱ (میر محمدی، محدث)
- معين الصبيان فی تجويد القرآن / قاری ابراہیم صاحب، ص۱۲ (میر محمدی)
- معين القاری فی تجويد كلام البارى / قاری محمد ابراہیم میر محمدی، كلية القرآن الكريم، جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور، ص۱۶ (محدث)
- مفتاح التجويد للقرآن الحميد / محمد عنایت علی میر ٹھی سید، دار التجوید کراچی، ص۱۹۲ (العاصم)
- مفتاح التجويد للمتعلم المستفيد / قاری عبدالله بن ابراهيم حمدوه، المكتبة المكية، سعودى

عرب، الطبعة الأولیٰ، 1417 ھ، ص 120 (تھانوی، میر محمدی)
- مفتاح التجوید / سعید احمد، میر محمد کتب خانہ کراچی، ص ۴۰ (متفرق)
- مفتاح التجوید / محمد عنایت علی، ادارہ تبلیغ القرآن کراچی ۱۹۷۴ء، ص ۱۹۲ (متفرق)
- مفتاح الکمال / قاری فتح محمد پانی پتی، قراءات اکیڈمی، لاہور، ص ۱۰۳ (محدث)
- مفردة الحسن البصری/ أبی علی الحسن بن ابراهیم (تحقیق: عمر یوسف عبدالغنی) دار ابن کثیر للنشر، عمان، الطبعة الأولی 2006ء / 1427 ھ، ص 671 (محدث)
- مفید القاری / آغا محمد علی عرف محمد عبد المنان، کتب رحیمیہ، دیوبند، ص ۹۶ (تھانوی، عاصم)
- مقدمة التجوید / قاری محمد یوسف، جامعہ صدیقہ سراج العلوم، لاہور، تیسواں ایڈیشن ۱۹۹۸ء، ص ۱۴۲، (محدث، العاصم)
- مقدمة علم قراء ات / ابو الحسن الاعظمی، مکتبہ صوت القرآن دیوبند ۱۴۱۶ھ ۴۷ (متفرق)
- مکانة القراء ات عندالمسلمین و نظریة المستشرقین والملحدین/ قاری محمد ابراهیم میر محمدی، کلیة القرآن الکریم، جامع لاهور الاسلامیة، لاهور، ص 54
(محدث ،میری محمدی ، العاصم)
- جمال القرآن معه حاشیة تسهیل القرآن / محمد اشرف علی تھانوی، کتب خانہ امدادیہ، دیوبند، ص ۳۰، (تھانوی)
- ملا علی قاری علی متن الشاطبیة/ ملا علی انصاری، ص 430 (محدث، تھانوی، میر محمدی)
- ملخص احکام التجوید / شعبان محمد اسماعیل، دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور، ص ۱۰۷ (محدث)
- ملخص العقد الفرید فی فن التجوید/ علی احمد صبرة ،دارایلاف کویت،طبعة أولیٰ 2003ء،ص 60 (محدث)
- = = / مصطفی البأبی الحلبی،مصر، ص 32 (تھانوی، عاصم)
- من فتاویٰ الائمة الاعلام حول القرآن / عبدالکریم عبدالحمید الدرویش، مکتبة الرشید، ریاض 1420 ھ، طبعة أولیٰ، ص 287 (تھانوی، عاصم)
- منار الهدیٰ فی بیان الوقف والابتداء / احمدبن محمد بن عبدالکریم الاشمونی، مطبعة مصطفی البأبی الحلبی، بمصر، 1934ء/ 1353 ھ، ص 38 (محدث)
- = = دارالکتب العلمیة، بیروت، طبعة أولیٰ 2002ء، ص 88 (تھانوی ، محدث، میر محمدی)
- منازل العرفان فی علوم القرآن (جمع تدوین: مولانا محمد مالک کاندھلوی) ناشران قرآن لمیٹڈ، لاہور، ص ۸۵۴ (تھانوی)
- مناهل العرفان فی علوم القرآن / محمد عبدالعظیم الزرقانی، احیاء التراث العربی، بیروت، الجزء الثانی، ص 343 (تھانوی، العاصم)

- منجد االمقرئین ومرشد الطالبین / امام ابن الجزر،دار الکتب العلمیة بیروت، ص79، (میر محمدی،العاصم)
- = = دار عالم الفوائد مکہ ،ص289 (میر محمدی،العاصم)
- منحة ذی الجلال فی شرح تحفة الاطفال/ امام نور الدین علی بن محمدالصباع المصری ، مکتبة اولاد الشیخ ہرم، ص69 (میر محمدی)
- = = / طبع دارالتالیف قاهرة، ص 93 (میر محمدی ، العاصم)
- منظومة مورد الضمان فی رسم احرف القرآن ومتن الذیل فی الضبط / عبدالواحد بن احمد علی عاشر(م 1040ھ)مکتبةامام بخار ی مصر،، ص64 (محدث)
- موضح القراءة فی السبع المتواترات / نجیب اللہ خان، عنایت اللہ کراچی٨٦ (متفرق)
- مهارات فی التدریس اطلقات القرآنیة/ علی بن ابراهیم الزهرانی،مکتب الدار، مدینة منورة، طبعة ثانیة 1420ھ، ص458 (تھانوی)

(ن)

- نافع القراء / پیر محمد لکھنوی، نامی پریس لکھنو١٣٦٠ھ۔ص١١٨ (متفرق)
- نثر المرجان فی رسم نظم القرآن/ محمد انوار الله الارکاتی،مطبعہ عثمانی، حیدر آباد، دکن، ج٧، ص١٠٧، ٢٤٦، ٥١٠، ٣٤٧، ٩٥٠، ٨٧٦، ٩٩٧ (تھانوی ، محدث، العاصم)
- تحبیر التیسیر فی قراءة الائمة العشرة/ امام ابن الجزری، دارالوعی، حلب1937ء، طبعة أولیٰ، ص602ء (تھانوی)
- نحو القراء الکوفیین / خدیجة احمد مفتی الفیصل مکة المکرمة، ص514 (العاصم، میر محمدی)
- نزهة الاشرف / نجم الصبیح قاری، قراءت اکیڈمی لاہور (میر محمدی)

نز هة القاری / مطبع ابراہیم لکھنو١٣٩١ھ۔ص١٠ (متفرق)

- نظام الاداء فی الوقف والابتداء/ أبی الاصبغ اندلسی، مکتبة المعارف،ریاض، ص63 (میرمحمدی)
- نظرات الغویة فی القرآن الکر یم / صالح بن حسین ،مطبع دارشبیلیا ،ریاض ، طبعة ثانیة 2002ء، ص330 (محدث)
- نظرات فی علم التجوید/ ادریس عبدالحمید الکلاک، المتکبة الوطنیة، بغداد، ص٩٥٩ (میر محمدی)
- نظم المخارج / قاری محی الدین،1350 ھ- 71 (متفرق)
- نفائس البیان شرح الفرائد الحسان فی عد آی القرآن/ عبد الفتاح القاضی، دار ابن الجوزی، دمام، ص116 (العاصم)

- = = = مطبعة مصطفى البأبى الحلبى، مصر، ص 56 (میر محمدی)
- نفائس البیان فی رسم القرآن / محمد ادریس العاصم قاری، قراءات اکیڈمی لاہور، ص ۱۸۲ (محدث، العاصم)
- نوادر البیان فی علوم القرآن / محمد سعد اللہ مفتی، مطبع محمدی، لاہور (العاصم)
- نور القلوب/ محمود الحصری، ص 167 (العاصم)
- نهاية القول المفيد فى علم التجويد / الشيخ محمد مكى نصر، مكتبة العلمية، لاهور، ص 333 (تھانوی، محدث، تھانوی، خدابخش)
- نہج الاناث فی القراءۃ الثلاث/ نجم الصبیح تھانوی، قراءات اکیڈمی، لاہور، ص ۱۸۷ (تھانوی، محدث)

(و)

- وجوه المثانی مع توجیه الکلمات والمعانی/ محمد اشرف علی تھانوی، المطبع القاسمی، دیوبند، ص ۱۱۱ (اشرفیہ)
- = = = ص 202 (خدابخش)
- ورتل القرآن ترتيلا / انس احمد كرزون، دار نور المكتبات، جدة، سعودى عرب، الطبعة الخامسة 1432 ھ، ص 135 (تھانوی)
- وضوح الفجر فی القراء ات الثلاث / محمدطاير رحیمی جالند ہری، ادارۃ نشر و شاعت اسلامیات ملتان، ص 164 (محدث)
- وقوف المبتدی/ قاری محمد اسماعیل صادق، قراءات اکیڈمی، لاہور، ص ۱۲۷ (محدث)

(ھ)

- هداية المريد إلى رواية أبى سعيد، محمد المتولى، مكتبة محمد على، ازهر، ص 68 (العاصم)
- ہدایت المریدلفن التجوید، کریم حسن، نظام دکن حیدرآباد 1323 ھ، ص 28 (متفرق)
- هداية القارى إلى تجويد كلام البارى، عبدالفتاح السيد عجمى، مكتبة طيبة مدينة منورة، ص 412 (محدث، العاصم)
- هداية المفيد فى أحكام التجويد، محمد سليمان اعوان سدوية القارى الحافظ، انٹرنیشنل جماعت القراء والحفاظ حیدر آباد، سندھ، ص ۱۴۴ (العاصم)
- هدية الوحيد فى علم التجويد مع حواشى منفردة، قاری اظہار احمد تھانوی، قاری محمد عبد الوحید، قراءت اکیڈمی، لاہور، ص ۱۰۳ (محدث)

- = = مطبع قاسمی ۱۳۲۳ھ، ص۵۸ (العاصم، تھانوی)
- هل التجويد واجب؟/اسامه ياسين حجازى كيلانى الحسينى،مطبع دار المنهاج جدة، طبعةثانية 2005ء ص191 (محدث)
- ہندی شرح جزری/ قاری محمد کرامت علی جونپوری، قراءت اکیڈمی، لاہور، ص۱۵۱ (محدث)
- هداية المستفيد فى أحكام التجويد/ محمود المحمود ابوابهه/ مصطفى البأبى،مصر، 1334 هـ، ص40 (تھانوی)
- هداية الخيلان فى بعض أحكام متعلق بالقرآن/ عبدالله بن محمد الحسينى،م1072 هـ، دارالفجر اسلامية، مدينة منورة، ص123 (تھانوی)
- هداية القارى إلى تجويد كلام البارى/ عبدالفتاح السيد عجمى المرصفى، مكة، سعودية، طبعة اوّل، 1420 هـ، ص810 (میرمحمدی)
- = = = اردن، ص1986ء،ص 810 (میرمحمدی)

پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد طاہر[1]

مسجدِ نبوی میں مخطوطاتِ قراءات

چند برس پیشتر اللہ تعالیٰ نے عمرہ اَدا کرنے کی سعادت سے بہرہ ور فرمایا۔ آٹھ روز مدینہ منورہ میں قیام رہا۔ اس قیام کے دوران مختلف اہل علم حضرات کے ساتھ رابطہ ہوا۔ مسجد نبوی کے اَندر ایک بڑا دارالمطالعہ (لائبریری) موجود ہے۔ جہاں بیش قیمت اور اہم کتب کا ذخیرہ ہے۔

مسجد نبوی کے باب الملک فہد سے داخل ہو کر سیدھے چلیں تو کچھ فاصلے پر باب عبد المجید آتا ہے۔ اس کے ستون پر سنہری لوح آویزاں ہے جس پر لکھا ہے: مکتبة المسجد قسم المخطوطات قاعة المطالعة رقم ۳ اور تیر کے نشان سے اشارہ دیا گیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ مسجد نبوی کی لائبریری اس طرف ہے۔ لائبریری کی تین منزلیں ہیں۔ پہلی منزل میں عربی کتب رکھی گئی ہیں۔ دوسری منزل میں ایک گوشہ اردو کتب کا ہے۔ تیسری منزل مخطوطات کے لیے مختص ہے۔ جس میں بہت سے نایاب اور نادر الوجود مخطوطات موجود ہیں۔ ان کے مطالعے اور تحقیق کے لیے با قاعدہ فلم سیکشن بھی ہے۔ جس کے ذریعے سکرین پر ہر مخطوطہ کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

لائبریری کے مدیر سلیمان العبید ہیں جبکہ لائبریرین سعد الجہنی ہیں۔ دونوں حضرات نہایت خلیق اور ملنسار ہیں۔ لائبریری میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے میری ملاقات سعد الجہنی سے ہوئی۔ علیک سلیک اور حیاک اللہ کے خوش کن اور پر لطف جملوں کا تبادلہ ہوا۔ سعد الجہنی اگرچہ انگریزی زبان سے بھی آشنا تھے، تاہم میں نے گفتگو کے لیے عربی زبان ہی کا سہارا لینا ضروری سمجھا، کیونکہ لسانی وحدت بہت سے فاصلوں کو ختم کر دیتی ہے اور بہت سے حجابات کو دور کرنے کا سبب ہوتی ہے۔ عجمی ہونے کے باوجود اس لسانی اشتراک نے سعد الجہنی کو مجھ سے زیادہ مانوس کر دیا۔ لسانی حجاب دور ہوا تو قربت کا احساس مزید بڑھا۔ کھل کر باتیں کرنے لگے۔ معلوم ہوا نہایت علم دوست اور کتاب شناس انسان ہیں۔ اثنائے گفتگو میں جب انہیں پتہ چلا کہ میں نے علم تجوید و قراءات میں ڈاکٹریٹ کیا ہے، تو بہت خوش ہوئے۔ فرمانے لگے 'آپ کے مقالے کا پورا عنوان کیا ہے؟' میں نے عرض کیا 'پاکستان میں علم تجوید و قراءات'۔ اس عنوان کے حوالے سے انہوں نے بہت سے سوالات پوچھے۔ ہر سوال کے جواب میں خوشی کا اظہار کرتے، اور ماشاء اللہ کے الفاظ سے میری عزت افزائی کرتے رہے۔ میں بھی ذوق حضوری کی لذت میں داستان طویل کرتا رہا۔ اسی دوران مجھے مخاطب کرتے ہوئے بولے: ''الدکتور! آپ پاکستان جاکر اپنا تحقیقی مقالہ ہمیں اَرسال کریں۔ ہم اسے مسجد نبوی کی لائبریری میں رکھیں گے۔'' سعد الجہنی کے ان الفاظ کی لذت نے میرے مشام جان کو معطر کر دیا۔ جسم و جان میں خوشی وانبساط کی ایسی لہر دوڑ گئی ، جس کے اظہار کے لیے قلم و قرطاس دونوں عاجز ہیں۔ میرا ذہن فوراً تاریخ کے ان بادشاہوں کی طرف منتقل ہو گیا جو حصول سعادت کی خاطر ہاتھ سے قرآن مجید لکھ کر حرمین بھیجا کرتے تھے۔ یہ سعادت حاصل کرنے کے

[1] مدیر رسالہ تجوید، فیصل آباد

لیے وہ طالب تھے جبکہ میں مطلوب۔ انہوں نے جو چیز کوشش اور سعی سے حاصل کی، مجھے وہ سعادت، عطاو بخشش کے طور پر ملی۔

سعد الجہنی میری دلچسپی کے پیش نظر مجھے لائبریری کے اس سیکشن میں لے گئے، جہاں علم تجوید و قراءات سے متعلق کتب رکھی گئی تھیں۔ یہ سیکشن لائبریری کی دوسری منزل پر تھا جو مسجد نبوی میں چند قدم کے فاصلے پر ہے۔ پیاسا انسان مورد پر پہنچے، ماحول سے بے خبری فطری امر ہے۔ ایسا انسان سوائے پیاس بجھانے کے کسی طرف توجہ نہیں کرتا۔ سعد الجہنی نے کتابوں میں میری محویت دیکھی تو مجھے سیرابی کا پورا موقعہ دینے کی غرض سے اپنے دفتر میں چلے گئے۔ میں نے کتب دیکھیں، اہم کتب کے نوٹس لینے شروع کئے۔ میرے پاس مدینہ منورہ ٹھہرنے کیلئے صرف دو روز کی مہلت تھی۔ اس قلیل فرصت میں لائبریری میں موجود کتب تجوید و قراءات کی فہرست اور مختصر معلومات کو جمع کیا۔ ذیل میں یہی کاوش سپرد قرطاس کر رہا ہوں۔ اہل علم اس سے کچھ فائدہ حاصل کر سکیں گے۔

العقد الفريد والدر النضيد في رواية قالون بالتجويد

مؤلف: محمد بن أحمد بن الحسن الملحاني الأشعری

ابتدائی کلمات: الحمد لله ذی الأفضال والأنعام والإحسان والإكمال بالجلال والجمال.

آخری کلمات: وهذا آخر ما أردت، وبالله التوفيق وحسن الخاتمة، والحمد لله رب العالمين، وصلى الله على سيدنا محمد و على آله وصحبه وسلم.

ملاحظات: بعض کلمات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ مختلف مقامات پر حواشی بھی موجود ہیں۔

تعداد اوراق: ۴۱ **سائز:** ۲۳×۱۶ **سطور:** ۲۱ **قلم نمبر:** ۴۱

☆____☆____☆

مختصر إختصار الإنتصار

مؤلف: أحمد بن علي بن بدل

ابتدائی کلمات: والصلوة والسلام على سيد الأولين والآخرين ،محمد وآله وأصحابه،أما بعد فهذا كتاب مختصر في ذكر قراءة السبع.

آخری کلمات: وليس في الفلق والناس خلاف إلا ما تقدم من الأصول، و بالله التوفيق والحمد لله رب العالمين.

ملاحظات: سورتوں کے نام سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ اسی طرح بعض قرآنی کلمات بھی سرخ ہیں۔

تعداد اوراق: ۱۰۰ **سائز:** ۲۲×۱۵ **سطور:** ۲۳ **قلم نمبر:** ۴۲،۳۵۱

☆..........☆..........☆

الدقائق المحكمة في شرح المقدمة

موٴلف: أبو يحيى زكريا بن محمد المصرى

ابتدائی کلمات: الحمد لله الذي أفتح بالحمد كتابه، وأجزل لمن جوده و عمل به ثوابه.

آخری کلمات: والحمد لله لها ختام، ثم الصلاة بعد والسلام، أي بعد حمد الله والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله وصحبه.

ملاحظات: *بعض کلمات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ کچھ اوراق کرم خوردہ ہیں:*

تعداد اوراق: ۴۹ **سائز:** ۲۱×۱۶ **سطور:** ۱۹ **فلم نمبر:** ۲۵۸

☆..........☆..........☆

شرح الجزرية

موٴلف: نامعلوم

ابتدائی کلمات: يقول راجي عبد رب سامع: محمد بن الجزري الشافعي الرجاء: هو الطمع فيما يمكن حصوله، والعفو الصفع عن الذنب.

آخری کلمات: ثم الصلاة على النبى ﷺ، بعد الحمد والسلام ختام۔

ملاحظات: *چھوٹی سی نظم سرخ روشنائی سے لکھی ہوئی ہے۔ مقدمہ جزریہ محمد بن محمد الجزری دمشقی کا ہے، لیکن اس کے شارح کا کچھ پتہ نہیں چلتا، کیونکہ اس کی شروحات بہت سے علماء نے کی ہیں۔*

تعداد اوراق: ۲۵ **سائز:** ۱۹×۱۳ **سطور:** ۲۱ **فلم نمبر:** ۳۰۰

☆..........☆..........☆

اتحاف فضلاء البشر بالقراءات الأربعة عشر

موٴلف: أحمد بن محمد الدمياطي،(متوفی ۱۱۱۶ھ)

ابتدائی کلمات: الحمد لله الذي جمع ببديع حكمته أشتات العلوم بأوجز كتب، وفتح بمقاليد هدايته مقفلات الفهوم لأفصح خطاب.

آخری کلمات: والحمد لله رب العالمين وصلى الله على سيدنا محمد وآله وصحبه والتابعين وعلينا معهم برحمته آمين.

ملاحظات: *آخر میں کچھ فوائد کا تذکرہ ہے۔ بعض کلمات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ بعض جگہ کچھ حواشی بھی دیئے گئے ہیں۔*

تعداد اوراق: ۱۴۶ **سائز:** ۲۸×۱۶ **سطور:** ۲۵ **فلم نمبر:** ۲۶۹

☆..........☆..........☆

تزيين العزة بمحاسن الدرة

مؤلف: أحمد برناز بن مصطفى التونسيي الحنفي،(متوفى ۱۱۳۸ھ)

ابتدائی کلمات: الحمد لله منزل القرآن على عبده تنزيلاً وأمره بتلاوته ترتيلاً.

آخری کلمات: والحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

ملاحظات: خط بہت خوبصورت ہے۔ بعض قرآنی آیات اور بعض کلمات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔

تعداد اوراق: ۲۳۶ سائز: ۱۶×۲۲ سطور: ۲۲ فلم نمبر: ۴۱

☆..........☆..........☆

فتح المجيد فى علم التجويد

یہ کتاب صالح احمد محمد ادریس آل اباعبداللہ الارکانی المکی کی تصنیف ہے۔ سن تصنیف ۱۴۰۶ھ مندرج ہے۔ درمیانہ سائز کے ۸۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ آخری صفحہ پر مؤلف کی ۸۰ کتب کے نام دیئے گئے ہیں۔ مؤلف کی کل تالیفات کی تعداد ایک سوپچاس کے قریب بتائی گئی ہے۔ تمام کتب علم تجوید کے اصول ومبادی پر بحث کرتی ہیں۔

مقدمہ میں مؤلف نے لکھاہے:

هذا كتاب مختصر فى علم التجويد كتبته لطلابى الذين يحفظونه عندى القرآن الكريم بمدينة رابغ بمسجد غيث و مسجد العوفى.

[ص ب ۸۳۲۳- مؤسسة داسم للدعاية والاعلان جدة ص ب ۸۳۲۳ جده ۲۱۴۸۳]

☆..........☆..........☆

كتاب معانى القراء ات

یہ کتاب ابی منصور الازہری محمد بن احمد کی تصنیف ہے۔ جن کا سن وفات ۳۸۰ھ / ۹۸۰ء ہے۔ یہ کتاب مخطوطہ کی شکل میں تھی جس پر تحقیقی کام ڈاکٹر مصطفی درویش اور ڈاکٹر عوض بن احمد القوزی نے کیا۔ پہلی مرتبہ ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۱ء میں طبع ہوئی۔ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد ۴۶۹ صفحات پر مشتمل ہے، جبکہ دوسری جلد کے صفحات ۳۸۹ اور تیسری جلد کے صفحات ۲۱۱ ہیں۔

پوری کتاب اختلاف قراء ات سے بحث کرتی ہے۔ اور پورے قرآن مجید میں مختلف قراء کے اختلافات کو علیحدہ علیحدہ انتہائی عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ پہلی جلد سورہ فاتحہ سے لے کر سورہ التوبہ تک ہے۔ جبکہ دوسری جلد سورہ یونس سے شروع ہو کر سورہ محمد پر ختم ہوتی ہے اور تیسری جلد سورہ فتح سے آخر قرآن تک ہے۔

مطبع کا نام دارالمعارف ج م ع مندرج ہے۔

☆..........☆..........☆

القراءات احكامها ومصدرها

چھوٹے سائز کی ۱۷۶ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ڈاکٹر شعبان محمد اسماعیل کی تصنیف ہے۔ مصنف نے موضوع کو سات فصول پر تقسیم کیا ہے۔

پہلی فصل کا عنوان ہے: في التعريف بالقرآن والقراءات -
دوسری فصل: في نزول القرآن على سبعة أحرف
تیسری فصل: في نشاءة القراءات
چوتھی فصل: في أنواع القراءات
پانچویں فصل: في القراءات الشاذة وأحكامها
چھٹی فصل: في تدوين القراءات وأشهر المؤلفين فيها
ساتویں فصل: في مصدر القراءات

آخر میں بحث کے مختصر نتائج کو سمیٹ کر بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دار الأصفهاني للطباعة جده سے ۱۳۹۳ھ میں طبع ہوئی۔

☆..........☆..........☆

قراء ات القراء المعروفين بروايات الرواة المشهورين

یہ کتاب بڑے سائز کے ۱۶۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ جو المقری احمد بن ابی عمر المعروف باندرابی کی تالیف ہے۔ جس کو ڈاکٹر احمد نصیف الجنابی نے تحقیق کیا ہے۔ ڈاکٹر احمد نصیف جامعہ مستنصریہ میں استاد المساعد (اسسٹنٹ پروفیسر) ہیں۔

یہ کتاب دوسری مرتبہ مؤسسة الرسالة بيروت شارع سوریا سے ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء میں شائع ہوئی۔

ڈاکٹر احمد نصیف کے مطابق قراءات کا تعلق چونکہ روایت اور سماع کے ساتھ ہے۔ ظاہر ہے یہ چیز فقط مطالعہ کتب سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ طالب علم کو کسی استاد سے براہ راست سماعت کرنا ضروری ہے۔ اس بناء پر مذکورہ کتاب میں قراء کرام کی زندگی سے بحث کی گئی ہے، اور واضح کیا گیا ہے کہ کس قاری نے کس سند سے علم قراءت کی سماعت کی۔ اسی سبب ڈاکٹر نصیف نے اس مخطوطہ کو تحقیقی کام کے لیے منتخب کیا ہے۔

☆..........☆..........☆

الملخص الوجيز فی تجويد الكتاب العزيز

۶۳ صفحات پر مشتمل یہ کتاب محمد کامل الانی کی تالیف ہے، جو انہوں نے چوتھی، پانچویں اور چھٹی جماعت کے بچوں کے لیے لکھی ہے۔ پہلی مرتبہ یہ کتاب ۱۹۹۰ء میں شائع ہوئی۔ مؤلف کے مطابق اس کتاب میں اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ طالب علم ہر بحث کو آسانی سے سمجھ سکے۔ تمام مباحث تجویدی قواعد سے متعلق ہیں۔

☆..........☆..........☆

منار الهديٰ في بيان الوقف والابتداء

کتاب احمد بن محمد بن عبد الکریم الاشمونی کی تالیف ہے۔ اس کے ساتھ المتصد لتلخیص ما في المرشد في الوقف والابتداء جو کہ شیخ الاسلام ابی یحییٰ زکریا الانصاری کی تالیف ہے، اس کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دوسری مرتبہ ۱۹۷۳ء میں شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابي الحلبي مصر سے شائع ہوئی ہے۔ پوری کتاب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے قرآنی آیات کے وقف اور ابتداء سے بحث کرتی ہے۔ سورہ فاتحہ سے آخر قرآن تک ہر سورہ سے الگ الگ بحث کی گئی ہے اور مختلف اوقاف کی وضاحت کی گئی ہے۔ بڑی اہم کتاب ہے۔

☆..........☆..........☆

کتاب الاقناع فی القراء ت السبع

یہ کتاب ابو جعفر احمد بن علی بن احمد بن خلف الانصاری کی تصنیف ہے۔ جن کا سن وفات ۵۴۰ھ ہے۔ آپ غرناطہ اندلس میں پیدا ہوئے۔ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۴۰۳ھ میں شائع ہوئی۔ مطبعة رکابي والنصر المنطقة الحرة دمشق نے شائع کی۔ دونوں جلدوں کے صفحات مسلسل ہیں۔ صفحات کی تعداد ۹۵۹ ہے۔ پہلی جلد کے صفحات ۵۹۴ ہیں، جبکہ دوسری جلد ۵۹۵ سے ۹۵۹ تک ہے۔ پہلی جلد میں قراء کرام یعنی امام نافع، ابن کثیر، ابو عمرو، ابن عامر، عاصم، حمزہ، الکسائی اور ان کے رواۃ کا تفصیلی تذکرہ ہے۔ جو ۱۴۸ صفحات تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کے بعد باب التسمية، إدغام، مخارج الحروف، إظهار، الإدغام الكبير، الإدغام الصغير، النون الساكنة والتنوين، باب الإمالة، باب الراءات، باب الهمزة اور اسی سے متعلق مشقیں شامل ہیں۔ جبکہ دوسری جلد تمام فرش الحروف پر مشتمل ہے۔ آخر میں ''ذكر التكبير'' کے عنوان سے تیسویں پارے کی آخری سورتوں یعنی سورۃ الضحیٰ سے لے کر آخر تک تلاوت کے طریق پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

☆..........☆..........☆

القراءات وأثرها في التفسير والاحكام

دو جلدوں پر مشتمل پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے جو کہ محمد بن عمر بن سالم بازمول نے جامعة أم القریٰ كلية الدعوة و أصول الدين، المملكة العربية السعودية میں لکھا ہے۔ مشرف کا نام ڈاکٹر عبد الستار فتح اللہ سعید ہے۔ یہ مقالہ ۱۴۱۲ھ / ۱۴۱۳ھ میں لکھا گیا ہے۔ جسے دار الجزة للنشر والتوزيع الرياض نے ۱۴۱۷ھ بمطابق ۱۹۹۶ء میں شائع کیا۔ [ص۔ب ۲۰۵۹۷ (۲۰۵۹۷) انتقبه ۳۱۹۵۲ المملكة العربية السعودية]

مقالہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد کے صفحات ۴۵۱ جبکہ دوسری جلد ۴۵۲ سے شروع ہو کر ۱۰۳۵ صفحات پر ختم ہوتی ہے۔ شروع میں نزول قرآن وجمع قرآن پر مختصر تعارف دیا گیا ہے۔

پہلا باب قراءات کی تعریف اور اقسام پر ہے۔ جس میں قراءات کی لغوی و اصطلاحی تعریف، آغاز قراءات اور قرآن، قراءات وروایت، طرق اور وجوہ میں فرق کو واضح کیا گیا ہے۔

دوسری فصل قراءات کی تعداد اور اختلافات قراءات کے علاوہ تدوین علم قراءات کے بارے میں ہے۔ ساتھ ہی

ان شبہات کی تردید کی گئی ہے جو قراءات کے اختلافات کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔
مقالہ کا دوسرا حصہ تفسیری احکام پر قراءات کے اثرات کے بارے میں ہے۔ جس میں واضح کیا گیا ہے کہ قراءات کے ذریعہ سے بعض احکام قرآنی پوری وضاحت کے ساتھ مستنبط ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ مقالہ قراءات کے حوالے سے قرآنی احکام کو سمجھنے میں خاصہ مفید و مددگار ہے۔

☆..........☆..........☆

القول المفيد في أصول التجويد لكتاب ربنا المجيد

یہ کتاب حافظ برہان الدین ابراہیم بن عمر بن الحسن البقاعی کی تصنیف ہے، جن کا انتقال ۸۸۵ھ میں ہوا۔ کتاب کے مخطوطہ پر خیر اللہ شریف نے تحقیقی کام کیا۔ "دار البشائر الاسلامیہ بیروت" ص ب ۵۹۵۵-۱۴ نے اس کتاب کو ۱۹۹۵ء میں شائع کیا۔ شروع میں مؤلف کے حالات زندگی دیئے گئے ہیں، جو صفحہ ۱۵ تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد خیر اللہ شریف نے اصل کتاب کے موضوعات اور اس کے خطی نسخوں کا تعارف کرایا ہے۔
جس میں نسخہ دمشق، نسخہ رباط، نسخہ تطوان کا ذکر ہے۔ خیر اللہ شریف نے دمشقی نسخہ پر تحقیق کی ہے۔ کتاب کے موضوعات حسب ذیل ہیں۔

مخارج و صفات، المدود، نون ساكنة والتنوين، اللام، الراء، الوقف، الوقف على كلا، الوقف على (بلى و نعم) ياء الاضافه، حذف الياء وغيره صفحات کی تعداد ۵۵ ہے۔

☆..........☆..........☆

البيان في تجويد القرآن

اس کتاب کے سرورق پر مؤلفه الشيخ سيد ابراهيم بعبوله لکھا ہے۔ یہ کتاب ۱۹۸۷ء/۱۴۰۷ھ میں لکھی گئی ہے۔ صفحات ۲۴۰ ہیں۔ تجوید کے حوالے سے مفید معلومات دی گئی ہیں۔

☆..........☆..........☆

شرح السمنودي على متن الدرة المتممة للقراءات العشرة محمد بن الجزري

الفوائد المفهمة في شرح المقدمة الج زرية شيخ محمد بن على اتحاف فضلاء البشر بالقراءات الأربعة عشر. تاليف الشيخ أحمد بن البناء (المتوفی ۱۱۱۷ء)

☆..........☆..........☆

طيبة النشر في القراءات الاربعة عشر
محمد بن محمد بن علی بن یوسف المعروف بابن الجزری ۷۰۱- ۸۳۳
متن الدرة المضية (محمد بن محمد بن علي بن يوسف المعروف بابن الجزري)
غاية النهاية في طبقات القراء، ابن الجزري
النشر في القراءات العشر، ابن الجزري

متن تحفة الأطفال، سليمان الجمروزي

☆..........☆..........☆

الفتح الرحماني

المحتسب في تبيين وجوه شواذ القراءات والإيضاح عنها أبو الفتح عثمان بن جني، تحقيق دكتور عبدالفتاح إسماعيل شبلي مفردة قراءة إبن كثير أكملي من روايتي أحمد البنري ومحمد قنبل بطريقي الشاطبية والطيبة

یہ کتاب اصلاً اردو میں ہے جو قاری رحیم بخش پانی پتی کی تالیف ہے۔ اس کا عربی ترجمہ محمد طاہر رحیمی نے کیا ہے۔ دارالکتب طاہریہ ملتان پاکستان سے پہلی مرتبہ ۱۹۹۴ء میں شائع ہوئی۔

☆..........☆..........☆

الحجة في القراءات السبع إمام ابن خالويه

۳۷۸ صفحات پر مشتمل یہ کتاب امام ابوعبداللہ الحسین بن احمد بن خالویہ المشہور بہ 'ابن خالویہ' کی تحریر کردہ ہے۔ جس پر تحقیق ڈاکٹر عبدالعالی سالم مکرم کی ہے، مکتبہ دارالشروق بیروت سے طبع شدہ ہے۔

☆..........☆..........☆

کیفیت التلفظ بالحروف

سولہ صفحات پر مشتمل کتابچہ ہے، جو سید حیدر الجوادی کی تالیف ہے۔ اس میں حروف کی ادائیگی کی کیفیت وطرق پر بحث کی گئی ہے۔ حروف کی ادائیگی کو سمجھنے کے لیے مفید ہے۔ مطبع وغیرہ کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

☆..........☆..........☆

الجامع لقواعد التجويد في ترتيل كلام الله المجيد

في رواية إمام حفص عن شيخه الإمام عاصم الكوفى.

یہ کتاب سید حیدر احمد الجوادی کی تالیف ہے۔ جسے مطابع الرشید مدینہ منورہ نے شائع کیا ہے۔ اس میں تجوید کے قواعد کا تذکرہ ہے۔

☆..........☆..........☆

فتح الأقفال شرح متن الأطفال

دارالجنان بیروت لبنان سے شائع ہوئی۔ پہلی مرتبہ ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی۔ اس کے صفحات ۸۵ ہیں۔ الشیخ سمیر القاضی کی تقدیم وضبط ہے۔

☆..........☆..........☆

الميسر في القراءات الأربعة عشرة

یہ محمد فہد خاروف کی تالیف ہے، اور محمد کریم راجح جو کہ دمشق کے شیخ القراء ہیں، نے نظر ثانی کی ہے۔

دار ابن کثیر دمشق اور بیروت نے شائع کی۔ تاریخ طبع ۱۹۹۵ء / ۱۴۱۵ھ لکھی ہوئی ہے۔

یہ پورا قرآن مجید ہے جس کے حاشیہ پر چودہ قراءتوں کو درج کیا گیا ہے۔ تمام قراء کے اختلافات کو واضح طور پر لکھا گیا ہے۔ کل صفحات ۶۰۴ ہیں۔ قراءات شاذہ کو نچلے حاشیے میں لکھا گیا ہے۔

☆..........☆..........☆

حقيقة التجويد في ترتيل القرآن المجيد

چھوٹے سائز کے ۱۷ صفحات پر مشتمل پرانی کتاب ہے۔ اس کے مؤلف کا نام الشیخ محمد صدیق الخراسانی ہے۔ اس کتاب کو انہوں نے ۱۳۳۷ھ میں لکھا۔

المصعر الأحمدية علی گڑھ سے یہ کتاب رشید احمد انصاری کے اہتمام سے شائع ہوئی۔ کاغذ بہت پرانا اور بوسیدہ ہے۔ پرانی طرز پر لکھی ہوئی ہے۔ آخر کتاب میں قراء اور متواتر اور مشہور نیز شواذ مع ان کے رواۃ کے جدول کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔ مضامین قواعد تجوید سے متعلق ہیں۔

☆..........☆..........☆

القصد النافع لبغية الناشي والبارع على الدرر اللوامع في مقرء الإمام نافع

بڑے کتابی سائز کے ۳۸۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب ابوالحسن علی بن محمد بن محمد الحسن الخراز (۶۶۰ھ-۱۳۱۷ء) کی ہے۔ اس کتاب کی شرح امام محمد بن ابراہیم (المتوفی ۷۱۸ھ) نے لکھی جبکہ محمد محمود احمد نے تحقیق و تدقیق کے بعد اس کتاب کو ۱۴۱۳ء / ۱۹۹۳ء میں شائع کیا۔

مطبع الفنون للطباعة والتغليف ص -ب ۴۳۲ جدہ نے شائع کی۔ کتاب کے شروع میں ڈاکٹر محمد عمر حویہ الاستاذ المساعد کلیہ قرآن الکریم جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، ڈاکٹر محمد بن سیدی الحبیب، سید لاشین ابوالفرح مدرس عاصم اعلیٰ کی تعلیقات موجود ہیں۔ قواعد تجوید پر عمدہ بحث شامل ہے۔

☆..........☆..........☆

المريد من بن أحكام تجويد

چھوٹے سائز کے ۶۷ صفحات پر مشتمل یہ کتاب محمد نجیب خیاطہ نے ترتیب دی ہے۔ سن طباعت ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۴ء مندرج ہے۔ تجوید کے عام قواعد پر بحث کی گئی ہے۔

كتاب التيسر في قراءات السبع

یہ کتاب امام ابی عمرو عثمان سعید العراقی کی ہے۔ آپ کا انتقال ۴۴۴ھ میں ہوا۔

۱۹۹۶ء میں دار الکتب العربیہ بیروت سے شائع ہوئی۔ کل صفحات ۱۹۰ ہیں۔

☆..........☆..........☆

قلائد الفكر فی توجيه القراء ات العشر

یہ کتاب جامع الازہر کے دو اساتذہ کے قلم سے ہے۔ ایک قاسم احمد الدجوی دوسرے محمد الصادق قمحاوی۔ دونوں

حضرات کا تعلق معهد القراءات ازھر سے ہے۔ مطبع محمد علی ازھر نے شائع کیا۔ شیخ عبد الفتاح القاضی اور محمد مرسی عامر جامعۃ الازھر کی تقاریظ موجود ہیں۔ کتاب کے صفحات ۱۵۹ ہیں۔ عام قواعد تجوید مختصر دیئے گئے ہیں ، جبکہ پورے قرآن مجید کی سورتوں میں اختلافات قراءات کا اجراء بیان کیا گیا ہے۔

☆..........☆..........☆

عمدة البيان في تجويد القرآن

بڑے سائز کے ۳۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب صابر حسن محمد ابو سلیمان کی تالیف ہے۔ موصوف کلیہ اصول الدین ، جامعہ امام محمد بن سعود اسلامیہ ریاض کے استاد ہیں۔ ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۷ء میں دار عالم الکتب ریاض نے پہلی مرتبہ شائع کی ہے۔ تجوید کے عام قواعد کو اچھے انداز میں واضح کیا گیا ہے، اور ساتھ ہی قرآن میں سجدات کی تعداد، اس ضمن میں مالکی، شافعی، حنبلی اختلاف اور ان کے دلائل بھی ہیں۔

آخر میں قرآن کی تلاوت کے آداب کے ذیل میں آداب المتعلم، قراءات، روایت، طریق اور وجہ میں فرق واضح کیا گیا ہے۔ کتاب کے صفحہ ۳۵۶ پر مؤلف کی چوبیس کتب کا تذکرہ ہے، جو تمام کی تمام علم تجوید و قراءات سے متعلق ہیں۔

☆..........☆..........☆

ورتل القرآن ترتيلا

ڈاکٹر انس احمد کرزوق کی تالیف ہے۔ جسے مؤسسة للطباعة والصحافة والنشر نے ۱۴۱۶ھ میں شائع کیا۔ کتاب کے کل صفحات ۱۱۱ ہیں۔

کتاب کا اصل موضوع حفظ قرآن ہے، جسے پندرہ مختلف ذیلی عنوانات پر پھیلا دیا گیا ہے۔ اور حفظ کرنے کی فضیلت اور آسانی سے حفظ کرنے اور کرانے کے طریق بتائے گئے ہیں۔ اسی طرح تشابہات القرآن پر گرفت کا طریق کار بھی واضح کیا گیا ہے۔

المكتفىٰ في الوقف والابتداء في كتاب الله عزوجل

یہ کتاب ابو عمر عثمان بن سعید الدانی کی ہے۔ جن کا سن وفات ۴۴۴ھ ہے۔ اس کتاب پر تشریحی نوٹس ڈاکٹر یوسف عبد الرحمن نے لکھے ہیں۔ مؤسسة الرسالة بیروت سے شائع کی گئی ہے۔ علم الوقوف پر انتہائی اہم کتاب ہے۔ آخر میں قرآن مجید کی تمام سورتوں کے اوقاف کو بیان کیا گیا ہے۔

☆..........☆..........☆

في هامش القران الكريم

علوی بن محمد بن احمد بلفقیہ۔ اعداد : شیخ محمد کریم راجح۔

یہ قرآن مجید ہے جس کے حاشیہ پر قراءات کے اختلافات بیان کئے گے ہیں۔ دار المهاجر مدینہ منورہ والوں نے اسے تیسری مرتبہ ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء میں شائع کیا ہے۔

☆..........☆..........☆

تحفة الأقران في ماقُرئَ بالتثليث من حروف القرآن

یہ کتاب ابو جعفر احمد بن یوسف الرعینی کی ہے۔ جس پر ڈاکٹر علی حسین البواب نے تحقیق کی ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۴۰۷ھ /۱۰۸۷ء میں دار المنار للنشر والتوزیع جدہ نے شائع کی۔ ابو جعفر آٹھویں صدی ہجری کے عالم ہیں۔ پیدائش ۷۰۸ھ جبکہ سن وفات ۷۵۳ھ ہے۔ اس کتاب کا مخطوطہ المکتبة الوطنیة پیرس میں موجود ہے، جو ۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ جو تمام کا تمام ابو جعفر احمد بن یوسف الرعینی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

ڈاکٹر علی حسین نے اس مخطوطہ پر مفصل کام کیا ہے۔ تمام حروف تہجی کے اعتبار سے قراءات کے اختلافات لکھے گئے ہیں۔ مثلاً پہلے حروف الھمزہ کے اختلافات، پھر حروف الباء، پھر حروف التاء علی ھٰذا۔ مثلاً حروف الباء کے عنوان سے رب العالمین کے تحت لکھا ہے قری یخفض الباء ونصبھا حالت نصبی حالت رفعی کی وجہ سے بیان کی گئی ہے۔ یہ اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔ کتاب کے کل صفحات ۲۳۷ ہیں۔

☆..........☆..........☆

بدع القراء القديمة والمعاصرة

چھوٹے سائز کے ۶۱ صفحات پر مشتمل یہ کتابچہ بکر بن عبد اللہ الوزیر کا لکھا ہوا ہے۔ دار الفاروق ص۔ب ۳۱۹ الطائف کا طبع شدہ ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء میں طبع ہوا۔ کتابچہ پانچ مباحث پر مشتمل ہے۔

بحث اول: في بدع القراء التي فيه عليه العلماء

اس عنوان کے تحت ان اغلاط کو بیان کیا گیا ہے، جو قاری حضرات سے بوقت تلاوت سرزد ہونے کا احتمال رہتا ہے۔ مثلاً مخارج کا خیال نہ رکھنا، لحن عربی سے ہٹ کر لحن عجمی اختیار کرنا، تلحيق الغناء والشعر ، تطريب بترديد الأصوات، هذ كهذ الشعر، تقليس وغیرہ

بحث ثانی: في تقليد صوت القاري

بحث ثالث: في التحرک عند القرءة

بحث رابع: القراءة في صلاة الجمعة ،بما يتناسب مع موضوع الخطبة

بحث خامس: تخصيص الآيات بصوت مغاير للخطبة

بحث رابع اور بحث خامس میں رسول اللہ ﷺ کے بعض معمولات کا ذکر ہے۔ جن کا اس دور میں علماء خیال نہیں کرتے۔ کتاب کے بعض مباحث سے اختلاف کی گنجائش موجود ہے۔ کیونکہ مؤلف کا موقف بعض معاملات میں بہت سخت ہے۔

☆..........☆..........☆

إيقاظ الأعلام لوجوب اتباع رسم المصحف الإمام عثمان بن عفان

کتاب کے صفحات ستر (۷۰) ہیں۔ مؤلف کا نام الشیخ محمد حبیب اللہ بن الشیخ عبد اللہ ہے۔ آپ مدرسہ صولتیہ کے مدرس ہیں۔ یہ کتاب مکتبہ المعرفہ سوریہ حمص سے شائع ہوئی ہے۔ الطبعة الثانية ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۲ء مندرج ہے۔ اس

کتاب میں قرآن کی کتابت کے حوالے سے رسم عثمانی کی اتباع کے لزوم پر دلائل جمع کئے گئے ہیں۔ رسم کے سلسلے میں چھ قواعد بیان کئے ہیں۔ کتاب کے آخری حصہ میں علماء کی تقاریظ ہیں جن میں عباس بن عبد العزیز المالکی، محمد حسنین مخلوف ازہر شریف اور عبد المعلی السقا الشافعی مدرس ازھر شامل ہیں۔

☆..........☆..........☆

مصباح المريد شرح رسالة فتح المجيد قراءة حمزة

۹۰ صفحات پر مشتمل کتابچہ ہے، جسے السید عبد الغفار الزیات المنقش بالازھر نے تالیف کیا ہے۔ ۱۹۴۵ء میں تیسری مرتبہ شائع ہوئی۔

☆..........☆..........☆

معلم الإنسان، مناجاة الرحمن

یہ کتاب بھی السید عبد الغفار ہی کے قلم سے ہے۔ قواعد تجوید پر بحث کی گئی ہے۔ صفحات پینسٹھ (۶۵) ہیں۔

لطائف البيان في رسم القرآن شرح مورد الظمآن

۹۸ صفحات پر مشتمل یہ کتاب الشیخ احمد محمد ابو زینخار مدرس معہد القراءات الازہر کی تصنیف ہے۔ مطبع محمد علی صبیح راولاۃ مصر سے شائع ہوئی ہے۔ قرآنی رسم کے حوالے سے اہم مباحث شامل ہیں۔

مهارات التدريس في الحلقات القرآنية

ڈاکٹر علی بن ابراہیم الزہرانی ، استاد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی تالیف ہے۔ دار ابن عفان للنشر والتوزیع الخبر سعودی عرب سے ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۷ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔ صفحات کی تعداد ۳۹۴ ہے۔ کتاب میں بچوں کی تعلیم قرآنی اور اس کے طریق کار کے بارے میں تجارب کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔

☆..........☆..........☆

الاختيار في القراءات العشر

ابو محمد عبد اللہ بن علی الخلیلی المعروف سبط الخیاط کی تالیف ہے۔ جن کا زمانہ ۴۶۴ھ تا ۵۴۱ ہے۔ اس کتاب پر عبد اللہ بن ناصر، مدرس کلیہ اصول الدین ، جامعہ الامام محمد سعود الاسلامیہ الریاض نے تحقیق کی ہے۔ ۱۴۱۷ھ میں شائع ہوئی ہے۔ مطبع کا نام موجود نہیں۔ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ ۸۳۰ صفحات ہیں۔

مباحث: مختلف قراء کی روایتوں اور اختلافات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

☆..........☆..........☆

كتاب العنوان في القراءات السبع

ابو طاہر اسماعیل بن خلف الانصاری الاندلسی کی کتاب ہے۔ ان کا انتقال ۴۵۵ھ میں ہوا۔ اس پر تحقیق و تعلیل ڈاکٹر زھیر زاھد اور ڈاکٹر خلیل العطیہ نے کی ہے۔ مطبع عالم الکتاب بیروت سے دوسری مرتبہ ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی۔ صفحات کی تعداد ۲۲۹ ہے۔

مباحث حسب ذیل ہیں:
ابو طاہر اسماعیل کے احوال و آثار
تذکرہ ائمہ سبعہ، ان کے اختلافات اصول
فواتح السور، هاء الكناية، مد والقصر، اختلاف الهمزتين من كلمتين وغيره.
اختلاف فرش الحروف : کے عنوان سے تمام سورتوں کے اختلافات کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا گیا ہے۔

☆..........☆..........☆

المستنير في القراءات العشر

شیخ ابو طاہر احمد بن علی بن عبید اللہ بن عمر کی کتاب ہے۔ ان کا انتقال ۴۹۶ھ میں ہوا۔ یہ ڈاکٹریٹ کا مقالہ ہے، جو احمد طاہر اویس نے مذکورہ کتاب پر لکھا ہے، اور الجامعہ الاسلامیہ مدینہ منورہ میں کلیہ القران قسم القراءات میں پیش کیا۔ نگران مقالہ محمد سالم محیسن ہیں۔ پہلے حصہ میں تمہیدی مباحث ہیں ، جن میں نزول قرآن، سبعہ احرف، اہمیت، جمع قرآن، کتابت المصاحف، ارکان القراءت الصحیحۃ، تواتر قراءات العشرہ، کتب قراءات کی تالیفات، عشرہ قراءات کے مؤلفات۔ اس کے بعد مؤلف کے حالات زندگی تین فصول پر مشتمل ہیں۔ جن میں حصول علم، شیوخ و تلامذہ کا ذکر ہے۔

دوسرے حصہ میں دو فصول ہیں۔ پہلی فصل منہج المؤلف پر ہے، جبکہ دوسری میں مصادر المؤلف کا تذکرہ ہے۔ اس کے علاوہ وصف نسخ الكتاب، بين علمى فى التحقيق، تيسير المصطلحات وغیرہ۔ مقالہ ایک ہی جلد میں ۹۸۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

☆..........☆..........☆

رسالة قالون

پانچ صفحات پر مشتمل ہے۔ محمد احمد متولی المتوفی ۱۳۱۳ھ کا لکھا ہوا ہے۔ تمام منظوم ہے۔

☆..........☆..........☆

تحفة الإخوان في بيان أحكام تجويد القرآن

شیخ حسن ابراہیم الشاعر کی تصنیف ہے۔ صفحات کی تعداد چالیس ہے۔ تجوید کے بنیادی و ضروری احکام، اختصار سے بیان کئے گئے ہیں۔ ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۸ء میں تیسری بار شائع ہوا۔

☆..........☆..........☆

حلية المسامع بمكنونات الدرر اللوامع في مقرئ الإمام نافع

الشیخ محمد عبد اللہ بن الامام الجکنی کی تالیف ہے۔ جس کی تصحیح و تقدیم استاد محمد الامین الامام نے کی۔ پہلی مرتبہ ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۵ء میں وزارۃ الاعلام والثقافۃ کے اہتمام سے شائع ہوئی۔ صفحات کی تعداد ۱۵۲ ہے۔

اہم مباحث: مولف کے حالات زندگی، تعریف القرآن، وحی کی اقسام، حکم صلاۃ علی النبی، تعریف

الصحابی، اختلاف قالون وورش فی البسمله،احکام میم الجمع، احکام ھاءالضمیر، احکام الھمزہ، اظہار، ادغام، قلب و الاخفاء، فتح و اماله، احکام الراءات، احکام الاوقاف، احکام الوقف، احکام الیاء ات، زوائد نافع، زوائد قالون، زوائد ورش، احکام متفرقه وغیره

☆..........☆..........☆

شرح شعله علی الشاطبیه المسمّٰی کنز المعانی شرح حرز الأمانی

شاطبیه کی یہ شرح امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن الحسین الموصلی کی لکھی ہوئی ہے۔ان کالقب شعلہ ہے۔ان کا انتقال ۶۵۶ھ میں ہوا۔الاتحاد العام لجماعت القراء قاھرہ کے خرچ پر پہلی مرتبہ ۸۳۳ھ میں شائع ہوئی۔شروع میں عبدالفتاح قاضی شیخ معھد القراء ات بالأزھر کی تقاریظ ہیں۔صفحات ۶۵۵ ہیں۔

تاریخ القرآن الکریم و غرائب رسمه و حکمه

یہ کتاب محمد طاہر بن عبدالقادر الکردی المکی الخطاط کی تالیف ہے۔پہلی مرتبہ ۱۳۶۵ھ میں جدہ سے شائع ہوئی۔ ۲۱۳ صفحات پر مشتمل ہے۔اس میں قرآن مجید، نزول، رسم، جمع، ترتیب الآیات، حفاظت سبعہ احرف پر بحث کی گئی ہے۔لیکن زیادہ تر موضوع زیر بحث رسم عثمانی ہے۔یہ بحث تیسرے باب میں صفحہ ۹۴ سے شروع ہو کر صفحہ ۲۱۳ تک پھیلی ہوئی ہے۔رسم وضبط سے متعلق بڑی بحثیں شامل کتاب ہیں۔

☆..........☆..........☆

دروس فی ترتیل القرآن

فائزعبدالقادر الزور جامعہ دمشق کی تالیف ہے۔علم تجوید سے متعلق مختلف اسباق کا مجموعہ ہے۔اور طالب علموں کو سمجھانے کی غرض سے اچھے طریقے سے قواعد کو واضح کیا گیا ہے۔وضاحت کی غرض سے تین روشنائیاں، سبز، سرخ، سیاہ استعمال کی گئی ہیں۔۱۹۸۵ء میں شائع ہوئی۔

☆..........☆..........☆

فن الترتیل فی احکام التجوید

استاد عبداللہ توفیق الصباغ کی کتاب ہے۔عبداللہ بن ابراہیم الانصاری کے اہتمام سے شئون الدینیة قطر کے اخراجات سے شائع ہوئی۔تجوید کے قواعد سہل انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔صفحات کی تعداد ۹۹۵ ہے۔

☆..........☆..........☆

معجم القراء ات القرآنیه مع مقدمة في القراءات وأشهر القراء

یہ کتاب بڑے سائز کی ہے اور چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔کتاب کو دو حضرات ڈاکٹر احمد مختار عمر، ڈاکٹر عبدالعالی سالم مکرم نے مل کر لکھا ہے۔ڈاکٹر احمد مختار کلیہ دارالعلوم جامعہ القاہرہ کے استاد ہیں۔جبکہ مؤخر الذکر قسم اللغه العربیه جامعہ کویت کے استاد ہیں۔تیسری مرتبہ ۱۹۹۷ء میں شائع ہوئی۔مطبع عالم الکتب نشر توزیع ص ب ۶۶ محمد فرید سے شائع ہوئی۔قرآن مجید کی تمام سورتوں میں اختلاف قراءات کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔جدول حسب

ذیل ہے۔
رقم مسلسل--- رقم الایۃ --- النص المصحفی --- اوجہ القراءات / المصور القاری
پہلی جلد سورہ نساء پر ختم ہوتی ہے۔ دوسری جلد سورہ الحجر، تیسری جلد سورہ القصص، چوتھی سورہ النجم، پانچویں سورہ الناس، چھٹی جلد فہارس پر مشتمل ہے۔ پوری کتاب بڑی اہم ہے اور صحیح معنوں میں قراءات کا موسوعہ قرار دی جاسکتی ہے۔

م	رقم الآیۃ	النص المصفی	أوجع القراءات	القاری	المصدر
١٠١٩٢	٩	عَمَدٍ	١- عُمَدٍ ٢- عُمْدٍ ٣- عَمْدٍ	حمزہ، الکسائی، عاصم، الحسن، شعبہ، الاعمش، علی ابن سعود، زید بن ثابت، یحیٰ ابن وقاب، خلف ابو عمرو، ہارون الأعرج	کناف غبث فجر وغیرہ

کتاب الإستکمال

لبیان جمیع ما یأتی فی کتاب اللہ عزوجل فی مذاہب القراء السبعة فی التفخیم والإمالة
عبد المنعم بن عبد اللہ بن غلبون کی تصنیف ہے۔ ان کا انتقال ۸۳۹ھ میں ہوا۔ اس پر تحقیق و تدقیق ڈاکٹر عبد الفتاح استاد جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ نے کیا۔ پہلی مرتبہ ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۱ء میں شائع ہوئی۔ حروف کے اوزان کو بنیاد بنا کر مختلف قراء کے ہاں ان حروف کی ادائیگی کو واضح کیا گیا ہے۔ مثلاً " ماجاء علی وزن فَعْلٰی، فِعْلٰی، فُعْلٰی نحو موسٰی، وَ تَقْوٰی، وذکرٰی"
اس وزن پر جتنے الفاظ ہیں ان کے طریق ادائیگی اور اختلافات کو اس ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔ علی ھذاالقیاس۔ اس لحاظ سے بہت اہم کتاب ہے۔

☆..........☆..........☆

التذکرہ فی القراءات الثمان

ابی الحسن طاہر بن عبد المنعم بن غلبون کی کتاب ہے۔ ان کا انتقال ۳۹۹ھ میں ہوا۔ کتاب کی تعلیق، تحقیق ایمن رشدی سوید نے کی ہے۔ کل صفحات ۷۵۹ ہیں۔ شروع میں حیات موٴلف، مولد، اسرہ، عصرہ، اس کے بعد مختلف روایات کا ذکر ہے۔ قراء کی اسناد ورواۃ۔ بڑی اہم کتاب ہے۔

☆..........☆..........☆

المغنی فی توجیه القراءات العشر المتواتر

دکتور محمد سالم محیسن کی تالیف ہے۔ آپ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔ قراءات کے

اختلاف، اصول و فروش ہر سورہ کے الگ الگ بیان کئے ہیں۔ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ جسے الحاج فتح علی عبد اللہ آل خاجہ کے خرچہ پر طبع کرایا گیاہے۔ بڑی اہم کتاب ہے۔

پہلی جلد سورہ النساء تک ہے، دوسری جلد سورہ الکھف تک، تیسری جلد آخر قرآن تک ہے۔

☆..........☆..........☆

كتاب الاقتداء في معرفة الوقف والابتداء

یہ کتاب عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ معین الدین ابی محمد التکزاری کی ہے۔ ان کی وفات ۶۸۳ھ ہے۔ مسعود احمد سید الیاس نے اس پر تحقیق کر کے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ مقالہ کے نگران ڈاکٹر محمد سالم محیسن ہیں۔ مقالہ حصول ڈگری کے لیے ۱۴۱۳ھ میں پیش کیا گیا۔ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد ۱۰۵۰ جبکہ دوسری جلد ۱۰۵۱ سے لے کر ۲۰۶۸ تک ممتد ہے۔ قرآن مجید کی تمام سورتوں کے اوقاف الگ الگ بیان کئے گئے ہیں۔

☆..........☆..........☆

هداية القاري إلى تجويد كلام الباري

عبدالفتاح السید عجمی المرصفی، استاد المساعد بکلیہ القرآن الکریم ،جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی تالیف ہے۔ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ مکتبہ طیبہ مدینہ منورہ نے [مكتبة طيبة ص ب ۴۱۸ المدينة المنورة] شائع کیا ہے۔ ۸۶۹ صفحات پر مشتمل ہے۔

پہلا باب: مخارج الحروف پر

دوسرا باب: صفات الحروف

تیسرا باب: تفخیم وترقیق

چوتھا باب: ضاد و معجمه والظاء المتالة، أحكام النون، غنہ اور اس کے احکام، الامات الساكنة، أحكام الميم، مقطوع وموصول وغیرہ کی ابحاث شامل ہیں۔

☆..........☆..........☆

ادارہ

اشاریہ آیات قرآنیہ

(رشد قراءات نمبرز 3-1)

جدید اور محققانہ نظام تحریر و طباعت میں ہر کتاب اور مجلہ کے آخر پر اس میں شاملِ اشاعت مضامین کے عناوین، انہیں تحریر کرنے والے مضمون نگاران، اور ان مضامین میں آنے والی آیات، احادیث اور اقوال وغیرہ کی ایک جامع فہرست دی جاتی ہے، تاکہ بعد میں تحقیق کرنے والے کو آیت، بحث، حدیث یا قول تلاش کرنا ہو، تو وہ بآسانی تلاش کر سکے۔ اسی طرح اگر مضمون کی صرف کوئی ایک آیت، حدیث، قول یا بحث کا عنوان یاد ہو، تو وہ اس کے ذریعے مطلوبہ جگہ پر پہنچ سکتا ہے۔
ادارہ رشد نے تجوید و قراءات کے محققین کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے قراءات نمبرز میں چھپنے والے مضامین، ان میں بیان کی جانے والی مباحث اور ان کے مضمون نگاروں کی فہرستوں کے علاوہ ان مضامین میں وارد ہونے والی آیات، احادیث، اردو اقوال اور عربی اقوال کے اشاریہ جات تیار کیے ہیں۔
پہلے تین نمبرز میں بعض وجوہات کی بنا پر یہ فہرستیں شائع نہ ہو سکی تھیں۔ اس لیے پہلے تین شماروں (۱-۳) کی فہرستیں اب چوتھے شمارے میں شائع کی جا رہی ہیں۔ ادارہ نے سبعہ احرف کی مناسبت سے قراءات قرآنیہ پر ان شاء اللہ سات (۷) شمارے شائع کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ باقی شماروں کے اشاریے آخری ساتویں شمارے میں شائع کیے جائیں گے، ان شاء اللہ۔ [ادارہ]

اشاریہ آیات، قراءت نمبر حصہ اول

وَاتَّقُوا اللهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ...الخ (المائدۃ:112) [25 /1]
اَدْخِلُوْا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ... الخ (غافر:46) [35 /1]
اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً... الخ (الاعراف:55) [382 /1]
اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ.. (الزخرف:57) [352 /363 /1]
اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ... الخ (التوبۃ:100) [132 /1]
اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ... الخ (البقرۃ:58) [168 /2-262 /1]
اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ.... الخ (النساء:82-محمد:24) [474 /3-316 /2-382 /1]
اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ.. (العلق :3) [581 /1]
اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ... الخ (العلق:1) [8،562 /1-375-343 /2]
إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا... الخ (مریم :60) [29 /1]
اَلْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ... (الفاتحۃ: 1) [18،20،21 /1]
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ.... الخ (الانعام:82) [336 /1]

الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ.. الخ (النساء:37) [1/ 24]

الر تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُبِينٍ... الخ (الحجر:1) [1/ 30]

السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ... الخ (المزمل:18) [1/ 32]

اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ... الخ(الروم:54) [1/ 34، 452،529،590]

اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ... الخ(آل عمران:2) [1/ 338]

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (الانشراح:1) [1/ 359]

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ... الخ (الفرقان:26) [1/ 24]

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لله يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ... الخ(الحج:56) [1/ 519]

اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ... الخ(الطور:36) [1/ 36]

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ... الخ (الطور:35) [1/ 36]

اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ (الطور:37) [1/ 529،36]

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ... الخ (لقمان:13) [1/ 336]

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا... الخ (الحج:38) [۱/۳۴۲]

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ... الخ (النساء:40) [1/ 415]

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ... الخ (مريم:36) [1/ 451+3/ 97]

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا.... الخ (البقرة:119) [1/ 342+2/ 418]

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ... (القمر:49) [1/ 348]

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ ...(الاعراف:194) [1/ 352]

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ... الخ (المائدة:69) [1/ 452-2/ 470-3/ 94]

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِئِيْنَ...(الحج:17) [3/ 9-1/ 452]

إِنّ الْأَرْضَ لله يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ...(الأعراف:128) [1/ 24]

اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا... (مريم:91) [1/ 32]

اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ. (هود:57) [1/ 327]

اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا... الخ [2/ 22]

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ... الخ (الفاتحة: 7) [1/ 543]

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً.... الخ (يس:29) [1/ 353-2/ 219-3/ 348]

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا...(فاطر:28) [1/ 30-2/ 443]

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ...(التوبة:60) [1/ 27]

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَ جِلَتْ ...(الانفال:2) [1/ 381]

اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ.... الخ (هود:46) [1/ 311،29،28-2/ 21-3/ 99]

إِنْ هَذَانِ لَسَاحِرَانِ... الخ (طه:63) [1/ 359-2/ 463]

اِنِّيْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰى.... الخ (آل عمران:36) [1/ 341]

اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوا...الخ (النساء:43) [1/ 312]

اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا.. (النساء:15) [442/1]

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ..(الفاتحة: 5) [462/2-577/1]

اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَااَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ...الخ (الحقاف:4) [481/1]

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَا.... الخ (هود: 41) [434/2-528/1]

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُه ... (الانبياء:18) [359/1]

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ.. (البروج: 21) [556/1]

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ .. (العنكبوت: 49) [39،149،548/2-526/1]

تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا...الخ (الفرقان: 61) [613/1]

تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَاءَ... الخ (المؤمنون: 20) [524/1]

تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ... الخ (الملك:8) [32/1]

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ... الخ (مريم:90) [32/1]

جَآءُوْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ الْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ... (آل عمران:184) [426/1]

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ... (التوبة:100) [293،258/1]

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ..(الرعد:23) [354/1]

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى.... (البقرة:238) [43،101،410/2-320/1]

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ... الخ (البقرة:7) [382/1]

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ [97/3-444،452/1]

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ [97/3-444،452/1]

ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ شَيْءٍ...الخ (سبأ: 16) [671/1]

رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا...الخ (سبأ:19) [70/3-267/2-310/1]

زُيِّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ.. (الانعام:137) [1012/3-368/315،347،2/1]

سَلٰسِلَا وَ اَغْلٰلًا وَّ سَعِيْرًا...الخ (الانسان:4) [354/1]

سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ..الخ(الاعراف:82) [355/1]

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى..(الاعلي:6) [422/3+440/1]

عَلَّمَ بِالْقَلَمِ...الخ (العلق: 4) [561/1]

غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ (الفاتحة:7) [294/1]

فَادْخُلُوْا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ...الخ(غافر:76) [35/1]

فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ...الخ(البقرة:222) [134/1]

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ...الخ (يونس:92) [294/1]

فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ...الخ (المائدة:6) [134،319/1]

فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ...الخ(المزمل:20) [168،305/2]

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ....الخ(التوبة:5) [32/1]

فَاَرْسِلْ مَعَنَا اَخَانَا نَكْتَلْ....الخ(يوسف:63) [32/1]

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حٰفِظًا...الخ (یوسف:64) [326/1]

فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ...الخ(ابراھیم:37) [353/1]

فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَیْنِکُمْ...الخ (الأنفال: 1) [616/1]

فَاِنَّہٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُہٗ...الخ (البقرة:283) [357/1]

فَاَطَّلِعَ اِلٰٓی اِلٰہِ مُوْسٰی...الخ (غافر:37) [330/1]

فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا...الخ (یونس:58) [311/1]

فَتَعٰلَی اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ۱...الخ (طٰه:114) [325/1]

- فُتِحَتْ اَبْوَابُھَا.... الخ (الزمر:71) [26/1]

فَرَوْحٌ وَّ رَیْحَانٌ...الخ (الواقعة:89) [26/2-37،523/1]

فَرِھٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ...الخ (البقرة:283) [22،23/1]

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ...الخ (الواقعة: 74) [434/2+562/1]

فَسَوّٰیکَ فَعَدَلَکَ.. (الانفطار:7) [27/2+38/1]

فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْھِیْمِ. (الواقعة:55) [25/2-36،37/1]

فَکَفَّارَتُہٗ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاکِینَ...الخ (المائدة:89) [319،3/1]

فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ...الخ (الصف:5) [330/1]

فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْھُمْ طَآئِفَةٌ...(التوبة:122) [481/1]

فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَھْرَیْنِ....الخ(النساء:92 ، المجادلة:4) [408/2+298/1]

فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۱... (البقرة:150،149،144) [438/1]

فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ ...الخ (القمر:15) [136،420،914/2+18/]

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا...الخ (البقرة:24) [12/1]

فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَہٗٓ اَحَدٌ (الفجر:25) [27،28/2]

قُلْ یَا أَیُّھَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰہِ إِلَیْکُمْ ...(الأعراف:158) [12،462/1]

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَ بِرَحْمَتِہٖ....الخ (یونس:58) [27/1]

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ...الخ (السراء:88) [321/1]

قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ...الخ (الاسراء:110) [321/1]

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ...الخ (آل عمران:26) [842/3-325/1]

قَالَ ھَلْ اٰمَنُکُمْ عَلَیْہِ اِلَّا کَمَآ اَمِنْتُکُمْ...الخ(یوسف:64) [325/1]

قَالَ مُوْسٰی مَا جِئْتُمْ بِہِ السِّحْرُ...(یونس:81) [357/1]

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ لَکِ...الخ(مریم:19) [440/3+329/1]

قَالَ وَ مَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّہٖٓ...الخ (الحجر:56) [337/1]

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ. (المؤمنون:1) [381/1]

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا...الخ [427/1]

کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ...الخ (ص:29) [381/1]

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحِ الْمُرْسَلِيْنَ ۔ (الشعراء:105) [1/ 26]

كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ (الفجر:17) [1/ 38،39-2/ 27]

كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ (هود:1)[1/ 265]

لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ...الخ (الحشر:23)[1/ 325]

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ...الخ (الأعراف:40) [1/ 25،26]

لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ...الخ (فصلت:42) [1/ 460،556]

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ... (النساء: 95)[1/ 663-2/ 17-3/ 676-677]

لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا... (الكهف:77) [1/ 630،31]

لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا... الخ (الكهف:71) [1/ 31]

لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ...الخ(الغاشية:22) [1/ 930،3،479،529،43،6]

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ...الخ (التوبة:128) [1/ 244+2/ 87،37،36]

لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا اِمْرًا... الخ (الكهف:71) [1/ 31]

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ (التين:4) [1/ 38]

لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَ اٰبَآؤُنَا...الخ (المؤمنون:83) [1/ 451-3/ 95]

لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ بَعْدُ...الخ (الروم:4) [1/ 353]

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ...الخ (الغافر:16) [1/ 519،22]

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا.... الخ (الحج:37) [1/ 26]

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ...الخ (البقرة:177) [1/ 357]

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا...(البقرة: 198) [1/ 275، 344، 437، 438، 439، 440-2/ 275]

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ ...(آل عمران:79) [1/ 360]

مَا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ...الخ (النساء:66) [1/ 426]

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ...(البقرة:106)

مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ.. (المؤمنون:67) [1/ 33]

مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ...الخ (ص:50) [1/ 26]

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (الفاتحة:3)[1/ 841،597،440،427،358،431،330،293]

نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا يَسْطُرُوْنَ ۔..الخ (القلم: 1) [1/ 561]

نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا....الخ (البقرة:106) [1/ 440]

نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ...الخ (المائدة:113) [1/ 25]

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ...الخ (التوبة:67) [1/ 344]

نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ...الخ (البقرة:58) [1/ 413]

وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ... الخ (البقرة:81) [1/ 413]

وَ اِذَا بَدَّلْنَا اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ....الخ (النحل:101) [1/ 439]

وَ اَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا...(الانبياء:3) [417 /3+355 /1]

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ...الخ (النحل:44) [12،274،3،410 /1]

وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً ... الخ (النساء:12) [134'3 /1]

وَ اِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ... (هود:111) [352 /1]

وَ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ ...الخ (فصلت:49) [348 /1]

وَإِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا... (البقرة:23) [2 /1]

وَ تَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا اَرَى الْهُدْهُدَ...(النمل:20) [483 /1]

وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ (البلد:17) [39 /1]

وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ... (النساء:1) [368 /2-293،359،315 /1]

وَ تَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ (القارعة:5) [134،320،930 /1]

وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا ...الخ (البقرة:58) [22 /1]

وَ اِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا...(الانسان:20) [320 /1]

وَ اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ.. (البقرة:117) [359 /1]

وَ اِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً...(البقرة:51) [327 /1]

وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ...الخ (النمل:82) [333 /1]

وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ....الخ (البقرة:284) [339،351،467 /1]

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ ...الخ (النحل:44) [381 /1]

وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ... (إبراهيم:46)[1/ 413-2 /554،306،107،80]

وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ... (الشعراء:192) [345 /1]

وَجَنَّاتٌ مِنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيْلٌ... (الرعد:4) [29 /1]

وَ حَسِبُوْا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ...(المائدة:71) [351،413 /1]

وَ رَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ...(سبأ:21) [327 /1]

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا... (المزمل:4)[1/ 168،667،670،380،198،270،27 ،531،545]

وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا.. (الفرقان: 32) [667،511 /1]

وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ....(البقرة:214) [354 /1]

وَ سَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ...(آل عمران :133) [78،267،408 /2+426 /1]

وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا...الخ (المائدة:38) [298،348،435 /1]

وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ...الخ (الزمر:67) [349،356 /1]

وَاعْمَلُوْا صَالِحًا...الخ (المؤمنون:51) [29 /1]

وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ.... الخ (يوسف:23) [26 /1]

وَ طُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ..(التوبة:87) [330 /1]

وَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا...الخ (البقرة:116) [425،95،104 /1]

وَ قَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ...(العنكبوت:25) [357 /1]

وَ قَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ...(الانعام:139) [1/ 356،149]

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ...(الإسراء:106) [1/ 3،479،2،375،40،8]

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ....(آل عمران:146) [1/ 310+3/ 469]

وَ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ...(غافر:47) [1/ 330]

وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ...(الإسراء:13) [1/ 660،333-3/ 442،114،15]

وَّ لَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ.. (ص:3) [1/ 359]

وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ...(البقرة:222)

[1/ 430،401،312،304،250،205،147،2]

وَّ لَا يَغُوْثَ وَ يَعُوْقَ وَ نَسْرًا... (نوح:23) [1/ 354]

وَّ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ... الخ (البقرة:48) [1/ 597،77،451،413]

وَّ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ....(البقرة:123) [1/ 451]

وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ.. (آل عمران:104) [1/ 294]

وَ الَّذِيْ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ... (الشعراء:82) [1/ 358]

وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا...الخ (التوبة:107) [1/ 466،428]

وَ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى...(محمد:17) [1/ 330]

وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا... (البقرة: 234) [1/ 559، 3/ 329]

وَ لَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا...(يس:62) [1/ 34]

وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَ مَا تَعْمَلُوْنَ...(الصافات:96) [1/ 329]

وَ اللّٰهُ يَقْبِضُ وَ يَبْصُّطُ....الخ(البقرة: 245) [1/ 588،528-]

وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا.... (الاسراء:41) [1/ 467،343]

وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ...(النحل:103) [1/ 463]

وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ...(القمر:17) [1/ 344]

وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ...الخ (الانعام:32) [1/ 427]

وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى....(الاعراف:180) [1/ 321]

وَّ لَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ...الخ (النساء: 12) [1/ 672]

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيلِ... (الحاقة:44) [1/ 460،448،264-3/ 276]

وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا...الخ (النساء:82) [1/ 264-2/ 307،305،281،79]

وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ...(النساء:82)

[1/ 752،750،584،574،460،452]

وَ لَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ...(البقرة:165) [1/ 341]

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ...الخ (سبأ:28) [1/ 4،3،12]

وَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ...(ابراهيم:4) [1/ 174،46،144-2/ 341]

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ... (الحج:78) [1/ 9]

وَ مَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰىٓ ۙ(اللیل:3) [1/ 294-2/ 220]

وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ....الخ (الاعراف:43) [1/ 427]

وَ مَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ...(العنکبوت: 48) [1/ 557،555+2/ 646]

وَ مَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ...(غافر:37) [1/ 331]

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ....الخ (آل عمران:144) [1/ 73،445]

وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۚ (التکویر:24) [1/ 331،38،37-2/ 26]

وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ...الخ (البقرة:9) [1/ 413+3/ 822،597]

وَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰىٓ ۙ (عبس:3) [1/ 413،351]

وَ مَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ...(الانعام:109) [1/ 355+3/ 470]

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (النجم:3) [1/ 264،11-2/ 327]

وَ امْرَاَةٌ وَّ لَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ....الخ (النساء:12) [1/ 319]

وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ...الخ (المائدة:6) [1/ 147،312]

وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللهِ حَدِيثًا... (النساء:87) [1/ 555،554،10]

وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللهِ قِيلًا... (النساء:22) [1/ 555،554،10]

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا... (الفرقان:71) [1/ 29]

وَ مِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَ يَعْمَلُوْنَ ...(الانبیاء:82) [1/ 327]

وَ نَحْفَظُ اَخَانَا.... (یوسف:65) [1/ 326]

وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ...(النحل: 89) [1/ 662]

وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ... (النساء:115) [1/ 29]

وَ مَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللهِ...(النساء:100) [1/ 352]

وَ وَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَ يَعْقُوْبُ...الخ (البقرة:132) [1/ 425]

وَ وٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ...(طه:80) [1/ 328]

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ...(البقرة:220) [1/ 353]

وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ... (النمل: 30) [1/ 562]

هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ...الخ (المائدة:112) [1/ 2،،25،24-2/ 424]

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ...الخ (الجمعة:2) [1/ 52-3/ 510]

هَذَا ذِكْرُ مَنْ مَعِيَ...الخ (الانبیاء:24) [1/ 355]

هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ...(المائدة:119) [1/ 356]

هَيْتَ لَكَ...الخ (یوسف:23) [/ 21،358]

هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ...الخ (یونس:30) [1/ 333-3/ 442]

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ... الخ (الجمعة:9) [1/ 4‘139‘320]

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ...الخ (المائدة:89) [1/ 8]

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ...الخ (المائدة:67) [1/ 264،10،8 –

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ...الخ (آل عمران:106) [26/1]

يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَ الطَّيْرَ...الخ (سبأ:10) [413/1]

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا...الخ (الانفطار:19) [519/1]

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَا يُنْفِقُوْنَ...الخ (البقرة:217) [357/1]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ...(المائدة:54) [427،466/1]

يَمْحُوا اللهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ... الخ (الرعد:39) [439/1]

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى...(الحجرات:23) [463/1]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ...(الحجرات:6) [419،492/3-482/1]

يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ.. (الصافات: 52) [578/1]

اشاریہ آیات، قراءت نمبر حصہ دوم

اللهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ...الخ (الروم:54) [24/2]

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ....(الزخرف: 70) [5/2]

اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى...(الإسراء: 107) [5/2]

اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ ...(الإسراء: 36) [10/2]

ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً...الخ (البقرة: 208) [431/3+16/2]

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ...(البلد: 5) [28/2]

اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّيْفِ (قريش: 2) [28/2]

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُور...(المائدة: 44) [29/2]

اَنَّ اللهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ...(التوبة: 3) [46/2]

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ .. (القيامة: 17) [473/3-60،84،149/2]

اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ ...(التوبة: 80) [76،176/2]

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً...الخ [78/2]

اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ...الخ [81،306/2]

اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا... [162،281/2]

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللهِ وَ رُسُلِهٖ...الخ [162/2]

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ... [330/2]

اِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللهِ وَ الرَّسُوْلِ...الخ [352/2]

اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا... [389/2]

اِنَّ اللهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ... [402/2]

اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ... [472/2]

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا...الخ [97/3+408/2]

اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا... [411/2]
اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا...الخ [421/2]
اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ....الخ [2/424+3/457]
اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ اعْتَصَمُوْا...الخ [426/2]
اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ...الخ [433/2]
اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ...الخ [434/2]
اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ...الخ [435/2]
اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ...الخ [438/2]
اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ...الخ [917/2]
اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ...الخ [441/2]
اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ...الخ [445/2]
اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ... [2/466،468]
اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ... 1 تا 13 [467/2]
اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ...الخ [770/2]
اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ...۱تا۴ [468/2]
اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ... [447/2]
اِنَّمَآ اَمْرُهٗۤ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ.... [470/2]
اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ...الخ [475/2]
بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ... [2/312،409]
بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّ شِقَاقٍ...الخ [375/2]
تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى.. [476/2]
تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ... الخ (الزمر: 23) [2/ 5،244]
تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ... الخ [2/22،23]
تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا... [23/2]
تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ... الخ [238/2]
ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا... الخ [176/2]
جَعَلَهٗ دَكًّا...الخ [23/2]
حَتّٰۤى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ... الخ [2/146،474]
خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ... الخ [442/2]
ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا... الخ [438/2]
رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً... [596/2]
سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ.... الخ [439/2]
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ... [2/330+3/823]

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا... الخ [2/ 93،471]
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ.. [2/ 330]
فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ... الخ [2/ 342]
فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَ جَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا... الخ [2/ 19]
فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ.... الخ [2/ 25]
فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ.. الخ [2/ 267،77]
فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا... الخ [2/ 16،114+3/ 660]
فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ... الخ [2/ 121]
فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ... الخ [2/ 342،136]
فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا.... الخ [2/ 161]
فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ... الخ [2/ 168]
فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ... الخ [2/ 86،267،249،241،219]
فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ... الخ [2/ 367]
فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ... الخ [2/ 389]
فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ... الخ [2/ 438]
فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ.... الخ [2/ 439]
فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ.. الخ [2/ 475+3/ 95]
فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ.. [2/ 467]
فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا.. [2/ 446]
فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا... الخ [2/ 446]
قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ... الخ [2/ 367]
قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ.. [2/ 514،161]
قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا... [2/ 436]
قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَ بَيْنِكَ... الخ [2/ 437]
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ... الخ [2/ 509،443]
قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَ اَخَاهُ وَ اَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ... [2/ 474]
قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ... الخ [2/ 560]
قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ... الخ [2/ 444]
قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ... الخ [2/ 472]
قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ... الخ [2/ 642]
كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ... [2/ 474]
كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ... الخ [2/ 445]
لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ.. (القيامة: 16) [2/ 375.34،6]

لَآ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ۔۔۔ [2/ 28]

لِّيَهۡلِكَ مَنۡ هَلَكَ عَنۡۢ بَيِّنَةٍ۔۔۔۔ الخ [2/ 287]

لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّىۡ۔۔۔ الخ [2/ 382]

لَقَدۡ عَلِمۡتَ مَاۤ اَنۡزَلَ هٰٓؤُلَاۤءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ۔۔۔ الخ [2/ 306]

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشۡهَدُ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اِلَيۡكَ اَنۡزَلَهٗ بِعِلۡمِهٖ۔۔۔۔ الخ [2/ 325]

لِيَجۡزِيَ قَوۡمًۢا بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ۔۔۔ الخ [2/ 368]

لِكُلِّ امۡرِئٍ مِّنۡهُمۡ يَوۡمَئِذٍ شَاۡنٌ يُّغۡنِيۡهِ۔۔۔ الخ [2/ 389]

لَقَدۡ رَاٰى مِنۡ اٰيٰتِ رَبِّهِ الۡكُبۡرٰى۔۔۔ [2/ 446]

لَهُمۡ قُلُوۡبٌ لَّا يَفۡقَهُوۡنَ بِهَا۔۔۔ [2/ 910]

مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ رِجَالٌ صَدَقُوۡا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيۡهِ۔۔۔ [2/ 87-3/ 248،394،401،691،766]

مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى۔۔ [2/ 136]

مَنۡ ذَا الَّذِيۡ يُقۡرِضُ اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا۔۔۔ الخ [2/ 415]

مَا بِصَاحِبِكُمۡ مِّنۡ جِنَّةٍ۔۔۔ الخ [2/ 432]

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمۡ وَ مَا غَوٰى۔۔ [2/ 432]

مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَ مَا طَغٰى۔۔ [2/ 446]

مَا كَذَبَ الۡفُؤَادُ مَا رَاٰى [2/ 446]

نَزَلَ بِهِ الرُّوۡحُ الۡاَمِيۡنُ۔۔ [2/ 121]

نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَيۡكَ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ۔۔۔ الخ [2/ 190]

نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا يَسۡتَمِعُوۡنَ بِهٖۤ اِذۡ يَسۡتَمِعُوۡنَ۔۔۔ الخ [2/ 475]

وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ۔۔ (البقرة: 74) [2/ 15]

وَّ لَا تُسۡـَٔلُ عَنۡ اَصۡحٰبِ الۡجَحِيۡمِ۔۔۔(البقرة: 119) [2/ 16]

وَ اِنۡ جَنَحُوۡا لِلسَّلۡمِ۔۔۔ الخ (الأنفال: 61) [2/ 16]

وَ تَدۡعُوۡۤا اِلَى السَّلۡمِ ۔۔۔۔ الخ [2/ 16]

وَ لَا تَقُوۡلُوۡا لِمَنۡ اَلۡقٰٓى اِلَيۡكُمُ السَّلٰمَ۔۔۔ الخ [2/ 17]

وَجَعَلَ الَّيۡلَ۔۔۔ الخ [2/ 19]

وَ لِاُحِلَّ لَكُمۡ بَعۡضَ الَّذِيۡ حُرِّمَ عَلَيۡكُمۡ۔۔۔ الخ [2/ 30]

وَ اِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيۡنَ لَا يَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا۔۔۔ [2/ 42،276]

وَ انۡظُرۡ اِلَى الۡعِظَامِ كَيۡفَ نُنۡشِزُهَا۔۔۔ الخ [2/ 46،219]

وَ اتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهٖمَ مُصَلًّى۔۔۔۔ الخ [2/ 77،402-3/ 52،429]

وَ ظَنُّوۡۤا اَنَّهُمۡ قَدۡ كُذِبُوۡا۔۔۔الخ [2/ 80،306]

وَ كَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا۔۔۔ الخ [2/ 113]

وَ كَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا۔۔۔ الخ [2/ 121]

وَ اذۡكُرۡ فِي الۡكِتٰبِ اِسۡمٰعِيۡلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ۔۔۔ الخ [2/ 191]

وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا... الخ [2/ 191]

وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ.. [2/ 191]

وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ... الخ [2/ 70،47،219]

وَ جَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ... الخ [2/ 250]

وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ... الخ [2/ 267]

وَ الَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى.. [2/ 372]

وَّ ثَمُوْدَاْ وَ اَصْحٰبَ الرَّسِّ... الخ [2/ 382]

وَّ ثَمُوْدَاْ وَ قَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ... الخ [2/ 382]

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ... [2/ 457،308]

وَ مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ... الخ [2/ 347]

وَ مَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ.... الخ [2/ 352]

وَ اتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ... الخ [2/ 375]

وَ اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ... الخ [2/ 389]

وَ الْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا... [2/ 389]

وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا... الخ [2/ 390]

وَ ابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰىٓ اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ... الخ [2/ 390]

وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا... الخ [2/ 403،402]

وَ لَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ... الخ [2/ 402- 3/ 843،822،429،340،338]

وَ لَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّ لَا شَهِيْدٌ... الخ [2/ 406]

وَ لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَ مَنْ يَّكْتُمْهَا... الخ [2/ 406]

وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ... الخ [2/ 432،335،407]

وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ... الخ [2/ 410]

وَ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ وَ مَنْ يَّغْلُلْ... الخ [2/ 83،426]

وَ لَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ... الخ [2/ 428]

وَ مَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ... [2/ 432]

وَ اِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ... [2/ 435]

وَ لَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ... الخ [2/ 437]

وَ مِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ... الخ [2/ 437]

وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا.... الخ [2/ 438]

وَ يَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ.... الخ [2/ 439]

وَ يَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ.... الخ [2/ 439]

وَ لَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا... [2/ 440+3/ 454]

وَ جِايْٓءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ.... الخ [2/ 440]

وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ... الخ [441 /2]

وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللهُ.... الخ [441 /2]

وَّ اْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۱ ... الخ [442 /2]

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ... الخ [445 /2]

وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا... الخ [444 /2]

وَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ... الخ [444 /2]

وَ لَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ... الخ [444 /2]

وَ اٰتٰيكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ.... الخ [444 /2]

وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا.... الخ [445 /2]

وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً... الخ [445 /2]

وَ يَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ.... الخ [445 /2]

وَ مَا اٰتٰيكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ... الخ [445،555 /2]

وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ... الخ [462 /2]

وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۱ ... الخ [462 /2]

وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ... الخ [462 /2]

وَ نَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۙ... الخ [462 /2]

وَ اِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ۙ.. [467 /2]

وَ اِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۙ.. [467 /2]

وَ اسْتَبَقَا الْبَابَ وَ قَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ ... الخ [446 /2]

وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ.... الخ [446 /2]

وَ لَىِٕنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَيُسْجَنَنَّ وَ... الخ [447 /2]

وَ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ وَ كُفْرٌۢ بِهٖ... الخ [469 /2]

وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ... [471 /2]

وَ مَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ... الخ [471 /2]

وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ... الخ [472 /2]

وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا... الخ [472 /2]

وَ لَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ... الخ [474 /2]

وَ قِيْلَ مَنْ رَاقٍ.. [475 /2]

وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ... الخ [329،330 /3-476 /2]

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ...الخ [543 /2]

وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ... الخ [659 /2]

هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ... [219 /2]

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ... الخ [30 /2]

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللهِ بِاَفْوَاهِهِمْ.... الخ
[2/ 104-3/ 232،137]
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ... الخ [2/ 250]
يا بُشْرٰى هٰذَا غُلَامٌ... الخ [2/ 267]
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا... الخ [2/ 445]
يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ... الخ [2/ 672]

اشاریہ آیات مبارکہ (حصہ سوئم)

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ... الخ [3/ 94]
اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ... [3/ 94]
اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا... الخ [3/ 98]
اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا... الخ [3/ 98]
اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ.. [3/ 98]
اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ... [3/ 98]
الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا... [3/ 99]
الَّذِيْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ [3/ 476]
الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ وَ يَبْغُوْنَهَا عِوَجًا... [3/ 99]
الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِ اللهِ... الخ [3/ 99]
اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا... الخ [3/ 450]
اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِ اللهِ... الخ [3/ 99]
اِنَّ اللهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ... الخ [3/ 675]
اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ... الخ [3/ 480]
اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ... الخ [3/ 482،480]
اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآىِٕفِيْنَ وَ الْعٰكِفِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ... [3/ 101]
الٓمّٓ ۙ اللهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ [3/ 870]
اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ... الخ [3/ 916]
اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا... الخ [3/ 101]
اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا... الخ [3/ 101]
اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى... الخ [3/ 491]
اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللهِ... الخ [3/ 497]
اِذْ اَنْجَيْكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ... الخ [3/ 105،100]
اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْۢبَجَسَتْ... الخ [3/ 629،100]

اَفَلَمْ یَہْدِ لَھُمْ کَمْ اَھْلَکْنَا قَبْلَھُمْ... الخ	[3/ 102،103،107]
اَوَ لَمْ یَہْدِ لَھُمْ کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَبْلِھِمْ.... الخ	[3/ 102،103]
اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ...	[3/ 106]
اِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ	[3/ 482]
اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَکْثَرَھُمْ یَسْمَعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَ... الخ	[3/ 486]
اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ...	[3/ 106]
اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ...	[3/ 132]
اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ... الخ	[3/ 132]
اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ...	[3/ 174]
اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا... الخ	[3/ 191]
اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ..	[3/ 245]
اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَھَرٍ	[3/ 425]
اِنَّہٗ مَنْ یَّتَّقِ وَ یَصْبِرْ فَاِنَّ اللہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ..	[3/ 986]
بِاَنَّ رَبَّکَ اَوْحٰی لَھَا..	[3/ 424]
بَلْ کَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَھُمْ... الخ	[3/ 102]
تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّ تَبَّ..	[3/ 47]
ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا... الخ	[3/ 979]
حَتّٰٓی اِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلْکِ ۚ وَ جَرَیْنَ بِھِمْ... الخ	[3/ 462]
ذٰلِکَ بِاَنَّ اللہَ ھُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ ھُوَ... الخ	[3/ 99]
ذٰلِکَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْہِ یَمْتَرُوْنَ..	[3/ 471]
ذٰلِکَ بِاَنَّ اللہَ ھُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ ...	[3/ 99]
ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللہِ وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ... الخ	[3/ 100،102]
ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللہِ وَ یَقْتُلُوْنَ ... الخ	[3/ 100،102]
ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ... الخ	[3/ 107]
ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛ فِیْہِ ۛ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ..	[3/ 574،584]
رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَ یُعَلِّمُھُمُ... الخ	[3/ 94]
رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ... الخ	[3/ 94،165]
صُمٌّۢ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ..	[3/ 101]
صُمٌّۢ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ...	[3/ 101]
عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّھَادَۃِ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ..	[3/ 422]
عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا..	[3/ 455]
فَقُلْنَا لَھُمْ کُوْنُوْا قِرَدَۃً خٰسِئِیْنَ...	[3/ 96]
فَاِنْ کَذَّبُوْکَ فَقَدْ کُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ جَآءُوْ ... الخ	[3/ 98]

فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ…	[98 /3]
فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ… الخ	[99،100 /3]
فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ	[476 /3]
فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ	[476 /3]
فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ… الخ	[99،100 /3]
فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا…. الخ	[464 /3]
فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ… الخ	[468،477 /3]
فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ…. الخ	[100،627 /3]
فَانْطَلَقَا حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا… الخ	[463 /3]
فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا …	[102 /3]
فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ… الخ	[102 /3]
فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ… الخ	[104 /3]
فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ … الخ	[105 /3]
فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى..	[474 /3]
فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّ لَا جَآنٌّ…	[474 /3]
فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ…	[106 /3]
فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ..	[576،586 /3]
فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ…	[344،482 /3]
فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى	[423 /3]
فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ…	[808،809،812 /3]
فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ… الخ	[358 /3]
فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى	[422 /3]
فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ..	[190 /3]
فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً… الخ	[477 /3]
فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ	[424،476 /3]
فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا… الخ	[448 /3]
فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ… الخ	[597 /3]
قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى..	[629 /3]
قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ…	[629 /3]
قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا… الخ	[555 /3]
قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ…	[102 /3]
قَالُوْا مَاۤ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا… الخ	[461 /3]
قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا… الخ	[103 /3]

قُلْ هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ...(مکمل)	[476،478،480،863 /3]
قُلْ سِیْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا... الخ	[105 /3]
قُلْ سِیْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا... الخ	[105 /3]
قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ مَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا... الخ	[103 /3]
قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِي عَنْ شَيْءٍ.... الخ	[99،483 /3]
قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ... الخ	[98 /3]
قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَھُمْ ۙ ھٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ؕ..	[98 /3]
قُلْنَا لَھُمْ کُوْنُوْا قِرَدَۃً خٰسِئِیْنَ..	[96 /3]
قُلْ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الْھُدٰی... الخ	[94 /3]
قُلْ اِنَّ الْھُدٰی ھُدَی اللّٰہِ... الخ	[94 /3]
کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ؕ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ۚ..	[97،101 /3]
کَذٰلِکَ یُوْحِيْٓ اِلَیْکَ وَ اِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ... الخ	[472 /3]
کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ...	[97،102 /3]
کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ.... الخ	[328،329 /3]
لَآ اِکْرَاہَ فِي الدِّیْنِ ۟ۙ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ.... الخ	[480 /3]
لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَيْءٍ مِّمَّا کَسَبُوْا ؕ.. الخ	[94 /3]
لِکُلِّ اُمَّۃٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُھُمْ... الخ	[104 /3]
کَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْکُمْ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا... الخ	[510 /3]
لَا یَقْدِرُوْنَ مِمَّا کَسَبُوْا عَلٰی شَيْءٍ... الخ	[94 /3]
لَا جَرَمَ اَنَّھُمْ فِي الْاٰخِرَۃِ ھُمُ الْاَخْسَرُوْنَ...	[106 /3]
لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَ اٰبَآؤُنَا ھٰذَا مِنْ قَبْلُ.... الخ	[95 /3]
لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ ...	[410،510 /3]
لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ...	[457،458 /3]
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ ...	[96 /3]
مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ ...	[96 /3]
مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدِيْ... الخ	[99 /3]
مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدِ.... الخ	[99 /3]
مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰی فِي السَّمَآءِ ؕ وَ لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّکَ... الخ	[471 /3]
مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْہِ صَبْرًا..	[106 /3]
مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَیْہِ صَبْرًا ؕ..	[106 /3]
مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی ؕ	[422 /3]
مَا لَھُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۫ وَّ لَا یُشْرِکُ فِيْ حُکْمِہٖٓ اَحَدًا...	[454 /3]
نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ۙ..	[195،196 /3]

وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا... [15 /3]

وَ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا... [17 /3]

وَ الَّيْلِ وَ مَا وَسَقَ... [66 /3]

وَ اتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّ لَا يُقْبَلُ ... [93 /3]

وَ اتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّ لَا يُقْبَلُ ... [93 /3]

وَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ...الخ [93 /3]

وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَ لِتَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ... الخ [94،98 /3]

وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَ لِتَطْمَىِٕنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ... الخ [94،98 /3]

وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ... الخ [95 /3]

وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ... الخ [95 /3]

وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ... الخ [95 /3]

وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَ لَا يَضُرُّهُمْ... الخ [95 /3]

وَ تَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ... الخ [95 /3]

وَ تَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ... الخ [95 /3]

وَ مَا ظَلَمُوْنَا وَ لٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ... [96،105 /3]

وَ مَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَ لٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ... [96،105 /3]

وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِي الْقُرْبٰى...الخ [96 /3]

وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى...الخ [96 /3]

وَ لَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ... الخ [96 /3]

وَ لَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ... الخ [96 /3]

وَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ مَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ... الخ [97 /3]

وَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ... الخ [97 /3]

وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ [97 /3]

وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ... الخ [97،339 /3]

وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ.... الخ [97 /3]

وَ اِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ... الخ [98،106 /3]

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ ... [98،103 /3]

وَ اِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ... [100،105 /3]

وَ اِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ... [100،105 /3]

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا.... [101 /3]

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا ... [101 /3]

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۖۚ وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى ... [101 /3]

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۖۚ وَ اِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ ... [101 /3]

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللهِ کَذِبًا.... الخ	[3/ 104]
وَ تَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ... الخ	[3/ 104]
وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَ الْقَآئِمِیْنَ وَ الرُّکَّعِ السُّجُوْدِ...	[3/ 101]
وَ الْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ... الخ	[3/ 101]
وَ الْفِتْنَةُ اَکْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ... الخ	[3/ 101]
وَ لَنْ یَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ... الخ	[3/ 103]
وَ لَا یَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ.... الخ	[3/ 103]
وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا... الخ	[3/ 629،103]
وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ...	[3/ 103]
وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللهِ ؕ اِنَّ اللهَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ...	[3/ 103]
وَ لِکُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ... الخ	[3/ 104]
وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ... الخ	[3/ 629،105]
وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّکُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ... الخ	[3/ 629،105]
وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ.... الخ	[3/ 106]
وَ اَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ.... الخ	[3/ 106]
وَ اَخَذَتِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ... الخ	[3/ 106]
وَ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَةً.... الخ	[3/ 629،107]
وَ کَمْ اَهْلَکْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ... الخ	[3/ 107]
وَ قَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ... الخ	[3/ 133]
وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللهَ عَلٰی حَرْفٍ... الخ	[3/ 266]
وَ یَسْـَٔلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًی ۙ... الخ	[3/ 467،330]
وَ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ...	[3/ 348]
وَ مَا کُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَضُدًا...	[3/ 349]
وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ...الخ	[3/ 358]
وَ جَعَلْنَا لَکُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ وَ مَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِیْنَ	[3/ 416]
وَ لَقَدْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی ۙ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ فَاضْرِبْ لَهُمْ...	[3/ 421]
وَ یٰقَوْمِ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ یَوْمَ التَّنَادِ ۙ..	[3/ 422]
وَ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ	[3/ 423]
وَ نُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کِتٰبًا یَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا..	[3/ 423]
وَ لَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ۚ..	[3/ 423]
وَ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَکْوَابٍ کَانَتْ قَوَارِیْرَا۠ ۙ..	[3/ 424]
وَ الَّذِیْنَ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ بِالْکِتٰبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ..	[3/ 424]
وَ الضُّحٰی ۙ	[3/ 426]

وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّى ؕ	[426/3]
وَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۙ	[426/3]
وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ... الخ	[435/3]
وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا...	[447/3]
وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ... الخ	[448/3]
وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ... الخ	[448/3]
وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ... الخ	[448،491/3]
وَ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا... الخ	[470/3]
وَ لَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ... الخ	[452،468/3]
وَ جَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا... الخ	[453/3]
وَ لَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ... الخ	[460/3]
وَ مَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ...	[462/3]
وَ مَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ...	[463/3
وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ... الخ	[822/3]
وَ اِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَ هُوَ مُحَرَّمٌ... الخ	[823/3]
وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ	[870/3]
وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ.... الخ	[472/3]
وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ	[476/3]
وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ... الخ	[577،588/3]
وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ...	[597/3]
وَ يُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ...	[464/3]
وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ... الخ	[477/3]
وَ مَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ... الخ	[477/3]
وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ... الخ	[475/3]
وَ لَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ؕ	[511/3]
وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ...	[978/3]
وَ اٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَ اِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ.. ؕ	[979/3]
وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ	[478/3]
وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ	[478/3]
وَ اللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ...	[576،586/3]
وَ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۙ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ... الخ	[1033/3]
وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ هُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ..	[491/3]
وَ مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ...	[774/3]

هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ... الخ [3/ 555]

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا... الخ [3/ 68]

يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ... الخ [3/ 95]

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ... الخ [3/ 95]

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ... الخ [3/ 95]

يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ... الخ [3/ 98]

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْۤ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ... الخ [3/ 328]

اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ... الخ [3/ 332]

اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ... الخ [3/ 434]

يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ.... الخ [3/ 471]

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ... الخ [3/ 509]

يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ.... الخ [3/ 768]

ادارہ

اشاریہ احادیث مبارکہ

(رشد قراءات نمبرز ۱-۳)

قرآنی آیات کی طرح رشد قراءات نمبرز میں استعمال ہونے والی احادیث کا بھی اشارہ تیار کیا گیا ہے، تاکہ محققین اور سکالرز حضرات کو سہولت رہے۔

اشاریہ احادیث قراءات نمبر۱

1. عن أبي هريرة، عن رسول الله ﷺ قال :لا تأتوا الصلاة وأنتم تسعون، وائتوها تمشون مطمئنين، عليكم السكينة، فما أدركتم فصلوا، وما فاتكم فأتموا - (1/ 4)
2. إن أصدق الحديث كتاب الله- (1/ 10)
3. أن رسول الله ﷺ قال: «تركت فيكم أمرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما: كتاب الله وسنة نبيه» (1/ 11)
4. «هكذا أنزلت» ثم قال: اقرأ يا عمر فقرأت القراءة التي أقرأني النبي ﷺ، ثم قال:» هكذا أنزلت (2/ 142-2/ 187-2/ 259-0/ 380-2/ 140-2/ 13-2/ 45-2/ 502-2/ 521-2/ 53-2/ 139-2/ 157-3/ 41/ -3/ 67-3/ 159-3/ 641)
5. عن قراءة رسول الله ﷺ، فقالت: كان يقطع قراءته آية} الحمد لله رب العالمين {- (2/ 20-3/ 56)
6. } بسم الله الرحمن الرحيم { } الحمد لله رب العالمين {- (2/ 21-2/ 505)
7. ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطة {} نغفر لكم خطاياكم { -(2/ 22)
8. أقرأني زيد بن ثابت وقال: أقرأني رسول الله ﷺ: «فرهن مقبوضة، بغير ألف (2/ 22)
9. لا تحسبن، ولم يقل لا تحسبن (2/ 23)
10. اللهم إني أعوذ بك من البخل والهرم (2/ 23)
11. أن النفس بالنفس والعين بالعين (2/ 24-2/ 18)
12. عن معاذ بن جبل: أن النبي ﷺ قرأ: (هل تستطيع ربك) (2/ 24-2/ 18)
13. ثم قرأ رسول الله ﷺ: } لا تفتح لهم أبواب السماء { (2/ 25)
14. ما كان لنبي أن تكون له أسرى - (2/ 26)
15. كَانَ ابن مسعود يقرئ رجلاً،فقرأ: (إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ) (2/ 27)
16. قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فلتفرحوا (2/ 27)
17. أن النبي ﷺ كان يقرؤها(إنه عمل غير صالح) (2/ 27-2/ 522-2/ 20-2/ 21)
18. عن عائشة:أن النبي ﷺ كان يقرأ:} إنه عمل غير صالح { (2/ 29)

19. ثم قرأ رسول الله ﷺ:(وجنات من أعناب وزرع ونخيل صنوان وغير صنوان (2/ 29)
20. وقرأ رسول الله ﷺ:}الر، تلك آيات الكتاب وقرآن مبين، ربما{ (2/ 30)
21. ليغرق أهلها (2/ 30)
22. عن أبي بن كعب، أن النبي ﷺ قرأ:(لتخذت عليه أجرا) (2/ 31)
23. أن النبي ﷺ قرأ}تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْه{ (2/ 32)
24. قال: قرأ رجل على عبد الله(طه)
25. أنه كان يقرأ هذا الحرف }مستكبرين به سامرا تهجرون{ (2/ 33)
26. عن ابن عمر، أنه قرأ على النبي ﷺ }خلقكم من ضعف{ (2/ 34-2/ 24-3/ 56-3/ 196)
27. أن النبي ﷺ قرأ: }ولقد أضل منكم جبلا كثيرا{ (2/ 34)
28. وقرأ رسول الله ﷺ: }أدخلوا آل فرعون أشد العذاب{ (2/ 35)
29. سمعت النبي ﷺ يقرأ}إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصُدُّونَ{ (2/ 36)
30. فلما بلغ هذه الآية: }أم خلقوا من غير شيء أم هم الخالقون، أم خلقوا السموات والأرض بل لا يوقنون، أم عندهم خزائن ربك أم هم المسيطرون{ (2/ 36)
31. أن النبي ﷺ قرأ: }فشاربون شرب الهيم{ (2/ 36-2/ 25)
32. عن النبي ﷺ ، أنه كان يقرأ: وما هو على الغيب بظنين (2/ 37-2/ 26)
33. كان رسول الله ﷺ يقرأ:}فسواك فعدلك{ (2/ 38-2/ 27)
34. أن النبي كان يقرأ }كلا بل لا تكرمون اليتيم{ (2/ 38-2/ 27)
35. سمعت النبي ﷺ «يقرأ: }أيحسب أن ماله أخلده{ (2/ 39-3/ 53)
36. عن رسول الله ﷺ قال: أقرأني جبريل على حرف فراجعته، فلم أزل أستزيده ويزيدني (3/ 411-3/ 182-3/ 170-3/ 41-3/ 59-2/ 145-2/ 167-2/ 261-2/ 313-2/ 604-3/ 45-2/ 128-2/ 142-2/ 522-2/ 552-2/ 668-3/ 46-2/ 127-2/ 141-2/ 572)
37. إن هذا القرآن انزل على سبعة أحرف فاقرءو ما تيسر منه (2/ 318-2/ 38)
38. إن الله يأمرك أن تقرئ أمتك القرآن على سبعة أحرف (2/ 48-2/ 162-2/ 262-3/ 466-3/ 595)
39. لما رأى رسول الله ﷺ ما قد غشيني، ضرب في صدري، ففضت عرقا وكأنما أنظر إلى الله عز وجل فرقا، فقال لي: يا أبي أرسل إلي أن اقرأ القرآن على حرف، فرددت إليه أن هون على أمتي، فرد إلي الثانية اقرأه على حرفين (3/ 60-3/ 170-3/ 596-3/ 614-3/ 646-2/ 49-2/ 129-2/ 163-2/ 260-2/ 380-2/ 497)
40. إن القرآن أنزل على سبعة أحرف (2/ 51-2/ 52-2/ 309-2/ 136-2/ 140-2/ 145-2/ 165-2/ 929)
41. عن أبي هريرة، أن رسول الله ﷺ قال: نزل القرآن على سبعة أحرف، المراء في القرآن كفر

(2/ 53-3/ 13-3/ 63)

42. أقرأني رسول الله ﷺ سورة من الثلاثين، من آل حم قال: يعني الأحقاف قال: وكانت السورة إذا كانت أكثر من ثلاثين آية سميت الثلاثين، قال: فرحت إلى المسجد، فإذا رجل يقرؤها على غير ما أقرأني، فقلت: من أقرأك؟ فقال: رسول الله ﷺ (2/ 53-2/ 381)

43. جاء رجل إلى رسول الله ﷺ، فقال: أقرأني عبد الله بن مسعود سورة وأقرأنيها زيد وأقرأنيها أبي، فاختلفت قراءتهم فقراءة أيهم آخذ؟ (2/ 53-2/ 382-3/ 44)

44. فأيما حرف قرءوا عليه فقد أصابوا (2/ 54-2/ 129)

45. فمن قرأ منها فلا يتحول إلى غيره رغبة منه (2/ 66)

46. أن عثمان رضي الله عنه قال يوما وهو على المنبر: أذكر الله رجلا سمع النبي ﷺ قال:أنزل القرآن على سبعة أحرف كلها شاف كاف (2/ 126-2/ 64-2/ 140-2/ 246-2/ 263-2/ 314)

47. عن أبي هريرة، أن رسول الله ﷺ قال: «إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرءوا ولا حرج ولكن لا تختموا..... (3/ 595-3/ 188-3/ 173-3/ 166-3/ 133-3/ 64-2/ 927-2/ 923-2/ 923)

48. أن جبريل عليه السلام قال: يا محمد اقرأ القرآن على حرف، قال ميكائيل عليه السلام: استزده، فاستزاده (2/ 245-2/ 128-2/ 145)

49. فقال رسول الله ﷺ لجبريل: إني بعثت إلى أمة أميين، فيهم الشيخ العاسي، والعجوزة الكبيرة، والغلام ،قال: فمرهم، فليقرءوا القرآن على سبعة أحرف (2/ 130-2/ 150-2/ 522-2/ 671-2/ 261-2/ 379-2/ 312-3/ 42-3/ 62)

50. كان جبريل يعرض على النبي ﷺ القرآن في كل عام مرة (3/ 133-3/ 721-3/ 162-2/ 43-2/ 376)

51. عن رسول الله، ﷺ، قال:كان الكتاب الأول ينزل من باب واحد وعلى حرف واحد، ونزل القرآن من سبعة أبواب على سبعة أحرف (3/ 151-3/ 65)

52. عن سلمة، قال: سمعت النبي ﷺ يقول: من يقل علي ما لم أقل فليتبوأ مقعده من النار (3/ 175)

53. أن النبي ﷺ قال: اقرؤا القرآن بلحون العرب وأصواتها (2/ 201-2/ 382-3/ 386)

54. أن رسول الله ﷺ قال: القرآن نزل على سبعة أحرف،أي حرف قرأتم، فقد أصبتم، فلا تتماروا فيه، فإن المراء فيه كفر (2/ 125-2/ 127-3/ 63-2/ 140-2/ 179-2/ 246-2/ 381-2/ 310-2/ 492-2/ 243-2/ 59-2/ 106 -2/ 73-2/ 107)

55. يقرأ سورة الفرقان على حروف كثيرة(2/ 250)

56. فقال رسول الله ﷺ:هكذا أنزلت، ثم قال: اقرأ يا عمرفقرأت، فقال:هكذا أنزلت، ثم قال رسول الله ﷺ: إن القرآن أنزل على سبعة أحرف (2/ 263)

57. أن النبي ﷺ قال:من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار (2/ 484-2/ 492-3/ 690)

رُشدؔ جنوری 2019ء

58. قال رسول الله ﷺ:إنما الأعمال بالنيات (2/ 284-2/ 64-2/ 492-3/ 543)
59. عن النبي ﷺ قال:يقال لصاحب القرآن: اقرأ، وارق ورتل كما كنت ترتل في الدنيا (2/ 320)
60. قال رسول الله ﷺ:ليس منا من لم يتغن بالقرآن (2/ 379-2/ 383)
61. عن أبي هريرة، أنه سمع النبي ﷺ يقول: «ما أذن الله لشيء ما أذن لنبي حسن الصوت بالقرآن (2/ 379-2/ 384)
62. قال رسول الله ﷺ: لله أشد أذنا إلى الرجل الحسن الصوت بالقرآن (2/ 379)
63. سمعت النبي ﷺ، يقرأ في المغرب بالطور ولم أسمعه (2/ 379)
64. سمعت النبي ﷺ قرأ في العشاء بـ التين والزيتون فما سمعت أحدا أحسن صوتا منه (2/ 379)
65. قال رسول الله ﷺ:زينوا القرآن بأصواتكم، فإن الصوت الحسن يزيد القرآن حسنا (2/ 379-2/ 384-2/ 4)
66. عن أبي موسى رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال له:يا أبا موسى لقد أوتيت مزمارا من مزامير آل داود (2/ 380-2/ 384)
67. ما أذن لنبي حسن الصوت بالقرآن يجهر به (2/ 384)
68. فقال سمعت رسول الله ﷺ يقول: بادروا بالموت ستا إمرة السفهاء وكثرة الشرط وبيع الحكم واستخفافا بالدم ونشوءا يتخذون القرآن مزامير (2/ 385)
69. وناس يتخذون القرآن مزامير يتغنون به (2/ 386)
70. وإياكم وأصوات أهل الكتاب والفسق (2/ 387)
71. فإنه سيجيء من بعدي قوم يرجعون القرآن ترجيع الغناء والرهبانية والنوح (2/ 388)
72. لا يجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب الذين يعجبهم شأنهم (2/ 388)
73. قال رسول الله ﷺ:كلامي لا ينسخ كلام الله وكلام الله ينسخ كلامي وكلام الله ينسخ بعضه بعضا (2/ 441)
74. إن الله يرفع بهذا القرآن أقواما ويضع به آخرين (2/ 463-2/ 776-3/ 509)
75. عن عبد الله رضي الله عنه، أن رسول الله ﷺ قرأ:'فهل من مدكر'مثل قراءة العامة (2/ 512)
76. إنا لا ندري من أذن منكم ممن لم يأذن، فارجعوا حتى يرفع إلينا عرفاؤكم أمركم (2/ 514)
77. عن ابن مسعود رضي الله عنه، قال: سمعت رجلا قرأ آية، وسمعت النبي ﷺ يقرأ خلافها، فجئت به النبي ﷺ فأخبرته، فعرفت في وجهه الكراهية، وقال: كلاكما محسن، ولا تختلفوا، فإن من كان قبلكم اختلفوا فهلكوا (2/ 522-2/ 109-2/ 216)
78. عن عائشة،أنها سمعت رسول الله ﷺ يقرأ} فروح وريحان{ (2/ 523-2/ 26)
79. سمعت أنس بن مالك يقول: قال رسول الله ﷺ:إن أمتي لا تجتمع على الضلالة (2/ 556)

80. قال: اقرأه،فأقرؤه،فإن كان فيه سقط أقامه (2/ 557)
81. قال رسول الله ﷺ:رأيت ليلة أسري بي على باب الجنة مكتوبا: الصدقة بعشر أمثالها (2/ 558)
82. ثم قرأ: بسم الله الرحمن الرحيم، يمد الرحمن (2/ 559)
83. ألف الرواة"وحرف القلم" وانصب الباء" وفرق السين (2/ 560)
84. أقصرت الصلاة أم نسيت يا رسول الله؟ (2/ 598)
85. عن أنس رضي الله عنه، قال: قال النبي ﷺ لأبي:إن الله أمرني أن أقرأ عليك القرآن (2/ 670-2/ 383)
86. أقروهم بكتاب الله أبي بن كعب (2/ 670)

اشاریہ احادیث قراءات نمبر ۲

1. عن سعد رضی اللہ عنہ، أن رسول الله ﷺ قال: ليس منا من لم يتغن بالقرآن (2/ 5-3/ 545-3/ 549)
2. كان يقرأ كل شيء في القرآن وما الله بغفل عما تعلمون (2/ 15)
3. فقال جبرئيل عن يمينه وميكائيل عن يساره (2/ 15)
4. رأيت رسول الله ﷺ في المنام وهو يقرأ وجبريل وميكٰل (2/ 15)
5. قال رسول الله ﷺ: يا ليت شعري ما فعل أبواي» فأنزل الله جل وعز:ولا تسأل عن أصحاب الجحيم(2/ 16)
6. كان رسول الله ﷺ يقرأ هؤلاء الأحرف ادخلوا في السلم وان جنحوا للسلم وتدعوا إلي السلم (2/ 16)
7. عن النبي ﷺ لاتحسبن (2/ 17)
8. عن النبي ﷺ ولا تقولوا لمن ألقي إليكم السلم لست مؤمنا
9. كان رسول الله ﷺ يمل علي لا يستوي القعدون من المؤمنين (2/ 17)
10. أن رسول الله ﷺ كان يدعو فيقول: اللهم فالق الإصباح، وجاعل الليل سكنا (2/ 18)
11. سمعت النبي ﷺ يقرأ (إن الذين فارقوا دينهم) (2/ 19)
12. اختلف في هذه الأية عمر بن الخطاب وأبي بن كعب فقال عمر والأنصار والذن اتبعوهم بإحسان وقال أبي والأنصار (2/ 20)
13. قيل لعبد الله إن الله أناسا يقرءون (هيت لك)،فقال عبد الله أقرأها كما علمت (هيت لك) (2/ 21)
14. كان رسول الله ﷺ إذا دعالأحد به أنفسه أنه ذكر يوما موسي فقال رحمة الله علينا وعلي موسي لوليث مع صاحبه لأره العجب العاجب ولكنه قال(إن سألتك عن شيء بعدها فلا تصحبني قد بلغت من لدني عذرا) (2/ 22)
15. لا يدخل الجنة إلا مسلم وهذه أي أيام التشريق ،أيام التشريق أيام الأكل و شرب (2/ 25)
16. عن أبي رافع قال: حفظت من رسول الله ﷺ ثلاثة أحرف: } فتمتعوا فسوف تعلمون{و} جاء

فرعون ومن قبله{ و} لا تخفى منكم خافية { (2/ 26)

17. أخبرني عمن سمع النبي ﷺ، يقرأ: } فيومئذ لا يعذب عذابه أحد) (2/ 27)

18. صليت مع النبي ﷺ صلاة العشاء فقرأ (لا أقسم بهذا البلد)، فقرأ: (أيحسب أن لن يقدر عليه أحد) (2/ 28)

19. سمعت النبي ﷺ يقرأ إليهم رحلة الشتاء والصيف (2/ 28)

20. أسر إلي إن حبريل كان يعارضي القرآن كل سنة وإنه عارضي العام مرتين ولا أراده إلا حضر أجلي (2/ 35-2/ 276)

21. إنكم سترون ربكم يوم القيامة كما ترون هذا القمر ليلة البدر (2/ 64)

22. وجعلت لي الأرض مسجدا وطهورا وأيما رجل من أمتي الصلاة فليصل (2/ 138)

23. بعثت بالحنيفة السمحة (2/ 138)

24. إن بني اسرائيل كان اذا أصاب ثوب أحدهم قرضه (2/ 138)

25. صلي قائما فان لم تستطع فقائدا فإن لم تستطع فعلي جنب (2/ 138)

26. إذا اشتد الحر فأبردوا بالصلاة (2/ 138)

27. رأيت النبي ﷺ يصلي علي راحلته حيث توجهت به (2/ 138)

28. ألا صلوا في الرحال (2/ 138)

29. اصنعوا كل شيء إلا النكاح (2/ 138)

30. فَقُلْتُ: إِنَّ هَذَا قَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ، وَدَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ سِوَى قِرَاءَةِ صَاحِبِهِ، فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَرَآ، فَحَسَّنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَأْنَهُمَا (2/ 140)

31. قال رسول الله ﷺ: «من صام يوما في سبيل الله، باعد الله عنه بذلك اليوم وجهه من النار سبعين خريفا (2/ 176)

32. الكتاب الأول نزل من باب واحد، على حرف واحد، ونزل القرآن من سبعة أبواب، على سبعة أحرف (2/ 244)

33. قال رسول الله ﷺ: نزل القرآن على سبعة أحرف: عليما حكيما (2/ 245-3/ 54)

34. يا أبي أرسل إلي أن اقرأ القرآن على حرف، فرددت إليه أن هون على أمتي (2/ 246)

35. قال رسول الله ﷺ: (خذوا القرآن من أربعة) (2/ 279)

36. اقرأ القرآن من أربعة (2/ 279)

37. كان مما أنزل الله آيت الرجم فقرأناها وعقلناها ووعيناها (2/ 372)

38. كان النبي ﷺ يعالج من التنزيل شدة وكان مما يحرك شفتيه (2/ 375)

39. كان النبي ﷺ أجود الناس وجود ما يكون في شهر رمضان لان جبريل كا يلقاه (2/ 376)

40. كان النبي ﷺ يعلمنا التشهد كما يعلمنا السورة من القرآن (2/ 376)

41. ما من امري يقرء القرآتهم نساه الالقي الله يوم القيامة أجرم (2/ 378)

42. أفضل العبادة قرأة القرآن (2/ 378)

43. بلغوا عني ولوآية (2/ 382-3/ 547)

44. جاء ناس إلي النبي فقالوا بعث معنا رجالا يعلمونا القرآن والسنة (2/ 383)
45. قال رسول الله ﷺ لأبي إن الله أمرني أن أقرأ عليك القرآن قال الله سماني لك قال نعم فجعل يبكي۔ (2/ 383)
46. دفعة النبي ﷺ إلى رجل من الحقطة ليعلمه القرآن (2/ 384)
47. ولما فتح النبي مكة خلف عليها معاذ بن جبل يقرئهم القرآن ويفهمهم (2/ 384)
48. لا تكتبوا عني و من كتب عني غير القرآن فليمحه (2/ 334-3/ 717)
49. إنما هلك من كان قبلكم باختلافهم في الكتاب (2/ 335)
50. نهي رسول الله ﷺ أن يسافر بالمصاحف إلى أرض العدد مخافة أن ينالوا (2/ 390)
51. لا تكتبوا عني و من كتب عني غير القرآن فليمحه (2/ 319)
52. اتأخذ مناسككم (2/ 403)
53. فلا يحل لامريء يؤمن بالله واليوم الآخران يسفك بهادما (2/ 405)
54. عن عائشة، أن النبي ﷺ قبل امرأة من نسائه، ثم خرج إلى الصلاة ولم يتوضأ (2/ 407)
55. كان عليه صوم من رمضان فليسرده ولا يقطعه (2/ 408)
56. إن شاء فرق وإن شاء تابع (2/ 409)
57. ارأيت لوكان علي أحدكم دين فقضي الدرهم والدرهمين ألم يكن قضاء (2/ 409)
58. ملأ الله قبورهم وبيوتهم نارا، كما شغلونا عن الصلاة الوسطى، حتى غابت الشمس (2/ 411)
59. الصلاة الوسطي صلاة العصر (2/ 411)
60. وكانوا يأتون رسول الله من بين مضروب ومسجوع تظلمون إليه فيقول لهم :اصبروا فإني لم أومر بالقتال حتي هاجر فأنزلت هذا الآية وهي أول آية اذن فيها بالقتال بعد ما نهي عنه في نيف وسبعين آية (2/ 421)
61. إن الله لا يجمع أمتي على ضلالة (2/ 502)
62. عن ابن عباس، قال: قال رجل: يا رسول الله أي العمل أحب إلى الله؟ قال: الحال المرتحل (2/ 8/ 517)
63. واعلموا أن خير أعمالكم الصلاة (2/ 520)
64. عليك بالصوم فإنه لا مثل له (2/ 520)
65. لأن جبريل كان يلقاه في كل ليلة في شهر رمضان حتي ينسخ يعرض عليه رسول لله ﷺ القرآن (2/ 597)
66. فأخذ رسول الله الكتاب فكتب هذا ماقضي عليه محمد بن عبد الله (2/ 645)
67. رأيت ليلة أسرى بي مكتوبا على الجنة: الصدقة بعشر أمثالها (2/ 645)
68. كان عليه السلام يقرأ من الكتاب وإن كان لا يكتب (2/ 645)
69. أحب الأسماء إلى الله عبد الله وعبد الرحمن (2/ 758)

اشاریہ احادیث رشد قرأت نمبر۳

1. أن النبى قرأ لتخذت (3/ 22)
2. كنت رديف النبي على حمارفرأى الشمس حين غابت فقال ياأبا ذر تدري اين تغرب هذه؟ قلت الله ورسوله ﷺ .قال فإنها تغرب في عين حامية (3/ 22)
3. أقراني أبي كما أقرأه رسول الله ﷺ تغرب في عين حمئة (3/ 23-3/ 56)
4. قال رسول الله ﷺ جعله دكا (3/ 23)
5. سمعت رسول الله ﷺ يقرأ من الليل(يسقط عليك رطبا جنيا) (3/ 23)
6. أن النبي ﷺ قرأ على المنبر:وعادا وثمود (3/ 23)
7. عن النبي ﷺ أنه قرأ :لقد كان لسبأ في مسكينهم آية (3/ 24)
8. سمعت الرسول الله ﷺ يقرأ :فهل عسيتم إن توليتم أن تفسدوا في الأرض (3/ 25)
9. قال جبرائيل اقرأ القرآن على حرف قال ميكائيل عليه السلام استزده فقال على حرفين بلغ ستة أو سبعة أحرف (3/ 54-3/ 59)
10. البينة على المدعي واليمين على من أنكر (3/ 64)
11. من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار (3/ 64-3/ 765)
12. لا نورث. ما تركنا فهو صدقة (3/ 64)
13. قدم رسول الله ﷺ وأصحابه، فقال المشركون: إنه يقدم عليكم وقد وهنهم حمى يثرب، فأمرهم النبي ﷺ «أن يرملوا الأشواط الثلاثة» (3/ 72)
14. لا تكتموا عني شئيا غير هذا القرآن (3/ 84)
15. لا تكتموا عني غيرالقرآن شئيا ومن كتب غيره فليمحه (3/ 85)
16. أنا جيلهم في صدورهم (3/ 111)
17. خيركم من تعلم القرآن وعلمه (3/ 112-3/ 509-3/ 514)
18. من أحب أن يقرأ القرآن غضا كما أنزل، فليقرأه على قراءة ابن أم عبد (3/ 123)
19. فقال: إن الله يأمرك أن تقرئ : أمتك القرآن على ثلاثة أحرف، فقال رسول الله ﷺ: أسأل الله معافاته ومغفرته (3/ 136-2/ 139-2/ 379-2/ 313-3/ 61)
20. قال رسول الله ﷺ: «يوشك أن يكون خير مال المسلم غنما يتبع بها شعب الجبال ومواقع القطر. يفر بدينه من الفتن (3/ 42)
21. سبعة أحرف: من سبعة أبواب من الجنة (3/ 42)
22. إن الله أمرني أن أقرأ القرآن على حرف واحد فقلت حفف عن امتي ،فقال :اقراءة على حرفين (3/63-3/61-3/60)
23. يا أبي إني أقرءت القرآن فقيل لي على حرف أو حرفين ؟ فقال الملك الذي معي قل على حرفين قلت على حرفين (3/62)
24. لقيت جبريل عند أحجارالمرء فقلت يا جبريل إني أرسلت إلي أمة أمة الرجل والمرأة

والغلام (3/ 62)

25. رفعه إلى النبي ﷺ، فقال:أتاني ملكان، فقال أحدهما للآخر: أقرئه، قال: على كم؟ قال: حرف، قال: زده، قال:حتى بلغ سبعة أحرف (3/ 63)

26. عن النبي ﷺ قال: أتاني جبريل، وميكائيل، فقال جبريل: اقرأ القرآن على حرف واحد، فقال ميكائيل: استزده، قال: اقرأه على سبعة أحرف (3/ 63-3/ 68)

27. القرآن يقرأ على سبعة أحرف، فلا تماروا في القرآن، فإن مراء في القرآن كفر (3/ 64)

28. نزل القرآن على سبع لغات منها خمس بلغة العجز من هوازن (3/ 659)

29. إن القرآن نزل من سبعة ابواب الجنة (3/ 66)

30. يا عمر ان القرآن كله صوات مالم يجعل مغفرة عذابا او عذابا مغفرة (3/ 68)

31. خير الناس ترني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم (3/ 388)

32. أعطيت مكان التوراة السبع الطوال واعطيت مكان الزبور المتين واعطيت مكان الانجيل المثاني وفضلت بالمفصل (3/ 407)

33. اقرءوا الزهراوين البقرة و آل عمران (3/ 408)

34. ضحك الله اليلة او عجب من فقالكما (3/ 460)

35. ان الله يحب أن يقرء القرآن كما أنزل (3/ 474)

36. نضر الله امرأ سمع مقالتي فوعاتها وأدها كما سمعها (3/ 491)

37. عن عبد الله بن مسعود قال: «كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع (3/ 491)

38. قال رسول الله ﷺ: إن الله تبارك وتعالى اطلع على أهل بدر فقال: اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم (3/ 520)

39. فتلا ابن عباس هذا الآية :محمد رسول الله الى أخرج شطأه (3/ 524)

40. كنا نعزل والقرآن ينزل (3/ 617)

41. أن رسول الله ﷺ قرأ :فهل من المدكر (3/ 661)

42. فجعل رسول الله ﷺ يسال عنهم أيهم اكثر قرآنا (3/ 672)

43. كنت اكتب الوحي لرسول الله ﷺ وكان اذا انزل عليه الوحي أخذ ته لبرحاء شديدة وعرفا مثل الجمان (3/ 674)

44. إن رسول الله ﷺ كان مما يأتي عليه الزمان ينزل عليه من السور ذوات العدد، وكان إذا أنزل عليه الشيء يدعو بعض من يكتب عنده يقول: ضعوا هذا في السورة التي يذكر فيها كذا وكذا وينزل عليه الآيات، فيقول:ضعوا هذه الآيات في السورة التي يذكر فيها كذا وكذا (3/ 675)

45. أتاني جبريل عليه السلام، فأمرني أن أضع هذه الآية بهذا الموضع من هذه السورة: (إن الله يأمر بالعدل (3/ 675)

46. لما نزلت (لا يستوي القعدون)الايت قال النبي ﷺ أدع لي زيدا ويجي باللوح والقلم والكتف (3/ 677)

47. عن زيد بن ثابت، قال: بينما نحن حول رسول الله ﷺ نؤلف القرآن من الرقاع (3/ 678)
48. من قال في القرآن برأي فليتبوا مقعده من النار (3/ 690-3/ 795)
49. عرض ال قرآن على رسول الله عرضات فيقولون ان قراءتنا هذا الوضة الأخيرة (3/ 721)
50. عن زر بن جيش قال :قال لي بن عباس :أي القراءتين تقرأ؟قلت الآخرة قال فإن جبريل كان يعرضالقرآن على النبي ﷺ عام رمضان :قال فقرض عليه القرآن في العام الذي قبض فيه النبي ﷺ مرتين فشهد عبد الله (يعني ابن مسعود) (3/ 770)
51. اللهم إني أسئلك علما نافعا ورزقا طيبا وعملا متقبلا (3/ 978)
52. قال رسول الله ﷺ: «إن الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من الناس، ولكن يقبض العلم بقبض العلماء (3/ 986)

اسلاف اور خوف آخرت

امام ابو عمرو بن العلاء رحمۃ اللہ علیہ کا شمار قرائے عشرہ میں ہوتا ہے۔ ان کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ نماز کی امامت کرانے سے گریز کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انھیں بہت مجبور کیا گیا تو مصلائے امامت پر کھڑے ہوئے اور لوگوں سے کہا: سیدھے ہو جاؤ۔۔۔ اس کے ساتھ ہی ان پر غشی طاری ہو گئی اور اور حلق سے خون بہنے لگا۔ اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا: میں نے جب تمھیں برابر ہونے کا کہا تو میرے دل میں اللہ تعالیٰ کا خیال آیا کہ گویا وہ مجھ سے کہہ رہا ہے: میرے بندے! کیا تو میری خاطر ایک لمحے کے لیے بھی سیدھا ہوا؟!

ادارہ

اشاریہ عربی اقوال

(رشد قراءات نمبر ۱-۳)

عربی اقوال، رشد قراءات نمبر ۱

1. قال ابن جزري ولا شك أن القرآن نسخ منه وغُيّر فيه في العرضة الأخيرة فقد صح النص بذلك عن غير واحد من الصحابة [1/ 133]
2. إذا اختلفتم أنتم وزيد بن ثابت في شيء من القرآن فاكتبوه بلسان قريش، فإنما نزل بلسانهم ففعلوا[1/ 144-166-449-2/ 100-151-254-337-342-347-3/ 682-719-722-739]
3. أن هذه الأركان الثلاثة تكاد تكون مساوية للتواتر في إفادة العلم القاطع بالقراءات المقبولة. بيان هذه المساواة [1/ 137-3/ 82]
4. التحقيق الذي يؤيده الدليل هوأن القراءات العشر كلها متواترة وهو رأي المحققين من الأصوليين والقراء كابن السبكى وابن الجزري [1/ 138-3/ 87]
5. المتواتر: وهو ما رواه جمع عن جمع لا يمكن تواطؤهم على الكذب عن مثلهم [1/ 138]
6. المشهور: هو ما صح سنده بأن رواه العدل الضابط عن مثله وهكذا ووافق العربية ووافق أحد المصاحف العثمانية [1/ 138]
7. إن جميع ما روي من القراءات على أقسام :قسم يقرأ به اليوم وذلك ما اجتمع فيه ثلاث خلال وهن أن ينقل عن الثقات [1/ 139-3/ 88]
8. وإنما يحكم بالتكفير على من علم تواترها ثم أنكرها . [1/ 139-3/ 88]
9. أما كون المصاحف العثمانية مشتملة على جميع الأحرف السبعة، فإن هذه مسألة كبيرة اختلف العلماء فيها [1/ 156-2/ 165]
10. واختلف الأصوليون هل يقرأ اليوم على سبعة أحرف فمنعه الطبري وغيره وقال إنما يجوز بحرف واحد اليوم [1/ 157]
11. الصحيح أن هذه الأحرف السبعة ظهرت واستفاضت عن رسول الله ﷺ وضبطها عنه الأئمة وأثبتها عثمان والصحابة في المصحف [1/ 157-3/ 51]
12. وَأما قَول من قَالَ أبطل الأحرف السِّتَّة فقد كذب من قَالَ ذَلِك وَلَو فعل عُثْمَان ذَلِك أَو أَرَادَهُ لخرج عَن الْإِسْلَام [1/ 158-2/ 41-298]
13. فإن قيل هل تقولون إن جميع هذه السبعة الأحرف ثابتة في المصحف فالقراءة بجميعها جائزة

قيل لهم كذلك،[1/ 158–2/ 98–2/ 42]

14. وكأنه – – كشف له أن القراءة المتواترة تستقر في أمته على سبع، وهي الموجودة الآن المتفق على تواترها، والجمهور على أن ما فوقها شاذ لا يحل القراءة به [1/ 159]

15. واعلم أنهم اتفقوا على انه ليس المراد من سبعة أحرف القراءة السبعة المشهورة .بأن يكون كل حرف منها قراءة من تلك القراءة [1/ 159]

16. والاول رأي القائلين بان الأحرف السبعة كانت في مبدء الامر ثم نسخت بالعرضة الخيرة في عهد النبي ﷺ فلم يبق الاحرف واحد [1/ 160]

17. قراءتنا التي جمع الناس عثمان عليها هي العرضة الأخري [1/ 162]

18. قال على لا تقولوا في عثمان إلا خيرا فوالله ما فعل الذي فعل في المصاحف الاعن ملامنا قال [1/ 165– 3/ 183–684–761]

19. اختلفوا في القرآن على عهد عثمان حتى اقتتل الغلامان والمعلمون فبلغ ذلك عثمان بن عفان فقال عندي تكذبون وتلحنون فيه فمن نأى عني كان أشد تكذيبا واكثرلحنا [1/ 165–3/ 682–3/ 760]

20. فاختلفوا يومئذ في التابوت والتابوه فقال النفر القرشيون التابوت وقال زيد بن ثابت التابوه فرفع اختلافهم الي عثمان فقال اكتبوه التابوت فانه بلسان قريش نزل (1/ 166–2/ 100)

21. ولا شك ان القرآن نسخ منه وغيره فيه في العرضة الأخيرة فقد صح النص بذلك عن غيرواحد من الصحابة [1/ 168–3/ 73–3/ 698–3/ 770]

22. والله لا أدفعه اليهم اقرأ نى رسول الله ﷺ بضعا وسبعين سورة ثم ادفعه إليهم والله لا أدفعه إليهم [1/ 169]

23. أمر بالمصحف أن تغير قال ابن مسعود من استطاع منكم ان يغل مصحفه فليغله[1/ 169]

24. أن جميع القرآن لم يكن مرة واحدة فقد جمع بعضه بحضرة رسول الله ﷺ ثم جمع بعضه بحضرة أبي بكر الصديق والجمع الثالث هوفى ترتيب السورة كان في خلافة أمير المؤمنين عثمان بن عفان [1/ 170]

25. يا أم المؤمنين أريني مصحفك قالت لم ؟قال لعلى أولف القرآن عليه فانه يقرأ غير مؤلف قالت وما يضرك آية قرأت قبل [1/ 170]

26. مثل الذي يطلب أمر دينه بلا إسنادكمثل الذي يرتقي السطح بلا سلم [1/ 175]

27. الاسناد سلاح المؤمن فإذا لم يكن معه سلاح فبأى شيء يقاتل [1/ 175]

28. مثل الذي يطلب الحديث بلا إسناد كمثل حاطب ليل يحمل حزمة حطب وفيه أفعي وهولا يدري [1/ 175]

29. ما ذهب العلم إلا ذهاب الاسناد[1/ 176]

30. لكل دين فرسان وفرسان هذا الدين أصحاب الأسناد [1/ 176]

31. إن من كفر بحرف منه فقد كفربه كله [1/ 143–2/ 164–2/ 171]

32. من أنكر آية من كتاب الله وعاب شيئا من القرآن او انكر كلمة أو قراء متواترة أو زعم أنها ليست من القرآن الكريم كفر [1/ 243-2/ 241-2/ 178-3/ 167]
33. إن الاجماع منعقد على من زاد حركة أو حرفا فر القرآن أو نقص من بلقاء نفسه مصرا على ذلك يكفر [1/ 243]
34. علم بكيفية أدآء كلمات القرآن واختلافيها معزولنافلة [1/ 257]
35. مذهب من مذاهب النطق في القرآن يذهب به إمام من الأئمة القرآء مذهبا يخالف غيره في النطق بالقرآن الكريم [1/ 287]
36. فقام فيه بعون الله يجمعه بالنصح والجد والحزم الذي بهرا [1/ 288]
37. ومالقياس في القراءة مدخل فدونك ما فيه الرضا متكفلا [1/ 314]
38. مخالق لعبده وما عمل موفق لمن اراد أن يصل وخازن لمن اراد بعده ومنجر لمن اراد وعده [1/ 329]
39. واعجب القراء تين إلى قراءة كذا واصح القراءتين في التلاوة عندي [1/ 337]
40. الاختيار ما اختارة القاري بين مروياته ومما قرأ به وروي قراءة تنسب اليه [1/ 362]
41. ان القراء الذين أخذوا عن اولئك الائمة المتقدمين من السبعة وغيرهم كانوا مما لا تحصي وطوائف لا تستقضى [1/ 363]
42. وقد ذكر الناس من الائمة في كبتهم أكثر من سبعين فمن هو أعلى رتبة وأجل قدا من هولاء السبعة [1/ 363]
43. وقد ترك أبوحاتم وغيره ذكر حمزة والكسائي وابن عامر وزاد نحو عشرين من الائمة ممن هوفوق هؤلاء السبعة [1/ 363]
44. قراءت علي أبي عبدالله جعفر الصادق القرآن بالمدينة فقال ماقرأ على أقرأ منك ثم قال لست أخالفك في شيء من حروفك [1/ 364]
45. له اختيار كان يقرى به أيضا حالف فيه أبا عمروفي أماكن يسيرة [1/ 364]
46. كان الكسائي يتخير القراءات، فأخذ من قراءة حمزة ببعض وترك بعضًا [1/ 365]
47. الانتقال من قراءة إلى قراءة أخرى أثناء قراءه دون إعادة ولا تكرار لأوجه الخلاف[1/ 367]
48. وخلط هذا القراءت بعضهما ببعص خطاء [1/ 368]
49. يجب على القاري الاحتراز من التركيب في الطرق وتميز بعضها من بعض والاوقع فيما لا يجوز وقرء مالم ينزل [1/ 368]
50. إذ يحرم التركيب حيث أبطلا صحة الاعراب كذالك مسجلا
إن روي والا فاعلما بأنه يكره عند العلماء [1/ 368]
51. التركيب حرام في القرآن على سبيل الرواية أو مكروه كراهة التحريم على ما حققه أهل الرواية [1/ 368]
52. المنع من هذا ظاهر وا ما ليس كذلك فلا منع منه فإن الجميع جائز والتغير في هذا وأكثر منه كأن

ترتیل، جون2019ء

حاصلا بما ثبت [1/ 369]

53. المختار أن يقرأ المسلمون على خط المصحف بكل ما صح في النقل ولا يخرجوا عنه ولا يلتفتوا إلي قول من يقول نقرأ السورة الواحدة أو القرآن بحرف قاري واحد [1/ 369]
54. شاع فی زماننا عن طائفة القراء إنكار ذلك حتى صرح بعضهم بتحريمة [1/ 369]
55. بعد أن ذكر الشبهة التی من أجلها وقع بعض العوام الاغبياء فی أن أحرف هولاء السبعة هي المشار إليها بقوله انزل القرآن على سبعة أحرف [1/ 369]
56. إذا ابتداء يعني القاري بقراءة أحد القراء فينبغي أن لا يزال على القراءة بها مادام الكلام مرتبطا فاذا القضي ارتباط فله أن يقرأ بقراءة آخر من السبعة [1/ 370]
57. أن بعضهم ذهب إلى المنع وأن أكثر الأئمة على الجواز محققا[1/ 370]
58. لا يخلوإما أن يكون عالما أو جاهلا وان كان عالما فعيب والا فلا [1/ 371]
59. حزم في موضع آخر بالكراهة من غير تفصيل والتفصيل هو التحقيق [1/ 371]
60. أنه جاء مع القراء إلى أنس بن مالك رضي الله عنه فقيل له اقراء فرفع صوته وطرف وكان رفيع الصوت فی قراءته فكشف أنس عن وجهه وكان على وجهه خرقة سوداء فقال يا هذا ماهكذا كانوا يفعلون [1/ 388]
61. سئل عن الألحان فی الصلاة فقال لا تعجبني فقال إنما هو غناء يتغنون به ليأخذوا عليه الدراهم [1/ 389]
62. أنه سمع عمربن عبد العزيز يؤم الناس فطرب فی قراءته فارسل إليه سعيد يقول: أصلحك الله إن الأئمة لا تقرأ هكذا فترك عمر التطريب بعد [1/ 389]
63. أن رجلا قرأ فی المسجد النبي ﷺ فطرب فأنكر ذلك القاسم فقال:يقول الله عزوجل إنه لكتاب عزيز لا يأتيه الباطل من بين يديه ولامن خلفه [1/ 389]
64. قال أحمد في رواية على بن سعيد فی قراءة الألحان ما تعجبني وهومحدث [1/ 389]
65. قال عبد الله بن يزيد العكبري سمعت رجلا يسأل احمد ما تقول فی القراءة بالألحان فقال ما إسمك قال محمد قال أيسرك أن يقال لك يا موحمد ممدودا [1/ 389]
66. وأعدل الأقوال فيها أنها إن كانت موافقة لقراءة السلف كانت مشروعة وان كانت من البدع المذمومة نهي عنها [1/ 390]
67. فأما لأصوات بالنغمات المحدثة المركبة على الأوزان والأوضاع الملهية والقانون الموسيقائي فالقرآن ينزه عن هذا [1/ 390]
68. و انما وردت السنة بتحسين الصوت بالقرآن لا بقرائة الألحان وبينهما بون بعيد[1/ 390]
69. لا يجوز للمؤمن أن يقرأ بألحان الغناء وطريقة المغنين بل يجب أن يقرأه كما قداه سلفنا الصالح من اصحاب رسول الله و اتباهم بإحسان [1/ 390]
70. انهم كانوا يستمعون القرآن بالألحان [1/ 391]
71. وهنا وقفة لا بد منها ذلك ان قوما من رجال الذين فهوا أن هذا القراءت السبع متواترة عن

النبي ﷺ[1/ 412]

72. يرجع بعض مظاهر الإختلاف فى قراءت القرآن إلى اختلافهم فى قراءة الكلمة حسب رسمهافي المصحف العثمانى[1/ 412]

73. والحق أنه ليست هذا القراءت السبع من الوحي فى قليل ولا كثير وليس منكر ها كافراولا فاسقا ولا مغتمضا فى دينه [1/ 412]

74. ولو سوغنا لبعض القراء امالة مالم يمله الرسول ﷺ والصحابة أو غير ذلك لسوغنا لهم مخالفة جميع قراءة الرسول ﷺ [1/ 414]

75. مسائل ظهرت بعد نزول الوحى من خاصية القلم الذي دون به القرآن الكريم فرسم أكثر حروف هذا القلم متشابه والمميز فيهما هو النقط[1/ 415]

76. ومضت الاعصاد والامصاد على قراءت الأئمة السبعة بل العشرة وبها يصلي لانها تثبت بالاجماع [1/ 417-3/ 155-2/ 141]

77. هكذا يظهره دليل الجمهور واضحا ساطعا كالشمس فى اربعة النهار الحصول النفع فى شريعة الإسلامية الغراء ولا عبرة بقول من أنكر النسخ بعارضه لنصوص الصحيحة الصريحة [1/ 439]

78. وفهم الصحابة الذين عاصروا التنزيل تلك النصوص المتضمنة للنسخ [1/ 440]

79. القراءت علم بكفية أداء كلمات القرآن واختلافها بفروالنافلة[1/ 450-2/ 61-3/ 557]

80. علم يعلم منه إتفاق الناقلين الكتاب الله تعالي واختلافهم فى الحذف والتحريك والتسكين والفصل والوصل وغيره ذلك [1/ 450-2/ 61]

81. هو علم يعرف به كيفية النطق باالكلمات القرآنية وطريق أدائها اتفاقا واختلافا مع عزوجل وجه لنافله [1/ 451-2/ 61]

82. وأما ما رواه بعضهم أنه قال إذا جاء كم الحديث فأعرضوه على كتاب الله فان وافقه فخذوه ان خالفه فدعوه فانه حديث باطل لا أصل له [1/ 454]

83. وقال المرسى هذالوجوه أكثرها متداخلة ولا أدري مستندها ولاعن نقلت [1/ 501]

84. وأكثرها معارضة حديث عمر وهشام ابن حكيم الذي فى الصحيح فإنها لم يختلفها فى تفسير ولا أحكامه وإنما اختلافا فى قراءة حروفه[1/ 502]

85. رأي عشرة من أصحاب رسول الله ﷺ وكان أحفظ أهل زمانة وأحسنهم سياقا لمتون الأخبار وكان فقيها فاضلا [1/ 504-2/ 66]

86. قال عمر بن عبد العزيز عليكم بابن شهاب هذا فانكم لا تتبعون أحد أعلم بالسنة الماضية منه [1/ 504]

87. وكل ما فيه مشهور بسنة [1/ 581]

88. رسم المصاحف توفيقي وواجب الاتباع بالاجماع وهو مذهب الائمة الاربعة (1/ 581)

89. انتهت إليه رياسة علم القراءت فى العالم [1/ 645]

90. قد تفرد بعلم القراءت فی جمیع الدنیا [1/ 645]
91. لا نظیر له فی القراءت فی الدنیا زمانه وکان حافظا للحدیث [1/ 645]
92. لم یجمع ﷺ القرآن فی المصحف مما کان یترقبه من وورد ناسخ بعض أحکامه او تلاوته [1/ 663]
93. یا أمیر المؤمنین أدرك هذه الأمة قبل أن یختلفوا فی الکتاب اختلاف الیهود والنصاری [1/ 666-3/ 182]
94. الترتیل هو تجوید الحروف ومعرفة الوقوف [1/ 668]
95. لا تأخذوالقرآن من مصحفي ولا الحدیث من صحفی[1/ 670]
96. العلم ماکان فیه قال حدثنا وما سوي ذلك وسواس الشیاطین [1/ 670]

عربی اقوال، رشد قراءات نمبر۲

1. عن أبی عثمان ، قال : أمرنا عمر بأمر فقلنا : نعم ، فقال : لا تقولوا ، ولکن قولوا نعم مکسورة .[2/ 19]
2. أن الإعتماد فی نقل القرآن علی حفظ الصدور والقلوب ، لا علی حفظ المصاحف والکتب .... [2/ 377،34]
3. أسر إلی إن جبریل کان یعارضنی القرآن کل سنة وإنه عارضنی العام مرتین .[2/ 35]
4. إن هذا العدد هم الذین عرضوه علی النبی واتصلت بنا أسانید هم .....[2/ 35]
5. إن هذا الأحرف السبعة ظهرت واستفاضت عن رسول الله ﷺ ... .[2/ 41]
6. من قال : إن عثمان أبطل الأحرف السبعة فقد کذب ..... .[2/ 41]
7. ما نقل إلینا بین دفتی المصحف علی الأحرف السبعة المشهورة نقل متواترا .[2/ 143،42]
8. فأنا أرجوا أن تکون قراءتنا العرضة الأخیرة .[2/ 43]
9. إنی سمعت القراء فوجدتهم متقاربین فاقرؤا کما علمتم و إیاکم التنطع ... .[2/ 54]
10. کل قراءة وافقت العربیة ولوبوجد ووافقت أحد المصاحف العثمانیة ولو احتمالا. [2/ 58]
11. القراءة سنة متبعة یأخذها الأخر عن الأول .[2/ 365،140،62]
12. القراءة سنة متبعة فأقرءوا کما تجدونه .[2/ 62]
13. لا بد فی القراءة مشافهة والمقری العالم بها رواها مشافهة .[2/ 62]
14. لا تختلوا فی القرآن ولا تنازعوا فانه لا یختلف ولا یتساقط ....[2/ 81]
15. فعرضت المصحف علیها فلم یختلفا فی شیئ .[2/ 99]
16. اذا اختلفتم أنتم وزید بن ثابت فی شیئ من القرآن فاکتبوہ بلسان قریش.... [2/ 347،342،337،275،254،151،100]
17. وکان لایعتقد تحریم ذلك وکان یراه کصحیفة یثبت فیها ما یشاء....[2/ 102]
18. أنزل القرآن بالتفخیم والتثقیل .[2/ 122]

19. ومضت الأعصار والامصار على قراءة السعبة و بها يصلى لأنها تثبت بالإجماع .
[127،141 /2]
20. سبب تنوع القراءات فيما احتمله خط المصحف هو تجويز الشارع.... [2/ 144،127]
21. واتفقوا أن كل ما فى القرآن حق ....[2/ 127]
22. أن الإجماع منعقد على أن من زاد حركة أو حرفا فى القرآن .....[2/ 127]
23. إتفقوا على أنه لا يجوز فى الصلاة قراءة القرآن بالوجوہ الشاذة .[2/ 135]
24. إن من كفر بحرف من فقد كفربه كله .[2/ 171،164،141]
25. إن القراءات توقيفية ، وليست إختيارية .[2/ 141]
26. و قد انعقد الاجماع على صحة قراءة هؤلاء الأئمة ... .[2/ 143،141]
27. كل ما صح عن النبى ﷺ من ذلك فقد وجب قبوله ولم يسع أحد من الأئمة رده ولزم الإيمان به ....[2/ 141]
28. لم ينكر أحد من العلماء قراءة العشرة .[2/ 163،143،141]
29. أجمع المسلمون على أن من نقص حرفا قاصدا بذلك .... أنه كافر.[2/ 141]
30. فالمتواتر لا يجوز انكارہ .....[2/ 143،141]
31. ان أصحاب القراءات من أهل الحجاز والشام والعراق كل منهم عزا.[2/ 143]
32. و قد أجمع المسلمون فى هذه الأعصار على الاعتماد على ماصح .....[2/ 143]
33. سبب تنوع القراءات فيما احتمله خط المصحف هو تجويز الشارع ....[2/ 144]
34. واتفقوا أن كل ما فى القرآن حق ، وأن من زاد فيه حرفا....[2/ 144]
35. كل قراءة وافقت العربية ولو بوجه ووافقت وأحد المصاحف ....[2/ 163،161]
36. وعلينا جميعا أن نؤمن بأن كل ما فى القراءة متواترة مروى .[2/ 166]
37. والقراءات السبع المروية عن القراء السبعة المتواترة نقلت من النبى ﷺ. [2/ 176،170]
38. ان مخالفت الاجماع يكفر....[2/ 171]
39. و من جحد القرآن أى كله أو سورة منه أو آية .... كفر. [2/ 171]
40. و الأظهر أن المراد بالسبعة التكثير لا التحديد.[2/ 176]
41. ولفظ السبعة يطلق على إرادة الكثيرة فى الآحاد.[2/ 176]
42. يحكم على من أنكر من مصاحف عثمان شيئا.... فان أبى فالقتل .[2/ 582،178]
43. أن أبى بن كعب كان يقرأكلما أضاء لهم مشوا فيه مروا فيه سعوا فيه .[2/ 245]
44. أن أبى بن كعب كان يقرأ للذين آمنوا انظرونا للذين آمنوا أمهلوانا ....[2/ 245]
45. أثر أنس بن مالك: قرأ ان ناشئة الليل هي أشد وطأ وأصوب قيلا .[2/ 245]
46. إن المراد بالسبعة ، سبعة أوجه من المعانى المتفقة بالفاظ مختلفة .[2/ 265]
47. إن الأحرف السبعة التى نزل بها القرآن هي لغات متفرقة فى القرآن.[2/ 266]
48. اوجه مقروة مختلفة لا تزيد عن السبعة .[2/ 266]

49. وليس معنى تلك السبعة أين يكون فى حرف واحد يقرأ على سبعة أحرف.... [2/ 269]
50. أبى عمرو أحب القراءات الى هي قراءة قريش و قراءة الفصحاء .[2/ 284]
51. لا تختلفوا فى القرآن ولا تنازعوا فيه ... .[2/ 306]
52. والذين بعث فيهم أكثر ما يعتمدون عليه البيان واللسان .[2/ 308]
53. إقرأوا كما علمتم وإياكم والتنطع .[2/ 365]
54. كان مما أنزل الله آيت الرجم فقرأناها وعقلناها ووعناها .[2/ 372]
55. الشيخ والشيخة إذا زنيا فارجموها البتة .[2/ 372]
56. حفظت من فى النبى بضعة وسبعين سورة .[2/ 376]
57. كان الرجل منا إذا تعلم عشر آيات لم يجاوزهن حتى يعرف معانيهن والعمل بهن . [2/ 376]
58. فأدوا القرآن قرآنا ، والسنة سنة لم يلبسوا هذا بهذه. [2/ 383]
59. كان سعيد بن جبير يؤم الناس فى شهر رمضان فيقرأ ليلة بقراءة عبدالله بن مسعود. [2/ 384]
60. قال كان يقال لا تأخذوا القرآن من المصحفيين و لا العلم من الصحفيين .[2/ 387]
61. لا تحملوا العلم عن صحفى ولا تأخذوا القرآن من مصحفى .[2/ 387]
62. من أعظم البلية تشيخ الصحيفة أى يتعلم الناس من الصحف .[2/ 388]
63. من تفقه من بطون الكتب ضيع الأحكام .[2/ 388]
64. بئس المستودع العلم القراطيس .[2/ 388]
65. أفواه الرجال حوانيتها واسناتها صنائعها فإذا فتح الرجل باب حانوته تبين العطار من البيطار والثمار من الزمار ..[2/ 388]
66. من يأخذ العلم عن شيخ مشافهة يكن عن الزيغ والتصحيف فى حرم ....[2/ 390]
67. سمعت عليا بقول أعظم الناس أجرا فى المصاحف أبوبكر و رحمة الله على أبى بكر هو أول من جمع اللوحتين . [2/ 391]
68. و ذلك أن المصاحف التى كتبت فى زمن أبى بكر كانت محتوية على جميع الأحرف السبعة . [2/ 392]
69. لو أشاء أن أقول أن القرآن نزل بلغة الحسن البصرى لقلت لفصاحته . [2/ 398]
70. قراءة أهل المدينة سنة . [2/ 399]
71. قراءة أهل المدينة أحب إلى . [2/ 586]
72. قراءة نافع سنة . [2/ 586،399]
73. والقراءتان كالأيتين يجب العمل بهما . [2/ 399]
74. القراءة الشاذة حجة ظنية . [2/ 400]
75. والصحيح أنه حجة، لأنه يخبر ، أى الصحابى الذى روى القراءة الشاذة .... [2/ 400]
76. أما اجراؤه مجرى الأخبار الآحاد فى الاحتجاج فهو صحيح . [2/ 400]
77. و القراءة الشاذة يحتج بها فى الأحكام كخبر الواحد على المعتمد. [2/ 400]

78. إن الصلاة خلف المقام تكون واجبة فى الطواف الواجب ، وتكون مندوبة فى الطواف المندوب.[2/ 403]
79. الفرض ما ثبت بدليل قطعى ، والواجب ما ثبت بدليل ظنى .[2/ 403]
80. المراد بمقام إبراهيم : الحرم كله ... [2/ 404]
81. ومن مضارة الشهيد لصاحف الحق القعود عن الشهادة ... .[2/ 406]
82. العدة أن يأتى بعدد صوم لا ولاء .[2/ 409]
83. القراءات السبع مواتر .... .[2/ 4013]
84. فإن القراءتين كالآيتين ... .[2/ 4014]
85. وليس من المتشابه أن تقرأ الآية بقراءتين ويكون الاسم محتملا أو مجملا يحتاج الى تفسير ... [2/ 4014]
86. و هاتان القراءتان قد نزل بهما القرآن جميعا ... .[2/ 4014]
87. العصبية تعمى وتصم .[2/ 454]
88. القراءة لا تخالف لأنها السنة .[2/ 455]
89. كل انسان يؤخذ منه ويرد عليه الا صاحب هذا القبر.[2/ 456]
90. الكتاب أعرب و أقوى فى الحجة من الشعر .[2/ 457]
91. لو لا الفراء ما كانت اللغة .[2/ 457]
92. قد أجمع الناس جميعا ان اللغة اذا وردت فى القرآن فهى أفصح مام فى غير القرآن ، لا خلاف فى ذلك .[2/ 457]
93. ولم ينكر أحد من العلماء قراءة العشرة ولكن من لم يكن عالما بها أو لم تثبت عنده..... [2/ 459]
94. فكل ما ورد أنه قرئ به جاز الاحتجاج به فى العربية ، سواء أكان متواترا ، أم أحادا أم شاذا. [2/ 460]
95. والقرآن فوق النحو والفقة والمذاهب كلها فهو أصل الأصول .[2/ 460]
96. إن المسلمين أجمعوا على أن ما بين الدفعتين كلام الله ....[2/ 465]
97. إن هذه القراءات كلها التى يقرأ بها الناس اليوم وصحت روايتها عن الأئمة ..... [2/ 498]
98. فالقرآن يقرأ بالأحرف السبعة ، وجميع القراءات المقطوع بصحتها ...[2/ 498]
99. القراءات التى قرأها القراء السبعة فإنها كلها صحت عن رسول الله ....[2/ 499
100. إن القراءات السبع المتواترة لا يحل الطعن فيها ....[2/ 499]
101. والصحيح أن ما وراء العشرة فهو شاذ .....[2/ 500]
102. وإن القراء السبعة ونظائرهم من الأئمة متبعون فى جميع قراءتهم الثابتة عنهم[2/ 501]
103. وتجوز القراءة فى الصلاة وخارجها بالقراءات الثابتة الموافقة لرسم المصحف....

[503 /2]

104. و أما من قرء بقراءة أبى جعفر و يعقوب و نحوهما فلا تبطل الصلاة بإتفاق الأئمة .
[503 /2]

105. يجوز أن يقرأ بعض القرآن بحرف أبى عمرو ، وبعضه بحرف نافع وسواء كان ذلك فى ركعة أو ركعتين و سواء كان خارج الصلاة أو داخلها . [2/ 504]

106. أن تقرء فى الركعة الأولى برواية قالون ، وفى الركعة الثانية برواية ورش ، ونحوها من كل رواية صحت القراءة بها . [2/ 505]

107. إتفق الفقهاء على جواز القراءات المتواترة فى الصلاة فى الجملة . [2/ 505]

108. من قرأ فى صلاته بقراءة ابن مسعود وغيره من الصحابة مما يخالف المصحف لم يصل وراءه.
[508 /2]

109. ولهذا قالت الأمة لو صلى بكلمات تفرد بها ابن مسعود لم تجز صلاته .... [2/ 508]

110. ما لم يثبت أنه قرآن فتلاوته فى الصلاة كتلاوة غير فيكون مفسدا للصلاة . [2/ 508]

111. ولو قراء بقراءة ليس فى مصحف العامة كقراءة ابن مسعود و أبى تفسد صلاته .
[508 /2]

112. من قرأ بالشاذ ، ان كان جأهلا بتحريمه عرف ذلك ، فإن عاد إليه بعد ذلك أو كان عالما به عزر.... [2/ 509]

113. و لا تجوز القراءة فى الصلاة ولا لغيرها بالقراءات الشاذة لأنها ليس قرانا. [2/ 5010]

114. ولا نزاع بين المسلمين أن الحروف السبعة التى أنزل القرآن عليها لا تتضمن تناقض المعنى و تضاده .... [2/ 553]

115. لم يقصد عثمان قصد أبى بكر فى جمع القرآن بين لوحين ، وإنما قصد جمعهم .... [2/ 555]

116. إنما لم يجمع القرآن فى المصحف لما كان يترقبه من ورود ناسخ لبعض أحكامه أو تلاوته ....
[562 /2]

117. فوالله لو كلفونى نقل جبل من الجبال ماكان أثقل على مما أمرنى به . [2/ 567]

118. من قرأ وجادل على ما يخالف خط المصحف ودعا الناس إليه وجب عليه القتل . [2/ 583]

119. لما كانت أحاديث إنزال القرآن على سبعة أحرف متواترة ، فإن منكر الاحرف السبعة أصلا مع علمه بتواتر أحاديثها كافر لا شك ولا ريب . [2/ 583]

120. ما اجتمع فيه ثلاث خلال ، من صحة السند وموافقة العربية والرسم ، قطع على مغيبه وكفر من جحده . [2/ 583]

121. إمام الناس فى القراءة نافع بن أبى نعيم . [2/ 587]

122. قراءتنا قراءة عبدالله بن كثير و عليها وجدت أهل مكة من أراد التمام فليقرأ لابن كثير .
[586 /2]

123. كان ابن كثير أعلم بالعربية من مجاهد. [2/ 586]

124. كان أبو عمرو علامة زمانه فی القراءات والنحو والفقه ومن كبار العلماء العٰلمين .
[587 /2]

125. جلس عاصم يقرئ الناس وكان أحسن الناس صوتا بالقرآن حتى كان فی حنجرته جلاجل.
[587 /2]

126. أمرنا عمر بن عبدالعزيز بجمع السنن فكتبناها دفترادفترا. [2/ 592]

127. لا تجوز كتابة المصحف الآن على الرسوم الأولى باصطلاح الأئمة لئلا يوقع فی تغيير الجهال.
[648 /2]

128. لا يجوز لأحد أن يجعن فی شئ مما رسمه الصحابة فی المصاحف .... [2/ 651]

129. أجمع المسلمون قاطبة على وجوب إتباع رسم مصاحف عثمان ومنع مخالفته .[2/ 655]

130. و ما دام قد انعقد الإجماع على تلك الرسوم فلا يجوز العدول عنها إلى غيرها ....
[656 /2]

131. من كتب مصحفا فينبغی أن يحافظ على الهجاء الذی كتبوا به هذه المصاحف .... [2/ 658]

132. إن الواجب على القراء والعلماء و أهل الكتاب أن يتبعوا هذا الرسم فی خط المصحف ...
[658 /2]

133. فإن الكتابة بخلاف المصاحف العثمانية بدعة مذمومة وفعل شنيع بإتفاق الأمة .
[662 /2]

134. اتفقت الأئمة على عدم جواز ترجمة القرآن وكتابته وقراءته بغير العربية ..... [2/ 663]

135. الترتيل هو تجويد الحروف ومعرفة الوقوف . [2/ 670]

136. من لم يعرف الوقف لم يعرف القرآن . [2/ 670]

عربی اقوال، رشد قراءات نمبر ۳

1. أفصح العرب عُليا هوازن وسفلى تميم يعنى بنى دارم [3/ 45-3/ 66]
2. نزل القرآن بلغة الكعبين كعب قريش وكعب خزاعة [3/ 45]
3. نزل القرآن بلغة مضر [3/ 46]
4. كل ما صح سنده واستقام وجهه فی العربية ووافق لفظه خط المصحف الإمام فهو من السبعة المنصوصة [3/ 49]
5. هی أداء التلاوة وكفية النطق بكلماتها من إدغام واظهار وتفهيم وترقيق وامالة ومد
[52-50 /3]
6. أن القراءة بالأحرف السبعة كانت فی أول الأمر خاصة للضرورة لا ختلاف لغة العرب ومشقة أخذ جميع الطوائف بلغة [3/ 51]
7. هذا القراءات السبع انما شرعت من حرف واحد من السبعة المذكورة فی الحديث وهوالذي جمع عثمان عليه مصحف [3/ 51]

8. المختار أن هذا من المتشابه الذي لا يدرى تأويله وفيه أكثر من ثلاثين قولا أوردتها فى الإتقان [3/ 55]
9. سبع اللغات المشهورة هى لغة الحجاز والهذيل والهوازن واليمن والطى والثقيف وبنى تميم [3/ 55]
10. والصواب أنها قراءتان مشهورتان وأيها قرأ القاريء فهو مصيب [3/ 56]
11. لا يملى فى مصاحفنا إلا غلمان قريش أو ثقيف [3/ 66)
12. لأن غير لغة قريش موجودة فى صحيح القراءات كتحقيق الهمزات ونحوها فإن قريشا لا تهمز [3/ 69]
13. ذلك لأن المصاحف كتبت على اللفظ الذي أنزل وهوالذى استقر عليه فى العرضة الأخيرة على رسول الله صلى الله عليه وسلم كما صح غير واحد من أئمة السلف [3/ 73]
14. ولا زلت أستشكل هذا الحديث وأفكر فيه وأمعن النظر من نيف وثلاثين سنة حتى فتح الله على بما يمكن [3/ 92]
15. والحاصل أنه أجاز بأن يقرؤوا وما ثبت عنه صلى الله عليه وسلم بالتواتر بدليل قوله أنزل على سبعة أحرف والأظهر أن المراد بالسبعة التكثير لا التحديد [3/ 161]
16. هذا و كأنه عليه الصلاة والسلام كشف له أن القراءة المتواتر تستقر في أمته على سبع وهى الموجودة [3/ 161]
17. إن القراءات التى تختلف بها المعانى صحيحة منزلة من عند الله [3/ 180]
18. أن القرآن نزل بلسان قريش فأقرئ الناس بلغة قريش [3/ 182]
19. بل الأحرف السبعة التى أنزل الله بها القرآن هى لغات سبع فى حرف واحد وكلمة واحدة بإختلاف الألفاظ [3/ 243]
20. أنها معنى السبعة الأحرف سبعة أوجه من المعانى [3/ 243]
21. وهوالذى عليه أكثر أهل العلم كسفيان ابن عينية وعبد الله بن وهب والطبري والطحاوى وغيرهم أن المراد سبعة أوجه من المعانى المتقاربة [/ 243]
22. والآثار الدالة على أن إمام المسلمين وأمير المؤمنين عثمان بن عفان جمع المسلمين نظرا منه لهم وإشفاقا منه عليهم...[3/ 245]
23. لما قتل أصحاب رسول الله ﷺ باليمامة دخل عمر بن الخطاب على أبى بكر فقال إن أصحاب رسول الله ﷺ باليمامة تهافتوا تهافت الفراش فى النار [3/ 247-393]
24. لما كان فى خلافة عثمان جعل المعلم قراءة الرجل ،والمعلم يعلم قراءة الرجل [3/ 249-390]
25. وكانت هذه السبعة للناس فى هذا الحروف لعجزهم عن أخذ القرآن على غيرها ممالا يقدرون عليه [3/ 251]
26. أنه اجتمع فى غزوة أذر بيجان وأرمينه أهل الشام وأهل العراق فتذاكروا القرآن ، واختلفوا فيه حتى

كاد يكون بينهم فتنة. [3/ 250-3/ 390]

27. فالذي عليه جمهور العلماء من السلف والأئمة أنها حرف من الحروف السبعة [3/ 251]

28. لا يجوز القراءة فى الصلاة بالقراءة الشاذة لأنها ليست بقرآن لأن القرآن لا يثبت الا بالمتواتر والشاذة ليست بمتواترة [3/ 277]

29. من قرأ فى صلاة بقراءة ابن مسعود وغيره من الصحابة مما يخالف المصحف لم يصل وراءه [3/ 277]

30. لا يملين فى مصاحفنا الاعلماء قريش أوثقيف [3/ 270]

31. يا معشر المسلمين! أعزل عن نسخ كتابة المصاحف يتولا ها رجل والله !أسلمت وإنه لفى صلب رجل كافر [3/ 270]

32. وأمربما سواه من القرآن فى كل صحيفة ومصحف أن يحرق [3/ 271]

33. لا تقولوا لعثمان فى تحريق المصاحف إلا خيرا [3/ 271]

34. فى هذا الحديث جواز تحريق الكتب بالنار فيها اسم الله [3/ 271]

35. ماقرأ حمزة حرفا من كتاب الله إلا بأثر [3/ 288]

36. ماكان من القراءة التى أقراءتك فهى القراءة التى قرأت بها على أبى عبد الرحمن السلمي [3/ 289]

37. إعلم بأن الحجج الشرعية من الكتاب والسنة لايقع بينهما التعارض والتناقض[3/ 327]

38. هوكلام الله تعالى المعجز المنزل بواسطة جبريل على محمد المحفوظ فى الصدور [3/ 393]

39. يعتبر ان القراءات ذات مدلدل واسع، فهى تشمل الحديث عن ألفاظ القرآن المتفق عليها والمختلف فيها [3/ 344]

40. وأئمة القراءة لاتعمدفى شيء من حروف القرآن على الأفشي فى اللغة وأقيس فى العربية بل على الأثبت فى الأثر والاصح فى النقل [3/ 359]

41. أراد(أى زيد بن ثابت) أن اتباع من قبلنا فى الحروف سنة متبعة لا يجوز مخالفة المصحف الذي هو امام[3/ 360]

42. ما صح نقله فى الآحاد فهذا يقبل ولا يقرأبه لعلتين إحداهما أنه لم يؤخذ بإجماع (3/ 363]

43. وهذا التوجيه الذى وجهنا به الضابط السالف يجعل الخلاف كأنه لفظى ويسيرا بجماعات القراء على الجدد الطريق فى تواتر القرآن.... [3/ 365]

44. الذى وصل إلينا متواتراً وصحيحا مقطوعاً به قراءات الأئمة العشر ورواتهم المشهورين [3/ 367]

45. أن الذى جمع فى زمننا هذه الأركان الثلاثة هو قراءة الأئمة العشرة التى أجمع الناس على تلقيها بالقبول [3/ 369]

46. اعلم بأن الكتاب هو القرآن المنزل على رسول الله ﷺ المكتوب فى دفات المصاحف المنقول الينا على الأحرف السبعة المشهورة [3/ 374]

47. من العجب احتجاجاكم بهذا الزيادة التى أنتم مجمعون معنا على أنها لا يحل لأحدأن يقرأبها ولا ان يطتبها فى مصحفه [3/ 375]
48. إن حذيفة بن اليمان قدم على عثمان وكان يغازى أهل الشام فى فتح أرمينية وأ ذربيجان مع اهل العراق [3/ 389]
49. قال كنت فيمن أملى عليهم فربما اختلفوا فى الآية فيذكرون الرجل قد تلقاها من رسول الله ﷺ ولعله أن يكون غائبا أوفى بعض البوادى [3/ 391]
50. أيها الناس عهدكم بنبيكم منذ ثلاث عشرة وانتم تمترون فى القرآن وتقولون قراءة أبى وقراءة عبد الله [3/ 392-637]
51. كماكتب عثمان المصاحف حين جمع القرآن كتب سبعة مصاحف فبعث واحداً إلى مكة وآخرالى الشام وآخر الى اليمن [3/ 404]
52. واختلفوا فى عدة المصاحف التى أرسل بها عثمان إلى الآفاق فالمشهور أنها خمسة .[3/ 405]
53. الإجماع والنصوص المترادفة على أن ترتيب الآيات توقيفى لا شبهة فى ذلك .[3/ 405]
54. فأما الآيات فى كل سورة وضع البسملة أوائلها فتريبها توفيقى بلا شك ولا خلاف فيه [3/ 405]
55. ترتيب الآيات فى السور هو من النبى ﷺ ولما لم يأمر بذلك فى أول براءة تركت بلا بسملة [3/ 406]
56. ترتيب الآيات أمر واجب وحكم لازم فقد كان جبريل يقول ضعوا آية كذا فى موضع كذا [3/ 406]
57. ترتيب بعض السور على أنه توفيقى كون الحواميم رتبت ولاء وكذا الطواسين[3/ 408]
58. لم قدمت البقرة وآل عمران وقد نزل قبلهما بضع وثمانون سورة بمكة. [3/ 408]
59. ترتيب السور هكذا هو عند الله وفى اللوح المحفوظ [3/ 408]
60. وما يضرك أية قرأت قبل إنما نزل أول ما نزل منه سورة من المفصل فيها ذكر الجنة والنار [3/ 409]
61. لقد تعلمت النظائر التى كان النبى يقرؤهن اثنين فى كل ركعة فقام عبد الله [3/ 409]
62. وهو الذى الذى ذكرنا ه أعنى لزوم اعادة الجار فى حالة السعة والاختيار مذهب البصريين ويجوز تركها اضطرارا [3/ 405]
63. أن ما بكم فى الحسد والبغى أن يؤتى أحد مثل ما أوتيتم فى فضل العلم والكتاب دعاكم إلى أن قلتم ما قلتم [3/ 453]
64. الحق أن العدد الذى يفيد قولهم العلم غير معلوم (3/ 486)
65. ولا تصدقوا ولا تقروا بأن يوتى أحد مثل ما أوتيتم من العلم والحكمة إلا لمن اتبع دينكم . [3/ 469]
66. لا يوجد حد من حيث العلم يثبت به علم اليقين [(3/ 487]

67. ويختلف عدد التواتر باختلاف قرائن التعريف [3/ 487]
68. بأننا بحصول العلم الضرورى نستدل على كمال العدد [3/ 490]
69. وقد يقال إن الشروط الأربعة اذا حصلت استلزمت حصول العلم [3/ 492]
70. المتواتر قد لا يفيد العلم لكون العلم الذى يحصل به حاصل عند السامع [3/ 493]
71. ولعلم الواقع باالأخبار المتواترة ليس من شرط أن يجمع الناس كلهم على التصديق به. [3/ 493]
72. ونحن لا ندعى حصول العلم أى بالمتواتر فى جميع الصور [3/ 493]
73. التقليد هو قبول قول بلا حجة وليس ذلك طريقاً إلى العلم لا فى الأصول ولا فى الفروع [3/ 496]
74. ولو لا اختلاف المخرجين وما فى الضاد استطالة لكان لفظهما واحد [3/ 498]
75. وأكثر القراء اليوم على إخراج الضاد من مخرج الظاء ويحب أن تكون العناية بتحققها تامه [3/ 498]
76. إن جعل الضاد طاء مهملة مطلقا أعنى فى المخرج والصفات لحن جلى وخطا محض وكذا جعلها ظاء [3/ 498]
77. وليس الفارق بين الضاد والظاء المعجمتين إلا الاستطالة والمخرج [3/ 499]
78. أما يشبه لفظه بلفظ الضاد من حرفان وهوالظاء واللام وذلك [3/ 499]
79. أن صوت الغنة صفت لازمة للنون والميم كانتا متحركتين او ساكتين [3/ 501]
80. الاختيار ما اختارة القارى من مروياته وروى قراءة تنسب اليه [3/ 505]
81. لا اله الاالله كادت العلماء أن تكون أرباباً. [3/ 515]
82. يا أباعمار ة إمام القراءة والفرائض فلاتعرض لك فيهما [3/ 521]
83. قد انعقد الإجماع بأخذه تلقى قراءة حمزه بالقبول والإنكارعلى من تكلم فيها [3/ 522]
84. وهو إمام من أئمة المسلمين وسيد القراء والزهاد ولو رأيته فقرت عينك به من نسله [3/ 522]
85. كنت ألوم من يقرأبقراءة حمزة حتى دخلت فقرأت عليه [3/ 522]
86. وكان أبو عمر من الطبقة الرابعة من التابعين بالبصرة [3/ 525]
87. ولو لا خشية الإطالة لذكرت عن كل واحد منهم حديثاً [3/ 525]
88. كا ن أعلم الناس بالقراءات والعربية والشعر وأيام العرب وكانت دفاترملء بيت إلى السقف [3/ 529]
89. وليقل عند فراغة من كل سورة صدق الله العظيم وبلغ رسوله الكريم ونحن على ذلك من الشاهدين [3/ 555]
90. والجمع بين القراءة بمجلس واحد يسمى تخليطا ولا يصح عند أهل الأداء [3/ 568]
91. ما أنت بمحدث قوما لا يبلغه عقولهم إلا كان لبعضهم فتنة [3/ 577]
92. وفى رد المحتار تحت مسئلة كراهة تعيين السورة فى الصلوة [3/ 577-3/ 858]

93. والصحیح کما نص علیه جماعة من العلماء منهم الدالی وابوداؤد أبو حاتم [3/ 524]

49. اختلف الناس فی القرآن علی عهد عثمان قال: فجعل الرجل یقول للرجل :قراءتی خیر من قراءتك [3/ 637]

95. أما قولهم إننا مختلفون فی قراءة کتابنا فبعضنا یزید حروفا وبعضنا یسقطها فلیس هذا اختلافا بل هو اتفاق منا صحیح [3/ 640]

96. اجتمع القراء علی ترك كل قراءة مخالف المصحف [3/ 658]

97. إن حذیفة قدم من غزوة فلم یدخل بیته حتی أتی عثمان فقال یا أمیرالمؤمنین ! أدرك الناس قال وما ذاك؟ قال :غزوت أرمینیة فإذا أهل الشام [3/ 613-3/ 681-3/ 720-3/ 759]

98. کتابة القرآن لیست بمحدثة فإنه ﷺ کان یأمر بکتابته ولکنه کان مفرقا فی الرقاع والأکتاف والعسب -[3/ 678]

حصول علم کے چار اصول

امام شعبی عامر بن شراحیل کوفی ہمدانی بڑے پائے کے محدث گذرے ہیں ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو اتنا علم کیسے حاصل ہوا، تو فرمایا چار باتوں کے التزام کی وجہ سے:

(۱) کبھی کسی کتاب یا کاپی کے بھروسہ پر نہ رہا یعنی جو سنا سب یاد کرلیا۔

(۲) طلب علم کے لئے دربہ در سفر کرتا رہا۔

(۳) جمادات کی طرح صبر کرتا رہا یعنی جمادات کو پانی دو یا نہ دو کھاد دو یا نہ دو خاموش رہتا ہے، میں بھی بھوک اور پیاس پر صبر کرتا رہا۔

(۴) کوّے کی مانند صبح سویرے اٹھتا رہا یعنی بہت کم سوتا رہا تب جا کر اتنا علم حاصل ہوا۔ [تذکرۃ الحفاظ]

ادارہ

اشاریہ اردو اقوال

(رشد، قراءات نمبر ۱-۳)

اردو اقوال رشد قراءت نمبر ۱

۱. حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”جب جبریل علیہ السلام وحی لے کر آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے بغور سنتے اور جب واپس چلے جاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل جبریل علیہ السلام کے پڑھنے کی طرح پڑھتے تھے۔“ (۹/۱)

۲. امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ آیت امت محمدیہ کا خاصہ ہونے کے ساتھ بہت سارے احکام کا بھی احاطہ کئے ہوتے ہے۔“ (۹/۱)

۳. علامہ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ہمارے زمانے میں جن قراءت میں یہ تینوں شرطیں پائی جاتی ہیں، وہ قراءات عشرہ ہیں جن کو پوری امت سے تلقی بالقبول حاصل ہے اور ان قراءات عشرہ کو روایت کرنے والے دس امام ابو جعفر، امام نافع، امام ابن کثیر، امام ابو عمرو، امام یعقوب، امام ابن عامر، امام عاصم، امام حمزہ، امام کسائی اور خلف العاشر رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔“ (۹/۱)

۴. حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”انہوں نے ظن غالب کی بنا پر یہ لفظ مطلقاً کہا تھا یا کذبت سے ان کی مراد اخطأتَ یعنی تو نے غلط پڑھا اہل حجاز پر جھوٹ کا اطلاق کرتے ہیں۔“ (۴۷/۱)

۵. حافظ ابن حجر: ”اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو سورۃ الفرقان آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت پہلے سن رکھی تھی پھر اس سورہ میں جو کچھ ان کے حفظ کے علاوہ نازل ہوا وہ اسے نہیں سن سکے تھے۔ [۴۷/۱]

۶. امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”شیطان نے میرے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بارے میں اس قدر سخت وسوسہ ڈالا جو کبھی جاہلیت میں بھی نہیں آیا تھا، کیونکہ قبل از اسلام تو محض غفلت یا شک تھا، لیکن اب شیطان نے گویا نبوت کا قطعی طور پر جھوٹا ہونا میرے دل میں بٹھا دیا۔“ [۵۰/۱]

۷. شیخ سعید افغانی رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کے بارہ میں بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”بلاغت، نحو، صرف اور لغت میں قرآن مجید سے استدلال کرنا بالکل صحیح اور مجمع علیہ ہے۔ قرآن مجید کی تمام قراءات ہم تک صحت سند کے ساتھ پہنچی ہیں یہ ایسی دلیل ہے جس کا کوئی مد مقابل نہیں ہے۔“ (۵۸/۱؛ ۱۴۲/۳)

۸. شیخ محمد عبد الخالق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قرآن مجید خواہ متواتر ہو یا غیر متواتر عربیت میں ویسے ہی حجت ہے، جیسے شریعت میں قراءات شاذہ۔“ (۵۸/۱؛ ۱۴۸/۳)

۹. امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ہمیشہ سے علماء کا وطیرہ رہا ہے کہ ایسا حرف جسے کوئی قاری پڑھتا ہے ایسے مسائل اَخذ کرتے ہیں جو دوسری قراءات میں نہیں پائے جاتے۔“ (۵۹/۱؛ ۱۴۳/۳)

۱۰. امام ابی شریف رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: ”سروجی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل سنت والجماعت سے قراءات سبعہ کا تواتر نقل کیا ہے۔“ (۵۹/۱)

۱۱. سید محمد الطباطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”علماء نے قراءت سبعہ پر تواتر نقل کیا ہے اور مطلق طور پر قراءت سبعہ کے تواتر کے قائلین میں علامہ ابن المطہر، ابن فہد، محدث حرملی اور فاضل جواد وغیرہ ہیں۔“ (۱/۵۹)

۱۲. ابن ساعاضی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قراءت سبعہ متواترہ ہیں، ہاں قرآن کا بعض حصہ غیر متواتر ہے جیسے مالك اور ملك وغیرہ۔(۱/۶۰؛ ۳/۱۴۳)

۱۳. ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اگر ہم قراءات سبعہ میں غور وخوص کریں تو ہم دیکھتے ہیں، کہ ہر قراءات متواترہ مشہورہ اور (علماء فن کے ہاں) مقبولہ ہے۔“ (۱/۶۰۔ ۳/۸۵۲، ۱۴۹)

۱۴. قاضی عبد الجبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”صحابہ نے لوگوں کو مصحف عثمانی پر جمع کیا، انہوں نے منزل متواتر قراءات میں سے کچھ بھی ہم تک پہنچنے سے نہیں روکا۔“ (۱/۶۰۔ ۳/۱۴۹، ۸۲۶)

۱۵. احمد الونشریشی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: ”ہم سب پر واجب ہے کہ منقول قراءات متواترہ پر ایمان لائیں۔
(۱/۶۰؛ ۳/۱۴۹، ۸۲۶)

۱۶. نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اہل اصول کا دعویٰ ہے کہ تمام قراءات سبعہ بلکہ عشرہ متواترہ ہیں۔“ (۱/۶۰؛ ۳/۱۴۹)

۱۷. امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قراءاتِ عشرہ کے تواتر پر اجماع ہو چکا ہے اور قراءات سنت متبعہ ہیں ان میں اجتہاد کو کوئی عمل دخل نہیں۔“ (۱/۶۰؛ ۲/۱۵۷)

۱۸. امیر بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ” قرآن سارے کا سارا متواتر ہے۔“ (۱/۶۱)

۱۹. امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کتاب اللہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ” مصحف کے دو گتوں کے مابین مشہور احرف سبعہ پر مشتمل جو چیز تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچی ہے اس کا نام کتاب اللہ ہے۔“(۱/۶۰؛ ۲/۴۹۰؛ ۳/۱۴۰)

۲۰. امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”علماء میں سے کسی نے بھی قراءات عشرہ کا انکار نہیں کیا۔“
(۱/۶۰؛ ۲/۱۵۷؛ ۳/۱۳۹)

۲۱. ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”متواتر کا انکار صحیح نہیں کیونکہ اس پر امت کا اجماع ہو چکا ہے۔ قراءات کا تواتر ایسے حتمی اُمور میں سے ہے، جن کا جاننا واجب ہے۔“ (۱/۶۱؛ ۳/۸۲۶، ۱۵۱، ۱۵۰، ۱۴۰)

۲۲. امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی اجازت کے ساتھ جو قراءات بھی احرف سبعہ میں سے امت کو پڑھائیں ہمارے نزدیک صحیح ہے۔“ (۱/۶۱؛ ۳/۱۴۱، ۸۲۶)

۲۳. ابو اسحاق زجاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قراءات سنتِ متواتر ہے، کسی قاری کے لیے جائز نہیں کہ وہ ایسی قراءات پڑھے، جسے صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین یا ان قراء نے جو مختلف شہروں میں قراءات کے حوالے سے معروف نہیں پڑھی تھی۔“ (۱/۶۱؛ ۳/۱۴۱)

۲۴. امام ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”وہ قراءات جو آج کل مکہ مدینہ، کوفہ، بصرہ اور شام میں رائج ہیں، یہ وہ قراءات ہیں، جو انہوں نے اپنے پہلوں سے حاصل کیں۔“ (۱/۶۱؛ ۳/۱۴، ۱۵۰)

۲۵. ابن خالویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”میں نے پانچ معروف شہروں کے ائمہ سبعہ کی قراءات پر انکی صحت نقل اور پختگی حفظ کے حوالے سے غور کیا تو ان ائمہ کو الفاظ روایت کی ادائیگی پر امین پایا۔“ (۱/۶۱؛ ۳/۱۴۱)

۲۶. امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”حجاز، شام اور عراق کے قراء میں سے ہر ایک کی مختارہ قراءات کسی نہ کسی ایسے صحابی کی طرف منسوب ہے، جس نے یہ قراءات رسول ﷺ سے حاصل کی ہو۔(۱/۶۱؛ ۳/۱۴۱)

۲۷. قاضی ابو الطیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ” عثمان رضی اللہ عنہ کا جمع قرآن کے مقصد محض ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرح قرآن کو دو گتوں میں جمع کرنا نہیں تھا بلکہ ان کا مقصد تو رسول اللہ ﷺ سے منقولہ متواترہ معروفہ اور ثابتہ قراءات کو جمع کرنا تھا۔“ (۱/۶۲؛ ۳/۱۴۱)

۲۸. مکی بن ابی طالب قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ” یہ بات جان لینی چاہیے کہ جو قراءات ہمارے ہاں ثابت ہیں وہ ساری کی ساری ایسی سنت سے ثابت ہیں جس کا رد کرنے والی کوئی چیز نہیں۔“ (۱/۶۲؛ ۳/۱۴۱)

۲۹. ابو عمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ” ائمہ قراءات کسی بھی فصیح ترین لغت یا عربیت کے زیادہ قرین قیاس وجہ پر قراءات کی بنیاد نہیں رکھتے تھے۔“ (۱/۶۲)

۳۰. ان حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس شخص سے زیادہ عجیب (کم عقل) اور کون شخص ہو سکتا ہے جو امرؤ القیس، زہیر، جریر، حطیئہ، طرماح، اعرابی، سلمی، اسعد، تیمی، یا ان کے علاوہ کسی بھی عرب کی کچی پکی بات جو اسے اپنی نظم یا نثر میں کہی ہوتی ہے اس پر پکا ہو جاتا ہے اسے حرف آخر سمجھتا ہے اور اس سے پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں ہوتا۔“ (۱/۶۲)

۳۱. امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”تمام مسلمانوں کا اس بات پر پختہ اعتماد اور اجماع ہے کہ جو بھی ان آئمہ نے دیکھا اس کو نقل کیا یا اپنی کتابوں میں لکھا وہ سب ٹھیک ہے اس سے اللہ کے حفظ کتاب کے وعدہ کی تائید بھی ہوتی ہے۔“ (۱/۶۲؛ ۲/۵۰۰؛ ۳/۱۵۰، ۳۶۸)

۳۲. امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس طرح کی بات ائمہ دین کے ہاں مردود ہے جیسا کہ اہل فن جانتے ہیں جو قراءات ائمہ قراءات نے نقل کی ہیں آپ ﷺ سے بطریق تواتر ثابت ہیں۔“ (۱/۶۲؛ ۳/۱۴۲)

۳۳. امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ قبیح اور محال کیونکہ جب کوئی قراءات نبی ﷺ سے ثابت ہوتی ہے تو وہ فصیح ہوتی ہے نہ کہ قبیح۔“ (۱/۶۳)

۳۴. امام حریری رحمۃ اللہ علیہ مبرد کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ” یہ بات بالکل مبرد کا تساہل اور فضول قسم کی بکواس ہے کیونکہ یہ قراءات تو سبعہ متواترہ میں سے ہے اسی طرح بعض نحوی بھی اس غلطی کا شکار ہوئے ہیں۔“ (۱/۶۳؛ ۳/۱۴۳، ۱۴۶)

۳۵. امام ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قراءات سبعہ بلکہ عشرہ پڑھنے پڑھانے پر اعصار (زمانوں کے زمانے) اور امصار (شہروں کے شہر) گزر چکے ہیں ان کی نماز میں تلاوت کی جاتی تھی کیونکہ یہ اجماع سے ثابت شدہ ہیں۔“ (۱/۶۳؛ ۳/۱۴۲، ۱۵۰، ۸۲۶)

۳۶. امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”جب ہم مجہول شعر سے لغت کے اثبات کو جواز فراہم کرتے ہیں تو قرآن اس کا زیادہ حق رکھتا ہے، ہم اکثر نحویوں کو قرآن مجید میں موجودہ الفاظ کے بارے میں حیران پھرتے ہیں، جب کسی غیر معروف شعر سے استشہاد میں کرتے ہیں تو اس وقت بڑے خوش ہوتے ہیں۔ مجھے ان پر انتہائی تعجب ہوتا ہے اگر وہ قرآن میں وارد الفاظ سے اس مجہول شعر کے لیے استدلال کرے تو یہ زیادہ مناسب تھا (نہ کہ

اس کے برعکس۔)(۱/ ۶۳، ۳۴۷)

۳۷. علامہ ابن منیر رحمۃ اللہ علیہ: "ہمارا یہ مقصد نہیں کہ قواعد عربیہ کو سامنے رکھتے ہوئے قراءات کو صحیح کریں بلکہ ہمارا مطلوب تو یہ ہے کہ قراءات کو سامنے رکھتے ہوئے قواعد کو تصحیح کی جائے۔" (۱/ ۶۳؛ ۳/ ۱۴۳)

۳۸. امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "کسی بھی عالم نے قراءاتِ عشرہ کا انکار نہیں کیا، ہاں جس کو قراءات کا علم نہیں یا وہ قراءات اس کے نزدیک ثابت نہیں۔" (۱/ ۶۳؛ ۳/ ۸۲۶)

۳۹. امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ: "تنوع قراءات کا سبب رسم عثمانی میں ان احتمال ہے اور یہ احتمال شارع کی مرضی اور صوابدیدہ پر تھا کیونکہ اس رسم کی اصل بھی تو سنت اور اتباع ہی ہے نہ کہ رائے اور بدعت۔(۱/ ۶۳)

۴۰. امام ابوحیان رحمۃ اللہ علیہ ہم نہ تو بصری نحویوں کے قول کے پجاری ہیں اور نہ ہی ان کے علاوہ کسی اور کے کیونکہ کتنے ہی ایسے حکم کلام عرب میں موجود ہیں جو کوفیوں کے ہاں ثابت شدہ ہیں، لیکن بصریوں نے ان کو نقل نہیں کیا اور اس کے برعکس بھی ایسی صورت حال ہے۔(۱/ ۶۴)

۴۱. علامہ عبدالوہاب سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قراءاتِ سبعہ جنہیں امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے اور ان کے علاوہ قراءات ثلاثہ جو ابوجعفر، یعقوب اور خلف العاشر رحمہم اللہ کی قراءات ہیں یہ متواتر اور دین میں اٹل حقیقت ہیں۔" (۱/ ۶۴، ۴۳۰؛ ۳/ ۱۴۲، ۱۴۷)

۴۲. علامہ عبدالوہاب سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قراءاتِ متواترہ قرآن ہے اور تمام کا تمام قرآن قراءات ہے، امتِ اسلامیہ اس بات سے بالکل بے خوف ہے کہ قرآن مجید کو کسی بھی زمانے میں بطریق آحاد نقل کیا گیا ہو۔" (۱/ ۶۴)

۴۳. امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اختلاف قراءات توقیفی ہے نہ کہ کسی جماعت کا اختیار کردہ۔" (۱/ ۶۴)

۴۴. امام دامینی رحمۃ اللہ علیہ: "ناقلین قراءات کی تعداد اقوال واشعار عربی کے ناقلین سے کم نہیں ہے تو جیسے ثقہ لوگ نقل کریں اس کی بابت یہ کہنا یہ اس کی مثل نہیں ہے کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے۔" (۱/ ۶۴؛ ۳/ ۱۴۳)

۴۵. امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ نحویوں کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ان لوگوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق تواتر اور مشہور ثابت شدہ چیز کا انکار ماسوائے اور کچھ نہیں ہے۔" (۱/ ۶۵)

۴۶. امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ہر وہ قراءات جو کسی عربی نحوی وجہ کے موافق ہو رسم مصحف کے مطابق ہو بھلے یہ مطابقت تقدیری ہو اور اس کی سند صحیح ہو تو وہ قراءات صحیح ہو گی۔" (۱/ ۶۵؛ ۳/ ۸۲۶)

۴۷. امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " ان قراءات میں جو بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہیں ان کو قبول کرنا واجب ہے۔" (۱/ ۶۵)

۴۸. امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "آج جو قراءات ہم تک پہنچی ہیں وہ صحیح اور متواتر ہیں ان کے بارہ میں یہ قطعی طور پر ثابت شدہ ہے کہ وہ ائمہ عشرہ اور ان کی رواۃ کی قراءات ہیں۔" (۱/ ۶۵؛ ۳/ ۸۲۶)

۴۹. عبدالرحمن بن عابس رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے: "عبداللہ کے ہمدانی شاگردوں میں سے کسی نے نام بتائے بغیر ہمیں اطلاع دی کہ جب عبداللہ نے مدینہ آنے کا ارادہ کیا تو اپنے شاگردوں کو جمع کیا اور فرمایا: "اللہ کی قسم مجھے امید ہے کہ تم میں بھی مسلمانوں کی طرح دین فقہ اور علوم قرآن میں علم وافضل والے لوگ موجود ہیں قرآن میں

نہ اختلاف کیا جائے گا اور نہ ہی اس سے کسی چیز کو مستثنیٰ قرار دیا جائے گا اور نہ ہی کثرت رد کی وجہ سے اسے اس کے مقام سے گرایا جائے گا جسے کوئی ایک حرف پڑھا اس سے بے رغبتی کرتے ہوئے نہ چھوڑے جس نے رسول اللہ ﷺ کے سکھائے ہوئے حروف میں سے کسی حرف کے مطابق پڑھا کوئی اس سے اعراض نہ کرے کیونکہ جس نے اس میں سے کسی ایک آیت کا انکار کیا اس نے سارے قرآن کا انکار کیا۔" (۱/۶۶)

۵۰. ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جس نے کتاب اللہ کی کسی آیت کا انکار کیا، اس میں عیب نکالا یا کسی کلمہ یا قراءات متواترہ کا انکار کیا اس نے گمان کیا کہ وہ قرآن نہیں تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے ایسی چیز کا انکار کیا ہے جس پر اجماع ہو چکا ہے۔" (۱/۶۷؛۳/۱۴۰)

۵۱. امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جس نے اپنی مرضی سے قرآن مجید میں کوئی ایک حرف یا حرکت کی کمی یا زیادتی کی اور پھر اس پر مصر ہو گیا تو اسے کافر قرار دیا جائے گا۔" (۱/۶۷؛۲/۱۶۴)

۵۲. امام ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "کیونکہ منزل حروف سبعہ میں سے کسی ایک کا انکار کرنے پر نبی ﷺ نے کفر کا حکم لگایا ہے۔" (۱/۶۷؛۳/۱۴۲،۱۵۲)

۵۳. محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جو قراءات اس طرح ثابت ہو یعنی ضابطہ پر اترتی ہو تو اس کا انکار جائز نہیں بلکہ مسلمانوں پر اس کا قبول کرنا واجب ہے۔" (۱/۳۵)

۵۴. ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ہر اس قراءات کو جو ائمہ سبعہ کی جانب منسوب ہو اور صحیح کہلاتی ہو اس وقت منزل من اللہ اور صحیح کہہ سکتے ہیں۔" (۱/۱۳۵؛۳/۸۰)

۵۵. ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "متاخرین مقریوں اور ان کے مقلدین کی زبان پر چڑھا ہوا ہے کہ قراءات سبعہ بتمام وکمال متواتر ہیں یعنی قراءِ سبعہ سے جو حروف منقول ہے وہ متواتر من اللہ اور واجب التسلیم ہے۔" (۱/۱۳۵؛۳/۸۰)

۵۶. امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "بعض متاخرین نے صحت قراءۃ کے لیے رسم وعربیت کی موافقت کے ساتھ تواتر کی شرط لگائی ہے اور صحت سند کو کافی سمجھا۔" (۱/۱۳۵)

۵۷. امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مذکورہ حدیث میں سات حروف سے مراد قبائل عرب کی سات لغات ہیں۔" (۱/۱۴۳)

۵۸. علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " ہو سکتا ہے ان دونوں میں سے کسی ایک کو آنحضرت ﷺ نے قریش کے علاوہ کسی اور لغت پر قرآن مجید پڑھا ہو۔" (۱/۱۴۳)

۵۹. امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن حدیث بیان فرمائی میں نے کہا کہ بلا سند بیان کر دیں تو آپ نے فرمایا: کیا آپ چھت پر بغیر سیڑھی کے چڑھنا چاہتے ہیں۔" (۱/۱۷۶)

۶۰. علامہ ابن عبد الشکور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اسانید قراءات بالاجماع صحیح ہیں اور علماء بلکہ امت کے ہاں انہیں تلقی بالقبول حاصل ہے۔" (۱/۱۸۲؛۳/۱۴۱،۱۵۱)

۶۱. امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس کا مطلب ہے کہ اگر تمہارے پاس صرف ایک ہی روایت کا علم ہو تو تمہاری ذمہ داری بنتی ہے کہ اسے آگے پہنچاؤ۔" (۱/۱۸۲)

۶۲. امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس کتاب کے لیے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے خاص کر دیتا ہے اس نے ایسے ثقہ ائمہ کو اس کام پر مامور کیا جنہوں نے اس کی تصحیح کی انتہاء کے حصول کی خاطر اپنی تمام تر کوششیں صرف کر دیں۔'' (۱/۱۸۳)

۶۳. امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ: ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔'' (۱/۱۸۴)

۶۴. امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''پھر ان مذکورین کے بعد بکثرت قراءِ کرام پیدا ہوئے جو مختلف شہروں اور علاقوں میں پھیل گئے پھر ان جانشین نسل در نسل چلتے رہے۔'' (۱/۱۸۸)

۶۵. ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: '' مجھے قنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ۲۳۳ھ میں قواس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس آدمی یعنی بزی رحمۃ اللہ علیہ سے ملو اور ان سے کہو کہ یہ حرف یعنی ہماری قراءات میں سے نہیں ہے۔'' (۱/۱۸۹)

۶۶. امام ابو حاتم سجستانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ''بصرہ میں سب سے پہلے جس نے قراءات کی وجوہ کو تلاش کیا اور انہیں ایک تالیف میں جمع کر دیا اور شاذ و مشہور اور متواتر قراءتوں کی تحقیق کی وہ ہارون بن موسی اعور ہیں، جو قراء میں سے تھے۔'' (۱/۱۹۲)

۶۷. حافظ علامہ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب المجموع المذہب میں فرماتے ہیں: ''شیخ شہاب الدین اور شامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المرشد الوجیز وغیرہ میں ایسا کلام فرمایا ہے جس سے قراءاتِ سبعہ اور ان کے علاوہ دوسری اختلافی قراءات میں فرق معلوم ہوتا ہے۔'' (۱/۱۹۲)

۶۸. امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وہ لوگ جو یہ سمجھتے کہ تواتر صرف عددی اکثریت سے حاصل ہوتا ہے وہ غلطی پر ہیں۔'' (۱/۲۸۱)

۶۹. امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''قراءاتِ شاذہ وہ قراءات جس کی سند صحیح نہ ہو۔'' (۱/۳۰۴،۳۹۵)

۷۰. امام ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اگر کسی قراءات میں تین ارکان میں کوئی رکن رہ گیا تو وہ قراءاتِ شاذہ ہو گی۔'' (۱/۲۹۶)

۷۱. امام ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''قراءاتِ شاذہ وہ ہے جو بطورِ قرآن مروی ہو لیکن نہ وہ متواتر ہو اور نہ ہی مشہور ہو جیسے پوری امت قبول کرے۔'' (۱/۲۹۶)

۷۲. شیخ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''حسن بصری، ابن محیصن، یحیٰ بن یزید اور اعمش رحمۃ اللہ علیہم کی قراءتوں کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ ان میں سے بعض متواتر ہیں بعض کہتے ہیں کہ وہ صحیح ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ شاذ ہیں۔'' (۱/۲۹۶)

۷۳. امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''قراءت صحیحہ کا ضابطہ عام ہے جو کسی عدد یا شخصیت کے ساتھ خاص نہیں۔'' (۱/۲۹۶)

۷۴. ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جو قراء تیں ائمہ اعمش، یعقوب، خلف، ابو جعفر اور شیبہ بن نصاح رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ سے ثابت ہیں وہ انہیں قراءات کی منزلت میں ہیں۔'' (۱/۲۹۷)

۷۵. علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے اجماع نقل کیا ہے: ''اگر قراءاتِ شاذہ صحیح سند سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مروی ہو تو اس

سے احکام پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔" (۱/۲۹۸)

۷۶. امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کی ایک کثیر تعداد بیان کی ہے جو یہ کہتے تھے کہ قراءات شاذہ کے ساتھ نماز جائز نہیں۔(۱/۲۹۹)

۷۷. ابو عمرو بن حاجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قراءاتِ شاذہ کو نماز اور غیر نماز میں نہیں پڑھا جاسکتا، چاہے پڑھنے والا عربی کا جاننے والا ہی کیوں نہ ہو۔" (۱/۲۹۹)

۷۸. امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے: "نماز میں وہ قراءات منع ہے جو مصحف رسم کے علاوہ ہو۔" (۱/۲۹۹)

۷۹. امام ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قراءتِ شاذہ کے ساتھ نماز نہیں ہو سکتی۔" (۱/۲۹۹)

۸۰. امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتوی میں ذکر کرتے ہیں: "قراءاتِ شاذہ کے ساتھ نماز پڑھنا حرام ہے۔" (۱/۲۹۹)

۸۱. شہاب الدین الرملی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ہمارے علماء کا اتفاق ہے کہ قراءاتِ شاذہ کے ساتھ نماز حرام ہے اور علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر امت کا اجماع نقل کیا ہے۔" (۱/۲۹۹)

۸۲. عبد الفتاح قاضی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "علم قراءات ایسا علم ہے کہ جس میں قرآنی کلمات کو بولنے کی کیفیت اور انہیں ادا کرنے کا مختلف فیہ اور متفقہ طریقہ ہر ناقل کی قراءات کی نسبت کے معلوم ہوتا ہے۔
(۱/۳۰۳،۴۵۰)

۸۳. قاری فتح محمد پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قراءات اس علم کو کہتے ہیں جس سے کلمات قرآنیہ میں قرآن مجید کے ناقلین کا وہ اتفاق اور اختلاف معلوم ہو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن لینے کی بنا پر ہے، اپنی رائے کی بنا پر نہیں۔
(۱/۱۴۰،۳۰۳)

۸۴. حافظ ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قراءاتِ شاذہ وہ ہے کہ جو قرآنی حیثیت منقول مگر نہ وہ تواتر سے ثابت ہو اور نہ قراءات کے ائمہ نزدیک اسے قبول عام حاصل ہو۔" (۱/۳۰۴)

۸۵. ڈاکٹر لبیب السعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "علماء قرآن کی اصلاح میں شاذ قراءات وہ ہیں جو آحادی سند سے مروی ہیں اور رسم عثمانی کے خلاف ہیں۔" (۱/۳۰۴)

۸۶. علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس بات پر اجماع ہے کہ قراءاتِ شاذہ کی تلاوت اور انہیں مصحف میں لکھنا جائز نہیں۔" (۱/۳۰۵)

۸۷. علامہ عبد العلی انصاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: "قراءاتِ شاذہ نماز میں پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت پر تمام علمائے امت کا اجماع ہے۔" (۱/۳۰۵)

۸۸. ابو حیان زمخشری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "مجھے تعجب ہے ایسے عجمی انسان پر جو کہ نحو میں ضعیف ہونے کے باوجود ایک صریح عربی شخص کی قراءتِ متواترہ ادا کرتا ہے۔" (۱/۳۴۹)

۸۹. قاری ابراہیم میر محمدی لکھتے ہیں: "امین احسن اصلاحی کے نزدیک قراءت حفص ہی وہ واحد متواتر قراءت قرآنی ہے جو درست ہے اور بقیہ قراءات ائمہ قراء کی مفتریات ہیں۔" (۱/۴۱۷)

۹۰. ابن عطیہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ ہر شہر کے رہنے والوں کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ قراءاتِ سبعہ بلکہ عشرہ ثابت ہیں اور ان کو بالا اجماع نماز میں پڑھا جاسکتا ہے۔" (۱/۴۳۰)

۹۱. علامہ عبد الفتاح القاضی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ قراءاتِ عشرہ متواتر ہیں تو یہ جاننا بھی لازم ہے کہ جمہور بعض قراءات کے تواتر کی ضرورت کے درجے میں بیان کرتے ہیں۔" (۱/۴۳۱)

۹۲. عماد الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ: "کوئی بھی انسان جب کوئی کتاب لکھتا ہے تو اگلے روز اس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اگر یہ ایسے ہوتی تو زیادہ بہتر تھا اور اگر وہ یہ اضافہ بھی کر دیتا تو اچھا تھا اور عبرت کی بات ہے۔" (۱/۴۳۲)

۹۳. سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "احکام میں جزوی تبدیلیاں انسانی معاشرے کے لیے مفید و ناگزیر ہوا بحسن وخوبی پورا کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا اسکو یہ بھی حق ہے کہ اپنے علم کو منسوخ کر دے کیونکہ وہ اس کے بدلے میں اس سے بہتر حکم بھیج دیتا ہے جس میں انسانیت کی بھلائی ہے۔" (۱/۴۳۷)

۹۴. امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جس طرح ڈاکٹر مریض کے احوال کو دیکھتے ہوئے اس کے لیے نسخہ میں تبدیلی کرتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی رعایت کرتے ہوئے اپنی مشیت اور ارادے کے ساتھ حکم میں تبدیلی فرماتے ہیں۔" (۱/۴۳۷)

۹۵. حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نسخ کے جواز کو بیان فرما کر ملعون گروہ یہود کا رد فرمایا ہے۔" (۱/۴۳۹)

۹۶. امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تمام مسلمان متفق ہیں کہ احکام باری تعالیٰ میں فسخ کا ہونا جائز ہے بلکہ واقعہ ہوا ہے۔" (۱/۴۳۹)

۹۷. امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ قرآن میں سے جس حکم کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں اسے منسوخ کر دیتے ہیں اور جس کو ثابت رکھنا چاہتے ہیں اس کو منسوخ نہیں کرتے۔" (۱/۴۴۰)

۹۸. امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اللہ رب العزت جسے منسوخ کرنا صحیح سمجھتے ہیں، اسے منسوخ کر دیتے ہیں اور جسکا اس کی حکمت تقاضا کرتی ہے کہ اسے باقی رکھا جائے۔" (۱/۴۳۹)

۹۹. امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "بعض لوگ جو اس لفظی بحث میں پڑ جاتے ہیں یاد رکھیں کہ اس سے دلالت نہیں بدلتی اور مقصود وہی رہتا ہے۔" (۱/۴۴۱)

۱۰۰. علامہ عبد العظیم زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ بات معروف ہے کہ مصاحف عثمانیہ لفظوں سے خالی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ تمام منقول وجوہ اس سے اخذ کی جا سکیں۔" (۱/۴۵۷)

۱۰۱. امام جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ابن ہرمز کی زیادہ تر روایات ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے اور ان سے نافع رحمۃ اللہ علیہ اور اسید بن ابی اسید رحمۃ اللہ علیہ نے قراءت نقل کی۔" (۱/۴۶۴)

۱۰۲. امام جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ابن ابی ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی کبیر ہیں، انہوں نے حضرت اُبی رضی اللہ عنہ سے عرضاً قراءت حاصل کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا۔ اپنے وقت میں مدینہ کے سب سے بڑے قاری تھے۔" (۱/۴۶۴)

۱۰۳. امام جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "نافع نے اعرج، ابو جعفر، شیبہ بن نصاح، یزید بن روما، مسلم بن جندب، صالح بن خوات، اصبغ نحوی، عبد الرحمن بن قاسم اور زہری سے قراءت پڑھ کر حاصل کی۔" (۱/۴۶۵)

۱۰۴. امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "امام دانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو طبقات القراء میں شامل کرتے ہوئے فرمایا ہے

کہ انہوں نے نافع بن ابی نعیم سے قراءت حاصل کی تھی۔" (۱/۴۶۶)

۱۰۵. امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "امام نافع رحمۃ اللہ علیہ قراءت میں لوگوں کے امام تھے۔" (۱/۴۶۷)

۱۰۶. امام جزری رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات القراء میں فرمایا ہے، حمید بن قیس الاعرج ابو صفوان مکہ ثقہ قاری ہیں، انہوں نے قراءت مجاہد بن جبیر سے حاصل کی تھی۔" (۱/۴۷۰)

۱۰۷. امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حمزہ قراءات و میراث میں لوگوں پر غالب آ گئے۔" (۱/۴۷۴)

۱۰۸. شعیب بن حرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " تم مجمع سے موتیوں جیسی قراءتِ حمزہ کے متعلق سوال کیوں نہیں کرتے۔" (۱/۴۷۴)

۱۰۹. امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ: "آپ امام متقداء شیخ القراء اور کتاب کے مخلص اور مستعد خادم تھے۔" (۱/۴۷۵)

۱۱۰. امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حمزہ میں کچھ مضائقہ نہیں۔" (۱/۴۷۵)

۱۱۱. امام الجرح والتعدیل یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حمزہ ثقہ آدمی ہے۔" (۱/۴۷۵)

۱۱۲. مولانا اصلاحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قراءتوں کا اختلاف بھی اس تفسیر (تدبر قرآن) میں دور کر دیا گیا ہے معروف اور متواتر قراءت وہی ہے جس پر مصحف ضبط ہوا ہے۔" (۱/۵۶۰)

۱۱۳. شیخ محمد طاہر بن عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قرآن مجید ہم تک قطعی سند صحیح کے ساتھ عدول سے عدول تک طبقہ بعد طبقہ پہنچا ہے جو قراءۃ سماع اور رسم سمیت تمام امور کو شامل ہے۔" (۱/۵۶۰)

۱۱۴. علامہ طاش کبری زادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "رسم کی توقیفت کے بارے میں فرماتے ہیں یہ رسم آج تک قابل اتباع سنت رہا ہے اور اللہ تعالیٰ سے روئے زمین پر کسی کو یہ اجازت نہیں دی کہ وہ اس میں تفسیر و تبدل کا ارادہ کرے۔" (۱/۵۶۱)

۱۱۵. حافظ سمیع اللہ حفظہ اللہ فرماتے ہیں: "صفحہ ہستی پر کلام کا آغاز نزول بھی اس عقدہ کو حل کرنے کے لیے مدد گار ثابت ہوتا ہے۔ جب اول ترین وحی ہی علم و قلم کے دستور و قانون کے ساتھ نازل ہوئی۔" (۱/۵۶۱)

۱۱۶. قاری رحیم بخش پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اگر رسم عثمانی کو توقیفی تسلیم نہ کیا جائے تو اس سے لازم آئے گا کہ صحابہ نے عدم واقفیت کے سبب قرآن مجید کو غلط لکھ دیا ہے۔" (۱/۵۶۱)

۱۱۷. امام آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسم الخط میں پختہ اور وصل و قطع وغیرہ کے اعتبار سے کتابت واملاء کے قواعد جاننے والے تھے لیکن قرآن مجید میں بعض مواقع پر کسی حکمت کی بناء پر رسم قیاسی کی مخالفت کی گئی ہے۔" (۱/۵۶۲)

۱۱۸. فوزی سالم عفیفی فرماتے ہیں: " نپولین بوناپارٹ جب ۱۷۹۷ء میں مصر پر حملہ آور ہوا تو وہ اپنے ساتھ تین پرنٹنگ مشین بھی لایا۔ جس کے لانے کا بنیادی مقصد اپنے خیالات و افکار کی نشر و اشاعت تھی۔ اس طرح مصر میں پرنٹینگ پریس کا رواج ہوا۔" (۵۸۳)

اردو اقوال رشد قراءت نمبر ۲

۱. علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”سات صحابہ ایسے تھے جو کہ استاذ القراءت تھے، عثمان غنی، علی بن ابی طالب، ابی بن کعب، زید بن ثابت، عبد اللہ بن مسعود، ابو الدرداء اور ابو موسی اعشری رضی اللہ عنہم۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تابعین کی بڑی تعداد نے علم قراءت حاصل کیا۔“ (۷/۲)

۱. لین پول کہتے ہیں قرآن کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی اصلیت میں کوئی شبہ نہیں ہے ہر حرف جو ہم آج پڑھتے ہیں اس پر یہ اعتماد کر سکتے ہیں کہ تقریباً تیرہ صدیوں سے غیر مبدل رہا ہے۔ (۳۳/۲)

۲. ابو عبید قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ” سبعہ احرف سے سات عرب کی لغات مراد ہیں یہ معنیٰ و مطالب نہیں ہے کہ ایک حرف میں سات لغات ہیں لیکن یہ سات لغات قرآن میں متفرق ہیں بعض لغت قریش پر، بعض لغت ہوازن پر، بعض ہوازن پر اور بعض ہزیل پر۔ (۵۵/۲۔ ۵۱/۳)

۳. امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام زہری رحمۃ اللہ علیہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے سند کے ساتھ احادیث بیان کیں۔ (۶۷/۲)

۴. عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے درباریوں سے کہا: ”کیا تم ابن شہاب کے پاس جاؤ گے تو انہوں نے جواب دیا: ہاں، تو پھر عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جاؤ کیونکہ ان سے بڑھ کر سنت کا کوئی عالم باقی نہیں رہا۔“ (۶۷/۲)

۵. علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ” حجاز میں ثقہ لوگوں کا علم زہری اور عمرو بن دینار پر منحصر ہے، بصرہ میں قتادہ اور یحییٰ بن ابی کثیر پر کوفہ میں ابو اسحاق اور اعمش پر۔“ (۶۷/۲)

۶. امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام زہری رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ میں آئے تو وہاں کا کوئی عالم ان کے جانے تک حدیث بیان کرنے کی جراءت نہیں کرتا تھا۔ (۶۸/۲)

۷. ہشام بن عبد الملک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا امتحان لینا چاہا اور ان سے درخواست کی کہ میرے لڑکے کے لیے علم لکھوا دیں، امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کاتب کو بلایا اور چار سو احادیث لکھوائیں پھر ایک مہینہ کے بعد ہشام بن عبد الملک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابو بکر وہ کتاب ضائع ہو گئی ہے تو امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے کاتب کو بلوایا اور پھر وہ چار سو احادیث لکھوا دیں پھر ہشام نے اس کتاب کا اور پہلی کتاب کا موازنہ کیا تو ایک بھی حرف خلاف نہ پایا۔“ (۶۸/۲)

۸. ابو الزناد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ”ہم تو صرف حلال و حرام کے مسائل لکھا کرتے تھے لیکن ابن شہاب ہر علمی بات کو لکھ لیا کرتے تھے۔ جب ان سے کسی مسئلہ کی ضرورت پڑتی تو معلوم ہوتا کہ وہ اعالم الناس ہیں۔“ (۶۸/۲)

۹. امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”صحابہ رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید بالکل اسی طرح تالیف کیا جس طرح انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔“ (۸۹/۲)

۱۰. امام دانی رحمۃ اللہ علیہ عدد قرآن کی مبحث میں فرماتے ہیں: ”صحابہ رضی اللہ عنہم نے آیات کے سرو اختتام اور ان کی ترتیب نیز سورتوں کی ترتیب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی تھی۔“ (۹۶/۲)

۱۱. امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ بھی سبعہ احرف کے آج تک باقی رہنے کے قائل ہیں اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چھ حروف کو ختم کر کے صرف ایک حرف پر مصحف تیار کیا ہوتا تو اس کی کہیں کوئی صراحت تو ملنی چاہیے تھی۔ حالانکہ اس کی کوئی صراحت نہیں ہے بلکہ روایات سے معلوم ہے کہ مصحف عثمانی میں حروف موجود تھے۔(۹۹/۲)

۱۲. علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"فقہاء قراء اور متکلمین میں سے بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ مصاحف عثمانیہ حروف سبعہ پر مشتمل نہیں ہیں جب کہ سلف سے خلف تک جمہور علماء اور مسلمانوں کے ائمہ کا یہ قول ہے کہ مصاحف عثمانیہ سبعہ احرف میں سے ان حروف پر مشتمل ہیں جن کا احتمال ان مصاحف کے رسم الخط سے ہو سکتا ہے۔" (۹۹/۲)

۱۳. قاضی ابو بکر باقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"ہم اس بات کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ قرآن جیسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا :اس کے لکھنے کا حکم فرمایا۔ اس کو منسوخ نہیں کیا اور نہ اس کے نزول کے بعد اس کی تلاوت کو منسوخ کیا یہ ہی وہ قرآن ہے جو مابین الدفتین پایا جاتا ہے۔" (۱۰۲/۲)

۱۴. اظہار احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"یہ خیال بہت سے پڑھے لکھے لوگوں میں بھی بڑی مضبوطی سے قائم ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جو مصاحف اپنے دورِ خلافت میں لکھوائے تھے، وہ اختلاف قراءات کو ختم کر کے لیے تھے یہ غلط تخیل بالعموم کالجوں کے پروفیسروں اور بعض غیر محقق علماء میں پایا ہے۔" (۱۰۲/۲)

۱۵. شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا:"اگر کوئی شخص قوم کی امامت کرتے وقت اپنی نماز میں عموماً امام ابو عمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت پڑھتا ہو لیکن کبھی کبھار قراءات ابو عمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ساتھ روایت ورش یا قراءت نافع یعنی روایات میں قراءت کر لیتا ہو تو کیا وہ گنہگار ہو گا؟ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:"قرآن مجید کا بعض حصہ امام ابو عمرو بصری رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت میں اور بعض حصہ امام نافع رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت میں پڑھنا جائز ہے، برابر ہے کہ وہ ایک ہی رکعت میں ہو یا دو رکعات میں ہو، داخل نماز یا خارج نماز ہو۔" (۱۱۳/۲، ۵۰۴)

۱۶. شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا:" سورۃ الضحیٰ سے لے کر آخر قرآن تک تکبیر کہنا ثابت ہے؟ انہوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا:"یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے۔" (۱۱۷/۲)

۱۷. شیخ ابن جبرین حفظہ اللہ تکبیر کے حوالے سے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:" قراءِ عشرہ میں سے امام ابن کثیر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت میں تکبیر (اللہ اکبر) کہنا وارد ہے اور انہوں نے اپنے مشائخ سے لیکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک کی سند سے یہ روایت کیا ہے کہ سورۃ الضحیٰ سے لیکر سورۃ الناس کے آخر تک ہر سورۃ کے بعد اللہ اکبر کہا جائے لیکن محدثین سے یہ تکبیر منقول نہیں ہے۔" (۱۱۷/۲)

۱۸. امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ معوذتین اور سورۃ الفاتحہ کے بارے میں فرماتے ہیں:"وہ قرآن مجید جو مشرق و مغرب میں مسلمانوں کے پاس موجود ہیں۔ سورۃ الفاتحہ سے لیکر آخر معوذتین تک اللہ تعالیٰ کا کلام اور وحی الٰہی ہے، اللہ تعالیٰ نے نبی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر نازل فرمایا۔" (۱۲۱/۲)

۱۹. امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:" بسم اللہ الرحمن الرحیم' کے متعلق فرماتے ہیں جو شخص ان قراءِ کرام کی قراءات اور روایت پڑھتا ہے، جنہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو قرآن مجید کی آیت شمار کیا ہے اس کی نماز

بدون بسملہ درست نہیں ہو گی۔" (۱۲۱/۲)

۲۰. امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مصحف عثمان میں موجود ہر قراءات کو پڑھا جائے گا۔" (۱۲۲/۲)

۲۱. علامہ ابن مناع القطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سبعہ احرف سے عرب کی سات لغات مراد ہیں جو کہ ایک معنیٰ پر دلالت کرتی ہیں۔" (۱۴۶/۲)

۲۲. امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس ایک حرف پر اقتصار اس طرح ہے جیسا کہ چند خصلتوں کے اختیار کی صورت میں ایک کو اپنا لیا جائے کہ سب وجوہ قراءات واجب نہیں تھی بلکہ رخصت کے طور پر تھی۔" (۱۴۷/۲)

۲۳. امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "علماء و سلف ائمہ کا یہی کہنا ہے کہ سبعہ اور عشرہ قراءات جو سبعہ حروف میں ایک حرف پر ہیں اور اسی پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ سات حروف میں ایک دوسرے کے متضاد نہیں۔" (۱۴۷/۲)

۲۴. ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا دفتین کے مابین لکھا ہوا ہے اور امت میں متواتر ہے۔" (۱۴۸/۲؛ ۱۴۴/۳)

۲۵. ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "نماز میں اور نماز کے علاوہ ان قراءات کا پڑھنا جائز ہے جو رسم مصحف کے موافق اور ثابت ہیں۔" (۱۴۸/۲)

۲۶. امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اداء لفظ میں تنوع صفات اسے ایک لفظ ہونے سے خارج نہیں کرتی لہٰذا وہ حروف سبعہ میں سے ایک حرف ہے۔" (۱۴۹/۲)

۲۷. امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس دور میں مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ائمہ قراءات سے جو قراءات منقول ہیں وہ قابل اعتماد ہیں۔" (۱۵۷/۲)

۲۸. امام ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قراءاتِ سبعہ پر متعدد ادوار گزر چکے ہیں اور یہ نمازوں میں پڑھی جا رہی کیونکہ یہ اجماع امت سے ثابت ہیں۔" (۱۵۷/۲)

۲۹. امام جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ہمارے پاس جو بھی صحیح سند کے ساتھ قراءات آئی ہیں وہ انہی حروف سبعہ میں سے ہیں جن کی اللہ نے اپنے رسول مکہ کو پڑھنے پڑھانے کی اجازت دی تھی۔" (۱۶۳/۲)

۳۰. قاضی عیاض اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مصاحف کے دفتین میں جو کچھ ہے وہ منزل من اللہ ہے، اگر کوئی شخص مصاحف عثمانیہ کی مخالفت کرتے ہوئے کوئی مترادف لفظ استعمال کرتا ہے یا کوئی کمی اور زیادتی کرتا ہے، تو وہ کافر ہے۔" (۱۶۶/۲؛ ۱۴۴/۳)

۳۱. امام کبیر ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " بعض متاخرین نے قراءات کے مقبول ہونے میں تواتر کی شرط لگائی ہے سند کی صحت کو کافی نہیں سمجھا ہے۔" (۱۸۲/۲)

۳۲. علامہ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " مجھے اس حدیث (سبعہ احرف) کے بارہ میں بہت عرصہ شبہ اشکال رہا ہے اور میں اس میں تیس سال سے زیادہ عرصہ تک سوچ بچار اور غور و فکر کرتا رہا، یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے مجھ پر اس کا ایک مطلب منکشف فرما دیا ممکن ہے کہ درست ہو، ان شاءاللہ اور وہ یہ ہے کہ میں نے صحیح،

شاذ، ضعیف، منکر اور تمام قراءتوں کی جستجو اور چھان بین کی تو ان کی اختلاف کی نوعیت کو ذیل کی سات قسموں سے باہر نہیں پایا۔(۲/۱۸۲)

۳۳. علامہ بدرالدین زرکشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"سبعہ احرف پر انزال قرآن کی اجل حکمت اور اہم غرض یہ ہے کہ تلاوت قرآن کی بابت عرب پر آسانی پیدا کردی جائے۔" (۲/۲۴۸)

۳۴. امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا:"قرآن مجید کے سبعہ احرف پر نازل کرنے کا بنیادی مقصد اس امت کے لیے آسانی پیدا کرنا ہے۔" (۲/۳۰۲)

۳۵. امام ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"اگر ان میں ہر فریق دوسری لغت کو اختیار کرنا چاہے تو ان کے لیے بہت مشکل ہے۔" (۲/۳۰۳)

۳۶. امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"سبعہ احرف کے معنیٰ کے تعین میں علماء کے تقریباً چالیس اقوال ہیں۔ البتہ اس بات پر سب کا اجماع ہے کہ اس سے مشہور سبعہ قراء اور ان کی مروجہ قراءات مراد نہیں ہیں۔ جیسا کہ عوام الناس میں سے بعض لوگ سمجھتے ہیں۔" (۲/۳۰۴)

۳۷. امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی پسندیدہ قراءت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے اہل مدینہ یعنی امام نافع رحمۃ اللہ علیہ کی قراءت کی طرف اشارہ کیا۔(۲/۳۹۹)

۳۸. امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"قراءت کی معرفت اور ان کو حفظ کرنا ایسی سنت ہے جس کی اتباع کی گئی ہے اور بعد میں آنے والوں نے اسے پہلوں سے اخذ کیا ہے۔" (۲/۳۹۹)

۳۹. مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"حق کو باطل کی سرکوبی کا ہر وقت حق حاصل ہے حتی کہ اگر حق مصلحت سمجھے، قبل اس کے باطل سر اٹھائے اس کے سر اٹھانے سے پہلے ہی اس کا سر کچل دیا جائے تو یہ بھی عین حق اور کمال تدبر اور دانائی ہے۔" (۲/۴۲۲)

۴۰. امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:" ایسی خبر واحد جس کو تلقی بالقبول حاصل ہو علم یقینی کا فائدہ دیتی ہے اور یہی جمہور احناف مالکیہ، شوافع اور اصحاب احمد کا قول ہے۔" (۲/۴۸۳)

۴۱. حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں کے رد میں جو خبر واحد محتف بالقرائن کو مفید علم یقینی نہیں سمجھتے، فرماتے ہیں ایسی خبر جس کی امت نے تصدیق کی ہو اور اپنے رد عمل کے ذریعے سے ایسے قبولیت سے نوازا ہو تو وہ خبر جمہور علماء سلف وخلف کے نزدیک مفید علم یقینی ہوتی ہے۔" (۲/۴۸۴)

۴۲. امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"جب ضبط کا اہتمام کم ہو گیا دورِ رسالت کافی پیچھے رہ گیا اور قریب تھا کہ حق باطل کے ساتھ ملتبس ہو جاتا تو اس وقت امت کے مایہ ناز علماء اور علم فن سے یکتائے روزگار ائمہ اٹھے۔ انہوں نے حق کو واضح کیا، حروف اور قراءات مشہورہ اور شاذہ کے درمیان امتیاز کے لیے واضح اصول اور ارکان قائم کر کے ان کو ایک دوسرے سے ہمیشہ کے لیے الگ کر دیا۔" (۲/۴۸۸)

۴۳. امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"تواتر ہی در حقیقت قراءۃ کی بہت بڑی بنیاد اور ایک عظیم رکن ہے لغت عربی کے ساتھ موافقت کے سلسلے میں محققین ائمہ کے نزدیک یہی مذہب مختار ہے۔" (۲/۴۸۹)

۴۴. امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ : "جان لو کتاب اللہ سے مراد وہ قرآن ہے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا مصاحف کے

گتوں کے درمیان لکھا گیا ہے اور ہم معروف سبعہ احرف کے ساتھ تواتر سے منقول ہے۔" (۴۹۰)

۴۵. امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اہل حجاز، شام اور عراق کے ائمہ قراءات میں سے ہر ایک امام نے اپنی قراءات کی نسبت کسی نہ کسی صحابی کی جانب کی ہے۔ جس نے اس قراءت کے موافق پورا قرآن بذات خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا تھا۔" (۵۰۱/۲)

۴۶. علامہ حسن ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "احرف سبعہ منزل من اللہ ہیں وہی قطعی الصحۃ قراءات ہیں ان کے سوا قراءات کا کوئی بھی مرجع وماخذ نہیں ہے۔" (۵۰۱/۲)

۴۷. امام ابن صلاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "دس منقول قراءات کے علاوہ کسی قراءت کی تلاوت کرنا مکروہ نہیں بلکہ حرام ہے خواہ نماز میں ہو یا غیر نماز میں اور پڑھنے والا مصادر ومعانی سے واقف ہو یا ناواقف۔" (۵۰/۲)

۴۸. امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ: "نماز میں قراءات متواترہ تلاوت کرنا اور اس پر امت کا اجماع ہے۔" (۵۰۴/۲)

۴۹. ابن جبرین رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا پہلی رکعت میں روایت حفص عن عاصم اور دوسری رکعت میں ورش عن نافع پڑھنا صحیح ہے تو آپ نے فرمایا: "اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔" (۵۰۴/۲)

۵۰. علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "امام سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے امام حمزہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کو چار مرتبہ پورا قرآن مجید قراءات میں سنایا تھا۔" (۵۰۶/۲)

۵۱. علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے پہلے مصحف کو نماز میں تلاوت کرنا تو نماز درست نہ ہو گی، کیونکہ وہ مصحف عرضہ اخیرہ کے وقت منسوخ ہو گیا تھا۔" (۵۰۸/۲)

۵۲. علامہ ابن القاسم مالکی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: "اگر کوئی شخص نماز میں ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی قراءات پڑھنے والے کی اقتداء میں نماز پڑھ لے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے، آپ نے فرمایا: "وہ شخص جس نے شاذہ قراءات پڑھنے والے کی اقتداء کی اسے چاہیے کہ نماز کے وقت میں ہی یا نماز کے وقت کے بعد اسے لوٹائے۔" (۵۰۹/۲)

۵۳. علامہ ابن ابوالبرکات الدردیر رحمۃ اللہ علیہ دس کے علاوہ دیگر سب قراءات شاذ ہیں، اگر کوئی شاذ قراءات جو رسم عثمانی کے مخالف ہوتی ہیں ان کی نماز میں تلاوت کرے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ (۵۰۹/۲)

۵۴. امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے قراءات شاذہ کی تلاوت ناجائز ہونے پر امت کا اجماع ذکر کیا ہے۔ (۵۱۰/۲)

۵۵. ڈاکٹر عبد العزیز فرماتے ہیں: "قراءِ کرام کا طریقہ ہے کہ جب قرآن کریم ختم کرتے وقت سورۃ الناس کی قراءۃ سے فارغ ہوتے ہیں، تو سورۃ الفاتحہ شروع کر دیتے ہیں اور سورۃ البقرہ کی پہلی پانچ آیت تک پڑھتے ہیں، اپنی اصطلاحات میں اس کا نام انہوں نے الحال والمترحل رکھا ہے۔" (۵۱۳/۲)

۵۶. قاری فتح محمد پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات ملانا اس لیے ہے کہ دوسرے قرآن کا شروع ہونا خوب پختہ اور یقینی ہو جائے۔" (۵۱۴/۲)

۵۷. قاری فتح محمد اعمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس عمل کے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے حق تعالیٰ کا زیادہ تقریب حاصل ہوتا ہے۔" (۵۱۴/۲)

۵۸. حافظ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اب مسلمانوں کے شہروں میں (ختم القرآن کے بعد المفلحون تک پڑھنے

والے) اس طریق مذکور کے موافق پڑھنے پر برابر عمل چل پڑا ہے حتی کہ اب تقریبا کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو کلام پاک ختم کر کے دوبارہ ختم شروع نہ کر دے۔" (۵۱۶/۲)

۵۹. امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس سے مراد ہے کہ تکبیرات تواتر سے ثابت ہیں ورنہ انقطاع وحی کا واقعہ تو مشہور ہے جس کو سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے اسود بن قیس رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے جندب سے روایت کیا ہے یہ ایک ایسی سند ہے جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔" (۵۲۳/۲)

۶۰. شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جس کا یہ دعویٰ ہے کہ تکبیر قرآن کا حصہ وہ شخص بالاتفاق ائمہ کے نزدیک گمراہ ہے۔" (۵۲۴/۲)

۶۱. علامہ جعبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اثبات تکبیر سے رسم قرآن کی مخالف نہیں ہوتی، کیونکہ اس کے اثبات سے استعاذہ کی طرح یہ لازم نہیں آتا کہ اسکو قرآن کریم تسلیم کیا جارہا ہے۔" (۵۲۴/۲)

۶۲. علامہ سلیمان الجزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تکبیر کہنا اور کہنا دونوں طرح سے جائز ہے۔" (۵۲۴/۲)

۶۳. علامہ ابو الفتح فارس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ہم نہیں کہتے کہ ہر آدمی جو قرآن کریم ختم کرے وہ تکبیر کہے جس نے تکبیر کہی اس نے بھی اچھا کیا اور جس نے نہ کہی اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔" (۵۲۴/۲)

۶۴. امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جس نے تکبیر کو چھوڑ دیا تو گویا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں سے ایک سنت کو ترک کر دیا۔" (۵۲۴/۲)

۶۵. علامہ ابو الفتح فارس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تکبیر سنت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم سے منقول ہے۔" (۵۲۲/۲)

۶۶. علامہ ابو محمد مکی بن ابی طالب القیسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اہل مکہ سورہ والضحیٰ سے لیکر آخر الناس تک ہر سورۃ کے آخر میں تمام قراء کے لیے تکبیر کہتے ہیں۔" (۵۲۵/۲)

۶۷. امام ابو الطیب ابن غلبون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس سنت کی اہل مکہ سیدنا بزی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر تمام قراء کے لیے اختیار کرتے ہیں۔" (۵۲۵/۲)

۶۸. امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تکبیر مکی قراء، علماء اور شیوخ کے نزدیک صحیح حدیث سے ثابت ہے۔" (۵۲۵/۲)

۶۹. امام بزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے عکرمہ بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ انہوں نے اسماعیل بن عبد اللہ بن قسطنطین پر قراءت کی جب سورۃ والضحیٰ پر پہنچے تو فرمانے لگے کہ اس سورہ سے لے کر آخر قرآن تک ہر سورۃ کے آخر میں تکبیر کہو۔" (۵۲۶/۲)

۷۰. امام جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تکبیر کی احادیث صرف امام بزی رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوع ہیں، باقی تمام راوی ابن عباس رضی اللہ عنہما یا بعض مجاہد تک موقوف ومقطوع بیان کرتے ہیں۔" (۵۲۶/۲)

۷۱. امام ابن محیصن رحمۃ اللہ علیہ اور سے مروی ہے تکبیر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوفاً ثابت ہے۔" (۵۲۷/۲)

۷۲. امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے تقریباً ۲۰ سے زائد مرتبہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما پر قرآن کریم کو ختم کیا اور وہ ہر مرتبہ مجھے الم نشرح سے تکبیر کہنے کا حکم صادر فرماتے۔" (۵۲۷/۲)

۷۳. امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”میرے خیال میں امام یا غیر امام پر دو تکبیر کہے۔“ (۵۲۸/۲)

۷۴. امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں حمید الاعرج رحمۃ اللہ علیہ کو لوگوں کی موجودگی میں دیکھا کہ وہ سورۃ والضحیٰ سے لیکر آخر قرآن تک ہر سورۃ کے آخر میں تکبیر کہتے تھے۔“ (۵۲۸/۲)

۷۵. امام حمیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”میں نے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے تکبیر کے بارہ میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے صدقہ بن عبد اللہ ابن کثیر کو ستر سال سے زیادہ امامت کرواتے ہوئے دیکھا وہ جب بھی قرآن ختم کرتے تو تکبیر کہتے۔“ (۵۲۸/۲)

۷۶. امام حمیدی رحمۃ اللہ علیہ سے ہی مروی ہے کہ ان کو محمد بن عمر بن عیسیٰ نے اور ان کو ان کے باپ نے بتایا کہ انہوں نے رمضان المبارک میں لوگوں کو قرآن مجید سنایا، تو امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو حکم دیا کہ سورۃ والضحیٰ سے لے کر آخر تک اللہ اکبر کہو۔“ (۵۲۸/۲، ۵۳۵)

۷۷. امام ابن الحباب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”میں سیدنا بزی رحمۃ اللہ علیہ سے تکبیر کے الفاظ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: «لا إله إلا الله والله أكبر» (۵۳۲/۲)

۷۸. حافظ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”جب تہلیل کو تکبیر سے پہلے اور بعد میں تحمید کو پڑھا جائے تو اس کا حکم اکیلی تکبیر کی طرح ہے۔“ (۵۳۴/۲)

۷۹. حافظ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مفصل سند کے ساتھ امام عبد الحمید بن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ سورۃ والضحیٰ سے لے کر سورۃ الناس تک تکبیر کہتے تھے۔“ (۵۳۴/۲)

۸۰. علامہ احمد البناء الدمیاطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”نماز کے اندر تکبیر کا پڑھنا مستحب ہے خواہ وہ اختتام قرآن کا موقع ہو یا نماز کے اندر۔“ (۵۳۷/۲)

۸۱. علامہ المرصفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”میرے نزدیک تکبیر کا نماز کے تابع ہونا زیادہ راجح ہے۔“ (۵۳۸/۲)

۸۲. امام محمد البکری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ یہ زیادہ لائق ہے کہ تکبیر کو مطلقا سری پڑھا جائے اور رکوع سے پہلے کا سکتہ تکبیر کے بعد ہو۔“ (۵۳۸/۲)

۸۳. امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قرآن مجید پہلی کتابت رسم عثمانی پر لکھا جائے گا، جدید قواعد املائیہ کے مطابق ایک سطر بھی نہیں لکھی۔“ (۶۴۰/۲)

۸۴. امام مالک رحمۃ اللہ علیہ: ”قرآن مجید اس رسم پر لکھا گیا ہے، جس پر صحابہ آپ ﷺ سے سنتے تھے۔(۶۴۴/۲)

۸۵. صاحب الابریز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ عبد العزیز الدباغ رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا کہ قرآن کا رسم اسراء مشاہدہ اور کمال رفعت میں سے ہے جو نبی کریم ﷺ کی زبان اقدس سے صادر ہوا ہے۔“ (۶۴۴/۲)

اردو اقوال رشد قراءت نمبر ۳

۱. ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ متفق علیہ موقوف ہے کہ قرآن کا ہر کلمہ سات وجوہ پر نہیں پڑھا جاتا بلکہ یہ ناممکن ہے۔“ (۴۶/۳)

۲. اکثر اہل علم اس چیز کا انکار کرتے ہیں کہ احرف سے مراد لغات ہیں۔(۴۷/۳)

۳. امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ” سبعہ احرف سے مراد سات وجوہ ہیں ان سات وجوہ میں سے کسی ایک وجہ پر قرآن کریم کی تلاوت کرنا جائز ہے۔“ (۴۸/۳)

۴. امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”لفظ سبعہ آحاد میں کسی چیز کی کثرت کے لیے استعمال ہوتا ہے اور سبعین کا لفظ عشرات میں کثرت کے لیے مستعمل ہے۔“ (۴۸/۳)

۵. ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ” یہاں احتمال ہے کہ مذکورہ تفسیر اَبواب کی ہو نہ کہ اَحرف کی۔“ (۴۹/۳)

۶. ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ” سلف صالحین میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ کیا موجودہ مصاحف سبعہ احرف پر ہیں یا ان میں سے ایک حرف پر۔“ (۴۹/۳)

۷. امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”آپ قراءاتِ شاذہ کے حوالے سے شرح المنہاج میں لکھتے ہیں کہ فقہاء کی کثیر تعداد کا یہ کہنا ہے کہ جو قراءاتِ سبعہ کے علاوہ ہیں وہ تمام شاذ قراءات ہیں۔“ (۴۹/۳)

۸. قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”سبعہ اَحرف سے مراد توسع اور تسہیل ہے حصر مراد نہیں ہے۔“ (۵۰/۳)

۹. امام نووی رحمۃ اللہ علیہ: ” سبعہ احرف اَدائے تلاوت اور کلمات کی نطق کی کیفیت کا نام ہے۔“ (۵۴/۳، ۱۴۴)

۱۰. ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ” سبعہ وجوہ سے مراد مختلف الفاظ کے متفق معانی ہیں۔“ (۵۴/۳)

۱۱. ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ بات بہت بعید ہے خصوصاً حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ سے کہ وہ ایسے الفاظ کو اپنی طرف سے بدل دیں۔“ (۵۴/۳)

۱۲. امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ ”اس میں ان لوگوں کے لیے رخصت ہے جن کے لیے کتابت اور ضبط کے علم سے عدم واقفیت کی بناء پر ایک لفظ پر تلاوت کرنا مشکل ہے۔“ (۵۴/۳)

۱۳. امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حروف سے مراد لغات ہیں۔“ (۵۴/۳)

۱۴. امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قرآن کریم عرب کی تمام لغات کی بجائے چند لغات پر نازل کیا گیا ہے۔“ (۶۶/۳)

۱۵. ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ” جنت کے سات دروازے دراصل امر نہی، ترغیب وترہیب اور قصص ومثل کے معانی پر مشتمل ہیں۔“ (۶۶/۳)

۱۶. امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”لوگوں کے لیے قرآن کریم کو سات لغات پر پڑھنا رخصت کے طور پر تھا اور اس وقت تک تھا جب لوگوں کے لیے لغت قریش پر تلاوت کرنا دشوار تھا۔“ (۶۹/۳)

۱۷. امام ابو محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ” کتابوں میں ان ستر صاحب اختیار ائمہ کی قراءات مذکورہ ہیں جو قراءِ سبعہ سے مقدم تھے۔“ (۷۷/۳)

۱۸. امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید، توریت اور انجیل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف کی ہے اور ان کے لیے وعدہ کیا ہے جو ان کے بعد کسی اور کے لیے نہیں۔" (۳/۸۰)

۱۹. محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے الصراط ،المصیطرون اور یبصط کو اصل کے خلاف جو بالسین تھی صاد سے اسی واسطے سے لکھا ہے کہ حامل قراتین ہو سکے۔" (۳/۸۰)

۲۰. محقق ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " بعض متاخرین نے صحت قراءۃ کے لیے رسم وعربیت کی موافقت کے ساتھ تواتر کی شرط لگائی ہے اور صحت سند کو کافی نہیں سمجھا۔" (۳/۸۱)

۲۱. امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ بات متشابہ میں سے نہیں ہے کہ کوئی آیت دو قراءتوں سے پڑھی گئی ہو اور اسم احتمال یا اجمال کی وجہ سے تفسیر کا محتاج نہ ہو۔" (۳/۱۳۸)

۲۲. امام آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اصول قواعد میں سے ایک یہ ہے کہ دو متواتر قراءتیں جب کسی آیت سے متعارض ہو جائیں تو ان کا حکم دو آیتوں کی طرح ہے۔" (۳/۱۳۸)

۲۳. امام ابو حاتم السجستانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "احادیث میں وارد سبعہ احرف سے مراد لغات عرب کی وجوہ ہیں۔" (۳/۱۳۸)

۲۴. امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " جب علم شعر محمول سے لغت کے اثبات کو جواز فراہم کرتے ہیں تو قرآن اس کا زیادہ حق رکھتا ہے۔" (۳/۱۳۸)

۲۵. علامہ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ہمارے اس زمانے میں جن قراءات میں اتصال سند رسم عثمانی سے موافقت اور نحوی وجہ سے مطابقت کی یہ تینوں شرائط پائیں جاتی ہیں وہ قراءات عشرہ ہے۔" (۳/۱۳۹)

۲۶. امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یقیناً قراءات جن کو قراء سبعہ نے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہیں۔" (۳/۱۴۰)

۲۷. علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "علماء اس بات پر اجماع ہے کہ جو کچھ قرآن میں ہے وہ حق ہے اور ثابت شدہ ہے۔" (۳/۱۴۰)

۲۸. امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " یقیناً قراءات توفیقی ہیں اختیاری نہیں یعنی قراء نے اپنی طرف سے گھڑی نہیں ہے۔" (۳/۱۳۹)

۲۹. امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی اجازت کے ساتھ جو قراءات بھی احرف سبعہ میں سے امت کو پڑھائیں ہمارے نزدیک صحیح ہے۔" (۳/۱۴۱)

۳۰. امام ابو عمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: " قراءات سنت متبعہ ہیں ان کو قبول کرنا ہم پر واجب ہے۔" (۳/۱۴۱)

۳۱. امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قراءات اس دور میں ان معروف ائمہ قراءات سے صحیح ثابت قراءات پر مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے۔" (۳/۱۴۲،۱۴۸)

۳۲. شیخ زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قراءِ سبعہ سے منقول قراءات سبعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک بطریق تواتر پہنچی ہیں۔" (۳/۱۴۲،۱۴۸)

۳۳. ابو الولید الباجی مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اگر یہ کہا جائے کہ کیا آپ کا قول یہ ہے کہ سبعہ احرف مصحف میں آج بھی موجود ہیں کیونکہ آپ کے نزدیک ان کی قراءات جائز ہے تو ہم کہیں گئے کہ جی ہاں ہمارا قول یہی ہے۔"

(۱۴۳/۳)

۳۴. علامہ سعدی ابوحبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”جس شخص نے قراءات مرویہ متواترہ محفوظہ کے علاوہ قرآن مین ایک حرف زیادہ یا کم کیا یا ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دیا حالانکہ اس پر حجت قائم ہو چکی ہو وہ قرآن ہے تو وہ بالا اجماع کافر ہے۔“ (۳/ ۱۵۲، ۱۵۱، ۱۴۳)

۳۵. علامہ سعدی ابوحبیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اہل اسلام میں سے دو بندوں کا بھی اختلاف نہیں ہے کہ یہ قراءتیں صحیح وحق ہے۔“ (۱۴۳/۳)

۳۶. ڈاکٹر عبدالہادی الفضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”علم قراءات وہ علم ہے جس سے قرآنی الفاظ کی وہ ادائیگی معلوم ہوتی ہے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔“ (۱۴۴/۳)

۳۷. امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قراءات سنت متواترہ ہے جیسے بعد میں آنے والے متقدمین سے حاصل کرتے ہیں۔“ (۱۴۴/۳)

۳۸. علامہ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”علم قراءات وہ علم ہے جس میں کتاب کے ناقلین کا اتفاق واختلاف جانا جاتا ہے۔“ (۱۴۴/۳)

۳۹. ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”سبعہ احرف سے مراد پڑھی جانے والی سات وجوہ ہیں کہ جو الفاظ (یعنی تلفظ وارد اور نطق میں مختلف ہیں اور معانی میں متفق ہیں۔“ (۱۴۴/۳)

۴۰. امام خلیل الفراہیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”سبعہ احرف سے مراد قراءات ہیں۔“ (۱۴۴/۳)

۴۱. علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”سبعہ احرف سے مراد سات مشہور فصیح لغات ہیں۔“ (۱۴۴/۳)

۴۲. مکی بن ابی طالب قیسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”بے شک وہ سبعہ اَحرف جن پر قرآن نازل ہوا ہے وہ متفرق لغات ہیں جو قرآن مجید میں موجود ہیں۔“ (۱۴۵/۳)

۴۳. مولانا عبدالرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اہل عرب کو اس بات کی اجازت دی گئی کہ قراءات کا جو اختلاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے وہی پڑھا جائے۔“ (۱۴۵/۳)

۴۴. امام ابن الانباری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اگر اہل عرب ایک لغت پر قرآن مجید پڑھتے تو ان پر یہ اَمر مشکل تھا اور اس طرح ان کو ایک حرف پر مجبور کرنا فتور کا سبب بن جاتا ہے۔“ (۱۴۵/۳)

۴۵. ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”دو قراءات دو آیات کی مانند ہیں ان دونوں پر عمل کرنا واجب ہے۔(۱۴۵/۳)

۴۶. امام ابن حاجب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قراءات سبعہ متواتر ہیں اگر یہ متواتر نہ ہوں تو قرآن مجید کا بعض حصہ غیر متواتر بن جائے گا۔“ (۱۴۵/۳)

۴۷. علامہ قنوجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”دو قراءتیں دو آیتوں کی مانند ہیں۔“ (۱۴۶/۳)

۴۸. ابن خالویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”تمام لوگوں کا اس اَمر پر اجماع ہے کہ جب کوئی لغت قرآن مجید میں آجاتی ہے تو وہ غیر قرآن سے زیادہ فصیح ہے۔“ (۱۴۶/۳-۱۵۱)

۴۹. امام ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”جس قراءت کی تلاوت کی جائے اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کا قرآن ہونا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر طریق پر منقول ہو۔“ (۱۴۷/۳)

۵۰. امام ابوالفضل رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”تینوں اَرکان کی جامع قراءات (قراءاتِ عشرہ) منجملہ سبعہ اَحرف

ہیں۔" (۱۴۷/۳)

۵۱. امام ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جو مصاحف سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے شہروں کی جانب روانہ کئے تھے، ان پر ائمہ عشرہ متفق الروایت ہیں۔" (۱۴۷/۳)

۵۲. علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "صحیح بات ہے کہ عشرہ کے علاوہ دیگر قراء تیں شاذ ہیں اور ابو جعفر یعقوب اور خلف العاشر کی تین قراءتوں کی غیر متواتر کہنا انتہائی گراں قول ہے۔" (۱۴۷/۳)

۵۳. امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے قراء سبعہ اور ابو جعفر و یعقوب کی قراءات اس لیے بیان کی ہیں کہ ان کی تلاوت جائز ہونے پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے۔" (۱۴۷/۳)

۵۴. امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ان قراءات کے اَسانید متصلہ اور ان کے رجال ثقات ہیں۔" (۱۴۷/۳)

۵۵. امام ابو محمد مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جن قراءات میں صحت سند، موافقت، عربیت اور موافقت رسم، یہ تینوں شرائط پائی جائیں گی اس کے نزول من اللہ کی قطعی تصدیق کی جائے گی۔" (۱۴۸/۳۔۱۵۲)

۵۶. حسن ضیاء الدین عتر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "چونکہ سبعہ اَحرف پر اِنزال قرآن کی احادیث متواتر ہیں، اس بناء پر تواتر کے علم کے باوجود دوسرے سے سبعہ احرف ہی کا انکار کر دینا بلاشبہ کفر ہے۔" (۱۴۸/۳)

۵۷. امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یقیناً قراءات توقیفی ہیں اختیاری نہیں۔" (۱۵۰/۳)

۵۸. امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو کچھ قرآن میں ہے وہ حق اور ثابت شدہ ہے۔" (۱۵۰/۳۔۱۵۱)

۵۹. قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مسلمانوں کا اس اَمر پر اجماع ہے کہ جس شخص نے قرآن مجید سے قصدا ایک حرف ناقص کیا یا ایک حرف دوسرے حرف سے بدلا یا اجماع اُمت سے ثابت ہونے والے مصحف پر ایک حرف کی زیادتی کی تو وہ کافر ہے۔" (۱۵۱/۳۔۱۵۲)

۶۰. دکتور سامی عبد الفتاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "صدر اول سے لیکر آج تک تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جب تک کوئی قراءت نقل تواتر سے ثابت نہیں ہو جاتی۔" (۱۵۱/۳)

۶۱. علامہ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اگر کوئی قراءت تواتر سے ثابت ہو جاتی ہے تو وہ قطعی طور پر قرآن ہے اور اسے قبول کرنا واجب ہے۔" (۳۶۳/۳)

۶۲. امام ابو شامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "کسی کے یہ لائق نہیں کہ اس بات سے دھوکہ کھائے کہ قراءِ سبعہ کی طرف منسوب ہر روایت مطلق طور پر صحیح ہے۔" (۹۳۵/۳)

محمد شفیق کوکب[۱]
زاہد حنیف[۲]

مضامین تجوید و قراءات کا ضمیمہ اِشاریہ

الحمدللہ ماہنامہ ’رشد‘ کا قراءات نمبر حصہ اول میں تجوید و قراءات کے حوالہ سے ایک نہایت جامع اشاریہ ۴۰۰ سے زائد مضامین پر مشتمل تھا، لیکن بعض وجوہات سے کچھ مضامین حصہ اول میں شامل اشاعت نہ ہو سکے۔ لہٰذا اس کمی کو پورا کرنے کے لئے حصہ چہارم میں بقیہ مضامین ہدیۂ قارئین کئے جا رہے ہیں۔ تاکہ تجوید و قراءات کے حوالہ سے تمام مضامین سے استفادہ کیا جا سکے۔ [ادارہ]

۱۔ تجوید و قراءات / حجیت و انکار قراءات

ماہنامہ جریدۃ الاشرف، کراچی

محمد تقی عثمانی مفتی	قرآن کے سات حروف	فروری، جولائی ۲۰۰۰ء ۱۳-۶۰
محمد اکرم چوہدری	اختلاف قراءات قرآنیہ	فروری، جولائی ۲۰۰۰ء ۸۹-۱۲۶
مسعود احمد سید ڈاکٹر	قراءات سبعہ و عشرہ	فروری، جولائی ۲۰۰۰ء ۷۹-۸۸
ثناء الہدیٰ قاسمی مولانا	ہندوستان میں علم قراءات	فروری، جولائی ۲۰۰۰ء۔ ۲۴۳-۲۵۲
خلیل احمد بیگ مرزا	جدید صوتیات اور علم تجوید	فروری، جولائی ۲۰۰۰ء ۱۵۹-۱۸۸
ظفر الاسلام اصلاحی	برصغیر میں علم قراءات کا ارتقاء	فروری، جولائی ۲۰۰۰ء ۲۱۷-۲۴۲
محمد ظفر الاسلام ڈاکٹر	عہد سلطنت میں علم قراءات	فروری، جولائی ۲۰۰۰ء ۲۶۷-۲۹۴
محمد فاروق خان	قرآن کریم کا صوتی اعجاز	فروری، جولائی ۲۰۰۰ء ۱۸۹-۲۰۸
محمد نسیم فردوسی	فن تجوید ایک بحث	فروری، جولائی ۲۰۰۰ء ۲۰۹-۲۱۶
محمد صدیق فلاحی قاری	ہندوستان میں قراء اور علم قراءات	فروری، جولائی ۲۰۰۰ء ۲۵۳-۲۶۴
محمود غازی ڈاکٹر	فن قراءات کا ارتقاء	فروری، جولائی ۲۰۰۰ء ۱۲۷-۱۵۴
محمود غازی ڈاکٹر	علم تجوید ایک تعارف	فروری، جولائی ۲۰۰۰ء ۱۵۵-۱۵۸
مسعود احمد سید ڈاکٹر	قرآن کریم میں وقف و ابتداء	فروری، جولائی ۲۰۰۰ء ۲۶۵-۲۶۶
یاسین مظہر صدیقی	انزل القرآن علی سبعۃ	فروری، جولائی ۲۰۰۰ء ۶۱-۷۸

[۱] فاضل جامعۃ لاہور الاسلامیۃ، رکن مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور
[۲] فاضل جامعۃ لاہور الاسلامیۃ

ماہنامہ التجوید، فیصل آباد

احمد میاں تھانوی	علم تجوید کا تاریخی ارتقاء	فروری ۱۹۹۵ء	۹-۲۰
احمد یار پروفیسر	پاکستانی قاری کی تجوید	جون/جولائی ۱۹۹۷ء	۴-۴۱
اختر اعظمی حافظ	قراءات و تجوید کی ضرورت اور اسباب	اگست ۱۹۹۴ء	۱۴-۱۶
ادریس عاصم قاری	اسناد قراءات عشرہ متواترہ تاریخ کی روشنی میں۔	نومبر/دسمبر ۲۰۰۴ء	۲۵۔۲۰
اظہار احمد تھانوی	تجوید اور لحن	جون/جولائی ۱۹۹۱ء	۱۳-۱۴
اظہار احمد تھانوی	دارالعلوم دیوبند اور تجوید و قراءات	ستمبر/اکتوبر ۱۹۹۴ء	۲۶-۳۷
ایم۔اے عثمانی	پانی پت کی قراءات [۲۔اقساط]	جولائی ۱۹۹۸ء	۶۔۲۲
		نومبر/دسمبر ۲۰۰۴ء	۷-۱۸
فدا حسین حافظ	اختلاف قرآۃ قرآنیہ	اپریل ۲۰۰۰ء	۱۹-۲۷
رشید احمد تھانوی قاری	علم تجوید و قراءات کا تاریخی ارتقاء۔	مارچ ۲۰۰۴ء	۲۱-۳۰
ریاض مجید ڈاکٹر	پاکستان میں علم تجوید و قراءات پر تحقیقی کام	دسمبر ۹۴ء/جنوری ۹۸	۱۸-۲۲
زاہد اشرف مسز	ضرورت فن تجوید	جنوری ۱۹۹۲ء	۱۴-۱۸
ظہور احمد اظہر ڈاکٹر	حضرت تھانوی کی خدمات فن قراءات و تجوید	اگست ۱۹۹۲ء	۲۱-۲۴
عبدالعزیز قاری	علم تجوید و قراءات	مئی ۱۹۹۴ء	۲۶-۳۰
عزیز احمد تھانوی	سلاطین ہند اور علم قراءات	اگست ۱۹۹۵ء	۲۰-۲۸
غلام مصطفی ڈاکٹر	صوتیات میں قرآنی تجوید کی اہمیت۔	دسمبر ۱۹۹۵ء	۲۴-۲۹
محمد سالم قاسمی قاری	تجوید القرآن	مارچ ۱۹۹۲ء	۳۱-۳۲
محمد اکرم پروفیسر	اختلاف قراءات قرآنیہ اور مستشرقین [آرتھر جیفری کا خصوصی مطالعہ] [مترجم: علی اصغر سلیمی]	مارچ ۱۹۹۹ء	۹-۳۰
محمد سعود عالم قاسمی	فن قراءات کا ارتقاء	اپریل ۱۹۹۷ء	۲۱-۲۵
محمد طاہر ڈاکٹر قاری	امام ابوحنیفہ اور علم تجوید و قراءات۔	دسمبر ۱۹۹۸ء	۱۵-۲۸
محمد مسعود عالم	فن قراءات کا ارتقاء	جون/جولائی ۱۹۹۷ء	۲۴-۲۸
محمد یونس ڈاکٹر	علم تجوید و قراءات	ستمبر ۱۹۹۲ء	۲۲-۲۹
محمود احمد غازی ڈاکٹر	علم تجوید و قراءات...ایک تعارف	اگست ۲۰۰۰ء	۳۲-۳۵
محی الاسلام ڈاکٹر	شجرہ سبعہ قراءات	ستمبر ۱۹۹۲ء	۱۰-۱۵
مسعود احمد ڈاکٹر	قراءات سبعہ و عشرہ تعارف اہمیت و ضرورت	نومبر ۱۹۹۸ء	۱۱-۱۷

مصباح الرحمن یوسفی۔ تجوید باللحن، مطلوب طرز قراءات	اگست ۲۰۰۰ء	۳۱-۲۸
یار محمد رئیسائی قاری فرضیت تجوید	جولائی ۱۹۹۶ء	۲۸-۲۷
.... نبی کریم ﷺ کی قراءات کا اثر	فروری مارچ ۲۰۰۲ء	۱۹-۱۶

ماہنامہ التجوید، فیصل آباد [درس تجوید]

یار محمد رئیسائی قاری تجوید کی اہمیت	مارچ ۱۹۹۱ء	۲۲-۱۹
.... ترتیل اور اس کے اجزاء	اپریل ۱۹۹۱ء	۱۰-۸
.... مخارج الحروف	مئی ۱۹۹۱ء	۱۰-۹
.... حلق کے مخارج اور حروف حلقی	جون / جولائی ۱۹۹۱ء	۸۔۷
.... زبان کے مخارج	اگست / ستمبر ۱۹۹۱ء	۷-۶
.... تیرہ حروف اور ان کے مخارج	دسمبر ۱۹۹۱ء	۹-۷
.... ا۔و۔ی۔ن [عنہ] کے مخارج	مارچ ۱۹۹۲ء	۸-۷
.... ہونٹوں کے مخارج اور ان سے ادا ہونے والے حروف، جنوری ۹۲ء		۱۳-۱۲
.... صفات لازمہ	اگست ۱۹۹۲ء	۸-۶
.... صفات لازمہ متضادہ	ستمبر ۱۹۹۲ء ۹-۶	
.... صفات لازمہ غیر متضادہ	جنوری ۱۹۹۵ء	۱۰-۸
.... صفات الحروف	مئی ۱۹۹۲ء	۱۴-۱۳
.... زبان اور دانتوں کے مخارج	مئی / جون ۱۹۹۵ء	۱۱-۱۰
.... حروف ھجاء کی تقسیم	جولائی ۲۰۰۶ء	۷-۵
.... ادغام متجانسین	جنوری ۲۰۰۱ء	۷-۶
.... ادغام مثلین	مئی / جون ۲۰۰۰ء	۹-۶
.... حرکات	جولائی / اگست ۲۰۰۷ء	۱۱-۹
.... تفخیم و ترقیق	جون / جولائی ۲۰۰۴ء	۱۵-۱۳
.... ادغام	دسمبر ۱۹۹۸ء	۶-۵
.... قاعدہ قلب یا اقلاب	مارچ / اپریل ۲۰۰۱ء	۱۱-۱۰
.... قواعد ادغام	جولائی ۱۹۹۸ء	۲۴-۲۳
.... ادغام ناقص	ستمبر / اکتوبر ۱۹۹۸ء	۸-۶
.... ادغام کامل۔ ادغام ناقص	نومبر ۱۹۹۸ء	۱۰-۸
.... ادغام کامل	اپریل / جون ۲۰۰۲ء	۱۲-۹

....	ادغام کی اقسام	نومبر / دسمبر ۱۹۹۹ء	۶-۷
....	صفات لازمہ کا مفہوم، صفات عارضہ کا مفہوم	جولائی ۱۹۹۲ء	۹-۱۰
....	صفات عارضہ	اکتوبر ۱۹۹۶ء	۵-۶
....	صفات لازمہ کا مفہوم، صفات عارضہ کا مفہوم	فروری ۱۹۹۶ء	۵-۶
....	الف۔لام۔راء	اپریل ۱۹۹۷ء	۷-۸
....	اصلاحات تجوید	فروری ۱۹۹۸ء	۶-۷
....	علم تجوید کی اصطلاحات	مارچ ۱۹۹۸ء	۷-۸
....	قواعد اظہار	اپریل / مئی ۱۹۹۸ء	۱۸-۱۹
....	اخفا	جنوری / فروری ۱۹۹۹ء	۷-۹
....	قلب	مئی ۱۹۹۹ء	۹-۱۰
....	میم ساکن	جون ۱۹۹۹ء	۶-۷
....	اخفائے شفوی	جولائی / اگست ۱۹۹۹ء	۷-۸
....	میم ساکن کا ادغام شفوی	ستمبر / اکتوبر ۱۹۹۹ء	۷-۸
....	نون قطنی	فروری / مارچ ۲۰۰۲ء	۱۰-۱۲
....	ادغام متقاربین	مئی ۲۰۰۴ء	۵-۷
....	لفظ ''اللہ'' کی ادائیگی	جنوری ۲۰۰۵ء	۵-۷
....	سکون اور اس کی قسمیں	فروری / مارچ ۲۰۰۵ء	۶-۷
....	حرف ''ر'' کی تفخیم و ترقیق	اپریل / مئی ۲۰۰۵ء	۸-۹
....	حرف 'ت' اور 'ۃ' کو پڑھنے کا طریقہ	دسمبر ۲۰۰۵ء	۷-۸
....	میم ساکن 'م' کی ادائیگی	مارچ / اپریل ۲۰۰۶ء	۵-۶
....	'ض' کا مخرج اور اس کی ادائیگی	اگست / ستمبر ۲۰۰۶ء	۵-۷
....	علامت سکون۔ جزم	ستمبر ۲۰۰۷ء	۹-۱۱
....	وقف	جولائی / اگست ۲۰۰۸ء	۱۵-۱۷
....	وقف کا طریقہ	ستمبر ۲۰۰۸ء	۱۱-۱۲
....	حروف شمسی	دسمبر ۲۰۰۸ء	۹-۱۱
....	حروف قمری	جنوری / فرروی ۲۰۰۹ء	۲۱-۲۲
....	حرکات: زبر۔ زیر اور پیش [ــَـ ــِـ ــُـ]	مارچ ۲۰۰۹	۱۲۔۱۴
....	الف۔ واو۔ یا [ا۔و۔ی]	اپریل / مئی ۲۰۰۹ء	۷-۹

ماہنامہ التجوید، فیصل آباد تفسیر ترتیل القرآن [تجوید و قراءات کے اعتبار سے]

محمد طاہر قاری ڈاکٹر	سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۵۱۔۱۴۸	فروری ۲۰۰۱ء	۵-۱۲
......	سورۃ البروج آیت نمبر ۱۴۔۱۳	فروری، مارچ ۱۹۹۶ء	۱۴-۲۰
......	سورۃ التوبۃ آیت نمبر ۱۱۷۔۱۱۵	دسمبر ۰۳/ فروری ۰۴ء	۵-۱۰
......	سورۃ الحاقۃ آیت نمبر ۸۔۱	اگست ۲۰۰۰ء	۸-۱۳
......	سورۃ الحاقۃ آیت نمبر ۱۸۔۱۳	اکتوبر ۲۰۰۰ء	۵-۹
......	سورۃ الصف آیت نمبر ۴۔۱	دسمبر ۰۳/ فروری ۲۰۰۴ء	۵-۱۰
......	سورۃ الصف آیت نمبر ۶۔۵	اگست ۲۰۰۴ء	۲۰-۴۱
......	سورۃ الصف آیت نمبر ۹۸۔۸۳	مئی ۲۰۰۵ء	۹-۱۶
......	سورۃ القلم آیت نمبر ۴۱۔۳۴	نومبر/ دسمبر ۱۹۹۹ء	۸-۱۳
......	سورۃ القلم آیت نمبر ۴۷۔۴۲	مارچ ۲۰۰۰ء	۱۰-۱۶
......	سورۃ القلم آیت نمبر ۵۲۔۴۸	اپریل ۲۰۰۰ء	۷-۱۳
......	سورۃ حم السجدۃ آیت نمبر ۴۰۔۳۹	جولائی/ اگست ۲۰۰۷ء	۱۲-۱۶
......	سورۃ طٰہ آیت نمبر ۱۲۱۔۱۱۳	جنوری/ فروری ۲۰۰۲ء	۹-۱۶
......	سورۃ محمد آیت نمبر ۱۴۔۱۲	دسمبر ۱۹۹۵ء	۹-۱۵
......	سورۃ محمد آیت نمبر ۱۵	جولائی ۱۹۹۶ء	۱۶-۲۲
......	سورۃ محمد آیت نمبر ۱۹۔۱۶	ستمبر ۱۹۹۶ء	۸-۱۶
......	سورۃ محمد آیت نمبر ۲۱۔۲۰	اکتوبر ۱۹۹۶ء	۱۳۸
......	سورۃ محمد آیت نمبر ۲۴۔۲۲	مئی ۱۹۹۷ء	۸-۱۶
......	سورۃ محمد آیت نمبر ۲۹۔۲۵	اگست ۱۹۹۷ء	۸-۱۶
......	سورۃ یٰسین آیت نمبر ۷۶	اکتوبر/ نومبر ۲۰۰۵ء	۶-۷
......	سورۃ الطارق آیت نمبر ۱۰۔۱	جنوری ۱۹۹۶ء	۱۱-۱۶
......	سورۃ الطارق آیت نمبر ۱۷۔۱۱	فروری ۱۹۹۶ء	۱۵-۲۰
......	سورۃ الکہف آیت نمبر ۸۔۱	نومبر ۱۹۹۷ء	۵-۱۴
......	سورۃ الکہف آیت نمبر ۱۴۔۹	فروری ۱۹۹۸ء	۸-۱۴
......	سورۃ الکہف آیت نمبر ۱۸۔۱۵	مارچ ۱۹۹۸ء	۱۳-۲۱
......	سورۃ الکہف آیت نمبر ۲۲۔۱۹	نومبر ۱۹۹۸ء	۱۸-۲۵
......	سورۃ یٰسین آیت نمبر ۱۱۔۱	جنوری/ فروری ۲۰۰۸ء	۸-۱۸

....	سورۃ یٰسین آیت نمبر ۱۲	مارچ/اپریل ۲۰۰۸ء	۱۹-۲۲
....	سورۃ یٰسین آیت نمبر ۱۳-۱۹	مئی/جون ۲۰۰۸ء	۷-۱۵
....	سورۃ یٰسین آیت نمبر ۲۰-۲۵	جولائی/اگست ۲۰۰۸ء	۶-۱۴
....	سورۃ یٰسین آیت نمبر ۲۶-۳۲	ستمبر ۲۰۰۸ء	۱۳-۱۹
....	سورۃ یٰسین آیت نمبر ۳۳-۳۶	جنوری/فروری ۲۰۰۹ء	۵-۱۱
....	سورۃ یٰسین آیت نمبر ۳۷-۴۰	اپریل/مئی ۲۰۰۹ء	۱۴-۲۱
....	سورۃ یٰسین آیت نمبر ۴۱-۵۰	جون/جولائی ۲۰۰۹ء	۷-۱۶

ماہنامہ طلوع اسلام، لاہور

ادارہ	اختلاف قراءات	جولائی ۱۹۷۴ء	۲۸-۴۱
بشیر احمد لاہوری	اختلاف قراءات	فروری ۱۹۶۰ء	۷۶-۷۸
تمنا عمادی	اختلاف قراءات [۲-اقساط]	نومبر ۱۹۵۹ء	۲۶-۲۹
		جنوری ۱۹۶۰ء	۵۹-۶۴
ظفر احمد عثمانی	حکم قراءات بزبان اردو نماز	جون ۱۹۵۷ء	۳۲
جمیل احمد عدیل	قراءات کا افسانہ	مارچ ۲۰۰۸ء	۱۹-۴۳
جمیل احمد عدیل	قراءات کا افسانہ	ستمبر ۲۰۰۹ء	۳۱-۵۶

سہ ماہی فکر و نظر، دہلی

خلیل احمد بیگ	جدید صوتیات اور علم تجوید	اکتوبر ۱۹۹۰ء	۴۹-۶۸

ماہنامہ زندگی نو، دہلی

مناع القطان	قرآن کے حروف سبعہ	جولائی ۱۹۹۷ء	۴۰-۴۵

ہفت روزہ ترجمان اسلام، لاہور

محمد دین قاری	قراءات سبعہ کا تواتر [۲-اقساط]	۲۱ نومبر ۱۹۶۹ء	۵،۱۵
		دسمبر ۱۹۶۹ء	۱۵

ماہنامہ جریدۃ الاتحاد، لاہور

گوہر الرحمن	حروف سبعہ	اگست ۱۹۹۷ء	۱۸-۵۳

ماہنامہ المباحث الاسلامیہ، بنوں

صلاح الدین ثانی ڈاکٹر	قراءات کی حجیت، اہمیت اور امت مسلمہ کا تقابل	ستمبر ۲۰۰۹ء	۳۹-۴۹

ماہنامہ التوعیہ، دہلی

محمد یاسین مظہر صدیقی   سات حروف پر قرآن کا نزول   جون۱۹۹۶ء   ۲۱-۱۵

پندرہ روزہ ترجمان، دہلی

عبد العزیز ابو مجاہد   سبعہ حروف سے کیا مراد ہے؟[۴۔اقساط]   ۲۰ مئی ۹۴ء
۱۰،۱۳

۲۶ مئی ۹۴ء   ۲۱،۲۹

۳ جون ۹۴ء   ۱۶،۲۲

۱۰ جون ۹۴ء
۱۴،۱۷

ماہنامہ حرمین، جہلم

سعید مجتبیٰ سعیدی پروفیسر   قرآن مجید سات حروف پر نازل ہوا اسے کیا مراد ہے؟   جولائی ۹۳ء   ۸-۱۱

ماہنامہ زندگی نو، دہلی

محمد شہاب الدین کاشف   قرآن کے حروف سبعہ مناع القطان   جولائی ۷۷ء   ۲۰-۲۵

ماہنامہ دار العلوم، انڈیا

عبد اللہ سلیم   علم قراءات اور قراء سبعہ   ستمبر ۱۹۷۸ء   ۳۸-۴۱

عبد اللہ سلیم   مقدمہ علم قراءات اور قراء سبعہ   اکتوبر ۱۹۷۸ء   ۲۹-۳۳

ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور

خرم مراد   حسن قراءات کی غیر ضروری اہمیت   اکتوبر ۱۹۹۶ء   ۷۱

مجلہ الثقافۃ الاسلامیہ، کراچی

تاج افسر   القراءات المتواترۃ فی المصاحف وحقیقۃ الشاذ منہا[۲،قساط]   ا۔۱۰۵،۲،۳۲۔۱۳۲

ماہنامہ محدث، لاہور

اصغر علی وڑائچ   عالم اسلام میں اسالیب قراءات کا فروغ   اکتوبر ۲۰۰۳ء   ۶۲-۶۴

حسن مدنی حافظ ڈاکٹر، حفظ قرآن اور تجوید و قراءات کا تعلیمی منہج   مئی ۲۰۰۰ء   ۳۰-۴۵

ماہنامہ پیشوا، دہلی

محمد انتظام اللہ الشہابی۔ تاریخ قراءات   جنوری ۱۹۳۳ء   ۱۹-۲۰

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث، لاہور

محمد حسین	قراءات کی اہمیت	۲۰ فروری ۲۰۰۹ء	۱۷-۱۶

ماہنامہ صوت الحق، کراچی

محمد اکرم راہٹھور	اختلاف قراءات	اکتوبر ۲۰۰۹ء	۳۳-۲۷

سہ ماہی در الفرید، صوابی

محمد نوید صابر	علم تجوید کی اہمیت	ستمبر ۲۰۰۹ء	۵۸-۵۱

ماہنامہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ

سعید احمد	علم تجوید کی اہمیت	فروری ۲۰۰۹ء	۴۰-۳۵

ماہنامہ سوئے حرم، لاہور

ابو الحسن صدیقی	قواعد تجوید	اکتوبر ۲۰۰۹ء	۳۷-۳۴

ماہنامہ المکرم، گوجرانوالہ

عنایت اللہ ربانی	ائمہ دین سے تجوید و قراءات کا ثبوت	جولائی ۲۰۰۹ء	۱۵-۱۳
عنایت اللہ ربانی	علم تجوید و قراءات کا قیاس سے ثبوت	اکتوبر ۲۰۰۹ء	۱۲-۱۰

۲- تدوین قرآن

ماہنامہ طلوع اسلام، لاہور

بدر الدین علوی	عہد نبوی میں قرآن مجید کی تدوین و ترتیب	جنوری ۱۹۵۴ء	۴۴-۲۲

مجلہ ترجمان الاسلام، بنارس

بدر الدین پروفیسر	قرآن کریم کی جمع و تدوین کے مراحل [۲۔اقساط]	جولائی، ۲۰۰۲ء	۴۳،۶۴
		اکتوبر ۲۰۰۲ء	۲۱،۹۳

سہ ماہی ثقلین، اسلام آباد

محسن نجفی	جمع قرآن (تدوین قرآن) [۷ اقساط]	اپریل ۱۹۹۴ء	۲۳-۱۶
		جولائی ۱۹۹۴ء	۱۸-۱۷
		اکتوبر ۱۹۹۴ء	۲۱-۱۴
		اپریل ۱۹۹۵ء	۲۸-۱۴
		جولائی ۱۹۹۵ء	۲۳-۱۴

ہفت روزہ ترجمان اسلام، لاہور

مومن فاروقی قاری صحابہ کرام کے قرآن کریم جمع و ترتیب اور نشر و اشاعت کے تاریخی اصول

۷/اپریل ۱۹۷۱ء ۷

ہفت روزہ المنبر، فیصل آباد

شمس الحق افغانی سیدنا صدیق اکبر اور حفاظت قرآن ۲۷ اگست ۱۹۷۰ء ۲

ماہنامہ جریدۃ الاتحاد، لاہور

گوہر الرحمن ترتیب نزول اور ترتیب تلاوت جولائی ۱۹۹۷ء ۱۴-۲۴

ماہنامہ البلاغ، کراچی

محمد تقی عثمانی مولانا تاریخ حفاظت قرآن [۱۴ اقساط] جولائی ۷۴ء ۷-۱۹ ۲

اگست ۷۴ء ۲۲-۳۱

ستمبر ۷۴ء ۱۴-۲۱

اکتوبر ۷۴ء ۲۹-۴۰

ماہنامہ دار العلوم، انڈیا

فصیح الدین دہلوی قرآن کریم کا رسم الخط اور اس کی شرعی حیثیت ستمبر ۱۹۹۹ء ۱۴-۲۱

ماہنامہ فکر و نظر، اسلام آباد

اشہد رفیق ندوی حفاظت قرآن کا ابتدائی دور ستمبر ۲۰۰۲ء ۷-۱۱

ماہنامہ دار العلوم، انڈیا

خالد محمود قرآن پاک کی جمع و تدوین اگست ۵۸ء ۱۸-۲۲

ماہنامہ تعمیر انسانیت، لاہور

عمر احمد عثمانی تدوین قرآن عہد رسالت میں نومبر ۱۹۸۵ء

ماہنامہ تعمیر افکار، کراچی

محمود احمد غازی تاریخ تدوین قرآن جنوری ۲۰۰۵ء ۶-۱۹

مجلہ ترجمان الاسلام، انڈیا

ابو القاسم نعمانی تدوین قرآن اور مستشرقین جنوری ۱۹۹۰ء ۹-۱۶

ماہنامہ الارشاد، اعظم گڑھ

محمود اختر	تاریخ تدوین قرآن کریم (مستشرقین کے تناظر میں) [۲اقساط] جنوری ۱۹۹۳ء		۸_۲۱
		فروری ۱۹۹۳ء	۱۵-۳۳

ماہنامہ میثاق، لاہور

عبدالرشید عراقی	جامع القرآن کون؟ ابوبکر صدیقؓ یا عثمان غنیؓ	جنوری ۲۰۰۰ء	۳۹-۴۴
نذر احمد	تاریخ جمع و تدوین قرآن	جولائی ۱۹۶۳ء	۴۱-۴۸

مجلہ الثقافۃ الاسلامیہ، کراچی

خلیل الرحمن	قرآن کی جمع و تدوین		۱-۸۴
محمد شفیع مفتی	تحذیر الانام عن تغیر رسم الخط من مصحف الامام		۳۹-۶۰

ماہنامہ محدث، لاہور

عبدالحفیظ منیر	عہد نبوی میں حافظان قرآن اور اس کی حفاظت [۳اقساط]		
		جمادی الاول، جمادی الآخرۃ ۱۳۹۵ھ	۳۳-۴۲
		رجب، شعبان ۱۳۹۵ھ	۳۶-۴۶
		ذوالقعدہ، ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ	۳۵-۳۹

ماہنامہ منہاج، لاہور

منظور احمد آفاقی	حرف اور یب نے تبدیل نے (تدوین کے متعلق) [۴ _ اقساط]		
		جنوری ۹۸ء	۹-۷۸
		جولائی ۹۸ء	۹-۴۳
		جنوری ۲۰۰۰ء	۹-۶۶
		پریل ۲۰۰۰ء	۹-۸۷

ماہنامہ ترجمان الحدیث، فیصل آباد

ابو محفوظ الکریم	مصحف عثمانی کے تاریخی نسخے جمع و تدوین [۳اقساط]	جون ۷۲ء	۲۳-۴۲
		جولائی ۷۲ء	۱۵_۲۶
		اگست ۷۲ء	۳۱-۳۹
		جولائی ۷۴ء	۳۰-۳۲

ماہنامہ صوت الاسلام، فیصل آباد

......	دور صدیق اکبرؓ میں تدوین قرآن	جنوری ۱۹۹۹ء	۴۳-۴۷

ماہنامہ پیشوا، دہلی

محمد انتظام اللہ مفتی	تاریخ مصحف	جنوری ۱۹۳۳ء	۱۶-۱۸

ماہنامہ دار العلوم، دیوبند

خالد محمود	قرآن پاک کی جمع و تدوین	اگست ۱۹۵۸ء	۱۸-۲۲
زاہد الحسینی	قرآنی رسم الخط	دسمبر ۱۹۵۶ء	۲۷-۲۹
محمد بدر الدین علوی	عہد نبوی میں قرآن کی تدوین و ترتیب [۲ اقساط]	ربیع الثانی ۱۳۷۳ھ	۲۰-۲۳
		جمادی الثانی ۱۳۷۳ھ	۷-۱۱

ماہنامہ قاسم العلوم، انڈیا

عبد الشکور فیروز پوری	تاریخ المصاحف [۱۳ اقساط]	صفر ۱۳۵۴ھ	۹-۱۲
		جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ	۹-۱۶
		شعبان ۱۳۵۴ھ	۹-۱۶

ماہنامہ العارف، لاہور

ادارہ	حضرت علیؓ کا جمع کردہ قرآن	اکتوبر ۲۰۰۹ء	۲۱-۲۲

ماہنامہ لولاک، ملتان

عبد الرحمن لدھیانوی،	قرآن کی اجمالی تاریخ (تدوین کے متعلق)	جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ	۳۵-۴۲

☆☆☆

۳۔ آداب تلاوتِ قرآن کریم

ماہنامہ جریدۃ الاشرف، کراچی

ابن سیرین علامہ	خواب میں تلاوت قرآن	جون ر اگست ۹۹ء	۱۷۱-۲۰۳
اشرف علی تھانوی	بے سمجھے قرآن پڑھنے سے کیا فائدہ	جون ر اگست ۹۹ء	۹-۴۱
جلال الدین سیوطی	قرآن کی تلاوت	جون ر اگست ۹۹ء	۲۰۴-۲۲۳
جلال الدین سیوطی	تاثیرات تلاوت	جون ر اگست ۹۹ء	۲۲۴-۲۳۵

رشید احمد مفتی	حقوق القرآن [تلاوت کے متعلق]	جون/اگست ۹۹ء	۱۴۷-۱۶۲
زبیر مولانا	صحبتے با اہل قرآن [تلاوت کے متعلق]	جون/اگست ۹۹ء	۲۳۶-۲۴۹
سید زوار حسین مولانا۔	دورانِ نماز اور بیرون نماز تلاوت کے مسائل	جون/اگست ۹۹ء	۱۳۳-۱۴۶
شاہ وصی اللہ	تلاوت قرآن	ستمبر ۹۹ء/جنوری ۲۰۰۰ء	۲۱-۱۴۷
عبد الرؤف مفتی	ماہ مبارک کا منکر۔رسم شبینہ [ترتیل کے متعلق]	جون/اگست ۹۹ء	۶۱-۶۸
عبد المجید مولانا	مشاہدات وملاقات [تلاوت کے متعلق]	جون/اگست ۹۹ء	۲۸۵-۳۱۹
عتیق الرحمن مفتی	گلدستہ تلاوت	جون/اگست ۹۹ء	۲۵۰-۲۸۴
محمد اشرف علی تھانوی	معلمین قرآن پاک کے لئے ضروری نصائح	ستمبر ۹۹ء/جنوری ۲۰۰۰ء	۹-۲۰
محمد امداد اللہ انور	تلاوت قرآن کے فضائل	جون/اگست ۹۹ء	۶۹-۱۲۲
محمد سعید انصاری	حضرت۔مولانا محمد ادریس انصاری کا ذوق تلاوت	جون/اگست ۹۹ء	۱۲۳-۱۳۲
محمد طارق محمود قاضی۔۔۔	آداب تلاوت قرآن	جون/اگست ۹۹ء	۵۲-۶۰
نور احمد شاہتاز	تراویح میں ختم قرآن کا مسنون عمل	جون/اگست ۹۹ء	۱۶۳-۱۷۰

ماہنامہ التجوید، فیصل آباد

مسیح اللہ مفتی	قرآن اور تلاوت قرآن کے آداب	دسمبر ۰۳ء/جنوری ۲۰۰۴ء	۲۲-۲۴
....	تلاوت قرآن کا ایک خاص ادب	مارچ ۲۰۰۴ء	۳۲

ماہنامہ جریدۃ الاتحاد، لاہور

عبد الوحید سندھی	قرآن پڑھنے والا اور پڑھانے والا سب سے افضل	دسمبر ۱۹۷۱ء	۱۳

ہفت روزہ صدق، لکھنو

عبد الماجد دریا آبادی	تلاوت کی فضیلت	۱۱/اکتوبر ۱۹۳۵ء	۵-۷

ہفت روزہ ختم نبوت، کراچی

وصی اللہ شاہ	تلاوت قرآن اہمیت وافادیت	۵ مارچ ۲۰۰۴ء	۶-۸

ماہنامہ فاران، کراچی

افتخار احمد بلخی	قرآن کریم کا حق تلاوت	جولائی ۱۹۶۴ء	۳۸-۴۰
معروف شاہ شیرازی	قرآن کریم کی تلاوت	مارچ ۱۹۶۸ء	۱۳-۱۸
معروف شاہ شیرازی	قرآن کریم کی تلاوت اور مطالعہ ادب	مارچ ۱۹۸۸ء	۹-۱۳

ماہنامہ الارشاد، اعظم گڑھ

عبدالرحمن چمپارنی	تحسین صوت	جون۱۹۸۱ء	۵۲-۴۷
مجیب اللہ ندوی	قرآن پاک کی تلاوت اور حفظ[۲اقساط]	جون۱۹۸۲ء	۵۲-۴۵
		مارچ۱۹۸۳ء	۳۱-۲۴

ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور

خرم مراد[مرتب:امجد عباسی]	تلاوت قرآن کے آداب	دسمبر۲۰۰۱ء	۳۴-۲۵

ماہنامہ شمس الاسلام، بھیرہ

عبد المجیب	قرآن مجید کا سمجھ کر تلاوت کرنا	مئی۱۹۹۹ء	۲۲-۱۹

ماہنامہ حکمت قرآن، لاہور

علی طنطاوی[مترجم:ام بلال]	بے سمجھے قرآن کی تلاوت	جنوری۱۹۹۶ء	۳۶-۳۳
فرحت عزیز	آداب تلاوت قرآن مجید	نومبر۲۰۰۲ء	۳۲-۲۱

سہ ماہی المیزان، اسلام آباد

العظمی	تلاوت قرآن کے آداب اور اسکا ثواب	سلسلہ نمبر۱	۴ ۸-۲۳
غلام مرتضیٰ ملک	تلاوت قرآن[۲۔اقساط]	سلسلہ نمبر ۱	۷۷-۸۶
		سلسلہ نمبر۲	۷-۲ ۱۶

ماہنامہ الحق، اکوڑہ خٹک

طارق محمود قاضی	آداب تلاوت قرآن	دسمبر۱۹۹۸ء	۲۳-۱۹

ماہنامہ الاشرف، کراچی

محمد انوار اللہ ڈاکٹر	۔۔۔قرآن کو صحت اور خوبی کے ساتھ پڑھنے کے فوائد۔	ستمبر۱۹۹۰ء	۳۴-۲۹
منیب الرحمن لدھیانوی	تلاوت قرآن پاک	جولائی۱۹۹۰ء	۹۳-۴۲

ماہنامہ دعوۃ، اسلام آباد

رضا احمد	آداب تلاوت	جنوری1995ء	۱۸-۱۶

ماہنامہ الحامد، لاہور

حامد میاں	تلاوت قرآن مجید کی فضیلت	اکتوبر/نومبر۲۰۰۹ء	۲۰-۱۷

ماہنامہ المکرم، گوجرانوالہ

عنایت اللہ ربانی	قرآن کو درست اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھو	مارچ ۲۰۰۹ء	۳۰-۲۷

☆☆☆

۴۔ قرآنی معلومات [اعراب، نقطے، حروف، رکوع، آیات وغیرہ]

ماہنامہ نور علیٰ نور، کراچی

محمد صدیق ارکانوی	چند متفرق قرآنی معلومات	اکتوبر ۲۰۰۷ء	۳۲۵-۳۱۶

ماہنامہ التجوید، فیصل آباد

تقی الاسلام قاری	قرآن حکیم کی آیات اور رکوعات	جنوری ۲۰۰۳ء	۱۴-۸
عبد القدوس ہاشمی	جامع معلومات قرآنی	اگست ۱۹۹۲ء	۳۲-۲۵
محمد ادریس انعام	تاریخ سبعہ / حرف و دیگر معلومات	مارچ ۲۰۰۰ء	۲۷-۱۹
محمد طاہر قاری ڈاکٹر	قرآن مجید کی آیات اور رکوعات	مارچ / اپریل ۲۰۰۳ء	۲۰-۱۴
محمد عنایت اللہ مرزا	آیات قرآنی اور رکوعات کی تعداد	اپریل و جون ۲۰۰۲ء	۱۸-۱۳
....	قرآن مجید میں آیات ورکوعات کا مسئلہ	جنوری / فروری ۲۰۰۹ء	۲۰-۱۲

ماہنامہ پیشوا، دہلی

آغا رفیق علامہ	معلومات قرآن تدوین نقطے وغیرہ	شعبان ۱۳۵۴ھ	۵۴-۴۹
محمد انتظام اللہ الشہابی	تعداد حروف ہجا و حروف و سکنات قرآن	جنوری ۱۹۳۳ء	۲۰

☆☆☆

۵- قراء کرام خدمات / تعارف / انٹرویوز

ماہنامہ التجوید، فیصل آباد

اظہار احمد / رشید احمد تھانوی	امام القراء الشیخ محمد عبد اللہ مکیؒ	اگست ۱۹۹۲ء	۱۰-۱۹
امتیاز احمد قاری	مدرسہ شاہی مراد آباد کے قراء	مارچ ۱۹۹۸ء	۲۲،۲۷

مصنف	عنوان	شمارہ	صفحات
ایم۔اے عثمانی پروفیسر	مولانا حافظ ابو محمد محیی الاسلام عثمانیؒ۔ [۱۲ اقساط]	جون ۱۹۹۹ء جولائی/اگست ۱۹۹۹ء	۲۶،۱۷ ۲۰،۱۵
تقی الاسلام قاری	قاری رحیم بخش، قاری کریم بخش	اگست ۲۰۰۰ء	۲۰،۱۶
سلیم بہادر ملکانوی	قاری امیر الدینؒ	فروری ۱۹۹۴ء	۷-۱۳
سلیم رفیق قاری	قاری عبد الحلیم چشتیؒ	اگست ۱۹۹۷ء	۱۷-۲۳
ظہور احمد اظہر ڈاکٹر	حکیم الامت حضرت تھانویؒ	اگست ۱۹۹۲ء	۲۱-۲۴
عبد الغنی فاروق ڈاکٹر	علامہ محمد اسدؒ	مئی ۱۹۹۲ء	۱۵-۲۸
عبد الوہاب عزیز	قاری عبد العزیزؒ	جنوری ۱۹۹۳ء	۱۱-۱۲
عزیز احمد تھانوی	اظہار احمد تھانویؒ	مارچ ۱۹۹۲ء	۹-۱۶
عزیز احمد تھانوی	مولانا اشرف تھانوی کی خدمت فن قراءات و تجوید	جنوری ۱۹۹۳ء	۲۱-۲۵
غلام مصطفی ڈاکٹر	المقری الشیخ محمد نظرؒ	جنوری ۱۹۹۴ء	۲۱-۱۸
غلام مصطفی قاری	قاری ضیاء الدین الہ آبادی	جنوری ۲۰۰۵ء	۸-۱۵
فائزہ جبیں	ام المؤمنین حضرت حفصہؓ	جنوری ۱۹۹۵ء	۷-۱۱
کرامت اللہ پروفیسر۔	قاری اظہار احمد تھانویؒ	جنوری ۱۹۹۶ء	۱۷-۲۴
کرامت اللہ پروفیسر۔	قاری اظہار احمد تھانویؒ	فروری ۱۹۹۶ء	۷-۱۴
محمد ارشد مولانا	امام جزری اور علم قراءات	اکتوبر ۲۰۰۰ء	۱۹-۲۵
محمد اسد اللہ مولانا	امام شاطبی اور علم قراءات	ستمبر/اکتوبر ۱۹۹۹ء	۹-۱۳
محمد اسد اللہ مولانا	امام شاطبیؒ	دسمبر ۲۰۰۸ء	۱۲-۱۷
محمد اسلم چشتی	قاری خوشی محمد الازہری	ستمبر/اکتوبر ۱۹۹۸ء	۱۷-۱۹
محمد طاہر قاری ڈاکٹر	قاری محمد شریفؒ	اگست/ستمبر ۱۹۹۱ء	۸-۱۵
محمد طاہر قاری ڈاکٹر	قاری محمد صدیقؒ	مارچ/اپریل ۲۰۰۶ء	۷-۱۵
محمد طاہر قاری ڈاکٹر	مجود اول و اعظم حضرت محمد ﷺ	مارچ ۱۹۹۱ء	۱۲-۱۸
محمد عاشق الٰہی بلند شہری	قاری ضیاء الدین احمد الہ آبادی	دسمبر ۰۳ء/جنوری ۲۰۰۴ء	۱۴-۱۹
محمد اسد اللہ مولانا	امام شاطبیؒ	ستمبر/اکتوبر ۱۹۹۹ء	۹-۱۳
ممتاز احمد سرحدی قاری۔	قاری محمد شریف لاہوریؒ	مئی ۲۰۰۵ء	۱۷-۲۳
....	امام الحرمین الشیخ عبد الرحمن السدیس	ستمبر ۲۰۰۷ء	۱۵-۲۴
....	امام القراء حضرت محمد عبد اللہؒ	اکتوبر ۱۹۹۱ء	۷-۱۲
....	حافظ قاری المقری شمس الدینؒ	اگست ۲۰۰۰ء	۲۱-۲۶

....	حضرت تمیم داریؓ	اکتوبر ۲۰۰۶ء	۱۳-۱۹	
....	حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ	ستمبر/اکتوبر ۲۰۰۴ء	۷-۱۳	
....	حضرت معاذ بن جبلؓ	جولائی ۲۰۰۶ء	۸-۱۳	
....	سید القراء شیخ محمد رفعتؒ	مئی/جون ۲۰۰۸ء	۱۶-۲۵	
....	شیخ محمود خلیل الحصری مصریؒ	اگست/ستمبر ۲۰۰۶ء	۱۳-۱۷	
....	عارف باللہ ڈاکٹر قاری غلام مصطفی خان	دسمبر ۲۰۰۵ء	۹-۱۴	
....	قاری انیس	مئی ۱۹۹۹ء	۲۰-۲۳	
....	قاری حافظ عبد الوحید الہ آبادی	دسمبر ۹۷ء/جنوری ۱۹۹۸ء	۲۲،۱۷	
....	قاری خدا بخشؒ	جون/جولائی ۱۹۹۱ء	۱۸-۲۲	
....	قاری سید شاہ عین القضاۃ حیدر آبادی	مئی ۲۰۰۴ء	۱۹-۲۳	
....	قاری صدیق احمد باندویؒ	نومبر ۱۹۹۷ء	۲۷-۲۲	
....	قاری عبد الباسط مصریؒ	جولائی/اگست ۲۰۰۸ء	۱۸-۲۴	
....	قاری عبد الباسط	اکتوبر/نومبر ۲۰۰۵ء	۸-۱۰	
....	قاری کرامت علی جونپوریؒ	فروری ۲۰۰۱ء	۱۳-۱۷	
....	قاری مجاہد الاسلام	اپریل/مئی ۲۰۰۹ء	۲۲-۲۴	
....	قاری محمد حبیب اللہؒ	نومبر/دسمبر ۱۹۹۹ء	۱۴-۲۶	
....	قاریہ انور جہاں	مارچ ۲۰۰۹ء	۱۴-۱۶	
....	حافظ شمس الاسلام بن شیخ فخر الدین غلام مجدد عثمانیؒ	اکتوبر/نومبر ۲۰۰۷ء	۱۹-۲۱	
....	مولانا قاری الطاف حسین حالی	اپریل/مئی ۲۰۰۵ء	۱۵-۲۲	

ماہنامہ جریدۃ الاشرف، کراچی

صلاحی الدین ثانی	علماء دیوبند کی خدمات تجوید و قراءات	فروری، جولائی ۲۰۰۰ء	۳۰۹-۳۳۸
عبد العلیم خان ڈاکٹر	امام دانیؒ اور علم قراءات	فروری، جولائی ۲۰۰۰ء	۳۳۹-۳۴۴
محمد اسد اللہ مولانا	امام شاطبیؒ اور علم قراءات	فروری، جولائی ۲۰۰۰ء	۳۴۵-۳۵۲
محمد ارشد مولانا	امام جزریؒ اور علم قراءات	فروری، جولائی ۲۰۰۰ء	۳۵۳-۳۵۸

ماہنامہ نور علیٰ نور، کراچی

انٹرویو پینل	امام القراء قاری احمد میاں تھانوی کا علمی سفر	اکتوبر ۲۰۰۷ء	۶۴۰-۶۵۲
تنویر آفاقی	قرآن کریم کے چند مشہور عالم قاریان کرام	اکتوبر ۲۰۰۷ء	۶۱۶-۶۲۹

صابر شبیر حافظ	بڑے قاری صاحب [قاری فتح محمد پانی پتی]	اکتوبر ۲۰۰۷ء۔۔۔۔	۶۳۸-۶۳۹
عبد الرشید انصاری	حجۃ اللہ حضرت قاری فتح محمد پانی پتیؒ	اکتوبر ۲۰۰۷ء	۶۳۰-۶۳۷
عبد الصمد مولانا	قاری محمد صدیق۔ شخصیت و خدمات	اکتوبر ۲۰۰۷ء۔۔۔	۶۶۴-۶۶۸
محمد طاہر قاری ڈاکٹر	امام ابو حنیفہؒ اور علم قراءات	اکتوبر ۲۰۰۷ء۔۔۔	۶۰۳-۶۱۵

ماہنامہ برہان، دہلی

محمد الیاس اعظمی	قراء سبعہ اور ان کے علمی کارنامے	اگست ۱۹۹۳ء	۷-۱۸

ماہنامہ دار العلوم، دیوبند

ابو الحسن الاعظمی	دار العلوم دیوبند اور خدمت قراءات	نومبر ۱۹۸۲ء	۴۰-۴۷

نوٹ: خصوصاً شکر گزار ہیں محترم مولانا ضیاء اللہ کھوکھر صاحب کے کہ جنہوں نے ہمیں اشاریہ تیار کرنے میں بہت ہی فراخ دلی سے ہمارا تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ ان کو اجر عظیم سے نوازے (آمین)

بہت بڑی غلط فہمی

امام اَبو العالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ان کے دل قرآن مجید سے تنگ پڑ جائیں گے اور وہ اس میں کوئی لذت و حلاوت نہیں محسوس کریں گے ... جب وہ ان چیزوں میں کوتاہی کریں گے جن کا انہیں حکم دیا گیا ہے تو کہیں گے: بیشک اللہ بڑا غفور رحیم ہے ...! اور جب ان اعمال کا ارتکاب کریں گے جن سے انہیں

منع کیا گیا تو کہیں گے : ہماری بخشش تو ہو ہی جائے گی، ہم نے کون سا شرک کیا ہے؟! پس ان کے تمام کام لالچ پر مبنی ہوں گے جن میں کوئی سچائی نہ ہو گی!!"

[الزهد للإمام أحمد : ١٧١٤]

محمد شاہد حنیف[1]

علومِ قرآنیہ پر جرائد کی خصوصی اشاعتیں

(بترتیبِ حروف تہجی مع تعداد)

ہفت روزہ آئین لاہور

۱۵/دسمبر ۱۹۷۲ء، جلد ۱۱ شمارہ ۷، ص ۲۹۴

مدیر: مظفر بیگ... ایڈریس: 1-9/A نزد حامد سنٹر رائل پارک لاہور

ماہنامہ الارشاد کیمبل پور

نومبر، دسمبر ۱۹۷۱ء، جلد ا شمارہ ۹، ۸، ص ۸۸

مدیر: قاضی محمد زاہد الحسینی... ایڈریس: دفتر ماہنامہ "الارشاد" کیمبل پور

سہ ماہی اسلامائزیشن ملتان

جنوری-مارچ ۲۰۰۶ء، جلد ۸ شمارہ ۱

اپریل- ستمبر ۲۰۰۶ء، جلد ۸ شمارہ ۲، ۳

جنوری-مارچ ۲۰۰۷ء، جلد ۱۰ شمارہ ۴

اپریل- دسمبر ۲۰۰۷ء، جلد ۱۰ شمارہ ۵، ۶، ۷

مدیر اعلیٰ: ظفر اقبال خان، مدیران: بشیر احمد بشیر، طارق نعیم ... ایڈریس: حویلی بہادر شاہ، جھنگ

روزنامہ امروز لاہور

۲۵/فروری ۱۹۸۵ء

مدیر: محمد ہارون سعد... ایڈریس: ندارد

ماہنامہ انجمن (اسلامیہ) کراچی

جولائی اگست ۱۹۷۴ء، جلد ۱۶ شمارہ ۷، ۶۴

مدیر اعلیٰ: ریاض الدین احمد، معاون مدیر: مظہر صدیقی... ایڈریس: دفتر ماہنامہ "انجمن اسلامیہ" کراچی

[1] فاضل جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور

ماہنامہ انوارِ اسلام رام نگر

نومبر، دسمبر ۱۹۶۳ء، ص ۱۰۴

مرتب: مولانا ابو محمد امام الدین رام نگری... ایڈریس: مدرسہ انوارِ اسلام، رام نگر، بنارس

پندرہ روزہ اہل حدیث ہریانہ

۱۰/ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ، ۷-۲۱/ ستمبر ۱۹۸۰ء، ص ۴۸

رئیس التحریر: مختار احمد ندوی... ایڈریس: دفتر پندرہ روزہ اہل حدیث، ہریانہ

سہ ماہی ایران شناسی لاہور

۱۹۹۸ بہار، سال پنجم، شمارہ ۲، ۱، ص ۳۱۰

مدیر: ظہیر احمد صدیقی... ایڈریس: ....

ہفت روزہ ایشیا لاہور

یکم مئی ۱۹۸۳ء، جلد ۳۳ شمارہ ۱۸، ص ۲۴

مدیر: چودھری غلام جیلانی

نومبر ۲۰۰۲ء، رمضان المبارک ۱۴۲۳ء، جلد ۵۱ شمارہ ۴۶، ص ۱۰۰

مدیر: مرزا محمد الیاس، مدیر معاون: ارشاد الرحمن

ایڈریس: فرسٹ فلور ۹/ A-1 رائل پارک، لاہور

پندرہ روزہ ایمان لاہور

۵/ اکتوبر ۱۹۳۹ء، ص ۱۲۸

۱۷/ اکتوبر ۱۹۴۰ء، ص ۹۶

۲۵/ دسمبر ۱۹۴۰ء، ص ۹۶

مدیر: قاضی عبد المجید قریشی... ایڈریس: مرکزی سیرت کمیٹی، پٹی ضلع لاہور

ماہنامہ بانو دہلی

جنوری، فروری ۱۹۵۰ء جلد ۷ شمارہ ۱، ۲، ص ۳۹۲

مرتب: زینب انور + بیگم عطاء اللہ بابری + مختار جہاں، سلطان جہاں... ایڈریس: دفتر ماہنامہ بانو دہلی

مجلہ بحر العلوم میرپور

۲۰۰۴ء

مدیر: افتخار احمد تاج الدین، نائب مدیر: الشیخ عبد اللہ سلیم جونیجو... ایڈریس: جامعہ بحر العلوم میرپور، سندھ

ماہنامہ البدر لاہور

فروری ۱۹۹۷ء، جلد ۸ شمارہ ۱، ص ۴۰

مدیر: محمود احمد غضنفر... ایڈریس: شیش محل روڈ، لاہور

مجلہ بزم قرآن نمبر لاہور

اکتوبر ۲۰۰۱ء، جلد ۶ شمارہ ۹، ص ۲۴۰

مدیر: عبد الرحمن درانی... ایڈریس: منشورات اسلامی، ڈاک خانہ اعوان ٹاؤن، ملتان روڈ، لاہور

مجلہ بصائر بہاولپور

اکتوبر ۱۹۸۳ء شمارہ ۳، ص ۲۳۶

مدیر: جمال الدین اظہر... ایڈریس: شعبہ علوم اِسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور

ماہنامہ البیان امرتسر

اپریل ۱۹۴۱ء، جلد ۳ شمارہ ۲، ص ۱۸۸

مدیر: محمد حسین عرشی + محمد اقبال سلمانی... ایڈریس: دفتر اُمتِ مسلمہ، بیرون دروازہ حکیماں، امرتسر

ماہنامہ پیشوا دہلی

۸/ جنوری ۱۹۳۳ء، رمضان ۱۳۵۱ھ، جلد ۱۰ شمارہ ۱، ص ۱۲۵

شعبان ۱۳۵۴ھ، اکتوبر ۱۹۳۵ء، جلد ۱۲ شمارہ ۸، ص ۷۰

مدیر: سیّد عزیز بقائی... ایڈریس: دفتر ماہنامہ پیشوا، دہلی

ماہنامہ پیغام حق لاہور

نومبر، دسمبر ۱۹۴۱ء، جلد ۵ شمارہ ۵، ص ۱۲۸

جنوری تا اپریل ۱۹۴۹ء، جلد ۱۴ شمارہ ۳ تا ۶، ص ۲۵۶

مدیر: سید محمد شاہ ایم اے... ایڈریس: اقبال اکیڈمی، انارکلی بازار، لاہور

ماہنامہ تجلیات کراچی

محرم الحرام ۱۳۸۸ھ، اپریل، ۱۹۶۸ء، جلد ۱ شمارہ ۲، ص ۹۴

مدیر: محمد نسیم عثمانی... ایڈریس: انجمن طلبا قدیم معارفِ اسلامیہ، جامعہ کراچی

روزنامہ تسنیم لاہور

۳۰/ شعبان ۱۳۷۸ھ، ۱۱/ مارچ ۱۹۵۹ء، جلد ۲ شمارہ ۷، ص ۶۶

مدیر: نصر اللہ خاں عزیز... ایڈریس: دفتر روزنامہ تسنیم لاہور

سہ ماہی تفکر لاہور

۹۵-۱۹۹۶ء، ص ۱۶۰

مدیر مسئول: سیّد شبیر بخاری، مدیر اعزازی: پروفیسر اشرف بخاری... ایڈریس: علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور

ماہنامہ الجامعہ جھنگ

دسمبر ۱۹۶۷ء، جلد ۱۹ شمارہ ۱۲، ص ۶۴

نگران: مولانا محمد ذاکر، ادارہ: برکت علی شمیم + ممتاز لیاقت + محمد جمیل... ایڈریس: جامع محمدی شریف، جھنگ

ماہنامہ جریدۃ الاشرف کراچی

جولائی تا اکتوبر ۱۹۹۸ء، جلد ۱۳ شمارہ ۳ تا ۶، ص ۲۱۲، حصہ اوّل

جنوری ۱۹۹۹ء، جلد ۱۳ شمارہ ۸، حصہ دوم

جون تا اگست ۱۹۹۹ء، جلد ۱۳ شمارہ ۲-۴، حصہ سوم

ستمبر ۱۹۹۹ء تا جنوری ۲۰۰۰ء، جلد ۱۴ شمارہ ۵ تا ۹، ص...، حصہ چہارم

فروری تا جولائی ۲۰۰۰ء، جلد ۱۴ شمارہ ۱۰، ۳۸۵، حصہ پنجم

مدیر اعلیٰ: محمد اسعد تھانوی، مدیر مسئول: محمد اسلم شیخوپوری... ایڈریس: کراچی

ماہنامہ جہانِ حمد کراچی

۲۰۰۹ء، ص ۱۱۳۷+۱۹

مدیر اعلیٰ: طاہر حسین طاہر سلطانی... ایڈریس: جہانِ حمد پبلی کیشنز، سیکنڈ فلور، نوشین سنٹر، اُردو بازار، کراچی

سہ ماہی حرا حیدر آباد دکن

جولائی ۲۰۰۰ء، شمارہ ۳ تا ۵، ص ۳۲۴

مدیر: خالد سیف اللہ رحمانی... ایڈریس: دفتر ماہنامہ حرا، حیدر آباد دکن

پندرہ روزہ الحسنات رام پور

جنوری، فروری ۱۹۵۳ء، جلد ۱۳ شمارہ ۱ تا ۴، ص ۱۴۴

مرتب: ابو سلیم محمد عبدالحی... ایڈریس: رام پور (یو۔پی)، انڈیا

ماہنامہ حکمت قرآن لاہور

علومِ قرآنیہ پر مشتمل اس مجلے کو شائع ہوتے ہوئے ۳۵ سال ہو چکے ہیں۔

ایڈریس: مرکزی انجمن خدام القرآن، ۳۶-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور

ماہنامہ حنفی لاہور

ستمبر ۱۹۷۴ء، جلد ۱۱ شمارہ ۹، ص ۲۴

مدیر: نعیم قریشی… ایڈریس: ندارد

ماہنامہ خاتونِ پاکستان کراچی

۱۳۸۴ھ، ۱۹۶۵ء، جلد ۱۷ شمارہ ۳، ص ۳۳۶

۱۳۸۷ھ، ۱۹۶۷ء، جلد ۱۷ شمارہ ۳، ص ۱۸۴

مدیر: شفیق بریلوی، ادارہ: سیدہ مسرت جہاں + طلعت شہناز… ایڈریس: اردو بازار، کراچی

ماہنامہ خبر نامہ ہمدرد کراچی

جنوری فروری ۱۹۸۶ء، جلد ۲۵ شمارہ ۱، ص ۴۲

زیر سرپرستی: حکیم محمد سعید، مدیر: علی حسن… ایڈریس: ہمدرد سینٹر، ناظم آباد، کراچی

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

۱۹؍جولائی ۱۹۵۷ء، جلد ۳ شمارہ ۱۰، ص ۲۰

۱۴؍فروری ۱۹۶۴ء، جلد ۹ شمارہ ۳۸، ص ۲۸

۳؍فروری ۱۹۶۷ء، جلد ۱۲ شمارہ ۳۸، ص ۴۴

زیر سرپرستی: مولانا احمد علی لاہوری

مدیر: مناظر حسین نظر

۲۹؍رمضان ۱۳۹۱ھ، ۱۹؍نومبر ۱۹۷۱ء، جلد ۱۷ شمارہ ۲۸، ۲۹، ص ۱۳۰

مدیر اعلیٰ: مولانا عبید اللہ انور، مدیر: مولانا مجاہد الحسینی

ایڈریس: انجمن خدام الدین، شیرانوالہ باغ، لاہور

ماہنامہ خواتین میگزین لاہور

جنوری ۱۹۹۹ء، ص ۴۰۶

مدیرہ: عابدہ عباس… ایڈریس: منصورہ، ملتان روڈ، لاہور

مجلہ دراساتِ دینیہ علی گڑھ

۹۰-۱۹۹۱ء، ص ۲۶۴

مدیر: محمد سعود عالم قاسمی، نائب مدیر: سیّد فرمان حسین

ایڈریس: فیکلٹی آف تھیالوجی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

سہ روزہ دعوت نئی دہلی

۱۳ر مئی ۱۹۸۸ء، ص ۸۲

مدیر: سلمان ندوی... ایڈریس: ۱۵۲۵، سوئی والان، نئی دہلی ۱۰۰۰۲

ماہنامہ رابطۂ قرآن راولپنڈی

فروری ۱۹۵۵ء، جلد ۳ شمارہ ۲

مدیر اعلیٰ: سید سلیمان ندوی، مدیر: محمد زاہد الحسینی... ایڈریس: ادارہ رابطۂ قرآن، راولپنڈی

ماہنامہ راہِ اعتدال، عمر آباد

جنوری ۱۹۹۸ء، جلد ۸ شمارہ ۱، ص ۱۲۰

مدیر: حبیب الرحمن اعظمی... ایڈریس: عمر آباد، جنوبی ہند، انڈیا

ماہنامہ رُشد لاہور

جون ۲۰۰۹ء، جلد ۲۰ شمارہ ۴، جمادی الآخرۃ ۱۴۳۰ھ، ص ۷۲۰، حصہ اوّل

ستمبر ۲۰۰۹ء، ص ۹۳۶، حصہ دوم

مارچ ۲۰۱۰ء، جلد ۲۱ شمارہ ۳، ربیع الاوّل ۱۴۳۱ھ، ص ۱۰۴۰، حصہ سوم

سرپرست: حافظ عبد الرحمن مدنی، مدیر اعلیٰ: حافظ انس نضر، مدیر: ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی

ایڈریس: جامعہ لاہور اسلامیہ، گارڈن ٹاؤن، لاہور

دوماہی سب رنگ دہلی

مئی جون ۱۹۷۶ء، جلد ۷ شمارہ ۶، ۵، ص...، حصہ اوّل

ستمبر ۱۹۷۶ء، جلد ۷ شمارہ ۹، ص ۲۷۴، حصہ دوم

مدیر اعلیٰ: نہال عباس عباسی، مدیران: سعیدہ افضال + عامر عباس + ہما افضل...

ایڈریس: دفتر 'سب رنگ' دہلی

ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور

نومبر ۱۹۶۹ء، جلد ۱۳ شمارہ ۵، ص...، جلد اوّل

اپریل ۱۹۷۰ء، جلد ۱۴ شمارہ، ص...، جلد سوم

جون ۱۹۸۴ء جلد ۲۸، شمارہ ۶، جلد دوم۔ دوسرا ایڈیشن

مدیر: خورشید عالم... ایڈریس: سیارہ ڈائجسٹ، لاہور

سہ ماہی سیرتِ طیبہ کراچی

نومبر ۱۹۹۲ء تا جنوری ۱۹۹۳ء، جلد ۲ شمارہ ۸، ص ۱۱۲، حصہ اوّل

فروری تا اپریل ۱۹۹۳ء، جلد ۲ شمارہ ۸، ص ۱۰۲، حصہ دوم

مدیر اعلیٰ: علامہ عبدالعزیز عرفی... ایڈریس: ۱/۱۲۔ نوشین سنٹر اردو بازار کراچی

ماہنامہ صبح صادق لکھنؤ

ستمبر ۱۹۵۵ء تا جنوری ۱۹۵۶ء، جلد ۶ شمارہ ۸ تا ۱۲

مدیر: محمد اویس ندوی نگرامی، ارشد حسین ندوی... ایڈریس: دفتر صبح صادق، لکھنؤ

ماہنامہ صوت الاسلام فیصل آباد

جون ۱۹۸۵ء، جلد ۱ شمارہ ۱

رمضان ۱۴۰۶ھ، جون ۱۹۸۶ء، جلد ۲ شمارہ ۱، ص ۹۸

رمضان ۱۴۰۷ھ، مئی ۱۹۸۷ء، جلد ۲ شمارہ ۱۲، ص ۴۷

رمضان ۱۴۰۹ھ، اپریل ۱۹۸۹ء، جلد ۴ شمارہ ۱۱، ص ۹۸

رمضان ۱۴۱۰ھ، اپریل ۱۹۹۰ء، جلد ۵ شمارہ ۱۱، ص ۹۸

رمضان ۱۴۱۱ھ، اپریل ۱۹۹۱ء، ص ۴۷، جلد ۶ شمارہ ۱۱

رمضان ۱۴۱۵ھ، فروری ۱۹۹۵ء، جلد ۱۰ شمارہ ۹، ص ۸۲

رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ، جنوری ۱۹۹۷ء، جلد ۱۲ شمارہ ۸

رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ، جنوری ۱۹۹۶ء، جلد ۱۱ شمارہ ۹، ص ۸۲

جنوری ۱۹۹۹ء، جلد ۱۴ شمارہ ۸، ص ۸۲

مدیر: مولانا مجاہد الحسینی... ایڈریس: ۶۵ بی، پیپلز کالونی نمبر ۱، نزد ڈی گراؤنڈ، فیصل آباد

ماہنامہ ضیاء العلوم لاہور

رمضان ۱۳۷۵ھ، مئی ۱۹۵۶ء، جلد ۱ شمارہ ۵، ص ۵۶

مدیر: محمد مطیع الحق پیامی... ایڈریس: لاہور

ماہنامہ ضیائے حرم لاہور/بھیرہ

اکتوبر ۱۹۷۲ء، جلد ۳ شمارہ ۱، ص ۹۴

مدیر اعلیٰ: پیر محمد کرم الازہری، مدیر معاون: ابو زاہد نظامی... ایڈریس: رضوی سٹریٹ فلیمنگ روڈ، لاہور

مجلہ طبیہ کالج جھنگ

۱۹۹۶ء، ص ۲۲۲

مرتب: سیّد محمد اجمل شاہ... ایڈریس: شعبہ تصنیف و تالیف، پنجاب طبیہ کالج، کوتوالی روڈ، جھنگ صدر

سہ ماہی العاصم لاہور

مئی تا جولائی ۲۰۱۶ء، جلد ۲ شمارہ ۲، ص ۷۰۵

رئیس التحریر: مولانا محمد ادریس العاصم، مدیر: ابو بکر عاصم... ایڈریس: المدرسۃ العالیہ تجوید القرآن، جامع مسجد لسوڑے والی، شیر انوالہ گیٹ، لاہور

ماہنامہ عرفات کراچی

۱۹۶۸ء، ص ۲۴۲

ایڈریس: سیرت کمیٹی پاکستان نیشنل آئلز لمیٹڈ، کانڈاوالا، بلڈنگ گارڈن روڈ، کراچی

ماہنامہ عرفات لاہور

نومبر، دسمبر ۱۹۷۲ء، جلد ۱۴ شمارہ ۱۲،۱۱، ص ۷۲

نومبر، دسمبر ۱۹۸۹ء، جلد ۳۱ شمارہ ۱۱، ۱۲

مدیر اعلیٰ: مفتی محمد حسین نعیمی، مدیر: علامہ احمد حسن نوری... ایڈریس: جامعہ نعیمیہ، چوک گڑھی شاہو، لاہور

مجلہ عزمِ نو شکر گڑھ

۹۵-۱۹۹۶ء، ص ۹۰۴

مدیر اعلیٰ: پروفیسر محمد حسین آسی، مدیر: محمد محبوب عارف... ایڈریس: گورنمنٹ ڈگری کالج، شکر گڑھ

ششماہی علومِ اسلامیہ کراچی

رجب تا ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ اگست تا دسمبر ۲۰۰۸ء، ص ۷۷+۴۷

مدیر: ڈاکٹر صلاح الدین ثانی... ایڈریس: ۱۶۲، سیکٹر ۸/L، اورنگی ٹاؤن کراچی

ششماہی علوم القرآن علی گڑھ

علومِ قرآنیہ پر مشتمل اس مجلے کے ۴۴ شمارے شائع ہو چکے ہیں۔

ایڈریس: ادارہ علوم القرآن، پوسٹ بکس نمبر ۹۹، سر سید نگر، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲، انڈیا

سہ ماہی فکر و نظر علی گڑھ

۱۹۹۹ء، جلد ۳۶ شمارہ ۲، ص ۱۳۲

مدیر: محمد سالم قدوائی... ایڈریس: مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، علی گڑھ

سہ ماہی فکر و نظر اسلام آباد

جنوری ۱۹۹۹ء

مدیر: صاحبزادہ ساجد الرحمن... ایڈریس: ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد

ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی

شوال المکرم ۱۳۸۷ھ بمطابق جنوری + فروری ۱۹۶۸ء، جلد ۲۰ شمارہ ۱، ۲، ص ۲۳۴

نگران: غلام قادر غبار... ایڈریس: انجمن فیض الاسلام، مری روڈ، راولپنڈی

ماہنامہ "نقاش" لاہور

۱۹۶۸ء، جلد ۱۴ شمارہ ۱، ۲، ص ۳۷۲

مدیر: الطاف حسین راشد... ایڈریس: دفتر ماہنامہ "نقاش" لاہور

ماہنامہ قاری دہلی

مئی ۱۹۸۷ء، جلد ۴ شمارہ ۲، ص ۱۶۰

مدیر: محمد میاں مظہری دہلوی... ایڈریس: دفتر ماہنامہ "قاری" دہلی

ماہنامہ قاسم العلوم دیوبند

نومبر ۱۹۳۵ء، ص ۶۰

مدیر: عتیق احمد صدیقی... ایڈریس: درالعلوم دیوبند، انڈیا

سہ ماہی قافلہ اَدبِ اسلامی لاہور

جنوری-جون ۲۰۰۶ء، شمارہ نمبر ۱۴

مدیر اعلیٰ: ڈاکٹر محمود الحسن عارف... ایڈریس: دفتر رابطہ اَدبِ اسلامی، جامعہ اشرفیہ، مسلم ٹاؤن، لاہور

ماہنامہ کردارِ نو منٹگمری

جولائی، اگست ۱۹۶۲ء، جلد ۶ شمارہ ۳۱، ص ۱۱۲

مدیر اعلیٰ: رانا ظفر اللہ خان... ایڈریس: دفتر ماہنامہ "کردارِ نو" منٹگمری

ماہنامہ کوثر لاہور

رمضان ۱۴۰۶ھ، مئی ۱۹۸۶ء، جلد ۳ شمارہ ۳، ص ۴۸

رمضان ۱۴۰۷ھ، مئی ۱۹۸۷ء، جلد ۴ شمارہ ۳، ص ۶۴

مدیر مسئول: مقبول انوری داؤدی، مدیر: نسیم الدین خواجہ... ایڈریس: چلڈرن قرآن سوسائٹی، لاہور

سہ ماہی مسلم ورلڈ بک ریویو لیسٹر، برطانیہ

۱۹۸۷ء، جلد ۷ شمارہ ۴، ص ۹۶

ایڈریس: ندارد

پندرہ روزہ اخبار مسلمان سوہدرہ

۴؍رمضان ۱۳۵۴ھ، ۱۵؍دسمبر ۱۹۳۵ء، جلد ۱۳ شمارہ ۲۲، ۲۳

مدیر: مولانا عبدالمجید خادم، مدیر اعزازی: مولانا محمد حنیف ندوی... ایڈریس: سوہدرہ ضلع گجرات

ماہنامہ مسلمہ لاہور

مارچ ۱۹۴۹ء، جلد ۱۶ شمارہ ۷، ص ۵۶

مدیر: داعی الی الحق... ایڈریس: ایبک روڈ، لاہور

ماہنامہ مسیحائی کراچی

جولائی، اگست ۲۰۰۸ء، جلد ۱۱ شمارہ ۸، ۷، ص ۴۱۶

مدیر اعلیٰ: احمد خیر الدین انصاری... ایڈریس: ۱۹۷۔بی، بلاک اے، شمالی ناظم آباد کراچی ۷۴۷۰۰

ماہنامہ مولوی دہلی

رمضان ۱۳۵۳ھ، دسمبر ۱۹۳۴ء، جلد ۲۰ شمارہ ۳، ص ۶۴

رمضان ۱۳۵۴ھ، نومبر ۱۹۳۵ء، جلد ۲۱ شمارہ ۳، ص ۶۸

رمضان ۱۳۵۵ھ، نومبر ۱۹۳۶ء، جلد ۲۴ شمارہ ۳، ۸۸

رمضان ۱۳۶۳ھ، اگست ۱۹۴۴ء، جلد ۴۱ شمارہ ۳، ص ۳۰

رمضان ۱۳۶۴ء، اگست ۱۹۴۵ء، جلد ۴۲ شمارہ ۲، ص ۲۲

مدیر: عبدالحمید خاں... ایڈریس: عبدالحمید، حمیدیہ پریس، دہلی

ماہنامہ میثاق لاہور

فروری ۱۹۷۴ء، جلد ۲۱ شمارہ ۲، ۱، ص ۴۸

فروری ۱۹۷۵ء، جلد ۲۲ شمارہ ۲، ۱، ص ۶۲

جولائی ۱۹۷۶ء، جلد ۲۳ شمارہ ۲ تا ۷، ص ۲۰۰

نومبر دسمبر ۱۹۷۸ء، جلد ۲۷ شمارہ ۱۲، ۱۱، ص ۲۴۰

مئی جون ۱۹۷۹ء، جلد ۲۸ شمارہ ۵، ص ۱۱۲

مئی ۱۹۸۰ء، جلد ۲۹ شمارہ ۵، ص ۸۰

ستمبر اکتوبر ۱۹۸۰ء، جلد ۲۹ شمارہ ۱۰، ۹، ص ۱۵۲

مدیر مسئول: ڈاکٹر اسرار احمد... ایڈریس: ۳۶۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور

سہ ماہی المیزان اسلام آباد

علومِ قرآنیہ پر مشتمل اس مجلے کے پندرہ شمارے شائع ہوئے۔

ایڈریس: ۱۳، سٹریٹ نمبر ۲۰، G-8/1 اسلا آباد

پندرہ روزہ ندائے اہلسنّت لاہور

رمضان ۱۴۱۲ھ، مارچ ۱۹۹۲ء، جلد ۳ شمارہ ۱۹، ص ۱۶۰، حصہ اوّل

مدیر: محمد زوار بہادر، رئیس التحریر: شبیر احمد ہاشمی... ایڈریس: جامعہ محمدیہ رضویہ گلبرگ ۱۱۱ لاہور

رمضان ۱۴۱۵ھ، فروری ۱۹۹۵ء، جلد ۶ شمارہ ۱۱، ص ۲۹۶، حصہ دوم

مدیر اعلیٰ: محمد زوار بہادر، مدیر: رشید احمد رضوی... ایڈریس: جامعہ محمدیہ رضویہ گلبرگ ۱۱۱ لاہور

ماہنامہ نظام کانپور

ذیقعدہ، ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ، مارچ اپریل، ۱۹۶۶ء، جلد ۷ شمارہ ۶، ص ۲۶۴

مدیر: قمر الدین مظاہری، معاون: عبد القیوم مظاہری... ایڈریس: دفتر ماہنامہ نظام، کرنیل گنج، کانپور

مجلہ نقوش لاہور

۱۹۹۸ء شمارہ ۱۴۳، ص ۶۶۲، جلد اوّل

۱۹۹۸ء شمارہ ۱۴۴، ص ۶۴۸، جلد دوم

۲۰۰۱ء شمارہ ۱۴۵، ص ۷۳۰، جلد سوم

۲۰۰۱ء شمارہ ۱۴۶، ص ۷۶۷، جلد چہارم

مدیر: جاوید طفیل... ایڈریس: ادارہ نقوش، اُردو بازار لاہور

ماہنامہ نگار لکھنؤ

جنوری فروری ۱۹۴۵ء، جلد ۷۴ شمارہ ۲،۱، صفحات ۱۲۴۔

مدیر: نیاز فتح پوری... ایڈریس: دفتر ماہنامہ نگار، لکھنؤ

ماہنامہ نور علی نور کراچی

نومبر، دسمبر ۲۰۰۳ء، جلد ۵ شمارہ ۹، ۱۰

مدیر: عبد الرشید انصاری... ایڈریس: مسجد عائشہ صدیقہ، سیکٹر ۱۱-B نارتھ کراچی

مجلہ نئی راہ بمبئی

رمضان ۱۳۷۳ھ، مئی ۱۹۵۴ء

مدیر: ظل عباس عباسی... ایڈریس: ۹۔ بی ہیر جی گووند جی بلاکس ناگپاڑہ، بمبئی

روزنامہ نئی روشنی کراچی

۲۷/ رمضان ۱۳۸۶ھ، دسمبر ۱۹۶۶ء، ص ۱۰۰

مدیر: افتخار احمد چودھری... ایڈریس: دفتر "روزنامہ نئی روشنی" کراچی

ماہنامہ الواقعۃ کراچی

مدیر: محمد تنزیل الصدیقی... ایڈریس: مکتبہ دارالاحسن، یٰسین آباد، بلاک ۹، ایف بی ایریا، کراچی

ماہنامہ والضحیٰ گوجرانوالہ

شعبان/رمضان ۱۴۲۵ھ، ستمبر، اکتوبر ۲۰۰۴ء، جلد ۱۴ شمارہ ۹/۱۰

مدیر اعلیٰ: حافظ خالد حیات محمود، مدیر: مولانا محمد صدیق کھوکھر... ایڈریس: گوجرانوالہ

Weekly Radiance Delhi

۵ تا ۱۱/ مارچ ۱۹۹۵ء

مدیر: سیّد اوصاف سعید... ایڈریس: دعوت نگر، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی

قرآن پڑھنے والا مومن

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قرآن پڑھنے والے مومن کی مثال ترنج کی سی ہے کہ اس کی خوشبو بھی عمدہ ہے اور اس کا مزا بھی اچھا ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے مومن کی مثال کھجور کی سی ہے کہ اس میں بو نہیں مگر مزا میٹھا ہے اور قرآن پڑھنے والے منافق کی مثال نازبو (ایک خوشبودار پودا) کی مانند ہے کہ اس کی بو اچھی ہے لیکن اس کا مزا کڑوا ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے منافق کی مثال اندرائن (کوڑتنبہ) کی سی ہے کہ اس میں خوشبو بھی نہیں اور مزا بھی کڑوا ہے۔"

ادارہ کلیۃ القرآن الکریم

کلیۃ القرآن الکریم لاہور

(تعارف ونصاب)

اللہ وحدہ لاشریک کا کلام جو انتخاب الفاظ سے لے کر اسلوب بیان کی تمام خوبیوں میں ایسی "یکتاشان" کا حامل ہے کہ جب تک انسان کو ترتیل و تجوید کے اصول و قواعد اور قراءات کے تنوع کا علم نہ ہو، تلاوت کا صحیح حق ادا نہیں ہوتا، اسی طرح بالعموم قرآن حکیم کے فکر و فلسفہ کی نشر واشاعت کے بلند بانگ دعوؤں کے ساتھ جو لوگ کام کرتے ہیں وہ علم حدیث و سنت سے ناواقفی یا مستشرقین کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کے ساتھ مغرب کے سیاسی تسلط سے متاثر فکر کی خوشہ چینی کی وجہ سے قرآن حکیم کی حقیقی ہدایت سے محروم تو ہوتے ہی ہیں، لیکن انتہایوں ہوتی ہے کہ اولاً" غلام احمد پرویز" کی طرح تلاوت قرآن کریم کی اہمیت کا انکار کر دیتے ہیں، یا نام نہاد "اصلاحی فکر" کے نعرہ سے قرآن کریم کی متواتر قراءات سے منکر ہو جاتے ہیں۔ جو فی الواقع مستشرقین کے غلط نظریات کی حمایت ہے۔

اس کے مقابلے میں بحمد اللہ ہمارے ہاں تجوید و قراءات کی مخصوص تعلیم دینے والے ادارے تو موجود ہیں، مگر صورتحال کچھ یوں ہے کہ تجوید و قراءات کی مخصوص درسگاہیں تھوڑی مدت کے کورس رکھنے کی وجہ سے دیگر علوم شرعیہ اور عربی زبان کی تعلیم کا معیاری انتظام نہیں کر سکتیں۔ جن کی بناء پر قاری غیر عالم کا تصور پیدا ہوا، کہ "قاری" کی اہمیت بھی کم ہو گئی ہے۔ دوسری طرف فقہ و فلسفہ پر زیادہ زور دینے والی دانش گاہیں علوم قرآن و تجوید سے ناآشناء رہ گئیں۔ یہی وہ خلا تھا جس کی وجہ سے امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت "حفص" (جو برصغیر پاک و ہند میں رائج ہے) کو ہی قرآن کریم کی واحد تلاوت قرار دینے کی جرأت پیدا ہوئی۔ حالانکہ دین پر صرف برصغیر کی اجارہ داری نہیں ہے، بلکہ دوسرے علاقوں میں مروج متواتر قراءتوں کی بھی وہی حیثیت ہے جو روایت حفص کی ہے۔

چنانچہ انہی مذکورہ بالا مقاصد کے حصول کے لئے ۲ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ،۱۹مارچ ۱۹۹۱ء "مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور" کا ایک اہم اجلاس ڈاکٹر حافظ عبد الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ، رئیس جامعہ لاہور الاسلامیہ کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں یہ طے پایا کہ آئندہ تعلیمی سال یعنی آغازِ شوال سے جامعہ میں کلیۃ القرآن الکریم والعلوم الاسلامیہ کا اجراء کر دیا جائے جس کی مجلس اعلیٰ (Council supreme) درج ذیل حضرات پر مشتمل تشکیل دی گئی۔

۱۔ حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی حفظہ اللہ	۲۔ قاری محمد یحییٰ رسول نگری حفظہ اللہ
۳۔ قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ	۴۔ قاری محمد اسلم (گوجرانوالہ) حفظہ اللہ
۵۔ حافظ عبد الستار الحماد حفظہ اللہ	۶۔ قاری نعیم الحق نعیم حفظہ اللہ
۷۔ قاری محمد عزیر عبد الحق حفظہ اللہ	۸۔ قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ
۹۔ حافظ عبد الغفار المدنی حفظہ اللہ	۱۰۔ ڈاکٹر میاں محمد اکرم حفظہ اللہ

رئیس جامعہ لاہور الاسلامیہ اور شیخ الحدیث جامعہ: حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ بطور عہدہ مجلس اعلیٰ کے رکن قرار پائے۔بعد ازآں چند بزرگوں کی وفات یا دیگر اسباب کی وجہ سے کلیۃ کی سپریم کونسل میں درج ذیل بعض افراد کا اضافہ کر دیا گیا:

۱. مولانا محمد رمضان سلفی حفظہ اللہ	۲. مولانا محمد شفیق مدنی حفظہ اللہ	۳. ڈاکٹر قاری احمد میاں تھانوی حفظہ اللہ
۴. عتیق احمد خواجہ حفظہ اللہ	۵. ڈاکٹر حافظ حسن مدنی حفظہ اللہ	٦. قاری صہیب احمد میر محمدی حفظہ اللہ

کلیۃ القرآن کی مجلس انتظامیہ

۱۔ قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ	مشرف ومؤسس الکلیۃ
۲۔ ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ	عمید الکلیہ
۳۔ ڈاکٹر حافظ انس نضر حفظہ اللہ	وکیل الکلیہ
۴۔ قاری خالد فاروق حفظہ اللہ	مدیر الکلیہ
۵۔ قاری محمد فیاض منیر حفظہ اللہ	مدیر مدارس الازہر والزہراء

چنانچہ مجلس اعلیٰ كلية القرآن الكريم والعلوم الاسلامیہ نے اپنے متعدد اجلاسوں میں کلیہ کا تفصیلی نصاب تیار کیا اور اسی وقت سے نافذ العمل ہو گیا۔

الحمد اللہ !کلیہ ہذا اپنے نصاب اور طرز تعلیم کے اعتبار سے پاکستان بھر میں ایک مثالی درسگاہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں وفاق المدارس السلفیہ کے نصاب میں کچھ ترمیم کر کے تجوید و قراءات کے نصاب کا اضافہ کیا گیا ہے۔

چنانچہ کلیہ میں درج ذیل مواد پڑھائے جاتے ہیں:

(۱) تجوید القرآن	(۲) قرآءات القرآن	(۳) توجیہ القرآءات
(۴) رسم القرآن	(۵) ضبط لقرآن	(٦) عد آیات القرآن
(۷) الوقف والابتداء	(۸) تاویل مختلف الآیات	(۹) تاریخ القرآءات والشبہات حولہا
(۱۰) ترجمۃ القرآن	(۱۱) تفسیر القرآن	(۱۲) اصول تفسیر
(۱۳) تاریخ تفسیر	(۱۴) حدیث	(۱۵) اصول حدیث
(۱٦) حجیت حدیث	(۱۷) عقائد	(۱۸) سیرت النبی ﷺ
(۱۹) فقہ	(۲۰) اصول فقہ	(۲۱) حکم التشریع الاسلامی
(۲۲) تاریخ فقہ	(۲۳) علم فرائض	(۲۴) تاریخ اسلام
(۲۵) علم نحو	(۲٦) علم صرف	وغیرھم من العلوم الاسلامیہ

اس طرح کلیۃ القرآن کا فارغ التحصیل تجوید و قراءات (سبعہ وعشرہ) کا ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ علوم شرعیہ اور عربیہ کا مستند عالم دین بھی ہو گا۔ انشاء اللہ

عصری علوم میٹرک تا ایم فل (علوم اسلامیہ) اس پر مستزاد ہیں۔

مدرسۃ الازھر اور مدرسۃ الزھراء میں ابتداء ہی سے بچوں کو تجوید کے ساتھ قرآن کریم حفظ کروانے کے لئے ان کو کلیۃ القرآن کے نظم ونسق کے تابع کر دیا گیا ہے۔ فی الحال ادارہ ہذا کی مختلف برانچز میں بیس سے زائد کلاسز جاری ہیں۔

کلیہ کے اغراض ومقاصد

a حاملین قرآن کریم واحادیث مقدسہ کا ایک ایسا گروہ تیار کرنا، جو جہاں ان علوم جلیلہ سے اپنے قلوب منور کریں اور اپنے کردار وعمل سے ان علوم کی تقدیس پر مہر ثبت کریں، وہاں ایسے اصحاب کے لئے باعث ہدایت ہوں جو مستشرقین کے غلط نظریات کے زیر اثر، احادیث سے بدظنی کے باعث متنوع قراءات کے 'معجزہ قرآنی' کے منکرین ہیں۔ اور یہ گروہ ان کو راہ راست پر لانے کے لئے پیش خیمہ ثابت ہو۔

b برصغیر پاک وہند میں مروجہ درس نظامی کے ساتھ ساتھ تجوید وقراءات (سبعہ وعشرہ) کی مکمل تعلیم کا انتظام کیا جائے، تا کہ کلیہ ہذا کا مستند عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ماہر فن تجوید وقرآءات بھی ہو، جس سے قاری غیر عالم کا تصور ختم ہو، اور قاریٔ قرآن کی شان اجاگر ہو۔

c دارالتصنیف والتالیف کا قیام عمل میں لایا جائے، تا کہ حالات کے مطابق مختلف علمی تحقیقات منظر عام پر لا کر قراءات کے منکرین کے مثبت انداز میں جوابات دیئے جا سکیں، اور عوام الناس کے ذوق کو پروان چڑھانے کے لئے آسان، عام فہم اور مفید تصانیف مہیا ہو سکیں۔

d ایک ایسے "دارالمطالعہ" کا قیام، جہاں سے علماء وفضلاء اپنے ذوق علمی کی تسکین کا سامان مہیا کر سکیں اور فن تجوید وقرآءات میں تحقیق وتدقیق کا موجب ہو۔

e کلیہ ہذا کے زیرِ اہتمام پہلے سے موجود کیسٹ لائبریری کو اس سطح پر لایا جائے کہ عوام کو اس کے ذریعے ملکی سطح پر مشاہیر قراء کرام کی تلاوتیں فراہم ہو سکیں اور لوگوں میں موسیقی کے رجحان کو کم کر کے قرآن کریم کی آڈیو کیسٹس پھیلائی جائیں، ملک بھر میں قرآن کریم کی برکات کا دور دورہ ہو۔ اسی طرح بین الاقوامی اعزازات کے حامل، شہرت یافتہ قراء کرام کی تلاوتیں اس کے ذریعہ پھیلائی جائیں۔ نیز منکرین تجوید وقرآءات کے شبہات، اعتراضات اور ان کے جوابات پر مشتمل تقاریر وخطبات کا اہم ذخیرہ موجود ہو، تا کہ بوقت ضرورت اس سے بھرپور استفادہ ممکن ہو سکے۔

قواعد وضوابط

اولاً: کلیہ میں داخلہ کے لئے عمومی شرائط

a متمنی داخلہ اس بات کا عہد کرے کہ وہ شرعی حجامت، لباس اور سر پر ٹوپی کی پابندی کے علاوہ ادارے کے نظام کی پابندی، ادارے کے اندر اور باہر بھی کرے گا اور خلاف ورزی پر مستحق سزا ہو گا۔

b متمنی داخلہ نیک چال چلن کا مالک ہو اور اس کے لئے اسے کسی معروف شخصیت سے کریکٹر سرٹیفکیٹ پیش کرنا ہو گا۔

c داخلہ انٹرویو کے بعد ہو گا اور داخلہ کمیٹی کا فیصلہ حتمی ہو گا۔

d داخلہ کا حتمی فیصلہ ادارہ میں ایک ماہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہو گا۔

e داخلہ کے وقت اپنی آخری سند (اصل) ہمراہ لانا ضروری ہے۔

f داخلہ فیس پانچ سو روپیہ ادا کرنا ہو گا۔
g طالب علم تعلیمی پروگرام، امتحانی قواعد وضوابط، کلاس میں بروقت اور مستعدی کے ساتھ حاضری، یکسوئی سے پڑھنے یا مطالعہ کرنے، رہائش گاہ میں حاضری کے اوقات میں حاضر رہنے کا پابند ہو گا۔
h جامعہ کے اساتذہ کا ادب واحترام اور اپنے ساتھیوں سے حسن سلوک سے پیش آئے گا۔
i دوران تعلیم کسی بھی سیاسی یا مذہبی تحریک سے وابستہ نہیں ہو گا۔
j کسی وجہ سے کلیہ چھوڑنے کے لئے درخواست والد یا سرپرست کے دستخطوں سے پیش کرے گا، اور کلیہ چھوڑنے کی اجازت ادارہ سے تحریری طور پر حاصل کرے گا اور خلاف ورزی پر مستحقِ سزا ہو گا۔

درج ذیل صورتوں میں طالب علم کو تعلیم کے کسی بھی مرحلہ پر ادارہ سے خارج کیا جا سکے گا:

a شرعی حجامت اور لباس کی مسلسل خلاف ورزی۔
b کسی فوجداری یا اخلاقی جرم کا ارتکاب۔
c ادارے کے نظم ونسق کی مسلسل خلاف ورزی یا ادارے میں شر انگیزی کی کوشش۔
d ادارے کی انتظامیہ، اساتذہ کرام یا عملے کی ہتک یا ان سے گستاخانہ رویہ۔
e مسلسل سات دن ادارے میں غیر حاضری۔

ثانیاً: کلیہ کے مختلف درجات اور ان میں داخلہ کی خصوصی شرائط

کلیہ کا نصاب چار درجات پر مشتمل ہے:

الف: الثانوية العامة (مدت تعلیم: دوسال)

اس درجے کے پہلے سال میں داخلہ کے لئے طالب علم کا حافظ قرآن کے علاوہ میٹرک یا مڈل معیار کا حامل ہونا لازمی ہے۔

ب: الثانوية الخاصة (مدت تعلیم: دوسال)

اس درجہ کے پہلے سال میں داخلہ کے لئے طالب علم کا نصاب تجوید سے مکمل فراغت کے علاوہ دینی علوم کی ثانویہ عامہ کا حامل ہونا ضروری ہے۔

ج: الشهادة العالية (مدت تعلیم: دوسال)

اس درجہ کے پہلے سال میں داخلہ کے لئے طالب علم کا 'سبعہ قرآءات' سے مکمل فراغت کے علاوہ دینی علوم کی 'ثانویہ خاصہ' کا حامل ہونا ضروری ہے۔

د: الشهادة العالمية (مدت تعلیم: دوسال)

اس درجہ کے پہلے سال میں داخلہ کے لئے طالب علم کا 'قرآءات عشرہ' سے مکمل فراغت کے علاوہ دینی علوم کی 'شہادة عالیہ' کا حامل ہونا ضروری ہے۔

نظام امتحان

a سال میں دو امتحان ہوں گے۔

b کامیابی کے لئے چالیس فیصد نمبر حاصل کرنا ضروری ہوں گے۔

c ہر مضمون میں کامیاب ہونا ضروری ہے۔ اگر ایک یا دو مضمون میں حاصل کردہ نمبر ۳۳ فیصد سے (کم نہ ہوں) اور مجموعی نمبر چالیس فیصد سے کم نہ ہوں تو ایسے امیدوار کو رعایتی کامیاب تصور کیا جائے گا۔

d **تقدیریں** (Grades) اس طرح ہوں گے:

ممتاز:	**۸۰ فیصد سے ۱۰۰ فیصد**
جید جداً:	**۶۰ فیصد سے ۷۹ فیصد**
جید:	**۵۰ فیصد سے ۵۹ فیصد**
مقبول:	**۴۰ فیصد سے ۴۹ فیصد**

e اگر کوئی امیدوار امتحان میں نقل کرتا یا کرواتا ہوا پایا گیا، یا پرچہ حل کرنے کے لئے ناجائز ذرائع استعمال کر رہا ہو تو اس امیدوار کا متعلقہ پرچہ منسوخ کر دیا جائے گا اور وہ مستحق سزا ہو گا۔

تفصیل نصاب

الثانوية العامة فی القرآن الكريم والعلوم الإسلامية

السنة الأولى (المستوى الأول)

نمبر	مضمون	مقررہ کتب
۱	ترجمة القران و تطبیق الواعد	سورة الفاتحة، سورة يونس وسورة هود (ترجمہ و مختصر تشریح) مکمل نصاب کی سورتوں کے مشکل صیغ واعراب کا اجراء
۲	الحديث النبوي حفظ الحديث	نخبۃ الصحیحین (قاری صہیب احمد میر محمدی حفظہ اللہ) (۱۵۰ احادیث) پہلی ۲۵ احادیث زبانی
۳	النحو	ابتدائی قواعد النحو (مکتبہ دار السلام) پہلے ۱۵ سبق (تمام اسباق و تدریبات کی امثلہ بمعہ تراکیب حل کروائیں)
۴	الصرف	ابتدائی قواعد الصرف (مكتبة دار السلام) پہلے ۱۴ سبق (تمام اسباق و تدریبات کی امثلہ بمعہ تراکیب حل کروائیں)

۵	أبواب الصرف	ابواب الصرف: (مکتبہ دار السلام) 30 ابواب
٦	العقيدة الإسلامية	تقویۃ الایمان (شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ)
۷	التجويد	القول السدید: (قاری محمد سلمان میر محمدی حفظہ اللہ) (آغاز سے احکام نون ساکن تک)
۸	ضبط القرآن الكريم	پہلے ۱۵ پارے (زبانی)
۹	الترتيل والتطبيق	مشق: تیسواں پارہ آخری نصف اور دیگر مشہور رکوعات حدر: پہلے ۱۵ پارے + تحفۃ القاری (قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ)

الثانوية العامة في القرآن الكريم والعلوم الإسلامية
السنة الأولى (المستوى الثاني)

نمبر	مضمون	مقررہ کتب
۱	ترجمة القران و تطبيق الواعد	سورۃ یوسف (ترجمہ ومختصر تشریح) مکمل نصاب کی سورتوں کے مشکل صیغ واعراب کا اجراء
۲	الحديث النبوي و حفظ الحديث	نخبۃ الصحیحین (قاری صہیب احمد میر محمدی حفظہ اللہ) (۵۱ تا ۱۰۰) زبانی: ۲۵ احادیث آخری (۲۶ تا ۵۰)
۳	النحو	ابتدائی قواعد النحو (مکتبہ دار السلام) آخری ۱۵ سبق (تمام اسباق وتدریبات کی امثلہ بمعہ تراکیب حل کروائیں)
۴	الصرف	ابتدائی قواعد الصرف (مکتبہ دار السلام) آخری ۱۴ سبق (تمام اسباق وتدریبات کی امثلہ بمعہ تراکیب حل کروائیں)
۵	أبواب الصرف	ابواب الصرف: (مکتبہ دار السلام) ۵۰ ابواب (۱۳۱ تا ۱۸۰ ابواب)
٦	سيرت النبوى اللغة العربية الأدعية الماثورة	رحمت عالم مکمل کتاب (مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ) اقرأ حصہ اول، دوم اور سوم (مولانا محمد بشیر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ) حصن المسلم، (الشیخ سعید علی بن وھف القحطانی رحمۃ اللہ علیہ) مکمل کتاب
۷	التجويد	القول السدید: (قاری محمد سلمان میر محمدی حفظہ اللہ) احکام نون ساکن سے آخر کتاب تک
۸	ضبط القرآن الكريم	آخری ۱۵ پارے (زبانی)
۹	الترتيل والتطبيق	مشق: تیسواں پارہ پہلا نصف اور دیگر مشہور رکوعات حدر: آخری ۱۵ پارے

الثانوية العامة في القرآن الكريم والعلوم الإسلامية

السنة الثانية (المستوى الأول)

نمبر	مضمون	مقررہ کتب
۱	ترجمة القران و تطبيق الواعد	سورۃ الرعد تا سورۃ الکھف (ترجمہ و مختصر تشریح) مکمل نصاب کی سورتوں کے مشکل صیغ و اعراب کا اجراء
۲	الحديث النبوي أصول لحديث	بلوغ المرام: (امام ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ) آغاز کتاب سے 'باب السجود و السھو' تک۔ ترکیب: کتاب الطھارہ فقط اصول حدیث: (مولانا محمد اویس بلگرامی ندوی) پہلی تین فصلیں
۳	النحو	کتاب النحو (مولانا عبد الرحمان امر تسری) (سبق نمبر ۱ تا ۳۳ کے آخر تک) (تمام اسباق و تدریبات کی امثلہ مع تراکیب)
۴	الصرف	کتاب الصرف: (مولانا عبد الرحمان امر تسری رحمۃ اللہ علیہ) آغاز کتاب سے 'بحث المثال' تک (تمام اسباق و تدریبات کی امثلہ مع تراکیب)
۵	أبو اب الصرف	ابواب الصرف: (مکتبہ دار السلام) ابواب مثال فقط
۶	قواعدالتجويد مع تطبيقه	فوائد مکیہ (قاری المقری عبد الرحمان مکی رحمۃ اللہ علیہ) سورۃ فاتحہ اور پہلا سپارہ
۷	ضبط القرآن الكريم	پہلے ۱۵ پارے (زبانی)
۸	الترتيل والتطبيق	مشق: انتیسواں پارہ: پہلا نصف اور دیگر مشہور رکوعات حدر: پہلے ۱۵ پارے تحفۃ القاری (قاری المقری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ)

الثانوية العامة في القرآن الكريم و العلوم الإسلامية

السنة الثانية (المستوى الثاني)

نمبر	مضمون	مقررہ کتب
۱	ترجمة القران تطبيق الواعد	سورۃ مریم سے سورۃ النمل تک (ترجمہ و مختصر تشریح) مکمل نصاب کی سورتوں کے مشکل صیغ و اعراب کا اجراء
۲	الحديث النبوى اصول الحديث	بلوغ المرام: (امام ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ) (باب صلوٰۃ التطوع سے کتاب الحج تک) ترکیب: کتاب الطھارہ فقط اصول حدیث: (محمد اویس بلگرامی ندوی رحمۃ اللہ علیہ)

		فصل رابع سے آخر کتاب تک
۳	النحو	کتاب النحو (مولانا عبد الرحمان امرتسری) (سبق: ۳۴ تا آخر کتاب) (تمام اسباق وتدریبات کی امثلہ مع تراکیب)
۴	الصرف	کتاب الصرف: (مولانا عبد الرحمان امرتسری رحمۃ اللہ علیہ) "بحث الاجوف" سے " الکتاب المثال" تک (تمام اسباق وتدریبات کی امثلہ مع تراکیب)
۵	ابو اب الصرف	ابواب الصرف: (مکتبہ دارالسلام) 'الاجوف' سے آخر کتاب تک
۶	قواعد التجويد تطبيقه	المقدمة الجزرية (امام محمد بن محمد بن جزری رحمۃ اللہ علیہ) دوسرے سپارے سے سورۃ البقرۃ کے آخر تک
۷	ضبط القرآن	دوسرے ۱۵ پارے (زبانی)
۸	الترتيل والتطبيق	مشق: انتسواں پارہ، دوسرا نصف اور دیگر مشہور رکوعات حدر: آخری ۱۵ پارے + تحفۃ القاری (قاری محمد ابراہیم میر محمدی)

الثانوية الخاصة في القرآن الكريم و العلوم الإسلامية

السنة الأولى (المستوى الأول)

نمبر	مضمون	مقررہ کتب
۱	ترجمة القران تطبيق الواعد	سورۃ القصص تا سورۃ الزمر (ترجمہ و مختصر تشریح) مکمل نصاب کی سورتوں کے مشکل صیغ واعراب کا اجراء
۲	الحديث النبوي	مشکوٰۃ المصابیح: الجزء الاول (شروع کتاب سے صلاۃ العیدین تک (امام محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزی رحمۃ اللہ علیہ)
۳	النحو	قواعد النحو: حصہ اول (مکتبہ دارالسلام لاہور) (پہلے ۱۳ سبق) (تمام اسباق وتدریبات کی امثلہ مع تراکیب حل کروائیں)
۴	الصرف	قواعد الصرف: حصہ اول (مکتبہ دارالسلام لاہور) (پہلے ۱۴ سبق) (تمام اسباق وتدریبات کی امثلہ مع تراکیب)
۵	الفقه الإسلامى	فقه السنّة: كتاب الصلاة: (الشیخ سید سابق رحمۃ اللہ علیہ) کتاب الصلاۃ سے قیام اللیل تک
۶	القراءات السبع	متن الشاطبية: (امام ابو القاسم الشاطبی رحمۃ اللہ علیہ) اصول مکمل
۷	تطبيق القرآءات العشر	سورۃ الفاتحہ و جزء اول المختارات: النصف الأول (قاری محمد ابراہیم میر محمدی)

المدخل إلی علم الوقف (قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ) تسهيل الاهتداء فی الوقف والابتداء (=) اطیب المنح: (ڈاکٹر عبد الکریم المراد، الشیخ عبد المحسن العباد) ابتدائے کتاب سے 'السبب العاشر' تک	علم الوقف اصول حديث	۸

الثانوية الخاصة في القرآن الكريم والعلوم الإسلامية

السنة اولى (المستوى الثاني)

مقررہ کتب	مضمون	نمبر
سورة المؤمنون تا سورة التحريم (ترجمہ و مختصر تشریح) مکمل نصاب کی سورتوں کے مشکل صیغ واعراب کا اجراء	ترجمة القرآن تطبيق لقواعد	۱
مشکوٰة المصابيح: (امام محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزی) الجزء الأول (باب الأضحية سے پہلی جلد کے آخر تک)	الحديث النبوي ﷺ	۲
قواعد النحو (اول): (مکتبہ دار السلام) (سبق نمبر ۱۴ سے کتاب کے آخر تک) (تمام اسباق و تدریبات کی امثلہ مع تراکیب)	النحو	۳
قواعد الصرف (اول): (مکتبہ دار السلام) (سبق نمبر ۱۵ سے کتاب کے آخر تک) (تمام اسباق و تدریبات کی امثلہ مع تراکیب)	الصرف	۴
فقه السنّة: كتاب الصلاة (الشیخ سید سابق رحمہ اللہ) (صلاة الضحیٰ سے كتاب الصلاة تک)	الفقه الإسلامي	۵
المدخل إلى علم القراءات للقصيدة الشاطبية (قاری المقری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ) متن الشاطبية: مقدمہ و فروش الکلمات سورة البقرة)	القراءات السبع	۶
من بداية الجزء الثاني إلى نهاية سورة البقرة المختارات: (قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ) نصف ثانی	تطبيق القرآءات العشر	۷
أطيب المنح: (ڈاکٹر عبد الکریم المراد، الشیخ عبد المحسن العباد) "المرفوع و أقسامه" سے آخر کتاب تک	اصول حديث	۸

الثانوية الخاصة في القرآن الكريم و العلوم الإسلامية
السنة الثانية (المستوى الأول)

نمبر	مضمون	مقررہ کتب
١	ترجمة القرآن تطبيق لقواعد	پارہ ۲۹،۳۰، سورۃ البقرۃ، سورۃ اٰل عمران مکمل نصاب کی سورتوں کے مشکل صیغ واعراب کا اجراء
٢	الحديث النبوي ﷺ	مشکوٰۃ المصابیح (الجزء الثانی): (امام محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزی) کتاب النکاح سے باب حفظ اللسان تک سنن نسائی: (الکسوف، الاستسقاء، الخوف، الجنائز، مناسک الحج)
٣	النحو	قواعد النحو: حصہ دوم (مکتبہ دار السلام) (پہلے ۲۸ سبق) (تمام اسباق و تدریبات کی امثلہ مع تراکیب)
٤	الصرف	قواعد الصرف: حصہ دوم (مکتبہ دار السلام) (پہلے ۲۴ سبق) (تمام اسباق و تدریبات کی امثلہ مع تراکیب)
٥	العقيدة الإسلامية	شرح العقيدة الواسطية: (الشیخ محمد خلیل الھراس) (آغاز سے صفة اللام الله تک)
٦	الفرائض	اسلام کا قانون وراثت: (مولانا صلاح الدین حیدر لکھوی) مکمل کتاب
٧	القراءات السبع و الثلاث	متن الشاطبية: (امام ابو القاسم الشاطبی) (آل عمران تا الانعام) متن الدرة: (امام محمد بن جزری) مقدمۃ الکتاب سے سورۃ النساء تک المدخل إلى القصيدة للدرة المضية في القرآءات الثلاث
٨	تطبيق القرآءات العشر و علم الفواصل	من سورة آل عمران إلى آخر سورة المآئدة كتاب نفائس البيان (الشیخ عبد الفتاح القاضی رحمۃ اللہ علیہ)

الثانوية الخاصة في القرآن الكريم والعلوم الإسلامية
السنة الثانية (المستوى الثاني)

نمبر	مضمون	مقررہ کتب
١	ترجمة القرآن تطبيق لقواعد	سورۃ النساء سے سورۃ التوبۃ تک (ترجمہ و مختصر تشریح) مکمل نصاب کی سورتوں کے مشکل صیغ واعراب کا اجراء
٢	الحديث النبوي ﷺ	مشکوٰۃ المصابیح (جزء ثانی): (امام محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزی) باب حفظ اللسان سے آخر کتاب تک

		سنن نسائی: (امام احمد بن شعیب النسائی رحمۃ اللہ علیہ) الجهاد سے الخیل تک
۳	النحو	قواعد النحو (دوئم): (مکتبہ دارالسلام) (سبق: ۲۹ تا آخر کتاب) (تمام اسباق و تدریبات کی امثلہ مع تراکیب)
۴	الصرف	قواعد الصرف (دوئم): (مکتبہ دارالسلام) (سبق نمبر ۲۵ سے کتاب کے آخر تک) (تمام اسباق و تدریبات کی امثلہ مع تراکیب
۵	العقيدة الإسلامية	شرح العقيدة الواسطية: (الشیخ محمد خلیل الهراس رحمۃ اللہ علیہ) صفة الكلام الله سے آخر کتاب تک
۶	أصول الفقه	اصول فقہ پر ایک نظر: (مولانا عاصم الحداد رحمۃ اللہ علیہ) مکمل کتاب
۷	القراءات السبع والثلاث	متن الشاطبية: (امام ابو القاسم الشاطبی رحمۃ اللہ علیہ) (المائدة تا الكهف) متن الدرة: (امام محمد بن جزری رحمۃ اللہ علیہ) (المائدة تا الكهف)
۸	تطبيق قرآءات عشر علم توجيه القرآءات	سورۃ المائدۃ سے الکھف تک القلائد الفکر (الشیخ صادق القمحاوی رحمۃ اللہ علیہ)

الشهادة العالية في القرآن الكريم و العلوم الإسلامية

السنة الأولى (المستوى الأول) (أولى كلية ب)

نمبر	مضمون	مقررہ کتب
۱	ترجمة القرآن تطبيق لقواعد	تفسیر الجلالین: (علامہ محلی و علامہ السیوطی) (الفاتحہ تا النساء) مکمل نصاب کی سورتوں کے مشکل صیغ و اعراب کا اجراء
۲	الحديث النبوى	سنن ابی داؤد: (امام ابو داؤد السجستانی رحمۃ اللہ علیہ) کتاب الطهارة، نصف اول
۳	الفقه الإسلامي	الهداية في الفقه الحنفي: (امام برهان الدین علی بن حسن المرغینانی) آغاز کتاب سے کتاب الحج نصف تک
۴	النحو	شرح ابن عقيل: الربع الأول (امام بهاؤالدین عبد الله ابن عقیل رحمۃ اللہ علیہ) الربع الأول
۵	أصول التفسير	مقدمہ اصول تفسیر (امام احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ) مکمل کتاب
۶	تطبيق النحو والصرف	سورۃ فاتحہ اور پہلا سپارہ
۷	تطبيق القرآءات لعشر	سورۃ مریم سے سورۃ یٰس تک

۸	القراءات العشر	الشاطبية والدرة: (امام ابوالقاسم الشاطبی رحمۃ اللہ علیہ) سورۃ مریم سے الناس تک وخاتمہ	
۹	تحريرات الشاطبية	اتحاف البرية: مکمل کتاب (امام علی خلف الحسینی رحمۃ اللہ علیہ) المدخل إلى تحريرات الشاطبية (قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ)	
۱۰	تاريخ المصحف	تاريخ المصحف الشريف (الشیخ عبدالفتاح القاضی رحمۃ اللہ علیہ)	

الشهادة العالية في القرآن الكريم والعلوم الإسلامية
السنة الأولى (المستوى الثاني)(اولي كلية ب)

نمبر	مضمون	مقررہ کتب
۱	ترجمة القرآن تطبيق لقواعد	تفسير الجلالين: (علامہ محلی وعلامہ السیوطی) (المائدۃ تا التوبۃ) مکمل نصاب کی سورتوں کے مشکل صیغ واعراب کا اجراء
۲	الحديث النبوی	سنن ابی داؤد: (امام ابوداؤد السجستانی) کتاب الطہارۃ نصف ثانی
۳	ا لفقه الإسلامي	الهداية في الفقه الحنفي: (امام برہان الدین علی بن حسن المرغینانی) آغاز کتاب سے کتاب الحج تک
۴	النحو	شرح ابن عقیل: (امام بہاؤالدین عبداللہ ابن عقیل) الربع الثانی
۵	أصول الفقه	أصول الشاشي: (امام اسحاق بن ابراہیم الشاشی رحمۃ اللہ علیہ) آغاز کتاب سے حروف المعانی سے
٦	البلاغة والأدب والإنشاء	البلاغة الواضحة (الشیخ علی الجارم، الشیخ مصطفیٰ آمین) مقدمۃ الکتاب وباب الاول دروس اللغة العربية (جزء الثالث) (ڈاکٹر ف عبدالرحیم)
۷	تطبيق القرآءات العشر	من سورة الصافات إلى آخر سورة الناس
۸	علم الرسم علم الضبط	مطبوع نصابی کتاب کلیۃ القرآن (قاری مصطفیٰ راسخ حفظہ اللہ) مطبوع نصابی کتاب کلیۃ القرآن (قاری مصطفیٰ راسخ حفظہ اللہ)

الشہادۃ العالمیۃ فی القرآن الکریم والعلوم الإسلامیۃ
السنة الثانية (المستوى الأول)

نمبر	مضمون	مقررہ کتب
ا	الحديث النبوي	جامع ترمذی: (امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ) أبواب البر والصلة، الزهد، صفة القيامة، القراءات سنن ابی داود: (امام ابوداؤد السجستانی رحمۃ اللہ علیہ) الزكاة والصوم
۲	الفقه الإسلامي	صحيح فقه السنه: (الشیخ ابومالک کمال الدین مصری رحمۃ اللہ علیہ)
۳	الفرائض	تفہیم المواریث: (مولانا فاروق اصغر صارم رحمۃ اللہ علیہ) آغاز سے مبحث عول تک
۴	الصرف	شرح ابن عقیل: الربع الثالث (امام بہاؤالدین عبد اللہ ابن عقیل)
5	أصول الحديث	تيسير مصطلح الحديث: (ڈاکٹر محمود الطحان رحمۃ اللہ علیہ) نصف اول
۶	العقيدة الإسلامية	شرح العقيدة الطحاوية: (امام ابن ابی العز الحنفی رحمۃ اللہ علیہ) ابتدائے کتاب سے مبحث کلام تک
۷	القراءات العشر الكبرى	طيبة النشر: مقدمہ کتاب (امام محمد بن محمد بن الجزری رحمۃ اللہ علیہ) المدخل إلى طيبة النشر (قاری المقری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ)
۸	تطبيق العشر الكبرى	من سورة الفاتحة إلى آخر الجزء الأول
۹	تاريخ القرآءات	مطبوع نصابی کتاب کلیۃ القرآن (قاری مصطفیٰ راسخ حفظہ اللہ)

الشہادۃ العالمیۃ فی القرآن الکریم و العلوم الإسلامیۃ
السنة الثانية (المستوى الثاني)

نمبر	مضمون	مقررہ کتب
ا	الحديث النبوي	جامع ترمذی: (امام ابو عیسیٰ الترمذی) الاحکام سے الأشربة تک اور تفسیر القرآن (أبواب تفسير القرآن، أبواب الأحكام إلى آخر أبواب الأشربة) سنن ابی داود: (امام ابوداؤد السجستانی) كتاب الحج
۲	الفقه الإسلامي	صحيح فقه السنة: (الشیخ ابومالک کمال الدین مصری)

		صيام التطوع سے كتاب الحج تک
۳	الفرائض	تفہیم المواریث: (مولانا فاروق اصغر صارم) التصحيح تا آخر کتاب
۴	الصرف	شرح ابن عقیل: (امام بہاؤالدین ابن عقیل) الربع الأخير
۵	أصول الحديث	تيسير مصطلح الحديث: (ڈاکٹر محمود الطحان)، نصف ثانی
۶	العقيدة الإسلامية	شرح العقيدة الطحاوية: (امام ابن ابی العز الحنفی رحمۃ اللہ علیہ) صفة الكلام سے أصل القدر سر الله تک
۷	أصول الفقه	الوجيز فی أصول الفقه: (ڈاکٹر عبدالکریم الزیدان رحمۃ اللہ علیہ) مقدمة و أبحاث الحكم
۸	القراءات العشر الكبرىٰ	طيبة النشر: أصول القرآءات (امام محمد بن الجزری رحمۃ اللہ علیہ)
۹	تطبيق العشرى الكبرى	من جزء الثاني إلى آخر سورة آل عمران
۱۰	حجية القرآءات	مطبوع نصابی کتاب کلیۃ القرآن (قاری مصطفیٰ راسخ حفظہ اللہ)

الشهادة العالمية في القرآن الكريم و العلوم الإسلامية
السنة الأولى (المستوى الأول)

نمبر	مضمون	مقررہ کتب
۱	الحديث النبوي	صحیح مسلم: (امام ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری رحمۃ اللہ علیہ) المقدمة، كتاب الأيمان، البيوع، القسامة تا كتاب الأشربة
۲	أصول التفسير	قواعد التفسير: (الشیخ خالد السبت رحمۃ اللہ علیہ) النصف الأول
۳	حِكم التشريع الإسلامي	حجة الله البالغة: (امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) المبحث السابع و تتمة الكتاب
۴	أصول التخريج	أصول التخريج ودراسة الأسانيد: (محمود الطحان) مکمل کتاب
۵	الفقه الإسلامي	بداية المجتهد: (امام ابن رشد الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ) كتاب النكاح صحيح فقه السنة: (الشیخ ابو مالک کمال الدین مصری) كتاب الأطعمة وكتاب الأيمان والنذور
۶	العقيدة الإسلامية	شرح العقيدة الطحاوية: (امام ابن ابی العز الحنفی رحمۃ اللہ علیہ) 'مبحث سر الله فی خلقه' تا مبحث الدين ينتظم الإيمان
۷	أصول الفقه	الوجيز فی أصول الفقه: (عبدالکریم الزیدان) أدلة الأحكام

	الفقه النوازل	جدید فقہی مسائل (ڈاکٹر حافظ مبشر حسین حفظہ اللہ)
۸	علم الجرح و التعديل	ضوابط الجرح والتعديل (مذكرة الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة)
۹	تحريرات العشر الكبرىٰ	تنقيح الفتح الكريم: (ڈاکٹر احمد عبد العزیز الزیات) ربع أول المدخل إلى تحريرات الطيبة (قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ)
۱۰	تطبيق	سورة آل عمران سے سورة التوبه تک

الشهادة العالية في القرآن الكريم و العلوم الإسلامية
السنة الأولى (المستوى الثاني)

نمبر	مضمون	مقررہ کتب
۱	الحديث النبوي ﷺ	صحيح مسلم : (امام ابو الحسين مسلم بن الحجاج القشيرى) کتاب اللباس تا کتاب البر والصلة۔ کتاب القدر تا آخر کتاب سنن ابی داود: (امام ابو داؤد السجستانی) الحدود والجنايات
۲	أصول التفسير	قواعد التفسير: (الشیخ خالد السبت رحمۃ اللہ علیہ) نصف ثانی
۳	أصول الحديث	شرح نخبة الفكر: مکمل کتاب (حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ)
۴	الفقه الإسلامي	بداية المجتهد: (امام ابن رشد الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ) كتاب الفرق بين الزوجين سے باب الحضانة تک صحيح فقه السنه: (الشیخ ابو مالک کمال الدین) كتاب البيوع
۵	العقيدة الإسلامية	شرح العقيدة الطحاوية: (امام ابن ابی العز الحنفی رحمۃ اللہ علیہ) مبحث الدين ينتظم الإيمان سے الاستطاعة تک
۶	أصول الفقه والقواعد الفقهيه	الوجيز: (عبد الکریم الزیدان) القواعد الأصولية اللغوية قواعد فقہیہ: (ڈاکٹر محمود احمد غازی رحمۃ اللہ علیہ)
۷	مناهج البحث	مذكرة الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة
۸	الفقه النوازل	جدید فقہی مسائل (ڈاکٹر حافظ مبشر حسین حفظہ اللہ)
۹	تحريرات العشر الكبرىٰ	تنقيح الفتح الكريم: (الشیخ احمد عبد العزیز الزیات) الربع الثاني

سورة یونس تا سورة الکھف	تطبیق	۱۰

الشهادة العليا في القرآن الكريم و العلوم الإسلامية
السنة الثانية (المستوى الأول)

مقررہ کتب	مضمون	نمبر
تفسیر فتح القدیر: (امام محمد بن علی الشوکانی رحمۃ اللہ علیہ) پارہ: 29	تفسیر القرآن	۱
صحیح بخاری: (امام محمد بن اسماعیل البخاری)	الحدیث النبوی	۲
مذکرة الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة	أصول الفتوىٰ	۳
صحیح فقه السنة: (الشیخ ابومالک کمال الدین مصری رحمۃ اللہ علیہ) کتاب الحدود سے حد الحرابة تک اسلامی بینکاری، جدید مالی معاملات (الشیخ حافظ محمد ذوالفقار حفظہ اللہ)	الفقه الجنائي الفقه المصرفي	۴
السياسة الشرعية (امام احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ)	السياسة الشرعية	۵
اليهودية، والنصرانية، والهنودية، والقاديانية (مذكرة الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة)	مطالعة الأديان	۶
شرح العقيدة الطحاوية: (امام ابن ابی العز الحنفی) مبحث الاستطاعة سے آخر کتاب تک	العقيدة الإسلامية	۷
اصول التحقيق (مذكرة الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة)	البحث والتحقيق	۸
طیبة النشر: (امام محمد بن محمد بن الجزری رحمۃ اللہ علیہ) البقرة تا الکھف سورة مریم تا سورة یٰسٓ	القرآءات العشر الكبرى (تطبيق)	۹
تنقيح الفتح الكريم: (الشیخ احمد عبدالعزیز الزیات) ربع ثالث	تحریرات	۱۰

الشهادة العليا في القرآن الكريم و العلوم الإسلامية
السنة الثانية (المستوى الثاني)

مقررہ کتب	مضمون	نمبر
تفسیر فتح القدیر: جزء الثلاثين (امام محمد بن علی الشوکانی رحمۃ اللہ علیہ)	تفسیر القرآن	۱
صحیح بخاری (امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ) السنة ومكانتها فی التشريع الإسلامی: (ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی)	الحدیث النبوي علوم الحدیث	۲

		مختلف ابحاث
۳	الفقه الجنائي	صحيح فقه السنة: (الشیخ ابومالک کمال الدین مصری رحمۃ اللہ علیہ) حد الحرابة سے الديات تک
۴	مطالعة الاديان	الخوارج ، والصوفية / الشيعة ، والإسماعيلية (مذكرة الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة)
۵	البحث و التحقيق	تحقيق المخطوط / البحث
۶	علم الكلام المعاصر	قرآن اور علم جدید (ڈاکٹر رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ)
۷	أصول التفسير	الفوز الكبير (امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)
۸	تاريخ الفقه الإسلامي	تاريخ التشريع الإسلامي (الشیخ مناع القطان رحمۃ اللہ علیہ)
۹	القرآءات العشر الكبرىٰ تطبيق	طيبة النشر: (امام محمد بن محمد بن الجزری) سورۃ مریم سے آخر تک سورۃ الصافات سے الناس تک
۱۰	تحريرات	تنقيح الفتح الكريم: (الشیخ احمد عبد العزیز الزیات) ربع آخر

علم حاصل کرنے کا ادب

امام سلیمان بن موسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(كانوا يقولون: لا يؤخذ العلم عن الصُحُفيين)

[الآداب الشرعة لابن مفلح: ۲/ ۱۴۴]

"سلف کہا کرتے تھے کہ علم ایسے لوگوں سے علم حاصل نہ کرو، جو محض کتابیں پڑھ کر سیکھتے ہیں۔"

وقال سعید بن عبد العزیز رحمہ اللہ:

(لا تأخذوا العلم من صُحُفي) [الآداب الشرعية: ۱/ ۲۵۹]

"کتابوں سے سیکھنے والوں سے علم نہ لو۔"

یعنی علم حاصل کرنے کا طریقہ اور ادب یہ ہے کہ اساتذہ سے بالمشافہ حاصل کیا جائے۔

قاری عبد الرحیم راسخ[1]

کلیۃ القرآن الکریم، لاہور میں فروغ قراءات کے حالیہ اقدام

کلیۃ القرآن الکریم کی ابتدا

قرآن کریم اللہ تعالی کی عظیم نعمت ہے، جو نہ صرف آخری آسمانی کتاب ہے، شرائع من قبلنا کی ناسخ کتاب، بلکہ اللہ تعالی کی مخلوق میں سے جن وانس کی رشد وہدایت اور رفعت وبلندی کی ضامن ہے۔ قرآن کریم ایسی شان وشوکت کی حامل کتاب ہے کہ جس کی محض تلاوت ہی روح کو تسکین اور جسم کو راست بازی سے مزین کرکے اصابت عمل اور صراط مستقیم پر گامزن کر دیتی ہے۔ اور قاری کو ثواب دارین کا مالک بنا دیتی ہے۔ یہ امتیاز اس وقت حاصل ہوتا ہے جب تلاوت قرآن تجوید وقراءات کے اصول وقواعد کے مطابق کی جائے۔ اور قاری کو قراءات قرآنیہ کے متنوع کا علم ہونے کے ساتھ ساتھ الفاظ ومعانی قرآن کا بھی علم ہو۔

برصغیر پاک وہند میں روایت حفص چونکہ رواج پزیر تھی، اس لیے عام وخاص دیگر روایات وقراءات سے واقفیت نہیں رکھتے تھے، حالانکہ بطور قاری قرآن ان قراءات کا علم ہونا ضروری تھا۔ حالات کے پیش نظر اس امر کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک ایسے ادارے کا آغاز کیا جائے جو مذکورہ بالا تمام اہداف ومقاصد کے حصول میں معاون ہو اور اس ادارے کی بنیاد رکھنے کے لئے ایک ایسی شخصیت کی خدمات درکار تھیں، جو اسے بطریق احسن پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے نمایاں کردار ادا کرے۔

اس وقت شیخ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ اور شیخ القراء قاری محمد ادریس عاصم حفظہ اللہ مدینہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھے۔ رئیس جامعہ لاہور الاسلامیہ ومجلس التحقیق الاسلامی، حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ اپنے سعودی عرب کے تقریباً ہر دورے کے دوران مذکورہ شیوخ سے باقاعدہ ملاقات کرتے اور انہیں اپنے علم تجوید وقراءات سے متعلق مستقبل کے پروگرام سے آگاہ فرماتے، اور انہیں تکمیل تعلیم کے بعد جامعہ لاہور الاسلامیہ میں علم تجوید وقراءات کے فروغ کے حوالے سے کام کرنے کی دعوت دیتے۔ شیخ القراء قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ، فارغ ہوئے تو ان کی مجبوری تھی کہ جس ادارے میں دوران تدریس ان کا مدینہ یونیورسٹی داخلہ ہوا تھا، واپس آکر اسی ادارے میں کام کرنے کا وعدہ فرما چکے تھے۔ البتہ قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ نے محترم حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ کی خواہش حسن پر لبیک کہا، اور جامعہ لاہور الاسلامیہ، کلیۃ الشریعہ میں علم تجوید کے تدریسی فرائض سرانجام دینا شروع کر دیئے۔ محترم قاری صاحب کو

[1] فاضل واستاذ جامعۃ لاہور الاسلامیۃ

کلیۃ الشریعہ میں پڑھاتے ہوئے ابھی چھ ماہ ہی گزرے تھے، کہ محترم قاری صاحب نے حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ اور جامعہ کے دیگر ارباب حل و عقد کو مشورہ دیا، کہ کلیہ الشریعہ کی طرح کلیۃ القرآن الکریم کا بھی آغاز ہونا چاہیے۔ محترم قاری صاحب کے مشوروں اور ان کی کاوشوں کی بدولت ۲ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ بمطابق ۱۹ مارچ ۱۹۹۱ء بروز منگل حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ کی زیر صدارت ایک اعلیٰ سطحی اجلاس منعقد ہوا، جس میں پاکستان کے نامور قراء اور علماء کرام کو مدعو کیا گیا، تاکہ علم تجوید و قراءات کی اشاعت کا عظیم مشن اساتذہ کرام اور مخلص ساتھیوں کے مشورے و باہمی تعاون سے ارتقائی مراحل طے کرے۔

اجلاس میں طے پایا کہ آئندہ تعلیمی سال سے جامعہ لاہور الاسلامیہ کے کلیات میں اضافہ کرتے ہوئے کلیۃ القرآن الکریم والعلوم الاسلامیہ کا اجراء کر دیا جائے گا، چنانچہ ۱۹۹۲ء میں اس کلیہ کا شاندار آغاز ہوا۔

استاذ القراء قاری محمد ابراہیم حفظہ اللہ کی خدمات

محترم قاری صاحب کی بھرپور محنتوں سے یہ کلیہ ایک تحریک کی شکل اختیار کر گیا، جس کے زیر اہتمام جامعہ لاہور الاسلامیہ میں بالترتیب ۱۹۹۱ء، ۱۹۹۲ء، ۱۹۹۴ء، ۱۹۹۶ء، ۲۰۰۰ء، ۲۰۰۲ء، اور ۲۰۰۷ء میں تاریخ ساز اور بڑی محافل حسن قراءات منعقد ہوئیں۔ ان محافل حسن قراءات کے انعقاد اور تحریک کلیۃ القرآن کے ارتقاء میں محترم قاری صاحب روح رواں ثابت ہوئے۔

بعد ازاں جامعہ لاہور الاسلامیہ میں کلیۃ القرآن کے کامیاب قیام اور تجوید و قراءات کے سینکڑوں تلامذہ تیار کرنے کے بعد مزید اعلیٰ مقاصد کی غرض سے ۲۰۰۵ء میں حضرت قاری صاحب کے، جامعہ لاہور الاسلامیہ سے تشریف لے جانے کے باوجود بھی حضرت قاری صاحب کی تمام تر ذہنی توجیہات اور اعلی ترین جذبات و خواہشات اپنے اصل ادارے کے لئے باقی ہیں۔ الغرض تحریک کلیۃ القرآن الکریم شیخ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ کی مرہون منت ہے۔

قاری صاحب حفظہ اللہ کے دور میں جامعہ لاہور الاسلامیہ میں کلیۃ القرآن کا نظام

کلیۃ القرآن الکریم کا آغاز ہوا، تو وفاق المدارس کے نصاب میں کچھ ترامیم کر کے کلیۃ القرآن کے لیے نصاب مرتب کیا گیا، جس میں ابتدائی دو سالوں میں علم التجوید کا کورس مکمل کروایا جاتا۔ اس کے علاوہ طلباء سے مکمل قرآن مجید حدر میں سنا جاتا۔ اور قرآن مجید کے مخصوص رکوعات کی مشق کروائی جاتی۔ تاکہ طلباء میں ﴿ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ﴾ کے منہج پر قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا ملکہ پیدا ہو سکے۔

ثالثہ ثانوی (تیسرے سال) سے علم القراءات کا آغاز ہو جاتا ہے جو عرصہ چار سال یعنی تیسرے سال سے چھٹے سال تک جاری و ساری رہتا۔ اس دوران پہلے تین سال مکمل قرآن مجید اجراء کی صورت میں سنا جاتا، اور ساتھ ساتھ قراءات سبعہ سے متعلقہ کتب شاطبیہ وغیرہ کی تعلیم دی جاتی۔ اور چھٹے سال قراءات ثلاثہ میں مکمل قرآن مجید کا اجراء کرواتے ہوئے متعلقہ کتب درہ وغیرہ کی تعلیم اور دیگر قراءات سبعہ و عشرہ (عشرہ صغریٰ) کی تکمیل کی جاتی۔ اس طرح جامعہ کے چھٹے سال میں کلیۃ القران کی تعلیم مکمل ہو جاتی۔ اور آخری دو سال میں کلیۃ الشرعیہ کی تعلیم جاری رہتی۔ اس میں کلیۃ القران اور کلیۃ الشرعیہ کی کلاسز ملا کر ایک کلاس کی شکل میں درس نظامی کی تکمیل کی جاتی۔ البتہ استاذ القراء قاری محمد

ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ نے آخری کلاس میں مزید بہتری کے لئے بھی کلیۃ القران کو جاری کرنے کی کوشش کی، مگر کلیۃ القران کا آغاز ہونے اور دیگر مسائل کی وجہ سے اس پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔

آخری کلاسز میں کلیۃ القرآن کی اسباق نہ ہونے کا نقصان

a کلیۃ القرآن میں عرصہ ۶ سال انتھک محنت سے طلباء میں تجوید و قراءات کی دلچسپی پیدا کی جاتی ہے۔ لیکن آخری دو سالوں میں کلیۃ القران سے متعلقہ کوئی پیریڈ نہ ہونے کی وجہ سے طلباء کی دلچسپی ماند پڑ جاتی ہے، جو کہ ایک طویل عرصہ کی تگ و دو کا ثمر ہوتی ہے۔

b آخری سالوں میں کلیۃ القرآن کی کلاسز نہ ہونے کی وجہ سے طلباء نے جو ۶ سالہ تعلیمی دور میں تجوید و قراءات سے متعلقہ حاصل کیا ہوتا تھا، مستحضر نہیں رہتا۔ طلباء میں جو پختگی اور ملکہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کی چاشنی کم ہو جاتی ہے۔

c بلکہ طلباء میں علم تجوید و قراءات کا ذوق ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اور فراغت کے بعد وہ اس میدان میں کام کرنے کے لئے ذہنی طور پر تیار نہیں ہو پاتے۔

d سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ دو سال کا وقت میسر ہونے کے باوجود، طلباء سبعہ احرف سے متعلقہ بہت سی صحیحہ اور متواترہ قراءات سے نا آشنا رہتے ہیں۔ جن کا حفاظت قرآن میں روایت حفص کی طرح اپنا ایک مقام اور کردار ہے۔

آخری کلاسز میں کلیۃ القرآن کے شامل نصاب نہ ہونے کی بنیادی وجہ

کلیۃ القران کا آغاز ہوا، تو ابتدائی حالات کے پیش نظر علم تجوید اور قراءات عشرہ صغری کو شامل نصاب کیا گیا۔ اور یہ قراءات عشرہ صغری چھٹے سال میں ہی پایہ تکمیل تک پہنچ جاتی۔ اور اگلے دو سال کلیۃ القرآن کے اسباق جاری نہ رہ سکتے، حالانکہ آخری دو سالوں میں قراءات عشرہ کبری کی گنجائش موجود تھی۔ لیکن کلیۃ القران کے آغاز اور تدریجی پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے آخری دو سالوں کلیۃ القران کو نصاب میں شامل نہ کیا گیا۔

قراءات عشرہ کبری کا تعارف

قراءاتِ عشرہ کبریٰ با آسانی سمجھنے کی غرض سے پہلے قراءت عشرہ صغریٰ کی وضاحت کرنا مناسب ہے۔

قراءاتِ عشرہ صغریٰ یعنی قراءات عشرہ عن طریق الشاطبیہ و درہ میں دس قراء کی قراءات تھیں۔ پھر ہر قاری سے روایت کرنے والے دو راوی ہیں۔ اس طرح یہ کل ۲۰ روایات ہو جاتی ہیں۔ جبکہ قراءات عشرہ کبریٰ (قراءاتِ عشرہ عن طریق الشاطبیہ) مزید ہر راوی کے دو طریق، پھر ہر طریق سے روایت کرنے والے دو، دو راویوں کو جمع کیا گیا ہے، جن کی کل تعداد ۸۰ تک پہنچ جاتی ہے۔ گویا قراءات عشرہ صغریٰ (عن طریق الشاطبیہ و درہ) میں ۲۰ راویوں کی روایات ہیں، اور عن طریق الطیبہ قراءات عشرہ کبریٰ میں ۸۰ طرق قرآن (راویوں) کو جمع کیا گیا ہے۔

قراءاتِ عشرہ عن طریق الطیبہ المعروف عشرہ کبری کی اہمیت

قران مجید کی اہمیت کے پیش نظر اس سے متعلق ہر علم کی شان وشوکت دیگر علوم سے بالا تر ہو جاتی ہے۔ ویسے تو قرآن مجید کے ہر پہلو سے علم کی ایسی شاخیں پھوٹتی ہیں جو اپنی وسعت اور افادیت کے پیش نظر آگے چل کر تنا آور درخت کے صورت اختیار کرلیتی ہیں۔ لیکن ایسے علوم جن کا تعلق براہ راست قرآن کریم کے متن سے ہے، ان کی شان وعظمت اس اعتبار سے مزید بڑھ جاتی ہے، کہ ان مبارک الفاظ کی حفاظت ہے جنہیں اللہ نے خود ادا فرمایا ہے۔

قرآن کریم کے تلفظ وادا کا علم اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے حضرت جبریل روح الامین کے توسط سے نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کو عطا ہوا ہے، اور لسان نبوت سے امت محمدیہ کو منتقل ہوا ہے۔ تاکہ الفاظ کے ساتھ اس کے علم الاداء کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اللہ تعالی نے اپنے ذمہ لی ہے، جیسا کہ

﴿ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝١٧ ﴾ [سورۃ القیامہ:١٧]

اور اسی طرح

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝٩ ﴾ [سورۃ الحجر:٩]

مذکورہ آیات سے حفاظت قرآن اور تلفظ قرآن کی الٰہی ذمہ داری کا علم ہوتا ہے۔ تلفظ وادا کے اس اسلوب وانداز کو، جو منزل من اللہ ہیں، مسلمانوں نے باضابطہ طور پر ''علم تجوید و قراءات'' کا نام دیکر متعدد اصول و قوانین کی شکل میں محفوظ ومدون کر دیا ہے۔

علم قراءات جو کہ «أنزل القران علی سبعة أحرف» کے گرد گھومتا ہے، منظم ہو کر دو صورتوں ''قراءات عشرہ صغریٰ (عن طریق الشاطبیہ ودرہ) اور قراءات عشرہ کبریٰ (عن طریق الطیبہ) میں موجود ہے۔ البتہ دور حاضر میں تعلیم و تعلم کے میدان میں صرف قراءات عشرہ صغریٰ ہی کا دور دورہ ہے۔ البتہ اس حقیقت سے کسی صورت بھی روگردانی نہیں جاسکتی کہ عشرہ کبریٰ میں جو زائد وجوہ صحیحہ متواترہ ہیں وہ عشرہ صغریٰ میں موجود نہیں ہیں۔ بالفاظ دیگر عرضہ اخیرہ کے مطابق 'قراءات عشرہ کبریٰ' کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ گویا قراءات عشرہ کبریٰ کی طرف التفات نہ کرنے والے قرآن مجید کی قراءات میں بہت سی صحیح وجوہ کے علم سے محروم رہتے ہیں۔ اور وہ دعویٰ نہیں کرسکتے کہ ہم نے سبعہ احرف کے مطابق مکمل قراءات کا علم حاصل کرلیا ہے۔ البتہ قراءاتِ عشرہ کبریٰ کی تکمیل کرنے والے کسی حد تک اس کے بہر حال مستحق ٹھہرتے ہیں۔ کیونکہ ﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝٩ ﴾ کی روشنی میں ہمارا ایمان ہے، کہ جو قرآن مجید عرضہ اَخیرہ میں تھا، آج بھی وہ سبعہ اَحرف کے مطابق مختلف قراءات کی صورتوں میں بغیر کسی تحریف اور کمی وپیشی کے موجود ہے۔

قراءاتِ عشرہ کبریٰ کا تعلیمی فقدان

اس میں شک نہیں کہ آج بھی قرآن مجید سبعہ اَحرف کے مطابق مختلف قراءات میں موجود ہے۔ لیکن اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں، کہ بہت سی متواتر اور صحیح قراءات، متعلقہ کتب تک محدود نظر آتی ہیں۔ تعلیمی میدان کی بات کی جائے تو قراءات عشرہ صغریٰ تو رائج ہے، لیکن قراءات عشرہ کبریٰ کے حوالے سے پوری دنیا میں قحط کی

صورت حال بنی ہوئی ہے۔ یعنی عصر حاضر میں اس علم کو پڑھنے اور پڑھانے والے نہ ہونے کے برابر ہیں، حتی کہ مدینہ یونیورسٹی بھی اس میدان میں کامیاب نہیں ہو سکی۔

پاکستان میں استاذ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ کوشش کرتے رہے، لیکن درپیش مسائل کی وجہ سے تسلسل حاصل نہ ہو سکا۔ ہماری معلومات کے مطابق اس وقت جامعہ ازہر میں یا پھر بطور ادارہ جامعہ لاہور الاسلامیہ میں اس کی تعلیم جاری وساری ہے۔ الحمد للہ علی ذلک

استاد محترم ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ کی اس میدان میں کاوشیں

اللہ تعالی نے استادِ محترم کو علم تجوید و قراءات اور اسی طرح دیگر خصوصیات عطا کرنے کے ساتھ ساتھ لحن داودی سے بھی نوازا ہے۔ آپ جامعہ لاہور الاسلامیہ کے کلیۃ القران سے سند فضیلت رکھتے ہیں۔ اور استاذ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ کے خصوصی اور نامور تلامذہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ آپ بتوفیق الٰہی کئی سالوں سے کویت میں نماز تراویح پڑھا رہے ہیں۔ اسی دوران آپ کو وہاں پر مختلف روایات میں قرآن مجید ریکارڈ کروانے کا بھی شرف حاصل ہوا ہے۔ گزشتہ کئی سالوں سے پاکستان کے دار الحکومت اسلام آباد کی معروف مسجد الفیصل میں بھی اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کے پہلے عشرہ میں نماز تراویح پڑھانے کی سعادت بخشی ہے۔ اللہ تعالیٰ استاد محترم کو مزید عزتیں عطا فرمائے اور خدمت قرآن کا کام لے۔ آمین۔

اُستاذ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ بعض وجوہات سے جامعہ لاہور الاسلامیہ سے بونگہ بلوچاں شفٹ ہو گئے اور وہاں پر اپنی تدریسی خدمات سرانجام دینا شروع کر دیں، تو جامعہ لاہور الاسلامیہ میں بہر حال کمی محسوس کی گئی، اور اس کا مداوا بھی ضروری تھا۔ چنانچہ استاد محترم قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ نے استاذ القراء قاری ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ کی زیر نگرانی مسند شیخ کو سنبھالا، بلکہ کئی جہتوں سے اس میں بہتری پیدا کی جا رہی ہے۔

قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ نے علم تجوید و قراءات عشرہ صغریٰ کی تکمیل اپنے تعلیمی دور میں مروجہ نظام تعلیم میں کی۔ بعد ازں مسند تدریس کو رونق بخشی۔ البتہ آپ قراءات عشرہ کبریٰ کی کمی شدت سے محسوس کرتے رہے، اور اسے دور کرنے کے لیے ہر دم کوشاں رہے۔ آخر کار استاذ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ نے آمادگی کا اظہار کر دیا۔ چنانچہ ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ اور اسی طرح ان کے برادر اکبر ڈاکٹر قاری انس نضر مدنی حفظہ اللہ نے جامعہ لاہور الاسلامیہ کے سینئر طلباء قاری انوار الحق حفظہ اللہ وغیرہ کو ساتھ ملا کر کلاس کا ماحول پیدا کیا۔ اور ۲۰۰۹ سے باقاعدہ طور پر استاذ القراء سے قراءات عشرہ عن طریق الطیبہ پڑھنا شروع کر دی۔ اس مقصد کے حصول کے لئے وہ ہر جمعرات کو پھول نگر میں اپنے شیخ محترم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور عشرہ کبریٰ کا درس لیتے۔ اس طرح کم و بیش دو سال کی تگ و دو کے نتیجہ میں استاذ القراء سے قراءات عشرہ کبریٰ میں آپ نے اجازہ حاصل کر لیا۔ واضح رہے کہ اس سے قبل آپ استاذ القراء قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ سے بھی قراءات عشرہ کبریٰ پڑھ چکے تھے۔

جامعہ لاہور الاسلامیہ میں قراءاتِ عشرہ کبریٰ کا آغاز

محترم ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ نے اپنے اساتذہ کرام سے باقاعدہ اجازت لینے کے بعد اپنے برادر عزیز ڈاکٹر قاری انس

انضر حفظہ اللہ کو ساتھ ملاتے ہوئے، اس علم کا فیض عام کرنے کے لئے ۲۰۱۱ سے اپنے ادارے میں اس کی تدریس کا آغاز کر دیا ۔ابتداء میں دو کلاسز نے سورۃ البقرۃ پڑھتے ہوئے طیبہ النشر کی تکمیل کی۔ اور اسی طرح تنقیح فتح الکریم کے دو سو اشعار بھی پڑھے۔

ترغیبی مسابقہ

اسی دوران طلباء میں قراءاتِ عشرہ من طریق الجزری کا بھی ذوق اجاگر کرنے کے لئے کلیۃ القران کی دو سینئر کلاسز ثانیہ کلیہ اور ثالیہ کلیہ کے مابین ایک مسابقہ منعقد کیا گیا، جس کا نصاب تمام قراء کے مکمل اصول و تحریرات پر مشتمل تھا ۔ طلباء نے بھرپور ذوق وشوق سے حصہ لیا۔ اس مسابقہ میں تقریبا ۵۰۰۰ کے انعامات تقسیم کیے گئے۔

استاذِ محترم کی مسلسل کاوشوں سے کلیۃ القرآن کامیابی کی منازل طے کرتا رہا، حتیٰ کہ راقم الحروف کی کلاس نے ۲۰۱۶ میں قراءات عشرہ کبریٰ مع التحریرات مکمل قرآن مجید پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ اور ۲۰۱۷ کو جامعہ لاہور الاسلامیہ کی برانچ البیت العتیق میں عالمی محفل حسن قراءات منعقد کی گئی۔ جس میں چار مصری قراءِ کرام کے ساتھ ساتھ پاکستان کے معروف قراء کرام کو مدعو کیا گیا۔ اور اس محفل میں استاذ القراء قاری المقری احمد میاں تھانوی حفظہ اللہ، استاذ القراء قاری المقری محمد یحییٰ رسولنگری حفظہ اللہ، استاذ القراء قاری المقری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ اور اسی طرح استاذ القراء قاری المقری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ کو بطور مہمان خصوصی دعوت دی گئی۔ مشائخ قراء کرام کی زیر نگرانی منعقد ہونے والی اس محفل حسن قراءات کو چار چاند اس وقت لگے، جب ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی حفظہ اللہ کی خصوصی شفقت سے قراءات عشرہ کبریٰ کی سعادت حاصل کرنے والے طلباء کو اسٹیج پر مدعو کیا گیا اور باقاعدہ اعزاز کے ساتھ شیوخ القرّاء کے دست مبارک سے قراءاتِ عشرہ کبریٰ کی اسناد سے نوازا گیا۔ اس طرح جامعہ لاہور الاسلامیہ سے جاری ہونے والی مختلف اسناد میں ایک ڈگری کا اضافہ ہوا، اور جامعہ کی ایک نئی تاریخ رقم ہوئی۔

پاکستان میں یہ پہلا موقع تھا کہ قراءات عشرہ کبریٰ میں مکمل قرآن مجید مع التحریرات پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اگرچہ اس سے قبل استاذ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ سے بونگہ میں طالبات کا ایک بیج قراءات عشرہ کبریٰ میں قرآن مجید مکمل کر چکا تھا۔ لیکن کچھ وجوہات کی بنا پر وہاں مزید یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔

جبکہ جامعہ لاہور الاسلامیہ میں پہلے بیج کے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد ایک سال کا انقطاع آیا، ورنہ آغاز سے اب تک قراءات عشرہ کبریٰ کی تدریس ایک تسلسل سے جاری وساری ہے۔ اور طلباء کی یہ علمی تشنگی دور کرنے کے لئے قاری انس مدنی حفظہ اللہ اور قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ اپنا قیمتی وقت عنائت کر رہے ہیں۔ اسی طرح اپنے شیخین کی زیر نگرانی اور معیت میں احقر کو بھی «بلغو عنی ولو آیة» پر عمل کرنے کا موقع میسر آیا ہے۔ الحمد لله علی ذلك۔

اللہ تعالیٰ اَساتذہ کرام کی ان کاوشوں کو اور قرآنی خدمات کو شرف قبولیت بخشے۔ امین

کلیۃ القرآن کا حالیہ نظام

بفضل اللہ تعالیٰ اس وقت جامعہ ہذا میں کلیۃ القرآن آخری (آٹھویں) سال تک شامل نصاب ہے۔ جس کی ترتیب کچھ یوں ہے کہ ابتدائی دو سالوں میں علم التجوید کا نصاب مکمل ہو جاتا ہے۔ تیسری کلاس (ثالثہ ثانوی) سے قراءات عشرہ

صغریٰ کا آغاز ہو جاتا ہے، جو پانچویں کلاس (اولی کلیہ) تک چلتا، یعنی مسلسل تین سال۔ پھر چھٹی کلاس (ثانیہ کلیہ) سے قراءات عشرہ کبریٰ کا آغاز ہو جاتا ہے۔ جامعہ ہذا میں یہ ایک انقلابی قدم ہے، اور تین سال کی محنت اور دوام سے آٹھویں کلاس (رابعہ کلیہ) میں پایہ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح جامعہ لاہور الاسلامیہ کے آٹھ سالہ تعلیمی کورس سے گزرنے والا طالب علم عصری تعلیم، درس نظامی، علم التجوید، اور قراءات عشرہ (صغریٰ و کبریٰ) سے آشنا ہو جاتا ہے۔ جس سے قاری غیر عالم اور عالم غیر قاری کا تصور بھی ختم ہو جاتا ہے۔

یہ سب استاذ محترم قاری انس مدنی حفظہ اللہ اور قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ کی کاوشوں کا ثمر اور رئیس الجامعہ ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ اور بانی کلیۃ القرآن استاذ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ کی محنتوں کا فیض ہے۔ جنہوں نے اپنی مخلصانہ جہود اور کاوشوں سے جامعہ ہذا کو بتوفیق الٰہی اس مقام تک پہنچایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کار خیر کو موصوف حضرات گرامی کے لئے صدقہ جاریہ اور ذریعہ نجات بنائے اور تا دیر ان کا سایہ شفقت ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے۔ دیگر مدیران و اساتذہ کرام کی محنتوں کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے ان پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے۔ اسی طرح اس مادر علمی کو باری تعالیٰ دن دگنی رات چگنی ترقیاں و بلندیاں عطا فرمائے۔ اور اس کی کامیابی میں ہمہ وقت مشغول تمام افراد سے اپنی رضا کے لئے مزید دین کا کام لے۔ آمین۔

تلاوت قرآن کا ادب

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِي الله عنه، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم قَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ وَالنِّسَاءَ فِي رَكْعَةٍ لَا يَمُرُّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا سَأَلَ وَلَا بِآيَةِ عَذَابٍ إِلَّا اسْتَجَارَ. [سنن النسائي]

"حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہء بقرہ، سورہء آل عمران اور سورہء نساء کی ایک ہی رکعت میں تلاوت فرمائی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیتِ رحمت تلاوت فرماتے تو اللہ تعالیٰ سے اس کی (رحمت) کا سوال کرتے اور جب آیتِ عذاب کی تلاوت فرماتے تو اللہ تعالیٰ کی (اس عذاب) سے پناہ مانگتے۔"

محترمہ غزالہ خان [1]

کلیۃ القرآن الکریم للبنات، لاہور

اِدارہ بیت العتیق پچھلے کئی برس سے ہزاروں طلبا کو دینی و عصری تعلیم سے روشناس کروا رہا ہے۔ اسی ادارے کے ایک حصے کو مئی ۲۰۱۶ میں مدیر ادارہ ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ نے ادارے کے ایک حصے کو طالبات کی تعلیم و تربیت کے لیے خاص کر دیا۔ جہاں سب سے پہلی کلاس 'حفظ القرآن' طالبات کے لیے ترتیب دی گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ شعبہ ترقی پانے لگا۔ کچھ ہی مہینوں میں نئی آنے والی طالبات کی خواہش کے عین مطابق ڈاکٹر حمزہ مدنی حفظہ اللہ نے درس نظامی اور وفاق المدارس کا آغاز کرا دیا۔ ماہرین تعلیم کے مشورے سے البیت العتیق اور وفاق المدارس کے نصاب کو سامنے رکھتے ہوئے طالبات کے لیے خصوصی نصاب ترتیب دیا گیا، اور طالبات کی تعلیم و تربیت کے لیے بہترین اور قابل اساتذہ کا انتخاب کیا گیا، جو کہ آج بھی طالبات کو انتہائی شفقت سے کتاب و سنت کی تعلیم دے رہے ہیں۔ طالبات باپردہ ماحول اور ایک نگران استاذہ کی موجودگی میں اس علم سے استفادہ کرتی ہیں۔

ادارہ میں طالبات کے علاوہ گھریلو خواتین کے لیے ایک الگ کلاس 'تجوید القرآن' بھی ترتیب دی گئی ہے، جس میں کتاب اللہ کو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنے کا فن سیکھایا جاتا ہے۔ا

اِدارہ ہذا میں ہر ماہ خواتین کے لیے اصلاحی پروگرام منعقد کیا جاتا ہے، جس میں پاکستان کی بہترین معلمات کتاب و سنت کے احکامات بیان کرتی ہیں۔

سنہ ۱۴۴۰ ہجری / ۲۰۱۷ھ رمضان المبارک میں خواتین کے لیے دورہ حدیث منعقد ہوا، جو کہ مدیرہ اِدارہ ہذا محترمہ آپا رضیہ مدنی حفظھا اللہ نے انتہائی محنت اور لگن کے ساتھ مکمل کروایا۔ اس دورے میں خواتین نے بھرپور شرکت کی اور متفق علیہ اَحادیث پر مشتمل کتاب الؤلؤ والمرجان سے استفادہ کیا۔ خواتین کے لیے دورہ حدیث کے اہتمام کے ساتھ ساتھ طالبات کے لیے دورہ نحو و صرف بھی شیوخ اَساتذہ کی راہنمائی میں مکمل کروایا گیا۔ اس دورے میں شوق و لگن رکھنے والی طالبات نے دور دراز سے شرکت کی۔ ان دورۂ جات کے علاوہ خواتین کے لیے تراویح و اعتکاف کا انتظام بھی موجود تھا۔ حال ہی میں دور دراز سے آنے والی طالبات کے لیے بہترین ہاسٹل کا انتظام کیا گیا ہے، جن کی تعداد فی الوقت ۸۰ سے اوپر ہو گئی ہے۔

ہر سال کے آخر پر ماہ شعبان میں سالانہ پروگرام کیا جاتا ہے، جس میں بہترین کارکردگی پیش کرنے طالبات، معلمات اور اساتذہ کرام کو قیمتی انعامات بھی دیئے جاتے ہیں۔

[1] پرنسپل کلیۃ القرآن الکریم للبنات (مرکز البیت العتیق)

جامعہ کے چند بہترین انتظام ایک نظر میں

- طالبات کو دینی تعلیم کے علاوہ عصری فنون بھی سکھائے جاتے ہیں۔
- طالبات کی چھپی ہوئی صلاحیتوں کو ابھارنے کے لیے ہاسٹل میں ہر بدھ ایک چھوٹی سی تقریب منعقد کی جاتی ہے جس میں ہر طالبہ کی شمولیت لازمی قرار دی گئی ہے۔
- امتحانات میں بہترین کارکردگی دکھانے والی طالبات کو ماہانہ وظائف دیئے جاتے ہیں۔
- طالبات کے کھانے کا انتظام بذمہ اِدارہ ہے۔
- تمام طالبات نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرتی ہیں۔
- اچھے نمبر لینے والی طالبات کو سکالرشپ بھی دی جاتی ہے۔
- تعلیم کے علاوہ اکثر و بیشتر مختلف پارٹیز اور تقریبات منعقد کی جاتی ہیں۔ ان تقریبات کا مقصد طالبات کو تفریح مہیا کرنا ہے۔ فروری ۲۰۱۸ میں طالبات کا ٹرپ سفاری زو لے جایا گیا۔ جہاں شرعی اصولوں کی پابندی کرتے ہوئے غیر نصابی سرگرمیوں اور تفریحات کا انتظام کیا گیا تھا۔

الحمدللہ ادارۂ ہذا میں فی الوقت کلاسز کی تعداد ۱۳ ہے۔ جن میں سرِفہرست شعبہ کلیۃ الشریعہ کی کلاسز عامۃ ابتدائیۃ، ثانویۃ عامۃ، ثانویۃ خاصۃ، عالیۃ أولی، عالیۃ ثانی اور عالمیۃ ہیں۔شعبہ حفظ القرآن کی فی الوقت دو کلاسز ہو رہی ہیں۔ ننھی حافظات استاذ کی راہنمائی میں اور بڑی طالبات استاذہ کی راہنمائی میں رب تعالی کی کتاب حفظ کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ ننھی طالبات کے لیے لٹل اینجل کلاس کا بھی اہتمام موجود ہے۔ گھریلو خواتین کے لیے ہفتہ وار کلاس زوجہ مدیرِ ادارہ ہذا محترمہ عائشہ مدنی حفظھا اللہ لیتی ہیں۔ محترمہ عائشہ مدنی حفظھا اللہ طالبات کی تربیتی کلاس بھی لیتی ہیں۔ جس کا مقصد طالبات کی اخلاقی وذہنی تربیت کرنا ہے۔ عصری فنون کی کلاسز اس کے علاوہ ہیں۔

- سب سے اہم بات یہ کہ جامعہ لاہور الاسلامیہ ،البیت العتیق شعبہ للبنات میں پہلی دفعہ احادیث کی کتب میں سے سب سے مستند کتاب صحیح البخاری کی کلاسز کا باقاعدہ طور پر آغاز کیا گیا ہے۔ الحمد للہ

مدیرادارہ ہذا نے جس فکر کے تحت اس حصے کو خواتین کے لیے خاص کیا تھا، یہ اسی سوچ کا نتیجہ ہے کہ آج یہاں الحمد للہ ۹ علمائے کرام اور ۵ معلمات کی سرپرستی میں ۱۵۰ سے زائد طالبات تعلیمِ قرآن و سنت سے مستفید ہو رہی ہیں۔ ہفتہ وار کلاسز لینے والی طالبات وخواتین کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس ادارے کو مزید ترقی عطا فرمائے۔ اور اسلام کا یہ ننھا سا پودا قیامت کی دیواروں تک کے سایہ دار درخت بن کر ہر سو اسلام کی خوشبو بکھیرتا رہے۔ آمین یا الٰہ العالمین

6 سالہ درس نظامی بمطابق وفاق المدارس السلفیہ پاکستان
(برائے طالبات)

الثانوية العامة ابتدائیه فی القرآن الكريم و العلوم الإسلامية

نمبر	مضمون	مقررہ کتب
ا	ترجمة القرآن تطبيق القواعد	سورۃ الفاتحہ + سورۃ یونس سے سورۃ یوسف تک سورۃ الفاتحہ، سورۃ یونس
۲	الحديث النبوي	نخبة الصحيحين (ترجمہ مکمل، ۵۰ احادیث زبانی یاد) (قاری صهيب احمد میر محمدی حفظه الله تعالى)
۳	النحو الصرف أبواب الصرف	تمرين النحو از مولانا محمد مصطفیٰ ندوی رحمۃ اللہ علیہ تمرين الصرف از مولانا معین الدین ندوی رحمۃ اللہ علیہ (50 ابواب (۲۰ ابواب پہلی ششماہی)
۴	اللغة العربية والانشاء الادعية	اقراء (اول)۔ از مولانا محمد بشیر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ (پہلی ششماہی) آسان عربی (اول) از مولانا محمد بشیر سیالکوٹی (دوسری ششماہی) حصن المسلم (شیخ سعید بن وهف القهطانی رحمۃ اللہ علیہ)
۵	العقائد سیرت نبوی	اسلامی عقیدہ (مولانا محمد بن جمیل زینو رحمۃ اللہ علیہ) مہر نبوت از قازی سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ
٦	ضبط القرآن	پارہ عمه یتسآء لون (آخری نصف)
۷	حدر	نورانی قاعدہ، (پہلے پانچ پارے) ناظرۃ، قرآن مجید تیسواں پارہ (آخری پاؤ) اور دیگر منتخب رکوعات

	مشق و تصحیح القرآن	تحفة القاری: (قاری محمد ابراہیم میر محمدی) مع عملی مشق (دوسری ششماہی)
نمبر	**اختیاری مضامین**	**مقررہ کتب**
۱	**مطالعہ پاکستان**	کلاس نہم و دہم (جاری کردہ پنجاب ٹیکسٹ بورڈ)
۲	**انگلش**	کلاس نہم و دہم (جاری کردہ پنجاب ٹیکسٹ بورڈ)
۳	**جنرل ریاضی**	کلاس نہم و دہم (جاری کردہ پنجاب ٹیکسٹ بورڈ)
۴	**جنرل سائنس**	کلاس نہم و دہم (جاری کردہ پنجاب ٹیکسٹ بورڈ)
۵	**کمپیوٹر کورس**	کلاس نہم و دہم (جاری کردہ پنجاب ٹیکسٹ بورڈ)

الثانوية العامة فى القرآن الكريم و العلوم الإسلامية

نمبر	مضمون	مقررہ کتب
۱	ترجمة القرآن	سورة الفاتحہ، سورة یونس سے سورة الکہف کے آخر تک
۲	الحديث و أصول الحديث	بلوغ المرام: آغاز سے کتاب الحج کے آخر تک (امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ) رسالہ اصول حدیث: (از مولانا محمد اویس بلگرامی ندوی رحمۃ اللہ علیہ)
۳	النحو الصرف أبواب الصرف	ابتدائی قواعد النحو (مکتبہ دارالسلام لاہور) ابتدائی قواعد الصرف (مکتبہ دارالسلام لاہور) أبواب الصرف مکمل (مکتبہ دارالسلام لاہور)
۴	اللغة العربية	إقراء حصہ دوم و سوم (مولانا محمد بشیر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ)
۵	العقائد سیرت النبویة	تقوية الإيمان (مولانا شاہ اسماعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) رحمت عالم) از مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ (

٦	ضبط القرآن	پارہ عمَّ یتسآء لون (مکمل)
۷	تصحیح لتلاوۃ حدر مشق	تحبیر التجوید (از قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ) پہلے دس پارے تیسواں پارہ (مکمل) اور دیگر منتخب رکوعات
نمبر	**اختیاری مضامین**	**مقررہ کتب**
۱	**مطالعہ پاکستان**	کلاس نہم و دہم (جاری کردہ پنجاب ٹیکسٹ بورڈ)
۲	**انگلش**	کلاس نہم و دہم (جاری کردہ پنجاب ٹیکسٹ بورڈ)
۳	**جنرل ریاضی**	کلاس نہم و دہم (جاری کردہ پنجاب ٹیکسٹ بورڈ)
۴	**جنرل سائنس**	کلاس نہم و دہم (جاری کردہ پنجاب ٹیکسٹ بورڈ)
۵	**کمپیوٹر کورس**	کلاس نہم و دہم (جاری کردہ پنجاب ٹیکسٹ بورڈ)

الثانوية الخاصه فی القرآن الكريم و العلوم الإسلامية

نمبر	مضمون	مقررہ کتب
۱	ترجمة القرآن تطبيق القواعد	سورۃ مریم سے سورۃ الناس کے آخر تک مکمل نصاب کی سورتوں کا اجراء
۲	الحديث أصول الحديث	مشكوٰة المصابيح :الجزء الثاني:(محمد بن عبد الله الخطيب التبريزی) سنن النسائی (كتاب الطهارة) (امام أحمد النسائی) اصطلاحات المحدثين (از مولانا سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ)
۳	الفقه اصول الفقه	فقه السنّة:كتاب الصلاة: (الشیخ سید سابق حفظہ اللہ) اصول فقہ پر ایک نظر :(مولانا عاصم الحداد رحمۃ اللہ علیہ)
۴	العقائد	شرح العقيدة الواسطية :(الشیخ محمد خلیل الهراس رحمۃ اللہ علیہ)
۵	النحو	قواعد النحو (اول۔ دوم)(مکتبہ دار السلام)

	الصرف	قواعد الصرف (اول۔ دوم) (مکتبہ دار السلام)
۶	التجوید تطبیق القواعد	القول السدید (از قاری سلمان احمد میر محمدی حفظہ اللہ) سورۃ الفاتحہ سے سورۃ البقرہ کے آخر تک
۷	الترتیل التطبیق	مشق: انتیسواں پارہ: پہلا نصف اور دیگر مشہور رکوعات حدر: آخری بیس پارے تحفۃ القاری (قاری المقری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ)
نمبر	**اختیاری مضامین**	**مقررہ کتب**
۱	معاشیات	ایف، اے کے سال اول کا نصاب (جاری کردہ پنجاب ٹیکسٹ بورڈ)
۲	انگلش	ایف، اے کے سال اول کا نصاب (جاری کردہ پنجاب ٹیکسٹ بورڈ)
۳	شہریت	ایف، اے کے سال اول کا نصاب (جاری کردہ پنجاب ٹیکسٹ بورڈ)
۴	مطالعہ پاکستان	ایف، اے کے سال اول کا نصاب (جاری کردہ پنجاب ٹیکسٹ بورڈ)
5	کمپیوٹر سائنس	ایف، اے کے سال اول کا نصاب (جاری کردہ پنجاب ٹیکسٹ بورڈ)

أولى كلية فى القرآن الكريم و العلوم الإسلامية

نمبر	مضمون	مقررہ کتب
۱	تفسير القرآن أصول التفسير	تفيسر جلالين (سورۃ البقرۃ سے سورۃ المائدۃ تک) مباحث فى علوم القرآن :(شيخ مناع القطان) (آغاز سے 'القواعد التى يحتاج اليها المفسر' تک
۲	الحديث الشريف ومصطلحه	سنن الترمذي : (إمام ابى عيسى الترمذى) تيسر مصطلح الحديث (ڈاکٹر محمود الطحان) (مکمل)
۳	الفقه الاسلامى و اصوله	فقه السنه: نظام الأسرة ،زواج سے حضانۃ تک اصول الشاشي للإسحاق بن ابراهيم الشاشى

۴	النحو	ہدایۃ النحو: مع تمرینات (امام ابوحیان محمد بن یوسف)
۵	دراسة القراءات السبع و علم القراءات	متن الشاطبیہ: مقدمہ سے سورۃ البقرہ کے آخر تک المدخل الىٰ علم القراءات و القصيدة الشاطبية (از قاری المقری محمد ابراہیم میر محمدی)
٦	تطبيق القراءات بطريقة جمع الجمع	تطبيق القراءات السبع سورة الفتح سے سورة الطارق تک
۷	علم الوقف والإبتداء	المدخل الىٰ علم الوقف الابتداء (قاری محمد ابراہیم میری محمدی) تسهيل الابتداء في الوقف و الابتداء (قاری محمد ابراہیم میر محمدی)

نمبر	اختیاری مضامین	مقررہ کتب
۱	مطالعہ پاکستان	باب نمبر ۱ (نظریہ پاکستان) تا باب نمبر ۳ (تحریک پاکستان)
۲	سیاسیات	بی اے (پنجاب یونیورسٹی) کے سال اول کا نصاب
۳	معاشیات	بی اے (پنجاب یونیورسٹی) کے سال اول کا نصاب
۴	ایجوکیشن	بی اے (پنجاب یونیورسٹی) کے سال اول کا نصاب
۵	انگلش	بی اے (پنجاب یونیورسٹی) کے سال اول کا نصاب

ثانية كلية فى القرآن الكريم و العلوم الإسلامية

نمبر	مضمون	مقررہ کتب
۱	تفسير القرآن الكريم وأصوله	تفيسر جلالين (سورة انعام سے سورة التوبه تک) مباحث في علو م القرآن لشيخ مناع القطان (باب الفرق بين المحكم والمتشابه سے آخر کتاب تک)
۲	الحديث الشريف ومصطلحه	سنن الترمذي: (إمام ابو عيسى الترمذى) شرح نخبة الفكر: (حافظ احمد بن حجر العسقلاني)

۳	الفقه الاسلامی و اصوله	فقه السنه :(كتاب الايمان ،النذر،الاطعمة،الذكاة الشرعية، الاضحية،العقيقة) الوجيز فی اصول الفقه (ڈاکٹر عبد الکریم زیدان)
۴	الفرائض	اسلامی قانون وراثت (مولانا ابو نعمان بشیر احمد)
۵	دراسة القراءات السبع و علم القراءات	متن الشاطبية: (سورۃ آل عمران سے سورۃ الکہف تک) المدخل الیٰ علم القراءات و القصيدة الشاطبية
٦	تطبيق القراءات بطريقة جمع الجمع و علم الفواصل	تطبیق القراءات السبع: سورۃ آل عمران سے سورۃ الکہف کے آخر تک ہدایات الرحیم فی آیات کتاب الحکیم: (قاری رحیم بخش) (پہلا باب) نفائس البيان شرح الفرائد الحسان فی عد آی القرآن (از شیخ عبد الفتاح القاضی)
۷	علم رسم القرآن و ضبطه	الخط العثمانی شروع سے فرش الحروف کے شروع تک اور خاتمہ (از قاری رحیم بخش) مرشد الخلان فی رسم القرآن (قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ) ارشاد الطالبین الیٰ ضبط الكتاب المبين (ڈاکٹر محمد سالم المحیسن)
نمبر	**اختیاری مضامین**	**مقررہ کتب**
۱	مطالعہ پاکستان	باب نمبر ۴ (قیام پاکستان) تا باب نمبر ۷ (پاکستان اور عالم اسلام)
۲	سیاسیات	بی اے (پنجاب یونیورسٹی) کے سال دوم کا نصاب
۳	معاشیات	بی اے (پنجاب یونیورسٹی) کے سال دوم کا نصاب
۴	ایجوکیشن	بی اے (پنجاب یونیورسٹی) کے سال دوم کا نصاب
۵	انگلش	بی اے (پنجاب یونیورسٹی) کے سال دوم کا نصاب

ثالثه كلية فی القرآن الكريم و العلوم الإسلامية

نمبر	مضمون	مقررہ کتب
۱	تفسير القرآن وأصوله	تفسير فتح القدير: (آخری پارہ۔الاحزاب،النور، محمد، فتح، الحجرات) الفوز الكبير للشاه ولي الله الدهلوي (مکمل)
۲	الحديث الشريف	الصحيح البخاری (امام محمد بن اسماعيل البخاری)
۳	الفقه الاسلامي	بداية المجتهد لا بن رشد: (الصيام، الاعتكاف، الحج، النكاح، الطلاق)
۴	العقائد	شرح العقيده الطحاويه (مبحث المعراج حق سے آخر کتاب تک)
۵	دراسة القراءات الثلثه علم القراءات	الدرة المضيئة المدخل الى القراءات الثلثه
۶	تطبيق القراءات الثلثه بطريقة جمع الجمع	تطبيق القراءات الثلثة (سورۃ الفاتحہ سے سورۃ الناس کے آخر تک)
۷	حجية القراءات	مكانة القراءات عند المسلمين (قاری محمد ابراهیم میر محمدی) علم القراءات: (ڈاکٹر نبیل بن محمد ابراہیم))تمهيد الكتاب(أبحاث فی قراءات القرآن الكريم (شیخ عبد الفتاح القاضی)
نمبر	**اختیاری مضامین**	**مقررہ کتب**
۱	اسلام کا اقتصادی نظام	اسلام کا اقتصادی نظام اور دیگر اقتصادی نظریات کا تقابلی جائزہ
۲	اسلام کا سیاسی نظام	اسلام کا سیاسی نظام اور جدید سیاسی نظریات
۳	تقابل ادیان	عیسائیت یہودیت قادیانیت اور گمرہ فرقے (خوارج، منکرین حدیث) اور موجودہ اسلامی تحریکیں
۴	تاریخ العلوم تاریخ اسلام	مقدمہ ابن خلدون سے مبحث تاریخ العلوم تاریخ اسلام (سقوط بغداد سے عصر حاضر تک)

مولانا محمد اصغر[1]

تقریب رونمائی موسوعۃ القراءات القرآنیۃ

(جمع کتابی پروجیکٹ)

موسوعۃ القراءات القرآنیۃ (جمع کتابی پروجیکٹ) کی تقریب رونمائی کا پروگرام جامعہ لاہور اسلامیہ، لاہور کی اعلیٰ انتظامیہ کی کاوشوں سے ۳۱/ مئی ۲۰۱۶ء بروز منگل ایوان اقبال لاہور میں بڑے شاندار طریقے سے منعقد کیا گیا۔ اس تقریب میں علماء و طلباء اور اہم شخصیات کی حاضری کو یقینی بنانے کے لیے پروگرام کی رابطہ کمیٹی نے لاہور بھر کے مدارس، علماء کرام، تعلیمی اداروں، یونیورسٹیز، کالجز کے پروفیسرز حضرات اور دینی جماعتوں کے قائدین کو اس پروگرام میں شرکت کے لیے دعوت ناموں اور ٹیلیفون کے ذریعے بھرپور دعوت دی۔

پروگرام کے ذمہ داران نے ایوانِ اقبال کے جس حال میں پروگرام ہونا تھا ڈاکٹر حافظ حسن مدنی، ڈاکٹر حافظ انس نظر، ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی کی قیادت میں اھلاً وسھلاً خوش آمدید، جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور اور جامعۃ الامام، ریاض کے باہمی تعلقات اور پاک سعودی تعلقات جیسی عبارات پر مشتمل خوبصورت فلیکسز سوموار کی شام کو ہی آویزاں کر دیئے تھے۔ کیونکہ اسی روز صبح ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک اسی حال میں جامعہ لاہور الاسلامیہ کے خواتین ونگ اسلامک انسٹی ٹیوٹ کے زیر انتظام خواتین کا سالانہ استقبال پروگرام بھی منعقد ہونا تھا اس تقریب کی روداد پیش کرنے سے قبل ضروری ہے کہ اس موسوعہ / جمع کتابی پروجیکٹ کا مختصر تعارف اور اس کی تیاری کا پس منظر پیش کر دیا جائے۔

تعارف موسوعۃ القراءات القرآنیۃ (جمع کتابی پروجیکٹ)

قرآن مجید اللہ رب العزت کی طرف سے نازل کی جانے والی کتب سماویہ میں سے سب سے آخری کتاب ہے۔ جسے اس نے امت محمدیہ ﷺ کی آسانی کے لئے سات معروف لہجات (یعنی سبعہ احرف) پر نازل فرمایا ہے۔ یہ تمام کے تمام ساتوں حروف اور لہجات عین قرآن مجید اور منزل من اللہ ہیں۔ ان تمام پر ایمان لانا واجب ہے، اور ان کا انکار کرنا کفر اور قرآن کا انکار ہے۔ اس وقت دنیا بھر میں سبعہ احرف پر مبنی دس قراءات اور بیس روایات پڑھی اور پڑھائی جا رہی ہیں۔ اور ان میں سے چار روایات (روایت قالون عن نافع، روایت ورش عن نافع، روایت دوری عن ابی عمرو اور روایت حفص عن عاصم) ایسی ہیں جو دنیا کے کسی نہ کسی حصے میں باقاعدہ رائج اور متداول ہیں۔ عالمِ اسلام کے ایک بڑے حصے پر قراءات امام عاصم بروایت حفص رائج ہے، جبکہ مغرب، الجزائر، اندلس اور شمالی افریقہ میں قراءت امام نافع بروایت ورش، لیبیا، تیونس اور متعدد افریقی ممالک میں روایت قالون عن نافع، مصر، صومالیہ، سوڈان اور حضر موت (یمن) میں روایت دوری عن امام ابو عمرو بصری رائج اور متداول ہے۔ مذکورہ ممالک میں جو جو روایت متداول ہے وہاں اسی روایت

[1] فاضل جامعہ لاہور الاسلامیہ، مدیر محدث لائبریری (مکتبہ رحمانیہ)، لاہور

کے مطابق ہی مصاحف کی طباعت کی جاتی ہے،اور سعودی عرب کے قرآن مجید کی طباعت کے سرکاری ادارے مجمع ملک فھد نے ان چاروں روایات میں مصاحف طبع کر کے وہاں کے مسلمانوں میں تقسیم کئے ہیں۔ سرپرست اعلیٰ جامعہ لاہور الاسلامیہ ڈاکٹر حافظ عبد الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ کے صاحبزادے ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی (مدیر کلیۃ القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ) وطن عزیز کے معروف قراء شیخ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی، شیخ القراء قاری محمد ادریس العاصم، شیخ القراء قاری احمد میاں تھانوی حفظھم اللہ کے مایہ ناز شاگرد ہیں اور جامعہ لاہور الاسلامیہ کلیۃ القرآن کے فاضل ہیں۔ موصوف جہاں علم قراءات کے فنی موضوعات پر گہری نظر رکھتے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں لحن داؤدی اور خوش آوازی کی نعمت سے بھی نوازا ہے، ماشاء اللہ بڑی پرسوز تلاوت کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے عرصہ بیس سال سے مسلسل دولۃ الکویت میں نماز تراویح اور قیام اللیل کی امامت کروا رہے ہیں۔ اور اسلام آباد میں بین الاقوامی نوعیت کی معروف 'مسجد الفیصل' میں بھی انہیں نماز تراویح اور قیام اللیل کی امامت کا اعزاز حاصل ہے۔ اور متعدد بار متحدہ عرب امارات (دبئی) میں بھی نماز تراویح اور قیام اللیل کی امامت کروا چکے ہیں۔ محترم قاری صاحب کو اللہ نے یہ توفیق بخشی ہے کہ انہوں نے قیام اللیل کو مختلف قراءات میں کروانے کا طریقہ جاری کیا اور اسی پس منظر میں یہ حالات بن گئے کہ مختلف قراءات میں قراءات کی ریکارڈنگ کی ایک لہر چل پڑی، جس کی ابتداء سن ۲۰۰۰ء میں انہی کی ایک کیسٹ سے یوں ہوئی کہ عمَّ پارہ کو بیس روایات میں ریکارڈ کروا کر نشر کیا جانے لگا۔ کویت کے ادارہ " حامل المسک انٹرنیشنل ریکارڈنگ کمپنی" نے بیس روایات پر مشتمل عمَّ پارہ کی کیسٹ تیار کر کے ہزاروں کی تعداد میں تقسیم کی۔ بعد میں اسی کام کو آگے بڑھاتے ہوئے انہوں نے پورے قرآن کو اسی پارے کی مثل بیس روایات میں ریکارڈ کروایا، جو کہ عالمِ اسلام میں اپنی نوعیت کا پہلا کام تھا۔ اس کے بعد قاری صاحب موصوف نے یہ پروگرام ترتیب دیا کہ قراءات عشرہ میں سے ہر ایک روایت میں مکمل قرآن ریکارڈ کروایا جائے۔ اس سلسلے میں اب تک موصوف بیس متعدد روایات میں سے گیارہ روایات متواترہ میں پورا قرآن پاک ریکارڈ کروا چکے ہیں۔ موصوف چونکہ قرآن مجید کی عالمِ اسلام میں متداول قراءات کی تلاوت کرنے اور ان قراءات کی تدریس کرنے کی مہارت رکھتے ہیں، اس لیے تقریباً پندرہ سال قبل انہیں یہ علمی ذوق لاحق ہوا کہ عالمِ اسلام میں متداول و غیر متداول روایات میں قرآن مجید کے نسخے طبع کیے جائیں، کیونکہ چار متداول روایات (روایت قالون عن نافع، روایت ورش عن نافع، روایت دوری عن ابی عمرو اور روایت حفص عن عاصم) میں سعودی حکومت کے قرآن مجید کی طباعت کے ادارے مجمع الملک فھد نے مصاحف طبع کر کے تقسیم کئے ہیں، اس کے بعد " مجمع الملک فہد " نے روایاتِ غیر متداولہ میں کام شروع کیا ہوا ہے۔ اور اسی طرح البانیہ کے ایک ادارہ: دار القراءات البانیۃ نے بھی جمع کتابی کے سلسلے میں کام کیا ہے۔ اس ادارے نے قراءاتِ سبعہ کی چودہ مرویات میں سے غیر متداولہ قراءات کی طباعت کا مشروع جاری کیا، مصحف قنبل اور مصحف بزی مکمل کر لیا ہے۔ لجنۃ مراجعۃ المصاحف مصر کے رئیس شیخ القراء ڈاکٹر احمد عیسیٰ معصراوی حفظہ اللہ کی زیر نگرانی تیرا افراد کی کمیٹی ان دو مصاحف کی مراجعت کر چکی ہے اور یہ طباعت کے مرحلے میں ہیں۔ نیز یہی ادارہ روایت ہشام اور روایت ابن ذکوان کی تیاری میں مصروف ہے۔ اور ان چار متداولہ روایات کو مجمع ملک کے علاوہ عالمِ اسلام کے متعدد ممالک کے مختلف طباعتی اداروں نے بھی طبع کیا ہے۔ ان میں تیس کے قریب اداروں کے مصاحف، سرپرست اعلیٰ جامعہ لاہور الاسلامیہ ڈاکٹر حافظ عبد

الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ اور مدیر کلیۃ القرآن قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ نے اپنے بیرونی اسفار میں حاصل کر کے اسلامک ریسرچ کونسل کی لائبریری میں جمع کر رکھے ہیں۔مجمع الملك فهد بن عبد العزيز کی طرف سے چار روایات میں مطبوعہ چار مصاحف اور دار القراءات البانية کی طرف سے تیار کردہ مصحف بزی و قنبل اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ عالمِ اسلام کے ایک بڑے حصے پر قراءت امام عاصم بروایت حفص رائج کے علاوہ باقی غیر متداول روایات میں بھی مصاحف کی اشاعت کی جاسکتی ہے، تاکہ ان روایات کو بھی روایت حفص کی طرح کتابی صورت میں محفوظ کیا جاسکے، اور حفاظت قرآن کا فریضہ بحسن وخوبی پایہ تکمیل کو پہنچ سکے۔اسی غرض سے ہمارے ممدوح ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ (مدیر کلیۃ القرآن جامعہ لاہور الاسلامیہ) نے ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ (بانی وسرپرست اعلیٰ جامعہ لاہور الاسلامیہ) کی سرپرستی اور پاکستان میں تجوید وقراءت کے امام، شیخ القراء قاری محمد یحییٰ رسولنگری، شیخ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ، شیخ القراء قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ، شیخ القراء قاری احمد میاں تھانوی حفظہ اللہ کے اشراف اور کویت کے معروف ادارے حامل المسك للتسجيلات کے اشتراک سے جامعہ لاہور الاسلامیہ کے تحقیقی ادارے مجلس التحقیق الاسلامی پاکستان، کے ریسرچ سکالرز کے تعاون سے اس عظیم جمع کتابی موسوعة القراءات القرآنية کے سلسلہ کا آغاز کیا اور رائے عامہ ہموار کرنے کے لیے موصوف نے نو سال قبل اپنی ادارت میں جامعہ لاہور الاسلامیہ کے ترجمان مجلہ 'رشد' کے تین ہزار صفحات پر مشتمل تین قراءات نمبرز بھی شائع کیے۔جس میں مختلف قراءات کا تعارف، حجیت قراءات، دفاع قراءات، علومِ قراءات، تاریخ قراءات، مباحث قراءات، انکارِ قراءات، معروف ائمہ قراء کے سیر وسوانح، کتابیاتِ قراءات کے متعلق علمی و تحقیقی مضامین، معروف مشائخ قراء کرام کے انٹرویوز اور حجیتِ قراءات پر پاک وہند کے معروف دار الافتاء کے فتاویٰ جات شائع کئے۔مجلہ "رشد" کے قراءات نمبرز کو اردو زبان میں علوم قرآن اور قراءات قرآنیہ کے حوالے سے دنیا بھر میں سب سے بڑی اور منفرد علمی کاوش ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ والحمد لله على ذلك

موسوعة القراءات القرآنية کے جمع کتابی پروجیکٹ کی تیاری و منہج

مجلس التحقیق الاسلامی لاہور کے زیر اہتمام جاری متنوع علمی و تحقیقی پروگرامز میں سے ایک عظیم الشان پروگرام موسوعة القراءات القرآنية/جمع کتابی پروجیکٹ ہے۔یہ کلیۃ القرآن جامعہ لاہور الاسلامیہ کے بارہ محقق اساتذہ اور 'مجلس التحقیق الاسلامی' کے ریسرچ سکالرز کی محنت شاقہ سے بیس متواتر روایات قرآنیہ میں قرآن مجید کی تیاری کا کام پندرہ سال کے طویل عرصہ میں ۲۰۱۶ء میں مکمل ہوا۔اس کے علاوہ اس منفرد علمی کام کو جامعہ لاہور الاسلامیہ کے رئیس ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی صاحب حفظہ اللہ کی سرپرستی اور قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ، قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ اور محترم قاری احمد میاں تھانوی حفظہ اللہ جیسے معروف علماء قراءات اور کبار مشائخ فن کی نگرانی اور اشراف میسر رہا۔اس " موسوعة القراءات القرآنية/جمع کتابی پروجیکٹ " کو تیار کرنے والے اساتذہ کرام میں سے ڈاکٹر حافظ انس نضر حفظہ اللہ، ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی حفظہ اللہ، قاری محمد فیاض حفظہ اللہ اور قاری محمد مصطفی راسخ حفظہ اللہ وغیرہ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔اس کے علاوہ پروف ریڈنگ اور علمی امور کو دیکھنے کے لئے متعدد اساتذہ کرام ومشائخ عظام کی خدمات ہمہ وقت حاصل رہیں۔یہ ایک بین الاقوامی پروگرام ہے۔اور اپنی نوعیت اور جامعیت کے حوالے سے تاریخ اسلامی کا پہلا کام ہے۔یہ کام کویت

کے عالمی ادارہ حامل المسلك الإسلاميہ کی سربراہ تنظیم لجنة الزكاة للشامية والتشويخ کے ایما پر کیا گیا ہے، جس کی مراجعت کے لیے مذکورہ تنظیم کا لجنة مراجعة المصاحف مصر سے بھی معاہدہ ہے۔ مجلس التحقیق الاسلامی کے ریسرچ سکالرز نے جمع کتاب کی تیاری میں مجمع الملك فهد کی طرف سے شائع کردہ روایتِ حفص کے مصحف کو اساس بنایا اور قراءات عشرہ کے متعدد اختلافات کے مطابق علم رسم، علم ضبط اور علم فواصل کی فنی تفصیلات کا لحاظ کرتے ہوئے رسمِ مصحف میں تبدیلیاں کیں اور تقریباً تیس کے قریب مستند کتب علم قراءات، کتب علم رسم، کتب علم ضبط، کتب علم الفواصل وعد الآی کی روشنی میں یہ سارا علمی کام سرانجام دیا۔ ان کتب کی تفصیلات مجلہ 'رشد' کے قراءات نمبر اول میں قاری فہد اللہ مراد کے مضمون 'حفاظتِ قرآنِ کریم کے قدیم وجدید ذرائع' کے ضمن میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ یاد رہے کہ جامعہ لاہور الاسلامیہ کو تعلیمی، تحقیقی اور دعوتی میدانوں میں سعودی حکومت کی معاونت بھی شامل ہے، بالخصوص موسوعۃ القراءات القرآنیۃ (جمع کتابی پروجیکٹ) کو سعودی عرب کے وفاقی وزیر پروفیسر ڈاکٹر سلیمان بن عبد اللہ حمود ابا الخیل حفظہ اللہ، جو کہ جامعہ امام محمد بن سعود، ریاض کے مدیر اور جامعہ اسلامیہ عالمیہ وجامعہ لاہور الاسلامیہ کے پروچانسلر ہیں، کے ذریعے تائید وتوثیق بھی حاصل ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر سلیمان بن عبد اللہ حمود ابا الخیل حفظہ اللہ نے ۳۱ر مئی ۲۰۱۶ء بروز منگل جامعہ لاہور الاسلامیہ کے ہیڈ آفس 'مجلس التحقیق الاسلامی' میں منعقدہ مجلس الجامعہ کے اہم اجلاس میں بھی اس کا اظہار فرمایا، بلکہ اس کی باقاعدہ نگرانی کے لیے انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے صدر اور جامعہ لاہور الاسلامیہ کے سیکنڈ پروچانسلر پروفیسر ڈاکٹر احمد بن یوسف الدریویش حفظہ اللہ کو ہدایات جاری کیں جسکی تفصیل ذیل کے صفحات میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

ایوان اقبال میں مہمانانِ گرامی کی آمد

سعودی عرب محبت، اخوت، اور دوستی کے لازوال رشتوں میں بندھے ہوئے ہیں۔ دونوں ملک اسلامی دنیا کے لئے ایسے ہیں جیسے ایک جسم کے دو بازو۔ پاکستان اسلامی دنیا کا بازوئے شمشیر زن ہے، تو سعودی عرب اسلامی دنیا کی عقیدتوں، محبتوں، وفاؤں کا مرکز اور روحانی، ایمانی فیوض وبرکات کا سرچشمہ ہے۔ علم کے فروغ اور اشاعت کی جو جستجو، تڑپ اور لگن سعودی حکمرانوں میں پائی جاتی ہے، اس کی مثال پورا عالم اسلام پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب سے متعدد وفود علم دوستی کا مظاہرہ کرنے پاکستان کا دورہ کرتے رہتے ہیں۔ انہی مقاصد کی تکمیل کے لئے جامعہ امام محمد بن سعود ریاض کا ایک وفد ۲۰۱۶ء پاکستان تشریف لایا، جس نے انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد اور جامعہ لاہور الاسلامیہ کے شعبہ تحقیق 'مجلس التحقیق الاسلامی' کے زیر انتظام مکمل ہونے والے موسوعۃ القراءات القرآنیۃ کی تقریب رونمائی اور 'مجلس الجامعہ' کے اہم اجلاس میں شرکت کی۔ ذیل میں اس کی تفصیلات ملاحظہ فرمائیں۔

موسوعۃ القراءات القرآنیۃ کی تقریب رونمائی کے مہمان خصوصی سعودی وفاقی وزیر پروفیسر ڈاکٹر سلیمان بن عبد اللہ حمود ابا الخیل حفظہ اللہ اپنے وفد (جامعہ امام محمد بن سعود، ریاض کے مختلف کلیات کے ڈین واہم اساتذہ)، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے صدر پروفیسر ڈاکٹر احمد بن یوسف الدریویش حفظہ اللہ اور سعودی سفیر کے ہمراہ ۳۰ مئی بروز سوموار شام کو ہی لاہور کے مشہور ہوٹل پی۔ سی میں پہنچ گئے۔ ۳۱ر مئی ۲۰۱۶ء بروز منگل صبح ۱۰ بجے رئیس الجامعہ

ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ ایک وفد کے ہمراہ لاہور کے PC سے مہمانوں کو وصول کرنے کے لئے ہوٹل پہنچے، جہاں انہوں نے مہمان گرامی معالی الوزیر پروفیسر ڈاکٹر سلیمان بن عبد اللہ ابا الخیل حفظہ اللہ اور ان کے ساتھ آئے ہوئے امام یونیورسٹی کے ۱۴ شعبوں کے ذمہ داران پر مشتمل وفد سے مختصر ملاقات کی۔ ملاقات کے بعد رئیس الجامعہ مہمانوں کے ہمراہ ایوانِ اقبال پہنچے، جہاں جامعہ لاہور اسلامیہ کے شعبہ تحقیق کے زیر نگرانی مکمل ہونے والے تین عظیم موسوعات (موسوعہ قراءات قرآنیہ، موسوعہ اشاریہ جات اور موسوعہ قضائیہ) کی تقریب رونمائی کی محفل جاری تھی۔

ایوان اقبال میں ڈاکٹر حافظ حسین مدنی حفظہ اللہ، ڈاکٹر حافظ حسن مدنی حفظہ اللہ، ڈاکٹر حافظ انس مدنی حفظہ اللہ اور ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی حفظہ اللہ اور اسلامی جماعتوں، عصری ودینی جامعات کے اہم ذمہ داران نے مہمانوں کا بھرپور استقبال کیا۔ سعودی مہمانوں کی آمد سے قبل ہی جامعہ لاہور الاسلامیہ کے چانسلر جناب محمد میاں سومرو حفظہ اللہ (سابق صدر ووزیر اعظم پاکستان) پروگرام میں شرکت کے لئے ایوانِ اقبال تشریف لے آئے۔ VIP لاؤنج میں مختصر ریفریشمنٹ کے بعد تمام معزز مہمان ایوان اقبال کے کانفرنس ہال میں اسٹیج پر جلوہ افروز ہوئے، تو موجود شرکاء نے بڑے پرجوش طریقے سے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ ہال مکمل طور پر ائیر کنڈیشنڈ تھا۔ پروگرام کی کوریج کے لئے متعدد ٹی وی چینلز اور اخبارات کے فوٹو گرافرز کی ٹیمیں موجود تھیں۔ بالخصوص پیغام ٹی وی کی ٹیم جناب نعیم الرحمٰن ناصف حفظہ اللہ کی قیادت میں نمایاں کام کرتی نظر آرہی تھی۔ سٹیج کو بڑے عمدہ انداز سے سجایا گیا تھا اور پروجیکٹرز کے ذریعے پورے پروگرام کو حاضرین تک پہنچایا جارہا تھا۔ سٹیج کی بیک سائڈ پر حفل.... المصاحف القراءات العشر المتواترة على تكميل وأنها موسوعة القراءات القرآنية کی عبارت پر مشتمل خوبصورت بڑا فلیکس آویزاں تھا۔ اسٹیج کی دائیں جانب میڈیا اور صحافی حضرات کے لیے مخصوص تھی اور سٹیج کی بائیں جانب تین عظیم موسوعات (موسوعہ قراءات قرآنیہ، موسوعہ اشاریہ جات اور موسوعہ قضائیہ) کے کاؤنٹر لگائے گئے تھے۔ کانفرنس ہال میں ۱۴۰۰ افراد کی گنجائش ہے، لیکن حاضرین کی تعداد ۳۰۰۰ افراد سے بھی متجاوز تھی۔ حاضرین مجلس میں سیکڑوں علماء کرام، مشائخ عظام، ڈاکٹر حضرات، اسلامی تحریکوں کے سربراہان، تعلیمی اداروں کے امدیران وساتذہ اور طلباء کی کثیر تعداد موجود تھی، جن میں پروفیسر ظفر اقبال، پروفیسر مزمل احسن شیخ، علامہ ابتسام الٰہی ظہیر، مولانا شفیق مدنی، مولانا عبد الرشید خلیق، مولانا عبد الوہاب روپڑی، مولانا عبد الجبار سلفی، قاری محمد یعقوب شیخ، میاں جمیل، شیخ الحدیث مولانا محمد رمضان سلفی، شیخ الحدیث حافظ ذوالفقار، پرفیسر ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر، پروفیسر ڈاکٹر حماد لکھوی، پروفیسر ڈاکٹر شہباز حسن، ڈاکٹر حمید اللہ عبد القادر، پروفیسر اکرم چوہدری، علامہ انور طاہر، شاہد حنیف وغیرہ کے علاوہ جید علماء، فضلاء اور خطباء حضرات بھی موجود تھے۔

آغاز پروگرام

نقیبِ مجلس محترم قاری صہیب احمد میر محمدی حفظہ اللہ نے ۱۱:۰۰ بجے شیخ القراء قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ کی تلاوت قرآن سے پروگرام کا آغاز کیا۔ محترم قاری صاحب نے سورۃ الحشر کی آخری آیات متعدد قراءات میں تلاوت فرمائیں۔

خطبہ استقبالیہ

افتتاحی تلاوت کے بعد رئیس الجامعہ ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ کو خطبہ استقبالیہ پیش کرنے کی دعوت دی گئی۔

شیخ محترم نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا، سب سے پہلے انھوں نے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا، اور فرمایا:

”میں سعودی حکومت اور جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ کے چانسلر عالی مرتبت پروفیسر ڈاکٹر سلیمان بن عبد اللہ ابا الخیل حفظہ اللہ کا انتہائی مشکور ہوں، جنہوں نے جامعہ لاہور الاسلامیہ میں تشریف لاکر ہمیں شرف بخشا۔ میں سعودی حکومت کی علم دوستی، انسانیت نوازی اور اسلام اور مسلمانوں سے محبت پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔“

پھر رئیس الجامعہ نے جامعہ لاہور الاسلامیہ کے مختلف علمی، تحقیقی اور رفاہی کاموں کا عربی زبان میں تفصیلی تعارف کروایا۔ اور انھوں نے فرمایا:

”جامعہ لاہور الاسلامیہ تقریباً ۶۰ سال سے دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس ادارے سے کثیر تعداد میں افراد نے فیض پایا ہے، جو ملک اور بیرون ملک میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ادارے کے تحت ۱۵ سے زائد عمارتوں میں کام جاری ہے۔ اس سال ۲۰۱۶ء کے رمضان المبارک میں ادارہ کی طرف سے ۲۲۷ مقامات پر خواتین وحضرات کے لئے نماز تراویح اور ۴۵ مقامات پر دورہ تفاسیر کا اہتمام کیا جارہا ہے۔ جامعہ لاہور الاسلامیہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ اردو زبان میں دنیا کی سب سے بڑی ویب سائٹ چلا رہا ہے، جس کے یومیہ زائرین کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز ہے۔“

پھر آپ نے پایہ تکمیل تک پہنچنے والے تین انسائیکلوپیڈیاز کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا:

”پہلا مکمل ہونے والا انسائیکلوپیڈیا ’موسوعہ قراءات قرآنیہ‘ ہے، جس کے تحت ۲۰ روایات متواترہ میں قرآن مجید کو کتابی صورت میں محفوظ کیا گیا ہے۔ دوسرا موسوعہ ” ۵۴ تحقیقی رسائل کی موضوعاتی فہارس بندی‘ پر مشتمل ہے۔ تیسرا انسائیکلوپیڈیا ”موسوعہ قضائیہ“ ہے، جو کہ گزشتہ چودہ صدیوں میں اسلام کے نام پر صادر ہونے والے عدالتی فیصلوں کی جمع وترتیب پر مشتمل ہے۔“

اپنے خطبہ استقبالیہ کے آخر میں رئیس الجامعہ نے ایک بار پھر سعودی حکومت بالخصوص سعودی فرمانروا خادم الحرمین الشریفین شاہ سلمان بن عبد العزیز حفظہ اللہ کا شکریہ ادا کیا، جنہوں نے جامعہ امام کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ جامعہ لاہور الاسلامیہ کی سرپرستی کریں اور اسے ایک انٹرنیشنل یونیورسٹی کے درجے تک پہنچائیں۔

قراء کرام کی تلاوتیں

رئیس الجامعہ کے خطبہ استقبالیہ کے بعد معروف قراء کرام نے مختلف قراءات میں تلاوتیں کیں۔ جن میں سے قاری عبد السلام عزیزی حفظہ اللہ (فاضل کلیۃ القرآن جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور، مدیر معہد القرآن، لاہور) نے روایت قالون عن نافع میں، قاری صہیب احمد میر محمدی حفظہ اللہ (فاضل کلیۃ القرآن جامعہ لاہور الاسلامیہ، لاہور، مدیر کلیۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ بونگہ بلوچاں نے روایت ورش عن نافع میں، سعودیہ سے آئے ہوئے مہمان الشیخ ناصر بن محمد الھویمل حفظہ اللہ نے روایت حفص عن عاصم میں، شیخ القراء قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ نے روایت دوری عن ابی عمرو بصری میں اور آخر میں ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ (فاضل کلیۃ القرآن جامعہ لاہور، مدیر کلیۃ القرآن جامعہ لاہور) نے روایت خلف عن حمزہ میں تلاوت کلام مجید فرمائی۔ ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ کی پرسوز تلاوت سن کر معالی الشیخ ڈاکٹر سلیمان بن عبد اللہ ابا الخیل حفظہ اللہ نے موصوف کو دوبارہ تلاوت قرآن سنانے کی خواہش کا اظہار کیا، جس پر انہوں نے سورۃ العلق بروایت ورش عن نافع میں دوبارہ تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

صدر اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کا خطاب

تلاوتوں کا مبارک سلسلہ ختم ہونے کے بعد جناب قاری صہیب احمد صاحب نے انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے صدر پروفیسر ڈاکٹر احمد بن یوسف الدریویش حفظہ اللہ کو خطاب کے لیے دعوت دی۔ موصوف نے عربی زبان میں خطاب کیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں سب سے پہلے تمام حاضرین مجلس کو سلام پیش کیا۔ پھر پروفیسر ڈاکٹر سلیمان بن عبد اللہ ابا الخیل حفظہ اللہ کو جامعہ امام کا دوبارہ مدیر مقرر ہونے اور وفاقی وزیر کا درجہ ملنے پر مبارکباد پیش کی۔ اس کے بعد انہوں نے سابق صدر پاکستان محمد میاں سومرو حفظہ اللہ کا شکریہ ادا کیا کہ وہ عرصہ دراز سے جامعہ لاہور الاسلامیہ کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ پھر انہوں نے رئیس الجامعہ ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ کا تعارف کروایا کہ وہ ہمارے لئے جلیل القدر باپ کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کی خدمات پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد انہوں نے جامعہ لاہور کی تعریف کی کہ یہ ایک علمی درس گاہ ہے، جو اعتدال کی راہ پر گامزن ہے اور انتہا پسندی و تکفیری نظریات سے بالکل پاک ہے۔ اپنے خطاب کے آخر میں انہوں نے معالی الوزیر ڈاکٹر سلیمان بن عبد اللہ ابا الخیل حفظہ اللہ کا پاکستان آنے پر شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے اور سعودی عرب پاکستان سے دوستی پر فخر کرتا ہے۔

چانسلر جامعہ لاہور کا صدارتی خطاب

انٹر نیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے صدر پروفیسر ڈاکٹر احمد بن یوسف الدریویش حفظہ اللہ کے خطاب کے بعد جامعہ لاہور الاسلامیہ کے چانسلر عزت مآب محمد میاں سومرو حفظہ اللہ کو صدارتی خطاب کی دعوت دی گئی۔ آپ نے سب سے پہلے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اپنے خطاب میں انہوں نے مدنی صاحب کو یونیورسٹی کے معاملات میں اپنی بھرپور سرپرستی اور معاونت کا یقین دلایا اور تین عظیم موسوعات کی تکمیل پر انہیں خصوصی مبارکباد پیش کی۔

مہمان خصوصی کا خطاب

پروگرام کے آخر میں مہمان خصوصی پروفیسر ڈاکٹر سلیمان بن عبد اللہ ابا الخیل حفظہ اللہ کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ آپ نے خطبہ مسنونہ کے بعد اہل قرآن کی فضیلت میں وارد حدیث مبارکہ پیش کرتے ہوئے فرمایا:

”قراء کرام اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور اہل اللہ میں شامل ہیں۔ بہترین مسلمان وہ ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے۔ اسی سے سعادت حاصل ہوتی ہے۔ بہترین علوم وہ ہیں جو قرآن کریم نے بیان کیے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تم میں صرف دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں: ایک اللہ کی کتاب اور دوسری سنت رسول۔ کتاب اللہ دوائے شافی ہے اور اس میں تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ تمام دنیا اس کی محتاج ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جو انسان صحیح منہج پر قائم رہنا چاہتا ہے، اسے قرآن کو تھام لینا چاہئے۔ علم کا راستہ تلاش کریں، اور علوم کا مرکز قرآن و سنت ہے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے علم کے سوا کچھ نہیں مانگا، خالص علم، صرف قرآن و حدیث کا علم ہے۔ جو علم کے راستے پر چلا وہ جنت کے راستے پر چلا۔ علماء انبیاء کے ورثاء ہیں۔ علم خواہشات کا نام نہیں ہے، بلکہ اس کے لیے صبر، جدوجہد اور مشکلات برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ جو علم کی مٹھاس نہیں پاتا، اسے جہالت کی کڑواہٹ چکھنا پڑتی ہے۔ علم ہی امت کو متحد کر سکتا ہے۔ عالم انسان محبت کرنے والا اور محنت کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ تمام لوگوں کو فائدہ دینے کا خواہش مند ہوتا ہے۔ آج ہم جس ادارے میں آئے ہیں، ہماری تمنا ہے کہ یہ صحیح منہج پر گامزن رہے، علم کے راستے

پر چلتا رہے۔ اور اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ قائم ودائم رکھے۔ میں سعودی عرب کی حکومت اور عوام کی طرف سے پاکستان کے لئے نیک جذبات لیکر آیا ہوں۔ پاکستان عقل مندوں اور اہل علم ودانش کا مرکز ہے۔ ہمیں ایک ملت اور ایک قوم بننا چاہئے۔ اے اہل پاکستان! تم ہم سے ہو اور ہم تم سے ہیں۔ محبت کے سوا تم ہم سے کچھ نہ پاؤ گے۔ سعودی عرب تمہارا دوسرا وطن ہے اور پاکستان ہمارا دوسرا وطن ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کو متحد ہو جانا چاہیے۔"

مہمان خصوصی نے اپنے خطاب کے آخر میں جامعہ اسلامیہ عالمیہ اور جامعہ لاہور الاسلامیہ کے ذمہ داران بالخصوص صدر پاکستان سید ممنون حسین حفظہ اللہ، سابق صدر پاکستان محمد میاں سومرو حفظہ اللہ، ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ اور ڈاکٹر احمد یوسف الدریویش حفظہ اللہ کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔ آپ نے پاکستان زندہ باد، سعودی عرب زندہ باد اور پاکستان سعودی عرب دوستی زندہ باد کے پرجوش نعروں کے ساتھ اپنے خطاب کا اختتام فرمایا۔

معزز مہمان نے اپنے خطاب کے بعد مختلف اہم شخصیات کے درمیان شیلڈز تقسیم کیں، ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اظہار یکجہتی فرمایا اور اسی کے ساتھ یہ مبارک اور عظیم الشان پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ پروگرام کے اختتام پر شرکاء پروگرام نے کانفرنس ہال کے بیسمنٹ میں نماز ظہر ادا کی اور پھر تمام شرکاء کی بریانی کے پیک ڈبوں سے تواضع کی گئی اور معزز مہمانان گرامی رئیس الجامعہ کے ساتھ ظہرانہ کے لئے برکت مارکیٹ کے معروف ریسٹورنٹ Mai Kong تشریف لے گئے، جو اس روز صرف سعودی ومعزز مہمانوں کے لئے ہی مکمل طور پر بک کیا گیا تھا۔ ظہرانہ سے فراغت کے بعد کچھ دیر آرام کی غرض سے مہمان اپنی قیام گاہ PC ہوٹل تشریف لے گئے۔

مجلس جامعہ کا اجلاس اور بعض اہم فیصلے

پروفیسر ڈاکٹر سلیمان بن عبد اللہ ابا الخیل حفظہ اللہ چونکہ دونوں اداروں جامعہ لاہور الاسلامیہ لاہور اور انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے باقاعدہ سعودی حکومت کی طرف سے ذمہ دار ہیں اور مذکورہ دونوں اداروں کے پروچانسلر کے عہدے پر فائز ہیں۔ اس لیے ان کے اس دورے کے شیڈول میں جامعہ لاہور الاسلامیہ، کے مرکزی ہیڈ آفس میں ڈاکٹر سلیمان بن عبد اللہ ابا الخیل حفظہ اللہ اور چانسلر جامعہ لاہور جناب محمد میاں سومرو حفظہ اللہ کی مشترکہ صدارت میں مجلس جامعہ کا ایک اہم اجلاس بھی شامل تھا تو موصوف اسی شیڈول کے مطابق اپنے پورے سعودی وفد، سعودی سفیر، جامعہ عالمیہ اسلامیہ، اسلام آباد کے صدر جناب پروفیسر ڈاکٹر احمد بن یوسف الدریویش حفظہ اللہ کے ہمراہ اسی روز شام ۷ بجے جامعہ لاہور الاسلامیہ کے مرکزی ہیڈ آفس ۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن، لاہور سرکاری پروٹوکول کے ساتھ تشریف لائے جہاں مجلس جامعہ کے متعدد ذمہ داران: مختلف ججز صاحبان، جنرل راحت لطیف حفظہ اللہ، قاری صہیب احمد میر محمدی، مولانا محمد شفیق مدنی، خواجہ عتیق احمد حفظہ اللہ، شیخ محمد ادریس حفظہ اللہ، مدنی برادران اور مجلس التحقیق الاسلامی وجامعہ لاہور الاسلامیہ کے اراکین نے مہمانوں کا پرجوش استقبال کیا اور انہیں گلدستے پیش کئے۔ تمام معزز اراکین مجلس جامعہ نے نماز مغرب مجلس التحقیق الاسلامی کی عمارت میں واقع مسجد میں ڈاکٹر سلیمان بن عبد اللہ ابا الخیل حفظہ اللہ کی امامت میں ادا کی۔

نماز مغرب کے بعد مجلس التحقیق الاسلامی کے کانفرنس ہال میں عزت مآب محمد میاں سومرو حفظہ اللہ (چانسلر LIU) اور عالی مرتبت ڈاکٹر ابا الخیل حفظہ اللہ (پروچانسلر LIU) کی مشترکہ صدارت میں مجلس جامعہ کی میٹنگ شروع ہوئی۔ میٹنگ کا آغاز ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ کی تلاوت سے ہوا۔ تلاوت کے بعد سب سے پہلے رئیس الجامعہ ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن

مدنی حفظہ اللہ نے اپنے اور ادارے کے تمام ذمہ داران کی جانب سے معزز ارکانِ مجلس کا شکریہ ادا کیا اور معالی الشیخ ڈاکٹر ابا الخیل حفظہ اللہ کو وزیر کے منصب پر اور دوبارہ مدیر جامعہ امام تعیناتی پر مبارکباد پیش کی۔ مجلس کی نقابت کے فرائض ڈاکٹر حافظ حسن مدنی حفظہ اللہ ادا کر رہے تھے۔ انہوں نے دو سال قبل ڈاکٹر ابا الخیل حفظہ اللہ کی زیر صدارت منعقد ہونے والے مجلس جامعہ کے اجتماع کے اہم فیصلوں کے ساتھ ساتھ انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اور لاہور اسلامک یونیورسٹی کے مابین ہونے والے پانچ اہم اجلاسوں کی قراردادیں پیش کیں، جن کی ارکان مجلس نے بالاتفاق توثیق فرمادی۔

مجلس جامعہ کی میٹنگ میں ڈاکٹر ابا الخیل حفظہ اللہ کے اہم اعلانات

a جامعہ امام محمد بن سعود ریاض کی طرف سے جامعہ لاہور الاسلامیہ میں پانچ اساتذہ کی براہ راست اور تین اساتذہ کی اسلام آباد یونیورسٹی کی طرف سے تقرری کا اعلان فرمایا۔

b جامعہ امام کی طرف انٹرنیشنل جوڈیشل انسٹیٹیوٹ کی صورت میں جامعہ لاہور الاسلامیہ کے تعاون سے لاہور میں اپنی فرع کھولنے کا اعلان کیا کہ اس کے لئے نظام کے مطابق ضروری قانونی تقاضے عمل میں لائے جائیں۔

c جامعہ لاہور الاسلامیہ کے لئے ایک مالیاتی فنڈ قائم کرنے کا اعلان کیا گیا، جس کے لئے جامعہ امام کی ضیافت میں جامعہ لاہور کی سپریم کونسل کا اجلاس سعودی عرب میں بلانے کی منظوری دی۔

ڈاکٹر سلیمان عبد اللہ ابا الخیل حفظہ اللہ نے انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے مدیر جناب پروفیسر ڈاکٹر احمد بن یوسف الدریویش حفظہ اللہ کو اپنی نگرانی میں مجلس التحقیق الاسلامی میں جاری مختلف تحقیقی کاموں کی رپورٹ پیش کرنے کی ہدایات جاری کیں۔ میٹنگ کے اختتام پر جامعہ لاہور کے چانسلر محمد میاں سومرو حفظہ اللہ نے سعودی مہمانوں اور دیگر معزز ارکان مجلس کی تشریف آوری پر ان کا شکریہ ادا کیا اور ڈاکٹر سلیمان عبد اللہ اَبا الخیل حفظہ اللہ کو ادارے کے لیے نیک جذبات پیش کرنے پر خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے اس امید کا اظہار کیا کہ ان کے تعاون اور جامعہ امام کے اشتراک سے ہمارا یہ ادارہ اور اس کے اہم منصوبے ترقی کی راہ پر گامزن ہونگے۔ ان شاء اللہ۔ مجلس کا اختتام انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے صدر اور لاہور اسلامک یونیورسٹی کے سیکنڈ پروچانسلر ڈاکٹر احمد یوسف الدریویش حفظہ اللہ کی دعا پر ہوا۔

ڈاکٹر ابا الخیل حفظہ اللہ کی مدنی فیملی سے ملاقات اور سعودیہ روانگی

مجلس جامعہ کی میٹنگ سے فراغت کے بعد ڈاکٹر ابا الخیل حفظہ اللہ نے باقاعدہ خواہش کا اظہار کر کے ڈاکٹر مدنی صاحب حفظہ اللہ کی صلبی و نسبتی اولاد سے علیحدہ ملاقات کی اور ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ اس ملاقات میں خاندان کی تمام خواتین و مرد حضرات بھی شامل تھے۔ اگلے روز یکم جولائی بروز بدھ رات ۲ بجے لاہور ائرپورٹ سے تمام معزز مہمان واپس سعودی عرب روانہ ہو گئے، جنہیں رئیس الجامعہ ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ اور ادارے کے اہم ذمہ داران نے قیمتی تحائف اور پرخلوص دعاؤں کے ساتھ رخصت فرمایا۔

سعودی عرب سے تشریف لائے ہوئے مہمانوں کو رخصت کرنے کے بعد رئیس الجامعہ اپنے بیٹوں کے ہمراہ ۲ جولائی PC ہوٹل تشریف لے گئے، جہاں انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کے صدر ڈاکٹر احمد بن یوسف الدریویش حفظہ اللہ ابھی تک قیام پذیر تھے۔ رئیس الجامعہ نے ان کے ساتھ باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا اور پروگرام کے تیسرے دن

بروز جمعرات انہیں بھی قیمتی تحائف اور پرخلوص دعاؤں کے ساتھ اسلام آباد کی طرف روانہ کیا۔یوں ادارے کی تعمیر وترقی اور استحکام پر مبنی سعودی مہمانوں کا یہ عظیم الشان دورہ اپنی تکمیل کو پہنچا۔

صدر جامعہ اسلامیہ عالمیہ کی جامعہ لاہور الاسلامیہ میں آمد

یاد رہے 6/ سال قبل ۲۰۱۴ء کے آغاز میں بھی ڈاکٹر سلیمان عبد اللہ ابا الخیل حفظہ اللہ جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ (سعودی عرب) اور جامعہ اسلامیہ عالمیہ، اسلام آباد کے مشترکہ وفد اور سعودی سفیر کے ساتھ پہلی مرتبہ جامعہ لاہور الاسلامیہ میں تشریف لائے تھے۔ اور جامعہ کے تمام شعبوں کا معائینہ کرنے کے علاوہ جامعہ کے نئے قائم کردہ شعبے المعهد العالى للعلوم الاجتماعيه کی افتتاحی تقریب سے خطاب کیا اور جامعہ لاہور الاسلامیہ کے ممتاز فاضلین میں ان کی خدمات کے اعتراف میں اعزازی اسناد اور شیلڈ بھی تقسیم کیں اور شام کو جامعہ لاہور کے نئے کیمپس مرکز البیت العتیق میں ایک سیمنار بعنوان " نظام تعلیم میں دوہرا معیار اور اس کے نتائج" سے تفصیلی خطاب کیا اور بعد نماز عشاء سعودی سفیر ڈاکٹر عبد العزیز بن ابراہیم الغدیر حفظہ اللہ، ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ، ڈاکٹر حافظ حسن مدنی حفظہ اللہ، استاذ بدر ابراہیم العتیبی حفظہ اللہ، ڈاکٹر الجمعہ حفظہ اللہ کے ہمراہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب اور ان کے مشیران کے مابین لاہور انٹرنیشنل یونیورسٹی کے لیے زمین مختص کرنے کے لیے تفصیلی ملاقات کی۔ اسی لیے جامعہ عالمیہ، اسلام آباد اور جامعہ لاہور کے ذمہ دران کے مابین دو سال میں متعدد اجلاس ہوئے، اور ۳۱/ مئی ۲۰۱۶ کے مجلس الجامعہ کے اجلاس میں بھی ڈاکٹر سلیمان عبد اللہ ابا الخیل حفظہ اللہ نے انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے مدیر جناب پروفیسر ڈاکٹر احمد بن یوسف الدریویش حفظہ اللہ کو اپنی نگرانی میں مجلس التحقیق الاسلامی میں جاری مختلف تحقیقی کاموں کی رپورٹ اور جائزہ پیش کرنے کی ہدایات بھی جاری کیں۔ تو انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کے صدر اور جامعہ لاہور الاسلامیہ کے سیکنڈ پروچانسلر پروفیسر ڈاکٹر احمد بن یوسف الدریویش حفظہ اللہ اپنی ٹیم کے ہمراہ جامعہ لاہور الاسلامیہ کے ہیڈ آفس ۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن تشریف لائے تو ان کی صدارت میں مجلس جامعہ کے دو اہم اجلاس منعقد ہوئے۔

پہلا اجلاس جامعہ کے تحقیقی ادارہ مجلس التحقیق الاسلامی کے میٹنگ ہال میں منعقد ہوا، جس کی صدارت ڈاکٹر احمد بن یوسف الدریویش حفظہ اللہ اور ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ نے مشترکہ طور پر فرمائی۔ اس اجلاس میں تعلیمی پروجیکٹس کے علاوہ خاص طور پر مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام جاری درج ذیل تحقیقی منصوبہ جات پر تفصیلی بریفنگ دی گئی۔

۱۔الموسوعة القضائية العالمية

اس موسوعہ کے بارے میں جامعہ لاہور کے کلیۃ الشریعہ کے استاد اور موسوعہ کے نگران محترم مولانا محمد شفیق مدنی حفظہ اللہ نے بریفنگ دی۔ آپ نے موسوعہ قضائیہ کے بارے میں تفصیل کے ساتھ مہمانانِ گرامی کے سامنے سابقہ کام کی رپورٹ پیش کی۔ میٹنگ میں موسوعہ کے حوالے سے مزید جو کام باقی تھا، اس کے متعلق لائحہ عمل بھی طے کیا گیا۔

۲۔مواقع محدث الخمسة

مجلس التحقیق الاسلامی کے تحت جاری پانچ عدد اہم محدث ریسرچ ویب سائٹس کے بارے میں ویب سائٹس کے نگران ڈاکٹر حافظ انس نضر حفظہ اللہ نے بریفنگ دی۔ آپ نے ان ویب سائٹس کے تعارف کے ساتھ ساتھ ویب سائٹس کی

اہمیت وضرورت اور عصر حاضر میں ان کے اہم کردار کے متعلق تفصیلات پیش کیں۔

۳۔ موسوعة الفهارس الموضوعية

یہ موسوعہ گزشتہ ۲۰۰ سالوں میں برصغیر پاک وہند میں اردو زبان میں شائع ہونے والے ۸۰۰ تحقیقی رسائل وجرائد کے اشاریے پر مشتمل ہے، جس میں موضوع وار، مصنف وار اور شمارہ وار تین مختلف انداز سے اشاریہ جات تیار کیے جا رہے ہیں۔ ڈاکٹر حافظ حسن مدنی حفظہ اللہ، جو کہ اس موسوعہ کے نگران ہیں، نے اس موسوعہ کی تفصیلات ذمہ داران کے سامنے پیش فرمائیں۔

۴۔ موسوعة القراءات القرآنية

موسوعہ قراءاتِ قرآنیہ کی تفصیلات مدیر کلیۃ القرآن الکریم ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی حفظہ اللہ نے پیش کیں اور اس موسوعہ کی اہمیت وافادیت سے حاضرین مجلس کو آگاہ کیا۔ آپ نے بتایا کہ ۲۰ قراءات متواترہ پر مشتمل ۲۰ عدد مصاحف کی طباعت کا یہ منصوبہ عالم اسلام کا ایک منفرد اور عظیم الشان منصوبہ ہے، جو کویت کی وزارۃ الاوقاف کے تحت زیر طباعت ہے، جس کا تمام تحقیقی کام عرصہ ۱۵ سال میں جامعہ لاہور الاسلامیہ کی قرآن فیکلٹی کے تقریبا ۳۰ اساتذہ کرام نے سر انجام دیا ہے۔ مزید برآں انہوں نے مختلف قراءات کی الگ الگ تلاوت کر کے متعدد لہجوں سے ارکان مجلس کو متعارف بھی کروایا۔ اس موسوعہ کی کچھ تفصیل مضمون ہذا کے آغاز میں بھی پیش کر دی گئی ہے۔

۵۔ المجلات العلمية البحثية

مجلس التحقیق الاسلامی کے تحت اس وقت ۵ علمی وتحقیقی رسائل ماہانہ، سہ ماہی، ششماہی، سالانہ بنیادوں پر شائع کئے جا رہے ہیں۔ ششماہی رشد کے ایڈیٹر جناب ڈاکٹر حافظ محمد زبیر حفظہ اللہ نے ماہنامہ محدث، سہ ماہی نظریات، ششماہی رشد، سالنامہ المسلمات وغیرہ کے بارے میں تفصیل کے ساتھ مجلس جامعہ کے معزز اراکین کو آگاہ کیا۔

صدر انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر احمد یوسف الدریویش حفظہ اللہ نے ان عظیم منصوبہ جات میں خصوصی دلچسپی لیتے ہوئے مجلس کے سامنے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ IIUI اور LIU کو مل کر اس قسم کے اہم تحقیقی منصوبے مکمل کرنے چاہئیں۔ چنانچہ اجلاس میں دیگر اہم فیصلوں کے علاوہ مجلس التحقیق الاسلامی کی سرپرست مجلس تنفیذی بھی تشکیل دی گئی، جس میں دونوں جامعات کے سات اہم افراد کو شامل کیا گیا۔

مجلس جامعہ کا دوسرا اہم اجلاس اگلے دن دوپہر ۱۲ بجے تا سہ پہر ۳ بجے لاہور اسلامک یونیورسٹی کے کیمپس 91۔ بابر بلاک نیو گارڈن ٹاؤن میں موجود پروفیسر ڈاکٹر احمد یوسف الدریویش حفظہ اللہ کے ذاتی دفتر میں منعقد ہوا، جس میں جامعہ لاہور الاسلامیہ کے تعاون کے ساتھ لاہور میں جامعہ اسلامیہ عالمیہ کے سب کیمپس کے امکانات پر غور وفکر کیا گیا۔

بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ وہ جامعہ لاہور الاسلامیہ کو تادیر قائم ودائم رکھے اور اسے دن دگنی رات چگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین

قاری محمد ادریس ظہیر[1]

محفل حسنِ قراءت کلیۃ القرآن ۲۰۱۶ء

جامعہ لاہور الاسلامیہ منہج سلف پر بچوں کی تعلیم و تربیت کا بہترین انتظام کرتا ہے، یہاں سے تعلیم حاصل کر کے طلبہ دین کی ہمہ جہت خدمت کے قابل ہو جاتے ہیں اور ہر اعتبار سے منہج سلف کی ترویج و اشاعت کرتے ہیں۔ طلبہ جامعہ لاہور الاسلامیہ پاکستان کے تمام تر جامعات کے طلباء میں نمایاں مقام رکھتے ہیں، اور امتیازی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ بایں سبب تحریر و تقریر، دعوت و تبلیغ، درس و تدریس، افہام و تفہیم، افکار و نظریات تحریک و تنظیم اور تعمیر انسانیت و معاشرہ میں کارہائے نمایاں انجام دے رہے ہیں۔

جامعہ میں طلبہ کی رہنمائی کے لیے مختلف قسم کے پروگرامز منعقد ہوتے رہتے ہیں، اسی سلسلہ کی ایک کڑی عالمی محفل تجوید و قراءات ہے۔

جامعہ لاہور الاسلامیہ کے شعبہ تجوید و قراءات (کلیۃ القرآن الکریم والعلوم الاسلامیہ) کے زیر اہتمام ۱۶ فروری ۲۰۱۶ بروز منگل کو عالمی محفل قراءت کا انعقاد کیا گیا۔ اس روحانی و قرآنی پروگرام میں پاکستان کے طول و عرض سے خواتین وحضرات کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ پروگرام کے مہمان خصوصی ڈاکٹر احمد میاں تھانوی حفظہ اللہ تھے۔ پروگرام کی صدارت استاذ القراء قاری محمد یحییٰ رسول نگری حفظہ اللہ، استاذ القراء قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ اور استاذ القراء قاری عزیر حفظہ اللہ نے کی، جبکہ یہ عظیم الشان عالمی محفل جامعہ لاہور الاسلامیہ کے کلیۃ القرآن الکریم کے سرپرست اعلیٰ قاری ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ کی زیر سرپرستی انعقاد پزیر ہوئی۔ محفل کا آغاز اپنے مقررہ وقت پر تلاوت قرآن حکیم سے ہوا، جس کی سعادت قاری عارف بشیر حفظہ اللہ نے حاصل کی۔ ہدیہ نعت پیش کرنے کی سعادت رانا عثمان قصوری حفظہ اللہ نے حاصل کی، جبکہ نقابت کے فرائض پروفیسر طاہر اسلام عسکری حفظہ اللہ نے احسن طریقے سے اداء کیے۔ محفل کی خاص بات پاکستان کے مشہور و معروف قراء کرام نے خوبصورت انداز میں قرآن حکیم کی تلاوت کی۔ جس پر محفل میں موجود تمام خواتین و حضرات نے زبردست خراج تحسین پیش کیا، جو کہ جامعہ لاہور الاسلامیہ کے لیے انتہائی فخر اور اعزاز کی بات تھی۔

پاکستان کے طول و عرض سے تشریف لانے والے ملک کے نامور قراء کرام میں۔

۱. قاری محمد یحییٰ رسولنگری حفظہ اللہ	۲. قاری احمد میاں تھانوی حفظہ اللہ
۳. قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ	۴. قاری محمد عزیر عبد الحق حفظہ اللہ
۵. قاری سید انوار الحسن شاہ حفظہ اللہ	۶. قاری عبد السلام عزیزی حفظہ اللہ
۷. قاری سعید اللہ سعید حفظہ اللہ	۸. قاری عطاء الرحمن عابد حفظہ اللہ
۹. قاری عارف بشیر حفظہ اللہ	۱۰. قاری اکمل شاہین حفظہ اللہ

[1] فاضل کلیۃ القرآن، جامعہ لاہور الاسلامیہ و استاذ مرکز البیت العتیق، لاہور

۱۱. قاری عبد الباسط منشاوی حفظہ اللہ ۱۲. قاری عدنان شفیق حفظہ اللہ

۱۳. قاری ابو بکر حیات حفظہ اللہ ۱۴. قاری نعمان جعفر حفظہ اللہ

ان قراء عظام نے بہت ہی خوبصورت انداز میں تلاوتیں فرمائیں اور شرکاء محفل سے داد و تحسین پائی۔

استاد القراء قاری ابراہیم میر محمدی صاحب کسی مجبوری کے باعث تشریف نالا سکے۔

ان قراء عظام کے علاوہ علمائے کرام کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی۔ ادارہ ان تمام مشائخ علماء کرام کا شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے اپنا قیمتی وقت دیا۔

مہمان خصوصی ڈاکٹر احمد میاں تھانوی حفظہ اللہ نے اپنے مخصوص انداز میں تلاوت قرآن کریم سے سامعین کے قلوب و اذہان کو معطر فرمایا، مزید برآں کلیۃ القرآن الکریم والعلوم الاسلامیہ کے بارے میں چند باتیں ارشاد فرمائیں۔ انھوں نے فرمایا کلیۃ القرآن لکریم نوجوان نسل میں قرآنی تعلیمات کے فروغ کے لیے اہم کردار ادا کر رہا ہے اور آج کی محفل میں قراء کرام کی شاندار کارکردگی، انتہائی قابل ستائش ہے۔ میں پوری ٹیم کو اس پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اس کے بعد استاد القراء والمجودین قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ نے بھی دعائیہ کلمات کہے۔ مزید کہا کہ میں اس پر وقار محفل کے کامیاب انعقاد پر پوری ٹیم کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ کرے یہ کامیابیوں کا سلسلہ جاری و ساری رہے۔ ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ اور ان کے بیٹوں خصوصاً ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ کی محنت اور کاوشوں کو خراج تحسین پیش کیا اور اس موقع پر تمام رفقاء کا شکریہ ادا کیا، جنہوں نے شب و روز محنت کر کے اس پروگرام کو کامیاب بنایا۔

ادارہ ہذا کی انتظامیہ، اساتذہ اور طلباء تمام احباب کے ممنون و مشکور ہیں، جنہوں نے محفل میں شریک ہو کر ادارے سے اپنی محبت اور عقیدت کا اظہار کیا۔

شفاء کی غرض سے قرآن ختم کرنا

علامہ ابن باز سے شفاء کی غرض سے قرآن ختم کرنے کے متعلق پوچھا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

اس میں کچھ حرج نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو شفا بنایا ہے۔ جب تو قرآن یا اس کا کوئی حصہ پڑھ کر خود پر دم کرے یا کسی مریض پر دم کرے، تو اس میں یہ جائز ہے، بلکہ یہ موجب شفا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قل هو للذين آمنوا هدى و شفاء

"کہہ دیجئے! یہ قرآن اہل ایمان کے لیے ھدایت اور شفا ہے۔"

مولانا محمد اسلم شاہد روی[1]

محفل حسنِ قراءت کلیۃ القرآن الکریم ۲۰۱۸ء

۳/مارچ ۲۰۱۸ء، بروز ہفتہ، جامعہ لاہور الاسلامیہ (مرکز البیت العتیق لاہور) میں نویں سالانہ عظیم الشان (عالمی) محفل قرآءات منعقد ہوئی۔ اس میں ملک بھر سے نامور قراء، اساتذہ فن اور مجوّدین کی بلا تفریقِ مسلک شرکت کے علاوہ مصری قراء کی شرکت اس کا خاص امتیاز بنی۔ مرکز البیت العتیق میں اس محفل کا انعقاد کلیۃ القرآن الکریم کی کاوشوں میں سے ایک کاوش ہے۔

جامعہ لاہور الاسلامیہ

جامعہ لاہور الاسلامیہ ۱۹۶۸ء میں جامعہ رحمانیہ کے نام سے قائم کیا گیا، اب اس کی بنیاد کو پچاس برس مکمل ہو گئے ہیں، اس کے بانی جناب ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ پچاس برس سے اس گلشن توحید و سنت کی آبیاری میں ہمہ تن مصروف عمل ہیں۔

کلیۃ القرآن الکریم کے قیام کا مقصد عالم مع قاری کا عظیم اور ضروری تصور ہے، تاکہ عالم بغیر قاری یا قاری بغیر عالم کو تبلیغ دین اور پیغام قرآن پہنچانے میں جو علمی اور فنّی دشواریاں پیش آتی ہیں، ان سے بچا جا سکے۔

کلیۃ القرآن الکریم

۲-رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ بمطابق ۱۹-مارچ ۱۹۹۱ء کو جامعہ لاہور الاسلامیہ کے بانی و مہتمم ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی کے زیر صدارت اہل علم اور اساتذہ کے ایک اجلاس میں کلیۃ القرآن کریم کے اجراء کا فیصلہ کیا گیا، اور ماہ شوال میں اس کا باقاعدہ آغاز کر دیا گیا۔ اس کی ایک مجلس اعلیٰ / ہائی کمان بنائی گئی۔ جس کے ارکان درج ذیل اصحاب علم و فن قرار پائے:

۱۔ حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی حفظہ اللہ
۲۔ قاری محمد یحییٰ رسول نگری حفظہ اللہ
۳۔ قاری محمد ادریس العاصم حفظہ اللہ
۴۔ قاری محمد اسلم حفظہ اللہ (گوجرانوالہ)
۵۔ حافظ عبد الستار الحماد حفظہ اللہ
۶۔ قاری نعیم الحق نعیم حفظہ اللہ
۷۔ قاری محمد عزیر حفظہ اللہ
۸۔ قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ
۹۔ حافظ عبد الغفار المدنی حفظہ اللہ
۱۰۔ ڈاکٹر میاں محمد اکرم حفظہ اللہ

[1] مصنف و مترجم کتب کثیرہ۔ استاذ مرکز البیت العتیق لاہور

رئیس جامعہ لاہور الاسلامیہ اور شیخ الحدیث جامعہ: حافظ ثناء اللہ مدنی ﷾ بطور عہدہ مجلس اعلیٰ کے رکن قرار پائے۔
بعد ازآں چند بزرگوں کی وفات یا دیگر اسباب کی وجہ سے کلیۃ کی سپریم کونسل میں درج ذیل بعض افراد کا اضافہ کر دیا گیا:

۱. مولانا محمد رمضان سلفی ﷾	۲. مولانا محمد شفیق مدنی ﷾	۳. ڈاکٹر قاری احمد میاں تھانوی ﷾
۴. عتیق احمد خواجہ ﷾	۵. ڈاکٹر حافظ حسن مدنی ﷾	۶. قاری صہیب احمد میر محمدی ﷾

قرآن پاک، تفسیر قرآن، حدیث شریف، نحو، صرف، بلاغت، فن تجوید و قرآءات کی مہارتوں کے حامل ان افراد نے کلیۃ القرآن الکریم کے لیے مندرجہ ذیل علوم فنون اور اصول و قواعد کو اس کلیۃ کے نصاب میں شامل فرمایا:

۱۔ تجوید القرآن	۲۔ قرآءات القرآن	۳۔ توجیہ القرآءات
۴۔ رسم القرآن	۵۔ ضبط القرآن	۶۔ عد آیات القرآن
۷۔ الوقف والابتداء	۸۔ تاویل مختلف الآیات	۹۔ تاریخ القرآءات والشبہات حولہا
۱۰۔ ترجمۃ القرآن	۱۱۔ تفسیر القرآن	۱۲۔ اصول تفسیر
۱۳۔ تاریخ تفسیر	۱۴۔ حدیث	۱۵۔ اصول حدیث
۱۶۔ حجیت حدیث	۱۷۔ عقائد	۱۸۔ سیرت النبیؐ
۱۹۔ فقہ	۲۰۔ اصول فقہ	۲۱۔ حکم التشریع الاسلامی
۲۲۔ تاریخ فقہ	۲۳۔ علم فرائض	۲۴۔ تاریخ اسلام
۲۵۔ علم نحو	۲۶ علم صرف	وغیرھم من العلوم الاسلامیہ

نصاب سازی کے بعد اس مجلس اَعلیٰ / ہائی کمان نے اس کلیۃ میں داخلہ کے اصول وضوابط اور طلبہ کے لیے ضروری شرائط بھی مرتب کیں۔

ثانویہ عامہ، ثانویہ خاصہ، الشھادۃ العالیہ اور الشھادۃ العالمیہ کے ناموں سے اس کے علی الترتیب چار حصے بنائے گئے۔
ہر حصہ دو سال کے نصاب پر مشتمل رکھا گیا، اس طرح یہ کورس آٹھ سالہ تعلیم پر مشتمل ہو گیا، اور وفاق المدارس السلفیہ پاکستان کے جاری نصاب درس نظامی / کلیۃ الشریعۃ کے برابر تسلیم کیا گیا۔

وفاق المدارس السلفیہ پاکستان، جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے منظوری کے سبب اس کی اسناد حکومت پاکستان کے ہاں علی الترتیب میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے کے برابر قرار پائیں۔

نویں سالانہ محفل

محفل قراءت کی تاریخ ۳۔ مارچ ۲۰۱۸ء بروز ہفتہ طے کی گئی۔ انتظامیہ نے مہینہ بھر پیشتر ہی طلبہ، اساتذہ اور ذمہ داران کو اس کی اطلاع دے دی اور قراء کرام سے محفل میں تشریف آوری کے لیے وعدے لیے گئے۔

ایک بڑا اشتہار، فور کلر خوبصورت ڈیزائن، پوسٹر بڑی تعداد میں شائع کیا گیا۔ اسٹیکرز، ہینڈ بلز، دعوت نامے، فلیکسز اس کے علاوہ تھے۔

اس پروگرام میں تجوید و قرآءات کے جن پانچ ماہر ترین اساتذہ کو خصوصی دعوت دی گئی، وہ درج ذیل ہیں:

قاری محمد یحییٰ رسولنگری، قاری محمد ادریس العاصم، قاری محمد ابراہیم میر محمدی، قاری احمد میاں تھانوی، قاری محمد عزیر حفظہم اللہ تعالیٰ۔

ان کے علاوہ درج ذیل قراء کرام قاری محمد یحییٰ شرقاوی، قاری محمد عبد الغفار مکاوی، قاری رضاء جمعہ منصور حفظہم اللہ تعالیٰ مصر سے مدعوّ کیے گئے۔ قارئین کرام کو بخوبی معلوم ہو گا کہ نزول قرآن کریم کی سرزمین حجاز مقدس کے مغرب میں بحر قلزم کے کنارے پر آباد ملک مصر، دنیا کی قدیم ترین تہذیب کا حامل ہے۔ دریائے نیل کے کنارے دنیا کی قدیم ترین آبادیوں اور معاشروں کو وجود بخشنے والی اس سرزمین کو نامور قراء کرام کا مولد و مسکن ہونے کا فخر و اعزاز بھی حاصل ہے۔ قرآن پاک نے ان دونوں ملکوں کو جوڑ دیا ہے، اور اہل پاکستان دونوں سے مستفید ہوتے ہیں۔ قرآن کے تعلق سے یہ دونوں ایک ہی ملک ہیں۔ ایسا ہو نہیں سکتا تھا کہ جامعہ لاہور الاسلامیہ جیسے عظیم ادارے میں قرآن کی محفل ہو اور مصری قراء کو نہ بلایا جائے۔

وطن عزیز پاکستان سے درج ذیل قراء کرام کو دعوت دی گئی:

قاری صہیب احمد میر محمدی، قاری احسان اللہ فاروقی، قاری عبد السلام عزیزی، قاری ابراہیم کاسی، قاری انوار الحسن شاہ، قاری کرامت علی نعیمی، قاری عطاء الرحمن عابد، قاری ادریس آصف، قاری عارف بشیر، قاری سعید اللہ سعید، قاری عبد الباسط شحات اور قاری اکمل شاہین وغیرہ۔

ان حضرات کو دعوت دینے میں کلیۃ القرآن کریم کی انتظامیہ کے ہاں عظیم مقاصد ملحوظ تھے:

۱۔ بین المسالک ہم آہنگی
۲۔ علماء اور مدارس سے فرقہ بازی کے طعن کی دوری
۳۔ ملک میں مذہبی ہم آہنگی کا فروغ
۴۔ بلا تفریق مسلک محبین قرآن پاک کا سننا اور سنانا۔

تیاری کے مراحل

جیسے جیسے تقریب کے دن قریب آرہے تھے، تیاریاں جو زور و شور سے جاری تھیں، تکمیلی مراحل کی طرف بڑھنے لگیں۔ شہر بھر میں اشتہارات لگوائے گئے، اساتذہ جامعہ شہر کے معروف مدارس، مساجد، دینی اداروں اور معروف شخصیات کو دعوت دینے کے لیے مختلف مقرر کردہ حلقوں کی طرف جانے لگے۔ اور اس کے حوصلہ افزاء نتائج ملے۔

۳؍مارچ کی صبح بڑی خوشیاں اور امیدیں لیکر طلوع ہوئی، کلیۃ القرآن الکریم کے ساتھ ساتھ کلیۃ الشریعہ کے تمام اساتذہ بھی تعلیم کے اوقات کار شروع ہونے کے موقع پر ایک اجلاس میں جمع ہوئے، اور اس تقریب کی کامیابی کے لیے مختلف موضوعات پر بالتفصیل مشاورت کرنے لگے ع

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

کے مصداق مختلف افراد کو اس محفل کی کامیابی کے لیے الگ الگ ذمہ داریاں سونپ دی گئیں۔ درج ذیل سربراہان کے توسط سے اساتذہ جامعہ کی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔

سیکیورٹی انچارج: مولانا ابو ہریرہ حفظہ اللہ، قاری یحییٰ طالب حفظہ اللہ، قاری عبد الماجد سلفی حفظہ اللہ۔ پارکنگ: قاری جاوید حفظہ اللہ، قاری طارق فاروقی حفظہ اللہ۔ سامعین کو کھانا کھلانا: مولانا اشتیاق معاویہ حفظہ اللہ، قاری عبد المنان حفظہ اللہ، قاری عبد الرحمن حفظہ اللہ، مولانا احمد طور حفظہ اللہ، حافظ زبیر خالد مرجالوی حفظہ اللہ۔ سامعین کو پانی پلانا: قاری محمد علی حفظہ اللہ، قاری محمد فیاض حفظہ اللہ۔ خواتین کا

کھانا: قاری ظہیر ادریس حفظہ اللہ۔ اسٹیج و پنڈال کی تیاری اور اسٹیج ریفریشمنٹ: مولانا عبد الماجد ساقی حفظہ اللہ، قاری محمد یاسین حفظہ اللہ۔ کھانا پکوانا: مولانا احسان اللہ فاروقی حفظہ اللہ۔ استقبالیہ (ضیافت قراء) چائے، بسکٹ، پانی، نمکو: ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی حفظہ اللہ، قاری عارف بشیر حفظہ اللہ، قاری اللہ دتہ حفظہ اللہ، قاری یاسین حفظہ اللہ: کھانا مہمان (قراء اکرام، خطباء وفضلاء جامعہ): قاری محمد فیاض حفظہ اللہ، قاری محمد عاشب حفظہ اللہ، قاری ظہیر ادریس حفظہ اللہ، قاری عبد الباسط حفظہ اللہ۔ اسناد والے بچوں کی ترتیب: قاری ظہیر احمد خان حفظہ اللہ۔ بچوں کو کنٹرول، پمفلٹ تقسیم: قاری عصمت اللہ حفظہ اللہ، مولانا مدثر لطیف اثری حفظہ اللہ۔ ساونڈ سسٹم وغیرہ: قاری خالد فاروق حفظہ اللہ، سیف اللہ حفظہ اللہ۔ محفل کی رپورٹ، تبصرہ: مولانا حافظ محمد اسلم شاہدروی حفظہ اللہ، مولانا فاروق رفیع حفظہ اللہ، مولانا ابوسفیان حفظہ اللہ۔ اسٹیج کی مکمل نگرانی: مولانا شفیق مدنی حفظہ اللہ، مولانا عبد الرشید تونسوی حفظہ اللہ، قاری خلیل الرحمن حفظہ اللہ۔ استقبالیہ ور خصتی: قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ، قاری خالد فاروق حفظہ اللہ، قاری اللہ دتہ رحیمی حفظہ اللہ۔ کانفرنس کی عمومی نگرانی: قاری خالد فاروق حفظہ اللہ۔ عمومی صفائی: قاری محمد فیاض حفظہ اللہ، مولانا ابوہریرہ حفظہ اللہ، مولانا اشتیاق حفظہ اللہ۔ مدیر التعلیم مولانا احسان اللہ فاروقی حفظہ اللہ اور ناظم عمومی قاری خالد فاروق حفظہ اللہ، ہر ایک کو اس کی ذمہ داری کے متعلق ہدایات دینے لگے، بلکہ مشاورت کرنے لگے تاکہ مشاورت کے نتیجے میں ذمہ داریوں سے بہتر نتائج حاصل کیے جاسکیں۔

کھانے کا اہتمام

کھانے کے لیے تین طرح کا اہتمام تھا:

a عوام کے لیے کھانا، اس کا اندازہ دو ہزار افراد کھا گیا تھا۔

b قراء اور مہمانوں کا کھانا، اس کا اندازہ دو سو افراد کا تھا۔

c غیر ملکی مہمانوں یعنی مصری قراء کرام کا کھانا۔

آج ایک دشواری بھی محسوس ہو رہی تھی کہ کبھی کبھی بوندا باندی ہو جاتی تھی، لیکن کمیٹیوں کے اراکین اپنا عزم مضبوط کیئے، اپنی ذمہ داریوں میں مگن رہے، موسم کی عدم برابری کے باوجود کھانا پکوانے میں کمی نہ کی گئی۔

اسٹیج اور سکرینیں

رات کو بارش تو نہ ہوئی، لیکن دن بھر میں جو وقفے وقفے سے بوندا باندی ہوتی رہی اس کے پیش نظر مرکز البیت العتیق کی خوبصورت پر شکوہ، وسیع، سادہ اور پر وقار طرز تعمیر کی آئینہ دار جامع مسجد کے ہال میں محراب کے پاس ہی اسٹیج بنانے کا فیصلہ ہو گیا، گو کہ پہلے صحن مسجد میں اسٹیج لگانا طے پایا تھا۔ اسٹیج اور پوری مسجد کو ایسے بینرز سے بھی سجایا گیا تھا، جن پر فضائل قرآن کریم اور قراء کرام کے متعلق آیات مبارکہ اور احادیث شریفہ درج تھیں۔

مسجد کے شمال و جنوب میں واقع خوبصورت پارکوں میں جو مرکز البیت العتیق کے اندر ہی واقع ہیں، دو بڑی سکرینیں نصب کی گئیں، ایک سکرین صحن مسجد میں نصب کی گئی، اور ایک مرکز البیت العتیق کے مدرسۃ البنات میں لگائی گئی تھی۔ مدرسۃ البنات میں جو مرکز سے متصل ہے، ادارے کی طالبات اور معلمات کے علاوہ بڑی تعداد میں مستورات تشریف لائیں، ان سب کے لیے بیٹھنے اور کھانے کا عمدہ انتظام کیا گیا۔

مغرب سے عشاء تک درج ذیل قرآء کرام کی تلاوتیں ہوئیں۔

قاری طلحہ ادریس (پہلی تلاوت)، قاری عطاء المنان حفظہ اللہ، قاری اکمل شاہین حفظہ اللہ، قاری نعمان جعفر حفظہ اللہ، قاری سعید اللہ سعید حفظہ اللہ، قاری محمد ادریس آصف حفظہ اللہ، حافظ علی حمزہ حفظہ اللہ، حافظ عثمان حمزہ حفظہ اللہ اور حافظ عمر حمزہ حفظہ اللہ ابناء قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ۔

بعد نماز عشاء اس محفل کی بھرپور نشست تھی، اس میں درج ذیل قراء کرام نے اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب کی قراءت کے مختلف لہجوں میں تلاوت پیش فرمائی اور سامعین کے قلوب واذہان کو انوار قرآن سے خوب منور کیا۔

قاری احمد شمعون (پہلی تلاوت)، قاری عبد الماجد نور حفظہ اللہ، قاری عطاء الرحمن عابد حفظہ اللہ، قاری عبد الباسط منشاوی حفظہ اللہ، قاری احسان اللہ فاروقی حفظہ اللہ، قاری عارف بشیر حفظہ اللہ، جناب قاری ڈاکٹر احمد میاں تھانوی حفظہ اللہ، قاری سعید اللہ سعید بخاری حفظہ اللہ اور قاری شاہد عمران عارفی حفظہ اللہ۔

نماز عشاء سے تقسیم اسناد وانعامات کے مرحلے تک سب سے متاثر کن تلاوت جناب ڈاکٹر قاری احمد میاں تھانوی حفظہ اللہ کی تھی، جو پرسوز لیکن کم ساز آواز تھی۔ یہ تلاوت عمیق قلب سے نکل کر قلوب کے اعماق میں اترتی جارہی تھی، اللہ پاک محترم قاری صاحب کو سلامت رکھیں

تقریب تقسیم اسناد وانعامات

رات بارہ بجے کے بعد تقسیم اسناد وانعامات کا سلسلہ شروع ہوا، اسناد والوں کے لیے انعامات تو ہوتے ہی ہیں۔ یہاں انعامات کے مراحل اور بھی تھے۔

مرکز البیت العتیق کے طلبہ کے مابین دوران سال میں ایک مقابلہ حسن قراءات ہوا تھا، اس کے لیے مہمانوں نے طلبہ کو انعامات اپنے دست مبارک سے پیش کیے۔

چونکہ یہاں صرف قاری نہیں بنائے جاتے، بلکہ قاری پلس عالم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس لیے مرکز البیت العتیق میں ایک مقابلہ نحو وصرف ہوا تھا، اس کے نمایاں پوزیشن ہولڈرز میں بھی اکابرین اور معزز مہمانوں نے انعام تقسیم کیے۔

گزشتہ کچھ سالوں سے فارغ التحصیل طلبہ کو اسناد نہ دی جاسکی تھیں، ان سب کو اس موقع پر اسناد دی گئیں۔ اسناد حاصل کرنے والے طلبہ کی ترتیب کچھ یوں رہی:

a تجوید والے ۱۶۴ طلبہ
b سبعہ عشرۃ والے، ۱۲۵ طلبہ
c عشرہ کبریٰ والے، ۸ طلبہ

میزان: ۲۹۷ طلبہ

عشرہ کبریٰ والوں کو مشائخ کرام کے دست مبارک سے اسناد دی گئیں۔ وقت کی قلت کے پیش نظر سبعہ عشرۃ والوں میں سے نمایاں چار طلبہ کو اسناد یہاں پر دی گئیں، باقی تمام طلبہ کو دفتر جامعہ سے اپنی اسناد وصول کرنے کے لیے کہہ دیا گیا۔

دوران تقریب شائقین فن، قراءات کے قدردانوں اور قرآن سے محبت رکھنے والوں کی بڑی تعداد نہایت محبت کے

ساتھ اور کامل انہماک کے ساتھ موجود رہی۔ مسجد کا ہال، برآمدہ، صحن اور شمال و جنوب کے پارک عوام سے بھرے رہے۔

اپنی گاڑیوں، موٹر سائیکلوں کے علاوہ پبلک ٹرانسپورٹ کے ذریعے بہت سارے لوگ آئے، موٹر سائیکلوں کے لیے الگ اور گاڑیوں کے لیے الگ پارکنگ پوائنٹ بنائے گئے تھے۔ کھانا کھلانے پر متعین اساتذہ اور طلبہ اپنی ذمہ داری پوری توجہ سے نبھاتے رہے۔

تقریب تقسیم اسناد و انعامات کے بعد ڈاکٹر حافظ حسن مدنی حفظہ اللہ، علامہ ابتسام الٰہی ظہیر حفظہ اللہ اور قاری صہیب احمد میر محمدی حفظہ اللہ کے خطابات ہوئے، مؤخر الذکر نے تلاوت قرآن کے آداب واحکامات پر بالتفصیل روشنی ڈالی۔ پھر تلاوتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ قاری محمد ابراہیم میر محمدی حفظہ اللہ اور قاری ادریس عاصم حفظہ اللہ کی تلاوتوں کے علاوہ اس حصے میں مصری قراء کرام نے اپنے مخصوص انداز میں کتاب اللہ کی تلاوت پیش فرمائی۔

آخر میں استاذ القراء الشیخ قاری محمد یحییٰ رسولنگری حفظہ اللہ کی دعائے خیر پر یہ پروگرام رات گئے اختتام پذیر ہوا۔

حقیقی زندگی

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں

و من تأمل أحوال أئمة الإسلام كأئمة الحديث و الفقه، كيف هُم تحت التراب و هُم في العالمين كأنهم أحياءٌ بينهم لم يَفقِدُوا منهم إلا صُورَهم و إلا فذِكرهم و حديثهم و الثناء عليهم غير منقطع و هذه هي الحياة حقا . [مفتاح دار السعادة:١٣٩]

جو شخص ائمہ اسلام محدثین وفقہائے کرام کے حالات سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ ائمہ کرام منو مٹی تلے دبے ہونے کے باوجود ہمارے درمیان اس طرح موجود ہیں جیسے زندہ ہوں صرف ان کے چہرے ہم سے اوجھل ہیں ان کا تذکرہ خیر، ان کی باتیں، اور ان کی تعریف کبھی ختم نہیں ہونے والی۔ اور یہ ہی حقیقی زندگی ہے۔

اداره

تبصرہ جات بر ششماہی رشد قراءت نمبرز

[۱]

بخدمت محترم و معظم مولانا حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ، زادکم اللہ عزاً و شرفاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاجِ گرامی!

آپ کی زیر نگرانی شائع ہونے والے، جامعہ لاہور الاسلامیہ کے ترجمان ماہنامہ 'رُشد' کی تین خصوصی اشاعتیں جو 'قراءات نمبر' کے عنوان سے آپ اور آپ کے رفقاے کار نے زیورِ طبع سے آراستہ کرکے اہل علم کے ہاتھ میں تھمادی ہیں، اس پر جس قدر بھی آپ کا شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔ بلاشبہ آپ نے ملت اسلامیہ کے پیروکاروں پر بالعموم اور اہل علم پر بالخصوص یہ احسانِ عظیم کیا ہے۔ قراءات اور بالخصوص قراءاتِ سبعہ و عشرہ پر مستشرقین اور ان کی معنوی ذرّیت نے جس قدر اعتراضات کئے تھے، اس 'قراءات نمبر' میں ایک ایک کا مدلل جواب ہے۔ والحمد للہ علی ذلک!

علمی مضمون لکھنا اپنی جگہ ایک مشکل مسئلہ ہے، لیکن اہل علم سے مضمون لکھوانا اس سے بھی مشکل مرحلہ ہے۔ اس راہ کی صعوبتوں سے وہی واقف ہے جو عملاً صحافتی میدان میں اُترا ہو۔ یہ قراءات نمبر دیکھ کر یہ احساس بڑی شدت سے اُبھرتا ہے اور اس میں خوشی بھی محسوس ہوتی ہے کہ آپ کا ماشاء اللہ تمام اہل علم سے رابطہ ہے۔ سبھی آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور آپ نے بھی سبھی حضرات کو پذیرائی بخشی ہے اور ان کی قدر افزائی فرمائی ہے۔ اہل حدیث ہوں یا دیوبندی یا بریلوی تینوں مکتبِ فکر کے اہل علم نے اپنا اپنا فریضہ ادا کیا ہے اور قرآنِ مجید کی قراءات کے حوالے سے سبھی یک زبان ہیں۔ جزاءهم الله أحسن الجزاء

'قراءات نمبر' کی پہلی دو جلدیں ساڑھے سولہ سو صفحات پر مشتمل ہیں اور اب یہ تیسری جلد ماشاء اللہ ایک ہزار بتیس صفحات کو محیط ہے اور اس میں لکھا ہے کہ ایک جلد مزید ان شاء اللہ شائع ہوگی، یہ چاروں جلدیں علم قراءات پر ایک 'موسوعہ علمیہ' کی حیثیت رکھتی ہیں۔ پاک وہند تو کیا پورے عالم اسلام میں علم قراءت کے حوالے سے اس قدر علمی مباحث پر مشتمل کسی مجموعہ یا موسوعہ (انسائیکلوپیڈیا) کی بھنک کبھی کان میں نہیں پڑی۔ اس موضوع پر بحث و تحقیق کرنے والوں کے لیے بلاشبہ آپ کے مجلہ 'رشد' کا یہ نمبر رشد وہدایت کا باعث بنتا رہے گا۔

مجلہ 'رُشد' کے حالیہ تیسرے شمارے میں حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف اور اس کے رسم الخط پر بڑی نفیس اور ایمان پرور تفصیل ہے۔ اسی طرح جمع قرآن اور تشکیل قراءات کی تاریخ، رسم اور قراءات کے مابین تعلق، علم الفواصل: توفیقی یا اجتہادی، قراءاتِ عشرہ کا تواتر اور سبعہ اَحرف کی تشریح، سبعہ احرف کی تنقیحات و توضیحات، جمع عثمانی اور مستشرقین، کتاب المصاحف، معانی و احکام پر تجوید و ترتیل کے اثرات، قراءاتِ متواترہ کے فقہی احکام پر اثرات وغیرہ، یہ سب مضامین بڑے خاصے کی چیز ہیں۔ کراچی کے بقلم خود 'مفتی' محمد طاہر مکی کی حرکاتِ شنیعہ کا بھی اس

میں خوب محاسبہ ہے۔ مگر محمد عطاء اللہ صدیقی صاحب کے قلم کی کاٹ کے سبھی معترف ہیں۔ انہوں نے مفتی طاہر کے لتّے لیے ہیں، اُنہیں خوب خوب لتیھڑا، پچھاڑا اور بڑی سنجیدگی سے اس کا پوسٹ مارٹم کیا ہے۔ لیکن عرض ہے کہ قرآنِ مجید کی تعلیم تو بہر حال یہ ہے کہ ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ نے بھی جو مختلف قراءتوں پر مشتمل قرآنِ مجید شائع کرنے پر خدشات کا اِظہار فرمایا ہے، بلاشبہ آپ نے مثبت اور مبنی بر حقیقت بڑی متانت سے اس کا جواب دیا ہے۔ کیا ہی خوب ہوتا کہ اسی علمی اُسلوب پر ہمارے صدیقی صاحب بھی قائم رہتے۔ ان کی علمی شان کے یہی مناسب تھا اور اسی کی ان سے توقع ہوتی ہے۔

مدنی رسم، ضبط اور فواصل میں پاکستان میں قرآنِ کریم کی اشاعت

آپ کے علم میں ہو گا کہ 'مفتی' محمد طاہر کے ہاں جو استفتا ذاکر حسین کی طرف سے آیا، تقریباً وہی استفتا اِسی ذاکر حسین، نارتھ ناظم آباد کراچی نے الجامعہ الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن بھی بھیجا جس کا جواب وہاں کے ترجمان 'بینات' کے شمارہ نمبر ۴، جلد نمبر ۳۷ ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ میں شائع ہوا۔ یہ جواب آپ کی نظر سے ضرور گزرا ہو گا۔ اُنہوں نے قراءات کے اختلاف کو قطعی، متواتر اور اسے قبول کرنا واجب قرار دیا ہے مگر اختلافِ قراءات پر مبنی قرآن پاک کی اشاعت کو قرینِ مصلحت نہیں سمجھا۔ اس حد تک تو بات واقعی قابل توجہ ہے۔

رسم ضبط اور فواصل کا اختلاف آپ سعودیہ میں، پاکستان اور ہندوستان میں شائع ہونے والے قرآنِ مجید میں محسوس کرتے ہوں گے اور یہ بات بھی حرمین میں آپ کے مشاہدے میں آئی ہو گی کہ برصغیر کے اچھے بھلے پڑھے لکھے بلکہ حفاظِ قرآن بھی وہاں ہندی رسم ضبط میں تلاوت کو ترجیح دیتے ہیں اور سعودیہ میں شائع ہونے والے مصحفِ پاک میں تلاوت میں دقت محسوس کرتے ہیں۔ اس مصلحت کا تقاضا تو یہی ہے کہ دیگر رسم ضبط و فواصل یا قراءات پر مبنی مصحفِ پاک کو یہاں شائع نہ کیا جائے۔ حرمین میں چونکہ مشرق و مغرب، شمال و جنوب سے مسلمان آتے ہیں، وہاں ان تمام کی رعایت سے ایسے اختلاف پر مبنی مصحف شریف کی اشاعت کی گئی ہے تو اس کی گنجائش ہے یا ان علاقوں میں ان کی اشاعت درست ہے جہاں جہاں وہ رسم رائج ہے۔

آپ نے مولانا تقی عثمانی حفظہ اللہ کے جواب میں جو لکھا ہے کہ برصغیر میں روایتِ حفص وغیرہ میں اختلافِ تنوع شائع شدہ ہے۔ بلاریب درست ہے اگر اسی اختلاف کی وضاحت کے باوصف قرآنِ پاک میں تحریف یا تبدیلی کا کہیں دور دور تک شائبہ نہیں، تو مختلف رسم ضبط یا قراءات پر مبنی مصحفِ پاک بھی اہل علم کے ہاں کسی تشویش کا باعث نہیں ہو گا۔ بلکہ سعودیہ میں تو یہ شائع شدہ ہیں، ان کی بنیاد پر عالم اسلام میں کوئی بھونچال نہیں آیا، کوئی احتجاج نہیں ہوا۔ البتہ یہاں عامۃ الناس کے احوال کے تناظر میں یہ واقعی قرین مصلحت نہیں۔

مجھے 'بینات' کے مفتی صاحب کی یہ بات بڑی عجیب سی محسوس ہوئی ہے، جو اُنہوں نے اختلافِ قراءات پر مبنی مصحف کی اشاعت کو کسی بڑے خطرے کی علامت قرار دیتے ہوئے کہی ہے کہ

"کچھ بعید نہیں کہ یہ کوشش وجسارت آگے چل کر کتاب اللہ کی اَبدی حفاظت کے وعدے کو غیر موثر بنانے کی اسکیم کا حصہ ہو۔" [بینات: ص ۶۱]

حالانکہ منکرین قراءاتِ متواترہ بھی تو یہی کہتے ہیں کہ یہ قراءتیں قرآنِ مجید کی 'ابدی حفاظت' کے خلاف ہیں،

جبکہ قراءت کی محفلوں میں سبعہ و عشرہ قراءتوں پر مبنی قراء حضرات کی تلاوت کو تو آج تک کسی رجل رشید نے قرآنِ پاک کی حفاظت کے منافی نہیں سمجھا۔ مگر بینات کے مفتی صاحب کو ان کی اشاعت حفاظتِ قرآن کے منافی نظر آتی ہے۔ حالانکہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اختلافِ قراءات پر مبنی مصحف پاک عرب و مغرب میں شائع شدہ ہے نیز ان کی اشاعت کو کسی قابل اعتبار صاحب علم نے حفاظتِ قرآن کو غیر موئثر کرنے کی اسکیم نہیں قرار دیا۔

قرآنِ پاک کی اشاعت بلاریب رسم عثمانی پر لازم ہے اور اس میں اختلافِ قراءات کی رعایت بھی موجود ہے بلکہ بینات کے مفتی صاحب نے فرمایا ہے کہ

"رسم عثمانی کے موافق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان مصاحف میں سے کسی ایک میں لکھی ہو جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لکھوائے تھے۔" [بینات:ص۵۵]

قابل غور بات ہے کہ یہ بات کہہ کر اُنہوں نے اعتراف نہیں کیا کہ رسم عثمانی میں جو مصحف تیار ہوئے تھے، ان میں کچھ اختلاف تھا؟ اگر اس حقیقت کے باوجود حفاظتِ قرآن پر یہ اختلاف موئثر نہیں تو مختلف قراءتوں پر اشاعت ہی میں وہ اتنا خدشہ کیوں محسوس کرتے ہیں؟

قراءت کے حوالے سے یہ باتیں نوکِ قلم پر آگئی ہیں، ورنہ یہ ناکارہ اس فن سے آشنا نہیں۔ آپ کی ان خصوصی اشاعتوں کی بدولت کچھ شدبد ہوئی ہے۔ دیگر فنون کی طرح اس کا دائرہ بھی نہایت وسیع ہے۔ جس کا اندازہ اسی سے ہو جاتا ہے کہ ضاد اور ظاء کے فرق پر لکھی گئیں کتابوں کی تعداد دس سے زائد ہے جیسا کہ اس تیسرے قراءت نمبر کے صفحہ ۴۹۹، ۵۰۰ میں بیان ہوا ہے۔

پاکستان میں شائع ہونیوالے مصاحف کی صورتِ حال

'پاکستانی مصاحف کی حالتِ زار اور معیاری مصحف کی ضرورت' کے عنوان سے شائع ہونے والا مضمون بڑا وقیع اور فکر انگیز ہے۔ تقریباً اسی عنوان سے ایک مضمون 'رشد' کے خصوصی شمارہ اوّل میں بھی شائع ہوا ہے جس میں ضبط، فواصل اور اَوقاف کے اختلاف کا ذکر ہوا ہے۔

چند سال پہلے صادق آباد ضلع رحیم یار خان کے مولانا مفتی محمد ابراہیم صادق آبادی کے اس حوالے سے مضامین اور بالآخر 'قرآنِ مجید؛ تحریف کی زد' کے نام سے کتاب شائع ہوئی تھی۔ جس میں اُنہوں نے پاکستان میں شائع ہونے والے ستائیس نسخوں کی اغلاط شائع کی تھیں جس میں بعض اغلاط تو واقعی حیران کن ہیں۔ ان کی یہ کوشش قابل ستائش ہے۔ کتاب کے نام میں 'تحریف' خطرے کا الارم ہے۔ یہ اکثر و بیشتر اغلاط ضبط اور رسم کے حوالے سے ہیں اور بعض میں شرمناک حد تک غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے اور قرآنِ مجید کے حوالے سے اس قسم کے تغافل سے بچائے۔

اس تیسری جلد کے صفحہ ۸۶۳ میں ذکر ہے کہ روایتِ حفص کے مطابق بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت ہے اور پاکستانی مصاحف میں یہ آیت شمار نہیں کی گئی بلکہ اَنعمت علیهم پر آیت کا نشان لگانے کی بجائے صرف ۶ نمبر دے کر سورۃ الفاتحہ کی سات آیات پوری کر دی گئیں ہیں۔ مجھ جیسے مبتدی کو سمجھ نہیں آئی کہ جب برصغیر میں روایتِ حفص جاری و ساری ہے تو سورۃ الفاتحہ میں اس سے علیحدہ اُسلوب کیوں رکھا گیا؟ بسم اللہ، سورۃ الفاتحہ کا جزء ہے یا

نہیں؟ یہ فقہاء میں ایک اختلافی مسئلہ ہے مگر یہاں کیا یہی فقہی اثر روایتِ حفص سے انحراف کا سبب تو نہیں؟

بلکہ رموز الاوقاف میں تو سورۃ الفاتحہ کی ابتدائی آیات پر 'لَا' لکھ دیا گیا، جو سعودی مصاحف کے بھی خلاف ہے اور مسنون قراءات کے بھی۔ بالکل یہی معاملہ سورۃ الاعلیٰ کی آیات کے ساتھ ہے اور اچھے بھلے قرا حضرات اسی کی پابندی کرتے ہیں، آخر کیوں؟

بعض قابل توجہ اُمور

بعض باتوں کی طرف مزید اشارہ ضروری سمجھتا ہوں:

اسی تیسرے شمارہ کے صفحہ ۵۲۰ پر لکھا ہے:

قال الإمام أحمد حدثنا يزيد أنبأنا حماد بن سلمة عن عاصم بن أبي النجود عن أبي صالح عن النبي ! قال:إن الله اطلع على أهل بدر فقال: اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم.

[صحيح بخاري:٣٠٨١،٣٠٠٧]

ظاہر ہے کہ یہاں 'صحیح بخاری' کا حوالہ بہر حال درست نہیں بلکہ یہ مسند امام احمد سے ہے اور صحابی کا نام بھی ذکر نہیں ہو سکا۔ صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں اور حدیث نمبر ۷۹۲۷ ہے۔

صفحہ ۸۸۶ پر آپ نے حضرت عروہ بارقی کی روایت کے بارے میں بحث کی ہے کہ یہ روایت صحیح بخاری میں ضعیف سند سے ہے۔ ایسی روایت صحیح بخاری میں کیوں ہے، اس کے بارے میں آپ نے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی بلوغ المرام سے یہ عبارت ذکر کی ہے کہ

أخرجه البخاري في ضمن حديث ولم يسق لفظه

"امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک دوسری حدیث کے ضمن میں اس حدیث کا اخراج کیا ہے، لیکن اس متن کی روایت نہیں کی۔"

آپ فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس عبارت میں اسی حدیث کے معلول ہونے کا اشارہ کیا ہے۔ یہ بات تو درست ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں بکری کی خرید و فروخت کا حصہ صحیح بخاری کی شرط پر نہیں، کیونکہ اس میں شبیب بن غرقدہ، قبیلے کے افراد سے روایت کرتے ہیں اور وہ مبہم ہیں اور علامہ ابن قطان، علامہ منذری وغیرہ نے یہ اعتراض کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حصہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود نہیں بلکہ مقصود الخير معقود بنواصي الخيل کے الفاظ ہیں، لیکن اس کے لیے بلوغ المرام میں حافظ ابن حجر کے الفاظ سے اس کے معلول ہونے پر استدلال محل نظر ہے۔ اس لیے کہ لم يسق لفظه کا مفہوم اس کے متن کی روایت نہیں کی، جیسا کہ آپ نے بیان فرمایا ہے۔ مزید غور طلب ہے، کیونکہ اس جملہ سے عموماً یہی مراد لیا جاتا ہے کہ اس کے الفاظ بیان نہیں کئے، ذکر نہیں کئے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا کہنا کہ لم يسق لفظه درست نہیں ہے جیسا کہ آپ نے بھی ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے ان الفاظ کو بیانِ علت پر محمول کرنا اس لیے بھی درست نہیں کہ فتح الباری میں اُنہوں نے حافظ ابن قطان رحمہ اللہ وغیرہ کے اعتراض کا جواب دیا ہے، ان کے الفاظ ہیں:

'لكن ليس بذلك ما يمنع تخريجه ولا ما يحطه عن شرطه لأن الحي يمنع في العادة تواطؤهم على الكذب... الخ [فتح البارى: 1/ 635]

اس کے بعد یہ کہنا کہ بلوغ المرام کے الفاظ بیانِ علت کے لیے ہیں، بالکل درست نہیں ہے، وہ تو اس کی صحیح بخاری میں تخریج کا دفاع کرتے ہیں۔ اُمید ہے آپ اس پر نظر ثانی فرمائیں گے۔

اسی طرح صفحہ ۵۰۳ پر حدیث: لیس منا من لم یتغن بالقرآن کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ "خوبصورت پڑھنے کی صلاحیت کے باوجود اگر خوبصورت نہ پڑھے تو اُمت سے خروج کی وعید کا مستحق ٹھہرے گا۔"

لیس منا کے الفاظ سے "اُمت سے خروج" کا مفہوم کشید کرنا اپنے اندر خارجیت کا عنصر لیے ہوئے ہے، جبکہ اس کا صحیح مفہوم لیس من أهل سنتنا و طريقتنا کا ہے کہ یہ ہماری سنت اور ہمارا طریقہ نہیں، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے: ليس منا: أي من أهل سنتنا و طريقتنا، وليس المراد به إخراجه عن الدين

[فتح الباری: 3/ 163]

آخر میں اس شاندار قراءت نمبر کی اشاعت پر مکرر ہدیۂ تبریک قبول کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس نمبر کی تیاری اور اشاعت میں حصہ لینے والے تمام اہل علم و قلم اور منتظمین کو اجر عظیم عطا فرمائے اور اس میدان کے راہرو حضرات کے لیے اسے رُشد و رہنمائی کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

ارشاد الحق اثری

مدیر ادارہ علوم اثریہ، فیصل آباد

[مطبوعہ ماہنامہ محدث اگست ۲۰۱۰ء/ جلد ۴۲/ شمارہ ۸ (۳۴۰)]

[۲]

بخدمت محترم و معظم مولانا حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ، زادکم اللہ عزاً و شرفاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مزاجِ گرامی!

دورِ حاضر میں جہاں آزادیٔ تحقیق کے نام سے صحیح احادیث کا انکار بلکہ استخفاف کیا جاتا ہے، وہاں قراءات متواترہ کو بھی تختہ مشق بنایا جاتا ہے، اور انھیں فتنہ عجم کی باقیات قرار دیا جاتا ہے، حالانکہ برصغیر میں جو روایت حفص پڑھی پڑھائی جاتی ہے، وہ قراءت متواترہ ہی کا ایک حصہ ہے، اسے تسلیم کرنا اور باقی کا انکار کرنا علم و عقل سے کور ذوقی کی بدترین مثال ہے، حقیقت یہ ہے جب کوئی زبان مختلف علاقوں اور قبیلوں میں استعمال ہو تو اس کے بعض الفاظ کے استعمال میں اتنا فرق آجاتا ہے کہ ایک قبیلے والا دوسرے قبیلے والوں کے لب ولہجہ اور ان کے ہاں مستعمل الفاظ کو سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے، نزولِ قرآن کے وقت عربی زبان قریش، ہذیل، تمیم، ربیعہ، ہوازن، اور سعد بن بکر جیسے بڑے بڑے قبائل میں بولی جاتی تھی، لیکن بعض قبائل کئی عربی الفاظ سمجھنے سے بالکل قاصر رہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان پر آسانی کرتے ہوئے قرآن کریم کو سات حروف میں نازل فرمایا، تاکہ قرآن کریم کے اولین مخاطبین تکلف کا شکار نہ ہوں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

" قرآن کریم کو سات حروف میں نازل کیا گیا ہے، لہٰذا جو حرف تمھیں آسان معلوم ہو، اس کے مطابق تلاوت کر لو۔ "

[صحیح بخاری، فضائل القرآن: ۴۹۹۲]

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مجھے حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک قراءت کے مطابق پڑھایا، میں نے ان سے درخواست کی اور زیادہ محاوروں سے پڑھانے کا مطالبہ کرتا رہا، تو وہ مجھے پڑھاتے رہے، حتیٰ کہ وہ سات حروف پر پہنچے۔“

[صحیح بخاری، فضائل القرآن:۴۹۹۱]

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے کہا کہ اس سلسلہ میں میری امت پر آسانی کریں، کیونکہ میری اس امر کی طاقت نہیں رکھتی۔[صحیح مسلم، صلوۃ المسافرین:۱۹۰۴]

ایک روایت میں ہے کہ مجھے ایک فرشتے نے کہا کہ آپ ایک حرف سے زیادہ پڑھنے کی درخواست کریں، چنانچہ مجھے سات حروف کے مطابق قرآن پڑھنے کی اجازت مل گئی۔[سنن ابوداؤد۔ الوتر:۱۴۷۷]

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ”ترجمۃ الباب“ میں ذکر کیا ہے۔[صحیح بخاری، فضائل القرآن، باب:۵]

یہ حدیث محدثین کے ہاں ” سبعۃ أحرف “ کے نام سے مشہور ہے، اور آئمہ حدیث نے اس حدیث کو اپنی اپنی تالیفات میں ذکر کرکے اسے متواتر کا درجہ دیا ہے۔ چنانچہ اس حدیث کو بائیس (۲۲) سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں، اس متواتر حدیث کے کسی بھی طریق میں کوئی بھی ایسی صریح عبارت موجود نہیں ہے، جو سبعہ احرف کی مراد کو متعین کرے، جبکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ضرورت کے وقت کسی بات کی وضاحت کو مؤخر نہیں کرتے ،اس کی غالباً یہ وجہ ہے کہ نزول قرآن کے وقت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک سبعہ أحرف کا مفہوم اس قدر واضح تھا کہ کسی کو بھی اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی، اور نہ ہی وہ اس کے مفہوم کو سمجھنے کے لیے کسی کے محتاج تھے۔ اگر ان کے ذہن میں کوئی اشکال پیدا ہوتا تو وہ رسول اللہ ﷺ سے ضرور اس مشکل کا حل معلوم کرتے، حالانکہ یہ حضرات قرآن کریم کے متعلق اس قدر حساس تھے کہ سبعہ أحرف کے متعلق اگر کسی نے کسی دوسرے قاری سے مختلف انداز پر قراءت سنی تو قرآن کریم میں اختلاف کے واقع ہونے کے خوف سے فوراً رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کیا، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ہشام کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے اور یہ واقعہ بخاری، حدیث:۴۹۹۲ میں موجود ہے۔

بہرحال ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ تمام وجوہ قراءات اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہیں، ان میں کسی انسانی کوشش وکاوش کا کوئی دخل نہیں ہے، پھر ان وجوہ کا اختلاف تناقض وتضاد کا نہیں، بلکہ تنوع اور زیادتی کا ہے، اس تنوع کے بے شمار فوائد ہیں، جو فن توجیہ القراءات میں بیان ہوتے ہیں، اور اس پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں، علمائے امت نے ان قراءات کو یاد کرنے کا اس قدر اہتمام کیا ہے کہ علم القراءات ایک مستقل فن کی شکل اختیار کر گیا ہے ہمارے رجحان کے مطابق متواتر قراءات وحی الٰہی کا حصہ ہیں، ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنا قرآن کریم کا انکار کرنا ہے ،اس سلسلہ میں ماہنامہ رشد کی اشاعت انتہائی قیمتی اور قابل قدر ہے، قبل ازیں تین قراءات نمبر شائع ہو چکے ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے:

قراءات نمبر ا، صفحات ۷۲۰، جون ۲۰۰۹ میں شائع ہوا۔

قراءات نمبر ۲، صفحات:۹۴۰، ستمبر ۲۰۰۹ میں چھپا،

قراءات نمبر ۳، صفحات: ۱۰۴۰، مارچ ۲۰۱۰ میں اشاعت پذیر ہوا۔

قراءات نمبر ۴ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس میں متنوع مضامین مدنی برادران کی دقت نظر اور ان کے زرخیز ذہن کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علم تجوید و قراءات کی خاص مکتب فکر کا مرہون منت نہیں ہے، جیسا کہ قبل ازیں تاثر دیا جاتا تھا، بلکہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی میراث ہے، جو بھی اس پر محنت کرے گا، وہ اسے حاصل کرلے گا، اللہ تعالیٰ جامعہ لاہور الاسلامیہ کے سرپرست اعلیٰ جناب حافظ عبدالرحمن مدنی حفظہ اللہ اور ان کے فرزندان ارجمند اں کو اپنے ہاں اجر جزیل عطا فرمائے، جنھوں نے بڑی محنت شاقہ کے بعد اس قراءات نمبر ۴ کو منصہ شہود لایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات قرآن کو شرف قبولیت سے نوازے اور قیامت کے دن ان کی حسنات میں اضافے کا باعث بنائے۔ آمین۔ وصلی اللہ علیہ خیر خلقہ محمد وآلہ وأصحابہ أجمعین

مفتی حافظ عبدالستار الحماد

مدیر: جامعہ الدراسات الاسلامیہ، میاں چنوں

[۳]

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين، أما بعد:

کائنات ارضی پر بسنے والے انسانوں کا اگر اپنے خالق ومالک سے رابطہ نہ ہو تو انھیں ایک قطرہ پانی کا پینے کو نہ ملے، نہ ایک لقمہ کھانے کو، کیونکہ زمین پر موجود تمام خزانوں کی تدبیر، تقدیر اور تنفیذ کے جملہ اختیارات صرف اور صرف آسمانوں اور عرش عظیم کے اوپر اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ (وفی السماء رزقکم وماتوعدون) [الذاریات: ۲۲] تمہارا رزق اور جو تم سے وعدہ کیا گیا ہے، آسمان میں ہے:

﴿ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ﴾ [سورۃ الحجر: ۲۱]

”ہر چیز کے خزانے ہمارے پاس ہیں“

اہل زمین کا آسمان سے رابطے کا واحد ذریعہ قرآن مجید ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی قدرت کا معجزہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا۝۸۸ ﴾ [سورۃ الاسرا: 88]

”کہہ دیجئے! اگر تمام جن وانس بھی جمع ہو جائیں کہ اس قرآن کی مثال لے کر آئیں تو نہیں لاسکتے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔“

قرآن مجید ہر اعتبار سے معجزہ ہے، فصاحت وبلاغت میں بھی، وسعت معانی میں بھی، معارف ولطائف میں بھی، حقائق وثبوت میں بھی، تعدد قراءات میں بھی، وعظ وتذکیر میں بھی، جامع العلوم والفنون ہونے، نظم ونثر کی تمام خوبیوں کا مجموعہ ہونے میں بھی، اور حفاظت وصیانت میں بھی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اہل ایمان بندوں کے دلوں میں قرآن کی محبت کو جس قدر راسخ کر دیا ہے، کہ وہ علوم قرآن کی حفاظت میں ہر وقت سرگرم عمل رہتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا مصداق بننا اپنے لیے باعث فخر وشرف

سمجھتے ہیں:

«خيركم من تعلم القرآن وعلمه» [صحیح بخاری]

قرآن علوم میں سے ایک اہم علم جس کی طرف صرف خواص ہی متوجہ ہوتے ہیں، وہ ہے ” قراءات سبعہ “ جو تواتر سے ثابت ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف، فأقرؤا ما تيسر منه» [صحيح بخاري]

چونکہ یہ علم دقت طلب ہے، لہٰذا عوام الناس کیا اکثر حفاظ کی توجہ بھی اس طرف کم ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حفاظت قرآن کا ذمہ خود لیا ہے، لہٰذا وہ اپنے بندوں میں سے جن کو چاہتا ہے، ان کے دلوں میں قرآن کی ایسی محبت پیدا کر دیتا ہے کہ یہ مشکل کام ان کا محبوب مشغلہ بن جاتا ہے۔

پاکستان میں قراءات سبعہ کی تعلیم کا سلسلہ تو شروع سے بعض دینی مدارس میں چلا آرہا ہے، لیکن اس علم ذی شان کے تمام پہلوؤں پر شرح وبسط کے ساتھ گفتگو، اس کی اہمیت وفضیلت اور اشاعت کی منصوبہ بندی، اس پر اٹھنے والے اعتراضات کا مفصل جائزہ، اور معترضین کی زبان بندی، وقلم شکن کا کام اس سے پہلے دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ یہ سبقت مدنی خاندان کے حصے میں آئی۔ اور ملک کے بہت سے کبار قراء کرام (حفظہم اللہ، ورحم من فی ذمتہ) سے کسب فیض کرنے والے مخزن علم القراءات جناب ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی صاحب اور ان کے اخوان وانصار نے اس کا علم اپنے ہاتھ میں لیا ہے اور ششماہی مجلہ ” رشد “ کے نام سے تین خاص نمبر شائع کئے ہیں، جن کی ضخامت ۳۰۰۰ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔

میں نے ان مجلات کے بعض حصے دیکھے ہیں اور مضامین کی فہرست پڑھی ہے، جس سے بآسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس علم کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ جس میں صرف قراء ہی نہیں بلکہ شیوخ الحدیث، اور محققین علماء بھی شامل ہیں، چونکہ اس موضوع پر ہر دور اور ہر ملک کے علماء وقراء نے اپنے اپنے انداز میں کام کیا ہے۔ لہٰذا قرونِ اولیٰ کے فقہاء ومحدثین سے لے کر آج تک کے علماء کی تحقیق کی جھلکیاں بھی اس میں ملیں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ مدنی خاندان کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہ علم جو پہلے تعلیم وتعلم تک محدود تھا، اب مساجد کے محرابوں میں مختلف قراءات میں تلاوت قرآن مجید کی گونج سنائی دے رہی ہے۔ میں ذاتی طور پر جب خصوصا نماز میں دیگر قراءات سنتا ہوں، تو مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ جب میں نے یہ پڑھا کہ نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز میں ’ ورش ‘ میں تلاوت فرمایا کرتے تھے، تو میرے دل میں ’ ورش ‘ سیکھنے کا شوق پیدا ہوا، لیکن افسوس کہ یہ حسرت پوری نہ ہوسکی۔

مختلف قراءات میں بے شمار، حکمتیں اور فوائد ہیں۔ ان میں ایک بہت اہم فائدہ، مختلف معانی کا حصول اور اوقات کا تنوع ہے، ارباب ذوق کے لیے ” علم الأوقاف “ میں دلچسپی اور لذت وحلاوت کا سامان ہے۔ سعودی عرب میں پہلے قرآن مجید کی طباعت صرف ”روایت حفص“ میں ہوتی ہے۔ بعد ازاں جب ” ورش “ مصحف طبع ہو کر آیا تو اس کے اوقاف دیکھ کر اندازہ ہوا کہ وہ معانی اور مفہوم کے اعتبار سے بہت اثر انگیز ہیں۔ صرف اوقاف سے ہیں بہت سارے قرآنی اسرار ورموز کھل کر سامنے آجاتے ہیں۔

مجلہ ” رشد “ کا چوتھا شمارہ علم القراءات کے سمندر سے بہت سارے موتی نکال کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا چاہتا ہے۔ مجھے (الحمد للہ) قرآن مجید اور علوام القرآن سے محبت ہے، علوم القرآن کے خزانوں کو تلاش کر کر کے اہل ایمان کے

سامنے پیش کرنے پر مدنی خاندان سے بھی محبت ہے، جس نے علوم قرآن وحدیث کا دفاع کرنے میں ہمیشہ ہراول دستہ کا کردار ادا کیا۔ پرویزیت، اصلاحیت اور غامدیت کے سیلاب کا راستہ روکا، اور ملحدانہ افکار و نظریات کے حاملین کو برسر میدان شکست سے دوچار کرکے حق کے علم کو بلند کیا اور بلند رکھا۔ علم القرات پر وارد ہونے والے اعتراضات کا بھی دلائل سے رد کیا۔ اللہ تعالیٰ اس مجلہ کو قبولیت عامہ عطا فرمائے۔ اور اس پاکیزہ محنت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے۔

آخر میں ہدیہ تبریک پیش کرنا چاہوں گا، اپنے ممدوح علامہ حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ کی خدمت میں، اللہ تعالیٰ ان کو صحت وسلامتی عطا فرمائے، اور سالارِ قافلہ کی حیثیت سے کتاب وسنت کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی طرح جناب انس نضر مدنی، ڈاکٹر حافظ (ناشر القراءات) حمزہ مدنی اور نعیم الرحمن ناصف کو اس عظیم الشان خدمت پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس ''مجلہ'' کو محبین علوم القرآن کی توجہ کا مرکز بنائے اور ہم سب کو خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

حافظ مقصود احمد

مدیر: ماہنامہ التوحید، اسلام آباد

[۴]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جامعہ لاہور الاسلامیہ کے کلیۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ نے ماہنامہ رشد قراءات نمبر (۱،۲،۳) کی اشاعت کرکے بالعموم علوم القرآن اور بالخصوص علم التجوید وعلم القراءات سے متعلقہ متعدد علوم پر ایک قیمتی علمی ذخیرہ اردو زبان میں مہیا کر دیا ہے۔ اس مجموعہ کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ اس میں عام مسلکی رجحانات سے بالاتر ہو کر خالص علمی وفنی بنیادوں پر مضامین کا انتخاب کیا گیا ہے۔ والد گرامی حضرت ڈاکٹر مولانا قاری احمد میاں تھانوی حفظہ اللہ کا بیان ہے کہ ان تین ضخیم مجلدات میں شامل بعض مضامین کے مندرجات سے علمی اتفاق یا اختلاف کی گنجائش ہونے کے باوجود یہ ایک نہایت قابل قدر کاوش ہے اور بلاشبہ فنِّ تجوید وقراءات کی عظیم خدمت ہے۔ اب الحمد للہ رشد قراءات نمبر ۴ تیاری کے مراحل میں ہے۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن حضرات کی اس خدمت کو شرفِ قبول عطا فرمائے اور اہل علم وفن کے لیے نافع بنائے، آمین!

والسلام

ڈاکٹر قاری رشید احمد تھانوی[۱]

پروفیسر پنجاب یونیورسٹی لاہور

---

[۱]

[۵]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابھی مسلسل سفر میں ہوں۔ پھر ملاقاتیں اور میٹنگز، دل تو چاہتا ہے لکھوں مگر تھکاوٹ اور ذہنی مصروفیت ابھی یکسوئی کی طالب ہے۔ یہ چند سطور ہیں جو اس سفری حالت میں زیر قلم لاسکا ہوں۔

گذشتہ شماروں کے مطالعہ سے یہ حقیقت تو اظہر من الشمس ہے کہ رشد کی بسم اللہ ہی علمی اور تحقیقی بنیاد پر رکھی گئی۔ مضامین کی وسعت اور ان کی گہرائی و گیرائی کی قدر اس وقت معلوم ہوتی ہے جب اس میں قدیم وجدید پختہ علماء ودانشوروں نے اپنا حصہ تحقیق ڈالا ہو۔ مکتوب موضوعات پڑھ کر دل کو تسلی ہوتی ہے کہ ایسے مسائل کو اختلافی شکل دینا اسلاف کا کام نہ تھا بلکہ وہ معترض بنے بغیر تحقیق کو اپنا شعار بناتے اور اپنے خیالی نقطہ نظر پر اڑنہ جاتے۔

آج کے اس دور میں جب کہ علوم کا انکشاف تحقیق وتدقیق کے سوا ممکن ہی نہیں، اس موضوع پر کچھ لوگ مزاجی انانیت کا شکار ہو کر مخالف سمت میں چلنا ہی فخر سمجھتے ہیں جو میرے خیال میں ارجاف پسندی ہے۔ قراءات سبعہ، حروف سبعہ اور علم تجوید کیا کچھ حقیقت نہیں؟ ان کا تعین ازروئے تحقیق کرنا کیا روایت پسندی ہے؟ اور اگر شواہد مل جائیں تو پھر تعلی کا ہے کی؟ ایک محقق تو ایسے شواہد کو اپنے لئے نعمت غیر مترقبہ سمجھتا ہے کہ اچھا ہوا سوال کا جواب مل گیا مگر یہ کون سی خوبی ہے کہ میں نہ مانوں۔ ایک فن سے ناواقفیت بھی محرومی ہے، مگر اس کا انکار سب سے بڑی محرومی ہے۔

ماضی سے جڑنا ہی روایت پسندی ہے اور اس سے کٹنا تحقیق نہیں۔ کچھ تو وضعداری ہونی چاہیے۔ یہ جستجو جاری رہنی چاہیے اور استدلال ودلیل کی آمدورفت باقی رہنی چاہیے۔ ماضی میں مسلم علماء کے مابین انہی ابحاث نے علوم کو جنم بھی دیا اور پختگی عطا کی۔ امید ہے اس علمی و تحقیقی مزاج کے حامل مجلہ کی یہ ریت ان علوم کو مزید نکھار دے گی اور مشکوک اذہان کے لئے حقیقت حال کو یقینی بنائے گی۔

جلیل القدر علماء فن کی اس میں مساہمت علم قراءت کو اجماعی حیثیت دیتی ہے۔ پھر اسے اختلافی بنانا کون سی علمی کاوش ہے جو محض چند وسوسوں اور ذاتی خیالات پر مبنی ہو۔

یہ سبھی علماء اس داد کے مستحق ہیں جنہوں نے بغیر کسی تاثر وتاثیر کے روایات اور طرز ادا کی چھان بین کی اور حقائق پر مبنی اپنے بے لاگ تبصرے اور تائیدی بیانات دیے۔ ہر مضمون جامعیت کے اعتبار سے اپنی خاصیت کو پیش کر رہا ہے اور شاید ہی کوئی موضوع یا سوال ایسا ہو جو علمی پیاس نہ بجھاتا ہو۔

ڈاکٹر محمد ادریس زبیر
الھدیٰ انٹرنیشنل، اسلام آباد

[۶]

الحمد لله الوحد القهار والصلاة والسلام على سيد الأبرار وعلى آله الاطهار وصحبه الأخيار ،
أما بعد !

قرآن حکیم رب رحمان کا کلام عالی شان اور رسول امین علی الصلاۃ والسلام پر نازل کردہ زندہ و جاوید معجزہ ہے، اس کتاب عظیم کے منزل من اللہ اور آخری الہامی کتاب ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

یہ عالی قدر کتاب عجائب، رموز و اسرار کا خزینہ اور علم و معارف کا گنجینہ ہے۔ یہ ایسی افضل کتاب ہے جو باطل کی ملاوٹ سے بالکل مبرا اور پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے:

﴿لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿٤٢﴾﴾ [حم السجدة : ۴۱:۴۲]

فرما کر اس میں باطل کی ملاوٹ و آمیزش سے پاک وصاف ہونے کا اعلان کیا ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴿٩﴾﴾ [سورۃ الحجر:۱۵:۹]

فرما کر اس کی حفاظت و صیانت کا وعدہ کیا ہے،

﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ﴿١٧﴾﴾ [سورة القيامة :75:7]

فرما کر نص قرآن اور تلفظ و ادا کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہے۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید کے تلفظ و ادا کو سات مختلف اسالیب میں پڑھنے کی اجازت فراہم کر کے دراصل اعجاز قرآنی کو برقرار رکھا۔ اس کریم ذات نے اس بابرکت کلام کو ”سبعہ أحرف“ میں نازل فرما کر عرب قبائل کے لیے آسانی فرمائی۔

یہ سات اسالیب قرآن امام القراءات محمد رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج تک بامتواتر پڑھے پڑھائے جا رہے ہیں۔ آج بھی مختلف ممالک میں ان متنوع اسالیب میں قرآن مجید کی تلاوت سنی جاسکتی ہے۔ یہ کوئی فتنہ عجم نہیں ہے، جیسا کہ منکرین قراءات باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں، بلکہ عرب ممالک میں اب تو سرکاری سطح پر متنوع قراءات پر مشتمل مصاحف بڑے اہتمام سے شائع کئے جا رہے ہیں۔ دنیا بھر کے نامور مدارس و معروف جامعات مثلاً جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، جامعہ ازہر قاہرہ وغیرہ میں ان قراءات کے مستقل شعبہ قائم ہیں۔

عالم عرب کی بڑی مساجد و مدارس میں ان متنوع محفوظ قراءات کے مطابق نمازوں کی امامت کی جاتی ہے، آغاز اسلام سے لے کر اب تک اللہ تعالیٰ نے حاملین قرآن کی ایک ایسی قدسی جماعت پیدا فرمادی ہے کہ جس نے سینہ بہ سینہ نص قرآن کو متنوع اسالیب کی صورت میں اپنے سینوں میں محفوظ کیا۔ عہد عثمانی میں اسے مصحف میں مستقل مدون کیا گیا، اور اہل ایمان اسے پڑھتے پڑھاتے رہے، بعد ازاں باقاعدہ ”علم تجوید و قراءات“ کے نام سے اس کے اصول وضوابط بھی مدون کیے گئے جو آج تک اہل علم و اصحاب فن کے ہاں معروف ہیں۔

ان سب کے باوجود تحریک استشراق کے ہرکاروں نے دیگر علوم اسلامیہ کے ساتھ قرآنی الفاظ و تلفظ کی حقانیت کو بھی معرض شک وشبہ میں لانے کی ناکان جسارت کی اور بے اعتراضات وارد کیے، بعد ازیں ان مستشرقین کی معنوی ذریت اور ان کے خوشہ چین وفکری جانشین نے۔ ان کے چبائے ہوئے نوالے دوبارہ اپنے منہ میں لے کر مہمل

اعتراضات و شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی، اور ان متنوع قراءات کو فتنۂ عجم سے تعبیر کیا، یہ ان کی علوم قرآن اور قراءات قرآنیہ سے لاعلمی وبابلدی کی بین دلیل ہے۔ اگر وہ علم وتحقیق کا راستہ اختیار کرتے تو وہ ایسی جسارت نہ کرتے۔ دراصل قرآن مجید کی متنوع قراءات کے انکاری وہی لوگ ہیں جو مغربی افکار و نظریات سے متأثر ومرعوب رہیں، اور ضرورت اس امر کی ہے کہ مستشرقین کے ساتھ ان کے پروردہ لوگوں کے اعتراضات، شکوک وشبہات کا جواب دیا جائے اور دفاع علوم قرآن و قراءات قرآنیہ کا حق ادا کیا جائے۔ الحمد للہ اس ضرورت کو مجلہ 'رشد' نے کافی حد تک پورا کر دیا ہے۔

مجلہ رشد ایک علمی و تحقیقی مجلہ ہے، جو پچھلے کئی برسوں سے علم و تحقیق کی آبیاری میں مصروف عمل ہے، علمی حلقوں میں یہ مؤقر مجلہ محتاج تعارف نہیں ہے، یہ مجلہ ' قراءات نمبرز' سے قبل متعدد خصوصی نمبرز شائع کر چکا ہے، جو منظر عام پر آکر اہل علم وارباب دانش سے داد تحسین پا چکے ہیں۔

زیر تبصرہ مجلہ " رشد" کی قراءات قرآنیہ پر خصوصی اشاعت کے تین ضخیم شمارے میرے سامنے ہیں۔' رشد' کے قراءات نمبرز کا پہلا شمارا جون ۲۰۰۹ء میں ۷۲۰ صفحات، دوسرا شمارا ستمبر ۲۰۰۹ء میں ۹۳۶ صفحات اور تیسرا حصہ تکمیل کے مراحل میں ہے(یسر الله طبعه)اس طرح حجت قراءات اور دفاع قراءات قرآنیہ پر مجلہ " رشد" کا اردو زبان، میں یہ بہت بڑا کارنامہ اور منفرد علمی و تحقیقی کاوش ہے۔

ان خصوصی اشاعتوں میں دنیا بھر کے متعدد اہل علم وفضل وارباب تحقیق کے علمی و تحقیقی مضامین شامل اشاعت ہیں۔

ہر گلِ را رنگ وبوئے دیگر یست ہر بیان را جمال دیگر است

کے مصداق اپنے اپنے موضوع میں منفرد اور اہم ہیں، ان تینوں شماروں کے درجنوں مضامین میں سے ہر ایک پر الگ الگ سے تبصرہ کرنا تو ناممکن اور طوالت کا باعث ہو گا، البتہ مجموعی طور پر ہر مضمون نگار نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے علم و تحقیق کے موتی پروئے ہیں، اس خصوصی اشاعت میں جہاں حجت قراءات ودفاع علوم قرآن ہر ایک علمی مواد جمع ہو گیا ہے، وہاں تحریک استشراق اور اہل اشراق کے نہایت بودے کمثل العنکبوت اعتراضات کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے، علاوہ ازیں قراءات عشرہ متواترہ اور سبعہ احرف پر گراں قدر اور قیمتی خزینہ زینت قرطاس ہے، نیز فتاویٰ جات بابت قراءات عشرہ وحجیت قراءات، مشاہیر قراء کرام کے تذکرے، تاریخ قراءات ، اعجاز قرآن کے علمی پہلو، اہل علم کے انٹرویوز، علمی مکاتیب اور دیگر مباحث قراءات پر رنگا رنگ مدلل مضامین نے اس مجلہ کی خصوصی اشاعت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اس پر مستزاد علوم قراءات سے متعلقہ عربی زبان کا علمی مواد پہلی دفعہ اردو زبان میں منتقل ہو کر علمی مجلہ کی زینت بنا ہے۔ جو ایک خاصے کی چیز ہے۔

بلاشبہ علم قراءات عشرہ متواترہ اور اس کے متعلق علوم پر اردو زبان میں ایک عمدہ و بہترین مجموعہ علمیہ تیار ہو کر منصۂ شہود پر آیا ہے۔

مجلہ ' رشد' کے یہ قراءات نمبرز دفاع قراءات قرآنیہ پر ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتے ہیں، جو فنِ قراءات کے شائقین اور محققین حضرات کے لیے ایک بہترین مرجع اور مستند مصدر کی صورت اختیار کر چکے ہیں۔ آئندہ

مستقبل میں جو بھی محقق علم قراءات پر قلم اٹھائے گا تو وہ ضرور اس مجموعہ کی طرف رجوع کرے گا، اور اسے مفید و نافع پائے گا۔

میرے ناقص خیال میں مجلہ ' رشد ' کی خصوصی اشاعت اردو زبان میں حجیت قراءات اور دفاع قراءات کے حوالے سے دنیا بھر میں سب بڑی اور منفرد علمی کاوش ہے۔

قراءات قرآنیہ کے اس علمی و تحقیقی مجموعے کو ہر لائبریری کی زینت ہونا چاہیے۔ اردو زبان میں یہ ایک نادر علمی اور قابل صد تحسین تحفہ ہے۔ اس تمام کاوش کا سہرا مجلس التحقیق الاسلامی لاہور کے سرپرست اعلیٰ محترم المقام ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ، مجلہ ' رشد ' کے مدیران ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی، حافظ انس نظر مدنی، حافظ نعیم الرحمن ناصف اور جملہ فاضلہ معاونین کو جاتا ہے کہ جنھوں نے اس ضرورت کو محسوس کر کے عملی طور پر اس علمی کاوش کو منظر عام پر لانے کی سعی مشکور فرمائی۔ فجزاهم الله عنا خيرا الجزاء

اللہ تعالیٰ جامعہ لاہور الاسلامیہ اور مجلہ ' رشد ' کے بیدار مغز دوست واحباب کی حفاظت فرمائے، ان کی تمام تر مساعی جمیلہ اور خدمات جلیلہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور انھیں دنیا و آخرت میں اجر عظیم سے نوازے۔ آمین

حافظ ریاض احمد عاقب اثری

(مدرس) مرکز ابن قاسم، ملتان

[۷]

محترم۔۔۔۔۔چیف ایڈیٹر صاحب۔۔۔

تفسیر و حدیث کا علم ہو یا احکام و مسائل کا ذکر، تحقیق و تنقید کی بحث ہو یا فضائل و مناقب کے دل آویز تذکرے، الغرض! جیسی بھی معلومات کا حصول مقصود ہو، اس میں رسائل و جرائد کی اہمیت اپنا ایک خاص مقام رکھتی ہے۔ قاری کو محدود صفحات میں کافی وشافی تحریر پڑھنے کو مل جاتی ہے۔

دوسری طرف صرف مذہبی رسائل و جرائد کی دنیا پر نگاہ ڈالی جائے تو پاکستان میں یہ تعداد سیکڑوں میں داخل ہو چکی ہے۔ لیکن جب رطب و یابس سے پاک اور معیاری رسائل کا سراغ لگایا جائے تو ایسی اُلٹی گنتی شروع ہو جاتی ہے کہ انھیں انگلیوں پر شمار کیا جا سکتا ہے۔ ماہنامہ ' رشد ' انھی چند ایک معیاری رسائل میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ ایک انقلابی شخصیت کے مالک ہیں۔ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ ایسے موضوعات کو ' رشد ' میں جگہ دی جائے، جن کی عصر حاضر میں اَشد ضرورت ہو۔ حال ہی میں انہوں نے ' علم القراءات ' پر تین ضخیم خصوصی شمارے شائع کیے ہیں، اپنی تنظیمی اور نجی مصروفیات کے سبب انہیں بالاستیعاب تو نہیں پڑھ سکا، مگر من حیث الاغلب نگاہ ڈالی ہے۔ میں نے ہر زاویے سے بعض مقامات اور بالخصوص فہرست کو دیکھا ہے اور اسے ہر حوالے سے قابلِ تحسین پایا ہے۔ آج اسے دیکھ کر میرا دل باغ باغ ہے، بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ یہ منفرد اور تخلیقی کاوش اپنے موضوع میں "انسائیکلوپیڈیا" کی حیثیت رکھتی ہے۔

ایک ایسا علم جو فی زمانہ قحط الرجال کا شکار ہو چکا تھا، اس کے لیے یہ تحقیقی کام بارانِ رحمت ثابت ہوا ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ "رُشد" کتنے سال کا ہو چکا ہے؟ اور مزید کتنی عمر پائے گا؟ اس کا بھی کوئی اندازہ نہیں ہے۔ لیکن میرا وجدان کہتا ہے کہ "علم القراءات" سے متعلق یہ علمی سرمایہ "رشد" کے ماتھے کا جھومر بنا رہے گا، نیز اس کی پہچان بن جائے گا۔ یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس تحقیقی کاوش نے "رُشد" کے علمی قد کاٹھ میں بے پناہ اضافہ کر دیا ہے۔

اوپر ذکر کردہ ساری باتوں کے ساتھ ساتھ اس کام میں مجھے درج ذیل باتیں نمایاں طور پر اچھی لگیں:

a اس تحقیقی کاوش میں ایک مفقود ہوتے علم کو جلا بخشی گئی ہے۔
b موضوع کے ہر پہلو سے متعلق ایک تحقیقی مضمون ہدیہ قارئین کیا گیا ہے۔
c مضامین کے حسنِ انتخاب میں بلا امتیاز ہر مکتب فکر کے اساطین علم و دانش کی نگارشات کو یکجا کر دیا گیا ہے، جس سے اس مسئلہ کے اجماعی و اتفاقی ہونے پر مہرِ تصدیق ثبت ہو گئی ہے۔
d مضامین کی حسن ترتیب قاری کو توجہ مبذول کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔
e تحریر کا معیار ہر حوالے سے معیاری اور تحقیقی ہے، بل کہ بعض تحقیقات تو قاری کے ذہن پر گہرا اثر چھوڑ جاتی ہیں۔
f عوام الناس اور طلبا و علما کے لیے یکساں مفید ہے۔

صرف ایک مشورہ دینا چاہوں گا کہ یہ کاوش کتابی شکل میں معیاری طباعت میں شائع ہونے کا بھرپور حق رکھتی ہے، تاکہ زیادہ سے زیادہ قارئین کی اس تک رسائی آسان ہو سکے۔

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اُمت مسلمہ کے لیے نافع اور مفید بنا دے اور ماہنامہ "رُشد" کی مجلس نظامت سے مزید دین حنیف کا کام لے۔ آمین یارب العالمین

والسلام
حافظ عبدالحمید عامر
مدیر جامعہ العلوم الاثریہ، جہلم

[۸]

الحمد لله ، والصلاة والسلام على رسول الله ﷺ، أما بعد:

قراءاتِ قرآنیہ کا علم اُس بحرِ بے کراں کی مانند ہے جو علومِ شرعیہ کی تمام انہار کی اساس ہے۔ علومِ شرعیہ ہوں یا علومِ عربیہ، ہر ایک میں قراءات سے بہر صورت استفادہ کیا جاتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ اہل علم نے جہاں قراءات کو عقائد و احکام اخذ کرنے کا سرچشمہ قرار دیا ہے، وہاں ایک مفسر کے لئے بھی اسے ضروری کہا ہے۔ علاوہ ازیں فقہ میں کام کرنے والے بھی احکامِ شرعیہ کے استنباط میں متنوع قراءات سے ضرور استفادہ کرتے ہیں۔

اس علم کی اس قدر مسلمہ اہمیت کے باوجود آج کل نہ صرف اس کے ماہرین کی تعداد بہت کم ہے، بلکہ بالعموم

تلاوتِ قرآن بھی صرف ایک ہی قراءت کے مطابق کی جاتی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عہدِ عثمانی میں جب اختلافِ قراءات کا مسئلہ پیش آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کو لغتِ قریش کے رسم پر لکھوا دیا، پھر اسی کی نقول تمام علاقوں کی طرف ارسال کر دیں اور یہ حکم صادر فرما دیا کہ اب لوگ صرف اسی کے مطابق تلاوت کریں۔ بہر حال ہمارے ہاں اگرچہ دوسری قراءات غیر معروف ہیں مگر بعض دیگر ممالک (جیسے مراکش، لیبیا اور سعودیہ وغیرہ) میں اب بھی ان کے مطابق تلاوت کی جاتی ہے اور ان کی تعلیم و تدریس کا کام جاری و ساری ہے۔

ضرورت اس امر کی تھی کہ یہاں بھی یہ علم متعارف کرایا جائے، اس کی مختلف جہات اور مختلف پہلوؤں پر علمی کام کیا جائے اور اس کے وہ تشنہ پہلو زیر بحث لائے جائیں، جن پر بطورِ خاص اردو زبان میں تا حال کوئی کام نہیں ہوا۔ غالباً اسی ضرورت کی تکمیل کے پیش نظر "جامعہ لاہور الاسلامیہ" کے "کلیۃ القرآن" نے بارش کا پہلا قطرہ اور روشنی کی پہلی کرن بننے کی سعادت حاصل کی ہے، جو ماہنامہ رُشد کے قراءات نمبرز کی تین ضخیم جلدوں کی صورت میں آج ہمارے سامنے ہے۔ علم قراءات کا تعارف، حجیت، شرعی حیثیت، منکرین حدیث اور مستشرقین کے اعتراضات کا جائزہ وغیرہ، جیسے اہم موضوعات پر ان نمبرز میں نہ صرف اندرونِ ملک بلکہ بیرونِ ملک کے علماء نے بھی اپنی اپنی علمی تحقیقات پیش کی ہیں۔ یوں کہا جائے کہ اردو زبان میں یہ اپنی نوعیت کا منفرد اور اولین کام ہے تو بے جا نہ ہو گا۔

بلاشبہ اس علمی اور قرآنی خدمت کو انجام دینے پر مذکورہ تحقیقی میگزین کے سرپرست حافظ عبد الرحمن مدنی حفظہ اللہ، مدیر اعلیٰ ڈاکٹر حافظ انس نضر حفظہ اللہ اور مدیر ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ اور ان کے تمام معاونین خراجِ تحسین اور مبارک باد کے مستحق ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور مزید اس طرح کی علمی و تحقیقی خدمات پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ڈاکٹر حافظ عمران ایوب

یونیورسٹی آف لاہور

[۹]

محترم و مکرم ڈاکٹر حافظ عبد الرحمن مدنی۔حفظہ اللہ۔زادکم اللہ عزا و شرفا،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ یہ آپ کی شفقت و محبت ہے کہ آپ کا مؤقر رسالہ محدث باقاعدگی سے مل رہا ہے۔ جزاکم اللہ أحسن الجزاء جامعہ رحمانیہ کے طلبہ کے جذبات و احساسات کو صفحہ قرطاس پر منتقل کرنے کیلئے ایک چھوٹا سا رسالہ رُشد اپنا ارتقائی سفر طے کرتے کرتے ایک مؤقر جریدہ بن چکا ہے، جو آج علمی دنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کے قراءات نمبرز جو متنوع موضوعات پر مشتمل ہیں اور تمام مضامین جدید اسلوب تحقیق کے معیار کے مطابق پیش کیے گئے ہیں۔ قراءات سبعہ و عشرہ کے متعلق تمام شبہات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

عجیب بات ہے کہ قراءات سبعہ و عشرہ کو منکرینِ قراءات "فتنۂ عجم" سے تعبیر کرتے ہیں جبکہ عالمِ اسلام میں یہ

قراءات معمول بہا ہیں۔ مختلف ممالک میں مختلف قراءات میں قرآن پاک چھپ چکے ہیں، خصوصاً افریقی ممالک میں قراءۃ ورش اور قالون عام ہے۔ ان کے ہاں ان قراءات میں قرآن پاک شائع اور تقسیم کیے جاتے ہیں۔ مراکش میں باقاعدہ مجمع الملك فهد کی طرز پر مؤسسة محمد السادس لنشر المصحف کا ۲۰۱۳ء میں آغاز کیا گیا۔ جو روایت ورش میں ہزاروں کی تعداد میں مصحف شائع کرتی ہے اور وزارت مذہبی امور کے توسط سے تمام افریقی ممالک میں یہ مصحف ارسال کیے جاتے ہیں۔ آپ کے یہ قراءات نمبر بلاشبہ منکرینِ قراءات کے مسکت جوابات پر مشتمل ہیں، اور جو لوگ قراءات کے حوالہ سے متردد تھے ان کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ میرے علم کی حد تک برصغیر پاک وہند میں اس سے قبل ایسا وقیع علمی کام نہیں ہوا۔ اس عظیم اور مفید کام پر آپ اور آپ کے تمام رفقاء مبارکباد کے مستحق ہیں۔ آپ کی اس کاوش کو دیکھ کر دل سے دعا نکلتی ہے، کہ اللہ رب العزت اس محنت کو آپ اور آپ کے ساتھیوں کے لیے سعادت دارین کا ذریعہ بنائے اور مسلمانوں کے لیے اسے نافع اور مفید بنائے۔ آمین

ڈاکٹر قاری عبد الحنان حامد
انٹر نیشنل اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

سلف مع القرآن

الشیخ عبد العزیز منصور حفظہ اللہ نے اپنی کتاب 'شرح تنقیح فتح الکریم' للشیخ أحمد عبد العزیز الزیات رحمہ اللہ کے صفحہ ۳۲ پر لکھا ہے کہ الشیخ ابو الحسن علی الحصری رحمہ اللہ نے کئی مشائخ سے علم قراءات حاصل کیا۔ ان میں سے پہلے استاد الشیخ ابو بکر القصری رحمہ اللہ ہیں، جن پر انہوں نے کل ۱۰ سال میں معروف قراءات سبعہ ۹۰ دفعہ تکمیل قرآن کے ساتھ مکمل کیں۔ سبحان اللہ

یہ بات امام ابن جزری رح نے النشر الکبیر میں بھی ذکر کی ہیں۔

1875ء سے تا حال، برصغیر کے جملہ مکاتب فکر کی علمی میراث کے اِحیا کا عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا

مجلس التحقیق الاسلامی کے **شعبہ رسائل و جرائد** کے زیر اہتمام

موسوعہ فہارس مجلاتِ علمیہ

Encyclopedia of Combined Index of Urdu RESEARCH JOURNALS

شعبہ ہٰذا کی 20 سالہ محنتِ شاقہ اور 25 سے زائد اہل علم و فن کی شبانہ روز کاوشوں کا مظہر

اہل حدیث، دیو بندی، بریلوی اور تحریکی حلقوں کے علمی جرائد کے ساتھ، **HEC** کے تمام تحقیقی جرنلز پر مشتمل

■ 55 علمی جرائد کے 7435 شمارے ■ 16 ہزار مصنفین ■ ڈیڑھ لاکھ علمی مقالات ■ 12 ہزار موضوعات کے تحت ■ 21 جلدوں پر وسیع

زیر سرپرستی: ڈاکٹر حافظ عبدالرحمٰن مدنی | **انتظام:** ڈاکٹر حافظ انس مدنی، ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی | **علمی نگرانی:** ڈاکٹر حافظ حسن مدنی | **ترتیب و تدوین:** محمد شاہد حنیف و 8 معاونین

خصائص 1 اُردو بلکہ دنیا کی کسی بھی زبان میں میں علمی وتحقیقی مضامین کی وسیع ترین فہرست index 2 برصغیر کے ممتاز اہل علم و دانش، اداروں، تحریکات اور یونیورسٹیوں کی تحقیقات محفوظ ومرتب 3 ہزاروں موضوعات پر اپنے اسلاف کی خدمات کو چند منٹوں میں یکجا کرنا اور استفادہ کرنا ممکن 4 مجلات میں شائع شدہ مضامین پر مشتمل بیسیوں کتب کی تیاری اور علمی تحقیقات تک رسائی انتہائی آسان 5 بے جا تکرار کا خاتمہ، تشنہ موضوعات تک رسائی اور تحقیق کے معیار میں غیر معمولی بہتری اور ہم آہنگی 6 محدث لائبریری میں 21 جلدوں میں موجود اور تمام مجلات کے تمام شمارہ جات دستیاب 7 دنیا بھر سے استفادہ کے لئے محدث ویب سائٹس میں 'خزینہ مراجع اسلامیہ' Center for Islamic Resources کی نئی ویب سائٹ کی تشکیل جہاں چار مزید فہارس پروجیکٹس سے بھی افادہ عام ہوگا۔ 8 موسوعہ ہٰذا کی افادیت، ترتیب، منہج اور طریقہ استعمال پر جامع مقدمہ (نگران علمی کے قلم سے) 9 رؤیت ہلال یا عائلی قوانین جیسے ہزاروں موضوعات پر تمام مکاتب فکر کے سینکڑوں مضامین کی فہرست چند لمحوں میں

موسوعہ میں شامل علمی مجلات کے تمام شمارے

■ اشاعۃ السنۃ، امرتسر، 1878ء ■ فکر ونظر، اسلام آباد، 1963ء ■ محدث، دہلی، 1933ء ■ ترجمان القرآن، لاہور، 1932ء
■ محدث، لاہور، 1970ء ■ معارف، اعظم گڑھ، 1916ء ■ رحیق، لاہور، 1956ء ■ برہان، دہلی، 1938ء
■ ترجمان الحدیث، لاہور 1969ء ■ الشریعہ، گوجرانوالہ، 1989ء ■ رُشد، لاہور 1994ء ■ بینات، کراچی، 1962ء
■ حرمین، جہلم 1991ء ■ الحق، اکوڑہ خٹک، 1965ء ■ ترجمان السنۃ 1989ء ■ میثاق، لاہور، 1959ء
■ مرقع قادیانیت، امرتسر 1907ء ■ منہاج، لاہور، 1983ء ■ وفاق المدارس، ملتان 2000ء ■ فقہ اسلامی، کراچی، 2000ء

HALF YEARLY RUSHD LAHORE
+92-42-35866476 +92-42-35866396
Vol:22 | No:1
LRL No 416

قراءات نمبر 4

اجرائے "رشد" کے اہداف ومقاصد

- طلبائے مدارس میں اُردو زبان وادب کا ذوقِ سلیم پیدا کرنا تا کہ صحت مندانہ اسلامی صحافت کو فروغ دیا جاسکے۔
- تفہیم قرآن وحدیث کے عنادین کو مستقل تحریکی شکل دینا، تا کہ ہر مسلمان کو معرفتِ الٰہی کی دولت لازوال نصیب ہو سکے۔
- ملت اسلامیہ کے ہر فرد کو تکمیلِ ذات اور اصلاحِ غیر کا پیکر بنانا، تا کہ امت فریضہ دعوت وتبلیغ سے عہدہ برآ ہو سکے۔
- کسی خاص فقہی مکتبِ فکر کے بجائے دین اسلام کی ترجمانی کرنا، تا کہ وحدت امت کو قائم رکھا جاسکے۔
- قراءات قرآنیہ اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین وسنن کی حجیت کو ثابت کرنا، تا کہ فتنہ انکارِ قراءات متواترہ اور فتنہ استخفاف وانکارِ حدیث کی بیخ کنی جاسکے۔
- فتن جدیدہ پر مثبت انداز میں تنقید وتردید کرنا، تا کہ فہیم عناصر میں فکرِ صحیح کو پروان چڑھایا جاسکے۔
  پیش آمدہ مسائل پر فہم اسلاف کی روشنی میں آزاد اجتہادی رائے دینا، تا کہ جمود وتجدد کے مہلک مرض سے محفوظ رہا جاسکے۔
- اسلام کی آفاقی تعلیمات کی معتدل اسلوب میں تعبیر کرنا، تا کہ مسلکِ اعتزال کا سدِ باب کیا جاسکے۔
  ارتقائے شعور ملی اور احیائے ملتِ اسلامیہ کے لیے جدوجہد کرنا، تا کہ اسلامیان کی نشاۃِ ثانیہ کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے۔

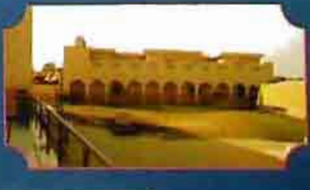

1234567890

دار المصنفین
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
G/F-3 ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
0308-4131740 0300-4262092
Facebook/Dar-ul-Musannifeen
darulmusannifeen@gmail.com

اسٹاکسٹ

قیمت: -/500

www.kitaboSunnat.com